قدیم

آبائی بزرگ و انبیاء

ایلن جی ہوائیٹ

قدیم آبائی بزرگ
و
انبیاء
کے سوانح حیات



قدیم آبائی بزرگ
و
انبیاء
کے سوانح حیات

قدیم بزرگوں اور انبیاء کرام کے سوانح حیات میں زمانوں کی عظیم جنگ کی داستان

ایلن۔جی ہوائیٹ

"اے ازلی بادشاہ! تیری راہیں راست اور درست ہیں۔"

ناشرین:۔
دی اورینٹل واچ مین پبلشنگ ہاؤس ○ ۳۲ مزنگ روڈ ○ لاہور

اشاعتِ اوّل ________ سنہ ۱۹۶۲ء

تعداد ________ ۵۰۰۰

ناشرین ________ دی اورینٹیل واچ مین پبلشنگ ہاؤس
۳۲۔ مزنگ روڈ۔ لاہور

مطبع ________ دی اسٹین برد پریس۔ واٹ فورڈ
ہرٹس۔ اِنگلستان

مسٹر الیف۔ ایم ساجد پرنٹر و پبلشر نے برائے اورینٹیل واچ مین پبلنگ ہاؤس
لاہور پاکستان، دی اسٹین برد پریس واٹ فورڈ ہرٹس۔ اِنگلستان سے چھپوا کر
۳۲۔ مزنگ روڈ۔ لاہور سے شائع کیا۔

دِیباچہ

ناشرین اِس کتاب کو اِس قائمیّت کے ساتھ شائع کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسے اہم ترین اور عالمگیر دِلچسپ مضمون پر روشنی ڈالتی ہے جس پر روشنی ڈالنے کی اشد ضرورت ہے۔ مزید براں یہ کتاب ایسے حقائق پیش کرتی ہے جن سے بیشتر افراد بہت کم واقف ہیں یا جنھیں وہ اکثر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ عظیم جنگ جو حق و باطل، روشنی اور تاریکی اور خدا کی قدرت اور شیطان کی غاصبانہ جدّوجہد کے درمیان جاری ہے، ایک ایسا بڑا منظر ہے، جس کے متعلق یہ خیال کرنا بجا ہے کہ وہ دیگر تمام دُنیاؤں کی توجّہ کو یقیناً اپنی طرف مبذول کیے ہُوئے ہے۔ یہ حقیقت کہ یہ جنگ گُناہ کا نتیجہ ہے اور یہ بھی کہ اُسے ترقّی کی مختلف منازِل کو طے کرنا ہے اور آخرکار اِس طریقہ سے پایۂ اختتام کو پہنچنا ہے، جس کا نتیجہ خُدا کا جلال اور اُس کے وفادار خادموں کی نمایاں سرفرازی ہو گا، اِتنی ہی یقینی ہے جتنی یہ کہ بائبل مقدّس اِنسان کے لیے خُدا کا مُکاشفہ ہے۔ یہ کلامِ مُقدّس اس عظیم جنگ کے بڑے بڑے مراحل کو آشکارا کرتا ہے یعنی ایسی جنگ جس میں پُوری دُنیا کی مخلصی شامل ہے۔ اِس جنگ کے خاص خاص واقعات میں مخلصی کا یہ مسئلہ غیر معمولی دلچسپی کا مُوجب بن جاتا ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے یہ اشدّ ضروری ہے کہ ہم اِس مسئلہ کے ساتھ اپنے تعلّقات کو بخوبی سمجھ لیں۔

موجُودہ زمانہ بعینہٖ ایسا وقت ہے۔ تمام باتیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ یہ طویل جنگ اپنے خاتمہ کے قریب پہنچ رہی ہے اور اس کے لیے ہم یقیناً اُمید کر سکتے ہیں۔ تاہم اِس زمانہ میں اکثر لوگ یہ کہنا پسند کرتے ہیں کہ کلامِ مُقدّس کا وہ بیان جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہماری دُنیا اِس بڑی جنگ میں جس طرح شامل ہوئی، وہ محض ایک فرضی کہانی ہے۔

بعض اگرچہ اِس نظریّہ سے اِس حد تک اتّفاق نہیں رکھتے تو بھی اُسے متروک اور غیر ضروری خیال کرتے ہیں اور بدیں وجہ اُسے لاپروائی سے نظر انداز کر دیتے ہیں۔

لیکن کَون ایسی انوکھی برگشتگی کی پوشیدہ وجُوہات کی تحقیق کرنا، اُس کے بھیدوں کو جاننا، اُس کے اثرات کا جائزہ لینا، اور اُس کے نتائج سے بچنے کے طریقوں کو معلُوم کرنا نہ چاہے گا؟ اِس کتاب میں اِسی قسم کے مَوضُوعات کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ یہ کتاب کلامِ مُقدّس کے اُن بیانات میں، جنھیں اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے دائمی دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ یہ کلامِ الٰہی کے وعدوں اور پیشین گوئیوں پہ ایک نئی روشنی ڈالتی، بغاوت کے متعلق خُدا کے انصاف کو راست ثابت کرتی اور گُنہگار انسان کی نجات کے لیے خُدا کے بے بیان فضل کے ذریعہ مقرر کردہ منصُوبہ کو پیش کرتی ہے۔ یُوں ہم اِس کتاب کے اُس تواریخی دور تک پہُنچتے ہیں جس میں خُدا کی تجاویز اور مقاصد اُس کی برگزیدہ قوم پر نہایت صفائی سے مُنکشِف کیے گئے تھے۔

اگرچہ اِس کتاب میں نہایت ہی اعلیٰ مَوضُوعات کا تذکرہ کیا گیا ہے یعنی ایسے موضُوعات جن سے دِل پگھل جاتا اور احساسات بیدار ہو جاتے ہیں، تو بھی اِس کتاب کا اندازِ بیان بحد صریح اور اُس کی زبان سلیس اور مؤثّر ہے۔ یہ کتاب ہم اُن سب کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کے دِل میں گنہگار نسلِ انسانی کی مُخلصی کے لیے خُدا کے عظیم منصُوبہ کا مطالعہ کرنے کی خواہش مَوجزن ہے اور جو شخصی طور پر مسیح خُداوند کی کفّارہ بخش خدمت سے رُوحانی تعلق محسوس کرنے میں دِلچسپی رکھتے ہیں۔ دیگر تمام کی خدمت میں ہم اِس کتاب کو اِس اُمید کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ یہ اُن کے دِلوں میں اِن باتوں کے لیے دلچسپی پیدا کرنے کے لیے مُمِد ثابت ہو گی۔

ہماری سرگرم دُعا ہے کہ اِس کتاب کا مطالعہ قارئین کو رُوحانی برکات سے فیضیاب کرے اور اُنھیں حیاتِ جاودانی کی شاہراہ پر گامزن ہونے کی توفیق بخشے۔

ناشرین

فہرست مضامین

عرضِ ناشرین

قارئین کی خدمت میں مؤدّبانہ اِلتماس ہے کہ اِس کتاب میں ، جو انگریزی زبان سے ترجمہ کی گئی ہے ، جہاں ہم بزرگان و انبیاءِ کرام کے ناموں کے ساتھ تعظیمی القاب لکھنے سے قاصِر رہ گئے ہیں ، وہاں مناسب تعظیمی القاب کا اضافہ ہماری طرف سے تصوّر کر لیا کریں ۔

ناشرین

پہلا باب

گُناہ کے اَسباب

" خُدا محبّت ہے ۔" (۱یُوحنا ۴ : ۱۶) اس کی ذات ، اُس کی شریعت محبّت ہے ۔ یہ ازل سے اَیسا ہی ہے اور ابد تک ایسا ہی رہے گا ۔" جو عالی اور بلند ہے اور ابدُالآباد تک قائم ہے ۔" (یسعیاہ ۵۷ : ۱۵) " اُس کی راہیں ازلی ہیں " (حبقوق ۳ : ۶) وہ بدلتا نہیں " جس میں نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ گردش کے سبب سے اُس پر سایہ پڑتا ہے ۔" (یعقوب ۱ : ۱۷)

خالقانہ قُدرت کا ہر ایک اِظہار لامحدُود محبّت کا ثبوت دیتا ہے ۔ خُدا کی حکومت ساری مخلوق کے لیے برکتوں سے بھرپُور ہے ۔ زبور نویس لکھتا ہے :۔

" تیرا بازُو قُدرت والا ہے ۔ تیرا ہاتھ قوی اور تیرا داہنا ہاتھ بلند ہے ۔ صداقت اور عدل تیرے تخت کی بُنیاد ہیں ۔ شفقت اور وفاداری تیرے آگے آگے چلتی ہیں ۔ مبارک ہے وہ قوم جو خوشی کی للکار کو پہچانتی ہے ۔ وہ اَے خُداوند ! جو تیرے چہرہ کے نُور میں چلتے ہیں ۔ وہ دن بھر تیرے نام سے خوشی مناتے ہیں اور تیری صداقت سے سرفراز ہوتے ہیں ۔ کیونکہ ان کی قوّت کی شان تُو ہی ہے اور تیرے کرم سے ہمارا سینگ بلند ہو گا ۔ کیونکہ ہماری سپر خُداوند کی طرف سے ہے اور ہمارا بادشاہ اِسرائیل کے قُدّوس کی طرف سے ۔" (زبور ۸۹ : ۱۳ - ۱۸)

نیکی اور بدی کی مسلسل جنگ کی تاریخ یعنی آسمان میں گناہ کے شروع ہونے سے لے کر اِس بغاوت کے مکمّل طور پر فرو ہونے ، اور آخر کار گُناہ کے پُورے طور پر مِٹائے جانے سے خدا کی لازوال محبّت کا اِظہار ہوتا ہے ۔

فرمانروائے عالم نے فلاح و بہبُود کا کام تنہا ہی نہیں کیا تھا ۔ اس کا ایک رفیق یعنی اس کے ساتھ مل کر کام کرنے والا بھی تھا جو اُس کے مقاصد کو بخوبی سمجھ سکتا تھا اور تمام مخلوقات کو خوشحالی بخشنے میں خُدا کی خوشی میں شریک تھا ۔" ابتدا میں کلام

تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا" (یوحنا ۱: ۱،۲) مسیح جو "کلام" ہے اور خدا کا اکلوتا بیٹا ہے، ازلی باپ کے ساتھ شریک تھا۔ وہ ذات وصفات اور مقصد کے لحاظ سے خدا کے ساتھ ایک ہے۔ فقط وہی واحد ہستی ہے جو خدا کے مقاصد اور مشوروں میں شریک ہو سکتا تھا۔ "اُس کا نام عجیب مُشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ ہوگا۔" (یسعیاہ ۹: ۶) "اس کا مصدر زمانہ سابق ہاں قدیم الایّام سے ہے۔" (میکاہ ۵: ۲) اور خدا کا بیٹا[۱] جو خدا کی حکمت ہے اور جس میں حکمت و معرفت کے سب خزانے پوشیدہ ہیں (کلسیوں ۲: ۳) اپنے متعلق کہتا ہے:-

"خداوند نے انتظامِ عالم کے شروع میں اپنی قدیمی صنعتوں سے پہلے مجھے پیدا کیا۔ میں ازل سے یعنی ابتدا ہی سے مقرّر ہوئی۔ جب اُس نے زمین کی بُنیاد کے نشان لگائے اس وقت ماہر کاریگر کی مانند میں اس کے پاس تھی اور میں ہر روز اُس کی خوشنودی تھی اور ہمیشہ اس کے حضور شادمان رہتی تھی۔"

باپ نے "بیٹے" کے وسیلے سے سب آسمانی مخلوق کو پیدا کیا۔ "اُسی میں سب چیزیں پیدا کی گئیں۔ تخت ہوں یا ریاستیں یا حکومتیں یا اختیارات۔ سب چیزیں اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔" (کلسیوں ۱: ۱۶) فرشتے خدا کے خدمت گزار ہیں۔ اُس کے وجود سے ہمیشہ صادر ہونے والے نُور سے وہ منوّر ہیں، اور خدا کے احکام بجالانے کے لیے تیز پرواز ہیں۔ لیکن "بیٹا" جو خدا کا مسیح ہے "اُس کے جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔" وہ سب پر فضیلت رکھتا ہے (عبرانیوں ۱: ۳، ۸) اُس کے "مقدس کا مقام ازل ہی سے مقرر کیا ہوا جلالی تخت ہے۔" (یرمیاہ ۱۷: ۱۲) اُس کی حکومت کا عصا "راستی کا عصا" ہے۔ (عبرانی ۱: ۸) "عظمت اور جلال اُس کے حضور میں ہیں۔ قدرت اور جمال اُس کے مقدس میں ہیں۔" "شفقت اور وفاداری تیرے آگے آگے چلتی ہیں۔" (زبور ۹۶: ۶؛ ۸۹: ۱۴)

---

[۱] "مسیح حکمت ٹھہرا" (۱-کرنتھیوں ۱: ۳۰)

چونکہ خُدا کی حکومت کی بُنیاد محبّت کی شریعت پر ہے اِس لیے تمام ذی عقل مخلوقات کی خوشحالی کا انحصار راستبازی کے اعلیٰ اصولوں پر عمل کرنے پر ہی ہے۔ خُدا سب مخلوق سے محبّت کی خدمت طلب کرتا ہے یعنی ایسی خدمت جو خُدا کی سیرت کی قدردانی کے باعث ادا کی جاتی ہے۔ مجبوری کی اطاعت سے وہ قطعاً خوش نہیں ہوتا۔ وہ سب کو خود مختاری اور آزادی بخشتا ہے تاکہ خوشی سے اُس کی خدمت کریں۔

جب تک ساری مخلوقات محبّت کی وجہ سے خُدا کی اطاعت کرتی رہی۔ خُدا کی تمام کائنات میں کامل اِتحاد قائم رہا۔ آسمانی لشکر کی خوشی اِس بات میں تھی کہ وہ اپنے خالق کے تمام مقاصد کو پُورا کرے۔ وہ اس کے جلال کو منعکس کرنے اور اُس کی حمد و ستائش کرنے میں مسرور رہا کرتے تھے اور جب تک خُدا کے لیے محبّت مقدّم رہی تو ایک دُوسرے کے لیے بھی محبّت خالص اور بے غرض تھی۔ آسمان کی کامل یگانگت میں فتور ڈالنے والا کوئی عنصر نظر نہ آتا تھا، لیکن اِس خُوشگوار ماحول میں تبدیلی واقع ہو گئی لیکن ایک فرشتہ نے اُس آزادی میں جو خُدا نے اپنی مخلوق کو عطا کر رکھی تھی بگاڑ پیدا کر دیا۔ گناہ کا آغاز اُس فرشتے سے ہوُا جو مرتبہ میں مسیح سے دُوسرے درجہ پر تھا اور خُدا کی نظروں میں سب سے معزز اور آسمان کے باشندوں میں قوّت اور جلال میں افضل ترین تھا۔ لُوسیفر "صُبح کا روشن ستارہ" سایہ افگن کروبیوں میں پہلا اور پاک و کامل تھا۔ وہ خالق کی حضوری میں کھڑا رہتا تھا اور لازوال جلال کی کرنیں جو ازلی خُدا سے صادر ہوتی تھیں اُس پر پڑا کرتی تھیں۔ "خُداوند خُدا یوں فرماتا ہے کہ تو خاتم الکمال دانش سے معمُور اور حُسن میں کامل ہے۔ تو عدن میں باغِ خُدا میں رہا کرتا تھا۔ ہر ایک قیمتی پتّھر تیری پوشش کے لیے تھا۔ . . . تو ممسُوح کروبی تھا جو سایہ افگن تھا اور مَیں نے تجھے خُدا کے کوہِ مقدس پر قائم کیا تُو وہاں آتشی پتھروں کے درمیان چلتا پھرتا تھا۔ تُو اپنی پیدائش ہی کے روز سے اپنی راہ و رسم میں کامل تھا جب تک کہ تجھ میں ناراستی نہ پائی گئی۔" (حزقی ایل ۲۸: ۱۲-۱۵)

آہستہ آہستہ لُوسیفر کے دل میں خود پرستی کی خواہش بڑھنے لگی۔ کلامِ مقدس

میں لکھا ہے :۔ "تیرا دل تیرے حُسن پر گھمنڈ کرتا تھا۔ تُو نے اپنے جمال کے سبب سے اپنی حکمت کھو دی" (حزقی ایل ۲۸ : ۱۷) "تُو تو اپنے دل میں کہتا تھا مَیں اپنے تخت کو خُدا کے ستاروں سے بھی اُونچا کروں گا ... میں خُدا تعالیٰ کی مانند ہوں گا" (یسعیاہ ۱۴: ۱۳، ۱۴) اگرچہ اُس کا حُسن و جمال خُدا کی طرف سے تھا تاہم اِس قوی فرشتہ نے اُسے اپنی ذات سے منسوب کیا۔ اپنے درجہ پر قناعت نہ کرتے ہُوئے، گو وہ سب سے بلند تھا، اُس نے اُس تعظیم کو بھی غصب کرنا چاہا جو فقط خالق کا حق ہے۔ بجائے اِس کے کہ وہ یہ کوشش کرتا کہ تمام مخلُوقات خُدا کی اطاعت کرے اور اُس سے محبّت رکھے اُس نے غاصبانہ طور پر اُن کی خدمت اور اطاعت کو اپنی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی اور اُس جلال کو بھی جو باپ نے اپنے "بیٹے" کو عطا کر رکھا تھا فرشتوں کے اِس سردار نے اپنے قبضے میں لانے کی کوشش کی جو صرف مسیح کا ہی حق تھا۔

اَب آسمان کی کامل فضا میں خلل واقع ہو گیا جب آسمان کے اُن فرشتوں نے جو خُدا کی حمد و ستائش کو مُقدّم سمجھتے تھے دیکھا کہ لُوسیفر خالق کی بجائے اپنی اطاعت کروانا چاہتا ہے تو اُن میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا۔ آسمانی مشورت میں فرشتوں نے لُوسیفر سے اِس روش کو ترک کرنے کی التجا کی۔ خُدا کے بیٹے نے خُدا کی عظمت، بھلائی اور انصاف کو اُس کے سامنے پیش کیا اور اُس کی شریعت کی پاک اور لاتبدیل صفات کو ظاہر کیا۔ خُدا نے خود آسمانی نظام کو ترتیب دی تھی اور اُس سے تجاوز کرنے سے لُوسیفر اپنے خالق کی بے عزّتی کرتا اور اپنے اُوپر بھی تباہی لاتا۔ لیکن یہ آگاہی جو لاانتہا محبّت اور رحم سے اُسے دی گئی تھی اس میں باغیانہ رُوح پیدا کرنے کا سبب ہوئی۔ لُوسیفر میں مسیح سے حسد کرنے کی رُوح غالب ہوتی گئی یہاں تک کہ وہ اپنے ارادے میں اَور بھی پُختہ ہو گیا۔

خُدا کے بیٹے کی عظمت پر اعتراض کرنے سے خالق کی حکمت اور محبّت کو باطل ٹھہرانا فرشتوں کے اِس سردار کا مقصد بن گیا تھا۔ اس کے حصُول کے لیے وہ جو خُدا کے لشکروں میں اوّل اور مسیح سے دُوسرے درجہ پر تھا اپنے اعلیٰ دماغی قوار

کو صرف کر دینے کو تیار تھا۔ لیکن خدا جو اپنی سب مخلوق کو خود مختاری کا حق بخشتا ہے، اس بغاوت کی خطرناک اور فریب دہ چالوں کے خلاف جن سے لُوسیفر اپنی بغاوت کو حق بجانب قرار دینے کی کوشش کرتا تھا اُس نے کسی کو غیر محفوظ نہ چھوڑا۔ اِس بڑی جنگ کے شروع ہونے سے پہلے سبھوں پر خُدا کی مرضی صاف ظاہر کی جانے کو تھی جس کی دانش اور شفقت اُن سب کی خوشی و شادمانی کا سرچشمہ تھی۔

کائنات کے مالک نے آسمانی لشکروں کو اپنے حضور طلب کیا تاکہ اُن کی موجودگی میں اُن پر اپنے بیٹے کے حقیقی منصب کو واضح کرے اور بتائے کہ ساری مخلوقات سے اس کا کیا تعلّق ہے۔ خُدا کا بیٹا باپ کے ساتھ تخت نشین تھا۔ ازلی واجبُ الوجود خُدا کا جلال دونو کو گھیرے ہُوئے تھا۔ اِس تخت کے اِرد گِرد مقدس فرشتے موجود تھے ایک بیشمار گروہ "جن کا شمار لاکھوں اور کروڑوں تھا" (مکاشفہ ۵: ۱۱) یہ سب بلند مرتبہ فرشتے، جو خُدا کے خادم اور اس کی رعیت ہیں، خُدا کے حُضُور سے صادر ہونے والی روشنی میں خوش و خُرّم تھے۔ آسمانی مجمع کے سامنے خُدا نے اعلان کیا کہ خُدا کے اکلوتے بیٹے مسیح کے سوا اور کوئی اس کے مقاصد میں پُوری طرح شریک نہیں ہو سکتا۔ اُس کی مرضی اور اِرادوں کی تعمیل صرف اُسی کے سپُرد ہے۔ خُدا کے بیٹے نے تمام آسمانی لشکروں کو خلق کرنے میں باپ کی مرضی کو پُورا کیا تھا۔ اِس لیے صرف بیٹا اور باپ ہی اُن کی تعظیم و اطاعت کے مستحق ہیں۔ ابھی مسیح کو زمین اور اُس کے باشندوں کو خلق کرنے میں اپنی الٰہی قدرت کو اِستعمال کرنا تھا۔ لیکن اِن تمام باتوں میں وہ خُدا کے منصوبوں کے خِلاف اپنی سرفرازی کا خواہاں نہ تھا بلکہ باپ کا جلال ظاہر کرنا چاہتا تھا اور اُس کی محبّت اور بھلائی کے مقاصد کو پُورا کرنے کا خواہاں تھا۔

فرشتوں نے خوشی سے مسیح کی فضیلت کو تسلیم کر لیا اور اُس کے سامنے سجدے میں گر کر حمد و ستائش سے اپنی محبّت کا اظہار کیا۔ لُوسیفر بھی اُن کے ساتھ سجدے میں جُھک گیا لیکن اُس کے دل میں ایک خوفناک اور عجیب کشمکش تھی۔ صداقت، اِنصاف اور وفاداری کی رشک اور حسد کے خلاف جنگ ہو رہی تھی۔ مُقدّس فرشتوں کے اثر سے

تھوڑی دیر کے لیے وہ اُن کا ہم خیال بن گیا۔ جونہی کہ ہزاروں ہزار فرشتوں کی خوش الحان اور سُریلی آوازیں حمد و ثنا کے لیے بلند ہُوئیں، تھوڑی دیر کے لیے بدی کی رُوح بظاہر مغلوب ہو ہوگئی اور بے بیان محبّت کا غلبہ اس کے سارے جسم میں سرایت کر گیا۔ اُس کی رُوح بے گناہ پرستاروں کے ساتھ باپ اور بیٹے کی محبّت میں ہم آہنگ ہوگئی۔ لیکن وہ پھر اپنے حُسن وجلال کے گھمنڈ سے بھر گیا۔ سرفرازی کی خواہش پھر اُس کے دل میں سما گئی۔ اور اُس نے مسیح کے خلاف حسد کو پھر اپنے دل میں جگہ دی۔ لُوسیفر نے اِس اعلیٰ اعزاز کی جو اُسے دیا گیا تھا، بخشش سمجھ کر بالکل قدر نہ کی۔ لہٰذا اُس نے اپنے خالق کی قطعاً شکرگزاری ادا نہ کی۔ اُس نے اپنی نورانی خوب صُورتی اور سرفرازی پر فخر کر کے خُدا کی مانند ہونے پر خواہش کی۔ آسمانی لشکر لُوسیفر کو پیار کرتے اور اُس کی تعظیم کرتے تھے۔ فرشتے اُس کا حکم بجالانا عین راحت سمجھتے تھے۔ وہ حکمت اور خوبصورتی میں اُن سب سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ لیکن خُدا کا بیٹا باپ کی قدرت اور اختیار میں شریک ہونے کے باعث اُس پر فضیلت رکھتا تھا۔ وہ باپ کی تمام مشورتوں میں اس کا شریک تھا مگر لُوسیفر کو یہ حق حاصل نہ تھا۔ اِس زبردست فرشتے نے سوچا کہ "کیوں مسیح کو مجھ پر فضیلت حاصل ہے؟ کیوں اس کا مرتبہ لُوسیفر سے اعلیٰ ہے؟"

باپ کی خاص حضُوری کو چھوڑ کر لوسیفر دُوسرے فرشتوں میں بے قناعتی کی رُوح پھیلانے کے لیے نکل کھڑا ہوُا۔ اُس نے اپنا کام پُر اسرار خاموشی سے جاری رکھا اور کچھ عرصہ تک ظاہری طور پر خُدا کی تعظیم کرتے ہُوئے اپنے مقصد کو پردۂ راز میں رکھا۔ آسمانی ہستیوں کے لیے جو قوانین مقرّر کیے گئے تھے اُن کی نسبت وہ شک وشُبہات پیدا کرنے لگا اور یہ دلیل پیش کرنے لگا کہ قوانین دُنیاؤں کے باشندوں کے لیے تو ضروری ہو سکتے ہیں لیکن چونکہ فرشتے اُن پر فضیلت رکھتے ہیں لہٰذا ان پر کوئی ایسی پابندی عاید نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ اُن کی اپنی دانش وحکمت اُن کی رہنمائی کے لیے کافی ہے۔ وہ ایسی ہستیاں نہیں جن سے خُدا کی بے عزّتی ہو سکے۔ اُن کے تمام خیالات پاک ہیں۔ خُدا کی طرح اُن کے لیے بھی غلطی کرنا ممکن نہیں۔ خُدا کے بیٹے کا

خُدا کے برابر ٹھہرایا جانا لُوسیفر نے اپنی حق تلفی کے طور پر پیش کیا۔ جس نے دعوٰے کیا تھا کہ وہ بھی پرستش اور تعظیم کے لائق ہے۔ اگر فرشتوں کا یہ سردار کسی نہ کسی طرح اپنے اصلی بلند مرتبہ تک سرفراز ہو جائے تو یہ آسمان کے سب فرشتوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگا کیونکہ اُس کا مقصد سب کے لیے آزادی حاصل کرنا تھا۔ لیکن اب تو وہ آزادی بھی جو انھیں اب تک حاصل تھی سلب ہو گئی تھی کیونکہ ایک مُطلق العنان حاکم اُن پر مقرّر کر دیا گیا تھا اور اب ہر ایک کو اس کے اختیار کو تسلیم کرنا ضروری تھا۔ یہ وہ پُرفریب دھوکے تھے جو لُوسیفر کی ہوشیاری اور عیاری سے آسمانی بارگاہوں میں سُرعت سے پھیل رہے تھے۔

مسیح کے درجہ اور اختیار میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔ لُوسیفر کے حسد اور غلط بیانیوں اور اس کے مسیح کے برابر ہونے کے دعوٰے کی وجہ سے یہ ضروری ہوا کہ خُدا کے بیٹے کے حقیقی مرتبہ کی وضاحت کی جائے۔ لیکن اُس کا مرتبہ ابتدا سے ایسا ہی تھا۔ تاہم بہت سے فرشتے لُوسیفر کے دھوکوں کا شکار ہو گئے۔

مقدّس فرشتوں کی محبّت اور مکمّل اعتبار کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہُوئے لُوسیفر نے اپنے زیرِ اثر فرشتوں کے دلوں میں بے اعتباری اور بے چینی کے بیج اِس قدر چالاکی اور ہوشیاری سے بوئے کہ کوئی اُسے پہچان نہ سکا۔ لُوسیفر نے خدا کے مقاصد کو غلط رنگ میں پیش کیا اور اُن کو ایسا کھینچ تان کے پیش کیا کہ جس سے اختلاف اور بے اطمینانی کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اُس نے عیاری سے اُن فرشتوں کو جو اُس کی باتیں سُننے کے لیے تیار تھے اپنی طرف راغب کیا تاکہ وہ بھی اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ تب اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے گواہی کے طور پر اُنھی خیالات کو دُہرایا کہ فرشتے خُدا کے نظامِ حکومت سے متفق نہیں۔ وہ اپنے آپ کو خُدا کا وفادار ظاہر کرتے ہُوئے اِس بات پر زور دیتا تھا کہ الٰہی حکومت کے استحکام کے لیے یہ ضروری ہے کہ آسمانی قوانین اور نظام میں اہم تبدیلی کی جائے۔ یُوں خُدا کی شریعت کی مخالفت کی آگ بھڑکاتے ہُوئے اور اپنے ماتحت فرشتوں میں اپنی بے قناعتی کے بیج بوتے

ہُوئے وہ بظاہر اس بے اطمینانی کو دُور کرنے اور مُنحرف فرشتوں اور آسمانی نظامِ حکومت میں مُصالحت پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ دَرپردہ نِفاق اور بغاوت کی آگ بھڑکاتے ہوئے اُس نے کمال چالاکی اور ہوشیاری سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اُس کا واحد مقصد وفاداری کو فروغ دینا اور سلامتی اور یگانگت کو بحال رکھنا تھا۔

بے اطمینانی کی رُوح جو یُوں مشتعل ہو چکی تھی اپنا تباہ کُن کام کرنے لگی۔ گو بظاہر کوئی کُھلم کُھلا ہنگامہ برپا نہ ہُوا تو بھی دَرپردہ طور پر فرشتوں میں اختلاف اور نفاق کی رُوح بڑھنے لگی۔ بعض فرشتے لُوسیفر کے خیالات کی جو خُدا کی حکومت کے خلاف تھے حمایت کرنے لگے۔ اگرچہ وہ اب تک خُدا کے مقرّر کیے ہُوئے نظام سے پُورا پُورا اتفاق رکھتے تھے مگر اُن میں بے اطمینانی اور ناخوشی کے اثرات پھیلنے لگے کیونکہ وہ خُدا کی بعید از قیاس مصلحتوں کو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ مسیح کو سرفراز کرنے میں وہ خُدا کے مقصد سے مطمئن نہیں تھے۔ یہ فرشتے لُوسیفر کے مطالبات کی تائید کرنے کے لیے تیار تھے کہ اُسے مسیح کے برابر اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ لیکن وفادار اور راست فرشتوں نے الٰہی حکم کی دانائی اور انصاف کو برقرار رکھتے ہُوئے اِس مُنحرف فرشتہ کو خُدا کی مرضی کے تابع کرنے کی کوشش کی۔ مسیح خُدا کا بیٹا تھا اور فرشتوں کے خلق کیے جانے سے پہلے باپ کے ساتھ موجُود تھا۔ وہ ہمیشہ باپ کے داہنے ہاتھ تھا۔ اس کا اِختیار و اِقتدار اپنے ماتحتوں کے لیے باعثِ برکت ہونے کی وجہ سے اب تک اِلزام سے بالکل بالاتر تھا۔ آسمانی یگانگت میں اب تک کبھی خلل واقع نہ ہُوا تھا لہٰذا اب نااتفاقی کی کیا وجہ ہو سکتی تھی؟ وفادار فرشتے دیکھ سکتے تھے کہ اِس پُھوٹ کے نتائج نہایت خطرناک ثابت ہوں گے۔ اِس لیے انھوں نے مُنحرف فرشتوں سے سرگرمی سے التماس کی کہ وہ اپنے اِرادوں کو ترک کر دیں اور خُدا کی حکومت کے وفادار رہ کر اپنی وفاداری کا ثبُوت دیں۔

اپنی الٰہی سیرت کے مطابق خُدا نے بڑے رحم سے لُوسیفر کی بہت دیر تک برداشت کی۔ آسمان میں بے اطمینانی اور فساد کی رُوح پہلے کبھی نہ پائی گئی تھی۔ یہ ایک

نیا، عجیب، پُراسرار اور ناقابلِ تشریح عنصر تھا۔ لُوسیفر خود پہلے پہل اپنے احساسات کی نوعیت سے واقف نہ تھا۔ کچھ عرصہ تک وہ اپنے دل کے خیالات اور تصوُّرات کو بیان کرنے سے ڈرتا رہا۔ تو بھی اُس نے اِن خیالات کو اپنے دل سے نہ نکالا۔ اُس کو معلوم نہ ہُوا کہ وہ کس رَو میں بہہ رہا ہے۔ لیکن اَیسی کوشش جو صرف لاانتہا محبّت اور حکمت ہی تجویز کر سکتی تھی لُوسیفر کو اُس کی غلطی سے قائل کرنے کے لیے کی گئی۔ یہ ثابت کر دیا گیا کہ اِس بغاوت کو جاری رکھنے کا کیا نتیجہ ہوگا۔ لُوسیفر قائل ہو گیا کہ وہ غلطی پر تھا۔ اُس نے معلوم کر لیا کہ "خُداوند اپنی سب راہوں میں صادق اور اپنے سب کاموں میں رحیم ہے۔" (زبور ۱۴۵ : ۱۷) اور یہ بھی کہ خُدا کے قوانین راست ہیں اور تمام آسمانی لشکر کے سامنے اُسے اِس بات کا اقرار کرنا چاہیئے۔ اگر وہ اَیسا کر لیتا تو ممکن تھا کہ وہ اپنے آپ کو اور بہُت سے اور فرشتوں کو بچا لیتا۔ اب تک اُس نے بالکلیہ طور پر خُدا کی اطاعت سے رُوگردانی نہ کی تھی۔ اگرچہ اُس نے اپنے سایہ افگن کروبی کے درجہ کو چھوڑ دیا تھا تاہم اگر وہ خُدا کی طرف رجُوع لانے میں رضامندی ظاہر کرتا اور خالق کی حکمت و دانش کو تسلیم کر لیتا اور خُدا کی بڑی تجویز میں جو جگہ اُس کے لیے مقرر کی گئی تھی، پُر کرنے پر قناعت کرتا تو وہ اپنے منصب پر بحال کر دیا جاتا۔ اب آخری فیصلہ کا وقت آ گیا تھا۔ اُسے یا تو پُورے طور پر الٰہی حکومت کے تابع ہونا تھا یا کُھلم کُھلا اپنی بغاوت کا عَلَم بلند کرنا تھا۔ وہ واپس آنے کے فیصلہ تک تقریباً پہنچ چُکا تھا لیکن اس کے تکبّر نے اُسے روک دیا۔ اُس کے لیے جو ایسا مقرّب اور معزّز فرشتہ رہ چُکا تھا یہ اقرار کرنا کہ اُس نے غلطی کی اور اُس کے خیالات جھُوٹے تھے اور اُس اختیار کے سامنے جس کو وہ غلط ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا، سرِ تسلیم خم کرنا بہت بڑی قُربانی تھی۔

رحیم خالق اپنی بے حد محبّت اور رحم کی وجہ سے لُوسیفر اور اس کے پیراؤں کو بربادی کے گڑھے سے جس میں وہ گِرنے کو تھے بچانے کی جستجو کر رہا تھا لیکن اُس کے رحم کو غلط سمجھا گیا۔ لُوسیفر نے خُدا کے تحمّل کو اپنی عظمت کی دلیل سمجھا اور اُسے اِس بات

کا ثبوت تصوّر کیا کہ کُل کائنات کا خُدا اب بھی اُس کی شرائط کو مان لے گا۔ اُس نے کہا کہ اگر فرشتے اِستقلال کے ساتھ اُس کا ساتھ دیں گے تو اب بھی اُن کی تمام خواہشات پُوری ہوسکتی ہیں۔ اُس نے بضد ہو کر اپنی روش کی حمایت کی اور اپنے خالق کے خلاف عظیم جنگ کے لیے پُورے طور پر آمادہ ہو گیا۔ اِس طرح لُوسیفر، نورانی فرشتہ جو خُدا کے جلال میں شریک تھا اور اُس کے تخت کا "سایہ افگن کروبی" تھا، گناہ کرتے سے شیطان، خُدا اور اُس کے مقدّسوں کا مخالف اور اُن کا تباہ کرنے والا بن گیا جن کو خُدا نے اُس کی زیرِ ہدایت کیا ہُوا تھا۔

وفادار فرشتوں کی دلائل اور التجاؤں کو ٹھکراتے ہُوئے اُس نے انھیں فریب خوردہ غلام قرار دیا۔ جو فوقیّت مسیح کو دی گئی تھی اُسے اُس نے نا انصافی اور اپنی اور سارے آسمانی لشکر کی حق تلفی سے تعبیر کیا اور اعلان کر دیا کہ وہ اپنے اور اُن کے حقوق پر کسی حملہ کو ہرگز برداشت نہ کرے گا۔ آیندہ وہ کبھی مسیح کی فضیلت کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اُس نے مصمّم اِرادہ کر لیا کہ جس عزّت کا مَیں حقدار ہوں اُس کو حاصل کر کے چھوڑوں گا اور جو اُس کی پیروی کریں گے اُن کی کمان کی ذمّہ واری لُوں گا۔ اُس نے وعدہ کیا کہ جو اس کے لشکر میں شامل ہوں گے اُن کے لیے وہ نئی اور بہتر حکومت قائم کرے گا جس میں سب آزادی کا لُطف اُٹھا سکیں گے۔ بہت بڑی تعداد میں فرشتوں نے اُسے اپنا سردار تسلیم کرنے کا اِرادہ ظاہر کیا۔ اِس شیخی میں آ کر کہ میری دلائل بہت پسند کی گئیں، اُس نے اُمید کی کہ میں سارے فرشتوں کو اپنی طرف کر لوں گا، مَیں خُدا کے برابر ہو جاؤں گا اور آسمان کے سب فرشتے میرے تابع فرمان ہو جائیں گے۔

اب بھی وفادار فرشتوں نے اسے اور اُس کے ہم خیال فرشتوں کو تاکید کی کہ وہ اپنے آپ کو خُدا کے حوالہ کر دیں۔ اُنھوں نے اُن کو صفائی سے بتایا کہ اِنکار کرنے کا اٹل نتیجہ کیا ہوگا۔ وہ جس نے اُنھیں پیدا کیا ہے وہ اُن کی طاقت کو آسانی سے مغلوب کر کے اور اُن کے باغیانہ رویہ کی پُوری پُوری سزا دے سکتا ہے۔ کوئی فرشتہ خُدا کے احکام کی مخالفت کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا کیونکہ خُدا کے قوانین ویسے ہی پاک

ہیں جیسا وہ خود پاک ہے۔ اُنھوں نے سب کو آگاہ کر دیا کہ وہ اپنے کان بند کر لیں اور لُوسیفر کی فریب دہ چالوں میں نہ آئیں۔ اُنھوں نے لُوسیفر اور اُس کے پیراؤں کو فوراً خُدا کی حضوری کی تلاش کرنے اور خُدا کی حکمت اور اختیار پر اعتراض کرنے کی غلطی کا اقرار کرنے کی تاکید کی۔

بہُت سے فرشتے اِس نصیحت کو سُن کر اپنی برگشتگی کے لیے توبہ کرنے پر آمادہ ہو کر باپ اور بیٹے کی محبّت کو قبول کرنے پر رضامند ہو گئے۔ لیکن لُوسیفر نے ایک اور پُرفریب تجویز تیار کر رکھی تھی۔ اِس زبردست باغی نے اب یہ اعلان گیا کہ جو فرشتے اس کے ساتھ مل گئے ہیں ان کے لیے اب توبہ کا کوئی موقع نہیں رہا۔ اُس نے کہا کہ مَیں خُدا کی شریعت سے خُوب واقف ہوں اور جانتا ہوں کہ خُدا ہرگز معاف نہ کرے گا۔ اُس نے یہ بھی اعلان کیا کہ وہ سب جو آسمانی اختیار کو تسلیم کریں گے، اُن کا مرتبہ اور عزّت اُن سے چھین لیا جائے گا۔ اُس نے کہا کہ مَیں نے مسیح کے اِختیار کو تسلیم نہ کرنے کا مصمّم ارادہ کر لیا ہے۔ اُس نے اُنھیں بتایا کہ میرے اور میرے پیراؤں کے لیے ایک ہی راہ کھُلی ہے کہ اپنی آزادی کا اعلان کر دیں اور جو حقوق ہمیں رضامندی سے نہیں دیئے گئے اُنھیں قوّتِ بازُو سے حاصل کر لیں۔

جہاں تک شیطان کا اپنا تعلّق تھا یہ سچ تھا کہ وہ توبہ کی حد سے گزر چکا تھا لیکن جو فرشتے اُس کے دھوکے کا شکار ہو چکے تھے اُن کے لیے ابھی موقع تھا۔ وفادار فرشتوں کی مشورت اور التجاؤں نے ان کے لیے اُمید کی راہ کھول دی اور اگر وہ اس نصیحت پر عمل کرتے تو وہ ضرور شیطان کے پھندے سے بچ جاتے۔ لیکن غرُور، اپنے سردار کی محبّت اور بلا پابندی کی آزادی کی خواہش نے اُنھیں ایسا نہ کرنے دیا اور الٰہی محبّت اور رحم کی التجاؤں کو آخرکار ٹھکرا دیا گیا۔

خدا نے شیطان کو اپنا کام کرنے کی اجازت دے دی حتیٰ کہ برگشتگی کی رُوح کھُلم کھُلا بغاوت کی شکل اختیار کر گئی۔ یہ ضروری تھا کہ اُس کی تجاویز پُورے طور پر عمل میں لائی جائیں تاکہ اُن کی حقیقت اور نتائج سب پر واضح ہو جائیں۔ لُوسیفر بحیثیت ممسُوح کردبی

اعلیٰ درجہ پر ممتاز رہ چکا تھا۔ آسمانی فرشتے اُسے بہت پیار کرتے تھے اور اُن پر اُس کا بڑا زبردست اثر تھا۔ خُدا کی حکومت میں نہ صرف آسمانی باشندے ہی شامل تھے بلکہ سارے عالم بھی جو اُس نے خلق کیے تھے۔ لُوسیفر کا خیال تھا کہ اگر وہ آسمان کے فرشتوں کو بغاوت میں شریک کرے گا تو باقی سارے عالم بھی اُس کے ساتھ مل جائیں گے۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اُس نے بڑی زبردست عیّاری اور دھوکے سے کام لیا۔ دھوکا دینے میں اُسے کمال حاصل تھا۔ جھُوٹ اور فریب کا لباس پہن کر اُس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ اُس کے سارے کام پردۂ راز میں ایسی ہوشیاری سے رکھے گئے کہ اُن کی حقیقت کا بیان کرنا دشوار تھا۔ جب تک اُس کی سازش پُورے طور پر عمل میں نہ لائی جاتی تب تک یہ عیاں نہ ہوتا کہ یہ کس قدر قبیح بدی ہے اور نہ ہی اُس کی برگشتگی بغاوت کی صُورت میں ظاہر ہوتی۔ یہاں تک کہ وفادار فرشتے بھی اُس کی اصل سیرت پہچان نہ سکتے اور نہ وہ یہ معلوم کر سکتے کہ اُس کے کام کا کیا نتیجہ ہو گا۔

لُوسیفر نے پہلے پہل اپنی آزمائشیں اِس خُوبی سے پیش کیں کہ خود اُس پر کسی طرح کا ارتکابِ جُرم عاید نہیں ہو سکتا تھا۔ جن فرشتوں کو وہ پُورے طور سے اپنے ساتھ شامل نہ کر سکا اُن پر اُس نے آسمانی لشکر کے مفاد سے غافل ہونے کا الزام لگایا۔ وہی کام جو وہ خود کر رہا تھا اُس نے وفادار فرشتوں سے منسُوب کیا۔ یہ اُس کی حکمتِ عملی تھی کہ اپنی عیّارانہ دلائل سے خدا کے مقاصد میں گڑبڑی ڈالے۔ صاف اور سادہ باتوں کو بھی اُس نے معمّہ بنا دیا اور یہوواہ کی سب سے آسان باتوں میں بھی اپنی عیّارانہ غلط تعبیر سے شک و شُبہات پیدا کر دیئے۔ اور چونکہ الٰہی حکومت سے اُس کے مرتبہ کا بہت ہی قریبی تعلق تھا لہٰذا اُس کی بیان کردہ تشریحات بہت زیادہ زوردار معلوم ہوئیں۔

خُدا صرف وہی وسائل اِستعمال کر سکتا تھا جو صداقت اور راستی پر مبنی ہوں۔ شیطان اُن باتوں کو استعمال کر سکتا تھا جنھیں خُدا استعمال نہیں کرتا یعنی خوشامد اور فریب۔

اُس نے خُدا کے کلام کو جھٹلانے اور اُس کے نظامِ حکومت کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی اور یہ دعوٰے کیا کہ خُدا کا فرشتوں پر قانون عائد کرنا بے انصافی ہے اور اپنی مخلوق سے اطاعت اور فرمانبرداری کا مطالبہ کرنے میں وہ محض اپنے آپ کو بڑا بنانا چاہتا ہے۔ اِس لیے آسمانی باشندوں کے سامنے اور سارے عالموں کے سامنے یہ ثابت کرنا ضروری تھا کہ خُدا کی حکومت راست ہے اور اُس کی شریعت کامل ہے۔ شیطان نے یہ ظاہر کیا کہ وہ تمام کائنات کی بہتری اور بہبُودی کا خواہاں تھا۔ یہ ضروری تھا کہ سب اِس غاصب کی حقیقی سیرت اور اُس کے اصلی مقصد سے واقف ہو جائیں۔ اپنے بداعمال سے اپنی اصلیت کو واضح کرنے کے لیے کچھ وقت کی ضرورت تھی۔

جو پھُوٹ آسمان میں اُس کی اپنی روشوں کے سبب پڑ گئی تھی اُس کا اِلزام شیطان نے خُدا کی حکومت پر لگایا۔ اُس نے کہا کہ ساری بدی خُدا کے انتظام کا نتیجہ ہے۔ اُس نے دعوٰی کیا کہ میرا مقصد یہوواہ کے قوانین کی اصلاح کرنا ہے۔ اِس لیے خدا نے اُسے موقع دیا کہ وہ اپنے دعاوی کی حقیقت کو ثابت کرے اور خدا کی شریعت میں مجوزہ اِصلاحوں کو عمل میں لائے۔ وہ خود اپنے کاموں سے مُجرم ٹھہرے۔ شیطان نے شروع ہی سے یہ دعوٰی کیا تھا کہ مَیں بغاوت میں شامل نہیں تھا۔ تمام کائنات کے سامنے اِس دھوکہ باز کو بے نقاب کرنا ضروری تھا۔

آسمان سے نکال دینے کے بعد بھی خُدا نے اپنی لامحدود حکمت کی وجہ سے شیطان کو ہلاک نہ کیا۔ چونکہ خُدا کو صرف محبّت کی خدمت منظور ہے۔ اس لیے اُس کی مخلوقات کی اطاعت کا انحصار خُدا کے انصاف اور اُس کی شفقت کی قائلیت پر ہونا ضروری ہے۔ آسمان اور تمام عالموں کے باشندے چونکہ گناہ کی حقیقت یا نتائج کو سمجھنے کے قابل نہ تھے لہٰذا وہ اُس وقت شیطان کی بربادی میں خدا کے انصاف کو سمجھنے میں قاصر رہتے۔ اگر وہ اُسی وقت صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا تو بعض فرشتے محبّت کی بجائے خَوف سے خدا کی خدمت کرتے۔ اِس دھوکا باز کا اثر پُورے طور پر زائل نہ ہو سکتا اور نہ ہی بغاوت کی رُوح مکمّل طور پر مٹائی جاتی۔ ابدُالآباد

زمانوں میں تمام کائنات کی بھلائی کے لیے یہ ضروری تھا کہ اُس کے اصُول پُورے طور پر آشکارا ہو جائیں تاکہ جو اِلزامات اُس نے الٰہی حکومت پر لگائے تھے ۔ اُن کی حقیقت سب ذی عقل مخلوق پر صحیح رنگ میں مُنکشِف ہو جائے اور یہ کہ خُدا کا رحم اور اِنصاف اور اُس کی لاتبدیل شریعت ہمیشہ کے لیے اِلزام سے بالاتر ٹھہرے۔

شیطان کی بغاوت ابدُ الآباد تک تمام کائنات کے لیے ایک سبق تھی یعنی گناہ کی حقیقت اور اُس کے خوفناک نتائج کی دائمی شہادت ۔ شیطان کی حکومت کے نتیجے اور انسانوں اور فرشتوں پر اُس کے اثرات سے ظاہر ہوگا کہ خُدا کے اختیار کو ردّ کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے ۔ اِس سے اِس بات کی تصدیق ہو گی کہ خُدا کی حکومت اور تسلّط میں اُس کی سب مخلوقات کی بہبودی اور بہتری پائی جاتی ہے ۔ اِس لیے اِس بغاوت کی ہولناک داستان سب مُقدّسوں کے لیے دائمی سلامتی کا باعث ہے تاکہ وہ گناہ کی حقیقت سے دھوکہ کھانے، اِرتکابِ گناہ اور اس کی سزا سے بچ جائیں ۔

وہ جو آسمانوں میں حکمران ہے ابتدا ہی سے انجام کو دیکھ لیتا ہے ۔ اُس کے سامنے ماضی اور مُستقبل کے سب راز کُھلے ہُوئے ہیں ۔ وہ گناہ کے باعث پھیلے ہُوئے رنج و غم، تاریکی اور بربادی سے گُزر کر اپنے محبّت اور راستی سے بھرے ہُوئے مقاصد کی تکمیل کو دیکھتا ہے ۔ اگرچہ " بادل اور تاریکی اس کے اِردگِرد ہیں ۔ راستی اور عدل اُس کے تخت کی بُنیاد ہیں ۔" (زبور ۹۷ : ۲) کائنات کے تمام باشندے خواہ وہ وفادار ہوں یا بے وفا، ایک روز اِس بات کو بخوبی سمجھ لیں گے کہ "اس کی صنعت کامل ہے کیونکہ اُس کی سب راہیں انصاف کی ہیں ۔ وہ وفادار خُدا اور بدی سے مُبرّا ہے ۔ وہ منصف اور برحق ہے ۔" (استثنا ۳۲ : ۴)



پیدائش

"آسمان خُداوند کے کلام سے اور اُس کا سارا لشکر اُس کے مُنہ کے دم سے بنا۔ "کیونکہ اُس نے فرمایا اور ہو گیا۔ اُس نے حکم دیا اور واقع ہُوا۔" (زبور ۳۳: ۹،۶) "اُس نے زمین کو اُس کی بُنیاد پر قائم کیا تاکہ وہ کبھی جُنبش نہ کھائے۔" (زبور ۱۰۴: ۵)

جب زمین خالق کے ہاتھ سے بن کر تیار ہوئی تو وہ نہایت ہی خوبصورت تھی۔ اس کی سطح پہاڑوں، کوہستانوں اور میدانوں سے مزیّن تھی جس میں جا بجا شاندار دریا اور خُوبصورت جھیلیں رواں تھیں لیکن پہاڑ اور کوہستان نوکیلے اور زیادہ ڈھلان نہ تھے۔ نہ اُن میں دُشوار گزار گھاٹیاں اور خطرناک غاریں تھیں جیسی کہ آج کل ہیں۔ زمین کے کوہسار کے چٹانی ڈھانچے کے دندانے دار کنارے زرخیز زمین کی تہ میں چھپے تھے جس سے چاروں طرف سبز مخملی فرش بچھا ہُوا تھا۔ نہ بدبودار دلدلوں کا نام و نشان تھا نہ ویران بنجر پائے جاتے تھے۔ جدھر نظر پڑتی تھی ہر جگہ خُوبصورت پودے، نازک اور رنگین پھُول نظر آتے تھے۔ پہاڑوں کی چوٹیاں خوبصورت قد آور درختوں سے ڈھکی ہوئی تھیں جن کی نظیر آج کل نہیں مل سکتی۔ ہوا خُوشگوار اور صحت بخش تھی، گندگی اور بدبُو نام کو نہ تھی۔ تمام منظر خُوبصورتی میں سب سے عالی شان اور خُوبصورت محل کے چمن سے بھی بڑھ چڑھ کر تھا۔ فرشتوں کے لشکر نے اِس نظّارے کو خوشی سے دیکھا اور خُدا کی عجیب صنعتوں سے نہایت شادمان ہوئے۔

زمین پر کے بے شمار جاندار اور نباتات کو پیدا کرنے کے بعد خالق نے اِنسان کو خلق کیا جو ساری خلقت کا فخر اور تاج تھا اور جس کے لیے ساری زمین آراستہ کی گئی تھی، معرضِ وجود میں آیا۔ جو کچھ اُسے نظر آتا تھا سب پر اُسے حکومت و اختیار عطا ہُوا کیونکہ "خُدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صُورت پر اپنی شبیہ کی مانند بنائیں اور

وہ ... تمام زمین ... پر اختیار رکھیں۔ اور خُدا نے انسان کو اپنی صُورت پر پیدا کیا... نر و ناری اُن کو پیدا کیا۔" (پیدائش ۱: ۲۶، ۲۷) نسلِ انسانی کے آغاز کا یہ صاف و صریح بیان ہے اور یہ الٰہی بیان ایسی صفائی سے لکھا گیا ہے کہ غلط نتائج اخذ کرنے کی قطعاً گنجائش باقی نہیں رہتی۔ خُدا نے انسان کو اپنی صُورت پر پیدا کیا۔ اِس میں کوئی راز نہیں۔ اِس غلط نظریے کے لیے بھی کوئی گنجائش نہیں کہ انسان ادنیٰ درجے کے نباتات اور حیوانات سے ارتقا کر کے آخر کار اعلیٰ منازل تک پہنچ گیا۔ ایسی غلط تعلیم خالق کے عظمت والے کام کو پست کر دیتی ہے اور انسانوں کے تنگ اور ادنیٰ درجہ پر لے آتی ہے۔ انسان خُدا کو کائنات کے خالق ہونے کے حق سے گراتے پر یہاں تک تُلا ہوا ہے کہ وہ نسلِ انسان کو بالکل پست کر کے اُس کے اعلیٰ آغاز کے متعلق اُسے دھوکے میں ڈال دیتا ہے۔

جس نے بلندیوں پر ستاروں بھرے عالم پیدا کیے، جس نے میدان کے پھُولوں میں اپنی اعلیٰ کارگیری اور دانش کا مظاہرہ کیا، جس نے آسمان و زمین کو اپنی قدُرت کے عجائب سے بھر دیا، جب وہ اپنی خلقت کے سب سے جلیلُ القدر کام کو سرانجام دینے لگا تاکہ اِس خوبصورت دُنیا میں ایک حکمران کھڑا کرے، تو وہ ایک ایسی ہستی کو خلق کرنے میں ناکام نہ رہا جو اُس کے ہاتھ کی شان کے شایان تھا جس نے اُسے زندگی بخشی تھی۔ الہام کے ذریعہ سے انسان کے آغاز کا جو شجرہ دیا گیا ہے وہ یہ نہیں کہ انسان نے کیڑے مکوڑوں اور چوپایوں سے ارتقا کی ہے۔ بلکہ اُس کا آغاز خالقِ اکبر سے جا ملتا ہے۔ گو آدم زمین کی مٹی سے بنایا گیا تو بھی وہ "خدا کا بیٹا" تھا۔ (لوقا ۳: ۳۸)

ادنیٰ درجہ کی تمام مخلوقات پر آدم خُدا کا نمائندہ مقرر کیا گیا تھا۔ ادنیٰ مخلوقات خُدا کی حکومت اور تسلّط کو سمجھ نہیں سکتی اور نہ اُس کا اقرار کر سکتی ہے تاہم وہ اِنسان کی خدمت کرنے اور اُس کو پیار کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ زبور نویس لکھتا ہے۔ "تُو نے اُسے اپنی دستکاری پر تسلّط بخشا ہے۔ تو نے سب کچھ اُس کے قدموں کے نیچے کر دیا ہے.... سب جنگلی جانور ہوا کے پرندے اور جو کچھ سمندروں کے راستوں میں چلتا پھرتا ہے۔" (زبور ۸: ۶ - ۸)

انسان کو ظاہری صورت اور باطنی سیرت میں خُدا کی شبیہہ ظاہر کرتا تھا۔ صرف مسیح باپ کی " ذات کا نقش " ہے۔ (عبرانیوں ۱ : ۳) لیکن انسان خُدا کی شبیہ پر بنایا گیا تھا۔ اُس کی سیرت خُدا کی مرضی کی ہم آہنگ تھی۔ اُس کی عقل الٰہی باتوں کے سمجھنے کی قابلیت رکھتی تھی۔ اُس کے احساسات پاک تھے اور اُس کے جذبات و خواہشات عقل کے تابع تھے۔ خُدا کی شبیہ پر ہونے کے سبب سے وہ پاک وخوش وخرّم تھا اور کامل طور سے خُدا کی مرضی کے تابع تھا۔

جب آدم خالق کے ہاتھ سے خلق ہوا تو وہ دراز قد، وجیہ اور متناسبُ الاعضا تھا۔ اُس کے چہرہ کی سُرخی کامل صحت کا مظاہرہ کر رہی تھی اور وہ زندگی اور خوشی کے نُور سے چمک رہا تھا۔ آدم کا قد آج کل کے آدمیوں سے کہیں زیادہ بلند تھا۔ حوّا قدوقامت میں آدم سے قدرے کم تھی تو بھی اُس کی صُورت شرافت اور حُسن میں کامل تھی۔ یہ بے گناہ جوڑا مصنوعی لباس پہنے ہُوئے نہ تھا بلکہ نُور اور جلال کے لباس میں ملبُوس تھا، جیسا کہ فرشتوں کا لباس ہے۔ جب تک وہ خدا کی اطاعت میں ثابت قدم رہے اُس نورانی پوشاک میں ملبُوس رہے۔

آدم کے خلق ہونے کے بعد ہر جاندار اُس کے سامنے لایا گیا تاکہ وہ ہر جاندار کا نام رکھے۔ اُس نے معلوم کیا کہ ہر جاندار کا ایک رفیق ہے " پر آدم کے لیے کوئی مددگار اُس کی مانند نہ مِلا۔" (پیدائش ۲ : ۲۰، ۱۸) جو مخلوقات خُدا نے زمین پر پیدا کی تھی اُس میں سے ایک بھی اُس کے برابر نہیں تھی اور " خداوند خدا نے کہا کہ آدم کا اکیلا رہنا اچّھا نہیں۔ مَیں اُس کے لیے ایک مددگار اُس کی مانند بناؤں گا۔" (پیدائش ۲ : ۱۸، ۲۰) آدم کنجِ تنہائی میں رہنے کے لیے نہ بنایا گیا تھا بلکہ اُسے مِلنسار بنایا گیا تھا۔ رفیق کے بغیر عدن کے خوشنما نظارے اور راحت افزا مشغلے آدم کو کامل خوشی نہ بخش سکتے تھے۔ یہاں تک کہ فرشتوں کی سنگت بھی ہمدردی اور رفاقت کی خواہشات کو آسودہ نہ کر سکتی تھی۔ اُس کی ذات کا اور کوئی فرد نہ تھا جسے وہ پیار کرے اور جو اُسے پیار کرے۔

خُدا نے خود آدم کو ایک ساتھی دیا۔ اُس نے اُس کے لیے ایک مددگار مہیا کیا ایسا مددگار جو اُس کی مانند ہو۔ وہ اُس کا رفیق ہونے کے قابل ہو اور اُس سے محبت و ہمدردی میں اُس کا ساتھی ہو۔ حوا آدم کے پہلو میں سے ایک پسلی سے خلق کی گئی جس سے یہ مطلب تھا کہ وہ سر بن کر آدم پر حکومت نہ کرے اور نہ ہی آدم اُسے ادنیٰ درجہ کی تخلیق خیال کر کے پاؤں تلے روندے بلکہ اُس کے پہلو بہ پہلو مساوی درجہ پر کھڑی ہو تاکہ آدم اُس کو پیار کرے اور اُس کی حفاظت کرے۔ آدم کا جُز اس کی ہڈی میں سے ہڈی اور گوشت میں سے گوشت ہونے کی حیثیت سے وہ اُسی کی شبیہ تھی اور اُس نہایت قریبی اور پُر محبت تعلق کو ظاہر کرتی تھی جو اِس رشتہ میں ہونا لازمی ہے۔ "کیونکہ کبھی کسی نے اپنے جسم سے دشمنی نہیں کی بلکہ اُس کو پالتا اور پرورش کرتا ہے۔" "اسی واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے ملا رہے گا اور وہ ایک تن ہوں گے۔" (افسیوں ۵ : ۲۹، پیدائش ۲ : ۲۴)

سب سے پہلی شادی میں خُدا نے عقد باندھا۔ لہٰذا اِس رسم کا شروع کرنے والا کائنات کا خالق ہے۔ "بیاہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جائے۔" (عبرانیوں ۱۳: ۴) یہ اُن پہلی بخششوں میں سے ایک بخشش ہے جو خُدا نے انسان کو دیں اور یہ ان دو میں سے ایک مقدس رسم ہے جو آدم اپنے ساتھ فردوس سے باہر لایا۔ جب اس مقدس رشتہ کے الٰہی اصولوں کو مدنظر رکھا جاتا اور اُن پر عمل کیا جاتا ہے تب شادی بابرکت ثابت ہوتی ہے۔ یہ نوع انسان کی پاکیزگی اور خوشحالی کی محافظ ہے۔ یہ انسان کی معاشرتی احتیاجوں کو پُورا کرتی ہے اور جسمانی دماغی اور اخلاقی صفات کو بلند کرتی ہے۔

"اور خُداوند خُدا نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور انسان کو جسے اُس نے بنایا تھا وہاں رکھا۔" (پیدائش ۲ : ۸) ہر ایک چیز جسے خُدا نے بنایا تھا خوبصورتی میں کامل تھی اور اُس مقدس جوڑے کی خوشی میں کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ پھر بھی خُدا نے اپنی محبت کا ایک اور ثبوت دیا اور خاص طور پر اُن کے رہنے کے

لیے ایک نہایت خوبصورت باغ آراستہ کیا۔ اُس باغ میں ہر قسم کے درخت تھے۔ بعض درخت خوشبودار اور خوش ذائقہ پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ خوشنما تاکوں کے پودے راست قامت اور دیکھنے میں نہایت خوبصورت تھے۔ بارِ ثمر سے شاخیں جُھک رہی تھیں اور خوش ذائقہ اور نہایت عمدہ اور رنگا رنگ کے پھلوں سے دل خوش ہوتا تھا۔ آدم و حوّا کا کام یہ تھا کہ وہ پتّوں، پُھولوں اور پھلوں سے لدی ہوئی بیلوں سے اپنے رہنے کے لیے خوبصورت گھر بنائیں۔ ہر قسم کے پُھول جن کی عطر اور عنبر سی خوشبو چاروں طرف بکھیر رہے تھے۔ باغ کے عین وسط میں حیات کا درخت تھا جو خوبصورتی میں باقی سب درختوں پر سبقت لے گیا تھا۔ اُس کا پھل سونے اور چاندی کے سیبوں کی طرح چمک رہا تھا اور حیاتِ جاودانی بخشنے کی قدرت رکھتا تھا۔

تخلیق کا کام اب مکمّل ہو چکا تھا۔ "سو آسمان اور زمین اور اُن کے کُل لشکر کا بنانا ختم ہوا۔" "اور خُدا نے سب پر جو اُس نے بنایا تھا نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے۔" (پیدائش ۲:۱، ۱:۳۱)۔ عدن اِس دُنیا میں پُوری بہار پہ تھا۔ آدم و حوّا کو حیات کے درخت کے پاس آنے کی پُوری آزادی تھی۔ خوبصورت خلقت پر نہ گناہ کا کوئی نشان تھا نہ موت کے سایہ کا اثر۔ "صُبح کے ستارے مِل کر گاتے تھے اور خُدا کے سب بیٹے خوشی سے للکارتے تھے۔" (ایوب ۳۸:۷)۔

بزرگ خُدا نے زمین کی بُنیاد ڈالی۔ اُس نے کُل جہان کو حُسن کے لباس سے ملبّس کر دیا اور اُسے انسان کے لیے کارآمد چیزوں سے بھر دیا تھا۔ اُس نے خشکی اور سمندر کے تمام عجائبات خلق کیے تھے۔ تخلیق کا سارا کام چھ دن میں مکمّل ہو گیا "اور خُدا نے اپنے کام کو جسے وہ کرتا تھا ساتویں دن ختم کیا اور اپنے سارے کام سے جسے وہ کر رہا تھا ساتویں دن فارغ ہوا۔ اور خُدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اُسے مقدّس ٹھہرایا کیونکہ اُس میں خُدا ساری کائنات سے جسے اُس نے پیدا کیا اور بنایا فارغ ہوا۔" (پیدائش ۲:۱-۳)۔ خُدا اپنے ہاتھوں کے کام کو دیکھ کر خوش ہوا۔ سب کچھ کامل اور خالق کی شان کے شایاں تھا۔ اُس نے آرام کیا اِس لیے نہیں کہ وہ تھک

گیا تھا بلکہ اِس لیے کہ وہ اپنی حکمت ، بھلائی اور اپنے جلال کے اظہارات سے خوش ومطمئن تھا۔

ساتویں دن پر آرام کرنے کے بعد خُدا نے اُس کو مقدس دن ٹھہرایا ، یا اُسے انسان کے لیے آرام کا دن مقرّر کیا۔ خالق کے نمونہ کے مطابق انسان کو اِس مقدّس دن پر آرام کرنا تھا تاکہ وہ آسمان اور زمین پر نظر کرے اور خُدا کی بڑی خِلقت کے کاموں پر غور کرے اور جب وہ اپنے خالق کی دانش اور بھلائی کی شہادتوں کو دیکھے تو اُس کا دل اپنے خالق کی محبّت اور تعظیم سے بھر جائے۔

خُدا نے عدن میں اپنے پیدائش کے کام کی یادگار میں ساتویں دن کو برکت دے کر یادگار کے طور پر مقرّر کر دیا۔ سبت آدم کے سپُرد کیا گیا جو کل نسلِ انسانی کا باپ اور نمائندہ تھا۔ اس کا ماننا زمین کے سب باشندوں کا شکر گزاری سے اِس بات کو تسلیم کر لینا تھا کہ خُدا اُن کا خالق اور حقیقی حکمران ہے اور وہ اُس کے ہاتھ کی کاریگری ہیں اور اُس کی حکومت کے زیرِ سایہ ہیں۔ لہٰذا سبت کا قانون ہمیشہ کے لیے یادگار کے طور پر کل نوعِ انسان کو دیا گیا۔ یہ کسی چیز کا سایہ نہ تھا اور نہ ہی یہ کسی خاص قوم تک محدود تھا۔

خُدا نے دیکھا کہ سبت فِردَوس میں بھی نسلِ انسانی کے لیے ضروری تھا سات دِنوں میں سے ایک دن پر اُسے کاروبار اور مشاغل کو ترک کر دینا تھا تاکہ وہ پُورے طور پر خُدا کے کاموں پر غور و خوض کر کے اس کی قدرت اور شفقت پر دھیان کر سکے۔ اُس کے لیے سبت کی ضرورت تھی تاکہ وہ اُسے خُدا کے متعلق زیادہ وضاحت سے یاد دلایا کرے اور خالق کے دستِ کرم سے جو نعمتیں اور بخششیں اُسے حاصل ہوتیں اُن کے لیے اُس کے دل میں شکر گزاری کی رُوح پیدا ہو۔

خُدا کا مقصد یہ ہے کہ سبت اِنسان کے دِل کو خدا کی دستکاری پر غور کرنے کی طرف راغب کرے ۔فِطرت اُن سے ہمکلام ہو کر کہتی ہے کہ ایک زندہ خُدا ہے جو خالق ہے اور جس کی حکومت سب پر مسلّط ہے ۔" آسمان خُدا کا جلال ظاہر کرتا ہے

اور فضا اُس کی دستکاری دکھاتی ہے۔ دِن سے دن بات کرتا ہے اور رات کو رات حکمت سکھاتی ہے۔" (زبور ۱۹: ۱، ۲) وہ خوبصورتی جس سے دُنیا ملبّس ہے خُدا کی محبّت کا نشان ہے۔ ہم یہ خوبصورتی قدیم پہاڑوں، درازقد درختوں، کھلتے ہُوئے غُنچوں اور خُوشنما نازک پھُولوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ سب ہم سے خُدا کا ذِکر کرتے ہیں۔ سبت ہمیشہ اُس کی طرف اِشارہ کرتا ہے جِس نے سب کچھ بنایا ہے۔ وہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ فِطرت کی کتاب کے اَوراق میں خالق کی حکمت و قُدرت اور محبّت کو دیکھیں۔

ہمارے پہلے والدین گو بے گناہ تھے اور پاک حالت میں پیدا کیے گئے تھے تاہم اُن کے لیے گرنا اور غلطی کرنا ناممکن نہیں تھا۔ خُدا نے اُن کو فعل مختار پیدا کیا اور وہ اُس کی سیرت کی حکمت اور شفقت اور اُس کے احکام کے عدل کو سمجھنے کی قابلیّت رکھتے تھے اور خُدا کی فرمانبرداری کرنے یا نہ کرنے کی اُنھیں پُوری پُوری آزادی تھی۔ اُنھیں خُدا اور مقدّس فرشتوں کی رفاقت حاصل تھی مگر گرنے کے امکان سے ہمیشہ محفوظ رہنے کے لیے اُن کی وفاداری کی جانچ ضروری تھی۔ اِنسان کی زندگی کے شروع ہی میں اُس کی تن پروری کی خواہشات پر ایک حد لگا دی گئی تھی۔ کیونکہ یہی مہلک خواہش شیطان کے گرنے کا سبب تھی۔ نیک و بد کی پہچان کا درخت جو حیات کے درخت کے قریب ہی باغ کے عین وسط میں تھا۔ ہمارے پہلے والدین کی فرمانبرداری، ایمان اور محبّت کی جانچ کے لیے تھا۔ گو اُنھیں باقی تمام درختوں کا پھل کھانے کی اجازت تھی تاہم اِس درخت کا پھل کھانے کی اُنھیں ممانعت تھی اور اِس کو کھا لینے کی سزا موت تھی۔ اُنھیں شیطان کی آزمائشوں کا بھی مقابلہ کرنا تھا لیکن آزمائش میں ثابت قدم رہنے کی صُورت میں وہ آخر کار شیطان کی طاقت و قوّت سے بالاتر رکھے جاتے جہاں وہ ہمیشہ کے لیے خُدا کے منظورِ نظر رہتے۔

خُدا نے اِنسان کو شریعت کے ماتحت رکھا۔ کیونکہ یہ اِنسان کی ہستی کی لازمی شرط تھی۔ وہ الٰہی حکومت کی رعیت تھا اور شریعت کے بغیر کوئی حکومت قائم نہیں رہ

تھی۔ خدا انسان کو بغیر نافرمانی کی صلاحیت کے پیدا کر سکتا تھا، وہ آدم کے ہاتھ کو ممنوعہ
پھل کو چھونے سے روک سکتا تھا لیکن اس صورت میں انسان فعلِ مختار اور آزاد نہ
ہوتا بلکہ محض ایک کل بن جاتا۔ انتخاب کی آزادی کے بغیر انسان کی اطاعت شادمندی
سے نہیں بلکہ مجبوری سے ہوتی۔ جس کے جہاں حسین کی نشوونما نہ ہو سکتی۔ خدا کی یہ
تجویز دنیا کے باشندوں کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے کی تجویز کے بالکل
خلاف ہوتی۔ یہ فرق ... انسان کی شان کے خلاف ہوتا اور شیطان کا یہ الزام درست
ثابت کرتے کہ خدا ... عدالت اور جابر حاکم ہے۔

خدا نے انسان کو راست پیدا کیا۔ اُس کی سیرت صفاتِ حسنہ سے مزین تھی اور
اُس میں بدی کی طرف میلان نہ تھا۔ اُس نے اُسے اعلیٰ قوائے عقلی عطا کیے تھے اور
انہیں اطاعت اور فرمانبرداری میں ثابت قدم رہنے کے لیے نہایت ہی قوی اسباب
مہیا کیے تھے۔ ابدی خوشحالی کا دار و مدار کامل اور دائمی فرمانبرداری پر تھا۔ اسی شرط
پر وہ حیات کے درخت کے پاس جا سکتا تھا۔

ہمارے پہلے والدین کا گھر اُن کی تمام اولاد کے لیے جو دنیا کو آباد کرنے کو
تھی بطور نمونہ کے تھا۔ وہ گھر جسے خود خدا نے خوبصورتی سے آراستہ کیا تھا، کوئی
عالیشان محل نہ تھا۔ انسان اپنے غرور میں اپنی عالیشان اور قیمتی عمارتوں پر فخر کرتا
ہے اور اپنے ہاتھوں کے کام پر شیخی بگھارتا ہے۔ لیکن خدا نے آدم کو باغ میں رکھا۔
یہی اُس کا مسکن تھا۔ نیلگوں آسمان اُس کا گنبد تھا۔ نازک رنگین پھولوں اور سبزہ
سے آراستہ زمین اُس کا فرشِ مخملی تھا اور خوشنما درختوں کی سرسبز ٹہنیاں شامیانہ کا کام
دیتی تھیں۔ اُس کی دیواریں سب سے بڑے صانع یعنی خدا کی صنعت کا نظارہ کرتی
تھیں۔ اُس مقدس جوڑے کے قرب و جوار کا ماحول سب زمانوں کے لیے سبق تھا کہ
حقیقی خوشحالی غرور اور عیش و عشرت میں نہیں بلکہ اُس کی صنعتوں کے وسیلہ سے خدا
کے ساتھ رفاقت رکھنے میں ہے۔ اگر انسان تصنع کی طرف کم توجہ کریں اور زیادہ سادگی
کی عادت ڈالیں تو وہ اپنی پیدائش میں خدا کے مقصد کو بجا لانے کے بہت قریب

پہنچ سکتے ہیں۔ اور ہم یہ کہ سچی خوشی حاصل نہیں ہوتی جب تک ہم اُن چیزوں کو ... ہیں وہ حقیقی اور سچی خوشی و شادمانی اُن وسائل سے حاصل ہوتی ہے جو خدا نے مہیا کیے ہیں جہاں تک سب کی رسائی ہو سکتی ہے۔

عدن میں رہنے والوں کو باغ کی نگہبانی کا کام سونپا گیا تھا کہ اُس کی باغبانی اور نگہبانی کریں۔ اُن کا کام تھکا دینے والا نہ تھا بلکہ خوشگوار اور تقویت بخش تھا۔ خدا نے انسان کے لیے محنت ضروریات کے مقرر کی کہ اُس کے دماغ کو مصروف رکھے اُس کے جسم کو قوت بخشے اور اُس کے تمام قوٰی کی نشوونما کرے۔ دماغی اور جسمانی مشغولیت میں آدم نے اپنی پاک زندگی کی سب سے اعلیٰ خوشیاں حاصل کیں۔ جب اپنی نافرمانی کی وجہ سے وہ اپنے خوبصورت گھر سے نکال دیا گیا۔ اور اپنی روزی کمانے کے لیے سخت زمین سے جدوجہد کرنے پر مجبور کیا گیا تو وہی محنت، محنت جو اگرچہ عدن کی محنت سے بہت مختلف تھی اب آزمائش سے اُس کی حفاظت کرے اور اُس کی خوشی و شادمانی کا باعث ہو۔ حالانکہ کام سے تکان اور درد محسوس ہوتا ہے پھر بھی اُسے لعنت سمجھنے والے غلطی پر ہیں۔ دولت مند عموماً مزدور پیشہ لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن انسان کو خلق کرنے میں خدا کا جو مقصد تھا یہ اُس کے بالکل برعکس ہے۔ بڑے سے بڑے دولت مندوں کی دولت و ثروت بھی اُس میراث کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو خدا نے اس دنیا کے پہلے حکمران آدم کو عطا کی تھی۔ پھر بھی آدم کو بیکار نہیں رہنا تھا۔ ہمارے خالق نے جو انسان کی خوشی کے لوازمات سے واقف ہے آدم کے لیے کام مہیا کیا۔ زندگی کی حقیقی خوشی کا لطف صرف محنتی مرد اور عورتیں ہی اُٹھا سکتی ہیں۔ فرشتے محنت سے کام کرنے والے کارندے ہیں وہ بنی آدم کے لیے خدا کے خادم ہیں۔ سُستی جیسی مہلک عادت کے لیے خالق نے کوئی جگہ نہیں رکھی۔

جب تک وہ خدا سے وفادار رہے تب تک آدم و حوا کو زمین پر حکومت کرنے کا اختیار تھا۔ ہر زندہ مخلوق پر اُنہیں بے حد اختیار تھا۔ شیر اور برّہ اُن کے اردگرد بلا خوف و خطر کھیلتے کودتے تھے یا اُن کے پاؤں کے آگے لیٹ جاتے تھے۔

اُن کے آس پاس بلاخوف اُڑتے پھرتے تھے اور جب وہ اپنے خالق کی حمد و ثنا کے خوش الحان گیت گاتے تو آدم اور حوّا بھی اُن کے ہم آواز ہو کر باپ اور بیٹے کی شکر گزاری کرتے تھے۔

مقدّس جوڑا خُدا کی پدرانہ حفاظت میں نہ صرف بچّوں کی حیثیت سے تھا بلکہ وہ ہمہ دان خالق کے طالب عِلم بھی تھے۔ فرشتے روزانہ اُن کے پاس آیا کرتے تھے اور اُنھیں اپنے خالق کی رفاقت براہِ راست حاصل تھی۔ حیات کے درخت کا پھل کھانے سے اُنھیں پُوری پوری قوّت حاصل تھی اور اُن کی دماغی قوّت فرشتوں سے کچھ ہی کم تھی۔ دیدہ کائنات کے اسرار یعنی "اس کے حیرت انگیز کام جو علم میں کامل ہے" (ایوب ۳۷ : ۱۶) اُن کی لازوال خوشی و تعلیم کا سرچشمہ تھے۔ وہ قانون اور قُدرت کے مظاہرے جو چھ ہزار سال سے اِنسان کے مطالعہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں وہ خالق و مالک نے اُن کے سامنے آشکارا کر رکھے تھے۔ وہ پتّوں، پھُولوں اور درختوں سے گفتگو کرتے اور ہر ایک سے اُن کی زندگی کا راز دریافت کرتے تھے۔ آدم بہت بڑے لویاتان سے لے کر جو سمندروں میں قلابازیاں لگاتا ہے اُس چھوٹے سے کِرم تک جو سُورج کی شعاع میں اُڑتا ہے، واقف تھا۔ اُس نے ہر جاندار کا نام رکھا تھا اور وہ سب کی ذات وصفات اور عادات سے واقف تھا۔ آسمانوں میں خُدا کا جلال، بیشمار عالموں کی باقاعدہ گردش، "بادلوں کا موازنہ" (ایوب ۳۷ : ۱۶) روشنی، آواز، دن اور رات کے راز، یہ سب ہمارے پہلے والدین کے مطالعہ کے لیے کھُلے تھے۔ جنگل کی ہر پتّی، پہاڑ کے ہر پتّھر، ہر درخشاں ستارے، زمین اور فضا اور آسمان پر خُدا کا نام لکھا ہُوا تھا۔ خِلقت کی ترتیب اور یگانگت اُن پر لاانتہا حکمت اور قُدرت ظاہر کرتی تھی۔ ہر وقت وہ کسی نہ کسی جاذبِ نظر شے کی دریافت کرتے رہتے تھے جو اُن کے دلوں کو گہری محبّت سے بھر دیتی اور تازہ شکر گزاری کے اِظہار پر آمادہ کر دیتی تھی۔

جب تک آدم و حوّا الٰہی قوانین کی پابندی میں وفادار رہے اُن کی دریافت کرنے، حظ اُٹھانے اور پیار کرنے کی قابلیت متواتر بڑھتی گئی۔ وہ علم کے نئے نئے خزانے اور خوشحالی کے تازہ وسائل دریافت کرتے رہے اور خُدا کی بے قیاس اور لازوال محبّت کے صاف و صریح تصوّرات اُنھیں متواتر بہم پہنچتے رہے۔

تیسرا باب

سات حقیقی دِنوں کا ہفتہ

سبت کی طرح ہفتہ کا آغاز بھی پیدائش کے وقت ہی ہوُا۔ خُدا نے اُس کی حفاظت کی اور وہ تاریخ بائبل کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ خُدا نے خود پہلے ہفتہ کی میعاد مقرر کر کے دُنیا کے آخر تک باقی تمام ہفتوں کے لیے اُسے نمونہ ٹھہرایا۔ ہر دیگر ہفتہ کی طرح یہ اِبتدائی ہفتہ بھی سات حقیقی دنوں پر مشتمل تھا۔ تخلیق کے کام میں چھ دن صَرف ہوئے۔ ساتویں دن پر خُدا نے آرام کیا، اُسے برکت دی اور نسل اِنسانی کے لیے آرام کا دن مقرّر کیا۔

خُدا نے کوہِ سینا پر شریعت دیتے وقت ہفتہ اور اُن حقائق کو جن پر وہ مبنی ہے پیش کیا۔ یہ حکم دینے کے بعد کہ "یاد کر کے تُو سبت کا دن پاک ماننا" اور یہ واضح کرنے کے بعد کہ چھ دن میں کیا کچھ کرنا چاہیئے اور ساتویں پر کیا کچھ نہیں کرنا چاہیئے، وہ ہفتہ کو اِس طریقہ سے ماننے کی وجہ بیان کرتے ہُوئے ماضی میں اپنے نمونہ کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: "کیونکہ خُداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر جو کچھ اُن میں ہے وہ سب بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اِس لیے خُداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اُسے مقدّس ٹھہرایا۔" (خروج ۲۰: ۸-۱۱) یہ وجہ صرف اُسی صُورت میں صحیح اور ٹھوس ہوسکتی ہے جب ہم پیدائش کے دنوں کو لفظی طور پر صحیح مانیں۔ ہفتہ کے پہلے چھ دن انسان کو کام کاج کے لیے دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ خُدا نے بھی پہلے ہفتہ کے چھ دنوں میں تخلیق کا کام کیا تھا۔ ساتویں دن پر انسان کو خالق کے آرام کی یادگار میں کاروبار سے باز رہنا ہے۔

لیکن یہ قیاس کہ پہلے ہفتہ کے واقعات کے لیے ہزاروں ہزار سالوں کی ضرورت تھی چوتھے حکم کی بنیاد پر گویا ضرب کاری لگاتا ہے۔ اِس سے خالق کو یہ حکم دیتے ہوئے پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اِنسان کو طویل عرصہ کے زمانوں کی یادگار میں سات دنوں کے

حقیقی ہفتہ کو ماننے کا حکم دیتا ہے۔ خُدا اور اُس کی مخلوقات کے تعلّقات میں اِس قسم کا طرزِ عمل اُس کی شان کے منافی ہے۔ جو کچھ خُدا نے نہایت واضح اور روشن کر دیا ہے یہ اِستدلال اُس کو تاریک اور مُبہم کر دیتا ہے۔ ایسا اِستدلال خطرناک اور مُہلک ترین قسم کا کُفر والحاد ہے۔ اُس کی حقیقت اتنی چھپا دی گئی ہے کہ بائبل کے بہت سے مُعتقد اس کو مانتے اور سکھاتے ہیں۔

"آسمان خُداوند کے کلام سے اور اُس کا سارا لشکر اُس کے مُنہ کے دم سے بنا۔ کیونکہ اُس نے فرمایا اور ہو گیا۔ اُس نے حکم دیا اور واقع ہوا۔" (زبور ۳۳: ۶، ۹) بائبل مقدّس ایسے طویل زمانوں کو تسلیم نہیں کرتی جن میں کہ زمین اپنی ویران اور سُنسان حالت سے آہستہ آہستہ ترقی کے مدارج تک پہنچ گئی۔ پیدائش کے ہر دن کے متعلق جو یکے بعد دیگرے طلوع ہوا، کلام مقدّس میں لکھا ہے کہ وہ شام و صُبح پر مشتمل تھا جیسے کہ اُس کے بعد کے سب دن۔ پیدائش کے ہر دن کے بعد خالق کے کام کا بیان کیا گیا ہے۔ پہلے ہفتہ کے خاتمہ پر یہ بیان آیا ہے کہ "یہ ہے آسمان اور زمین کی پیدائش جب وہ خلق ہُوئے۔" (پیدائش ۲: ۴) لیکن اِس بیان سے یہ ہرگز ظاہر نہیں ہوتا کہ پیدائش کے دن دُوسرے حقیقی دنوں سے متفرّق تھے۔ ہر ایک دن کو "پیدائش" کا دن کہا جاتا ہے کیونکہ اُس دن پر خُدا نے اپنی خِلقت کا نیا کام کیا۔

ماہرینِ طبقاتُ الارض دعوٰے کرتے ہیں کہ خود زمین سے یہ شہادت ملتی ہے کہ وہ مُوسوی بیان سے بہت زیادہ پُرانی ہے۔ اِنسان اور حیوانات کی ہڈیاں، آلاتِ جنگ و پیکار اور درخت جو پتّھر بن گئے ہیں اور دیگر اشیاء جو دریافت کی گئی ہیں آج کل اور ہزاروں سال پیشتر کی چیزوں سے کہیں زیادہ قدآور ہیں۔ اُن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ بائبل مقدّس کے تخلیقی بیان کے وقت سے بہت پہلے دُنیا آباد تھی اور وہ پُشت موجودہ زمانے کے اِنسان سے کہیں زیادہ قدآور تھی۔ اِس قسم کے غلط اِستدلال سے بائبل مُقدّس کے بہت سے برائے نام اِقراری لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کر لیا ہے کہ پیدائش کے دن طویل اور غیر معیّن زمانے تھے۔

بائبل مقدس کے بیان کے بغیر علمِ طبقاتُ الارض سے کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ وہ جو زمین سے دریافت کی ہوئی اَشیاء پر اپنے اِستدلال کی بُنیاد رکھتے ہیں نہ تو اِس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ طُوفان سے پیشتر اِنسانوں، حیوانات اور درختوں کا قد کس قدر بلند تھا اور نہ ہی وہ یہ جانتے ہیں کہ اُس وقت کیسی بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ آثارِ قدیمہ جو زمین سے دریافت کیے گئے ہیں واقعی ہمارے زمانہ سے متفرق حالات کا نقشہ پیش کرتے ہیں لیکن اُس وقت کے متعلق جس میں یہ حالات پائے جاتے تھے صرف کلامِ مقدس ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ طُوفان کی تاریخ میں خُدا نے جن باتوں کی تشریح کی ہے علمُ الارض بذاتِ خود اُس کی گہرائی تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ نُوح نبی کے دنوں میں انسان، حیوانات اور درخت زمانۂ حال کی نسبت بہت زیادہ قد آور تھے وہ دَب گئے تھے یُوں بعد کی پُشتوں کے لیے بطور ثبوت کے محفُوظ رکھے گئے کہ طُوفان سے پیشتر کے زمانہ کے لوگ طُوفان کے ذریعہ ہلاک ہوئے۔ خُدا کا مقصد یہ تھا کہ اُن اشیاء کی دریافت سے الہامی تواریخ پر ایمان اور بھی زیادہ مضبُوط ہو جائے لیکن انسان اپنی باطل دلائل کے سبب سے اُسی غلطی میں پھنس جاتے ہیں جس میں طُوفان سے پیشتر کے زمانہ کے لوگ مُبتلا تھے۔ خُدا نے جو اشیاء اُن کے فائدہ اور برکت کے لیے عطا کی تھیں اُنھوں نے اُن برکات کو غلط استعمال سے لعنت میں تبدیل کر لیا۔

یہ شیطان کی ایک چال ہے کہ وہ انسان کو کُفر و الحاد کے قصّہ کہانیوں کو قبول کرنے پر مجبُور کرے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ خُدا کی شریعت کو جو بذاتِ خود صاف ہے تاریک کر دیتا ہے اور اِس طرح انسانوں کو الٰہی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کے لیے دلیر کر دیتا ہے۔ خاص طور پر وہ چوتھے حکم کو اپنا تختۂ مشق بناتا ہے کیونکہ اِس حکم میں بڑی صفائی کے ساتھ آسمان اور زمین کے خالق اور زندہ خدا کا ذکر پایا جاتا ہے۔

لگاتار کوشش کی جا رہی ہے کہ تخلیق کے کام کی تشریح اِس طرح کی جائے کہ وہ قُدرتی اسباب کا نتیجہ ہے اور اِس قسم کے اِستدلال کو کلامِ مقدّس کے صاف و صریح حقائق کے مقابلہ میں برائے نام مسیحی حلقوں میں بھی بہت پسند کیا جاتا ہے۔ بہت سے

ایسے ہیں جو خصوصاً دانی ایل اور مکاشفہ کی پیشین گوئیوں کی تحقیق و تفتیش کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ پیشین گوئیاں اِس قدر غیر واضح اور مُبہم ہیں کہ ہم اُنھیں سمجھ نہیں سکتے، تو بھی یہی اشخاص مُوسوی بیان کی تردید میں ماہرینِ طبقات الارض کی قیاس آرائیوں کو شوق سے قبول کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ سچائیاں جو خُدا نے واضح کی ہیں سمجھ میں نہیں آسکتیں تو محض انسانی اختراعوں کو قبول کر لینا جن کو خُدا نے ظاہر نہیں کیا کس قدر خلافِ عقل معلوم ہوتا ہے!

"غیب کا مالک تو خُداوند ہمارا خُدا ہی ہے پر جو باتیں ظاہر کی گئی ہیں وہ ہمیشہ تک ہمارے اور ہماری اَولاد کے لیے ہیں۔" (استثنا ۲۹:۲۹) خُدا نے اِنسان پر یہ بات کبھی ظاہر نہیں کی کہ اُس نے کس طرح پیدائش کے کام کو مکمّل کیا۔ اِنسانی علم خُدا کے بھیدوں کی گہرائی تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ اُس کی خالقانہ قدرت بھی اُس کی ہستی کی طرح ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

سائنس اور علوم دونوں کے ذریعہ سے خُدا نے دُنیا پر کثرت سے روشنی ڈال دی ہے لیکن جب برائے نام سائنس دان محض انسانی نقطۂ خیال سے ان مضامین پر بحث کرتے ہیں تو وہ یقیناً غلط نتائج پر ہی پہنچیں گے۔ جو کچھ خدا نے اپنے کلامِ مقدّس میں مُنکشف کیا ہے اُس سے آگے قیاس آرائی کرنے میں شاید کوئی گناہ تو نہیں بشرطیکہ ہمارے خیالات خُدا کے کلام کے حقائق کے خلاف نہ ہوں لیکن جو لوگ کلامِ مقدّس سے تجاوز کر کے اُس کے تخلیق کے کاموں کو سائنس کے اصُولوں کی روشنی میں بیان کرنا چاہتے ہیں بلاشُبہ لاعلمی کے بحرِ بیکراں پر بے سہارا بہتے چلے جا رہے ہیں۔ سب سے زیادہ دانشمند عالم بھی جو اپنی تحقیق و تدقیق خُداوند کے کلام کی رہنمائی میں نہیں کرتے سائنس اور مکاشفہ میں صحیح تعلق قائم کرنے میں پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ چونکہ خالق اور اُس کی تخلیق اُن کی سمجھ سے اِس قدر بالاتر ہیں کہ وہ اُن کی تشریح قوانینِ قدرت کے مطابق نہیں کر سکتے لہٰذا وہ تاریخِ بائبل کو مُعتبر اور مُستند نہیں سمجھتے۔ جو لوگ عہدِ عتیق اور عہدِ جدید کے نوشتوں کی صحت و سند پر شک کرتے ہیں وہ ایک قدم اور آگے بڑھ کر

خدا کی ہستی پر شک کرنے لگتے ہیں اور یُوں بے سہارا ہو کر کفر و الحاد کی چٹانوں سے ٹکراتے رہتے ہیں۔

یہ لوگ ایمان کی سادگی کو کھو بیٹھے ہیں۔ خُدا کے کلامِ مُقدّس کی سند کے اختیار پر طے شدہ ایمان ہونا چاہیئے۔ بائبل مقدّس کو سائنس کے انسانی تصوّرات کی رُو سے پرکھنا نہیں چاہیئے۔ انسانی علم ناقابل اعتبار رہنما ہے۔ وہ مُنکر و مُلحد جو بائبل مقدّس کو محض نکتہ چینی کی غرض سے پڑھتے ہیں اپنی سائنس یا مکاشفہ کے ادھورے علم کی وجہ سے دعوٰے کرتے ہیں کہ اُنھوں نے بائبل میں بہت سے اختلافات ڈھونڈے ہیں؛ لیکن اگر بائبل مقدّس کا صحیح طور پر مطالعہ کیا جائے تو اُس کے بیانات میں کامل یگانگت پائی جاتی ہے۔ مُوسٰی نبی نے خدا کے رُوح کی زیرِ ہدایت لکھا اور علمِ طبقاتُ الارض کی کوئی صحیح رائے بھی کبھی کسی ایسی تحقیقات کا دعوٰی نہیں کرے گی جس کی تطبیق اُس کے بیانات سے نہ ہو۔ تمام سچائی خواہ وہ فطرت میں پائی جائے یا مکاشفہ میں ہو اپنے تمام مظہرات میں ہر لحاظ سے موافقت رکھتی ہے۔

خُداوند کے کلام میں بہت سے ایسے سوالات پائے جاتے ہیں۔ جن کا جواب دُنیا کا بڑے سے بڑا عالم بھی نہیں دے سکتا۔ ہماری توجہ اُن مضامین کی طرف یہ ظاہر کرنے کے لیے مبذُول کی جاتی ہے کہ ہماری روزمرّہ کی زندگی میں بھی بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کو انسان اپنی محدُود عقل سے جس پر وہ فخر و ناز کرتا ہے ہرگز پُوری طرح نہیں سمجھ سکتا۔

تاہم سائنس دان یہ سوچتے ہیں کہ وہ خُدا کی حکمت و دانش کو اور جو کچھ خُدا نے کیا ہے یا جو کچھ وہ کر سکتا ہے اُسے بخوبی جان سکتے ہیں۔ یہ خیال عام ہے کہ خُدا اپنے قوانین سے مقیّد ہے۔ لوگ یا تو خُدا کی ہستی کے منکر ہوتے ہیں یا اُسے نظر انداز کر دیتے ہیں یا وہ یہ سوچتے ہیں کہ وہ سب باتوں کی تشریح کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ انسان کے دل پر خُدا کے رُوح کے اثر کو بھی بخوبی جاننے کا دعوٰے کرتے ہیں۔ اِس سبب سے وہ خُدا کے قدّوس نام کی تعظیم اور اُس کی قُدرت سے خوف نہیں

کرتے۔ وہ نہ تو خُدا کی بے حد قُدرت پر یقین رکھتے ہیں اور نہ خُدا کے قوانین کو سمجھتے ہیں اور نہ اُس کی لاانتہا قُدرت کو جس کے ذریعہ سے وہ کام کرتا ہے۔ عام طور پر لفظ "قوانینِ فطرت" سے مُراد انسان کے دریافت کیے ہُوئے قوانین ہیں جو طبعی دُنیا کے نظام و قیام کے لیے ضروری ہیں۔ لیکن اُن کا علم کس قدر محدُود ہے اور وہ میدان کس قدر وسیع ہے جس میں خالق اپنے قوانین کے مطابق کام کرسکتا ہے۔ پھر بھی محدُودالعقل انسان کی سمجھ سے بالکل بالاتر ہے۔

بہت سے لوگ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ مادہ بذاتِ خود بڑی قُوّت رکھتا ہے۔ یعنی بعض خواص اِس مادّہ میں منتقل کیے جاتے ہیں اور تب اُسے اپنی ہی موروثی قوّت سے کام کرنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے اور قُدرت کا تمام کارخانہ مقررہ قوانینِ فطرت کی مطابقت میں خود بخود چلتا رہتا ہے اور خُدا خود بھی اِن میں ہرگز مُداخلت نہیں کرسکتا۔ یہ غلط نظریہ ہے اور خُدا کے کلام کے بالکل خلاف ہے۔ فطرت اپنے خالق کی خادمہ ہے۔ خُدا اپنے قوانین کو منسُوخ نہیں کرتا، نہ اُن کے خلاف عمل کرتا ہے بلکہ وہ انھیں لگاتار اپنے وسائل کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ فطرت ایک عقلِ کُل، حاضر و ناظر ہستی اور عملی قُوّت کی شہادت دیتی ہے جو فطرت کے قوانین میں اور اُن کے وسیلہ سے کام کرتی ہے۔ تمام فطرت میں "باپ" اور "بیٹا" متّحدہ طور پر متواتر کام کر رہے ہیں۔ مسیح خداوند فرماتے ہیں:۔ "میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور مَیں بھی کام کرتا ہوں۔"

(یوحنا ۵:۱۷)

لاویوں نے ایک گیت میں جس کا ذکر نحمیاہ کے صحیفے میں آیا ہے خُدا کی تعریف میں یُوں کہا:۔ "تُو ہی اکیلا خُداوند ہے۔ تُو نے آسمان اور آسمانوں کے آسمان اور اُن کے سارے لشکر کو اور زمین کو اور جو کچھ اُس پر ہے بنایا اور تُو اِن سبھوں کا پروردگار ہے۔" (نحمیاہ ۹:۶)۔ جہاں تک اِس دُنیا کا تعلّق ہے، خُدا کی تخلیق کا کام مکمّل ہو چکا ہے۔ "گو بنائے عالم کے وقت اُس کے کام ہو چکے تھے۔" (عبرانیوں ۴:۳) لیکن اُس کی خلقت کے کاموں کو سنبھالنے کے لیے اب تک اُس کی قُدرت کام کر رہی ہے۔

یہ اِس لیے نہیں ہے کہ کائنات کا نظام جس کو ایک دفعہ حرکت دے دی گئی ہے وہ اب اپنی ذاتی قوّت سے چل رہا ہے۔ نبض خود بخود چل رہی ہے اور سانس بھی خود بخود یکے بعد دیگرے آتا جاتا ہے، بلکہ ہر سانس اور دل کی ہر ایک حرکت خُدا کی لا اِنتہا قُدرت اور اُس کی نگرانی کی شہادت پیش کرتی ہے جس میں "ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجُود ہیں۔" (اعمال ۱۷: ۲۸) زمین سال بسال اپنی پیداوار کے قیمتی خزانے اپنی ذاتی طاقت سے نہیں اُگلتی اور نہ ہی اپنی ذاتی طاقت سے سُورج کے گرد مُتحرّک رہتی ہے۔ خُدا کا ہاتھ سیّاروں کی رہنمائی کرتا ہے اور افلاک میں گردش کرتے وقت اُن کی حفاظت کرتا ہے۔ "وہی جو اُن کے لشکروں کو شمار کر کے نکالتا ہے اور اُن سب کو نام بنام بُلاتا ہے اُس کی قدرت کی عظمت اور اُس کے بازُو کی توانائی کے سبب سے ایک بھی غیر حاضر نہیں رہتا۔" (یسعیاہ ۴۰: ۲۶) اُسی کی قدرت سے نباتات لہلہاتی، پتّیاں نکلتی اور پھُول کھِلتے ہیں۔ وہ "پہاڑوں پر گھاس اُگاتا ہے۔" اور اُسی کی قُدرت سے وادیاں ہری بھری ہیں۔ سب جنگلی جانور "خُدا سے اپنی خوراک مانگتے ہیں۔" (زبور ۱۰۴: ۲۰، ۲۱)
سب جاندار چھوٹے کیڑے سے لے کر انسان تک روزانہ خوراک و حفاظت کے لیے اُسی کی پروردگاری پر اِنحصار رکھتے ہیں۔ زبُور نویس نے کیسی عمدگی سے اس کا بیان کیا ہے۔ "اُن سب کو تیرا ہی آسرا ہے تاکہ تُو اُن کو وقت پر خوراک دے۔ جو کچھ تو دیتا ہے یہ لے لیتے ہیں۔ تُو اپنی مُٹھی کھولتا ہے اور یہ اچھّی چیزوں سے سیر ہوتے ہیں۔" (زبور ۱۰۴: ۲۷، ۲۸) اُس کا کلام تمام عناصر پر قابض ہے۔ وہ آسمان کو بادلوں سے ڈھانک دیتا ہے اور زمین کے لیے بارش کو تیار کرتا ہے۔ "وہ برف کو اُون کی مانند گراتا ہے اور پالے کو راکھ کی مانند بکھیرتا ہے۔" (زبور ۱۴۷: ۱۶) "اُس کی آواز سے آسمان میں پانی کی فراوانی ہوتی ہے اور وہ زمین کی انتہا سے بُخارات اُٹھاتا ہے۔ وہ بارش کے لیے بجلی چمکاتا ہے اور اپنے خزانوں سے ہوا چلاتا ہے۔" (یرمیاہ ۱۰: ۱۳)
ہر شے کی بُنیاد خُدا پر ہے۔ تمام حقیقی سائنس اُس کی صنعتوں کے عین مُطابق ہے۔ تمام حقیقی تعلیم اُس کی حکومت کی فرمانبرداری کی طرف راغب کرتی ہے سائنس نئے نئے

عجائبات کو ہمارے سامنے لاتی ہے۔ وہ بلند پروازی کرتی ہے اور نئی نئی گہرائیوں کو دریافت کرتی ہے۔ لیکن وہ اپنی ساری تفتیش و تحقیق میں کوئی ایسی بات پیش نہیں کرتی جو الٰہی مکاشفہ کے خلاف ہو۔ ممکن ہے کہ عدمِ واقفیت سائنس کا سہارا لے کر خدا کے بارے میں غلط خیالات پیش کرے۔ لیکن کتابِ فطرت اور نوشتے ایک دُوسرے کی وضاحت کرتے ہیں۔ یُوں ہم خالق کی تعظیم کرنا سیکھتے اور اُس کے کلام پر عقل و سمجھ سے بھروسہ رکھتے ہیں۔

محدُود عقل کا اِنسان پُورے طور پر لامحدُود خُدا کی ہستی، قدُرت، حکمت یا صنعتوں کو سمجھ نہیں سکتا۔ کتابِ مُقدّس میں یہ سوالات کیے گئے ہیں: "کیا تو تلاش سے خُدا کو پا سکتا ہے؟ کیا تو قادرِ مطلق کا بھید کمال کے ساتھ دریافت کر سکتا ہے؟ وہ آسمان کی طرح اُونچا ہے۔ تُو کیا کر سکتا ہے؟ وہ پاتال سے گہرا ہے تُو کیا جان سکتا ہے؟ اُس کی ناپ زمین سے لمبی اور سمندر سے چوڑی ہے۔" (ایوب ۱۱: ۷-۹) دُنیا کے عقلمند لوگ بھی خُدا کو نہیں سمجھ سکتے۔ اِنسان لاکھ چاہے ہمیشہ تحقیق کرتا اور سیکھتا رہے تو بھی اس کی خدا کی لامحدُودیت تک رسائی نہیں ہو سکتی ہے۔

خلقت کے کام خُدا کی قدُرت اور عظمت کے شاہد ہیں: "آسمان خُدا کا جلال ظاہر کرتا ہے اور فضا اس کی دستکاری دکھاتی ہے۔" (زبور ۱۹: ۱) جو لوگ خُدا کے کلام کے نوشتوں کو اپنا مُشیر بنا لیتے ہیں وہ سائنس میں خُدا کو جاننے کے لیے مدد پائیں گے۔ "کیونکہ اُس کی اَن دیکھی صفتیں یعنی اُس کی اَزلی قدُرت اور اُلوہیت دُنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔" (رومیوں ۱: ۲۰)

چوتھا باب

آدم کی آزمائش اور معصیت

جب شیطان کے لیے آسمان میں بغاوت پھیلانے کا موقعہ نہ رہا تو اُسے خُدا کی مخالفت میں نسلِ انسانی کی تباہی کی سازش سُوجھی۔ باغِ عدن میں آدم و حوّا کی خوشحالی اور شادمانی کو دیکھ کر اُس نے محسُوس کیا کہ اُس کی مسرّتیں ہمیشہ کے لیے جاتی رہیں۔ حسد کی آگ سے برانگیختہ ہو کر اُس نے مُصمّم ارادہ کر لیا کہ اُنھیں نافرمانی اور بغاوت کی تحریک دے اور گناہ کے جُرم اور اُس کی سزا میں اُنھیں مبتلا کر دے۔ اُن کی محبّت کو بے اعتباری میں اور اُن کی حمد و شکر گزاری کے گیتوں کو خُدا کے خلاف اِلزام لگانے میں تبدیل کر دے۔ اِس طرح سے وہ نہ صرف اُن معصُوموں کو اُسی مُصیبت میں گرفتار کرنا چاہتا تھا جس میں وہ خود مُبتلا تھا بلکہ خُدا کو بدنام کرتا اور آسمان میں رنج و الم پیدا کرنا چاہتا تھا۔

ہمارے پہلے والدین کو اُس خطرے سے آگاہ کر دیا گیا تھا جس سے اُنھیں دوچار ہونے کا امکان تھا۔ آسمانی فرشتوں نے اُن کے سامنے شیطان کے گرنے کا واقعہ، اُن کی تباہی کے لیے شیطان کی سازش، اور حکومتِ الٰہی کی حقیقت کو بخوبی واضح کر دیا تھا جس کو شیطان مغلُوب کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ خُدا کے منصفانہ مطالبات کی نافرمانی کے سبب سے شیطان اور اُس کا لشکر گر گئے تھے۔ لہٰذا یہ نہایت ضروری تھا کہ آدم اور حوّا اُس شریعت کی تعظیم کریں جس کے وسیلے ہی سے عدل و انصاف برقرار رہ سکتا تھا۔

خُدا کی شریعت ویسی ہی پاک ہے جیسا وہ خود پاک ہے۔ یہ اُس کی مرضی کا مکاشفہ، اس کی سیرت کا عکس اور اُس کی الٰہی حکمت اور محبّت کا اظہار ہے۔ خلقت کی یگانگت کا دار و مدار اِسی بات پر ہے کہ مخلُوقات خواہ وہ جاندار ہوں یا بے جان، خالق کے قوانین کی پُوری پُوری فرمانبرداری کرے۔ خُدا نے قوانین نہ صرف جاندار چیزوں کے نظام کے

لیے بنائے ہیں بلکہ فطرت کی تمام نقل وحرکت بھی اِنہی مقرّر کردہ قوانین کے ماتحت ہے۔ ہر شے مقرّر کیے ہوئے قوانین کے مطابق ہے۔ جن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اگرچہ فطرت کی ہر شے طبعی قوانین کے ماتحت ہے تو بھی اس دُنیا کی تمام مخلوقات میں سے جس سے دُنیا آباد ہے صرف انسان ہی اخلاقی شریعت کے لیے خُدا کے حُضور ذمہ وار ہے۔ محض انسان ہی کو جو اَشرفُ المخلُوقات ہے، خُدا نے اپنے تقاضے اور اپنی شریعت کے عدل، بھلائی اور اس کے مقدّس مُطالبات کو جو اِنسان پر عائد ہوتے ہیں سمجھنے کی قوّت عطا کی ہے اور انسان سے بلاکم و کاست فرمانبرداری طلب کی جاتی ہے۔

ساکنانِ عدن بھی فرشتوں کی طرح آزمائشی طور پر رکھے گئے تھے۔ امتحان میں پُورا اُترنے کے بعد ہی اُن کی خوشحالی کا انحصار اپنے خالق کی شریعت پر وفاداری سے عمل کرنے پر تھا۔ اُنھیں یا تو اطاعت کرنا اور زندہ رہنا تھا یا نافرمانی کی صُورت میں برباد ہونا تھا۔ خُدا نے اُنھیں قیمتی برکات دے رکھی تھیں۔ لیکن اگر وہ اُس کی مرضی سے مُنحرِف ہو جائیں تو جس نے گناہ کرنے والے فرشتوں کو نہ چھوڑا وہ اُن کو بھی نہ چھوڑتا۔ حکم عدولی سے اُن کی تمام برکات چھن جاتیں اور وہ اپنے اُوپر مُصیبت اور تباہی لاتے۔

فرشتوں نے اُنھیں شیطان کی سازشوں سے پُورے طور سے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ اُنھیں اپنے دام میں پھنسانے کی انتھک کوشش کرے گا۔ جب تک وہ خداوند کی فرمانبرداری کرتے رہے شیطان اُنھیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکا کیونکہ اگر ضرورت پڑتی تو آسمان کا ہر ایک فرشتہ اُن کی مدد کے لیے بھیجا جا سکتا تھا۔ اگر وہ مستقل مزاجی سے شیطان کی پہلی آزمائشوں کو برداشت کر لیتے تو وہ آسمانی فرشتوں کی طرح محفوظ رہتے۔ لیکن اگر وہ ایک دفعہ اُس کی آزمائش میں پھنس جاتے تو اُن کی سیرت ایسی بگڑ جاتی کہ وہ اپنی طاقت و قُوّت میں شیطان کا مقابلہ نہ کر سکتے اور نہ ایسی خواہش کرتے۔

نیک و بد کی پہچان کا درخت خُدا کی فرمانبرداری اور اُن کی محبّت کی کسوٹی ٹھہرایا گیا۔ خُدا نے یہ مناسب سمجھا کہ اُن پر صرف ایک پابندی لگائے اور باغ کے باقی سب درختوں کا پھل کھانے کی اجازت اُن کو دی گئی۔ لیکن اگر وہ اِس خاص بات میں اُس کی مرضی

کے خلاف کرتے تو وہ خطا کے مرتکب ہوتے اور سزا کے مستوجب ٹھہرتے۔ شیطان کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اُن کو لگاتار ہر جگہ آزماتا رہے۔ اُس کی رسائی اُن تک صرف ممنوعہ درخت کے پاس ہی ہو سکتی تھی۔ اگر وہ اُس درخت کی حقیقت دریافت کرنے کی کوشش کرتے تو وہ اُس کی عیّاری و ہوشیاری کے خطرہ میں پڑ جاتے۔ اُن کو یہ نصیحت ملی تھی کہ جو آگاہی اُنھیں خُدا کی طرف سے ملی تھی اُس پر خبرداری سے کاربند رہیں اور اُسی ہدایت پر مطمئن رہیں جو خُدا نے مناسب خیال کرتے ہوئے اُنھیں دی تھی۔

اپنے کام کو پردۂ راز میں رکھتے ہُوئے شیطان نے سانپ کو اپنا آلۂ کار بنایا۔ دھوکے اور فریب دہی کے لیے یہ نہایت مناسب بھیس تھا۔ اُس وقت سانپ زمین کے سب جانوروں میں سب سے زیادہ عقلمند اور خُوبصورت تھا۔ اُس کے پر تھے اور جب وہ ہوا میں پرواز کرتا تو اُس کی چمک سے آنکھ خیرہ ہو جاتی۔ اُس کا رنگ آبدار سونے کی طرح چمکتا نظر آتا تھا۔ وہ اُس ممنوعہ درخت کے پھل سے لدی ہوئی شاخوں میں آرام کرتا اور اُس کے لذیذ پھل کا مزہ اُڑا رہا تھا۔ دیکھنے والے کے لیے یہ منظر دِلکش اور نظر فریب تھا۔ یُوں باغِ بہشت میں یہ بَلا گھات لگائے اپنے شکار کے اِنتظار میں دبکا بیٹھا تھا۔

فرشتوں نے حوّا کو آگاہ کر دیا تھا کہ باغ میں روزمرّہ کے کام کے وقت اپنے خاوند سے جُدا نہ ہونا۔ کیونکہ تنہا رہنے کی نسبت اُس کے ساتھ ساتھ رہنے کی صُورت میں آزمائش میں پڑنے کا خطرہ کم تھا۔ لیکن وہ اپنے مرغُوب مشغلہ میں ایسی محو تھی کہ نادانستہ وہ اُس سے علیحدہ ہو گئی۔ یہ دیکھ کر کہ مَیں تنہا ہوں، وہ خطرہ محسوس کرنے لگی لیکن یہ خیال کرتے ہُوئے کہ اُس میں بدی کو پہچاننے اور اُس کا مقابلہ کرنے کی کافی عقل اور طاقت ہے اُس نے خَوف و ڈر کو اپنے ذہن سے نکال دیا۔

فرشتوں کی آگاہی سے لاپروا ہو کر وہ حیرت اور تعریف کے ملے جُلے جذبات سے ممنوعہ درخت کو تاک رہی تھی۔ وہ پھل دیکھنے میں نہایت خوبصُورت تھا اور وہ اپنے دل میں سوچنے لگی کہ خُدا نے اُنھیں اِس سے کیوں محرُوم کر رکھا ہے۔ اب

آزمائش کرنے والے کو موقع مل گیا۔ گویا وہ حوّا کے دلی جذبات سے واقف تھا اور وہ اُس سے یُوں مخاطب ہوا۔ "کیا واقعی خُدا نے کہا ہے کہ باغ کے کسی درخت کا پھل تم نہ کھانا۔" (پیدائش ۳: ۱) جب حوّا نے اپنے دل کے خیالات کی صدائے بازگشت سُنی تو وہ بہت حیران ہوئی اور چونک اُٹھی۔ لیکن سانپ نے سُریلی آواز میں اپنی گفتگو کو جاری رکھا اور اُس کی بے حد خُوبصورتی اور جمال کی تعریف کرنے لگا اور سانپ کے الفاظ حوّا کو بُرے نہ لگے۔ اُس جگہ سے بھاگ نکلنے کی بجائے وہ تعجب سے سُننے لگی کہ سانپ بول رہا ہے۔ اگر کوئی فرشتہ کی مانند اُس سے ہم کلام ہوتا تو وہ بہت خوفزدہ ہو جاتی لیکن اُسے یہ خیال بھی نہ گزرا کہ یہ نظر فریب سانپ اُس اُفتادہ دشمن کا آلۂ کار بنا ہُوا ہے۔

آزمانے والے کے دام میں پھنسانے والے سوال کے جواب میں حوّا نے کہا کہ "باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں۔ پر جو درخت باغ کے بیچ میں ہے، اُس کے پھل کی بابت خُدا نے کہا ہے کہ تم نہ تو اُسے کھانا اور نہ چھونا ورنہ مر جاؤ گے تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مرو گے۔ بلکہ خُدا جانتا ہے کہ جس دن تُم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کُھل جائیں گی اور تم خُدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔" (پیدائش ۳: ۲-۵)

اُس نے کہا کہ اِس درخت کا پھل کھانے سے وہ زندگی کے ممتاز درجہ تک پہنچ جائیں گے اور علم کی وسیع راہیں کُھل جائیں گی۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ مَیں نے خود بھی ممنوع درخت کا پھل کھایا ہے جس سے مجھے قوّتِ گویائی حاصل ہو گئی ہے۔ اُس نے اشارۃً یہ بھی ذکر کیا کہ خُداوند نے حسد کی بنا پر اس پھل کو اُن سے روک لیا ہے تاکہ تم خداوند کے برابر نہ بن جاؤ۔ اِس پھل کی عجیب و غریب خوبیوں سے دانش اور قوّت حاصل ہوتی ہے۔ اِسی لیے خُدا نے تم کو اِس پھل کے کھانے بلکہ چھُونے سے بھی منع کر رکھا ہے۔ آزمانے والے نے یہ بھی اِشارہ کیا کہ جو آگاہی خُدا نے اُنھیں دی ہے درحقیقت اُسے پُورا کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ محض تم کو ڈرانے کی خاطر کہا گیا ہے۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ تم مر جاؤ؟ کیا تم نے حیات کے درخت کا پھل نہیں کھایا؟ خُدا تم کو اعلیٰ اور افضل درجہ پر پہنچنے سے روکتا ہے تاکہ تم ممتاز درجہ اور بہتر خوشی حاصل نہ کر سکو۔

آدم کے وقت سے لے کر آج تک شیطان کا یہی کام رہا ہے اور اس میں اُسے بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ وہ انسانوں کو آزماتا ہے کہ وہ خُدا کی محبّت اور حکمت پر شک کریں۔ وہ ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہے کہ بے ادب اِستعجابی رُوح اور بے چین اور راز جُو خواہش انسان میں پیدا کرے تاکہ وہ خُدا کی حکمت اور قُدرت کے بھیدوں کی تہ تک پہنچ جائے۔ بے شمار لوگ اُن باتوں کی تلاش میں جو خُدا نے اپنی مَصلِحَت سے ظاہر نہیں کی ہیں اُن سچائیوں کو جو اُن کی نجات کے لیے ضروری ہیں اور ظاہر کی گئی ہیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ شیطان لوگوں کو نافرمانی کی طرف یہ یقین دلا کر مائل کرتا ہے کہ وہ علم کی حیران کن شاہراہوں میں داخل ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ دھوکہ ہے۔ اپنی ترقّی کی خوشی میں مست ہو کر وہ مطالباتِ الٰہی کو پامال کر کے اس راہ پر گامزن رہتے ہیں جو ذِلّت اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔

شیطان نے اِس مقدّس جوڑے سے یہ کہا کہ وہ خُدا کی شریعت کی نافرمانی کر کے فائدہ میں رہیں گے۔ کیا ہم آج کل بھی ایسی دلائل کو نہیں سُنتے ہیں؟ بہت سے لوگ خُدا کے احکام پر عمل کرنے والوں کو تنگ نظر کہتے ہیں اور اپنے آپ کو وسیع النّظر خیال کرتے ہیں اور زیادہ آزادی سے لُطف اندوز ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں۔ باغِ عدن سے یہ اُسی آواز کی گُونج ہے کہ "جس روز تُو نے اُس میں سے کھایا" یعنی خُدا کی نافرمانی کی تو "تم خُدا کی مانند بن جاؤ گے۔" شیطان نے یہ دعوٰی کیا کہ اِس ممنُوع درخت کا پھل کھانے سے اُس کو فائدہ عظیم حاصل ہوا ہے۔ لیکن اُس نے یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ گناہ کرنے کی وجہ سے وہ آسمان سے راندہ گیا۔ گو گناہ اُس کے لیے بے حد نُقصان کا باعث ہوا تھا۔ اُس نے اپنی سیاہ بختی کو چُھپایا تاکہ وہ دُوسروں کو بھی اِسی حالت میں مُبتلا کرے۔ لہٰذا آج کل بھی گنہگار اپنی حقیقی سیرت کو چھپانے کی کوشش

کرتا ہے۔گو وہ مقدّس ہونے کا دعویٰ کرے لیکن اُس کا یہ اعلیٰ دعویٰ اُسے اور زیادہ خطرناک دھوکہ باز بنا دیتا ہے۔ وہ شیطان کا طرف دار ہے اور خُدا کی شریعت کو پامال کر کے دُوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے تاکہ وہ ابدی ہلاکت میں پڑ جائیں۔

حوّا نے شیطان کی باتوں کا فی الحقیقت یقین کر لیا لیکن اُس کے اِس یقین نے اُسے گناہ کی سزا سے نہ بچایا۔ اُس نے خُدا کی باتوں کا یقین نہ کیا اور یہی اُس کے گرنے کا باعث ہؤا۔ روزِ عدالت میں لوگ اِس لیے مجرم نہ ٹھہریں گے کہ اُنھوں نے جان بوجھ کر جُھوٹ کا یقین کر لیا بلکہ اِس لیے کہ اُنھوں نے سچائی کا یقین نہ کیا اور صداقت کے جاننے کا موقع بھی ہاتھ سے جانے دیا۔ شیطان کے مغالطہ آمیز دھوکوں کے باوجود خُدا کی نافرمانی ہمیشہ بربادی لاتی ہے۔ ہمیں صداقت کے جاننے پر ہمیشہ دل لگانا چاہیے۔ خُدا نے اپنے کلام میں جو اسباق قلمبند کروائے ہیں وہ ہماری آگاہی اور ہدایت کے لیے ہیں وہ ہمیں دھوکہ سے بچانے کے لیے دیئے گئے ہیں۔ اُن کو نظر انداز کر دینے میں ہماری تباہی و بربادی ہے۔ جو کچھ خُدا کے حکم کے خلاف ہے وہ یقیناً شیطان سے صادر ہوتا ہے۔

سانپ نے ممنُوع درخت کا پھل توڑ کر حوّا کے ہاتھوں میں رکھ دیا جو کسی قدر لیت و لعل میں پڑی ہوئی تھی۔ تب اس نے حوّا کو اُس کے اپنے الفاظ یاد دلائے کہ خُدا نے اُن کو اِس درخت کو چھُونے سے منع کیا تھا مبادا وہ مر جائیں۔ اُس نے یقین دلایا کہ اِس پھل کو کھانے سے اُسے کچھ نقصان نہ ہوگا۔ جیسا کہ اُس کے چھُونے سے نہیں ہؤا۔ جب حوّا نے دیکھا کہ اِس فعل سے اُسے کچھ نقصان نہیں پہنچا تو وہ اور بھی دلیر ہو گئی۔ اُس نے "جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لیے اچھا اور آنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لیے خوب ہے تو اُس کے پھل میں سے لیا اور کھایا۔" (پیدائش ۳: ۶) اُس کا ذائقہ دِلپسند تھا۔ اور جونہی اُس نے کھایا تو اُس نے اپنے وجُود میں ایک زندگی بخش طاقت کو محسوس کیا اور اس نے تصوّر کیا کہ وہ زندگی کے اعلیٰ درجہ میں داخل ہو رہی ہے۔ بِلا خوف اُس نے پھل توڑ کر کھا لیا اور اب وہ

خود خطا کار بن کر اپنے خاوند کی بربادی کے لیے شیطان کا آلۂ کار بن گئی۔ ایک عجیب خلافِ فطرت جوش کی حالت میں ممنوعہ پھل کو ہاتھوں میں لے کر اُس نے اپنے خاوند کی تلاش کی اور جو کچھ واقع ہُوا تھا وہ سب اُسے کہہ سُنایا۔

آدم کے چہرہ پر اُداسی چھا گئی۔ وہ حیران اور پریشان معلوم ہوتا تھا۔ حوّا کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے اُس نے کہا یہی وہ دشمن ہوگا جس کے خلاف ہمیں آگاہی دی گئی تھی اور خُدا کے حکم کے مطابق اُسے ضرور مرنا ہے۔ جواب میں اُس نے آدم کو تاکیداً کہا کہ وہ پھل کھا لے اور سانپ کے الفاظ کو دُہرایا کہ "وہ ہرگز نہ مریں گے"۔ حوّا نے یہ دلیل پیش کی کہ یہ سچ ہی ہوگا کیونکہ اُسے خُدا کی ناراضگی کے کوئی آثار نظر نہ آئے لیکن اِس کے برعکس اُسے ایک لذیذ تازگی بخش اثر محسوس ہو رہا تھا جس سے اُس کے تمام اعضا اور قواء میں ایک نئی جان آ گئی تھی۔ اُس نے خیال کیا کہ یہ وہی احساسات ہیں جو آسمانی فرشتوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔

آدم نے جان لیا کہ میری رفیقہ نے خُدا کی حکم عدولی کی ہے اور وفاداری اور محبّت کی جو واحد شرط خُدا نے ہم پر عائد کر رکھی تھی اُسے نظر انداز کر دیا ہے۔ اُس کے دل میں سخت کشمکش پیدا ہو گئی۔ اُسے سخت افسوس ہُوا کہ مَیں نے حوّا کو کیوں اپنے پاس سے دُور جانے دیا۔ لیکن اب جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ اب مجھے اُس سے جُدا ہونا پڑے گا۔ جس کی رفاقت میرے لیے باعثِ مُسرّت اور راحت رہی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ آدم خُدا اور اُس کے پاک فرشتوں کی رفاقت کا لُطف اُٹھا چکا تھا۔ اُس نے خالق کے جلال کو دیکھا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اگر ہم خُدا کے ساتھ وفادار رہیں تو نسلِ انسانی کا انجام کیسا اعلیٰ ہو سکتا ہے۔ تاہم اِن تمام برکات کو نظر انداز کر دیا گیا کہ مبادا وہ واحد نعمت جو اُس کی نظر میں سب سے قیمتی تھی اُس سے چھن جائے۔ اُسے حوّا کی محبّت، خُدا کی محبّت، شکرگزاری اور وفاداری کے مقابلہ میں گراں قدر معلُوم ہوئی۔ وہ اُس کے وجود کا حِصّہ تھی اور اُس کی جُدائی کا خیال بھی ناقابلِ برداشت تھا۔ وہ اس بات کو محسُوس نہ کرتا تھا کہ جب خُدا نے اپنی لامحدُود قدرت سے زمین

کی مٹی سے بنا کر اُسے زندگی اور خوبصورتی بخشی تھی اور محبّت کی وجہ سے اُسے ایک ساتھی دیا تھا وہ حوّا کی بجائے ایک اور رفیق مہیّا کرسکتا تھا۔ لیکن اُس نے مصمّم ارادہ کر لیا کہ وہ اُس کا ہم انجام ہوگا اور اگر اسے مرتا ہے تو وہ بھی اُس کے ساتھ ہی مرے گا۔ پھر وہ سوچنے لگا کہ ممکن ہے کہ شاید دانا سانپ کی بات ہی دُرست ہو۔ حوّا اپنے حُسن وجمال میں اور ظاہراً معصومیت میں اُس کے سامنے کھڑی تھی جیسے کہ وہ حکم عدولی سے پیشتر تھی۔ وہ اُس کے لیے اب پہلے کی نسبت زیادہ محبّت کا اظہار کر رہی تھی۔ اُس میں موت کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے اور اُس نے تمام خطروں کا دلیری سے مقابلہ کرنے کا مصمّم اِرادہ کر لیا۔ اُس نے پھل لے کر فوراً کھا لیا۔

خطا کرنے کے بعد آدم نے محسوس کیا کہ مَیں اعلیٰ زندگی میں داخل ہو گیا ہوں لیکن بہت جلد اپنے گناہ کے خیال سے خوف زدہ ہو گیا۔ جو ہوا اُن کو لطیف اور معتدِل معلوم ہوتی تھی اب اِس خطاکار جوڑے کو بہت سرد محسوس ہونے لگی۔ جو محبّت اور اطمینان اُن کو پہلے حاصل تھا وہ سب جاتا رہا اور اُس کی جگہ گناہ کا احساس، مُستقبل کا خوف اور رُوح کی عُریانی کا خیال پیدا ہو گیا۔ وہ نُورانی لباس جو اُنھیں ڈھانپے ہوئے تھا، غائب ہو گیا اور اُس کی جگہ اُنھوں نے اپنے آپ کو ڈھانپنے کے لیے تجویز کی کیونکہ عُریانی کی حالت میں وہ خُدا اور اُس کے مُقدّس فرشتوں کے سامنے کھڑے نہ رہ سکتے تھے۔

اب اُن کے گناہ کی حقیقت اُن پر کھُلنے لگی۔ آدم حوّا کو اپنے سے علیحدہ ہونے اور سانپ کے دھوکے میں آجانے کی بے وقوفی کے لیے ملامت کرنے لگا۔ لیکن اُن دونوں نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلّی دی کہ جس خُدا نے اپنی محبّت کے اس قدر کثیرُ التّعداد ثبوت دے رکھے ہیں وہ اُن کی اِس ایک خطا کو معاف کر دے گا یا کم از کم وہ ایسی بھاری سزا نہ دے گا جس کے وہ خوف میں تھے۔

شیطان اپنی اِس کامیابی پر بہت خُوش ہوُا۔ اُس نے حوّا کو بہکایا کہ وہ خُدا کی محبّت پر بھروسہ نہ رکھے، اُس کی دانش وحکمت پر شک کرے اور اُس کے حکم کو

توڑے اور اُس کو آلۂ کار بنا کر اُس نے آدم پر بھی غلبہ حاصل کر لیا۔

لیکن شریعت کا دینے والا عظیم الشّان خُداوند آدم اور حوّا پر اُن کے گناہ کے نتائج کو ظاہر کرنے کو تھا۔ باغ میں خُدا کی حضُوری نمودار ہوئی۔ اپنی معصُوم اور پاکیزہ حالت میں وہ خُدا کی حضُوری سے بہت شادمان ہُؤا کرتے تھے۔ لیکن اب وہ اپنے خالق کی حضُوری سے دہشت زدہ ہو کر باغ کے درختوں میں چھُپنے کے لیے بھاگ گئے۔ "تب خُداوند خدا نے آدم کو پُکارا اور اُس سے کہا کہ تُو کہاں ہے؟ اُس نے کہا "مَیں نے باغ میں تیری آواز سُنی اور میں ڈرا کیونکہ مَیں ننگا تھا اور مَیں نے اپنے آپ کو چھُپایا۔" اُس نے کہا۔ "تجھے کس نے بتایا کہ تُو ننگا ہے؟ کیا تُو نے اِس درخت کا پھل کھایا۔ جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اُسے نہ کھانا؟" (پیدائش ۳: ۹-۱۱)۔

آدم نہ تو اپنے گناہ کا اِنکار ہی کر سکتا تھا اور نہ عُذر۔ لیکن توبہ کرنے کی بجائے اُس نے اِلزام اپنی بیوی پر لگانے کی کوشش کی اور یُوں خود خُداوند پر بھی۔ "جس عورت کو تُو نے میرے ساتھ کیا ہے اُس نے مجھے اِس درخت کا پھل دیا اور مَیں نے کھایا" (پیدائش ۳: ۱۲) جس نے حوّا کی محبّت کی خاطر خُدا کی نظرِ عاطفت، اپنے فِردَوس کے گھر اور ہمیشہ کی خُوشی کی زندگی سے محرُوم رہنا عمداً پسند کیا۔ اور اب گناہ کرنے کے بعد اپنی رفیقۂ حیات پر بلکہ خود خالق پر اپنے گناہ کا اِرتکاب تھوپنے کی کوشش کرنے لگا۔ گناہ کی قُوّت اِس قدر خَوفناک ہے۔

جب خُدا نے حوّا سے پُوچھا کہ "تُو نے یہ کیا کیا؟" عورت نے کہا کہ سانپ نے مجھے بہکایا تو مَیں نے کھایا۔" "تُو نے سانپ کو کیوں خلق کیا؟" "تُو نے اُسے باغِ عَدن میں آنے کی اجازت کیوں دی؟" اُس کے گناہ کی مَعذرت میں یہ سوالات پائے جاتے ہیں۔ یُوں آدم کی طرح اُس نے بھی اپنے گرنے کی ذمّہ داری خُدا پر عائد کی۔ اپنے آپ کو راستباز ٹھہرانے کی رُوح کا آغاز جھُوٹ کے باپ سے ہوتا ہے اور جُونہی ہمارے پہلے والدین شیطان کے زیرِ اثر ہو گئے اُنھوں نے جھُوٹ بولنا شروع کر

دیا اور یہی جھوٹ بولنے کی قبیح عادت آدم کی نسل میں پائی جاتی ہے۔ عاجزی سے اپنے گناہوں کا اقرار کرنے کی بجائے وہ اپنے گناہ کا اِرتکاب دُوسروں پر، حالات پر، یا خُدا پر عائد کرنا چاہتے ہیں اور خُدا کی برکتوں میں بھی اُس کے خلاف بڑبڑانے کا موقع تلاش کر لیتے ہیں۔

تب خُداوند نے سانپ پر فتویٰ صادر کیا " اِس لیے کہ تُو نے یہ کیا تُو سب چوپایوں اور دشتی جانوروں میں ملعُون ٹھہرا۔ تُو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور اپنی عمر بھر خاک چاٹے گا۔" (پیدائش ۳: ۱۴) چُونکہ سانپ شیطان کا آلۂ کار بنا اِس لیے سانپ کو بھی غضبِ الٰہی برداشت کرنا تھا۔ جو میدان کی سب مخلُوقات میں سب سے خوبصورت اور قابلِ تعریف تھا وہ سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر بن گیا جس سے اِنسان اور حیوان نفرت کرنے اور ڈرنے لگے۔ وہ الفاظ جو اِس کے بعد سانپ کو کہے گئے وہ شیطان پر عائد ہوتے ہیں جو اُس کی آخرکار شکست اور تباہی کی طرف اِشارہ کرتے ہیں " مَیں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کُچلے گا اور تُو اُس کی ایڑی پر کاٹے گا (پیدائش ۳: ۱۵)

حوّا کو بتایا گیا کہ اُسے کس قدر درد اور غم کو برداشت کرنا پڑے گا۔ جواب سے لے کر اس کا تجربہ ہو گا اور خُداوند نے کہا " تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہو گی اور وہ تجھ پر حکُومت کرے گا۔" (پیدائش ۳: ۱۶) خلق کرتے وقت خُدا نے اُسے آدم کے برابر بنایا تھا۔ اگر وہ خُدا کے فرمانبردار رہتے یعنی اس کی محبّت کی اعلیٰ شریعت کی مُطابقت میں چلتے تو ان کی باہمی یگانگت ہمیشہ برقرار رہتی لیکن گُناہ نے نااتفاقی پیدا کر دی اور اب ان کی یگانگت اور اتّفاق صرف ایک دُوسرے کے مُطیع رہنے کی صُورت میں قائم رہ سکتے تھے۔ حوّا سے خطا پہلے سرزد ہوئی تھی اور وہ اپنے رفیقِ حیات سے علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے آزمائش میں گر گئی جو ہدایتِ الٰہی کے عین خلاف تھا۔ اُسی کی تحریک سے آدم نے گناہ کیا تھا اور اب اُسے اس کے خاوند کے ماتحت کر دیا گیا۔ اگر گری ہوئی نسلِ انسانی خُدا کی دی ہُوئی شریعت کے اصُولوں پر کاربند رہتی

تو یہ فتویٰ جو اگرچہ گُناہ کا نتیجہ تھا ، اُن کے لیے برکت کا باعث ہوتا لیکن مرد کو جو فوقیت حاصل ہوئی اُس کے ناجائز استعمال نے عورت کی زندگی کو اکثر نہایت تلخ کر دیا ہے اور اسے بھاری بوجھ بنا ڈالا ہے۔

حوّا اپنے عدن والے گھر میں اپنے شوہر کی رفاقت میں کامل خُوشحالی کی حالت میں رہتی تھی لیکن آج کل کے زمانہ کی حوّاؤں کی طرح وہ خوشامد میں پھنس کر اُس زندگی کے معیار سے جو خُدا نے اُسے بخشا زیادہ بلند و بالا زندگی کے درجہ کو حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اپنے اصلی درجہ سے اعلیٰ و بالا درجہ حاصل کرنے کی کوشش میں وہ بہت زیادہ پستی اور تنزّل میں گر پڑی۔ جو خُدا کی تجویز کے مُطابق اپنی زندگی کے فرائض کو خوشی کے ساتھ سرانجام دینے کے لیے رضامند نہیں اُنھیں بھی یہی نتیجہ بُھگتنا پڑے گا۔ اعلیٰ ذمّہ داریوں کے حصُول کی ناکام کوشش میں جس کے لیے خُدا نے اُنھیں خلق نہیں کیا بہتیری اپنی اس جگہ کو خالی کر رہی ہیں جہاں رہ کر وہ برکت کا باعث ہو سکتی ہیں۔ اعلیٰ درجہ حاصل کرنے کی ہوس میں بہت سی عورتیں اپنے نسوانی وقار اور شرافت کو کھو بیٹھی ہیں اور اُنھوں نے اُس ذمّہ داری کو ادھورا چھوڑ دیا ہے جس کے لیے خُدا نے اُنھیں خلق کیا تھا۔

آدم سے خداوند نے فرمایا۔ "چونکہ تُو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اُس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اُسے نہ کھانا، اِس لیے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ مُشقّت کے ساتھ تو اپنی عُمر بھر اُس کی پیداوار کھائے گا اور وہ تیرے لیے کانٹے اور اُونٹ کٹارے اُگائے گی اور تُو کھیت کی سبزی کھائے گا۔ تُو اپنے مُنہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا جب تک کہ زمین میں تُو پھر لَوٹ نہ جائے اِس لیے کہ تُو اِس سے نکالا گیا ہے۔ کیونکہ تُو خاک ہے اور خاک میں پھر لَوٹ جائے گا۔" (پیدائش ۳: ۱۷-۱۹)

یہ خُدا کی مرضی نہیں تھی کہ آدم اور حوّا اپنی بے گناہی کی حالت میں بدی سے ذرا بھی رُوشناس ہوں۔ اُس نے نیکی و بھلائی کو اُنھیں کثرت سے مرحمت فرمایا تھا

اور بدی کو اُن سے باز رکھا تھا۔ لیکن اُس کے حکم کے خلاف اُنھوں نے ممنوعہ درخت کے پھل کو کھایا۔ اب اُنھیں عمر بھر کھانا پڑے گا۔ کیونکہ اب اُنھیں بدی کی پہچان ہو ہوگئی تھی۔ اُس وقت سے لے کر نوعِ انسان شیطان کی آزمائشوں سے دُکھ اُٹھاتی رہے گی۔ جو مقرّر کردہ محنت اُن کے لیے اب تک خوشی کا باعث تھی اب وہ فکرو مشقّت اُن کا حصّہ تھی۔ اُنھیں مایوسی، غم اور دُکھ درد کے ماتحت رہنا اور آخرکار مرنا تھا۔

گُناہ کی لعنت کے تحت میں کُل فطرت انسان کے لیے خُدا کے خلاف بغاوت کی نوعیت اور نتائج کی شہادت دینے کو تھی۔ جب خُدا نے انسان کو خلق کیا اُس نے اُسے زمین اور تمام جانداروں پر حکومت بخشی۔ جب تک آدم خُدا کے ساتھ وفادار رہا سب فطرت اس کے ماتحت تھی۔ لیکن جب اُس نے الٰہی شریعت کے خلاف بغاوت کر دی تو ادنیٰ مخلوق نے بھی اُس کی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ یُوں خُداوند کو انسان پر اپنی بڑی رحمت سے اپنی شریعت کی پاکیزگی کو ظاہر کرنا تھا اور اُن کے اپنے تجربہ سے ظاہر کرنا تھا کہ اس کے احکام کی خلاف ورزی خواہ کتنی ہی خفیف کیوں نہ ہو کس قدر خطرناک ہے۔

اور مشقّت اور فکرمندی کی زندگی بھی جو اب سے اِنسان کا حِصّہ بن گئی محبّت کی وجہ سے مقرّر کی گئی۔ گُناہ کی وجہ سے اُس کے لیے ایک ضابطہ کے ماتحت رہنا لازمی ہوگیا تاکہ اس کے نفسانی اور شہوانی جذبات کو حدِ اعتدال میں رکھا جائے جس سے اُس میں خود ضبطی کی عادات پیدا ہوسکیں۔ گُناہ کی بربادی اور ذِلّت سے انسان کو بچانے کے لیے یہ تجویز خُدا کے بڑے منصوبہ کا ایک حصّہ تھی۔

ہمارے والدین کو جو آگاہی دی گئی تھی کہ "جس روز تُو نے اِس میں سے کھایا تُو مرا۔" (پیدائش ۲: ۱۷) اِس سے یہ مطلب نہیں تھا کہ جس دن وہ ممنُوعہ درخت کا پھل کھائینگے وہ اُسی روز مر جائیں گے۔ بلکہ یہ کہ اُسی روز اُن پر موت کا اٹل فتویٰ صادر ہو جائے گا۔ بقا کا وعدہ اُن سے فقط فرمانبرداری کی شرط پر کیا گیا تھا۔ گُناہ کے سبب سے وہ اَبدی

زِندگی سے محرُوم ہو جائیں گے۔ عین اُسی روز موت کی سزا کا حکم اُن پر صادر ہوگا۔
ہمیشہ کی زندگی کو حاصل کرنے کے لیے یہ لازمی ہے کہ اِنسان حیات کے درخت کا پھل کھاتا رہتا۔ اس سے محرُوم ہو کر اس کی زندگی بتدریج کم ہوتی رہتی۔ حتیٰ کہ ایک دن وہ بالکل معدُوم ہو جاتا۔ شیطان کی یہ تجویز تھی کہ نافرمانی کے ذریعہ سے آدم و حوّا اپنے اُوپر غضبِ الٰہی لائیں اور تب اگر وہ معافی حاصل کرنے میں قاصر رہیں تو اُس کی یہ اُمید تھی کہ وہ حیات کے درخت کا پھل کھائیں تاکہ وہ ہمیشہ تک گُناہ اور دُکھ و مصیبت کی زندگی بسر کرتے رہیں۔ لیکن آدم و حوّا کے گُناہ میں گرنے کے فوراً بعد خُدا نے مُقدّس فرشتوں کو حکم دیا کہ حیات کے درخت کی حفاظت کریں۔ ان فرشتوں کے اِردگرد نُور کی شعاعیں چمکتی تھیں جو شُعلہ زن تلوار کی طرح نظر آتی تھیں۔ آدم کے خاندان میں سے کسی کو اجازت نہ دی گئی کہ وہ اِس حد سے گُزر کر زندگی بخش پھل کو کھا سکیں۔ اِس لیے کوئی گنہگار غیر فانی نہیں۔
ہمارے پہلے والدین کے گناہ سے رنج و الم کا جو سیلاب بہہ نکلا بعض لوگوں کے خیال کے مُطابق وہ خفیف گُناہ کے لیے حد سے زیادہ بڑی سزا ہے اور انسان کے ساتھ سلوک کرنے میں وہ خُدا کے اِنصاف اور حِکمت پر اِلزام لگاتے ہیں لیکن اگر وہ اس سوال پر گہری نظر ڈالیں تو وہ اپنی غلطی کو پہچان سکتے ہیں۔ خُدا نے اِنسان کو اپنی ہی صُورت پر بے گُناہ پیدا کیا۔ زمین ایسے باشندوں سے آباد ہونے کے لیے خلق کی گئی تھی جو فرشتوں سے کچھ ہی کم تھے لیکن یہ ضروری تھا کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا اِمتحان کیا جائے کیونکہ خُدا ایسے لوگوں کو زمین سے معمُور کرنے کی اجازت نہیں دیتا جو اُس کی شریعت کو نظر انداز کر دیں۔ تو بھی اپنی بڑی رحمت سے خُدا نے آدم کے لیے سخت امتحان مقرّر نہیں کیا۔ اور مُمانعت جس قدر خفیف تھی اُسی قدر گُناہ شدید ٹھہرا۔ اگر آدم سب سے چھوٹی آزمائش برداشت نہ کر سکتا تو زیادہ بھاری ذمّہ داریوں میں بڑی آزمائش کی برداشت کیونکر کر سکتا۔
اگر آدم پر کوئی بڑی آزمائش بھیجی جاتی تو جن کے دِل بدی کی طرف مائل ہیں یہ کہہ

کر اپنے آپ کو بے قصور ٹھہراتے کہ "یہ تو ہلکی سی بات ہے اور خُدا چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہیں کرتا۔" اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں برابر گناہ ہوتا رہتا جن کے لیے انسانوں میں اِن باتوں پر کوئی ملامت نہیں کرتا۔ لیکن خُدا نے یہ ظاہر کر دیا کہ گناہ خواہ کتنا ہی خفیف کیوں نہ ہو خُدا کی نظر میں گھنونا ہے۔

حوّا کو یہ خفیف سی بات معلوم ہوئی کہ وہ ممنُوعہ درخت کا پھل کھا کر خُداوند کی نافرمانی کرے اور اپنے خاوند کو بھی گناہ کرنے کے لیے پھسلائے۔ لیکن اُن کے گناہ کی وجہ سے دُنیا پر رنج والم کا سیلاب اُمڈ آیا۔ آزمائش کے وقت کون جان سکتا ہے کہ ایک غلط قدم اُٹھانے سے کس قدر خطرناک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

بہت سے لوگ جو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اِنسان کے لیے خُدا کی شریعت کا ماننا ضروری نہیں وہ اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ اس کے اصُولوں پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ لیکن اگر یہ دُرست ہوتا تو آدم کو اپنے گناہ کی سزا کیوں بُھگتنی پڑی؟ ہمارے پہلے والدین کی خطا کے سبب ہماری دُنیا پر گناہ اور غم چھا گیا اور اگر خُدا فضل اور شفقت نہ کرتا تو گُناہ نسلِ انسانی کو نااُمیدی کے گہرے گڑھے میں دھکیل دیتا۔ کوئی اپنے آپ کو فریب نہ دے "گناہ کی مزدُوری مَوت ہے۔" (رومیوں ۶ : ۲۳) آج کل بھی خدا کی شریعت کو توڑنے کی ویسی ہی سنگین سزا ہے جیسی کہ اس وقت تھی جبکہ نسلِ انسانی کے باپ پر فتوٰی صادر ہُوا تھا۔

گُناہ کرنے کے بعد آدم و حوّا باغِ عدن میں نہیں رہ سکتے تھے۔ اُنھوں نے بڑی آہ وزاری سے اِلتجا کی کہ اُنھیں اِس پاک اور خُوشحال گھر میں رہنے دیا جائے۔ اُنھوں نے یہ اقرار کیا کہ اس خوشحال گھر میں رہنے کے تمام حقُوق اُنھوں نے کھو دیئے ہیں لیکن عہد کیا کہ آئندہ وہ احتیاط سے خُداوند کی فرمانبرداری کریں گے۔ لیکن ان کو بتایا گیا کہ اُن کی فطرت گناہ کی وجہ سے بِگڑ چکی ہے۔ بدی کا مقابلہ کرنے کے لیے اُن کی طاقت کمزور ہوگئی ہے اور اب شیطان کے لیے دروازہ کُھل گیا ہے کہ وہ اُنھیں آسانی سے مغلُوب کر سکے۔ بے گناہی کی حالت میں وہ آزمائش میں گر گئے تھے اور اب مُجرم

ہونے کی حالت میں وہ اپنی وفاداری اور دیانتداری کو برقرار رکھنے کی بہت ہی کم صلاحیت رکھتے تھے۔

نہایت ذِلّت اور بے حد رنج وغم کی حالت میں اُنھوں نے اپنے خُوبصورت گھر کو اَلوِداع کہا اور اُس زمین پر رہنے کے لیے چلے گئے جس پر لعنت نازل ہو چکی تھی۔ وہ فضا جو پہلے لطیف، خُوشگوار اور یکساں تھی اب اُس میں زبردست تغیّرات پیدا ہو گئے اور خُدا نے بڑی رحمت سے اُن کے لیے چمڑے کے کُرتے بنائے تاکہ شدّت کی گرمی اور سردی سے اُن کی حفاظت ہو سکے۔

جب اُنھوں نے پھُولوں کو مُرجھاتے اور پتّوں کو جھڑتے ہُوئے دیکھا جو بربادی کے پہلے آثار تھے تو آدم اور حوّا نے اُس سے کہیں زیادہ ماتم کیا جو آجکل کسی کی مَوت کے وقت کیا جاتا ہے۔ نازک، نازک پھُولوں کا مُرجھا کر گر جانا ان کے لیے فی الحقیقت غم کا باعث تھا لیکن جب خُوبصورت درختوں کی پتّیاں جھڑ گئیں تو ان کے دماغوں میں صفائی کے ساتھ یہ بات واضح ہو گئی کہ واقعی تمام ذِی حیات مخلُوق کا بخرہ مَوت ہے۔

آدم وحوّا کے باغِ عَدن کے خُوشگوار ماحَول سے نکال دیئے جانے کے بعد عَدن بہت عرصہ تک زمین پر رہا۔ گری ہوئی نسل کو مُدّت تک اپنی بے گُناہی کے وطن کو دیکھنے کی اِجازت دی گئی۔ محافظ فرشتے انھیں اِس کے پھاٹکوں میں داخل ہونے سے روکتے تھے۔ بہشت کے دروازہ پر جہاں محافظ کرّوبی تھے خُدا کا جلال ظاہر ہوتا تھا۔ اِسی جگہ آدم اور اُس کی اولاد خُدا کی عبادت کرنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ یہاں آکر وہ خُدا کی اس شریعت کی تابعداری کا عہد کیا کرتے تھے جس کو توڑنے کے سبب اُن کو عدن سے نکال دیا گیا تھا۔

جب بدی کا سیلاب ساری دُنیا پر پھیل گیا اور اِنسان کی شرارت کی وجہ سے پانی کے ذریعہ ان کی تباہی مقرّر ہو گئی تو جس ہاتھ نے عدن کا باغ لگایا تھا اُسی نے اُسے زمین پر سے اُٹھا لیا۔ لیکن آخری بحالی کے وقت جب "نیا آسمان اور نئی زمین ہو گی"

،مکاشفہ ۲۱: ۱) تو باغِ عدن پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورتی اور جلال کی حالت میں بحال کیا جائے گا۔

تب وہ جو خُدا کے حُکموں پر عمل کرتے ہیں حیات کے درخت کے نیچے غیر فانی قوّت اور تازگی بخش سانس لیں گے۔ بے گُناہ جہانوں کے باشندے اس باغِ راحت کو جو خُدا کی خلقت کا کامل نمونہ ہے ابدُ الآباد زمانوں تک دیکھا کریں گے جس پر گُناہ کی لعنت کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اگر اِنسان اپنے خالق کی جلالی تجویز کو پُورا کرتا تو ساری دُنیا اُسی کامل نمونہ کی طرح بن جاتی۔

پانچواں باب

نجات کی تجویز

اِنسان کے گُناہ میں گِر جانے کی وجہ سے کل آسمان غم سے بھر گیا۔ وہ دُنیا جسے خُدا نے بنایا تھا گُناہ کی لعنت سے داغدار ہوگئی اور اَیسے باشِندوں سے آباد ہوگئی جن پر دُکھ، تکلیف اور موت کا فتوٰے صادر ہو گیا تھا۔ جنھوں نے خُدا کی شریعت کی خلاف ورزی کی تھی ان کی رہائی کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی۔ فرشتوں نے حمد و شُکر گزاری کے گیت گانا بند کر دیا۔ آسمانی بارگاہوں میں ہر کہیں گناہ کے سبب سے جو بربادی واقع ہوگئی تھی اس کے لیے ماتم ہو رہا تھا۔

خُدا کے بیٹے آسمانی لشکروں کے جلیلُ القدر سپہ سالار کو گری ہوئی نسلِ انسانی پر ترس آیا۔ اس تباہ حال دُنیا کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر اس کی لا اِنتہا محبّت نے جوش مارا لیکن خُدا کی محبّت نے اِنسان کی مُخلصی کی راہ سوچ لی تھی۔ خُدا کی شریعت کو توڑنے کی وجہ سے گنہگار کو مرنا ضروری تھا۔ ساری کائنات میں صرف ایک ہی ہستی تھی جو اِنسان کی خاطر شریعتِ الٰہی کے تقاضات کو پُورا کر سکتی تھی۔ چونکہ الٰہی شریعت ویسی ہی پاک ہے، جیسا کہ خُدا خود پاک ہے اِس لیے گُناہ کا کفارہ صرف وہی ہستی دے سکتی تھی جو خُدا کے برابر ہو۔ سوائے خُداوند مسیح کے اَور کوئی دُوسرا شخص گری ہوئی نسلِ انسانی کو شریعت کی لعنت سے چُھڑا کر خدا کی مصالحت میں نہیں لا سکتا تھا۔ مسیح خداوند اپنے اُوپر گناہ کا جُرم اور اس کی ذلّت لینے کے لیے رضامند تھا۔ گناہ خدائے پاک کی نگاہ میں اِس قدر ناگوار ہے کہ لازم آیا کہ باپ اور بیٹے میں جُدائی ہو۔ خداوند مسیح کو تباہ شُدہ نسل انسانی کو بچانے کی خاطر حد درجہ کے دُکھ و غم برداشت کرنے تھے۔

باپ کے حضُور اُس نے گنہگار کی خاطر التماس کی جبکہ آسمانی لشکر اس کے نتائج کا اَیسی بڑی بے چینی سے اِنتظار کر رہا تھا جس کا بیان لفظوں میں نہیں ہو

سکتا۔ گری ہوئی نسلِ انسانی کے لیے صُلح اور سلامتی کی یہ "پُراسرار مشورت" بہت دیر تک جاری رہی۔ (زکریاہ ۶: ۱۳) نجات کی تجویز کی بُنیاد دُنیا کے خلق ہونے سے پہلے ہی ڈالی جا چکی تھی کیونکہ مسیح خُداوند وہ برّہ ہے "جو بنائے عالم کے وقت سے ذبح ہوُا ہے۔" (مکاشفہ ۱۳: ۸) تو بھی کائنات کے بادشاہ کے لیے یہ زبردست کشمکش تھی کہ گُنہگار نسلِ انسانی کے لیے اپنے بیٹے کو موت کے حوالہ کر دے۔ لیکن "خُدا نے دُنیا سے ایسی محبّت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔" (یوحنا ۳: ۱۶) آہ نجات کا راز! خُدا کی محبّت ایسی دُنیا کے لیے جس نے اُس سے محبّت نہ کی! کون اس محبّت کی گہرائی کا اندازہ لگا سکتا ہے "جو جاننے سے باہر ہے"؟ ابدُالآباد زمانوں تک غیر فانی مخلوق خُدا کی اِس بیروں از قیاس محبّت کو حمد، حَیرت اور اِستعجاب کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

خُدا کو مسیح خُداوند میں ظاہر ہونا تھا۔ کیونکہ "خُدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دُنیا کا میل ملاپ کر لیا" (۲ کرنتھیوں ۵: ۱۹)۔ اِنسان گناہ کے باعث اس قدر ذلیل ہو گیا تھا کہ وہ بذاتِ خود اپنی طاقت میں خدا کے ساتھ میل ملاپ نہ کر سکتا تھا جس کی ذات پاکیزہ اور نیک ہے۔ لیکن خُداوند مسیح انسان کو شریعت کی لعنت سے چُھڑا کر اُسے الٰہی قدرت عطا کر سکتا تھا جو انسانی کوشش کے ساتھ مُتّحد ہو جائے۔ یوں خُدا کے رُوبرو توبہ کر کے اور مسیح خُداوند پہ ایمان لا کر آدم کی گری ہُوئی اولاد ایک دفعہ پھر "خُدا کے فرزند" بن جاتے۔

جس واحد تجویز کے ذریعہ انسان کو نجات حاصل ہو سکتی تھی اس میں ساری آسمانی ہستیوں کی غیر محدُود قربانی شامل تھی۔ جب مسیح خُداوند نے فرشتوں کے سامنے مخلصی کی تجویز کا اِنکشاف کیا تو اُنھیں خوشی نہ ہوئی۔ کیونکہ اُنھوں نے جان لیا کہ انسان کی نجات کی خاطر ان کے محبُوب سپہ سالار کو بے بیان دُکھ اور غم برداشت کرنا پڑے گا۔ رنج اور حیرانی کے ملے جُلے جذبات کے ساتھ اُنھوں نے خُداوند مسیح کی باتوں کو سُنا کہ

اُسے آسمان کی پاکیزہ اور پُراطمینان فضا، اس کی شادمانی، اس کے جاہ وجلال اور عیرفانی زندگی کو ترک کر کے دُنیا کی پستی اور ذلّت سے رُوشناس ہونا پڑے گا تاکہ اُس کے رنج، ذِلّت اور مَوت کو برداشت کرے۔ اُسے گنہگار اور گناہ کی سزا کے مابین کھڑا ہونا تھا تو بھی بہت تھوڑے اُسے خُدا کا بیٹا تسلیم کریں گے۔ اُسے آسمان میں اپنے شاہانہ منصب کو چھوڑ کر زمین پر اِنسان کی طرح پست ہو کر ظاہر ہونا تھا اور اپنے شخصی تجربہ سے ان غموں اور آزمائشوں سے واقف ہونا تھا جنھیں اِنسان کو برداشت کرنا تھا۔ یہ سب کچھ ضروری تھا تاکہ وہ ان کی مدد کر سکے جن کی آزمائش ہوتی ہے (عبرانیوں ۲ : ۱۸) جب بحیثیّت اُستاد اُس کی خدمت پُوری ہو تو ضرور ہے کہ وہ شریروں کے حوالہ کیا جائے اور ہر طرح کی ذِلّت اور اذِیّت کو برداشت کرے جس کے لیے شیطان اُنھیں اُبھارے۔ ضرور ہے کہ وہ سب سے زیادہ ظلم اور تشدّد کی مَوت سہے اور گنہگار کی طرح آسمان اور زمین کے درمیان اُونچے پر چڑھایا جائے۔ اُس کو دیر تک ایسی خوفناک حالتِ نزع میں سے گُذرنا پڑے جس کا منظر اس قدر بھیانک ہو کہ فرشتے بھی اس کو دیکھنا برداشت نہ کریں بلکہ وہ اِس منظر سے اپنے چہرے کو چُھپائیں۔ ضرور ہے کہ اُسے جان کنی کا دُکھ برداشت کرنا پڑے، باپ اپنا چہرہ اُس سے چُھپالے جبکہ ساری دُنیا کے گُناہوں کا بوجھ اُس پر ڈال دیا جائے۔

فرشتے اپنے سپہ سالار کے پاؤں پر گر پڑے اور اُنھوں نے اپنے آپ کو اِنسان کی خاطر قُربان ہونے کے لیے پیش کیا۔ لیکن کسی فرشتے کی جان اِس قرض کو ادا نہ کر سکتی تھی۔ صرف اُسی ہستی میں جس نے انسان کو خلق کیا تھا اُسے مُخلصی دینے کی قُدرت تھی۔ تاہم اس مُخلصی کی تجویز میں فرشتوں کا بھی حِصّہ تھا۔ مسیح خُداوند "فرشتوں سے کچھ ہی کمتر کیا گیا یعنی (وہ) مَوت کا دُکھ سہے۔" چونکہ اُسے بشریّت کا جامہ پہننا ضرور تھا کہ اُس کی طاقت فرشتوں کی طاقت سے کم ہونے کو تھی اور اُنھیں اُس کی خدمت کرنا تھا اُس کے دُکھوں میں اُسے تقویت اور تسلّی دیں۔ اُنھیں خدمت گزار رُوحیں بھی بننا تھا جو نجات کی میراث پانے والوں کی خاطر خدمت کو بھیجی جاتی ہیں (عبرانیوں ۲ : ۹؛ ۱ : ۱۴) وہ خُدا کے فضل کے اُمیدواروں

کو بُرے فرشتوں کی طاقت سے محفوظ رکھیں گے اور جو تاریکی شیطان اُن کے اِرد گرد لگا تار پھیلاتا ہے اُس سے اُنھیں بچالیں گے۔

فرشتے اپنے خُداوند کی جانکنی اور پست حالی کو دیکھ کر غم اور غُصّہ سے بھر جائیں گے اور اُس کے قاتلوں سے اُسے بچانا چاہیں گے لیکن جو کچھ ان کی آنکھوں کے سامنے گزُرنے کو تھا اس میں اُنھیں کوئی مداخلت نہیں کرنی تھی۔ یہ نجات کی تجویز کا حِصّہ تھا کہ مسیح خداوند بدکاروں کے ہاتھ سے دُکھ اور ذِلّت اُٹھائے اور جب اس نے انسان کا فدیہ دینے والا بننا منظور کیا تھا تو ان تمام باتوں کے لیے بھی وہ رضامند تھا۔

مسیح نے فرشتوں کو یقین دلایا کہ وہ اپنی مَوت سے بہتیروں کو فدیہ دے کر چُھڑائے گا اور جسے مَوت پر قدُرت حاصل تھی اُسے (اِبلیس) تباہ کر دے گا۔ جس حکوُمت کو انسان نے گُناہ کے سبب سے کھو دیا تھا اُسے وہ پھر حاصل کرے گا اور مخلصی یافتہ لوگ اُس کے ساتھ اُس کی بادشاہت کے وارث ہوں گے اور ابدُالآباد تک اس میں بسیں گے۔ گُناہ اور گنہگاروں کا نام و نشان مٹا دیا جائے گا اور وہ پھر کبھی آسمان اور زمین کے اَمن میں خلل انداز نہ ہوں گے۔ اُس نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ جس تجویز کو باپ نے منظُور کر لیا ہے وہ اس سے اتّفاق کریں اور اِس بات میں شادمان ہوں کہ اُس کی موت کے وسیلہ سے گِرے ہُوئے اِنسان کا خُدا سے میل ملاپ ہو سکتا ہے۔

تب آسمان بے بیان خوشی سے بھر گیا۔ اِس مخلصی یافتہ دُنیا کا جاہ و جلال اور مُبارک حالی زندگی کے شہزادے کے دُکھوں اور قرُبانی کی نسبت زیادہ بڑھ چڑھ کر تھا۔ اُس گیت کا پہلا سُر جو بیتُ اللحم کی پہاڑیوں میں بلند ہونے کو تھا۔ آسمانی بارگاہوں میں گونج اُٹھا کہ" عالمِ بالا پر خدا کی تمجید ہو اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صُلح۔" (لوقا ۲ : ۱۴) اِس خوشی کی نسبت جب نئی خِلقت کی تخلیق پر" صُبح کے ستارے مِل کر گاتے تھے اور خُدا کے سب بیٹے خوشی سے للکارتے تھے" اب کہیں زیادہ خوشی کا اظہار کیا گیا (ایّوب ۳۸ : ۷)۔

اِنسان کو مخلصی کی خُوشخبری سب سے پہلے اس فتوٰی میں دی گئی تھی جو سانپ پر باغِ عدن میں لگایا گیا تھا۔ خُداوند نے فرمایا: "مَیں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گا اور تو اُس کی ایڑی پر کاٹے گا۔" (پیدائش ۳: ۱۵) یہ سزا جو ہمارے پہلے والدین کے رُوبرُو سُنائی گئی اُن کے لیے ایک وعدہ تھا۔ اگرچہ اُس میں اِنسان اور شیطان کے مابین جنگ کی پیش گوئی تھی لیکن اُس میں یہ اعلان بھی تھا کہ آخرکار اِس بڑے دشمن کا زور توڑا جائے گا۔ آدم اور حوّا راستباز مُنصف کے سامنے بطور مُجرم کے کھڑے تھے اور اپنے گناہ کا فتوٰے سُننے کے لیے تیار تھے لیکن مشقّت اور غم کی زندگی کی خبر سُننے سے پیشتر جو اُن کا حِصّہ ہونے کو تھی یا یہ اعلان سُننے سے پیشتر کہ وہ خاک میں جا ملیں گے اُنھوں نے وہ الفاظ سُنے جو پُر اُمید تھے۔ گو اُنھیں اس زبردست دُشمن کے ہاتھوں دُکھ اُٹھانا تھا تو بھی وہ آخری فتح کو دیکھ سکتے تھے۔

جب شیطان نے اپنے اور عورت کے درمیان اور اپنی نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دُشمنی کے متعلّق سُنا تو اُس کو معلوم ہو گیا کہ اس کا اِنسانی فِطرت کے بگاڑنے کا کام روکا جائے گا اور کسی نہ کسی وسیلہ سے انسان کو اُس کا مقابلہ کرنے کے لیے طاقت مِل جائے گی۔ تاہم جب نجات کی تجویز کی زیادہ وضاحت کی گئی تو شیطان اپنے فرشتوں کے ساتھ بہت خوش ہُوا کہ اِنسان کو گرانے کے وسیلہ سے وہ خُدا کے بیٹے کو اس کے اعلیٰ مرتبہ سے نیچے اُتار سکا۔ اس نے اعلان کیا کہ اس کی تجاویز اب تک زمین پر کارگر ہوئی ہیں اور جب مسیح خُداوند بشریّت کو اپنے اُوپر لے لے گا تو ممکن ہے کہ وہ بھی مغلوب ہو جائے اور یُوں اُفتادہ نسلِ انسانی کی مخلصی کا کام روکا جا سکے۔

آسمانی فرشتوں نے ہمارے پہلے والدین کو مُفصّل طور پر اِس تجویز سے آگاہ کر دیا تھا جو اُن کی نجات کے لیے مرتّب کی گئی تھی۔ آدم اور حوّا کو یقین دِلایا گیا کہ ان کے بڑے گناہ کے باوجود بھی وہ شیطان کے قبضہ میں نہ چھوڑے جائیں گے۔ خُدا کے بیٹے نے ان کے گُناہ کے کفّارہ کے لیے اپنی زندگی کو پیش کر دیا تھا۔ اُن کو ایک اَور موقع دیا جائے گا

اور وہ توبہ کرنے اور مسیح پر ایمان لانے کے ذریعہ سے از سرِ نو خُدا کے فرزند بن سکیں گے
جس قُربانی کا اُن کے گناہ کے سبب سے مطالبہ کیا گیا تھا اس نے آدم اور حوّا پر خُدا کی شریعت کی پاکیزہ سیرت کو مُنکشِف کر دیا اور اُنھوں نے پہلے سے کہیں زیادہ صفائی کے ساتھ گُناہ کے جرم اور اس کے ہولناک نتائج کو دیکھا۔ اُنھوں نے نہایت رنج و غم میں یہ التجا کی کہ یہ سزا المسیح خُداوند پر وارد نہ ہو جو ان کی خوشی و شادمانی کا سرچشمہ رہا تھا بلکہ وہ ان پر اور ان کی اولاد پر وارد ہو۔

ان کو بتایا گیا کہ چونکہ یہوواہ کی شریعت آسمان اور زمین میں اس کی حکومت کی بُنیاد ہے اس لیے کسی فرشتہ کی جان کی قربانی بھی ان کی خطا کے عوض قبول نہیں ہو سکتی۔ شریعت کا کوئی حکم بھی اِنسان کی گری ہوئی حالت میں اُس کی مدد کے لیے منسُوخ یا تبدیل نہیں ہو سکتا۔ لیکن خُدا کا بیٹا جس نے اِنسان کو خلق کیا تھا اُس کا کفّارہ دے سکتا تھا جس طرح آدم کے گناہ کی وجہ سے بربادی اور موت وارد ہوئی اُسی طرح مسیح کی قُربانی کے وسیلہ سے زندگی اور بقا حاصل ہوگی۔

نہ صرف اِنسان ہی بلکہ زمین بھی گُناہ کے سبب سے اُس شریر کے اختیار میں آگئی تھی اور نجات کی تجویز کے ذریعہ سے اُسے بحال کیا جانا تھا۔ اپنی پیدائش کے وقت آدم دُنیا کا حاکم مقرر کیا گیا تھا لیکن آزمائش میں گرنے کے سبب سے وہ شیطان کے قبضہ میں آگیا تھا۔ "جو شخص جس سے مغلُوب ہے وہ اس کا غلام ہے۔" (۲ پطرس ۲: ۱۹) جب انسان شیطان کا غلام بن گیا تو جو حکُومت اُسے حاصل تھی وہ اُس کے فاتح کے تصرُّف میں آگئی۔ اس طرح شیطان "اس جہان کا خُدا" بن گیا (۲ کرنتھیوں ۴: ۴) اس دُنیا کی جو حکومت آدم کو ملی تھی وہ شیطان نے غصب کر لی۔ لیکن مسیح خُداوند اپنی قُربانی سے گناہ کا تاوان ادا کر کے نہ صرف اِنسان ہی کو مخلصی دلائے گا بلکہ جو حکُومت اُس سے چھن گئی تھی وہ اُسے بھی بحال کرے گا۔ وہ سب کچھ جو آدم اوّل سے چھن گیا تھا آدم ثانی سے بحال کیا جائے گا۔ نبی یُوں کہتا ہے: "اے گلّہ کی دیدگاہ! اے بنتِ صیّون کی پہاڑی! یہ تیرے ہی لیے ہے۔" (میکاہ ۴: ۸) پولوس رسول نے بھی خُدا کی مِلکیّت کی مخلصی کا ذکر کیا

ہے۔ (افسیوں ۱: ۱۴) خُدا نے زمین کو اس لیے خلق کیا کہ وہ مُقدّس اور خُوش حال لوگوں سے آباد ہو۔" اُسی نے زمین بنائی اور تیار کی۔ اُسی نے اسے قائم کیا۔ اُس نے اسے عبث پیدا نہیں کیا بلکہ اُس کو آبادی کے لیے آراستہ کیا۔" (یسعیاہ ۴۵: ۱۸) یہی مقصد اس وقت پُورا ہوگا جب وہ خُدا کی قُدرت سے از سرِ نو تعمیر کی جائے گی اور گناہ اور دُکھ سے پاک وصاف ہوگی اور مخلصی یافتہ لوگوں کا ابدی مسکن بن جائے گی۔" صادق زمین کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ بسے رہیں گے۔" (زبور ۳۷: ۲۹)۔ "پھر لعنت نہ ہوگی اور خُدا اور برّہ کا تخت اس شہر میں ہوگا اور اُس کے بندے اس کی عبادت کریں گے" (مکاشفہ ۲۲: ۳)

آدم کو اس کی بے گناہی کی حالت میں اپنے خالق کی براہِ راست رفاقت حاصل تھی۔ لیکن گُناہ کے باعث خُدا اور انسان میں جُدائی ہوگئی۔ اب صرف مسیح کے کفارہ کے وسیلہ سے اس خلیج کو پاٹا جا سکتا تھا اور اس طرح آسمان سے زمین تک برکتوں یا نجات کا سلسلہ قائم ہو سکتا تھا۔ انسان اپنے خالق کی براہِ راست رفاقت سے ابھی تک محرُوم تھا لیکن خُدا، مسیح اور فرشتوں کے وسیلہ سے اس سے رفاقت کرنے کو تھا۔

یُوں آدم پر نوعِ انسان کی تواریخ کے اہم واقعات یعنی عدن میں فتوٰے صادر ہونے سے لے کر طُوفان تک اور بعد ازاں خُدا کے بیٹے کی پہلی آمد تک کے واقعات منکشف کیے گئے۔ اس کو یہ دکھایا گیا تھا کہ گو مسیح کی قُربانی ساری دُنیا کو بچانے کے لیے کافی تھی تو بھی بہت سے لوگ توبہ واطاعت کی زندگی قبُول کرنے کی بجائے گناہ کی زندگی اختیار کریں گے۔ جُرم پُشت در پُشت بڑھتا چلا جائے گا اور گناہ کی لعنت نسلِ انسانی، حیوانات اور زمین پر زیادہ ہوتی چلی جائے گی۔ گناہ کی زندگی کی وجہ سے انسان کی عمر گھٹ جائے گی۔ وہ قدوقامت اور قوّتِ برداشت، اُس کے دماغی اور اخلاقی قواء کے اعتبار سے کمزور ہوتا چلا جائے گا حتیٰ کہ دُنیا ہر قسم کی دُکھ اور مُصیبت میں مبتلا ہو جائے گی۔ شہوانی اور نفسانی جذبات کی شدّت کے سبب بنی نوع انسان نجات کی اہم تجویز کو سمجھنے میں قاصر رہ جائیں گے تو بھی مسیح خُداوند اس مقصد پر

ثابت قدم رہتے ہوئے جس کے لیے اس نے آسمان کو چھوڑا، اِنسانوں میں دلچسپی لیتا رہے گا اور ان کو یہ دعوت دیتا رہے گا کہ وہ اپنی کمزوریوں اور نقائص کو اس کی کاملیت میں چھپالیں۔ وہ سب جو ایمان کے ساتھ اُس کے پاس آئیں گے وہ ان کی سب ضرورتوں کو پُورا کرے گا اور معدُودے چند ہی ایسے ہوں گے جن میں خُدا کا عرفان محفوظ رہے گا اور عالمگیر بدی کے درمیان بھی وہ بے داغ اور بے عیب رہیں گے۔

خُدا نے قربانیوں کا سلسلہ اس لیے مقرر کیا تھا کہ وہ انسان کے لیے اُس کے گناہ کے تائبانہ اقرار اور موعُودہ نجات دہندہ پر اُس کے ایمان کے اِظہار کی متواتر یادگار ہو۔ اُن کے ذریعہ اُفتادہ نسل کے دِل پر یہ نقش کرنا مقصُود تھا کہ گُناہ ہی کے سبب سے موت وارد ہوئی۔ آدم کے لیے پہلی مرتبہ قُربانی چڑھانا نہایت درد انگیز رسم تھا۔ اب اُس کے لیے لازمی تھا کہ وہ اُس جان کو لینے کے لیے اپنے ہاتھ اُٹھائے جو صرف خُدا ہی دے سکتا ہے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ آدم نے موت کا مشاہدہ کیا اور اس نے جان لیا کہ اگر میں فرمانبردار رہتا تو نہ اِنسان اور نہ ہی حیوان مرتے۔ جب اُس نے معصُوم جانور کو ذبح کیا تو وہ اس خیال سے کانپ اُٹھا کہ اُس کے گُناہ کے باعث خُدا کے بے عَیب برّہ کو اپنا خُون بہانا پڑے گا۔ اِس منظر سے اُسے اپنے گناہ کی شدّت بہت صفائی سے معلوم ہوگئی جس کا کفارہ دینے کے لیے خُدا کے پیارے بیٹے کو اپنی جان دینی پڑے گی اور وہ اِس لامحدُود شفقت کو دیکھ کر حیران رہ گیا جو مجرم کو بچانے کے لیے کفارہ دے گی۔ اس خوفناک اور تاریک مُستقبل میں اُمید کا ستارہ چمک اُٹھا جس نے اُسے اس گہری نا اُمیدی اور ہولناک بربادی سے بچالیا۔

لیکن نجات کی تجویز میں اِنسان کی نجات کے علاوہ ایک اور وسیع اور عمیق مقصد چھپا تھا۔ صرف اِسی مقصد کے لیے مسیح دُنیا میں نہ آیا تھا۔ اُس کا مقصد محض یہ نہ تھا کہ اس چھوٹی سی دُنیا کے باشندے الٰہی شریعت کی کماحقہٗ قدر کریں بلکہ تمام کائنات کے سامنے خُدا کی سیرت کو راست ٹھہرائے۔ خداوند مسیح نجات دہندہ اپنی اِس عظیم قُربانی کے اس نتیجہ کا منتظر تھا۔ نیز دوسری دُنیاؤں کی ہستیوں کے علاوہ انسان پر بھی اس کی قُربانی کا کیا اثر ہوگا

جب اُس نے اپنے مصلوب ہونے سے کچھ دیر پہلے یہ فرمایا کہ" اب دُنیا کی عدالت کی جاتی ہے اب دُنیا کا سردار نکال دِیا جائے گا اور مَیں اگر زمین سے اُونچے پر چڑھایا جاؤں گا تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا۔" (یوحنا ۱۲: ۳۱-۳۲)۔ اِنسان کی نجات کی خاطر مسیح کی قُربانی سے نہ صرف اِنسان اور آسمان میں مُصالحت ہی ممکن ہوگئی بلکہ ساری کائنات کے رُوبرُو شیطان کی بغاوت کے معاملہ میں خُدا باپ اور بیٹا دونوں راست ٹھہرے۔ اس سے خُدا کی شریعت کی مداومت مُستحکم ہوگئی اور اس سے گناہ کی حقیقت اور اِس کے نتائج مُنکشِف ہونگے۔

شروع ہی سے عظیم جنگ کا آغاز خُدا کی شریعت سے ہوا شیطان نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ خُدا بےانصاف ہے اور اس کی شریعت ناقص ہے اور سب کائنات کی بہتری اسی میں ہے کہ اُسے تبدیل کیا جائے شریعت پر حملہ کرنے کے ذریعے وہ شریعت کے بانی کے اختیار کو توڑنا چاہتا تھا اس عظیم جنگ میں یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ آیا خُدا کے قوانین ناقص ہونے کے سبب سے تبدیل کر دینے چاہئیں یا آیا وہ کامل اور لاتبدیل ہیں۔

جب شیطان کو آسمان سے نکال دیا گیا تو اُس نے اِس دُنیا میں اپنی سلطنت قائم کرنے کا مصمّم ارادہ کر لیا۔ جب اُس نے آدم اور حوّا کو آزما کر مغلوب کر لیا تو وہ سمجھا کہ اب وہ اس دُنیا کا مالک بن بیٹھا ہے۔ کیونکہ اُس نے کہا کہ" اب انھوں نے مجھے اپنا حاکم بنا لیا ہے۔" اُس نے یہ دعوٰے کیا کہ گُنہگار کو معافی کا ملنا ناممکن تھا اس لیے برُافتادہ نسل اس کی جائز رعیت اور یہ جہان اس کی ملکیّت بن گئی ہے۔ لیکن خُدا نے اپنے عزیز بیٹے کو جو اس کے برابر ہے گناہ کی سزا اُٹھانے کے لیے دے دیا اور یُوں اس نے ایک راہ نکالی جس سے انسان پھر اس کا منظُورِ نظر ہو کر عدن والے گھر میں واپس آ سکتا ہے۔ مسیح خُداوند نے انسان کو مخلصی دِلانے اور دُنیا کو شیطان کے قبضہ سے چھڑانے کا بیڑہ اُٹھایا اس عظیم جنگ کا فیصلہ جو آسمان میں شروع ہوئی عین اسی دُنیا میں یعنی اسی میدانِ جنگ میں ہونا تھا جسے شیطان اپنی ملکیّت سمجھے بیٹھا تھا۔

یہ ساری کائنات کے لیے حیرت انگیز بات تھی کہ مسیح گری ہوئی نسلِ انسانی کو بچانے کے لیے اپنے آپ کو پست کرے۔ جو ایک ستارہ سے دُوسرے ستارہ تک اور

ایک جہان سے دُوسرے جہان تک نگران ہونے کی حیثیّت سے پرواز کیا کرتا تھا اور اس وسیع کائنات کے ہر جاندار کی ضروریات کو اپنی قُدرت سے پُورا کیا کرتا تھا وہ اپنا جلال چھوڑ کر بشریّت کا جامہ پہننے کے لیے رضامند ہو، یہ وہ راز تھا جس کو باقی تمام عالموں کے بیگناہ باشندے سمجھنے کے آرزُومند تھے۔ جب مسیح خداوند انسانی جامہ پہن کر اس دُنیا میں آیا تو وہ بڑے اِشتیاق سے اس کے ہر قدم کا جو چرنی سے لے کر کلوری تک کے خُون آلُودہ راستے پر پڑتا تھا مُشاہدہ کر رہے تھے۔ سارے آسمان نے اس بے عزّتی اور لعن طعن کو دیکھا جو اُس پر پڑی۔ اُنھیں معلُوم تھا کہ یہ سب کچھ شیطان کی تحریک سے ہو رہا تھا۔ اُنھوں نے طرفین کو پیشقدمی کرتے دیکھا کہ شیطان نسلِ انسانی کو لگاتار تاریکی، رنج اور مُصیبت کی طرف دھکیلتا ہے جبکہ مسیح خُداوند اس کا سدِّ باب کرنے میں مصرُوف ہے اُنھوں نے روشنی اور تاریکی کے مابین جنگ کو جو زور پکڑتی جاتی تھی دیکھا۔ اور جب مسیح نے صلیب پر جان کنی کی حالت میں پُکار کر کہا "پُورا ہوُا" (یوحنا ۱۹ : ۳۰) تو فتح کا نعرہ تمام کائنات میں اور عین آسمان میں گُونج اُٹھا۔ اُس جنگ کا فیصلہ ہوُا جو بہت عرصہ سے ہو رہی تھی اور اس میں مسیح خُداوند فتحمند رہا۔ اُس کی مَوت نے اِس بات کا ثبوُت دیا کہ باپ اور بیٹے کے دل میں اِنسان کے لیے اِس قدر محبت تھی کہ وہ اس کی خاطر خود اِنکاری اور اِیثار کرنے کو تیار تھے۔ شیطان کی حقیقی سیرت مُنکشِف ہوگئی کہ وہ جھُوٹا اور قاتل ہے۔ یہ معلُوم ہوگیا کہ بالکل وہی رُوح، جو اُس نے اُن اِنسانوں پر ظاہر کی جو اس کے قبضہ میں تھے شیطان آسمان میں بھی ظاہر کرتا، اگر اُسے آسمانی باشندگان پر حکُومت کرنے کا موقع دیا جاتا۔ تمام کائنات نے ہم آواز ہو کر اس الٰہی انتظام کے لیے خُدا کی حمد کی۔

اگر قانُونِ الٰہی بدل سکتا تو ممکن تھا کہ انسان مسیح خُداوند کی قُربانی کے بغیر نجات پا سکتا۔ لیکن اس حقیقت نے کہ مسیح خُداوند کو گُنہگار نسلِ اِنسانی کے لیے اپنی جان دینی پڑی یہ ثابت کر دیا کہ خُدا کی شریعت گُنہگار سے اپنے مطالبات کو پُورا کیے بغیر نہیں رہے گی۔ یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ گُناہ کی مزدُوری مَوت ہے۔ جب مسیح خُداوند مصلُوب

ہوا تو شیطان کی ہلاکت یقینی ہو گئی لیکن اگر شریعت صلیب پر منسوخ ہو گئی ہوتی جیسا کہ بعض خیال کرتے ہیں تو خُدا کے عزیز بیٹے کی جان گئی اور موت بالکل بیکار ہوتی اور شیطان کے مُطالبات دُرست ثابت ہوتے۔ اس صُورت میں شیطان فتحمند ٹھہرتا اور خُدا کی حکومت کے خلاف اُس نے جو الزام لگائے تھے وہ برقرار رہتے۔ یہ حقیقت کہ مسیح نے اِنسان کے گُناہوں کی سزا برداشت کی، تمام کائنات کے لیے اِس بات کی زبردست دلیل ہے کہ خُدا کی شریعت لاتبدیل ہے، کہ خُدا راست، رحیم اور خُود اِنکار ہے اور یہ کہ اس کی حکُومت کے اِنتظام میں لا اِنتہا عدل اور رحم کا عجیب و غریب اِمتزاج ہے۔



چھٹا باب

قائنؔ اور ہابلؔ کی آزمائش

آدمؔ کے بیٹے قائنؔ اور ہابلؔ چال چلن میں ایک دُوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ ہابلؔ خُدا کے ساتھ وفادار تھا۔ اُس نے دیکھا کہ گری ہُوئی نسل انسانی کے ساتھ سلُوک میں خُدا کا عدل اور رحم پایا جاتا ہے۔ اُس نے کمال شُکر گزاری کے ساتھ مخلصی کی اُمید کو قبُول کر لیا۔ لیکن قائنؔ کے دل میں بغاوت کے خیالات تھے۔ وہ اس لعنت کے سبب سے جو نسلِ انسانی پر آدم کے گُناہ کے سبب سے نازل ہوئی تھی خُدا کے خلاف بُڑبُڑاتا تھا۔ اس نے اپنے خیالات کو اُسی رَو میں بہنے دیا جو شیطان کے گِرنے کا سبب ہوئی۔ یعنی اپنے آپ کو سرفراز کرنے کی خواہش اور خُدا کے عدل اور اختیار پر شک کرنا۔

جیسے اِس سے پیشتر آدمؔ کی آزمائش ہوئی تھی ویسے ہی اِن دونوں بھائیوں کی بھی آزمائش ہوئی کہ آیا وہ خُدا کے کلام پر یقین رکھ کر اُس کی فرمانبرداری کریں گے یا نہیں۔ اِنسان کی نجات کے لیے جو انتظام کیا گیا تھا وہ اُسے بخوبی سمجھتے تھے۔ اُن کو معلوم تھا کہ اُن قُربانیوں کے ذریعہ سے اُنھیں نجات دہندہ پر ایمان ظاہر کرنا تھا جس کی طرف یہ قُربانیاں اشارہ کرتی تھیں اور اِس کے ساتھ ہی ساتھ اُنھیں گُناہوں کی معافی کے لیے پُورے طور پر خُدا پر بھروسہ رکھنا تھا اور اُن کو معلوم تھا کہ خُدا کی مقرر کردہ مخلصی کی تجویز کے مطابق عمل کرنے سے وہ خُدا کی اطاعت و فرمانبرداری کا ثبُوت دیں گے۔ بغیر خُون بہائے معافی ناممکن تھی۔ لہٰذا مسیح خُداوند کے خُون کے ذریعہ مَوعُودہ کفارہ پر اپنا ایمان ظاہر کرنے کے لیے اُنھیں پہلوٹے برّوں کی قُربانی چڑھانا تھی۔ اِس کے علاوہ زمین کے پہلے پھل بھی شُکر گزاری کے طور پر خُدا کے سامنے پیش کرنے ضروری تھے۔

دونوں بھائیوں نے ایک جیسے مذبحے بنائے اور ہر ایک ہدیہ لایا۔ ہابلؔ نے خُدا کی ہدایت کے مطابق اپنے گلّہ میں سے قُربانی چڑھائی" اور خُداوند نے ہابلؔ کو اور اُس

کے ہدیہ کو قبُول کیا۔" (پیدائش ۴ : ۴) آسمان سے آگ نازل ہوئی جس نے قُربانی کو بھسم کر دیا۔ لیکن قائن نے خُدا کے صاف اور صریح حکم کو نظر انداز کر کے اس کے حُضور صرف پھل کا ہدیہ پیش کیا۔ آسمان سے کوئی نشان ظاہر نہ ہؤا جس سے ثابت ہوتا کہ خُدا نے اُسے قبُول کر لیا ہے۔ ہابل نے اپنے بھائی کی منّت سماجت کی کہ وہ الٰہی ہدایت کے مطابق خُدا کے حضُور میں آئے لیکن اس نے جتنی زیادہ منّت سماجت کی اُس نے اُتنا ہی مصمّم ارادہ کر لیا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق ہی کرے گا۔ چونکہ وہ بڑا تھا اُس نے محسوس کیا کہ وہ اپنے بھائی کی نصیحت سے بالاتر ہے۔ لہٰذا اس نے اس کی نصیحت کو ٹھکرا دیا۔

قائن بڑبڑاتا ہؤا کُفر آمیز انداز میں خُدا کے حُضور میں آیا۔ اُس کے دِل میں موعُودہ قُربانی کی کوئی تعظیم نہ تھی اور نہ ہی وہ قُربانیوں کی ضرورت کو محسُوس کرتا تھا۔ اُس کے ہدیہ سے گناہ سے توبہ کا کوئی اظہار نہ ہوتا تھا۔ اُس نے محسُوس کیا جیسا کہ آج کل بہت سے محسُوس کرتے ہیں کہ اگر خُدا کی ہدایت کے مطابق عمل کیا جائے اور نجات کے لیے صرف موعُودہ نجات دہندہ کے کفارہ پر بھروسہ رکھا جائے تو یہ کمزوری کا اظہار ہے۔ اُس نے خود اعتمادی کی راہ اختیار کی۔ وہ اپنی راستی میں خُدا کے حضور آیا۔ وہ برّہ نہ لایا اور اُس نے اپنے ہدیہ کے ساتھ خُون پیش نہ کیا بلکہ اپنے پھلوں یعنی اپنی محنت کے حاصل کو پیش کیا۔ اس نے خیال کیا کہ اُس کا ہدیہ خُدا پر احسان ہے اور ہدیہ ہی کے ذریعہ اس نے خُدا کی مقبولیّت کو حاصل کرنا چاہا۔ قائن نے مذبحہ بنانے میں خُدا کی فرمانبرداری کی۔ اُس نے ہدیہ لانے میں بھی خُدا کا حکم مانا۔ لیکن اس کی فرمانبرداری اُدھوری تھی۔ اس نے ضروری حصّہ یعنی مخلصی دہندہ کی ضرورت کو نظر انداز کر دیا۔

پیدائش اور مذہبی ہدایت کے لحاظ سے وہ دونوں برابر تھے۔ دونوں گنہگار تھے اور دونوں نے خُدا کی عبادت اور تعظیم کے مُطالبات کا اقرار کیا۔ بظاہر ان کا مذہب کسی حد تک یکساں تھا لیکن اس کے باوجود دونوں میں زبردست فرق تھا۔

"اِیمان ہی سے ہابل نے قائن سے افضل قُربانی خُدا کے لیے گزرانی۔" (عبرانیوں ۱۱ : ۴) ہابل نے مخلصی کے بڑے اصُولوں کو سمجھ لیا تھا۔ اُس نے اپنے آپ کو گنہگار دیکھا۔

اُس نے گناہ اور اُس کی مزدوری موت کو دیکھا جو خُدا اور اُس کے درمیان حائل تھی۔ وہ ذبح کیے ہُوئے برہ یعنی قُربان زندگی کو یہ اِقرار کرتے ہُوئے خُدا کے حُضور لایا کہ خُدا کی شریعت توڑی گئی ہے۔ اس بہے ہُوئے خُون میں اُس نے مُستقبل کی قربانی یعنی مسیح خداوند کو کلوری کی صلیب پر مرتے ہوئے دیکھا اور اس کفارہ پر نظر کرتے ہُوئے جو صلیب پر دیا جانے کو تھا، اُس کے لیے یہ گواہی دی گئی کہ وہ راست باز تھا اور اس کی قربانی منظور ہوئی۔

قائن کو بھی ہابل کی طرح ان سچائیوں کے سیکھنے کا موقع ملا۔ اُس کو اپنے مقصد کو پُورا کرنے کے لیے قطعاً مجبُور نہیں کیا گیا تھا۔ ایک بھائی کو دُوسرے پر کوئی فوقیت حاصل نہ تھی کہ ایک چُن لیا جائے اور دُوسرا رد کر دیا جائے۔ ہابل نے ایمان اور فرمانبرداری کو چُن لیا۔ قائن نے بے ایمانی اور بغاوت کو چُنا۔ سارے معاملہ کا اِسی بات پر دارومدار تھا۔

قائن اور ہابل دو قسم کے لوگوں کو ظاہر کرتے ہیں جو دُنیا کے آخر تک پائے جائینگے۔ اِن میں سے ایک تو وہ ہیں جو گُناہ کے لیے مقرر شُدہ قُربانی سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ دُوسرے وہ ہیں جو اپنی نیکی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ان کی قُربانی خُدا کی شفاعت کی تاثیر سے خالی ہے اس لیے وہ قُربانی اس قابل نہیں کہ انسان کو خُدا کی قُربت میں لائے۔ فقط خداوند یسُوع کی راستبازی کے وسیلہ سے ہمیں گناہوں سے معافی ملتی ہے۔ جو مسیح خُداوند کے خُون کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ خُدا کے فضل کے بغیر اپنے اعمال سے خُدا کی پسندیدگی کو حاصل کر سکتے ہیں وہی غلطی کرتے ہیں جو قائن نے کی تھی۔ اگر وہ پاک وصاف کرنے والے خُون کو قبول نہیں کرتے تو وہ سزا کے ماتحت ہیں۔ اس کے سوا کوئی اور انتظام ہی نہیں جس کے ذریعہ سے وہ گناہ کی غلامی سے رہا ہو سکتے ہیں۔

وہ پرستار جو قائن کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں دُنیا میں کثرت سے پائے جاتے ہیں کیونکہ تقریباً ہر باطل مذہب کی بُنیاد اِسی اُصول پر ہے کہ اِنسان نجات کے لیے اپنے اعمال پر تکیہ کر سکتا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ دعوٰے ہے کہ نسلِ انسانی کو نجات کی ضرورت نہیں بلکہ ترقی کی ضرورت ہے کہ اس میں خود بخود مُہذب بننے، ترقی کرنے اور از سرِ نو پیدا ہونے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ جیسے کہ قائن نے خُدا کی مقبولیت کو خُون کی قربانی کے بغیر

حاصل کرنا چاہا۔ اِسی طرح سے یہ لوگ اِنسانیت کو کفارہ کے بغیر الٰہی معیار تک بلند کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ قائن کی تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے۔ انسان میں اپنے آپ کو ازسرِ نو پیدا کرنے کی طاقت نہیں۔ یہ خُدا کی طرف بلند نہیں ہوتی بلکہ تنزّل یعنی شیطان کی طرف لے جاتی ہے۔ ہماری اُمید فقط مسیح میں ہے۔" آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دُوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلہ سے ہم نجات پا سکیں۔" "کسی دُوسرے کے وسیلہ سے نجات نہیں۔" (اعمال ۴: ۱۲)

حقیقی ایمان جس کا پُورا دارومدار مسیح خداوند پر ہے خُدا کے سارے مطالبات کی فرمانبرداری سے ظاہر ہوتا ہے۔ آدمؔ کے زمانہ سے لے کر آج تک یہ عظیم جنگ خُدا کی شریعت کی اطاعت ہی کے متعلّق ہوتی آئی ہے۔ ہر زمانہ میں اَیسے لوگ ہوتے آتے ہیں جو خُدا کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہُوئے خدا کی مقبُولیّت کا دعوٰے کرتے تھے۔ کتاب مقدّس میں لکھا ہے کہ "اعمال سے اِیمان حاصل ہوُا" اور فرمانبرداری کے اَعمال کے بغیر ایمان "مُردہ" ہے۔" جو کوئی یہ کہتا ہے کہ میں اُسے جان گیا ہوں اور اُس کے حُکموں پر عمل نہیں کرتا وہ جُھوٹا ہے اور اُس میں سچائی نہیں۔" (یعقوب ۲: ۲۲، ۱۷؛ ایُوحنّا ۲: ۴)

جب قائنؔ نے دیکھا کہ اُس کی قُربانی نامنظُور ہوئی تو وہ خُداوند اور ہابلؔ کے ساتھ ناراض ہو گیا۔ وہ اِس لیے ناراض ہو گیا کہ خدا نے اپنی مقرّر کی ہوئی قُربانی کی بجائے اِنسان کی مُتبادِل قُربانی کو منظُور نہ کیا اور اپنے بھائی سے اِس لیے ناراض ہو گیا کہ اس نے اس کے ساتھ بغاوت میں شریک ہونے کی بجائے خُدا کی فرمانبرداری کرنا پسند کیا۔ حالانکہ قائنؔ نے خُدا کے حکم کو نظر انداز کر دیا تھا تو بھی خُدا نے اُسے بالکل ترک نہ کیا۔ بلکہ اس کی خودسری کے باوجود بھی شفقت سے اُس کو سمجھانے کی کوشش کی۔" اور خُداوند نے قائنؔ سے کہا۔ تُو کیوں غضبناک ہُوا اور تیرا مُنہ کیوں بگڑا ہُوا ہے؟" فرشتہ کے ذریعہ اُسے یہ پیغام بھیجا گیا۔" اگر تُو بھلا کرے تو کیا تو مقبُول نہ ہو گا؟ اور اگر تُو بھلا نہ کرے تو گناہ دروازہ پر دبکا بیٹھا ہے۔" (پیدائش ۴: ۴، ۶-۷) اِنتخاب قائنؔ

کے ہاتھ میں تھا۔ اگر وہ مَوعُودہ نجات دہندہ کی خُوبیوں پر ایمان رکھتا اور خُدا کے مطالبات کو پُورا کرتا تو وہ خُدا کا مقبُول ٹھہرتا۔ لیکن اگر وہ بضد ہو کر بے ایمانی اور گناہ میں مُبتلا رہے تو اسے اِعتراض کی کیا گنجائش ہو سکتی تھی کیونکہ خُداوند نے اُسے رد کر دیا تھا۔

لیکن اپنے گناہ کا اقرار کرنے کی بجائے قائنؔ خُدا کے بے اِنصاف ہونے کی شکایت کرتا رہا اور ہابلؔ سے حسد اور نفرت کرتا رہا۔ اُس نے غصّہ میں اپنے بھائی کو ملامت کی اور جو سلُوک خُدا نے اُن سے کیا تھا اُس کے متعلق اُسے بحث اور تکرار میں پھنسانا چاہا۔ ہابلؔ نے بڑی حلیمی سے لیکن نڈر ہو کر خُدا کے عدل اور شفقت کی حمایت کی۔ اُس نے قائنؔ پر اُس کی غلطی ظاہر کی اور اُسے قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ خود غلطی پر ہے۔ اس نے بتایا کہ خُدا نے رحیم ہو کر اُن کے والدین کی جان بچائی جبکہ گُناہ کے سبب وہ فوراً ہلاک کیے جا سکتے تھے۔ اس نے ثابت کیا کہ خُدا نے اُنھیں پیار کیا ہے۔ ورنہ وہ اپنے بے گناہ اور پاک بیٹے کو ان کے گُناہوں کی خاطر قُربان ہونے کے لیے نہ دیتا۔ اِس سے قائنؔ کا غُصّہ اَور بھی بھڑک اُٹھا۔ اُس کی عقل اور ضمیر کہہ رہے تھے کہ ہابلؔ راستی پر ہے لیکن اُس کو یہ غُصّہ تھا کہ اِس سے پیشتر ہابلؔ میری صلاح پر چلتا تھا لیکن اب وہ مجھ سے کیوں متّفق نہیں اور اس بغاوت میں میرے ساتھ ہمدردی ظاہر نہیں کرتا۔ لہٰذا جوش و غضب میں اُس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔

قائنؔ نے ہابلؔ سے کسی قصُور کی وجہ سے نفرت کر کے اُسے قتل نہ کیا تھا، بلکہ "اِس واسطے کہ اُس کے کام بُرے تھے اور اُس کے بھائی کے کام راستی کے تھے۔" (۱۔یوحنا ۳: ۱۲) اِسی طرح ہر زمانہ میں شریر اپنے سے بہتر لوگوں سے نفرت کرتے آئے ہیں۔ ہابلؔ کی فرمانبرداری اور مضبُوط اِیمان کی زندگی قائنؔ کے لیے لگاتار ملامت کا باعث تھی۔ "کیونکہ جو کوئی بدی کرتا ہے وہ نُور سے دُشمنی رکھتا ہے اور نُور کے پاس نہیں آتا۔ ایسا نہ ہو کہ اُس کے کاموں پر ملامت کی جائے۔" (یوحنا ۳: ۲۰) جتنی زیادہ آسمانی روشنی خُدا کے لوگوں کے چال چلن سے چمکتی ہے اُسی قدر بے دینوں کے گناہ زیادہ صفائی سے ظاہر ہوتے ہیں اور اُتنا ہی زیادہ وہ اُن کو تباہ کرنے کی کوشش کرتے

ہیں جو اُن کے آرام میں خلل انداز ہوتے ہیں۔

ہابل کا قتل اُس دشمنی کی پہلی مثال تھی جس کا ذکر خُدا نے کیا تھا جو سانپ اور عورت کی نسل کے درمیان یعنی شیطان اور اُس کی رعایا اور مسیح اور اس کے پیرووُں کے مابین ہو گی۔ اِنسان کے گناہ کی وجہ سے شیطان نے نسلِ اِنسانی پر قبضہ کر لیا تھا لیکن مسیح اُنھیں اس جُوئے سے آزاد ہونے کی طاقت بخشے گا۔ جب بھی کوئی شخص خُدا کے برّے پر ایمان لا کر گناہ کی زندگی کو ترک کر دیتا ہے تو شیطان کا قہر بھڑک اُٹھتا ہے۔ ہابل کی راست باز زندگی شیطان کے اُس دعوٰے کے خِلاف شہادت ہے کہ اِنسان کے لیے خُدا کی شریعت پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ جب شیطان کی تحریک سے قائن نے یہ دیکھا کہ وہ ہابل کو اپنے قابُو میں نہیں کر سکتا تو وہ اِس قدر غضبناک ہوا اس نے ہابل کو قتل کر ڈالا۔ جہاں کہیں ایسے لوگ ہیں جو خُدا کی شریعت کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے کھڑے ہوں گے اُن کے خلاف اسی قسم کی رُوح ظاہر ہو گی۔ تمام زمانوں میں اسی رُوح نے مسیح خداوند کے شاگردوں کو قتل کیا اور آگ میں جلایا۔ خُداوند یسُوع کے ماننے والوں پر جو ظلم و ستم ہُوئے وہ سب شیطان اور اس کی فوج کی تحریک کے سبب سے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کو مجبور کر کے اپنے قابو میں نہیں لا سکتے۔ یہ شکست خوردہ دُشمن کا قہر ہے۔ مسیح خُداوند کا ہر شہید فاتح کی حیثیت سے مرا ہے۔ نبی بیان کرتا ہے کہ "وہ برّہ کے خُون اور اپنی گواہی کے کلام کے باعث اژدہے یعنی اُسی پُرانے سانپ پر جو اِبلیس اور شیطان کہلاتا ہے غالب آئے اور اُنھوں نے اپنی جان کو عزیز نہ سمجھا یہاں تک کہ موت بھی گوارا کی۔" (مکاشفہ ۱۲: ۱۱، ۹)

جلد ہی قاتل قائن کو اپنے جُرم کی جواب دہی کے لیے طلب کیا گیا۔ "تب خُداوند نے قائن سے کہا کہ تیرا بھائی ہابل کہاں ہے؟ اُس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ کیا میں اپنے بھائی کا مُحافِظ ہوں؟" (پیدائش ۴: ۹-۱۲) قائن گناہ میں اِس قدر دھس چکا تھا کہ اُس نے خدا کی لگاتار حُضوری، عظمت اور ہمہ دانی کا احساس کھو دیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنے جُرم کو چھُپانے کے لیے جھُوٹ بولنے پر اُتر آیا۔

خُدا نے پھر قائن کو کہا "تو نے یہ کیا کیا؟ تیرے بھائی کا خُون زمین سے مجھ کو پُکارتا ہے۔" خُدا نے قائن کو اپنے گناہ کا اقرار کرنے کا موقع دیا۔ اس کو سوچ و بچار کا موقع دیا گیا تھا۔ اُسے اپنے جُرم کی شدّت اور اس جھوٹ کا جو گناہ کو چھپانے کے لیے بولا گیا تھا، علم تھا۔ تاہم وہ باغی ہی رہا اور فوراً سزا کا فتوٰے اس پر صادر ہو گیا۔ خُدا کی وہ آواز جو پہلے اِلتماس اور اِلتجا کرتی ہوئی سُنائی دی تھی اب یہ ہولناک فتوٰے صادر کرتی ہے کہ "اب تُو زمین کی طرف سے لعنتی ہُوا جس نے اپنا مُنہ پسارا کہ تیرے ہاتھ سے تیرے بھائی کا خُون لے۔ جب تو زمین کو جوتے گا تو وہ اب تجھے اپنی پیداوار نہ دے گی اور زمین پر تو خانہ خراب اور آوارہ ہوگا۔" (پیدائش ۴: ۱۱-۱۲)

حالانکہ قائن اپنے جُرم کے باعث مَوت کی سزا کا مستوجب تھا تو بھی رحیم خالق نے اس کی جان بچائی اور اسے توبہ کا موقع بخش دیا۔ لیکن قائن پتّھر دِل ہو گیا اور الٰہی اِختیار کے خلاف بغاوت کا عَلَم بلند کرتا رہا اور آخر کار نڈر اور شریر لوگوں کی نسل کا بانی بن گیا۔ یہ ایک برگشتہ شخص شیطان کی رہبری میں دُوسروں کو ورغلانے کا ذریعہ بن گیا۔ اس کے نمونہ اور اثر نے اِس قدر بداخلاقی پیدا کی کہ اِس سے ساری دُنیا بدی اور ظُلم سے یہاں تک بھر گئی کہ اس کی تباہی لازمی ہو گئی۔

پہلے قاتل کی جان بچانے میں خُدا نے تمام کائنات کے سامنے وہ سبق پیش کیا جس کا تعلّق عظیم جنگ سے تھا۔ قائن اور اس کی نسل کی افسوس ناک تاریخ اِس بات کی مثال تھی کہ اگر گنہگار کو خُدا کے خلاف بغاوت کرنے کے لیے ہمیشہ تک زندہ رہنے دیا جاتا تو اُس کا کیا نتیجہ ہوتا۔ خُدا کے تحمّل کے سبب سے شریر اپنی شرارت میں اور زیادہ نڈر اور بدکار ہوتے گئے۔ قائن پر فتوٰی صادر ہونے کے پندرہ سو سال بعد ساری کائنات نے اس کے اثر اور نمونہ کا نتیجہ دیکھا جس سے دُنیا ظلم اور ناراستی سے بھر گئی تھی۔ یہ آشکارا ہو گیا کہ مَوت کا جو فتوٰے خُدا کی شریعت کی خلاف ورزی کے باعث نوعِ انسان پر صادر ہُوا تھا وہ عدل اور رحم پر مبنی تھا۔ جتنی زیادہ عمر تک اِنسان گُناہ کی حالت میں زندہ رہا اُتنا ہی زیادہ بے ضبط ہوتا گیا۔ وہ الٰہی

فتوے جس نے بے لگام بدکاروں کے عرصۂ حیات کو گھٹا کر دُنیا کو اُن کے اثر سے جو بغاوت میں سخت ہو چکے تھے آزاد کر دیا، لعنت کی بجائے برکت کا باعث تھا۔

شیطان پُورے زور سے ہزاروں بھیس بدل کر خُدا کی سیرت اور حکومت کو غلط ثابت کرنے کی مسلسل کوشش کرتا رہتا ہے۔ نہایت ہی وسیع اور ہوشیاری سے مُرتّب کی ہوئی تجویزوں اور حیران کن قوّت سے وہ کوشش کر رہا ہے کہ دُنیا کے لوگوں کو اپنے دھوکوں میں پھنسائے رکھے۔ خدا جو لامحدُود اور ہمہ دان ہے اِبتدا ہی سے انجام کی خبر رکھتا ہے اور بدی کا تدارک کرتے وقت اُس کی تجویزیں وسیع اور جامع ہیں۔ اس کا مقصد بغاوت کو فرو کرنا ہی نہ تھا بلکہ تمام کائنات کے سامنے اِس کی حقیقت کو آشکارا کرنا بھی تھا۔ خُدا کی تجویز عیاں ہو رہی تھی جس سے اُس کا انصاف اور رحم ظاہر ہو رہا تھا اور بدی کے تدارک میں اُس کی دانش اور راستبازی کو پُورے طور پر راست ٹھہراتی تھی۔

دیگر دُنیاؤں کے مُقدّس باشندے اِن تمام واقعات کو جو دُنیا پر نمودار ہو رہے تھے بہت گہری دلچسپی کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ اُنھوں نے طوفان سے پہلے کی دُنیا کی حالت میں شیطان کی حکومت کے نتائج کو صفائی سے دیکھا جو وہ آسمان پر مسیح خُداوند کے اِختیار اور خُدا کی شریعت کو رد کر کے قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ طُوفان سے پہلے زمانہ کے جابر گُنہگاروں میں وہ اُس رعایا کو دیکھ سکتے تھے جس پر شیطان کی حکومت تھی۔ اِنسانوں کے دِل کے تصوّر اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے گئے۔ اُن کا ہر جذبہ باطنی تحریک اور تصوّر، الٰہی پاکیزگی، اطمینان اور محبت کے اصُولوں کے خلاف تھا۔ یہ اُس ہولناک رُوسیاہی کی ایک مثال تھی جو شیطان کی حِکمت عملی کا نتیجہ ہے کہ خُدا کی مخلوق پر سے اس کی پاک شریعت کی پابندی ہٹا دی جائے۔

اِس بڑھتی ہوئی عظیم جنگ کی حقیقت کو اَفشا کرنے سے خُدا اپنی حکومت کے قوانین کو واضح کرے گا جن کو شیطان اور اُس کے سب فریب خوردہ پیراؤں نے غلط ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ آخر کار ساری دُنیا اس کے عدل کو تسلیم کرے گی۔

اگرچہ باغیوں کا یہ بے وقت اقرار اُن کو ہرگز بچا نہ سکے گا۔ جُوں جوں خدُا کی یہ بڑی تجویز بتدریج پایۂ تکمیل کو پُہنچتی رہی ہے تو ساری کائنات کی ہمدردی اور پسندیدگی خدُا کے ساتھ ہوتی جاتی ہے۔ آخر کار بغاوت کی پُوری پُوری بیخ کنی میں ساری کائنات کی ہمدردی اور پسندیدگی اُس کے ساتھ ہوگی۔ یہ ظاہر ہو جائے گا کہ وہ سب جو خدُا کی شریعت کو ترک کر چکے ہیں مسیح خدُاوند کے خلاف جنگ میں شیطان کی صفوں میں شامل ہو گئے ہیں۔ جب اِس دُنیا کے سردار کی عدالت ہو گی اور اس کے سب حامی اُس کی زبُوں حالی میں شریک ہوں گے تو تمام کائنات خدُا کے فتوٰے کے ساتھ مُتفق ہو کر اعلان کریگی کہ "اے ازلی بادشاہ! تیری راہیں راست اور درُست ہیں۔" (مکاشفہ ۱۵: ۳)

ساتواں باب

سیتؔ اور حنوکؔ

آدمؔ کو ایک اَور بیٹا بخشا گیا کہ وہ الٰہی وعدوں اور پہلوٹھے ہونے کے رُوحانی حق کا وارث ہو۔ اُس کا نام سیتؔ رکھا گیا جس کے معنی ہیں "مقرّرہ" یا "عوض" کیونکہ حوّا کہنے لگی کہ "خُدا نے ہابل کے عوض جس کو قائنؔ نے قتل کیا مجھے دُوسرا فرزند دیا۔" (پیدائش ۴ : ۲۵، ۲۶) سیتؔ قدو قامت میں قائنؔ اور ہابلؔ سے زیادہ خُوبصورت تھا اور دُوسرے بھائیوں کی نسبت آدمؔ سے زیادہ مُشابہت رکھتا تھا۔ اُس کی سیرت بہت اعلیٰ تھی۔ اور وہ ہابلؔ کے نقشِ قدم پر چلتا تھا۔ تاہم قائنؔ کی نسبت اُسے زیادہ نیک سیرت وراثت میں نہیں ملی تھی۔ آدمؔ کے خلق کیے جانے کے متعلق یہ آیا ہے کہ "خُدا نے انسان کو اپنی صُورت پر پیدا کیا۔" لیکن آزمائش میں گرنے کے بعد آدم کے ہاں "اس کی صُورت اور شبیہ کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔" (پیدائش ۵ : ۳) آدم بے گُناہی کی حالت میں خُدا کی مُشابہت پر خلق کیا گیا تھا۔ سیتؔ نے قائنؔ کی طرح اپنے والدین کی گری ہوئی سیرت وراثت میں پائی۔ لیکن اُس نے راستبازی میں تربیت اور نجات دہندہ کا عرفان بھی حاصل کیا۔ خُدا کے فضل سے اُس نے خدا کی تعظیم و عبادت کی اور بہت سے گنہگاروں کی توجّہ خالق کی تعظیم اور فرمانبرداری کی طرف مبذول کی۔ ہابلؔ بھی اَیسا ہی کرتا اگر وہ زندہ رہتا۔

"اور سیتؔ کے ہاں بھی ایک بیٹا ہوا جس کا نام اُس نے انوسؔ رکھا۔ اس وقت سے لوگ یہوواہ کا نام لے کر دُعا کرنے لگے۔" (پیدائش ۴ : ۲۶) ایماندار تو پہلے بھی خُدا کی پرستش کرتے تھے لیکن جُوں جُوں لوگ تعداد میں بڑھتے چلے گئے۔ دونوں فریقوں میں فرق و امتیاز بڑھتا گیا۔ ایک فریق برملا خُدا سے وفاداری کا اظہار کرتا رہا اور دُوسرا فریق اس کی نافرمانی اور تحقیر کرتا رہا۔

آزمائش میں گرنے سے بیشتر ہمارے پہلے والدین سبت کو مانا کرتے تھے جس کا

اجرا باغِ عدن میں ہُوا اور فردَوس سے نکالے جانے کے بعد بھی وہ اُسے مانتے رہے۔ وہ نافرمانی کے تلخ نتائج بُھگت چُکے تھے۔ اُنھوں نے تجربہ سے معلوم کر لیا تھا کہ ہر ایک کو جو خُدا کے احکام کو روندتا ہے کسی نہ کسی وقت اس کو خمیازہ بُھگتنا پڑے گا اور یہ بھی کہ خُدا کے احکام پاک اور لاتبدیل ہیں اور خلاف ورزی کی سزا یقینی اور اَٹل ہے۔ آدم کی اولاد میں سے جو خُدا کے ساتھ وفادار رہے وہ سبت کی تعظیم کرتے رہے لیکن قائن اور اُس کی اولاد اس دن کی تعظیم نہ کرتے تھے جس میں خدا نے آرام کیا تھا۔ خُدا کے صاف اور صریح حکم کی پروا نہ کرتے ہُوئے اُنھوں نے اپنے کام اور آرام کا دن خود ہی مقرّر کر لیا تھا۔

ملعُون ٹھہرنے کے بعد قائن اپنے باپ کے گھرانے سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ اُس نے پہلے تو کاشتکاری کا پیشہ اختیار کیا۔ بعدازاں اُس نے ایک شہر کی بُنیاد ڈالی اور اُس کا نام اپنے بڑے بیٹے کے نام پر رکھا۔ وہ خُداوند کی حُضُوری سے نکل گیا اور عدن کے بحال کیے جانے کے وعدہ کو پسِ پُشت ڈال کر اُس زمین پر اپنے لیے مال و متاع اور عیش و نشاط کی تلاش میں مصرُوف ہو گیا جو گُناہ کی لعنت کے ماتحت تھی۔ یُوں وہ اس بڑے گروہ کا بانی ہو گیا جو اِس دُنیا کے خُدا کی پرستش کرتا ہے۔ دنیاوی اور مادی ترقی کے لحاظ سے اس کی اولاد بہت ہی مشہُور ہو گئی۔ لیکن وہ خُدا سے لاپرواہ ہو چکے تھے اور ان مقاصد کے مخالف تھے جو خُدا نے انسان کے لیے مقرّر کیے تھے۔ خُون کے جرم میں جس کا بانی قائن تھا، لمک نے جو اس سے پانچویں پُشت میں تھا، کثرتِ اِزدواج کے جُرم کا بھی اضافہ کر دیا اور خُدا کو مُتکبّرانہ اور سرکشانہ انداز میں یاد کیا تاکہ قائن کے اِنتقام سے اپنی حفاظت کا یقین پیدا کرے۔ ہابل بھیڑ بکری پالنے والا تھا اور خیموں یا جھونپڑیوں میں رہائش رکھا کرتا تھا۔ سیت کی اولاد نے بھی اُسی نمونہ کو اِختیار کیا اور یہ خیال کیا کہ "ہم زمین پر پردیسی اور مُسافر ہیں" اور "ایک بہتر یعنی آسمانی مُلک کے مُشتاق تھے۔" (عبرانیوں ۱۱: ۱۳، ۱۶)

کچھ عرصہ تک یہ دونوں فریق الگ الگ رہے۔ قائن کی نسل اپنی پہلی بستی سے

میدانوں اور وادیوں کی طرف بڑھنے لگی جہاں سیت کی اَولاد آباد تھی اور سیت کی اولاد اُن کی بُری صُحبت سے بچنے کی خاطر پہاڑوں پر جا بسی۔ جب تک یہ فریق جُدا رہے تب تک خُدا کی عبادت خالص طریقہ سے ہوتی رہی لیکن کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد آہستہ آہستہ سیت کی اَولاد نے وادی کے باشندوں سے میل جول کرنے کی جرأت کی۔ اِس میل جول سے نہایت ہی بُرے نتائج پیدا ہُوئے ”خُدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خُوبصورت ہیں۔“ (پیدائش ۶: ۲) سیت کی اَولاد نے قائن کی اَولاد کی خُوب صورتی اور حُسن پر فریفتہ ہو کر اُن سے مخلُوط شادی بیاہ کر کے خُدا کو ناراض کیا۔ خُدا کے بہت سے پرستار ان آزمائشوں کی وجہ سے جو ہر وقت ان کے سامنے تھیں گناہ میں پڑ گئے اور اُنھوں نے اپنی انوکھی اور پاکیزہ سیرت کھو دی۔ گُناہ آلُودہ لوگوں سے مِل جُل کر ان کی زندگی اور اعمال اُنھیں کے سانچہ میں ڈھل گئے۔ اُنھوں نے ساتویں حکم کی پابندیوں کو توڑ ڈالا اور ”جن کو انھوں نے چُنا اُن سے بیاہ کر لیا“ سیت کی اولاد ”قائن کی راہ پر چلی۔“ (یہوداہ ۱۱ آیت) اُنھوں نے اپنی نگاہیں دُنیاوی عیش و عشرت اور دُنیاوی اِقبال مندی پر لگالیں اور خُدا کے احکام کو نظر انداز کر دیا۔ ”انھوں نے خُدا کو پہچاننا ناپسند کیا“ ”وہ باطل خیالات میں پڑ گئے اور ان کے بے سمجھ دِلوں پر اندھیرا چھا گیا“ اِس لیے ”خُدا نے بھی اُن کو ناپسندیدہ عقل کے حوالہ کر دیا“ (رومیوں ۱: ۲۱، ۲۸) گناہ دُنیا میں خوفناک کوڑھ کی مانند پھیل گیا۔

تقریباً ایک ہزار سال تک آدم اپنی اَولاد کے درمیان رہا اور گناہ کے نتائج کا مُشاہدہ کرتا رہا۔ اس نے وفاداری سے بدی کے بڑھتے ہُوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش کی۔ اُس کو حکم دیا گیا تھا کہ اپنی اولاد کو خُداوند کی راہ کی تعلیم دے۔ خُدا نے جو کچھ اس پر مُنکشف کیا تھا اُس نے اُسے قیمتی خزانہ کی طرح محفوظ رکھا اور آئندہ نسلوں کو اُس کی تعلیم دی۔ اپنی اَولاد اور اپنی اَولاد کی اَولاد کو نویں پُشت تک اُس نے اپنی فردَوس کی بے گُناہ اور شادماں حالت کے متعلق بتایا۔ اُس نے اُنھیں اپنی مَعصیت کا واقعہ سُنایا اور اُن تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کا بھی ذکر کیا جس کے ذریعہ خُدا نے اُسے اپنی شریعت

پر چلنے کی زبردست اہمیّت اور ضرورت کو واضح کیا تھا اور اُن کی نجات کے لیے رحم سے بھرپور نجات کے اِنتظام کا بھی ذکر کیا۔ تاہم بہت تھوڑے لوگوں نے اُس کے پیغام کو قبول کیا۔ اُسے اکثر اس گناہ کے لیے جو اس کی اَولاد پر ایسی آفت لایا تھا سخت ملامت اُٹھانی پڑی۔

آدم کی زندگی غم، عجز و انکسار اور تاسُّف کی زندگی تھی۔ جب وہ عدن سے نکالا گیا تو اِس خیال کو سوچ کر کہ اب اسے مرنا ضرور ہے وہ کانپ اُٹھتا تھا۔ نسلِ انسانی میں مَوت کی حقیقت اس پر اس وقت واضح ہُوئی جب اس کا پہلوٹھا بیٹا قائن اپنے بھائی کا قاتل بنا۔ پہلے تو وہ اپنے ہی گناہ کے سبب سے نہایت ہی رنجیدہ تھا اب ہابل کی موت اور قائن کے مردُود ہو جانے کے غم میں بالکل ہی خمیدہ کمر ہو گیا۔ اُس نے بدی کے بڑھتے ہوئے طُوفان کو دیکھا جو آخر کار تمام کو طُوفان سے فنا کرنے کو تھا۔ اگرچہ شروع میں مَوت کا فتوٰے جو اس کے خالق نے اُس پر صادر کیا تھا ہَولناک معلوم ہُوا، تو بھی تقریباً ایک ہزار سال تک گناہ کے نتائج کو دیکھنے کے بعد اُس نے محسُوس کیا کہ یہ خُدا کی رحمت تھی تاکہ رنج و غم کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔

اگرچہ طُوفان سے پیشتر کا زمانہ بدی سے بھرا ہوُا تھا تو بھی وہ زمانۂ جہالت اور وحشت کا زمانہ نہیں تھا۔ جیسا کہ لوگ عموماً خیال کرتے ہیں۔ اُن کو دماغی اور اَخلاقی لحاظ سے بہت بلند معیار تک پہنچنے کا موقع دیا گیا تھا۔ اُنھیں نہایت زبردست جسمانی اور دماغی قوّتیں میسّر تھیں اور مذہب اور سائنس کے علُوم کی تحصیل کے لیے اُنھیں بے نظیر مواقع حاصل تھے۔ یہ فرض کرنا غلطی پر مَبنی ہے کہ چونکہ وہ بڑی بڑی عُمر پاتے تھے اُن کے دماغی قواٰ دیر میں نشو و نما پاتے تھے۔ اُن کی دماغی قوتیں اوائل عمری ہی میں پُختہ ہو جاتی تھیں اور وہ جو خُدا کا خوف رکھتے اور اس کی مرضی کی مُطابقت میں چلتے تھے عُمر بھر علم و دانش میں ترقی کرتے رہتے تھے۔ اگر ہمارے زمانہ کے قابل ترین عُلماء کا مقابلہ طُوفان سے پیشتر کے زمانہ کے ہم عُمر لوگوں سے کیا جائے تو وہ اُن کے مقابلہ میں جسمانی اور دماغی قوّتوں کے اِعتبار سے حیرت انگیز طور پر گھٹیا ثابت ہوں گے۔ جُوں جُوں اِنسان کی عُمر گھٹتی گئی اور

اس کی جسمانی طاقت کم ہوتی گئی اُسی طرح اُس کے دماغی قواء بھی کمزور ہوتے گئے ہیں۔ آج کل ایسے لوگ ہیں جو بیس سے پچاس سال کے عرصہ تک مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں اور دُنیا اُن کے حصُول پر عش عش کر اُٹھتی ہے۔ لیکن جن کے جسمانی اور عقلی قواء صدیوں تک نشوونما پاتے رہتے تھے اُن کے مقابلہ میں آج کل لوگوں کے محدود حصُول کیا حقیقت رکھتے ہیں!

یہ سچ ہے کہ زمانۂ حال کے لوگوں کو آبائی پُشتوں کے تمام حصُول کے فوائد حاصل ہیں۔ گذشتہ ماہرینِ علُوم جنھوں نے تجویزیں بنائیں، مُطالعہ کیا اور لکھا، بعد کی نسلوں کے لیے علم کے خزانے چھوڑ گئے ہیں۔ لیکن اِس معاملے میں بھی جہاں تک علوم کا تعلق ہے اُس زمانہ کے لوگوں کو بمقابلۃً حصُولِ علم کے کس قدر بڑے بڑے اور بہتر مواقع حاصل تھے! اُن کے درمیان سینکڑوں سالوں تک وہ ہستی رہی تھی جو خُدا کی شبیہ پر بنائی گئی تھی جسے خود خالق نے "اچھا" کہا تھا یعنی وہ شخص جسے خُدا نے خود مادی دُنیا کے تمام علوم میں تربیت دی تھی۔ آدم نے خالق سے پیدائش کی تاریخ سیکھی تھی۔ اُس نے خود بھی نو صدیوں کے واقعات کا مشاہدہ کیا تھا۔ اُس نے وہ علم اپنی اَولاد کو پُہنچا دیا۔ طُوفان سے قبل کے زمانہ کے لوگوں کے پاس کتابیں نہ تھیں اور نہ ہی کوئی لکھی ہوئی دستاویز تھیں لیکن کامل جسمانی اور دماغی قواء کے باعث ان کی قُوّتِ حافظہ نہایت قوی اور تیز تھی۔ لہٰذا جو علم انھیں ملا تھا اُسے سمجھنے، یاد رکھنے اور بلا کسی کمی بیشی کے اپنی اَولاد کو سکھانے کی وہ پُوری پُوری صلاحیت رکھتے تھے۔ سینکڑوں سالوں تک سات سات پُشتیں ایک ہی زمانہ میں دُنیا میں زندہ رہتی تھیں۔ اُنھیں ایک دُوسرے سے صلاح و مشورت لینے اور ایک دُوسرے کے بہترین علم اور تجربہ سے پُورا پُورا فائدہ حاصل کرنے کے مواقع مُیسّر تھے۔

خدا کی صنعتوں کے وسیلہ سے خُدا کا عرفان حاصل کرنے کے جو موقعے اس زمانہ کے لوگوں کو حاصل تھے وہ کسی بعد کے زمانہ کے لوگوں کو ہرگز مُیسّر نہ ہوئے۔ لہٰذا وہ زمانہ مذہبی تاریکی کی بجائے بڑی روشنی کا زمانہ تھا۔ اس وقت کی تمام دُنیا کو براہِ راست

آدم سے تعلیم پانے کا موقع حاصل تھا اور جو لوگ خُدا ترس تھے اُن کی تعلیم کے لیے مسیح خُداوند اور فرشتے بھی موجود تھے۔ باغِ عدن جو اُن کے درمیان بہت صدیوں تک رہا اُن کے لیے سچائی کا خاموش گواہ تھا۔ بہشت کے پھاٹک پر جہاں کروبی نگہبان کھڑے تھے خُدا کا جلال ظاہر ہوتا تھا اور پہلے پرستار عبادت کے لیے یہیں آتے تھے۔ اُسی جگہ اُنھوں نے مذبحے بنائے اور اپنی قُربانیاں چڑھائیں۔ قائن اور ہابل نے بھی اپنی قربانیاں اسی جگہ چڑھائی تھیں اور خُدا ان سے مُلاقات کرنے کے لیے آیا تھا۔

کُفر و الحاد باغِ عدن کی موجُودگی کا اِنکار نہیں کر سکتا تھا جس حال کہ وہ اُن کی آنکھوں کے سامنے موجود تھا اور جس کے دروازوں کو نگہبان فرشتے روکے ہُوئے تھے۔ پیدائش کی ترتیب، باغِ عدن کا مقصد، دونوں درختوں کی تاریخ جو اِنسان کے انجام سے اِس قدر وابستہ ہیں، وہ ناقابلِ تردید حقائق تھے۔ خُدا کی ہستی اور اُس کا اعلیٰ اختیار اور اُس کی شریعت کی پابندی کا فرض ایسے بیّن حقائق تھے جن کا اِنکار آدم کی حینِ حیات میں نہیں ہو سکتا تھا۔

بدی کے پھیل جانے کے باوجود مُقدّس لوگوں کا ایک ایسا سلسلہ تھا جو خُدا کے ساتھ رفاقت رکھنے سے اعلیٰ اور بلند اخلاق کا حامل تھا اور پاکیزہ فضا میں زندگی بسر کرتا تھا۔ یہ لوگ حد درجہ کی ذہانت رکھتے تھے اور حیران کُن حصُول کے مالک تھے۔ اُن کا ایک پاک اور اعلیٰ مقصد تھا کہ پاکیزہ چال چلن پیدا کیا جائے اور حقیقی دینداری کی تعلیم نہ صرف اپنے ہی زمانہ کے لوگوں کو بلکہ آنے والی پشتوں کو بھی دی جائے۔ ان مشہور اشخاص میں سے صرف چند ایک خاص خاص ہی کا ذکر بائبل مُقدّس میں آیا ہے۔ لیکن تمام زمانوں میں خُدا کے وفادار گواہ اور صدق دل پرستار ہوتے چلے آئے ہیں۔

حنوک کے متعلق لکھا گیا ہے کہ وہ پینسٹھ ۶۵ برس کا تھا جب اُس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہُوا۔ اِس کے بعد وہ تین سَو ۳۰۰ برس تک خُدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ اِن ابتدائی برسوں میں حنوک اُس سے محبّت رکھتا، اُس سے ڈرتا اور اُس کے احکام پر چلتا رہا۔ وہ حقیقی

ایمان کے محافظوں اور موعُودہ نسل کے آباؤ اجداد کے پاک نسب سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس نے خود آدم کی زبانی آزمائش میں گر جانے کی رنج دہ کہانی اور خُدا کے قیمتی وعدہ میں فضل کی خوشخبری بھی سُنی تھی اور اُس نے موعُودہ مخلصی دہندہ پر پُورا پُورا ایمان رکھا۔ لیکن اپنے پہلوٹھے بیٹے کی پیدائش کے بعد اُسے اس سے بھی اعلیٰ تجربہ حاصل ہؤا۔ اُسے خُدا کی بہت گہری رفاقت حاصل ہوئی۔ خُدا کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے اُس نے اپنے فرائض کو اور ذمّہ داریوں کو اَور زیادہ بہتر سمجھ لیا۔ جب اُس نے بچّہ کی محبت اپنے باپ سے اور حفاظت کے لیے اُس کے سادہ سے بھروسہ کو دیکھا اور جب اُس نے اپنے دِل میں اپنے پہلوٹھے بیٹے کے لیے نہایت گہری محبّت کا اِحساس کیا تو اس نے اِنسان کے لیے خُدا کی اس حیران کُن محبّت کا قیمتی سبق سیکھا جو اس نے اپنا بیٹا بخش دینے میں ظاہر کی تھی اور اُسے وہ بھروسہ بھی حاصل ہؤا جو خُدا کے فرزندوں کو اپنے آسمانی باپ پر رکھنا چاہیئے۔ خُداوند مسیح کے وسیلہ سے خُدا کی لامحدُود اور بے پایاں محبت شب و روز اُس کے غور و فکر کا مرکز بن گئی اور اُس نے بے اندازہ سرگرمی اور جوش سے اُس محبت کو ان لوگوں پر ظاہر کرنے کی کوشش کی جن کے درمیان وہ رہتا تھا۔

حنوک خُدا کے ساتھ ساتھ بے خودی یا رویا کی حالت میں نہیں چلتا تھا بلکہ زندگی کے روزمرّہ فرائض کی ادائیگی میں چلتا تھا۔ اس نے تارکُ الدُّنیا ہو کر گوشہ نشینی اختیار نہ کی بلکہ اُسے خُدا کے لیے ایک کام سرانجام دینا تھا۔ اپنے خاندان میں اور لوگوں کے ساتھ راہ و ربط میں بحیثیت شوہر، باپ، دوست اور شہری کے وہ خُداوند کا مُستقل مزاج اور ثابت قدم خادم تھا۔

اُس کا دِل خُدا کی مرضی کی کامل مُطابقت میں تھا کیونکہ " اگر دو شخص باہم متفق نہ ہوں تو کیا اِکٹھے چل سکیں گے ؟" (عاموس ۳ : ۳) یہ پاکیزہ رفاقت تین ۳۰۰ سو سال تک رہی۔ اَیسے بہت تھوڑے مسیحی ہوں گے جو اپنے آپ کو زیادہ سرگرم اور خلُوصِ قلب نہ بنائیں گے۔ جب ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ اُن کی زندگی فقط چند روزہ ہے یا مسیح خُداوند کی آمد ہونے ہی والی ہے۔ لیکن جُوں جُوں صدیاں گزرتی گئیں حنوک کا اِیمان زیادہ مضبُوط اور اُس کی

محبت زیادہ بڑھتی گئی۔
حنوک کا ذہن مضبوط اور نہایت ہی تربیت یافتہ تھا۔ اس کا دائرہ علم نہایت وسیع تھا۔ خدا کی طرف سے اُسے خاص مکاشفات کا خاص اعزاز بخشا گیا تھا۔ تاہم چونکہ خدا کے ساتھ اُس کا مسلسل تعلق تھا اور چونکہ وہ خدا کی عظمت اور کاملیت کو ہمیشہ مدِنظر رکھتا تھا لہٰذا اُس کا شمار نہایت ہی حلیم اشخاص میں تھا۔ خدا سے جس قدر قریبی تعلق اُسے حاصل ہوتا گیا اُسے اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا احساس اُتنا ہی زیادہ گہرا ہوتا گیا۔
بے دینوں کی بڑھتی ہوئی بدی اور شرارت سے پریشان ہو کر اور یہ خطرہ محسوس کرتے ہوئے کہ کہیں ان کی بے ایمانی کی وجہ سے خدا کے لیے اُس کی تعظیم میں فرق نہ پڑ جائے حنوک اُن سے کسی قسم کی لگاتار راہ و رسم نہ رکھتا تھا بلکہ زیادہ وقت تنہائی اور غور و فکر اور دُعا میں صرف کیا کرتا تھا۔ یُوں وہ خداوند کی حضوری اور قربت میں رہتا تھا تاکہ وہ خدا کی مرضی کو زیادہ صفائی سے معلوم کر کے اس پر عمل کر سکے۔ اس کے لیے دُعا گویا رُوح کا سانس تھا۔ وہ عین فردوس کی فضا میں زندگی بسر کرتا تھا۔
خدا نے اپنے مقدس فرشتوں کے وسیلہ سے حنوک پر یہ ظاہر کیا کہ وہ طوفان بھیج کر اس دُنیا کو برباد کرے گا۔ نجات کی تجویز بھی نہایت وضاحت اور صفائی کے ساتھ اس پر ظاہر کی گئی۔ نبوت کی رُوح کے ذریعہ خدا نے اس پر ان پُشتوں کا حال آشکارا کیا جو طوفان کے بعد برپا ہونے کو تھیں۔ اُسے مسیح خداوند کی آمدِ ثانی اور دُنیا کے خاتمہ سے متعلقہ واقعات بھی دکھائے گئے۔
حنوک مُردوں کے متعلق پریشان تھا۔ اُسے معلوم ہوتا تھا کہ راست باز اور بدکار دونوں ہی خاک میں جائیں گے اور ان کا ایک ہی انجام ہوگا۔ وہ قبر کے اُس پار راست باز کی زندگی کے متعلق سمجھ نہیں سکتا تھا۔ رؤیا میں مسیح خداوند کی موت کے متعلق اسے سکھایا گیا تھا اور اُس کو تمام مقدس فرشتوں کے ساتھ خداوند کی جلالی آمد اور قبر میں سے اپنے لوگوں کو مخلصی دینا بھی دکھایا گیا تھا۔ مسیح کی آمد سے پیشتر کے زمانہ کی بگڑی ہوئی حالت بھی اس پر آشکارا کی گئی تھی کہ اُس وقت لوگ شیخی باز، متکبر اور خودسر ہونگے

وہ خُدائے واحد اور خُداوند یسوع مسیح کا اِنکار کریں گے، شریعت کو پاؤں تلے روندیں گے اور کفّارہ کو حقیر جانیں گے۔ اُس نے یہ بھی دیکھا کہ راست باز عزّت اور جلال کا تاج حاصل کریں گے اور بدکار خُداوند کے حضور سے دُور ہو کر آگ سے برباد کیے جائیں گے۔

حنوک راست بازی کا منّاد بن گیا اور جو کچھ خُدا نے اس پر ظاہر کیا تھا وہ اس نے لوگوں کو بتایا۔ خُدا ترس لوگ اس مُقدّس شخص کی تلاش کرتے تھے تاکہ اس کی ہدایات کو حاصل کریں اور اس کی دُعاؤں میں شریک ہوں۔ اُس نے برملا منادی بھی کی اور خُدا کے پیغامات کو اُن سب کو سُنایا جو اس کی آگاہی کو قبول کرتے تھے۔ اُس کی منادی فقط سیتؔ کی اولاد ہی کے لیے نہ تھی۔ خُدا کی حضوری سے بھاگ کر جس سرزمین میں قائنؔ جا بسا تھا خُدا کے اس نبی نے وہاں بھی اُن حیران کُن مناظر کو جو اُس پر آشکارا کیے گئے تھے پہنچایا۔ اُس نے بیان کیا کہ "دیکھو۔ خُداوند اپنے لاکھوں مُقدّسوں کے ساتھ آیا۔ تاکہ سب آدمیوں کا انصاف کرے اور سب بے دینوں کو اُن کی بے دینی کے اُن سب کاموں کے سبب سے جو اُنھوں نے بے دینی سے کیے ہیں، قصُوروار ٹھہرائے۔" (یہوداہ ۱۴، ۱۵)

حنوک بلا خوف گناہ پر ملامت کیا کرتا تھا۔ جب وہ اپنے زمانہ کے لوگوں کو مسیح خُداوند کے وسیلہ خُدا کی محبّت کی بشارت دیتا تھا وہ ان سے یہ بھی اِلتماس کیا کرتا تھا۔ کہ وہ اپنی بُری راہوں کو ترک کر دیں۔ اُس نے اپنے زمانہ کی بدی پر بھی ملامت کی اور اپنی پُشت کے لوگوں کو آگاہ کیا کہ گنہگاروں پر ضرور غضبِ الٰہی نازل ہو گا۔ یہ مسیح خُداوند کی رُوح تھی جو حنوک کے ذریعہ کلام کرتی تھی۔ یہ رُوح صرف محبّت، رحم اور اِلتماس ہی کی صُورت میں ظاہر نہیں ہوتی۔ خُدا کے مُقدّس لوگ فقط میٹھی میٹھی باتیں ہی نہیں کرتے۔ خُدا اپنے پیغامبروں کے دِلوں اور ہونٹوں میں ایسی سچائیاں ڈالتا ہے جو دو دھاری تلوار کی طرح قطع و بُرید کرتی ہیں۔

خُدا کے اِس خادم کے وسیلہ سے اُس کی جو قُدرت ظاہر ہوئی اُسے سب سُننے

والوں نے محسوس کیا۔ بعض نے اُس آگاہی پر عمل کر کے اپنے گناہوں کو ترک کر دیا۔ لیکن کثیر التعداد لوگوں نے اِس سنجیدہ پیغام کا تمسخر اُڑایا اور اپنی بُری راہوں پر اور بھی زیادہ بے باکی سے چلتے رہے۔ خُدا کے خادموں کو اِس آخری زمانہ میں دُنیا کے سامنے اسی قسم کا پیغام پیش کرنا ہے جس کو اُسی طرح بے ایمانی اور تمسخر سے ٹھکرا دیا جائے گا۔ طُوفان سے پیشتر کے زمانہ کے لوگوں نے حنوک کی گواہی کے الفاظ کو رد کر دیا جو خُدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اِسی طرح آخری پُشت کے لوگ بھی خُداوند کے رسُولوں کی آگاہیوں کی ہنسی مذاق کریں گے۔

اِس مصروف خدمت گزاری کی زندگی کے باوجود حنوک خُدا کی رفاقت میں ثابت قدم رہا۔ جس قدر اس کا کام بڑا اور بھاری ہوتا تھا اُسی قدر اس کی دُعائیں زیادہ سرگرم اور مسلسل ہوتی تھیں۔ بعض اوقات وہ سب سے علیحدہ ہو کر تنہائی میں وقت گزارا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ تک لوگوں کے درمیان رہ کر، اپنی تعلیم اور نمونہ سے اُنھیں فائدہ پہنچانے کے لیے محنت کر کے وہ خلوت میں چلا جاتا تھا تاکہ تنہائی میں کچھ وقت گزارے۔ وہ اس علمِ الٰہی کا بھوکا اور پیاسا تھا جو صرف خُدا ہی سے صادر ہوتا ہے۔ یُوں خدا کے ساتھ گہری رفاقت رکھنے کی وجہ سے حنوک زیادہ زیادہ خُدا کی شبیہ کو منعکس کرنے لگا۔ اُس کا چہرہ مُقدّس نُور سے چمکتا تھا۔ ہاں اُس نُور سے جو خُداوند یسُوع کے چہرہ سے چمکتا ہے۔ جُونہی وہ ایسی الٰہی رفاقت سے باہر آتا تو بیدین بھی اُس کے چہرہ پر آسمان کے نقُوش دیکھ کر خوف زدہ ہو جاتے تھے۔

اِنسان کی بدی اِس قدر بڑھ چُکی تھی کہ ان پر بربادی کا فتوٰے صادر ہوا۔ جُوں جُوں سال گزرتے گئے نسلِ انسانی کی سیاہ کاریاں بھی بڑھتی گئیں اور غضب الٰہی کی گھٹائیں بھی تاریک ہوتی گئیں۔ اس کے باوجود بھی حنوک جو ایماندار گواہ تھا مستقل مزاجی سے اپنی راہ پر قائم رہا اور آگاہی دینے، منّت وسماجت اور التماس کرنے، بدی کے سیلاب کو تھامنے اور برقِ انتقام کو روکنے کی کوشش کرتا رہا۔ گو گنہگار اور عیش پرست لوگوں نے ان آگاہیوں پر کوئی توجّہ نہ دی تو بھی اُس کے متعلق یہ گواہی دی گئی کہ وہ خُداوند کو پسند

آیا۔ وہ روزافزوں بدی کے خلاف جوانمردی اور وفاداری سے جہاد کرتا رہا۔ حتیٰ کہ خدا نے اُسے اِس گناہ بھری دُنیا سے اُٹھا کر آسمان کی جاودانی خوشیوں میں شریک کر دیا۔

اُس پُشت کے لوگوں نے اس شخص کو نادان سمجھ کر اس کا مضحکہ اُڑایا جس نے اِس دُنیا میں سونے اور چاندی کے انبار لگانا پسند نہ کیا یا مال و دولت جمع کرنا نہ چاہا۔ لیکن حنوکؔ کا دل اَزلی خزانوں پر لگا ہؤا تھا۔ اُس نے اپنی نگاہیں آسمانی شہر پر لگا رکھی تھیں۔ اُس نے صیُّونؔ میں بادشاہ کا جلال دیکھ لیا تھا۔ اُس کا دماغ، اُس کا دِل، اُس کی گفتگو عالمِ بالا کی چیزوں پر تھی۔ جس قدر زیادہ بدی اور بُرائی بڑھتی گئی اُسی قدر زیادہ خُدا کے گھر کے لیے اُس کی آرزو بڑھتی گئی۔ گو وہ ہنوز زمین پر رہتا تھا تو بھی وہ ایمان کے وسیلہ سے آسمانی اور نورانی بادشاہت کا مکین تھا۔

"مُبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خُدا کو دیکھیں گے۔" (متی ۵: ۸) تین سو سال تک حنوکؔ دِل کی پاکیزگی حاصل کرتا رہا تاکہ وہ آسمان کی کامل یگانگت میں شامل ہو جائے۔ وہ تین صدیوں تک خُدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ روز بروز اس کے دل میں خُدا کی گہری رفاقت کی خواہش بڑھتی رہی۔ یہ رفاقت زیادہ گہری اور یہ قُربت زیادہ حقیقی ہوتی گئی۔ حتّٰے کہ خُدا نے اُسے اٹھا لیا۔ وہ عالمِ جاودانی کی دہلیز پر کھڑا تھا۔ اِس دُنیا اور مقدّسوں کی سرزمین میں فقط ایک قدم کا فاصلہ باقی تھا۔ اب دروازے کُھل گئے۔ مدّتِ دراز سے زمین پر خُدا کے ساتھ ساتھ چلنے کا عمل بدستور جاری رہا اور اب وہ شہرِ مقدّس کے دروازوں میں داخل ہو گیا۔ تمام اِنسانوں میں وہ سب سے پہلا شخص تھا جس کو وہاں داخل ہونے کا شرف حاصل ہُوا۔

اہلِ زمین کو حنوکؔ کی عدم موجُودگی کا گہرا اِحساس ہؤا۔ وہ آواز جو روز بروز آگاہی اور تعلیم کے لیے بلند ہوتی تھی اب سُنائی نہ دیتی تھی۔ ہر دو راست بازوں اور بدکاروں میں سے بعض نے اُسے جُدا ہوتے دیکھا تھا اور یہ خیال کرتے ہُوئے کہ وہ غائبانہ طور پر کسی مقام پر پہنچا دیا گیا ہے اُس سے محبت رکھنے والوں نے اُس کی ویسے ہی سرگرمی سے تلاش کی جیسے ایلیاہ کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد انبیازادوں نے کی

تھی، لیکن بے سُود۔ سب نے متفقہ طور پر کہا کہ وہ غائب ہو گیا کیونکہ خُدا نے اُسے اُٹھا لیا تھا۔

حنوک کے آسمان پر اُٹھائے جانے سے خُداوند ایک اہم سبق سکھانا چاہتا تھا۔ یہ خطرہ تھا کہ آدم کے گناہ کے خوفناک نتائج کے باعث اِنسان مایوسی میں مُبتلا ہو جائے۔ بہت سے لوگ یہ کہنے کو تیار تھے کہ "ہمیں خُداوند کا خوف ماننے اور اُس کے حکموں پر عمل کرنے سے کیا فائدہ ہے جبکہ زمین پر زبردست لعنت نازل ہو چکی ہے۔ اور موت ہم سب کا بخرہ ہو گی؟" لیکن خُدا نے جو ہدایات آدم کو دی تھیں جن کا اِعادہ سیت نے کیا اور جن کو حنوک نے اپنی زندگی اور نمونہ سے ظاہر کیا اُن سے ظلمت اور تاریکی دُور ہو گئی اور اِنسان کے لیے شمعِ اُمید روشن ہو گئی کہ جس طرح آدم کے وسیلہ سے موت آ گئی اُسی طرح موعودہ مخلصی دہندہ کے ذریعہ زندگی اور بقا حاصل ہو گی۔ شیطان لوگوں پر یہ عقیدہ ٹھونس رہا تھا کہ نہ راست بازوں کے لیے کوئی جزا ہے اور نہ ہی بدکاروں کے لیے سزا اور اِنسان کے لیے خُدا کے قوانین پر چلنا ناممکن ہے۔ لیکن حنوک کے واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ "خُدا موجُود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے" (عبرانیوں ۱۱: ۶،۵) خُدا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جو اُس کے احکام پر چلیں گے وہ اُن کے لیے کیا کُچھ کرے گا۔ اِنسان پر یہ بات واضح کی گئی کہ خُدا کی شریعت پر عمل کرنا ممکن ہے۔ یہاں تک کہ بدکاروں اور کج رو لوگوں کے درمیان رہتے ہُوئے بھی انسان خُدا کے فضل سے آزمائش کا مقابلہ کر کے پاک اور راست باز بن سکتا ہے۔ حنوک کی زندگی میں لوگوں نے اِسی قسم کی مبارک حالی کا نمونہ دیکھا اور اس کا آسمان پر اُٹھایا جانا آیندہ جہان کے بارے میں اُس کی پیشین گوئی کی صداقت کو ثابت کرتا تھا کہ فرمانبرداروں کے لیے خوشی، جلال اور ہمیشہ کی زندگی تیار کی گئی ہے اور گنہگاروں کے لیے سزا، دُکھ و غم اور موت مقرّر ہو چکے ہیں۔

"اِیمان ہی سے حنوک اُٹھا لیا گیا تاکہ موت کو نہ دیکھے . . . . کیونکہ اُٹھائے جانے سے پیشتر اس کے حق میں یہ گواہی دی گئی تھی کہ یہ خُدا کو پسند آیا ہے۔" (عبرانیوں ۱۱: ۶،۵)

ایسی دُنیا میں رہتے ہُوئے جس پر بدکاری کی وجہ سے بربادی کا فتویٰ لگ چُکا تھا۔ حنوک نے خُدا کے ساتھ گہری رفاقت رکھنے سے ایسی زندگی بسر کی کہ اُسے مَوت کے قبضے میں پڑنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اِس نبی کی دیندارانہ زندگی اُس پاکیزگی کی حالت کو ظاہر کرتی ہے جو ان سب کو حاصل کرنی چاہیئے جو مسیح خداوند کی آمدِ ثانی کے وقت "اس دُنیا میں سے خرید لیے جائیں گے۔" (مکاشفہ ۱۴: ۳) اُس وقت طُوفان سے قبل کے زمانہ کی طرح بدی چاروں طرف چھا جائے گی۔ اپنے مُفسد دِلوں کی تحریک اور فریب دِہ فلسفہ کی تعلیم کی پیروی کرنے کے باعث لوگ خُدا کے اختیارات کے خلاف بغاوت کرینگے۔ لیکن حنوک کی طرح خُدا کے لوگ دِل کی پاکیزگی اور خُدا کی مرضی کو پُورا کرنے کی تلاش کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ وہ مسیح خُداوند کی شبیہ کو مُنعکس کرنے لگیں گے۔ حنوک کی طرح وہ دُنیا کو خداوند مسیح کی آمدِ ثانی اور گنہگاروں پر نازل ہونے والی آفات کے متعلق آگاہی دیں گے۔ اپنی پاکیزہ گفتگو اور مُقدّس زندگی سے وہ بے دینوں کے گناہوں پر ملامت کریں گے۔ جس طرح حنوک دُنیا کے طوفان سے برباد ہونے سے پیشتر آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا اُسی طرح زندہ راستباز دنیا کی آگ سے برباد ہو جانے سے پیشتر آسمان پر اُٹھا لیے جائیں گے۔ رسُول فرماتا ہے: "ہم سب تو نہیں سوئیں گے مگر سب بدل جائینگے اور یہ ایک دم میں ایک پل میں پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی ہو گا۔" "کیونکہ خُداوند خود آسمان سے للکارا اور مقرّب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے ساتھ اُتر آئے گا۔" "کیونکہ نرسنگا پھونکا جائے گا اور مُردے غیر فانی حالت میں اُٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے۔" "پہلے تو وہ جو مسیح میں موئے جی اُٹھیں گے۔ پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے اُن کے ساتھ بادلوں پر اُٹھائے جائیں گے تاکہ ہوا میں خُداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خُداوند کے ساتھ رہیں گے۔ پس تُم اِن باتوں سے ایک دُوسرے کو تسلی دیا کرو۔"

(۱ تھسلنیکیوں ۴: ۱۶-۱۸؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۵۱-۵۲)

آٹھواں باب

طُوفانِ نوُح

نوُحؔ کے زمانہ میں زمین دوہری لعنت کے تحت میں تھی جو اوّلاً آدم کے گُناہ کرنے سے اور ثانیاً قائنؔ کے اپنے بھائی ہابلؔ کو قتل کر دینے سے وارد ہوئی تھی۔ توبھی اِس سے فطرت کی خُوبصورتی میں بہت بڑی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔ زوال کے آثار تو نمایاں تھے لیکن زمین اب تک خُدا کی نعمتوں سے بھرپُور اور خُوبصورت تھی۔ پہاڑ شاندار درختوں سے ڈھکے ہوئے تھے جن پر انگوُر کے پھلوں سے لدی ہوئی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ جنّت نُما وسیع میدانوں میں سبزہ کا مخملی فرش بچھا ہُوا تھا اور فضا ہزاروں ہزار پھُولوں کی خُوشبو سے معطّر تھی۔ زمین انواع و اقسام کے پھلوں سے بھری ہوئی تھی۔ درخت قدو قامت، خُوبصورتی اور کاملیّت میں آج کل کے درختوں سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر تھے۔ اُن کی لکڑی نہایت ٹھوس اور پتھر کی طرح مضبُوط اور پائدار تھی۔ سونا، چاندی اور قیمتی پتھر بکثرت پائے جاتے تھے۔

نسلِ انسانی میں اب تک بہت کچھ پہلی سی جسمانی قوّت پائی جاتی تھی۔ آدم کو اُس زندگی بخش درخت کا پھل کھائے ابھی چند ہی پُشتیں گزُری تھیں اور اب تک اِنسان کی عُمر کا حساب صدیوں ہی میں کیا جاتا تھا۔ اگر یہ صدیوں تک زندہ رہنے والے لوگ جن میں تجویزوں کو مُرتّب کرنے اور اُنھیں عمل میں لانے کی نادر صلاحیتیں پائی جاتی تھیں خُدا کی خدمت میں مصروف رہتے تو اُن کے وسیلہ سے تمام دُنیا میں خالق کی عزّت و تمجید ہوتی اور جس مقصد کے لیے خُدا نے اُن کو زندگی عطا کی تھی وہ پُورا ہو جاتا۔ لیکن وہ اِس میں ناکام رہے۔ اُس زمانہ میں بہت سے قوی ہیکل جبّار رہتے تھے جو اپنی حیرت انگیز کاریگری اور عجیب کاموں کی تجاویز کے مرتّب کرنے میں ماہر تھے۔ لیکن جس نسبت سے اُن کی دماغی قابلیّت اور حکمت تھی اُسی نسبت سے وہ بدی میں بے ضبط ہو کر مجُرم ہو گئے۔

خُدا نے طوفان سے پیشتر کے زمانہ کے لوگوں کو بہت سی بیش قیمت برکات عطا کر رکھی تھیں۔ لیکن اُنھوں نے وہ تمام بیش بہا برکات اپنی ناموری کے لیے صرف کیں اور اِس طرح اپنی دلچسپی بجائے بخششوں کے عطا کرنے والے کے اُن بخششوں پر مرکوز کر کے اُنھیں برکت سے لعنت میں تبدیل کر دیا۔ اُنھوں نے سونا، چاندی، بیش قیمت پتھر اور اعلیٰ قسم کی لکڑی اپنے لیے عالیشان مکانات تعمیر کرنے میں صرف کی اور اپنی اعلیٰ کاریگری سے اپنے گھروں کو آراستہ کرنے میں ایک دُوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی۔ اُنھوں نے فقط اپنے حریص اور مُتکبّر دِل کی خواہشات کو پُورا کرنے کی کوشش کی اور عیش و نشاط اور بدی کے ماحول میں گھِر گئے۔ خُدا کو پہچاننا ناپسند کر کے بہت جلد خُدا کی ہستی کا انکار کر بیٹھے اور خالق کی بجائے مخلُوقات کی زیادہ پرستش کی۔ وہ اِنسانوں کی حکمت کی تعظیم کرتے اور اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں کی پرستش کرنے لگے اور اپنی اولاد کو بُتوں کے سامنے جھکنا سِکھا دیا۔

ہرے بھرے کھیتوں میں اور بڑے بڑے سایہ دار درختوں کے نیچے اُنھوں نے اپنے بُتوں کے لیے مذبحے بنائے۔ گھنے سدابہار درختوں کو اُنھوں نے جھُوٹے معبُودوں کی پرستش کے لیے مخصُوص کیا۔ ان گھنے درختوں کے ساتھ خوب صُورت باغات مُلحق تھے اور پیچدار سڑکوں کے دونوں طرف ہر قسم کے پھلوں کے درختوں کی قطاریں کھڑی تھیں جو طرح طرح کے بُتوں سے آراستہ تھیں۔ اُن میں ایسے ایسے سامانِ عَیش و طرب مہیّا کیے گئے تھے جن سے لوگوں کی شہوانی خواہشات بھڑک اُٹھتی تھیں۔ یُوں معبُودوں کی پرستش کے لیے لوگوں میں جاذبیّت پائی جاتی تھی۔

اِنسانوں نے خُدا کو بالکل فراموش کر دیا اور اپنے تصوّرات کے مطابق فطرت کی اشیاء کی پرستش کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ روز بروز پست اور ذلیل ہوتے گئے۔ زبُور نویس بُتوں کی پُوجا کرنے والوں پر بُت پرستی کا اثر بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔ ”اُن کے بنانے والے اُنھیں ہی مانند ہو جائیں گے بلکہ وہ سب جو ان پر بھروسا رکھتے ہیں“ (زبُور ۱۱۵: ۸)۔ اِنسانی عقل کا یہ قانون ہے کہ دیکھتے رہنے سے ہم اُسی کی طرح

تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اِنسان اپنی سچائی، پاکیزگی اور تقدیس کے تصوُّرات سے زیادہ بلند نہیں ہوگا۔ اگر دماغ انسانیت کے معیار سے بلند نہیں ہوتا، اگر وہ ایمان کے ذریعہ سے بلند نہیں ہوتا کہ لامحدُود دانش اور محبت پر غور کرے تو اَیسا اِنسان متواتر پستی کی دَلدَل میں دَھنستا جاتا ہے۔ چھوٹے معبُودوں کے پرستار اپنے معبُودوں کو اِنسانی صفات اور شہوانی جذبات سے مُلبّس کرتے تھے۔ یُوں ان کے چال چلن کا معیار گناہ آلُودہ اِنسانیت کے معیار پر ڈھلتا اور پست ہوتا گیا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ وہ ناپاک ہو گئے۔ "خُداوند نے دیکھا کہ زمین پر اِنسان کی بدی بہت بڑھ گئی ہے اور اُس کے دِل کے تصوُّر اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں۔ . . . زمین خُدا کے آگے ناراست ہو گئی تھی اور وہ ظلم سے بھری تھی۔" (پیدائش ۶: ۵، ۱۱، ۷) خُدا نے اِنسان کو اپنے اَحکام عطا کیے تھے کہ اُس کی زندگی کا دستوُر العمل ہوں لیکن اُس کے احکام کی حکم عدُولی کی گئی جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اِنسان ہر قسم کے گناہ کا مُرتکِب ہُوا۔ اِنسان کی بدی بَرملا اور گُستاخانہ تھی۔ اِنصاف پاؤں تلے رَوندا گیا اور مظلُوموں کی فریاد آسمان تک جا پہنچی۔

کثرتِ اِزدواج کا رواج الٰہی اِنتظام کی خلاف ورزی میں اوائل ہی سے پڑ گیا تھا۔ خُداوند نے آدم کو فقط ایک بیوی دے کر اس امر میں اپنی مرضی کا اظہار کیا لیکن گُناہ میں گر جانے کے بعد لوگوں نے اپنی گناہ آلُودہ خواہشات کی پیروی کرنی شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ جُرم اور زبُوں حالی کثرت سے پھیل گئی۔ نہ تو شادی کے تعلق اور نہ ہی جائداد کے حقُوق کی پابندی کی جاتی تھی۔ جس کسی نے اپنے پڑوسی کی بیویاں یا مال و جائداد کو پسند کیا جَور و جبر سے قبضہ کر لیا اور اِنسان اپنے ظلم و ستم کے کارناموں پر فخر کرنے لگے۔ وہ جانوروں کی جان لینے میں خوشی محسُوس کرتے تھے۔ گوشت خوری کی ہوس کے سبب وہ زیادہ ظالم اور خُون کے پیاسے ہو گئے حتّٰی کہ اِنسانی زندگی کی قدر و قیمت اُن کی نظروں میں قطعاً باقی نہ رہی۔

دُنیا ابھی اِبتدائی منازل سے گزر رہی تھی لیکن بدی اس قدر کثرت سے پھیل گئی تھی کہ خُدا اب ہرگز برداشت نہ کر سکتا تھا اور اُس نے فرمایا۔ "مَیں اِنسان کو جسے مَیں نے

پیدا کیا رُوئے زمین پر سے مٹا ڈالوں گا۔" (پیدائش ۶: ۷) خُدا نے فرمایا کہ میری رُوح گُنہگار اِنسان کے ساتھ ہمیشہ مزاحمت نہ کرتی رہے گی۔ اگر وہ زمین اور اُس کے قیمتی خزانوں کو اپنی بدی سے ناپاک کرنا نہ چھوڑیں تو وہ اُنھیں مخلوقات میں سے نیست کر ڈالے گا اور اُن اشیاء کو بھی برباد کر دے گا جو اُس نے اپنی خُوشی سے اِنسان کو بخشی تھیں۔ وہ میدان کے چوپایوں کو اور نباتات کو جو کثرت سے خوراک مُہیّا کرتی ہے نیست و نابُود کر ڈالے گا اور خُوبصورت دُنیا کو تباہی اور بربادی کے ایک وسیع منظر میں تبدیل کر دے گا۔

اس عالمگیر بدی کے درمیان متوسلح، نُوحؔ اور بہت سے اَور بزرگ سچّے خُدا کے علم و عِرفان کو زندہ رکھنے کی جدّ و جہد کرتے اور بدی کے بڑھتے ہُوئے سیلاب کو روکنے کی زبردست کوشش کرتے رہے۔ طُوفان سے ایک سَو بیس (۱۲۰) برس پیشتر خُداوند نے اپنے پاک فرشتہ کے وسیلہ سے اپنا ارادہ نوحؔ پر ظاہر کیا اور اُسے کشتی بنانے کی ہدایت فرمائی۔ کشتی کو بناتے وقت نُوحؔ کو منادی کرنا تھی کہ خُدا دُنیا پر طُوفان لائیگا اور بدکاروں کو ہلاک کر دے گا۔ جو اِس پیغام پر ایمان لا کر توبہ اور اصلاح کے ذریعہ اِس موقع کے لیے تیاری کریں گے اُن کو معافی ملے گی اور وہ بچ جائیں گے۔ خُدا نے جو کچھ حنوکؔ پر طُوفان کے بارے میں ظاہر کیا تھا وہ اُس نے اپنی اَولاد کو بار بار بتایا اور متوسلح اور اُس کے بیٹوں نے جنھوں نے اپنی حینِ حیات میں نُوح کی مُنادی کو سُنا، کشتی بنانے میں مدد کی۔

خُدا نے نوحؔ کو کشتی کی صحیح صحیح لمبائی، چوڑائی اور اُونچائی بتا دی اور اُس کو بنانے کے لیے سب ضروری ہدایات صفائی سے واضح کر دیں۔ عقلِ اِنسانی اِس قدر مضبُوط اور پائیدار کشتی کو ہرگز تیار نہ کر سکتی تھی۔ نقاشِ ازل نے اِس کشتی کا نقشہ تیار کیا اور نُوحؔ اُس کا ماہر کاریگر تھا۔ اُس کا ڈھانچہ جہاز کے ڈھانچہ کی طرح تھا تاکہ وہ پانی کی سطح پر تیر سکے لیکن زیادہ تر اُس کی شکل مکان کی سی تھی۔ اُس کی تین منزلیں تھیں مگر دروازہ ایک ہی تھا جو اُس کے پہلو میں تھا۔ روشندان چھت میں تھا اور مختلف کوٹھڑیاں اِس طریقہ

سے بنائی گئی تھیں کہ سب پر برابر روشنی پڑتی تھی۔ یہ کشتی گوپھر کی لکڑی سے بنی تھی جو کئی صدیوں تک خراب نہیں ہو سکتی تھی۔ اِس نہایت زبردست کشتی کے تیار کرنے میں بہت عرصہ اور بہت زیادہ محنت صرف ہوئی۔ چونکہ درخت نہایت موٹے اور قدآور تھے اور لکڑی نہایت مضبوط اور پائیدار قسم کی تھی لہٰذا لکڑی کو چیرنے میں آج کل کی نسبت بہت زیادہ طاقت و محنت صرف ہوتی تھی۔ حالانکہ اُس زمانہ کے آدمی نہایت جسیم اور شہ زور ہُوا کرتے تھے۔ انسان نے حتّی المقدور اُس کشتی کے کام کو کامل و مکمّل کیا تو بھی یہ کشتی خُود بخود اس زبردست طُوفان کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی جو زمین پر آنے والا تھا۔ فقط خُدا ہی اِس قدر شدید اور تُند طُوفان میں اپنے بندوں کی حفاظت کر سکتا تھا۔

" ایمان ہی کے سبب سے نُوحؔ نے اُن چیزوں کی بابت جو اُس وقت تک نظر نہ آتی تھیں ہدایت پا کر خُدا کے خَوف سے اپنے گھرانے کے بچاؤ کے لیے کشتی بنائی جس سے اُس نے دُنیا کو مُجرم ٹھہرایا اور اُس راست بازی کا وارث ہُوا جو ایمان سے ہے۔" (عبرانیوں ۱۱:۷) جب نُوحؔ دُنیا کو آگاہی کا پیغام دے رہا تھا تو اُس کے کام اُس کی خلُوص قلبی کا ثبُوت دے رہے تھے۔ یُوں اُس کا ایمان کامل اور پُختہ ہُوا۔ جو کچھ خُدا فرماتا ہے اُس پر بھروسہ رکھنے کا نمونہ اُس نے دُنیا کو دیا کہ جو کچھ اس کا مال و متاع تھا وہ سب اُس نے کشتی کے بنانے میں صَرف کر دیا۔ جبکہ نُوحؔ خُشکی پر یہ زبردست کشتی بنا رہا تھا تو اِس عجیب منظر کو دیکھنے کے لیے چاروں طرف سے لوگ جوق در جوق آنے لگے اور اِس راست بازی کے مُنادی کے پُرجوش کلام کو سرگرمی سے سُننے لگے۔ ہر ضرب جو کشتی پر لگائی گئی لوگوں کے لیے گواہی تھی۔

پہلے پہل ایسا معلُوم ہوتا تھا کہ بہت سے لوگ اِس آگاہی کو قبُول کر رہے ہیں تو بھی وہ حقیقی توبہ کر کے خُدا کی طرف نہ پھرے۔ وہ اپنے گناہوں کو چھوڑنے کے لیے رضامند نہ ہُوئے۔ طُوفان کے آنے سے پہلے جو مُہلت اُن کے ایمان کی جانچ کے لیے اُنھیں دی گئی تھی وہ اس میں پُورے نہ اُترے۔ عالمگیر بے ایمانی سے مغلُوب ہو کر وہ آخرکار اپنے پہلے رفیقوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور اِس سنجیدہ پیغام کو ردّ کر دیا۔ بہت

سے لوگوں میں گہری قابلیّت پیدا ہوگئی اور وہ اِس آگاہی کو قبول کر لیتے لیکن ہنسی ٹھٹھا کرنے والوں کی کثرت کے سبب سے وہ بھی اُنھیں کے ہم خیال بن گئے۔ رحم کی بُلاہٹوں کو ٹھکرا کر وہ بھی بہت جلد بہت بے باک اور سرکش ہنسی ٹھٹھہ کرنے والوں میں شامل ہو گئے کیونکہ جنھوں نے ایک بار روشنی کو قبول کیا لیکن خُدا کے قایل کرنے والے رُوح کی مزاحمت کی اُن کی طرح کوئی بھی حد درجہ کا نڈر اور گُناہ کرنے میں بے لگام نہیں ہوتا۔

اِس پُشت کے لوگ صحیح معنوں میں سب بُت پرست نہ تھے۔ بہت سے سچے خُدا کے پرستار ہونے کا دعوٰے کرتے تھے۔ وہ دعوٰے کرتے تھے کہ اُن کے معبُود خُدا کے مظہر تھے اور اُن کی مدد سے لوگوں کو خُدا کی ذات کا صریح طور پر اندازہ ہو سکتا ہے۔ اِس گروہ کے لوگ نُوحؔ کی منادی کو ردّ کرنے میں پیش پیش تھے۔ جبکہ اُنھوں نے خُدا کو مادی چیزوں سے مُشابہت دینے کی کوشش کی تو اُن کے دماغ اس کی حشمت اور قُدرت کی طرف سے تاریک ہو گئے۔ اُنھوں نے خُدا کی پاکیزہ صفات اور اُس کی لاتبدیل شریعت کے مطالبات دل سے بُھلا دیئے۔ جب گناہ کثرت سے پھیل گیا تو اس کے گھناؤنے پن کا احساس کم ہوتا گیا اور آخر کار اُنھوں نے اعلانیہ کہہ دیا کہ الٰہی شریعت اب نافذ نہیں اور یہ بھی کہا کہ گُناہ کی سزا دینا خُدا کی سیرت کے خلاف ہے۔ اُنھوں نے اِنکار کیا کہ خُدا کی آفتیں دُنیا پر نازل ہونے کو ہیں۔ اگر اس پُشت کے لوگ خُدا کی شریعت پر عمل کرتے تو وہ خُدا کے بندہ کی آگاہی میں خُدا کی آواز کو پہچان لیتے لیکن رَوشنی کو ردّ کر دینے کی وجہ سے اُن کے دل اِس حد تک اندھے ہو چُکے تھے کہ اُنھوں نے نُوحؔ کے پیغام کو محض دھوکا قرار دیا۔

اس زمانے کے عوام کی اکثریت راستی پر نہ تھی۔ دُنیا نے خُدا کے اِنصاف اور اس کے احکام کے خلاف صف آرائی کی ہُوئی تھی اور نُوحؔ کو محض مذہبی دیوانہ خیال کیا جاتا تھا۔ شیطان نے حوّا کو خُدا کی نافرمانی کے لیے بہکاتے وقت کہا تھا "تم ہرگز نہ مرو گے" (پیدائش ۳: ۴) اُس زمانہ کے بڑے بڑے مُعزز، دانا عُلما، نے بار بار اسی بات کو دُہرایا۔

اُنھوں نے کہا کہ " خُدا کی دھمکیاں ڈراوے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ حادثہ کہ خالق دُنیا کو تباہ کر ڈالے اور اُن اِنسانوں کو جنھیں اُس نے خُود خلق کیا ہے سزا دے ہرگز واقعہ نہیں ہوگا۔ خاطر جمع رکھو۔ ڈرو نہیں۔ نُوح محض مذہبی دیوانہ ہے۔" دُنیا کے لوگوں نے اِس بزُرگ کو " فریب خُوردہ" اور "نادان" سمجھ کر اُس کا مضحکہ اُڑایا۔ خُدا کے سامنے فروتنی اِختیار کرنے کی بجائے وہ نافرمانی اور بدکاری میں مُستغرق رہے۔ گویا خُدا اپنے بندے کے وسیلہ سے اُن سے ہمکلام ہی نہیں ہوا تھا۔

نُوحؔ اِس مخالفت کے طُوفان میں چٹان کی طرح مضبُوطی سے قائم رہا۔ حالانکہ وہ چاروں طرف سے ہنسی مذاق اور نفرت سے گھرا تھا تو بھی اپنی پاکیزہ زندگی اور غیر مُتزلزل وفاداری کی وجہ سے وہ مشہُور تھا۔ اُس کے کلام میں قُوّت تھی۔ کیونکہ یہ خُدا کی آواز تھی جو اُس کے خادم کے وسیلہ سے اِنسان سے ہمکلام ہوتی تھی۔ خُدا کے ساتھ گہری رفاقت رکھنے سے نُوحؔ لامحدُود طاقت سے قوی ہوگیا۔ ایک سَو بیس ۱۲۰ سال تک اُس کی سنجیدہ آواز ایسے واقعات کے متعلق اُس پُشت کے کانوں تک پُہنچتی رہی جو اِنسانی حکمت وخِرد کی رُو سے قطعاً ناممکن تھے۔

طُوفان سے پیشتر کے زمانہ کے لوگوں نے سوچا کہ فطرت کے قوانین میں کئی صدیوں سے کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ موسموں کا تواتر بدستور جاری رہا، اب تک بارش کبھی نہ ہوئی تھی بلکہ زمین سے کُہر اُٹھتی تھی اور تمام رُوئے زمین کو سیراب کرتی تھی۔ دریاؤں نے کبھی اپنی حدُود کو نہیں توڑا تھا بلکہ وہ اپنا پانی بحفاظت سمندر تک پُہنچاتے تھے۔ مقررہ احکام کے ماتحت دریا اپنے کناروں سے کبھی نہ اُچھلتے تھے لیکن یہ اِستدلال پیش کرنے والے خُدا کے ہاتھ کو نہ پہچانتے تھے جس نے پانیوں کو یہ کہہ کر روک دیا تھا کہ " یہاں تک تو آنا ہے پر آگے نہیں۔" (ایوب ۳۸ : ۱۱)

وقت گذرتا گیا اور فطرت میں بظاہر کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ جن لوگوں کے دِل کسی وقت خوف زدہ تھے وہ پھر مُطمئن ہونے لگے۔ اُنھوں نے آج کل کے بہت

سے لوگوں کی طرح یہ دلیل پیش کی کہ فطرت، فطرت کے خُدا سے بالاتر ہے اور اُس کے قوانین یہاں تک اٹل ہیں کہ خود خُدا بھی ان میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ وہ یہ اِستدلال کرنے لگے کہ اگر نوحؑ کے پیغام میں صداقت ہو تو فطرت درہم برہم ہو جائے گی۔ لہٰذا اُنھوں نے دُنیا کے ذہن میں یہ بیٹھا دیا کہ یہ پیغام ایک بہت بڑا دھوکا ہے۔ اُنھوں نے خُدا کی اِس آگاہی کے خلاف نفرت کا اظہار کرنے کے لیے ویسے ہی کام کیے جیسے وہ اِس آگاہی سے بیشتر کیا کرتے تھے۔ اُنھوں نے جشن مناتا اور بسیار خوری کی ضیافتوں میں مزے اُڑانا جاری رکھا۔ اُنھوں نے کھایا پیا، درخت لگائے اور گھر تعمیر کیے اور ایسی تجاویز کیں جن سے اُنھیں آیندہ بہت زیادہ نفع کی اُمید تھی۔ چنانچہ وہ بدکاری میں بہت زیادہ مُستغرق ہو گئے اور خُدا کے مُطالبات کو سرکشانہ طور پر نظر انداز کرتے ہُوئے اُنھوں نے ظاہر کیا کہ اُنھیں لامحدُود خُدا کا ذرا بھی خوف نہیں۔ اُنھوں نے پیش کیا کہ اگر نُوحؑ کے پیغام میں تھوڑی بہت بھی صداقت ہوتی تو دانا، دُور اندیش اور بڑے بڑے لوگ اِس معاملہ کو سمجھ لیتے۔

اگر طُوفان سے قبل کے لوگ اِس آگاہی پر ایمان لے آتے اور اپنی بدکرداری سے توبہ کر لیتے تو خُداوند اپنے قہرِ شدید کو نازل کرنے سے باز رہتا جیسا کہ اُس نے بعد میں نینوہ سے کیا تھا۔ لیکن اُس پُشت نے گردن کشی سے اپنی ضمیر کی آواز اور خُدا کے نبی کی آگاہی کو مُسترد کرتے ہُوئے اپنی بدی کا پیمانہ لبریز کر لیا اور اُن پر بربادی کی مُہر لگ گئی۔

اب اُن کے لیے توبہ کا دروازہ بند ہونے کو تھا۔ نُوحؑ نے خُدا کی ہدایات پر وفاداری سے عمل کیا تھا۔ کشتی ہر لحاظ سے خُداوند کی ہدایت کے مطابق تیار ہو گئی اور اِس میں اِنسان اور حیوان کی خوراک کا ذخیرہ کیا گیا۔ اب خُدا کے خادم نے لوگوں کے سامنے آخری سنجیدہ اِلتماس پیش کی، ایسی دِل سوزی سے جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اُس نے ان سے اِلتماس کی کہ جب تک پناہ مِل سکتی ہے اُسے ڈھونڈیں۔ پھر اُنھوں نے اُس کے کلام کو رد کر دیا اور اپنی آواز ہنسی ٹھٹھا میں بلند کی اور وہ کُفر بکنے لگے۔

یکایک کُفر بکنے والے مجمع پر خاموشی طاری ہوگئی۔ ہر قسم کے تُند سے تُند حیوان سے لے کر حلیم سے حلیم جانور تک پہاڑوں اور جنگلوں میں سے خاموشی کے ساتھ کشتی کی طرف آنے لگے۔ زور کی آندھی کا سنّاٹا سُنائی دیا اور دیکھو! پرندے جن کے شمار سے آسمان تاریک ہُوا جاتا تھا چاروں طرف سے کامل ترتیب کے ساتھ کشتی میں جا داخل ہُوئے۔
حیوانات نے تو خُدا کے حکم کو مانا لیکن اِنسان نافرمان ہی رہے۔ مُقدّس فرشتوں کی رہنمائی میں "دو دو، نر اور مادہ کشتی میں نوح کے پاس گئے۔" اور پاک جانور سات سات کے شُمار سے داخل ہوئے۔ لوگ تعجب سے اُنھیں دیکھ رہے تھے۔ بعض خَوف زدہ تھے۔ فلاسفروں کو طلب کیا گیا کہ وہ اس عدیمُ المثال واقعہ کی تشریح کریں لیکن وہ دم بخُود تھے۔ وہ اس راز کی تہ تک نہ پُہنچ سکے۔ لیکن لوگ رَوشنی کو ردّ کرنے کے اس حد تک عادی ہو گئے تھے کہ اُن پر اِس مَنظر کا بھی ایک لمحہ سے زائد اثر نہ ہوا۔ جب اِن لوگوں نے، جن پر فتویٰ صادر ہو چُکا تھا، سُورج کو آب وتاب کے ساتھ چمکتے ہوئے اور زمین کو تقریباً عدن کی سی خُوبصورتی سے مُلبّس دیکھا تو اُن کا خوف عَیش ونشاط کے قہقہوں میں دَب گیا۔ اپنے ظلم وجَبر کے کاموں میں مگن رہنے سے خُدا کے قہرِ شدید کو جو پہلے ہی بھڑکا ہُوا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے اُوپر نازل ہونے کی دعوت دے رہے ہیں۔
"خُداوند نے نُوح سے کہا تُو اپنے پُورے خاندان کے ساتھ کشتی میں آ کیونکہ مَیں نے تجُھی کو اپنے سامنے اِس زمانہ میں راست باز دیکھا ہے۔" (پیدائش ۷: ۱)۔ دُنیا نے نُوح کی آگاہیوں کو رد کر دیا تھا لیکن اُس کا اثر اور نمونہ اُس کے خاندان کے لیے برکت کا باعث ہُوا۔ اُس کی وفاداری اور دیانتداری کے صلہ میں خُدا نے اُسے اُس کے سارے خاندان سمیت بچا لیا۔ والدین کی وفاداری کا یہ کیسا عُمدہ اجر ہے۔
اِس خطاکار نسل کے لیے خُدا کے رَحم کی پے در پے اِلتماس کی آواز خاموش ہو گئی۔ میدان کے چوپائے اور ہوا کے پرندے پناہ کی جگہ میں داخل ہو چکے تھے۔ نُوح اور اُس کا خاندان کشتی میں تھا، "تب خُداوند نے اُس کو باہر سے بند کر دیا۔" چکا چوند

پیدا کرنے والی رَوشنی نظر آئی اور جلال کا ایک بادل جو روشنی میں بَرق سے بھی زیادہ مُنوّر تھا آسمان سے اُتر کر کشتی کے دروازے کے سامنے آٹھہرا۔ بھاری دروازہ کو جسے اندر والوں کے لیے بند کرنا ناممکن تھا، اَن دیکھے ہاتھوں نے آہستہ آہستہ بند کر دیا۔ نُوحؔ کشتی کے اندر بند ہو گیا اور خُدا کے رحم کو رد کرنے والے باہر رہ گئے۔ دروازہ پر خُدا کی مُہر لگ گئی۔ خُدا نے اُسے بند کیا تھا اور خُدا ہی اُسے کھول سکتا تھا۔ اِسی طرح آسمان کے بادلوں پر سوار ہو کر آنے سے پیشتر جب مسیح خُداوند گنہگاروں کے لیے شفاعت کا کام بند کر دے گا تو رحم کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اُس وقت خُدا کا فضل گنہگاروں کو نہ روکے گا اور جنھوں نے رحم کو رد کر دیا ہو گا شیطان اُن پر پُورے طور پر قابض ہو جائے گا۔ وہ خُدا کے لوگوں کو برباد کرنے کی کوشش کریں گے لیکن جس طرح نُوحؔ کشتی میں حفاظت سے بند ہو گیا تھا اِسی طرح راست بازوں کو بھی خُدا کی قدرت سے پناہ ملے گی۔

نُوحؔ اور اُس کے خاندان کے کشتی میں داخل ہونے کے بعد سات دن تک اُس طوفان کے کچھ آثار نظر نہ آئے۔ اِس عرصہ میں اُن کے ایمان کا امتحان کیا گیا۔ باہر کی دُنیا کے لیے یہ فتح کا زمانہ تھا اور طُوفان کی بظاہر دیر کے سبب سے وہ اپنے عقیدہ میں اَور بھی پُختہ ہو گئے کہ نُوحؔ کا پیغام محض دھوکا تھا اور طُوفان ہرگز نہیں آئے گا۔ حیوانوں اور پرندوں کے کشتی میں داخل ہونے اور خُدا کے فرشتہ کے دروازہ بند کرنے کے سنجیدہ مناظر کا مشاہدہ کرنے کے باوجود بھی وہ رنگ رلیوں میں مُستغرق رہے یہاں تک کہ خُدا کی قدرت کے اُن مظاہروں کی تضحیک کرنے لگے۔ وہ گروہوں کی صُورت میں کشتی کے اِردگرد جمع ہو کر، نُوحؔ اور اُس کے خاندان کو بشدّت ہنسی مذاق میں اُڑانے لگے اور اُن پر اَیسے ظلم ڈھانے کی دھمکیاں دینے لگے جن کی اُنھوں نے اس سے پیشتر کبھی جرأت نہ کی تھی۔

لیکن آٹھویں روز آسمان پر کالی گھٹائیں چھا گئیں۔ بادلوں میں کڑک پیدا ہوئی اور بَرق کی چمک دکھائی دینے لگی۔ اور اِس کے فوراً ہی بعد بارش کی بڑی بڑی بوندیں پڑنے

لگیں۔ پیشتر ازیں دُنیا نے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔ لوگوں کے دِل خَوف کے مارے کانپ اُٹھے۔ چنانچہ سب کے سب دبی آواز سے یہ دریافت کرنے لگے "کیا یہ ہوسکتا ہے کہ نُوحؔ حق بجانب تھا، کیا دُنیا کی تباہی اب یقینی امر ہے؟" آسمان اور بھی تاریک ہو گیا اور بارش تیزی کے ساتھ پڑنے لگی۔ حیوان سخت حَیرانی اور اضطراب کی حالت میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگے اور اُن کی بے میل اور بے سُری چیخ و پُکار ان کی اپنی اور اِنسان کی بدقسمتی پر ماتم کر رہی تھی۔ تب "بڑے سمندر کے سب سوتے پھُوٹ نکلے اور آسمان کی کھڑکیاں کھُل گئیں۔" پانی بادلوں سے زبردست آبشاروں کی صُورت میں بہنے لگا۔" دریا اپنی حدوں کو توڑ کر وادیوں میں جا نکلے۔ پانی کے سوتے زمین سے بے بیان زور و شور سے پھُوٹ نکلے اور بڑے بڑے وزنی پتّھروں کو سینکڑوں فُٹ کی بلندی پر اُچھالنے لگے۔ اور جب یہ چٹانیں نیچے گریں تو بہت گہرائی میں چھُپ گئیں۔

سب سے پہلے لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزوں کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ اُن کی شاندار عمارتیں اور خُوبصورت باغ باغیچہ، جہاں اُنھوں نے اپنے معبُودوں کو نَصب کیا ہوا تھا، آسمان سے بجلی کے گرنے کے باعث تباہ و برباد ہو گئے اور کھنڈرات دُور و نزدیک مُنتشر ہو گئے۔ وہ مذبحے جہاں اِنسانی قربانی گُزرانی جاتی تھی، شکستہ ہو گئے اور اُن کے پرستار زندہ خُدا کی قُدرت کے سبب سے اور یہ معلوم کر کے کہ اُن کی بُت پرستی اور بدکاری کی وجہ سے یہ تمام تباہی واقع ہوئی ہے، کانپنے لگے۔

جونہی کہ طُوفان کی تیزی شِدّت سے بڑھنے لگی، درخت، عمارتیں، چٹانیں اور زمین کی مٹّی مُنتشر ہونے لگی۔ اِنسان اور حیوان کا خَوف و ہراس ناقابلِ بیان تھا۔ طُوفان کے زور شور سے بالاتر اُن لوگوں کے ماتم اور آہ و فغاں کی آواز سُنائی دیتی تھی جنھوں نے خُدا کے اختیار کے خلاف بغاوت کا عَلَم بلند کیا تھا۔ شیطان کو بھی جسے عناصر کی اس جنگ کے درمیان بے بس رہنے کے لیے مجبُور کیا گیا تھا، جان کے لالے پڑ گئے۔ جس نے اِس زبردست، بہشت کو اپنے قبضہ میں رکھنے کی خُوشی منائی تھی اور یہ خواہش کی تھی کہ وہ اپنے گھِنونے کاموں کو باقاعدہ کرتے رہیں، تاکہ آسمان کے فرمانروا کے خلاف

بغاوت جاری رہے۔ اب وہ خُدا کو کوسنے لگا اور اُس پر بے اِنصافی اور ظلم کا اِلزام لگانے لگا۔ شیطان کی طرح بہت سے لوگوں نے بھی خُدا کے خلاف کُفر بکا اور اگر یہ اُن کے بس میں ہوتا تو وہ خُدا کو اُس کی قُدرت کے تخت سے نیچے کھینچ لاتے۔ بعض شدّتِ خَوف سے کانپ رہے تھے اور اپنے ہاتھوں کو کشتی کی طرف پھیلا پھیلا کر داخل ہونے کی آرزُو کر رہے تھے۔ لیکن اُن کی اِلتجائیں بے سُود تھیں۔ آخر کار لوگوں کے دِلوں میں اِحساس پیدا ہونے لگا کہ یقینی طور پر آسمان میں ایک خُدا ہے جو سب پر مُسلّط ہے۔ نہایت سرگرمی سے اُنھوں نے خُدا سے اِلتجا کی، لیکن اُس نے اُن کی فریاد کو سُننے سے اِنکار کر دیا۔ اِس حسرت ناک موقع پر اُنھوں نے معلُوم کر لیا کہ خُدا کی شریعت کی خلاف ورزی کے سبب سے اُن پر یہ تمام مصیبت آپڑی ہے۔ اگرچہ اُنھوں نے سزا کے خوف سے اپنے گناہوں کا اِقرار تو کیا مگر گُناہ سے حقیقی تَوبہ نہ کی اور نہ اُس سے نفرت کی۔ اگر یہ سزا ہٹا دی جاتی تو وہ پھر آسمان کے خلاف بغاوت میں سر اُٹھاتے۔ بعینہٖ اُسی طرح جب زمین پر آگ سے بھسم کیے جانیسے پیشتر آفات نازل ہونگی تو گُنہگار پُورے طور پر سمجھ لیں گے کہ اُنھوں نے کہاں اور کس بات میں گُناہ کیا ہے یعنی خُدا کی مُقدّس شریعت کی حقارت سے۔ تاہم اُن کی توبہ حقیقی نہ ہو گی جیسے کہ قدیم زمانہ کے گُنہگاروں کی نہ تھی۔

بعض اپنی بدحواسی میں کشتی کو توڑ کر اندر داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے لیکن اِس کی بے حد مضبُوطی کی وجہ سے اُن کی جدّ و جہد بے سُود ثابت ہوئی۔ بعض کشتی سے چپٹے رہے تا وقتیکہ طُوفان کی تُند لہریں اُنھیں بہا نہ لے گئیں یا کسی چٹان یا درختوں سے ٹکرا کر اُن کی گرفت ڈھیلی نہ پڑ گئی۔ تُند و تیز ہواؤں کی وجہ سے اُس بڑی اور مضبُوط کشتی کا ایک ایک رگ و ریشہ لرز رہا تھا اور طُوفان اور اُس کی مَوجوں کے تھپیڑوں سے کشتی ٹکریں کھا رہی تھی۔ کشتی کے اندر حیوانوں کی چیخ و پُکار، ڈر اور درد کے مِلے جُلے احساس کا منظر پیش کر رہی تھی۔ لیکن عناصر کی اس کشمکش میں بھی کشتی حفاظت سے چلتی رہی۔ فرشتے جو زور میں بڑھ کر ہیں اِس کی حفاظت کے لیے بھیجے گئے تھے۔

وہ حیوان جو طُوفان کی مَوجوں سے بیزار ہو رہے تھے، مدد حاصل کرنے کی غرض سے

اِنسانوں کی طرف رجُوع کرنے لگے۔ بعض لوگوں نے اپنے آپ کو اور بچّوں کو بڑے بڑے اور جسیم جانوروں کی پیٹھ پر باندھ لیا۔ تاکہ یہ جانور بڑھتے ہُوئے تلاطُم میں سب سے اُونچے اور بحفاظت مقام پر چڑھ سکیں۔ بعضوں نے اپنے آپ کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر کے بڑے بڑے مضبُوط درختوں سے باندھ لیا۔ لیکن یہ درخت جڑ سے اُکھڑ کر بپھرتی ہوئی مَوجوں میں گم ہو گئے۔ یکے بعد دیگرے پناہ کی تمام جگہیں اُن کے ہاتھ سے جاتی رہیں۔ جب پانی کی سطح بہت زیادہ بڑھنے لگی تو لوگ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ ڈھونڈنے کے لیے دیوانہ وار بھاگ نکلے۔ اکثر اوقات آدمی اور حَیوان کسی محفوظ مقام پر پاؤں دھرنے کی جدّ و جہد میں تُند موجوں میں اُلجھ کر بہہ گئے۔

پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر سے لوگ ایک بحرِ بیکراں پر نظر دَوڑا رہے تھے۔ خُدا کے خادم کی سنجیدہ آگاہیاں اب قابلِ تحقیر و تضحیک معلوم نہ دیتی تھیں۔ اِن گنہگاروں نے جن پر بربادی کی مُہر لگ چُکی تھی، اُن موقعوں کی بہت آرزُو کی جنھیں بیدردی سے اُنھوں نے کھو دیا تھا۔ اُنھوں نے ایک اَور گھنٹہ کی مُہلت، ایک اَور رحم کے موقعہ اور نوُحؔ کی طرف سے فقط ایک اور بُلاہٹ کے لیے کس قدر حسرت بھری آرزُو کی۔ لیکن رحم کی میٹھی آواز اُنھیں پھر کبھی سُنائی نہ دی۔ نہ صرف خُدا کے اِنصاف ہی کا بلکہ اُس کی محبّت کا بھی یہ تقاضا تھا کہ آفت نازل کرنے سے گُناہ کو روکا جائے۔ اِنتقام لینے والا پانی آخری پناہ گاہ کے اُوپر سے بہہ گیا اور خُدا سے نفرت کرنے والے گھرے اور ذخّار پانی میں غرق ہو گئے۔

"خُدا کے کلام کے ذریعہ سے اُس زمانہ کی دُنیا ڈوب کر ہلاک ہوئی۔ مگر اِس وقت کے آسمان اور زمین اُسی کلام کے ذریعہ سے اِس لیے رکھے ہیں کہ جلائے جائیں۔ اور وہ بے دین آدمیوں کی عدالت اور ہلاکت کے دن تک محفوظ رہیں گے۔" (۲ پطرس ۳: ۵۔ ۷) ایک اَور طُوفان آرہا ہے۔ زمین خُدا کے تباہ کرنے والے غضب سے پھر برباد ہو گی اور گُناہ اور گنہگار تباہ کر دیئے جائیں گے۔

وہ گُناہ جو طُوفان سے پیشتر کی دُنیا کی بربادی کا باعث ہوئے آج کل بھی پائے

جاتے ہیں۔ خُدا کا خوف لوگوں کے دلوں سے اُٹھ گیا ہے اور اُس کی شریعت کو نفرت اور لاپروائی سے دیکھا جاتا ہے۔ اُس زمانہ کی بیحد دُنیاداری کی نظیر آج کل کے زمانہ کی نسبت میں پائی جاتی ہے۔ مسیح خُداوند نے فرمایا: "جیسا نوُح کے دِنوں میں ہوُا ویسا ہی ابنِ آدم کے آنے کے وقت ہوگا۔ کیونکہ جس طرح طُوفان سے پہلے کے دِنوں میں لوگ کھاتے پیتے اور بیاہ شادی کرتے تھے اُس دن تک کہ نوُح کشتی میں داخل ہوُا اور جب تک طُوفان آکر اُن سب کو بہا نہ لے گیا اُن کو خبر نہ ہوُئی اُسی طرح ابنِ آدم کا آنا ہوگا۔" (متی ۲۴: ۳۸-۳۹)۔ خُدا نے طُوفان سے پہلے کے دِنوں کے لوگوں کو کھانے پینے کی وجہ سے مجُرم نہ ٹھہرایا۔ اُس نے اُن کی جسمانی ضروریات کو پُورا کرنے کے لیے کثرت سے زمین کے پَھل عطا کر رکھے تھے۔ اُن کا گُناہ اِن بخششوں کے لیے خُدا کی شکرگزاری ادا نہ کرنے اور اپنی نفسانی خواہشات کو قابو میں نہ کر کے اپنے آپ کو پست کرنے میں پایا جاتا تھا۔ اُن کے لیے بیاہ شادی کرنا جائز تھا۔ بیاہ شادی کرنا خُدا کے مقرر کردہ اِنتظام کے مطابق تھا اور یہ سب سے پہلی مقرر کردہ مقدس رسموں میں سے ایک رسم تھی۔ اُس نے اِس رسم کے متعلق خاص ہدایات دی تھیں اور اُسے پاکیزگی اور زینت بخشی لیکن اِن ہدایات کو فراموش کر دیا گیا، اور شادی کی مُقدس رسم بگڑ کر نفسانی خواہشات کو پُورا کرنے کا ذریعہ بن گئی۔

آج کل کے زمانہ میں بھی یہی حالات پائے جاتے ہیں۔ جائز اور مناسب باتوں میں بھی حدِ اعتدال سے تجاوز کیا جاتا ہے۔ جسمانی خواہشات میں بے ضبطی بڑھ گئی ہے۔ آج کل برائے نام مسیحی شرابیوں کے ساتھ کھاتے پیتے نظر آتے ہیں، مگر اُن کے نام کلیسیا کے شُرکا، کی مُمتاز فہرست میں درج ہوتے ہیں۔ بدپرہیزی سے اخلاقی اور رُوحانی قوُتیں سُست پڑ جاتی ہیں اور شہوانی خواہشات میں اُلجھ جانے کے لیے راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ ہزاروں ہزار ایسے ہیں جو شہوانی خواہشات کو قابُو میں لانا اپنا اخلاقی فرض نہیں سمجھتے اور وہ اپنی خواہشات کے غلام بن جاتے ہیں۔ لوگ فقط اِسی زِندگی کا خیال کرتے ہوُئے عَیش و نشاط کے بندے بن گئے ہیں۔ معاشرہ کے تمام طبقوں

میں فضول خرچی ایک وطیرہ بن گیا ہے۔ عیش پرستی اور دِکھاوے کی خاطر صداقت اور دینداری کا خون کر دیا گیا ہے۔ وہ جو دولت مند بننے میں جلد بازی کرتے ہیں اِنصاف کو بالائے طاق رکھ دیتے اور غریبوں پر ظلم ڈھاتے ہیں "غُلام اور آدمیوں کی جانیں" اب بھی خریدی اور بیچی جاتی ہیں۔ دھوکا، رشوت اور چوری، ادنےٰ اور اعلیٰ سب طبقوں میں بے ملامت بکثرت پائی جاتی ہے۔ اخبارات قتل و غارت کی واردات سے بھرے ہُوئے ہوتے ہیں۔ بیتے بیدردانہ قتل اور بے سبب جرائم۔ اِن سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اِنسانی نیک اوصاف مفقود ہو چکے ہیں اور یہ ظلم و ستم اِس قدر عام ہو چکے ہیں کہ بمشکل کوئی تعجب کرتا یا اِن کا ذکر کرتا ہے۔ تمام قوموں میں طوائفُ الملوکی سما گئی ہے اور جو واقعات وقتاً فوقتاً وقُوع میں آتے رہتے ہیں اور دُنیا کے خوف و ہراس کا باعث ہوتے ہیں اِس بات کا اِظہار کرتے ہیں کہ نفسانی جذبات کی دبی آگ اور لاقانُونیت اگر ایک دفعہ بے قابُو ہو جائیں تو تمام دُنیا کو رنج و غم اور بربادی سے بھر دیں گے۔ طُوفان سے پیشتر کے زمانہ کے لوگوں کی جو تصویر الہام کے ذریعہ سے پیش کی گئی ہے حقیقت میں اِنہی حالات کو ظاہر کرتی ہے جو آج کل معاشرہ میں بہت جلد بڑھ رہے ہیں۔ اِس موجودہ دَور میں آج کل بھی نام نہاد مسیحی ممالک میں روزانہ ایسے ہولناک اور قبیح جُرم سرزد ہوتے ہیں جن کے سبب سے نُوح کے زمانہ کی گنہگار دُنیا ہلاک ہو گئی تھی۔

طُوفان سے پیشتر خُدا نے دُنیا کو آگاہ کرنے کے لیے نُوح کو بھیجا تاکہ لوگ توبہ کریں اور آنے والی تباہی سے بچ جائیں۔ جُونہی کہ مسیح خُداوند کی آمدِ ثانی کا وقت نزدیک آ رہا ہے خُداوند اپنے خادموں کو آگاہی کے پیغام کے ساتھ بھیجتا ہے کہ دُنیا کو اُس عظیمُ الشّان واقعہ کے لیے تیار کریں۔ ہزاروں ہزار خُدا کی شریعت کی نافرمانی کرتے رہے ہیں اور اب وہ اپنے رحم میں بُلاہٹ بھیجتا ہے کہ اُس کے پاک اَحکام کی فرمانبرداری کی جائے۔ ان سب کو جو اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اور مسیح خداوند پر ایمان لا کر اپنے گناہوں کو ترک کر دیں گے معافی کی بخشش پیش کی جاتی ہے۔ لیکن بہت سے یہ محسُوس کرتے ہیں کہ گناہوں کو ترک کرنا ایک بڑی قربانی ہے۔ چونکہ اُن کی زندگی

خُدا کی حکومت کے پاکیزہ اُصولوں کے موافق نہیں ہوتی وہ اُس کی آگاہیوں کو رد کر کے اُس کی شریعت کا اِنکار کر دیتے ہیں۔

طُوفان سے پیشتر کثیر آبادی میں سے فقط آٹھ جانوں نے نُوحؔ کی منادی کے ذریعہ سے خُدا کے پیغام کو قبُول کر کے اُس کی فرمانبرداری کی۔ ایک ۱۲۰ سو بیس برس تک راست بازی کے اِس منّاد نے دُنیا کے سامنے آنے والی بربادی کی آگاہی دی۔ لیکن اُس کے پیغام کو رد کر دیا گیا اور اُس کی تضحیک کی گئی۔ آخری زمانے میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ اس سے پیشتر کہ شریعت کا دینے والا نافرمانوں کو سزا دینے کے لیے آئے گنہگاروں کو توبہ کی آگاہی دی جاتی ہے کہ وہ خُدا کی طرف رجُوع کریں، لیکن بہت سے لوگوں کے لیے یہ آگاہی بے سُود ہوگی۔ پطرس رسُول فرماتا ہے "اور یہ پہلے جان لو کہ اخیر دِنوں میں ایسے ہنسی ٹھٹھا کرنے والے آئیں گے جو اپنی خواہشوں کے موافق چلیں گے اور کہیں گے کہ اُس کے آنے کا وعدہ کہاں گیا؟ کیونکہ جب سے باپ دادا سوئے ہیں اُس وقت سے اب تک سب کچھ ویسا ہی ہے جیسا خلقت کے شروع سے تھا۔ (۲ پطرس ۳: ۳، ۴) کیا یہی الفاظ نہ صرف بے دین لوگ ہی بلکہ ہمارے مُلک کے بڑے بڑے واعظ بھی نہیں دُہرا رہے ہیں؟ "گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں"۔ وہ پکارتے ہیں۔ "مسیح کے آنے سے پہلے تمام دُنیا تبدیل ہو جائے گی اور راست باز ہزار برس تک بادشاہی کریں گے۔ سلامتی! سلامتی! سب چیزیں ویسی ہی رہیں گی جیسے کہ خلقت کے شروع میں تھیں، لہٰذا خطرے کی منادی کرنے والوں کے پریشان کُن پیغام سے کسی کو گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں"۔ لیکن ہزار سالہ زمانے کی یہ تعلیم مسیح خُداوند اور اُس کے رسُولوں کی تعلیم سے کوئی مُطابقت نہیں رکھتی۔ مسیح خُداوند نے یہ اہم سوال پُوچھا تھا "تو بھی جب ابنِ آدم آئے گا تو کیا زمین پر ایمان پائے گا؟" (لوقا ۱۸: ۸) اور جیسے ہم نے دیکھا وہ فرماتا ہے کہ دُنیا کی حالت بعینہٖ نُوحؔ کے زمانہ کی سی ہو گی۔ پولُس رسول ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ جونہی کہ خاتمہ قریب آئے گا بدکاری بڑھتی چلی جائے گی۔" لیکن رُوح صاف فرماتا ہے کہ آیندہ زمانوں میں بعض لوگ گمراہ کرنے

والی رُوحوں اور شیاطین کی طرف متوجّہ ہو کر اِیمان سے برگشتہ ہو جائیں گے۔" (اِیتمتھیُس ۴: ۱) رسُول فرماتا ہے کہ آخر زمانے میں بُرے دن آئیں گے۔" (۲۔تیمتھیس ۳: ۱) اور وہ گناہوں کی ایک حیران کُن فہرست کا ذِکر کرتا ہے جو دینداری کی وضع رکھنے والوں میں بکثرت پائی جائے گی۔

جب طُوفان سے پیشتر کے زمانہ کے لوگوں کی مُہلت ختم ہو رہی تھی تو وہ عیش و نشاط اور جشن و جلوس میں مُستغرق تھے۔ بارسُوخ اور بااِختیار لوگوں نے یہ تہیّہ کر لیا تھا کہ لوگوں کو عیش و طرب میں مگن رکھیں مبادا وہ آخری سنجیدہ آگاہی سے متاثّر ہو جائیں۔ کیا آج کل یہی حالات نظر نہیں آتے ہیں؟ جبکہ خُدا کے خادم یہ پیغام دے رہے ہیں کہ سب چیزوں کا خاتمہ قریب ہے۔ دُنیا عیش و عشرت میں ڈُوبی ہوئی ہے۔ بہت سی مسلسل و دلفریب باتیں واقع ہوتی رہتی ہیں جو خُدا سے غافل کر کے لوگوں کو اُن سچائیوں سے متاثّر ہونے سے باز رکھتی ہیں جو آنے والی تباہی سے بچانے کا واحد ذریعہ ہیں۔ نُوحؔ کے زمانے میں فلاسفروں کا یہ دعوٰے تھا کہ دُنیا کا پانی سے برباد ہو جانا ناممکن ہے۔ اِسی طرح بہت سے سائنسدان آج کل بھی یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دُنیا آگ سے تباہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ فِطرت کے قوانین کے خلاف ہے۔ لیکن فِطرت کا خُدا جو اُس کے قوانین کا بنانے والا اور نگران ہے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے کاموں کو اپنے مقاصد کو پُورا کرنے کے لیے اِستعمال کر سکتا ہے۔

جب بڑے بڑے دانا اور بااختیار لوگوں نے بخُوبی اپنی تسلّی کر لی کہ دُنیا کا پانی سے برباد ہو جانا ناممکن ہے اور جب لوگوں کا خوف و ہراس مدھم پڑ گیا اور جب سب لوگوں نے نُوحؔ کی پیشین گوئی کو دھوکا تصوّر کر کے اُسے محض جنُونی سمجھا، تب خُداوند کا وقت آ پہنچا۔ "بڑے سمندر کے سب سوتے پھُوٹ نکلے اور آسمان کی کُل کھڑکیاں کھُل گئیں۔" (پیدائش ۷: ۱۱) اور ہنسی ٹھٹھا کرنے والے طُوفان میں ڈُوب کر مر گئے۔ باوجود اس فلاسفی کے جس پر اُن لوگوں کو ناز تھا، اُن پر یہ دیر سے آشکارا ہُوا کہ اُن کی

حِکمت بے وقوفی ہے کہ قوانین کا بنانے والا قدرت کے قوانین سے قوی تر ہے اور قادرِ مطلق کے لیے اپنے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا کسی صورت بھی ناممکن نہیں۔ " اور جیسا نوح کے دنوں میں ہوا تھا ابنِ آدم کے ظاہر ہونے کے دن بھی ایسا ہو گا۔" (لوقا ۱۷: ۲۶، ۳۰) ۔" لیکن خداوند کا دن چور کی طرح آ جائے گا۔ اُس دن آسمان بڑے شور و غُل کے ساتھ برباد ہو جائیں گے اور اَجرامِ فلک حرارت کی شِدّت سے پگھل جائیں گے ۔" (۲ پطرس ۳: ۱۰) جب فلسفہ کے اِستدلال سے خُدا کی عدالت کا خوف اُٹھ جائے گا، اور مذہبی رہنما سلامتی اور اقبال مندی کے طویل زمانوں کی اُمید دلائیں گے اور دُنیا اپنے کاروبار، عَیش و نشاط، درخت لگانے، عمارات کی تعمیر کرنے، ضیافتیں اُڑانے اور خوشیاں منانے میں مُستغرق ہو کر خُدا کی آگاہیوں کو رد کر کے اُس کے خادموں کو ہنسی ٹھٹھے میں اُڑائے گی۔ تب " اُن پر ناگہاں ہلاکت آئے گی اور وہ ہرگز نہ بچیں گے ۔" (۱ تھسلنیکیوں ۵: ۳)

نواں باب

طوفان کے بعد

پانی سب سے اُونچے پہاڑ سے بھی پندرہ ہاتھ اَور اُوپر چڑھ گیا۔ اہالیانِ کشتی کو اکثر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ضرور برباد ہو جائیں گے کیونکہ پانچ ماہ کے طویل عرصہ تک اُن کی کشتی بظاہر ہَوا اور لہروں کے رحم و کرم پر اِدھر اُدھر ٹکراتی رہی۔ یہ زبردست آزمائش کا وقت تھا لیکن نُوحؔ کے اِیمان کو کوئی لغزش نہ پُہنچی۔ کیونکہ اُسے پُورا یقین تھا کہ اِس کشتی کا ملّاح خُود خُدا تھا۔

جب پانی گھٹنے لگا تو خُداوند کشتی کو ایسے مقام پر بہا لے گیا جہاں کئی ایک پہاڑ تھے۔ جنھیں خُدا نے اپنی قُدرت سے محفُوظ رکھا تھا۔ یہ پہاڑ ایک دُوسرے سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھے اور کشتی بجائے بحرِ بیکراں پر اُچھلنے بہنے کے اس خاموش اور محفُوظ پناہ گاہ میں اِدھر اُدھر پھرتی رہی۔ اِس سے طوفان زدہ اور تھکے ماندہ مسافروں کو بہت اطمینان ہو گیا۔

نُوحؔ اور اُس کا خاندان بڑی بے قراری سے پانی کے اُترنے کی اِنتظار کر رہے تھے کیونکہ وہ زمین پر واپس جانے کے بہت خواہشمند تھے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں کے نظر آنے کے چالیس روز بعد اُنھوں نے ایک تیز نگاہ کوّے کو اُڑایا تاکہ معلوم کرے کہ زمین خشک ہو گئی ہے یا نہیں۔ یہ پرندہ پانی کے سوا اور کُچھ نہ پا کر کشتی کے اِدھر اُدھر پرواز کرتا رہا۔ سات دن کے بعد ایک کبُوتری کو اُڑایا گیا جو پاؤں ٹیکنے کی جگہ نہ پا کر واپس لَوٹ آئی۔ نُوحؔ نے سات دن تک اور انتظار کیا اور پھر کبُوتری کو اُڑا دیا جب وہ شام کے وقت اپنی چونچ میں زیتون کی تازہ پتّی لے کر آئی تو سب کو بہت خُوشی حاصل ہُوئی۔ بعد میں نُوحؔ نے کشتی کی چھت کھولی اور دیکھا کہ زمین کی سطح سُوکھ گئی ہے" پھر بھی وہ کشتی میں صبر سے اِنتظار کرتا رہا۔ جس طرح وہ خُدا کے حکم سے کشتی میں داخل ہُوا تھا،

کشتی سے باہر آنے کے لیے بھی وہ خدا کے خاص حکم کا اِنتظار کر رہا تھا۔
آخر کار ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوُا اور بھاری دروازے کو کھول کر بزرگ نُوحؔ اور اُس کے خاندان کو حکم دیا کہ وہ ہر ذی جان کے ساتھ کشتی سے نکل کر خشکی پہ آجائیں۔ اِس رہائی کی خُوشی میں نُوحؔ نے خُدا کو فراموش نہ کیا جس کی مُشفقانہ حفاظت سے وہ سلامت رہے تھے۔ کشتی سے باہر نکلنے کے بعد اُس نے پہلا کام یہ کیا کہ ایک مَذبح بنائے اور ہر قسم کے پاک چوپایوں اور پاک پرندوں میں سے تھوڑے سے لے کر مَذبح پر قُربانیاں چڑھائیں اور یُوں خُداوند کی مخلصی کے لیے شکر گُزاری ظاہر کی اور مسیحِ خُداوند کی عظیم قربانی پر اپنے ایمان کا اظہار کیا۔ یہ قُربانی خُداوند کو بہت پسند آئی اور نہ صرف نُوحؔ اور اُس کے خاندان کے لیے بلکہ تمام آنے والی نسلوں کے لیے بھی بے حد برکت کا باعث ہوئی۔" اور خدا وند نے اُن کی راحت انگیز خُوشبو لی اور خدا وند نے اپنے دِل میں کہا کہ اِنسان کے سبب سے میں پھر کبھی زمین پر لعنت نہیں بھیجوں گا ․․․․ بلکہ جب تک زمین قائم ہے بیج بونا اور فصل کاٹنا، سردی اور تپش، گرمی اور جاڑا، دِن اور رات موقُوف نہ ہوں گے۔" (پیدائش ۸: ۲۱، ۲۲) اس میں سب بَرپا ہونے والی نسلوں کے لیے سبق تھا۔ نُوحؔ ویران زمین پر آیا لیکن اپنے لیے گھر بنانے سے پیشتر اُس نے خُدا کے لیے ایک مَذبح بنایا۔ قُربانی کے جانور شمار میں بہت تھوڑے تھے اور بمشکل تمام اُنھیں محفُوظ رکھا گیا تھا، تو بھی اُس نے خُوشی سے اِس میں سے ایک حصّہ خُداوند کو دیا اور اِس بات کا اِقرار کیا کہ وہی سب چیزوں کا مالک ہے۔ اِسی طرح ہماری سب سے پہلی فکر یہ ہونی چاہیئے کہ ہم کمال خُوشی سے خُدا کی حُضوری میں نذرانے پیش کریں۔ ہمیں خدا کی رحمت اور محبّت کے ہر اِظہار کو ہر دو عبادت اور ریاضت کے ذریعہ اور اُس کے کام کے لیے نذرانوں کے وسیلہ شکر گُزاری سے تسلیم کرنا چاہیئے۔
مبادا بادلوں کی گھٹاؤں اور بارش کے برسنے سے اِنسانوں کو ایک اَور طُوفان کا لگا تار کھٹکا لگا رہے ․خُداوند نے اِس وعدہ سے نُوحؔ کے خاندان کی حوصلہ افزائی کی کہ "میں اِس عہد کو تمہارے ساتھ قائم رکھوں گا کہ سب جاندار طُوفان کے پانی سے پھر

ہلاک نہ ہوں گے اور نہ کبھی زمین کو تباہ کرنے کے لیے پھر طُوفان آئے گا۔ ۔ ۔ ۔ مَیں اپنی کمان کو بادل میں رکھتا ہوں۔ وہ میرے اور زمین کے درمیان عہد کا نشان ہو گی اور ایسا ہو گا کہ جب میں زمین پر بادل لاؤں گا تو میری کمان بادل میں دکھائی دے گی۔ ۔ ۔ اور مَیں اُس پر نگاہ کروں گا تاکہ اس اَبدی عہد کو یاد کروں جو خُدا کے اور زمین کے سب طرح کے جاندار کے درمیان ہے" (پیدائش ۹: ۱۱-۱۶)۔

خطاکار مخلُوق کے لیے ایک یادگار کے طور پر خُوبصورت کمان کو بادلوں میں رکھنے سے خُدا کی کس قدر شفقت اور رحمت ظاہر ہوتی ہے! خُداوند فرماتا ہے کہ جب وہ کمان پر نگاہ کرے گا تو وہ اپنے عہد کو یاد کرے گا۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کبھی بھُول جائے گا لیکن وہ ہماری زبان میں ہم سے ہمکلام ہوتا ہے تاکہ ہم اُسے بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ خُدا کا مقصد یہ تھا کہ جب آنے والی پُشتیں اِس جلالی کمان کا مطلب دریافت کریں جو آسمان میں پھیلی ہوئی ہے تو والدین طُوفان کی کہانی کو دُہرائیں۔ اُنھیں بتائیں کہ قادرِمُطلق نے اِس کمان کو جُھکا کر اُسے بادلوں میں رکھا ہے تاکہ یقین دِلائے کہ پانی پھر زمین کو غرق نہیں کرے گا۔ یُوں پُشت در پُشت یہ اِنسان کے لیے خُدا کی شفقت کا اِظہار کرتے اور خُدا میں اُس کے ایمان کو مضبُوط کرنے کے لیے مقرر کی گئی۔

آسمان میں کمان خُدا کے تخت کو گھیرے ہُوئے ہے اور مسیح خُداوند کے سر پر محراب کی صُورت میں نظر آتی ہے۔ نبی بیان کرتا ہے کہ "جیسی اُس کمان کی صُورت ہے جو بارش کے دن بادلوں میں دِکھائی دیتی ہے وَیسی ہی (تخت کے) آس پاس کی اس جگمگاہٹ کی نمود تھی۔ یہ خُداوند کے جلال کا اِظہار تھا" (حزقی ایل ۱: ۲۸) یُوحنا عارف بیان کرتا ہے: "اور کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر ایک تخت رکھا ہے اور اِس تخت پر کوئی بیٹھا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اور اس تخت کے گرد زُمرّد کی سی ایک ایسی دھنُک معلوم ہوتی ہے" (مکاشفہ ۴: ۲، ۳)۔ جب اِنسان اپنی بڑی بدکاری کی وجہ سے الٰہی غضب کو اپنے اُوپر وارد کرتا ہے تو نجات دہندہ باپ کے سامنے شفاعت کرتے ہُوئے کمان کی طرف جو

بادلوں میں تخت پر ہے اور جو اُس کے اپنے سر کے اِرد گِرد ہے، اشارہ کرتا ہے جو تائب گنہگار کے لیے خُدا کے رحم کا نشان ہے۔

نُوحؔ کو طُوفان کے متعلق یقین دلانے سے خُدا نے اپنے فضل سے اپنے ایک بیش قیمت وعدہ کا تعلق ظاہر کیا ہے:"جس طرح مَیں نے قسم کھائی تھی کہ پھر زمین پر نُوحؔ کا سا طوفان کبھی نہ آئے گا اُسی طرح اب مَیں نے قسم کھائی ہے کہ مَیں تجھ سے پھر کبھی آزُردہ نہ ہوں گا اور تجھ کو نہ جھڑکوں گا۔ خُداوند تجھ پر رحم کرنے والا یُوں فرماتا ہے کہ پہاڑ تو جاتے رہیں اور ٹیلے ٹل جائیں لیکن میری شفقت کبھی تجھ پر سے جاتی نہ رہے گی اور میرا صُلح کا عہد نہ ٹلے گا۔" (یسعیاہ ۵۴ : ۹-۱۰)

جب کہ نُوحؔ نے بڑے بڑے قدآور درندوں کو دیکھا جو اُس کے ساتھ کشتی سے باہر نکلے تھے تو وہ خوف زدہ ہو گیا کہ وہ اُس کے خاندان کو جو شمار میں صرف آٹھ افراد تھے ہلاک کر دیں گے۔ لیکن خُدا نے اپنے خادم کے پاس ایک فرشتہ یہ پیغام دے کر بھیجا:" زمین کے کُل جانداروں اور ہوا کے کُل پرندوں پر تمہاری دہشت اور تمہارا رُعب ہوگا۔ یہ اور تمام کیڑے جن سے زمین بھری پڑی ہے اور سمندر کی کُل مچھلیاں تمہارے ہاتھ میں کی گئیں۔ ہر چلتا پھرتا جاندار تمہارے کھانے کو ہوگا۔ ہری سبزی کی طرح مَیں نے سب کا سب تم کو دے دیا۔" (پیدائش ۹ : ۲، ۳)۔ اِس سے پیشتر خُدا نے انسان کو جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت نہ دی تھی۔ اُس کا ارادہ تھا کہ نسلِ انسانی صرف زمین کی پیداوار ہی پر گُزارہ کرے، لیکن اب چونکہ تمام ہری سبزیاں تباہ ہو چکی تھیں، اُس نے اُنھیں پاک جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت دی جو کشتی میں محفُوظ رہے تھے۔

طُوفان کے وقت زمین کی کُل سطح میں تبدیلی واقع ہو گئی۔ گناہ کی وجہ سے اب زمین پر تیسری خوفناک لعنت وارد ہو چکی تھی۔ جُونہی کہ پانی گھٹنا شروع ہُوا تو پہاڑ اور ٹیلے ایک بہت وسیع گدلے پانی کے سمندر سے گھِرے ہُوئے تھے۔ چاروں طرف اِنسانوں اور حیوانوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ خُداوند نہیں چاہتا تھا کہ یہ لاشیں سَڑ گل

جائیں اور فضا کو زہریلی بدبُودار ہوا سے بھر دیں۔ اِس لیے اُس نے زمین کو ایک وسیع قبرستان میں تبدیل کر دیا۔ تُند ہوا نے جو پانی کو خشک کرنے کے لیے چلائی گئی تھی، اُن لاشوں کو بڑے زور سے اُٹھایا اور بعض موقعوں پر پہاڑوں کی چٹانوں کو توڑ کر اُن پر گرا دیا اور بڑے بڑے درختوں، بڑے بڑے پتھروں اور مٹّی کو لاشوں پر ڈال دیا۔ اِسی طریقہ سے سونا، چاندی، قیمتی لکڑی اور قیمتی پتھر جن سے زمین طُوفان سے پیشتر مُزیّن تھی، اور جن کی دُنیا کے باشندوں نے پرستش کرنی شروع کر دی تھی وہ اِنسانوں کی نظر اور دسترس سے اوجھل ہو گئی۔ تُند لہروں کی وجہ سے بڑی بڑی چٹانیں اور ہزاروں مَن مٹّی اِن خزانوں پر چڑھ گئی۔ بلکہ بعض حالتوں میں وہ بڑے بڑے پہاڑوں کے نیچے دَب گئے۔ خُدا نے دیکھا کہ جتنا زیادہ گُنہگار اِنسان مال و دولت سے مالا مال ہوتا جائے گا اُتنا ہی زیادہ وہ خُدا کے حضُور بگڑتا چلا جائے گا۔ وہ خزانے جن کے باعث اُنھیں خُداوند کریم کا شکر گزار ہونا چاہیئے تھا وہی اُن کے معبُود بن گئے اور خُدا کو نظرِ حقارت اور بے ادبی سے دیکھا جانے لگا۔

زمین اِس قدر برباد اور تہ و بالا ہو چکی تھی کہ اُس کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ پہاڑ جو اِس سے پیشتر خوبصورت اور ہر لحاظ سے مُتناسب تھے اب نہایت شکستہ اور بے ترتیب ہو گئے۔ بڑے بڑے پتھر، پہاڑوں کی نوکیں اور کھُردری چٹانیں اب زمین کی سطح پر چاروں طرف بکھری ہوئی تھیں۔ بعض مقامات پر بڑے بڑے پہاڑ اور چٹانیں اپنی جگہ سے اُکھڑ کر کسی نامعلُوم جگہ پر جا پڑیں اور بعض میدانوں پر پہاڑوں کے سلسلے نمُودار ہو گئے۔ بعض جگہوں میں ایسے ردّ و بدل بہ نسبت دُوسری جگہوں کے زیادہ تھے۔ جہاں کسی وقت سونے، چاندی اور قیمتی پتھروں کے بڑے بڑے خزانے تھے، اب وہاں لعنت کے سب سے زیادہ بڑے آثار تھے۔ اور جو ملک غیر آباد تھے اور جہاں جُرم کم تھا وہاں لعنت بھی کم تھی۔

اِس موقع پر بڑے بڑے جنگل زمین کے نیچے دفن ہو گئے۔ وہ کوئلے کی شکل میں تبدیل ہو گئے ہیں اور اب وہاں کوئلہ کی بڑی بڑی کانیں اور تیل کے بڑے بڑے ذخائر

پائے جاتے ہیں۔ تیل اور کوئلہ میں زمین کی سطح کے نیچے آگ لگ جاتی ہے جس سے چٹانیں حرارت کی شدّت سے گرم ہو کر پگھلنے لگتی ہیں اور چُونہ بن جاتا ہے اور لوہا سیّال ہو کر بہنے لگتا ہے۔ جب اس چُونہ میں پانی آ ملتا ہے تو گرمی کی شدّت میں خوف ناک اضافہ ہو جاتا ہے اور یہی زلزلوں، آتش فشاں پہاڑوں اور آگ کے شُعلوں کا باعث بن جاتا ہے۔ جب آگ اور پانی چٹانوں اور گرم دھاتوں سے ٹکراتے ہیں تو سطح زمین کے نیچے بڑے بڑے دھماکے پیدا ہوتے ہیں جس سے دبی ہوئی گرج کی سی آواز پیدا ہوتی ہے۔ یہ ہوا گرم ہو کر دم بستگی ہوتی ہے۔ اِس کا نتیجہ آتش فشانی ہوتی ہے اور چونکہ بعض دفعہ سیّال عناصر کو نکلنے کی جگہ نہیں ملتی اِس لیے زمین میں زبردست جُنبش پیدا ہو جاتی ہے۔ زمین سمندر کی لہروں کی طرح پیچ و تاب کھاتی ہے اور اِس میں بڑی بڑی درازیں پیدا ہو جاتی ہیں جو اکثر اَوقات کئی ایک شہروں، گاؤں اور آتش فشاں پہاڑوں کو غرق کر دیتی ہیں۔ یہ حیران کُن ظہُورِ مسیح خُداوند کی آمدِ ثانی اور دُنیا کے خاتمہ سے عین پیشتر اور کثرت سے واقع ہوں گے اور زیادہ خوف ناک صُورت اِختیار کر لیں گے جو دُنیا کی جلد واقع ہونے والی تباہی کے نشانات ہوں گے۔

زمین کے دفینے خُداوند کا اَسلحہ خانہ ہے جس میں سے قدیم دُنیا کی بربادی کے حربے لیے گئے تھے۔ زمین سے پانی کے سوتے پھُوٹ نکلنے اور آسمان سے زور کی بارش ہونے سے مکمل تباہی واقع ہوئی۔ طُوفان کے وقت سے لے کر آگ اور پانی دونوں ہی بدی سے بھرے ہوئے شہروں کو برباد کرنے کا ذریعہ بن گئے۔ یہ آفتیں اِس لیے بھیجی جاتی ہیں کہ جو خُدا کی شریعت اور اُس کے اِختیار کی تحقیر کرتے ہیں، اُس کی قُدرت و حشمت کی وجہ سے کانپ اُٹھیں اور اُس کی حکومت اور اختیار کو تسلیم کر لیں۔ جونہی کہ لوگوں نے آتش فشاں پہاڑوں کو آگ اور شُعلوں کی صُورت میں لاوا اُگلتے، پگھلی ہوئی دھاتوں کی ندیوں کو پھُوٹتے، دریاؤں کو سُوکھتے اور بڑے بڑے شہروں کو لاوے کی زد میں آتے ہُوئے دیکھا اور چاروں طرف تباہی اور بربادی کو پھیلتے ہُوئے دیکھا تو بڑے بڑے بہادروں کے دِل خوف و ہراس سے پانی پانی ہو گئے اور مُلحد اور

مُنکرِ خُدا کی لااِنتہا قُدرت کو تسلیم کرنے پر مجبُور ہو گئے۔

ایسے واقعات کا ذکر کرتے ہُوئے نبیوں نے فرمایا: "کاشکہ تُو آسمان کو پھاڑے اور اُتر آئے کہ تیرے حُضُور میں پہاڑ لرزش کھائیں۔ جس طرح آگ سُوکھی ڈالیوں کو جلاتی ہے اور پانی آگ سے جوش مارتا ہے کہ تیرا نام تیرے مخالفوں میں مشہُور ہو اور قومیں تیرے حُضُور لرزاں ہوں! جس وقت تُو نے مُہیب کام کیے جن کے ہم مُنتظر نہ تھے تُو اُتر آیا اور پہاڑ تیرے حُضُور کانپ گئے۔" (یسعیاہ ۶۴: ۱-۲)۔ "خُداوند کی راہ گرِدباد اور آندھی میں ہے اور بادل اُس کے پاؤں تلے کی گرد ہیں۔ وُہی سمندر کو ڈانٹتا اور سُکھا دیتا ہے اور سب ندیوں کو خُشک کر ڈالتا ہے۔" (ناحوم ۱: ۳-۶)

مسیح خُداوند کی آمدِ ثانی پر دُنیا میں ایسے خوفناک واقعات ظہُور پذیر ہوں گے جو اِس سے پیشتر دیکھنے میں کبھی نہیں آئے۔ "اُس کے خوف سے پہاڑ کانپتے اور ٹیلے پگھل جاتے ہیں۔ اُس کے حضُور زمین ہاں دُنیا اور اُس کی سب معمُوری تھرتھراتی ہے۔ کس کو اُس کے قہر کی تاب ہے؟ اُس کے قہرِ شدید کو کون برداشت کر سکتا ہے۔" (ناحوم ۱: ۵-۶)۔ "اَے خُداوند! آسمانوں کو جُھکا کر اُتر آ۔ پہاڑوں کو چُھو تو اُن سے دُھواں اُٹھے گا۔ بجلی گرِا کر اُن کو پراگندہ کر دے۔ اپنے تیر چلا کر اُن کو شکست دے۔" (زبُور ۱۴۴: ۵، ۶)

"مَیں اُوپر آسمان پر عجیب کام اور نیچے زمین پر نشانیاں یعنی خُون اور آگ اور دُھوئیں کا بادل دکھاؤں گا۔" (اعمال ۲: ۱۹) "پھر بجلیاں اور آوازیں اور گرجیں پیدا ہوئیں اور ایک ایسا بڑا بھونچال آیا کہ جب سے اِنسان زمین پر پیدا ہُوئے ایسا بڑا اور سخت بھونچال کبھی نہ آیا تھا۔ اور ہر ایک ٹاپو اپنی جگہ سے ٹل گیا اور پہاڑوں کا پتہ نہ لگا اور آسمان سے آدمیوں پر من من بھر کے بڑے بڑے اولے گرے۔" (مکاشفہ ۱۶: ۱۸، ۲۰، ۲۱)

جُونہی کہ آسمان سے بجلیاں زمینی آگ سے ملیں گی تو پہاڑ بھٹی کی مانند سوزاں ہو جائیں گے اور اُن سے لاوا کا خوفناک سیلاب جاری ہو جائے گا جو باغات، کھیتوں، گاؤں اور شہروں پر پھیل جائے گا۔ حرارت کی شِدّت سے پگھلے ہُوئے عناصر کے

بڑے بڑے انبار دریاؤں میں جا پڑیں گے جن سے اُن کا پانی اُبل پڑے گا۔ چٹانوں کے بڑے بڑے پتھر بے بیان تُندی سے زمین پر اِدھر اُدھر مُنتشر ہو جائیں گے۔ دریاؤں کا پانی خُشک ہو جائے گا اور زمین پیچ و تاب کھائے گی اور جا بجا خوفناک بھونچال آئیں گے اور شگاف نمُودار ہو جائیں گے۔

یُوں خُدا شریروں کو زمین پر سے فنا کر ڈالے گا۔ لیکن راست باز اِن حوادث کے باوجود اَیسے محفُوظ رہیں گے جیسے نُوحؔ طُوفان کے وقت کشتی میں محفُوظ تھا۔ خُدا اُن کی پناہ گاہ ہو گا۔ اُس کے پروں تلے وہ اِطمینان حاصل کریں گے۔ زبُور نویس فرماتا ہے۔ ”تُو نے حق تعالیٰ کو اپنا مسکن بنا لیا ہے۔ کوئی وبا تیرے خیمہ کے نزدیک نہ پہنچے گی۔“ (زبُور ۹۱ : ۹، ۱۰) ”کیونکہ مصیبت کے دن وہ مُجھے اپنے شامیانہ میں پوشیدہ رکھے گا۔ وہ مُجھے اپنے خیمہ کے پردہ میں چھُپا لے گا۔“ (زبُور ۲۷: ۵) خُدا کا یہ وعدہ ہے۔ ”چونکہ اُس نے مُجھ سے دِل لگایا ہے اِس لیے مَیں اُسے چھُڑاؤں گا۔ میں اُسے سرفراز کروں گا کیونکہ اُس نے میرا نام پہچانا ہے۔“ (زبُور ۹۱ : ۱۴)

بابل کا بُرج

ویران زمین کو ازسرِ نو آباد کرنے کے لیے، جسے خُدا نے حال ہی میں طوفان کے ذریعہ سے اخلاقی بدی اور آلودگی سے صاف کیا تھا، خُدا نے ایک خاندان یعنی نُوحؔ کے خاندان کو محفوظ رکھا تھا جس کے متعلق خُدا نے فرمایا تھا: "میں نے تجھی کو اپنے سامنے اِس زمانہ میں راست باز دیکھا ہے۔" (پیدائش ۷:۱) اِس کے باوجود بھی نُوحؔ کے تینوں بیٹوں میں بہت جلد وُہی خصُوصیت بڑھنے لگی جو طُوفان سے پیشتر کی دُنیا میں پائی جاتی تھی۔ سِمؔ، حامؔ اور یافتؔ میں، جن سے دُنیا پھر آباد ہونے کو تھی، اُن کی اَولاد کی سیرت کا عکس پایا جانے لگا تھا۔

نُوحؔ نے اِلہام سے بنی نوعِ اِنسان کی اِن تین بڑی نسلوں کی تواریخ کی پیشین گوئی کی۔ جن کا آغاز نسلِ انسانی کے اِن تین آبا سے ہُوا۔ حامؔ کی بجائے اُس کے بیٹے کی آئندہ پُشتوں پر نظر ڈالتے ہُوئے اُس نے کہا: "کنعانؔ ملعُون ہو۔ وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہو گا۔" (پیدائش ۹: ۲۵-۲۷) حامؔ کے غیر فطری جُرم سے معلُوم ہوتا ہے کہ والدین کی عزّت و تعظیم بہت دیر سے اُس کے دِل سے مِٹ چُکی تھی اور اِس سے اُس کے چال چلن کی ناپاکی اور کمینہ پن ظاہر ہوتا ہے۔ یہی بُری صفات کنعانؔ اور اُس کی اَولاد میں برابر بڑھتی گئیں، جن کے لگاتار جُرم کے باعث خُدا کا غضب ان پر نازل ہوتا رہا۔

اِس کے برعکس سِمؔ اور یافتؔ نے اپنے باپ کی عزّت کرنے سے الٰہی احکام کی بھی تعظیم کی۔ اِس لیے اُن کی اَولاد کے مُستقبل کے خُوشگوار ہونے کی صُورت پیدا ہو گئی۔ اِن بیٹوں کے متعلق یہ کہا گیا تھا: "خُداوند سِمؔ کا خُدا مبارک ہو اور کنعانؔ سِمؔ کا غلام ہو۔ خُدا یافتؔ کو پھیلائے کہ وہ سِمؔ کے ڈیروں میں بسے اور کنعانؔ اس کا غلام ہو۔" (پیدائش ۹: ۲۶-۲۷) خُدا کے عہد کے مطابق اُس کے برگزیدہ لوگ اور موعُودہ مخلصی دہندہ سِمؔ کی نسل سے برپا ہونے کو تھے۔ یہوداہ سِمؔ

کا خُدا تھا۔ اُسی سے ابرہام اور بنی اسرائیل پیدا ہونے کو تھے جن سے مسیح اِس دُنیا میں آنے والا تھا۔ "مبارک ہے وہ قوم جس کا خدا خُداوند ہے۔" (زبور ۱۴۴ : ۱۵) اور یافت "سِم کے ڈیروں میں بسے۔" انجیل کی برکتوں میں یافت کی اَولاد خاص طور پر شریک و شامل ہونے کو تھی۔

کنعان کی اَولاد بدترین بُت پرستی میں گر گئی۔ اگرچہ نبوت میں اُن پر غلامی کی لعنت صادر ہوئی تھی لیکن صدیوں تک یہ فتویٰ رُکا رہا۔ خدا اُن کی ناپاکی اور بدکاری کی بیانتک برداشت کرتا رہا کہ وہ الٰہی صبر سے تجاوز کر گئے۔ تب اُن کی ملکیت اُن سے چھن گئی اور وہ سِم اور یافت کی اولاد کے غلام بن گئے۔

نُوح کی پیشین گوئی نہ تو غیظ و غضب کی علامت تھی اور نہ کسی طرفداری کا اعلان تھی۔ اِس سے نُوح کے بیٹوں کا چال چلن اور انجام کا کوئی تعین نہیں ہُوا تھا۔ تاہم اِس سے صاف عیاں تھا کہ زِندگی کی روش اور چال چلن کا جو اُنھوں نے اِنفرادی طور پر اختیار کیے تھے، کیا نتیجہ ہوگا۔ اُن کی اپنی روش اور طرزِ عمل کے پیشِ نظر اُن کے اور اُن کی اَولاد کے لیے خُدا کے مقصد کا یہ اِظہار تھا۔ عموماً اَولاد اپنے والدین کی طبیعت اور رُجحانات ورثہ میں پاتی ہے اور اُن کے نمونہ کی نقل کرتی ہے اور اِس طرح سے والدین کے گُناہ کا اِرتکاب پُشت در پُشت ہوتا رہتا ہے۔ اِسی طریقہ سے حام کا کمینہ پن اور بے ادبی اُس کی اَولاد میں بھی پیدا ہوگئی جو بہت پُشتوں تک اُن کے لیے باعثِ لعنت بنی رہی۔ "ایک گنہگار بہت سی نیکی کو برباد کر دیتا ہے۔" (واعظ ۹ : ۱۸)

اس کے برعکس سِم کو اپنے باپ کی تعظیم کرنے سے کیسا زبردست صِلہ ملا کہ اُس کی اَولاد میں سے کیسے کیسے مُمتاز مقدس لوگ برپا ہُوئے۔ "کامل لوگوں کے ایام کو خُداوند جانتا ہے۔" "اور اُس کی اَولاد کو برکت ملتی ہے۔" (زبور ۳۷ : ۱۸، ۲۶)۔ "سو جان لے کہ خُداوند تیرا خُدا وہی خُدا ہے۔ وہ وفادار خُدا ہے اور جو اُس سے محبت رکھتے اور اُس کے حکموں کو مانتے ہیں اُن کے ساتھ ہزار پُشت تک وہ اپنے عہد کو قائم رکھتا اور اُن پر رحم کرتا ہے۔" (استثنا ۷ : ۹)

کچھ عرصے تک نوحؔ کی اولاد اُن پہاڑوں میں آباد رہی جہاں کشتی ٹھہر گئی تھی۔ لیکن جب وہ شمار میں بڑھ گئے تو برگشتگی کی وجہ سے اُن میں پھُوٹ پڑ گئی۔ جن لوگوں نے اپنے خالق کو فراموش کرنا اور اُس کی شریعت کی حدُود سے تجاوز کرنا چاہا وہ اپنے خدا ترس عزیزوں کے نمونہ اور تعلیم سے مُسلسل دِقّت محسُوس کرنے لگے اور کچھ عرصہ کے بعد اُنھوں نے اپنے آپ کو خُدا کی عبادت کرنے والوں سے علیحدہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ وہ سفر کرتے کرتے سنؔعار کے میدان تک چلے گئے جو دریائے فراتؔ کے کنارے پر واقع تھا۔ مکان کا نہایت ہی موزُوں محلِّ وقُوع اور اُس کی زرخیز زمین اُنھیں بہت پسند آئی اور اِسی میدان میں اُنھوں نے اپنی رہائش کا اِنتظام کرنے کا ارادہ کر لیا۔

یہاں اُنھوں نے شہر تعمیر کرنے کا اِرادہ کیا اور اس میں ایک ایسے عالیشان اور بلند بُرج کے بنانے کی تجویز کی جو دُنیا میں ایک اعجُوبہ ہو۔ اِس تجویز کی غرض یہ تھی کہ لوگ رُوئے زمین پر چھوٹی چھوٹی بستیوں میں تتر بتر نہ ہو سکیں۔ بنی نوعِ اِنسان کے لیے خُدا کا یہ فرمان تھا کہ تمام دُنیا پر پھیل جاؤ اور اُسے معمُور و محکوم کرو۔ لیکن بابلؔ کے بُرج کے معماروں نے اِس بات کا تہیّہ کیا تھا کہ اپنے گروہ کو متّحد رکھیں اور ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالیں جو آخر کار تمام دُنیا پر چھا جائے۔ یُوں یہ شہر ایک عالمگیر حکومت کا دارالسّلطنت بن جائے گا۔ اِس کی حشمت سے دُنیا متاثّر ہو کر اظہارِ عقیدت کرے گی اور اِس کے بانیوں کو شہرت اور ناموری حاصل ہو گی۔ اِس عظیم الشّان بُرج کی فلک بوس چوٹیاں معماروں کی حشمت اور دانش کی نہ مٹنے والی یادگار ہونے کو تھیں تا کہ اُن کی شُہرت پُشتوں تک قائم رہے۔

سنؔعار کے میدان میں رہنے والوں نے خُدا کے عہد پر یقین نہ کیا کہ وہ دُنیا پر پھر طُوفان نہیں لائے گا۔ اُن میں سے کئی ایک نے خُدا کی ہستی سے اِنکار کر کے طُوفان کو محض فِطرتی اسباب سے منسوب کیا۔ بعض ایک اعلیٰ ہستی پر ایمان رکھتے تھے اور یہ وہ ہستی تھی جس نے طُوفان سے بیشتر کی دُنیا کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ اُنھوں نے قائنؔ کی طرح اس کے خلاف بغاوت کا علَم بلند کیا۔ اِس بُرج کی تعمیر میں اُن کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ

ایک اَور طُوفان کے وقت اپنے تحفظ کا اِنتظام کر سکیں۔ اِس بُرج کی بلندی کو طُوفان کے پانیوں کی بلند ترین سطح سے اُونچا اُٹھا کر اُنھوں نے اپنے آپ کو ہر خطرے کے اِمکان سے بالا تر خیال کیا اور یُوں بادلوں کی فضا میں پہنچ کر اُنھوں نے طُوفان کے اَسباب معلوم کرنے کی توقع کی۔ اِس تمام منصُوبے کا مقصد یہ تھا کہ اِس بُرج کے معماروں کا غرُور افزوں ہو اور آنے والی پُشتوں کے خیالات کو خُدا سے مُنحرف کر کے اُنھیں بُت پرستی کی طرف راغب کیا جائے۔

جب بابل کا بُرج کسی حد تک مکمل ہو گیا تو اُس کا کچھ حصّہ معماروں کی جائے رہائش کے لیے مخصُوص کیا گیا۔ بُرج کے باقی حصّوں کو بڑی شان و شوکت سے سجا کر بُتوں کے لیے مختص کیا گیا۔ لوگوں نے اپنی کامیابی پر شادیانے بجا کر اپنے چاندی اور سونے کے معبُودوں کی حمد کی اور آسمان اور زمین کے خالق سے بغاوت اور سرکشی کی۔ دفعتہً تعمیر کا یہ کام جو بڑی سُرعت اور کامیابی کے ساتھ ہو رہا تھا رُک گیا۔ آسمان کے فرشتے معماروں کے منصُوبے کو خاک میں مِلانے کے لیے زمین پر اُترے۔ بابل کے بُرج کی بلندی انتہائی مرحلوں تک پہنچ چکی تھی اور اِس کی چوٹی پر معماروں کو کام کرتے وقت اُن مزدوروں سے جو زمین پر تھے گفتگو کرنے میں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ اِس لیے بُرج کے مختلف حصّوں پر متعدد اشخاص کو متعیّن کیا گیا تاکہ وہ اپنے قریب کے ساتھی کو ضروری ساز و سامان کی اطلاع دے سکیں یا کام کے متعلق دیگر ہدایات پُہنچا سکیں۔ جب اس طریقہ سے پیغام ایک شخص سے دُوسرے تک پہنچ رہا تھا تو ان کی زبان میں اختلاف پڑ گیا۔ اِس طرح غیر ضروری سامان اُوپر پہنچنے لگا اور دی ہوئی ہدایات پر اُلٹا عمل ہونے لگا۔ ہر طرف ابتری اور دہشت چھا گئی اور تمام کام بند ہو گیا۔ اب مزید اتّحاد اور اتّفاق کی کوئی صُورت نہ رہی۔ معمار اس عجیب غلط فہمی کی وجہ کو سمجھنے میں سراسر قاصر تھے اس لیے غم و غصّہ اور مایوسی کی وجہ سے وہ ایک دُوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ آخر کار اُن کی سازش جھگڑے اور خونریزی میں ختم ہو گئی۔ آسمان سے بجلی گری جو خُدا کی ناراضگی کا ثبوت تھا۔ جس سے بُرج کا اُوپر کا حصّہ ٹوٹ پھُوٹ کر زمین پر آ رہا۔ لوگوں کو اِس بات کا اِحساس دلایا گیا کہ ایک ایسا خُدا ہے جو آسمان میں حکمرانی کرتا ہے۔

اس وقت تک سب لوگوں کی ایک ہی زبان تھی۔ اب وہ لوگ جنھیں ایک دُوسرے کی زبان کی سمجھ آئی مختلف گروہوں میں متحد ہو کر تمام رُوئے زمین پر اِدھر اُدھر چلے گئے "پس خُداوند نے اُن کو وہاں سے تمام رُوئے زمین میں پراگندہ کیا" (پیدائش ۱۱ : ۸)۔ اِس اِنتشار کی وجہ سے زمین آباد ہو گئی اور یُوں خُدا کا مقصد عین اُنہی وسائل سے پایۂ تکمیل کو پُہنچا جس کی بدولت اِنسان نے اُس کی تکمیل میں مزاحمت کی تھی۔

لیکن وہ لوگ جنھوں نے خُدا کی مخالفت کی تھی اُنھیں کس قدر نقصان اُٹھانا پڑا! خُدا کی یہ مرضی تھی کہ جُونہی بنی نوعِ اِنسان دُنیا کے مختلف حِصّوں میں مختلف قوموں کی داغ بیل ڈالیں۔ وہ اپنے ساتھ خُدا کا عِرفان لیتے جائیں تاکہ سچائی کا نور آیندہ پُشتوں تک پُوری آب و تاب سے چمکتا رہے۔ طُوفان کے بعد راستبازی کا وفادار مناد نُوحؔ تین سَو پچاس برس تک اور سِمؔ پانسو برس تک زندہ رہا اور یُوں اُن کی اَولاد کو حق حاصل تھا کہ وہ خُدا کے مطالبات اور اپنے آباؤ اجداد کے اُس سلوک سے جو خُدا نے اُن سے کیا تھا واقف ہو سکیں۔ لیکن وہ اِن غیر مرغوب سچائیوں کو سُننے کے لیے رضامند نہ تھے۔ اُنھوں نے خدا کو پہچاننا پسند نہ کیا اور زبانوں کے اِختلاف کی وجہ سے بہت حد تک وہ اُن لوگوں سے علیحدہ ہو گئے جو اُن کو روشنی بخش سکتے تھے۔

بابلؔ کے معماروں نے خُدا کے خلاف بُڑبُڑانے کی رُوح کو دِل میں جگہ دی تھی۔ آدمؔ کے ساتھ خُدا کے رحم اور نُوحؔ کے ساتھ شفقت کے عہد کو شکرگزاری سے یاد رکھنے کی بجائے اُنھوں نے آدمؔ اور حوّا کے عدن سے نکالے جانے اور دنیا کے طُوفان سے تباہ ہونے کو خُدا کا ظلم قرار دے کر اس کا شکوہ اور شکایت کرنے لگے۔ لیکن جب وہ بُڑبُڑا کر خُدا کے ظلم و تشدّد کی شکایت کر رہے تھے تو وہ سب سے زیادہ ظالم اور بے رحم حکمران کی اطاعت کو قبول کر رہے تھے۔ شیطان اُن قربانیوں کی تحقیر کرنے کی کوشش کر رہا تھا جو مسیح خُداوند کی موت کی طرف اشارہ کرتی تھیں اور جب لوگوں کی عقل بُت پرستی کی وجہ سے تاریک ہو چکی تھی اور اُس نے لوگوں کو راغب کیا کہ وہ اِن قربانیوں کی نقل کر کے اپنے معبُودوں کے مذبحوں پر اپنے بچّوں کی قربانی چڑھائیں۔ جب لوگ

خُدا سے مُنحرف ہو گئے تو انصاف، پاکیزگی اور محبّت کے الٰہی اوصاف ظلم، تشدّد اور وحشت کی وجہ سے دبائے گئے۔

اہلِ بابِلؔ نے ایسی حکومت قائم کرنے کا عزم کیا تھا جس میں خُدا کو ذرا بھی دخل نہ ہو تاہم اُن میں کچھ ایسے افراد بھی تھے جن کے دلوں میں خُدا کا خوف تھا لیکن وہ اِن بے دینوں کے دھوکہ میں آ کر اُن کی تجویزوں میں شریک ہو چکے تھے۔ اِن ایمانداروں کی خاطر خداوند نے آفات نازل کرنے میں دیر کی اور ان کو اپنی حقیقی سرشت کے ظاہر کرنے کا موقع دیا۔ رفتہ رفتہ خُدا کے بیٹوں نے اُن بے دینوں کو اُن کے مقصد سے باز رکھنے کی تلقین کی لیکن یہ لوگ آسمان کے خُدا کی مخالفت پر پُوری طرح تُلے ہُوئے تھے۔ اگر اُنھیں بے روک ٹوک بڑھنے دیا جاتا تو وہ ابتدائی دُنیا کو اخلاقی پستی میں دھکیل دیتے۔ اِس سازش کی بُنیاد بغاوت پر ڈالی گئی تھی۔ یہ ایسی حکومت تھی جو ان کی اپنی سرفرازی کے لیے قائم کی گئی تھی لیکن جس میں خُدا کے احترام اور نظام کو کوئی دخل نہیں تھا۔ اگر اس سازش کی اجازت دی جاتی تو اُس کا اقتدار اِس دُنیا سے راستبازی یعنی اطمینان، خوشحالی اور تحفظ کا قلع قمع کر دیتا۔ الٰہی قوانین کی بجائے جو "پاک، راست اور اچھے" ہیں (رومیوں ۷: ۱۲) لوگ اپنے خود غرض اور ظلم سے بھرے ہوئے دلوں کی خواہشات کو پُورا کرنے کے لیے نئے نئے قانون تجویز کرنے کی کوشش کرتے۔

خُدا ترس لوگ خُداوند کے حضور چِلّائے کہ وہ مداخلت کرے" اور خداوند اس شہر اور بُرج کو جسے بنی آدم بنانے لگے دیکھنے کو اُترا۔" (پیدائش ۱۱: ۵) دُنیا پر ترس کھا کر خُدا نے بُرج کے معماروں کے مقصد کو ناکام بنا دیا اور اُن کی گستاخی کی یادگار کو تہ وبالا کر دیا۔ اُس نے اپنے رحم کی وجہ سے اُن کی زبان میں اختلاف ڈال کر اُن کی بغاوت کو روک دیا۔ خُدا لوگوں کی گمراہی کی دیر تک برداشت کرتا ہے اور اُنھیں توبہ کا بہت موقع بخشتا ہے لیکن وہ بنی نوعِ انسان کی سب تجاویز پر غور سے نگاہ کرتا ہے جو اس کی پاک اور پُر عدل شریعت سے مزاحمت کرتی ہیں۔ گاہے بگاہے خُدا کا وہ اَن دیکھا ہاتھ جو حکومت کے عصا کو سنبھالے ہوئے ہے انسان کی بدی کو روکنے کے لیے ظہور پذیر ہوتا

ہے۔ ہر یقینی شہادت کے ذریعہ سے اس بات کا لاخطا ثبوت دیا گیا ہے کہ کائنات کا خالق جو حکمت، محبت اور صداقت میں لامحدود ہے زمین و آسمان کا حکمرانِ اعلیٰ ہے اور کوئی شریر اُس کے اختیار میں مزاحم ہو کر سزا پائے بغیر چھوٹ نہیں سکتا۔

بُرج بنانے والوں کی تجویزوں کا انجام شرمساری اور شکست ہؤا اور وہ بُرج جسے وہ اپنے فخر و غرور کی یادگار بنانا چاہتے تھے حقیقت میں اُن کی حماقت کی یادگار بن گیا۔ تاہم انسان لگاتار اسی روش کو اختیار کیے ہوئے ہے یعنی اپنی ذات پر بھروسہ رکھ کر خداوند کی شریعت کو نظرِ حقارت سے دیکھتا ہے۔ یہ وُہی اُصول ہے جس پر شیطان نے آسمان میں کاربند ہونے کی کوشش کی۔ اِسی اصول کے ماتحت قائن نے بھی اپنی قربانی پیش کی۔

بابل کے معماروں کا وجود ہمارے زمانہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ کُفر و اِلحاد کے حامیوں نے سائنس کے خیالی نتائج سے اپنی تعلیمات کو اِستوار کر کے خُدا کے اِلہامی کلام کی تردید کر دی ہے۔ وہ دلیرانہ طور سے خُدا کی حکومت پر الزام کا خیال کرتے ہیں، وہ اُس کی شریعت کی حقارت کرتے ہیں اور اِنسانی عقل و دانش پر اِکتفا کرتے ہُوئے اِس پر فخر کرتے ہیں۔" چونکہ بُرے کام پر سزا کا حُکم فوراً نہیں دیا جاتا اِس لیے بنی آدم کا دِل اُن میں بدی پر بشدّت مائل ہے۔" (واعظ ۸ : ۱۱)

نام نہاد مسیحی دُنیا میں بہت سے لوگ بائبل مُقدّس کی صریح و صاف تعلیم سے انحراف کرتے ہیں اور اپنے عقیدہ کی بُنیاد انسانی قیاس آرائیوں اور قصّے کہانیوں پر ڈالتے ہیں اور اپنے اس "بُرج" کے بل بوتے پر آسمان تک پہنچنے کا دعوٰے کرتے ہیں۔ وہ اپنی فصاحت کے زور پر تکیہ کرتے ہیں جو اِس بات کی دعویدار ہے کہ خطاکار کبھی نہ مرے گا اور نجات خُدا کی شریعت کی اطاعت کے بغیر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر مسیح خداوند کے نام نہاد پیرو خُدا کے معیار کو قبول کر لیتے تو اِس سے اُن میں یگانگت پیدا ہوتی لیکن جب تک انسانی حکمت و دانش کو خُدا کے کلامِ مُقدّس پر ترجیح دی جاتی ہے۔ نفاق اور پھُوٹ کا وجود پایا جاتا ہے۔ مختلف عقائد اور فرقوں کے موجودہ اختلاف

کے وجُود کو صحیح طور پر پیشین گوئی میں " بابل " کی اِصطلاح سے بیان کیا گیا ہے جو آخری زمانہ کی عَیش و عشرت میں پڑی ہوئی کلیسا پر عائد ہوتی ہے ۔" (مکاشفہ ۱۴ : ۸ ؛ ۱۸ : ۲)

بہت سے لوگ دولت اور اختیار سے اس زمین پر اپنے لیے جنّت بنانا چاہتے ہیں ۔" وہ ٹھٹھا مارتے اور شرارت سے ظلم کی باتیں کرتے ہیں ۔ وہ بڑا بول بولتے ہیں ۔" (زبُور ۷۳ : ۸) وہ اِنسانی حقُوق کو پائمال کرتے اور الٰہی اِختیار کو نظر انداز کرتے ہیں ممکن ہے کہ مغرُور اِنسان تھوڑی دیر کے لیے اِختیار حاصل کرے اور ہر طرح سے کامیابی دیکھے لیکن آخر کار وہ مایُوسی اور بدبختی ہی کا شکار ہو جاتا ہے ۔

خُدا کی تفتیش کا وقت قریب ہے ۔ خُدا تعالیٰ آسمان سے اُترے گا تاکہ بنی نوعِ اِنسان کے کاموں کو دیکھے ۔ اُس کی شاہانہ قوّت کا اِنکشاف ہو گا اور اِنسانی فخر و تکبّر کے کام تباہ ہو جائیں گے ۔" خداوند آسمان پر سے دیکھتا ہے ۔ سب بنی آدم پر اُس کی نگاہ ہے ۔ اپنی سکُونت گاہ سے وہ زمین کے سب باشندوں کو دیکھتا ہے ۔ خدُاوند قوموں کی مَشورت کو باطل کر دیتا ہے ۔ وہ اُمتوں کے منصُوبوں کو ناچیز بنا دیتا ہے ۔ خدُاوند کی مَشورت ابد تک قائم رہے گی اور اُس کے دل کے خیال نسل در نسل ۔" (زبور ۳۳ : ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۰ ، ۱۱) ۔

گیارھواں باب

ابرؔہام کی بُلاہٹ

اہلِ بابُل کے مُنتشر ہو جانے کے بعد بُت پرستی پھر تقریباً عالمگیر ہو گئی اور خُداوند نے آخر کار خطا کاروں کو اُن کی سخت دِلی کی وجہ سے اُن کی بے دینی میں چھوڑ دیا۔ لیکن سِمؔ کی اَولاد میں سے اُس نے ابرؔہام کو چُنا تاکہ وہ آیندہ پُشتوں میں اُس کی شریعت کا محافظ ہو۔ ابرؔہام نے بُت پرستی اور اَوہام پرستی کے درمیان پرورش پائی تھی۔ یہاں تک کہ اُس کے باپ کا گھرانا بھی جس میں خُدا کا عرفان محفوظ تھا گِرد و نواح کے گُمراہ کُن اثرات سے متاثر ہو رہا تھا اور وہ "دُوسرے معبُودوں کی پرستش کرتے تھے۔" (یشوع ۲۴: ۲) لیکن حقیقی دین معدوم نہ ہو سکتا تھا۔ خُدا نے ہمیشہ اپنی عبادت کے لیے ایک بقیہ محفُوظ رکھا ہے۔ آدؔم، سیتؔ، حنُوکؔ، متوسلحؔ، نوحؔ اور سِمؔ کے لگا تار سلسلہ نے زمانہ بہ زمانہ خُدا کی مرضی کے مکاشفہ کو محفوظ رکھا۔ اِس مقدّس فرض کا وارث تارؔح کا فرزند ہُوا۔ گو بُت پرستی نے چاروں اطراف سے اُسے دعوت دی لیکن وہ غیر متاثر رہا۔ بے اِیمان لوگوں کے درمیان وہ ایماندار رہا۔ چاروں طرف پھیلی ہوئی گمُراہی میں اُس نے بے داغ رہ کر استقلال کے ساتھ سچّے اور واحد خُدا کی پرستش جاری رکھی۔ "خُداوند اُن سب کے قریب ہے جو اُس سے دُعا کرتے ہیں یعنی اُن سب کے جو سچائی سے دُعا کرتے ہیں۔" (زبور ۱۴۵: ۱۸) اُس نے اپنے ارادے کو ابرؔہام پر ظاہر کیا اور اپنی شریعت کے مطالبات کا صحیح صحیح علم بخشا اور اُسے اُس نجات کی خوشخبری عطا کی جو مسیح خُداوند کے وسیلہ سے پایۂ تکمیل تک پہنچنے کو تھی۔

ابرؔہام سے خُدا نے وعدہ کیا جو اس زمانہ کے لوگوں کو بہت مرغُوب تھا یعنی اَولاد کی کثرت اور قومی عظمت۔" اور مَیں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور برکت دوں گا اور تیرا نام سرفراز کروں گا۔ سو تو باعثِ برکت ہو۔" (پیدایش ۱۲: ۲) اِس کے علاوہ اُسے یہ یقین

بھی دلایا گیا جو ایمان کے اِس وارث کے لیے سب وعدوں سے زیادہ قیمتی تھا کہ اُس کی صُلب سے دُنیا کا مخلصی دہندہ پیدا ہو گا۔" زمین کے سب قبیلے تیرے وسیلہ سے برکت پائیں گے۔" (پیدائش ۱۲: ۳) تاہم اس وعدہ کی تکمیل کے لیے پہلی شرط اُس کے ایمان کی بڑی بھاری جانچ تھی۔ اُس سے ایک قربانی طلب کی گئی۔

ابرہام کو خُدا نے ایک پیغام دیا" تُو اپنے وطن اور اپنے ناتہ داروں کے بیچ سے اور اپنے باپ کے گھر سے نکل کر اُس مُلک میں جا جو مَیں تجھے دِکھاؤں گا۔" (پیدائش ۱۲: ۱)۔ خُدا کی اعلیٰ خدمت کا اہل ہوتے یعنی اُس کے پاک احکام کا محافظ بننے کے لیے یہ لازمی امر تھا کہ ابرہام اپنے بچپن کے متعلقین سے جُدا کیا جائے۔ اس کے ناتہ داروں اور دوستوں کا اثر اُس تعلیم و تربیت میں مداخلت پیدا کرتا جو خداوند اپنے خادم کو دینا چاہتا تھا۔ اب چونکہ ابرہام خُدا سے خصُوصی طور پر تعلق رکھتا تھا، اُسے بیگانوں کے درمیان سکونت اختیار کرنا ضروری تھا۔ اُس کی سیرت کا دُنیا کے لوگوں سے مختلف اور متفرق ہونا لازمی تھا۔ وہ اپنی روش کا اِس طرح بیان نہیں کر سکتا تھا کہ اُس کے دوست اُسے سمجھیں۔ رُوحانی باتیں رُوحانی طور سے پرکھی جاتی ہیں اِس لیے اُس کے مقاصد اور اعمال کو اُس کے بُت پرست رشتے دار بھی نہ سمجھے۔

" ایمان ہی کے سبب سے ابرہام جب بُلایا گیا تو حکم مان کر اُس جگہ چلا گیا جسے میراث میں لینے والا تھا اور اگرچہ جانتا نہ تھا کہ مَیں کہاں جاتا ہوں تو بھی روانہ ہو گیا۔" (عبرانیوں ۱۱: ۸) ابرہام کی بلا حجّت اطاعت پُوری بائبل مُقدّس میں ایمان کی زبردست مثالوں میں سے ایک ہے اُس کی نگاہ میں" ایمان اُمید کی ہُوئی چیزوں کا اعتماد اور اَن دیکھی چیزوں کا ثبوت" تھا۔ (عبرانی ۱۱: ۱) الٰہی وعدے پر بھروسہ رکھتے ہُوئے جس کی تکمیل کا کوئی ظاہری ثبوت موجود نہیں تھا، اُس نے اپنے گھر، رشتے داروں اور وطن کو خیر باد کہا اور اگرچہ اُسے معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جاتا ہے تاہم خُدا کے پیچھے پیچھے چلنے کے لیے روانہ ہوا۔" ایمان ہی سے اُس نے ملکِ موعُود میں اِس طرح مسافرانہ طور پر بُود و باش کی کہ گویا غیر ملک ہے اور اضحاق اور یعقوب سمیت جو اُس کے ساتھ اُسی وعدہ کے وارث

تھے خیموں میں سکونت کی۔" (عبرانی ۱۱: ۹)

ابرہام کی آزمائش ہلکی قسم کی نہ تھی۔ جو قربانی اُس سے طلب کی گئی تھی وہ خفیف سی نہیں تھی۔ اپنے ملک، خویش و اقارب اور گھر کے ساتھ اُس کا رشتہ بہت مضبوط اور گہرا تھا۔ لیکن اُس نے بلاہٹ کا جواب دینے میں کسی طرح کا تامّل نہ کیا۔ موعودہ زمین کے متعلق اُس نے کوئی سوال نہ کیا اور نہ ہی اُس نے یہ دریافت کیا کہ آیا اُس کی زمین زرخیز اور آب و ہوا صحت افزا ہے، آیا اُس ملک کا ماحول مرغوب ہے یا نہیں، آیا دولت جمع کرنے کے مواقع وہاں حاصل ہوں گے یا نہیں۔ خُدا فرما چُکا تھا اور اُس کے خادم کا فرض تھا کہ بلاحیل وحجّت اُسے مان لے۔ دُنیا میں اب سب سے خوشگوار مقام اُس کے لیے وہی تھا جہاں خُدا چاہتا تھا کہ وہ رہے۔

ابرہام کی طرح ابھی تک بہتیروں کی آزمائش ہوتی ہے۔ وہ خُدا کی آواز آسمان سے براہِ راست تو نہیں سُنتے، لیکن وہ اُنھیں اپنے کلام اور الٰہی فضل کے وسیلے سے بُلاتا ہے۔ شاید انھیں ایسے کاروبار کو ترک کرنا پڑے جہاں ہر پہلو سے دولت اور عزت کے حصُول کا امکان تھا، یا پسندیدہ، ہم مزاج اور دل پسند رُفقا سے تعلّق قطع کرنا پڑے اور اپنے لوگوں سے علیحدہ ہونا اور ایسی راہ پر گامزن ہونا پڑے جو صرف، ایثار، صعُوبتیں اور قربانی ہی کی ہو۔ ایسوں سے خُدا خدمت کرانا چاہتا ہے، لیکن تن آسان شخص کی زندگی اور اُس کے دوست اور رشتے داروں کا اثر و رسُوخ اِن صفات میں جو اِس کام کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں مزاحم ہوگا۔ وہ اُنھیں اِنسانی اثرات اور امداد پر تکیہ کرنے کی بجائے، اِس بات کی ضرورت کا احساس دلانا چاہتا ہے کہ فقط خُدا کی مدد پر بھروسہ رکھا جائے تاکہ وہ اپنے تئیں اُن پر آشکارا کرے۔ کون تیار ہے کہ الٰہی بلاہٹ کو قبول کرے اور اپنی مرغوب تجاویز اور عام تعلّقات کو ترک کر دے؟ کون ہے جو نئے فرائض کی ادائیگی کے لیے کمر بستہ ہوگا اور نادخل یافتہ علاقہ میں خُدا کی خدمت بدل و جان سرانجام دے گا اور مسیح خُداوند کی خاطر ہر طرح کے نقصان کو نفع سمجھے گا؟ وہ شخص جو ایسا کرے گا اُس کا ایمان ابرہام کا سا ہوگا اور اُس کا تجربہ اُس کے ساتھ ہوگا جو "ازحد

بھاری اور ابدی جلال" ہے۔ (۲ کرنتھیوں ۴: ۱۷)" کیونکہ اس زمانہ کے دُکھ اس لائق نہیں کہ اُس جلال کے مقابل ہو سکیں" (رومیوں ۸ : ۱۸)

ابرہام کی آسمانی بلاہٹ سب سے پہلے اس وقت ہوئی جب وہ "کسدیوں کے اُور" میں سکونت پذیر تھا (پیدائش ۱۱ : ۳۱) اس بُلاہٹ کے جواب میں وہ حاران چلا گیا۔ اُس کے باپ کا خاندان وہاں تک اُس کے ساتھ آیا کیونکہ اپنی بت پرستی کے ساتھ اُنھوں نے سچے خُدا کی عبادت بھی جاری رکھی۔ یہاں ابرہام تارح کی وفات تک رہا۔ اُس کے باپ کی وفات کے بعد الٰہی آواز نے اُسے جانے کا حکم دیا۔ اس کا بھائی نحور اپنے گھرانے سمیت اپنے وطن اور بُت پرستی سے چپٹا رہا۔ ابرہام کی بیوی، سارہ، کے علاوہ فقط لُوط نے، جو حاران کا بیٹا تھا، (جو عرصے سے فوت ہو چُکا تھا) اس آبائی بزرگ کا مسافرت میں بھی ساتھ دیا۔ تاہم میسو پتامیہ سے ایک کافی بڑا گروہ روانہ ہوا ابرہام کے پاس پہلے ہی سے بھیڑ بکری کے گلّے بکثرت موجود تھے جو اہلِ مشرق کے مال و دولت کی علامت تھی۔ اُس کے چاروں طرف اس کے نوکروں اور خدمتگاروں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ وہ اپنے باپ کے وطن کو ہمیشہ کے لیے الوداع کہہ رہا تھا۔ لہٰذا اُس نے اپنی ساری ملکیت اپنے ساتھ لے لی "سب مال کو جو اُنھوں نے جمع کیا تھا، اور اُن آدمیوں کو جو اُن کو حاران میں مل گئے تھے، ساتھ لیا" (پیدائش ۱۲ : ۵) اِن میں بہت سے ایسے تھے جو ملازمت اور ذاتی دلچسپی کی بجائے اعلیٰ امیدوں کے سبب سے ابرہام کا ساتھ دے رہے تھے۔ حاران میں اپنی بود و باش کے دوران میں ابرہام اور سارہ نے دُوسروں کو بھی حقیقی خُدا کی عبادت اور خدمت کے لیے ترغیب دی تھی۔ یہ لوگ اِس آبائی بزرگ کے خاندان کے ساتھ مِل کر مُلکِ موعُود کی طرف چل پڑے۔" اور وہ ملکِ کنعان کو روانہ ہُوئے اور ملکِ کنعان میں آئے۔" (پیدائش ۱۲ : ۵)

وہ مقام جہاں وہ پہلے اُترے سکم تھا۔ مورہ کے بلُوط کی چھاؤں میں ایک وسیع اور کُشادہ وادی میں جہاں گھاس کے سرسبز میدان اور زیتون کے جھُنڈ اور پانی کے چشمے تھے، کوہِ عیبال اور اس کے بالمقابل گرزیم کی پہاڑیوں کے عین مرکز نے ابرہام نے

اپنے خیمے گاڑے۔ اِس خوبصورت اور سُہانے مُلک میں یہ آبائی بزرگ داخل ہوُا یعنی "پانی کی ندیوں اور ایسے چشموں اور سوتوں کا ملک ہے جو وادیوں اور پہاڑوں سے پھوٹ کر نکلتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں گیہوں اور جَو اور انگور اور انجیر کے درخت اور انار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زیتون اور شہد بھی ہے۔" (استثناء ۸: ۷، ۸) لیکن یہوواہ کے پرستار کے لیے جنگلوں سے بھرے ہُوئے پہاڑ اور پھلدار میدان پر گہری تاریکی تھی۔ "اُس وقت مُلک میں کنعانی رہتے تھے۔" ابرہام اپنی امیدوں کے ملک میں پہنچ گیا جہاں خُدا سے ناواقف قوم بسی ہوئی تھی اور ملک بُت پرستی سے بھرا ہوُا تھا۔ درختوں کے جھُنڈ میں جھُوٹے معبُودوں کے بہت سے مذبح بنائے گئے تھے اور آس پاس کی پہاڑی چوٹیوں میں اِنسان کی قُربانیاں چڑھائی جاتی تھیں۔ حالانکہ وہ خُدا کے وعدوں کا یقین کرتا رہا تو بھی اُس نے بڑی گھبراہٹ کے ساتھ خیمہ لگایا۔

"تب خُداوند نے ابرہام کو دکھائی دے کر کہا کہ یہی ملک مَیں تیری نسل کو دوں گا۔" اس کا ایمان مضبوط ہوگیا کہ خُداوند کی حضوری اُس کے ساتھ ہے اور یہ بھی کہ وہ بدکاروں کے رحم پر نہیں چھوڑا گیا۔ "اور اُس نے وہاں خُداوند کے لیے جو اُسے دکھائی دیا تھا ایک قُربان گاہ بنائی۔" (پیدائش ۱۲: ۷) جبکہ وہ ہنوز مسافر ہی تھا وہ ایک ایسے مقام تک پہنچا جو بیت ایل کے قریب تھا اور وہاں پھر قربان گاہ بنائی اور خُداوند کے نام کو یاد کیا۔

"خُدا کا دوست" ابرہام ہمارے لیے قابلِ نمونہ ہے۔ اس کی زندگی دُعائیہ زندگی تھی۔ جہاں کہیں ابرہام خیمہ کھڑا کرتا اُس کے قریب ہی وہ ایک قُربان گاہ بھی نصب کر لیا کرتا تھا اور صبح اور شام کی قُربانی کے وقت اپنی ساری خیمہ گاہ کے افراد کو جمع ہونے کی دعوت دیتا تھا۔ جب وہ اس مقام سے کُوچ کرتا تھا تو قُربان گاہ وہیں نصب رہتی۔ مابعد کے سالوں میں خانہ بدوش کنعانیوں میں سے بعض ابرہام سے تعلیم حاصل کرتے تھے اور اُن میں سے کوئی جب اِس قُربان گاہ تک پہنچتا تھا تو وہ جان لیتا تھا کہ وہاں اُس سے پیشتر ابرہام خیمہ زن رہ چُکا تھا اور جب وہ کنعانی وہاں ڈیرہ ڈال لیتا تھا تو اُس قربان گاہ کی مرمّت کر کے زندہ خُدا کی عبادت کیا کرتا تھا۔

ابرہام نے جنوب کی طرف اپنا سفر جاری رکھا اور ایک مرتبہ پھر اُس کے ایمان کی آزمائش ہوئی ۔ آسمان سے مینہ نہ برسا۔ وادیوں میں ندی نالوں کی روانی بند ہوگئی اور میدانوں کی گھاس سُوکھ گئی۔ ریوڑ اور گلّوں کے لیے چراگاہیں نہ رہیں اور تمام خیمہ گاہ کو بھُوک اور فاقہ کشی کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ کیا اِس آبائی بزرگ نے اب خُدا پر اُس کی رہنمائی کے لیے شک وشُبہ کیا؟ کیا اُس نے کسدیوں کے مَیدانوں پر اشتیاق سے نظر نہ ڈالی جہاں پیداوار بکثرت ہوتی تھی؟ جب ابرہام پر مصیبت کا طُوفان پے در پے ٹُوٹنے لگا تو سب اِس بات کے آرزومند تھے کہ ابرہام کا ردِعمل اب کیا ہوگا۔ جب تک اس کا بھروسہ مضبُوط اور قائم رہا، اُنھیں یقین تھا کہ خُدا اُس کا دوست ہے اور وہ ابھی تک اُس کی رہنمائی کر رہا تھا۔

ابرہام خُدا کی رہنمائی کی تشریح کرنے سے قاصر تھا۔ اُس کی اُمیدیں اب تک بَر نہ آئی تھیں، لیکن وہ اِستقلال سے اِس وعدہ پر کاربند تھا۔" میں تجھے برکت دُوں گا اور تیرا نام سرفراز کروں گا۔ سو تو باعثِ برکت ہو!" (پیدائش ۱۲: ۲) نہایت سرگرمی سے دُعا کرتے ہوئے وہ سوچنے لگا کہ وہ کس طرح اپنے لوگوں اور گلّے کی جان بچائے۔ لیکن وہ حالات کو اجازت نہ دیتا تھا کہ وہ اُس کے ایمان کو جو خُدا کے کلام پر تھا، متزلزل کریں۔ قحط سے بچنے کے لیے وہ ملک مصر کو روانہ ہُوا۔ اُس نے ملکِ کنعان کو ترک نہ کیا اور نہ ہی اَیسے نازک حالات میں کسدیوں کے مُلک کو، جہاں سے وہ آیا تھا لَوٹنے کا خیال کیا، جہاں خوراک کی کچھ کمی نہ تھی، لیکن اُس نے موعُودہ ملک کے قریب ہی میں عارضی پناہ گاہ ڈھونڈلی اور اِس بات کا ارادہ کیا کہ جس ملک میں خُدا نے اُسے رکھا ہے، وہاں جلد واپس لَوٹے۔

خُداوند نے اپنے الٰہی اِنتظام کے مطابق ابرہام پر یہ آزمائش آنے دی، تاکہ اُسے اطاعت، صبر اور ایمان کے اسباق سکھائے اور یہ اَسباق آنے والی نسلوں کے فائدہ کے لیے قلمبند کیے جانے کو تھے، جنھیں اسی طرح کی آزمائش میں سے گزرنا تھا۔ خُدا اپنے لوگوں کی رہنمائی اِس طریقہ سے کرتا ہے جس سے وہ واقف نہیں ہوتے، لیکن وہ

اُن کو جو اس پر بھروسہ رکھتے ہیں نہ فراموش کرتا ہے اور نہ اُن سے دست بردار ہوتا ہے۔ خُدا نے ایُّوب پر مُصیبت آنے دی، لیکن اُس نے ایُّوب کو ترک نہ کیا۔ خُدا نے پیارے شاگرد یُوحنّا کو پتمس کے تنہا جزیرہ میں جلاوطن ہونے دیا، لیکن خُدا کا بیٹا اُس پر ظاہر ہُوا اور اُس کی نگاہوں نے ابدی جلال کے نظاروں کو بکثرت دیکھا۔ خُدا اپنے لوگوں پر مُصیبتیں آنے دیتا ہے تاکہ اپنی لگاتار اطاعت اور فرمانبرداری سے وہ رُوحانی طور پر مضبُوط ہو جائیں اور اُن کا نمونہ دُوسروں کے لیے تقویّت کا باعث ہو۔ "میں تمھارے حق میں اپنے خیالات کو جانتا ہوں،" خُداوند فرماتا ہے۔ "یعنی سلامتی کے خیالات بُرائی کے نہیں۔" (یرمیاہ ۲۹: ۱۱) وُہی آزمائشیں جو ہمارے ایمان کی شدید طور پر پڑتال کرتی ہیں اور جن سے ایسے معلُوم ہوتا ہے کہ خُدا نے ہمیں ترک کر دیا ہے اُن کا مقصد ہمیں خُداوند مسیح کے قریب تر لانا ہے۔ تاکہ ہم اپنے تمام بوجھ کو اُس کے قدموں پر ڈال کر ایمان کے اُس تجربہ کو حاصل کریں جو وہ ہمیں اُس کے بدلے دے گا۔

خُدا نے ہمیشہ اپنے لوگوں کو مُصیبت کی بھٹّی میں تایا ہے۔ بھٹّی کی حرارت ہی مسیحی چال چلن کے سونے میں سے میل کچیل دُور کر سکتی ہے۔ ہمارا خُداوند مسیح اِس اِمتحان کو بغور دیکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بیش قیمت دھات کو پاک وصاف کرنے کے لیے کس چیز کی ضرُورت ہے، تاکہ اُس میں سے اُس کی محبّت کی چمک مُنعکس ہو سکے۔ خُدا اپنے خادموں کی تربیت سخت اور جانچنے والی آزمائشوں سے کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ بعضوں میں ایسی قوّتیں ہیں جو اُس کے کام کی ترقّی میں استعمال ہو سکتی ہیں اور وہ اِن لوگوں پر آزمائش آنے دیتا ہے اور اپنے الٰہی انتظام کے مطابق وہ اُن کو ایسی مُشکلات میں پڑنے دیتا ہے جو اُن کے چال چلن کو پرکھتی اور اُن کے نقائص اور کمزوریوں کو جو اُن کے علم سے پوشیدہ ہیں، اُن پر ظاہر کر دیتی ہیں۔ وہ اُنھیں اپنے نقائص کو درست کرنے اور اپنی خدمت کے لیے تیار ہونے کا موقع بخشتا ہے۔ وہ ان کی اپنی کمزوریاں اُن پر آشکارا کرتا ہے اور اُنھیں یہ تعلیم سکھاتا ہے کہ وہ اِس پر اِنحصار رکھیں۔ کیونکہ فقط وُہی اُن کی مدد اور پناہ گاہ ہے۔ اِس طرح سے اُس کا مقصد پُورا ہو جاتا ہے۔

اُنھیں تعلیم و تربیت اور تادیب دی جاتی ہے اور تیار کیا جاتا ہے تاکہ اِس عظیم مقصد کو پُورا کریں جس کے لیے ان کو یہ قواء بخشی گئی تھیں۔ جب خُدا اُن کو کسی خاص کام کے لیے بُلاتا ہے تو وہ تیّار پائے جاتے ہیں اور آسمانی فرشتے اِس کام کو اس دُنیا میں سرانجام دینے کے لیے اُن کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔

مصر میں عارضی رہائش رکھتے ہُوئے ابرہام نے اِس بات کا ثبوت دیا کہ وہ اِنسانی کمزوریوں اور خامیوں سے مبّرا نہیں تھا۔ اِس حقیقت کو پوشیدہ رکھنے سے کہ سارہ اس کی بیوی ہے اُس نے الہٰی حفاظت پر بھروسہ نہ کیا اور اُس اعلیٰ ایمان اور دلیری میں کمزوری کا ثبُوت دیا جو اکثر اس کی زندگی میں نہایت اعلیٰ طریقہ سے ظاہر ہوا کرتی تھیں۔ "سارہ دیکھنے میں خُوبصورت عورت تھی (پیدائش ۱۲:۱۱) اور ابرہام کو ذرا بھی شک نہ ہُوا کہ سانولے مِصری اُس کی خُوبصورت اجنبی عورت کا لالچ نہیں کریں گے اور اُسے حاصل کرنے کے لیے وہ اُس کے خاوند کو قتل کرنے میں ذرا بھی تامّل نہیں کریں گے۔ اُس نے اپنے دل میں سوچا کہ سارہ کو اپنی بہن ظاہر کرنے میں وہ جھُوٹ بولنے کا مُجرم نہ تھا کیونکہ وہ اُس کے باپ کی بیٹی تو تھی اگرچہ اُس کی ماں کی بیٹی نہ تھی۔ لیکن اِس حقیقی رشتہ کو چھُپانا دھوکا تھا۔ کامل صداقت سے ذرا سا انحراف خُداوند کی نظر میں ناپسندیدہ ہے۔ ابرہام کے اِیمان کے نہ ہونے کے سبب سے سارہ بہت خطرہ میں پڑ گئی۔ شاہِ مصر نے اُس کی خوبصُورتی کی خبر پا کر اُسے اپنے محل میں بُلوا لیا تاکہ اُسے اپنی بیوی بنا لے لیکن خُداوند نے شاہی گھرانے پر آفات نازل کر کے سارہ کی حفاظت کی۔ اِس طریقہ سے اُس بادشاہ پر اِس معاملے کی یہ حقیقت کھُلی اور اِس دھوکے کی وجہ سے جو اُس سے کیا گیا تھا غضبناک ہو کر اُس نے ابرہام کو ملامت کی اور اُس کی بیوی کو یہ کہہ کر واپس کیا۔ "تُو نے مجھ سے یہ کیا کیا؟ ...... تُو نے یہ کیوں کہا کہ وہ میری بہن ہے؟ اِسی لیے مَیں نے اُسے لیا کہ وہ میری بیوی بنے۔ سو دیکھ تیری بیوی حاضر ہے۔ اس کو لے اور چلا جا۔" (پیدائش ۱۲: ۱۸، ۱۹)

بادشاہ کی نظروں میں ابرہام کی بڑی قدر تھی۔ اَب بھی شاہِ مصر نے اُسے اور اُس کے

رُفقا کو کوئی گزند نہ پہنچنے دیا بلکہ اپنے ایک محافظ دستے کو حکم دیا کہ سلامتی سے اُنھیں اُس کی حدُود سے باہر چھوڑ آئیں۔ اُس زمانہ میں مصریوں کے لیے دیگر اقوام کے گلّہ بانوں کے ساتھ کھانا پینا یا رفاقت رکھنا منع تھا۔ فرعون نے ابرہام کو مہربانی اور فیاضدلی ظاہر کرتے ہُوئے رُخصت کیا۔ لیکن اُس نے اُسے مصر کو چھوڑ دینے کا حُکم دیا کیونکہ وہ ابرہام کی مصر میں رہائش سے خائف تھا۔ وہ نادانستہ اُسے سخت نقصان پہنچانے کو تھا لیکن خُداوند نے مداخلت کی اور اُس حاکم کو اتنا بڑا گُناہ کرنے سے باز رکھا۔ فرعون نے یہ معلوم کیا کہ آسمان کا خُدا اِس اجنبی کی تعظیم کرتا ہے اور وہ ایسے شخص کو جسے عیاں طور پر خُدا کی اِس قدر مقبُولیت حاصل تھی، اپنی حدُود میں رکھنے سے ڈرتا تھا۔ اگر ابرہام مصر میں رہتا تو اُس کی دولت اور عزّت کی فراوانی شاید مصریوں میں حسد یا لالچ کو تحریک دیتی اور اُسے ایسا نقصان پہنچ سکتا تھا جس کی ذمّہ داری بادشاہ پر عائد ہوتی اور جس سے شاہی گھرانے پر پھر آفات نازل ہوتیں۔

فرعون کی یہ تنبیہ غیر اقوام کے ساتھ بعد کے میل جول رکھنے میں ابرہام کے لیے حفاظت کا باعث ثابت ہوئی کیونکہ یہ معاملہ پوشیدہ نہ رہ سکتا تھا، اور یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ وہ خُدا جس کی ابرہام عبادت کرتا تھا، اپنے خادم کی حفاظت کرے گا اور اگر کوئی اُسے نقصان پُہنچائے تو خُدا اُس سے بدلہ لے گا۔ آسمان کے بادشاہ کے فرزندوں میں سے کسی کو نُقصان پُہنچانا ایک خطرناک بات ہے۔ زبُور نویس ابرہام کے اس تجربہ کا حوالہ دیتے ہُوئے خُدا کے برگزیدہ لوگوں کے متعلّق یہ کہتا ہے۔ کہ "اُن کی خاطر اُس نے بادشاہوں کو دھمکایا اور کہا کہ میرے ممسُوحوں کو ہاتھ نہ لگاؤ اور میرے نبیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤ۔" (زبور ۱۰۵: ۱۴، ۱۵ آیت) ابرہام کے ملکِ مصر میں اِس تجربے اور صدیوں بعد اُس کی اولاد کے تجربہ میں ایک دلچسپ مُطابقت پائی جاتی ہے۔ دونوں ملک مصر میں قحط کے سبب سے گئے اور دونوں نے وہاں عارضی طور پر رہائش اختیار کی۔ اُن کی خاطر آسمان سے آفتیں نازل ہوئیں اور مصریوں پر اُنکا خوف غالب رہا اور اپنے مخالفوں کی دولت سے مالامال ہو کر وہ مصر سے نکلے۔

ابرہام کنعان میں

جب ابرہام ملکِ کنعان کو لوٹا تو اُس کے پاس "چوپایے اور سونا چاندی بکثرت تھا"۔ لوط اب تک اُس کے ساتھ تھا۔ اور وہ پھر بیت ایل کو آئے اور اُس قربان گاہ کے قریب خیمہ زن ہو گئے جو اُنھوں نے قبل ازیں بنائی تھی۔ اُنھوں نے فوراً یہ معلوم کیا کہ مال کی کثرت سے اُن کی تکلیفوں میں بھی اضافہ ہُوا ہے۔ تکلیفوں اور مُصیبتوں کے ہوتے ہوئے بھی ان میں یگانگت پائی جاتی تھی۔ لیکن مال کی کثرت سے اُن میں جھگڑے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ دونوں کے مویشیوں اور گلّوں کے لیے وہاں کی چراگاہیں ناکافی ثابت ہوئیں اور اُن کے چوپایوں میں اکثر جھگڑا پیدا ہونے لگا جو آخر کار فیصلہ کے لیے اُن کے آقاؤں تک جا پہنچا اور یہ ضروری ہؤا کہ وہ ایک دُوسرے سے علیحدہ ہو جائیں۔ ابرہام لُوط سے عمر، رشتے، دولت اور مرتبے میں بڑا تھا۔ تاہم صُلح و امن کو قائم رکھنے کی غرض سے اُس نے پہلے قدم اُٹھایا حالانکہ خُدا نے اُسے ساری زمین دینے کا وعدہ کیا تھا تو بھی وہ بڑے اَخلاق سے اِس حق سے دستبردار رہا۔ تب ابرہام نے لُوط سے کہا "کہ میرے اور تیرے درمیان اور میرے چرواہوں اور تیرے چرواہوں کے درمیان جھگڑا نہ ہؤا کرے۔ کیونکہ ہم بھائی ہیں۔ کیا یہ سارا ملک تیرے سامنے نہیں، سو تو مجھ سے الگ ہو جا۔ اگر تو بائیں جائے تو میں دہنے جاؤنگا اور اگر تو دہنے جائے تو میں بائیں جاؤں گا۔" (پیدائش ۱۳: ۸ و ۹ آیات)

اس جگہ ابرہام کی شرافت اور بے لوث رُوح کا ثبوت ملتا ہے۔ کتنے ہیں جو اسی قسم کے حالات میں اپنے ذاتی حقوق پر تُلے رہیں گے چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو! کتنے ہی خاندانوں میں اِس طریقے سے پھُوٹ پڑ گئی ہے! کتنی ہی کلیسائیں مُنقسم ہو چکی ہیں جن کے باعث سچائی کی تحقیر ہوتی ہے اور شریر اُس پر ملامت کرتے ہیں۔

ابرہام نے کہا۔" میرے اور تیرے درمیان جھگڑا نہ ہُوا کرے کیونکہ ہم بھائی ہیں " نہ صرف قُدرتی رشتہ داری کے لحاظ سے بلکہ سچّے خُدا کے پرستار ہونے کی وجہ سے بھی۔ خُدا کے فرزند تمام دُنیا میں ایک ہی خاندان میں شامل ہیں اور ان میں اِسی قسم کی محبّت اور یگانگت پائی جانی چاہیئے۔ "برادرانہ محبّت سے آپس میں ایک دُوسرے کو پیار کرو۔ عزّت کی رُوح سے ایک دُوسرے کو بہتر سمجھو۔" یہ ہمارے نجات دہندہ کی تعلیم ہے۔ سب کے ساتھ اخلاق سے پیش آنے اور دُوسروں کے ساتھ وہی سلوک روا رکھنے سے جو ہم چاہتے ہیں کہ ہم سے روا رکھا جائے زندگی کی آدھی دقتیں رفع ہو جاتی ہیں۔ خود پروری کی رُوح شیطان کی طرف سے ہے لیکن جس دل میں مسیح کی محبّت کی قدر کی جاتی ہے اُس میں اُسی محبّت کا وجُود ملتا ہے جو اپنی بہتری نہیں چاہتی۔ اِس قسم کے لوگ فلپیوں ۲ : ۴ کے حکم پر عمل کریں گے کہ " ہر ایک اپنے ہی احوال پر نہیں بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے۔"

اگرچہ لُوط کی اقبال مندی اور سرفرازی ابرہام سے تعلّق رکھنے ہی کی وجہ سے تھی، تاہم اُس نے اپنے مربّی کا کچھ احسان نہ مانا۔ اخلاق اور ادب کا یہ تقاضا تھا کہ وہ ابرہام کو پہلے انتخاب کا موقع دیتا۔ لیکن اس کے برعکس اُس نے خُود غرضی سے اس انتخاب کا پُورا پُورا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی۔ اُس نے " آنکھ اُٹھا کر یردن کی ساری ترائی پر، جو ضُغر کی طرف نظر دوڑائی کیونکہ وہ ..... خُداوند کے باغ اور مصر کے ملک کی مانند خُوب سیراب تھی۔" (پیدائش ۱۳ : ۱۰-۱۳) تمام فلسطین میں سب سے زرخیز علاقہ یردن کی وادی تھی جو گم گشتہ فردوس کی یاد تازہ کرتی تھی اور جو خُوبصورتی اور پیداوار کے لحاظ سے نیل سے سیراب ہونے والے میدانوں کے مُشابہ تھی، جن کو وہ تھوڑا عرصہ پہلے چھوڑ کر آئے تھے۔ وہاں شہر بھی تھے جو دولت اور خُوبصورتی میں بے نظیر تھے اور جن کے گُنجان آباد بازاروں میں بہت سا نفع بخش کاروبار ہو سکتا تھا۔ دُنیوی نفع کی ہوس سے متاثر ہو کر لُوط نے اُس اخلاقی اور رُوحانی پستی کو نظر انداز کر دیا جو وہاں بکثرت پائی جاتی تھی۔ اس میدان کے لوگ

"خُداوند کی نظر میں نہایت گنہگار اور بدکار ہے۔" لیکن وہ اس سے بے خبر تھا یا نہیں تھا اس کا کچھ مضائقہ نہیں۔ اُس نے "یردن کی ساری ترائی کو اپنے لیے چُن لیا۔ اور "سدُوم کی طرف اپنا ڈیرا لگایا۔ اُس کو کیا خبر تھی کہ اِس خود غرضانہ اِنتخاب کا کیا نتیجہ ہوگا!

لُوط کے ابرہام سے جُدا ہو جانے کے بعد خُدا نے پھر سے سارے ملک کا وعدہ کیا۔ اس کے فوراً بعد وہ حبرون میں جاکر رہنے لگا اور ممرے کے بلوطوں میں اس نے اپنا ڈیرا لگایا اور وہاں خُداوند کے لیے ایک قُربان گاہ بنائی۔ اِن بلند میدانوں کی صاف اور کھُلی فضا میں، جس میں زیتون کے جھُنڈ، تاکستان اور لہلہاتے کھیت تھے اور جہاں پہاڑوں کی ہری ہری اور وسیع چراگاہیں تھیں، اُس نے رہائش اِختیار کی اور اپنی سادہ اور بزرگانہ زندگی بسر کرنے پر مُطمئن رہا، اور لُوط کو سدُوم کی وادی کی خطرناک عیش و عشرت میں چھوڑ دیا۔

گرد و نواح کی اقوام، ابرہام کو ایک زبردست شہزادے اور ایک عاقل اور قابل سردار کی حیثیت میں معزز سمجھتے تھے۔ اُس نے اپنی ہمسایہ اقوام سے اپنے اثر و رسُوخ کو باز نہ رکھا۔ اُن اقوام کے درمیان جو بُت پرست تھیں، اُس کی زندگی اور چال چلن نے حقیقی اِیمان کے ظاہر کرنے میں ایک گہرا اثر ڈالا۔ خُدا کے ساتھ رفاقت رکھنے میں اُس نے ذرا بھی لغزش نہ کھائی اور اُس کے احترام اور احسانمندی کے سبب سے وہ اُس پر بھروسہ رکھتے اور اس سے دوستانہ تعلّق کے خواہاں تھے اور اُس کی بے ریا عظمت کے باعث سب لوگ اُس کی عزّت اور تعظیم کرتے تھے۔

اُس کا مذہب قیمتی خزانہ کی طرح نہایت اِحتیاط سے پوشیدہ نہیں رکھا گیا تھا کہ اُس سے فقط اُس کا مالک ہی لُطف اندوز ہو سکے۔ حقیقی مذہب کو پوشیدہ نہیں رکھا جا سکتا کیونکہ اِس قسم کی رُوح نجات کی خوشخبری کے اصُولوں کے خلاف ہے۔ جب مسیح خُداوند دل میں سکُونت رکھتا ہو تو یہ ناممکن ہے کہ اس کی حضُوری کی روشنی کو چھُپایا جا سکے یا اِس روشنی کو مدّھم کیا جا سکے۔ اِس کے برعکس وہ روشنی روز بروز بڑھتی جائے گی جبکہ آفتابِ صداقت کی چمکدار شعاعیں، خود غرضی اور گناہ کی تاریکی کو

کافور کر دیتی ہیں جس میں ہماری رُوح گھری ہوئی ہے۔
خُدا کے لوگ اس دُنیا میں اُس کے نمائندہ ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ اس تاریک دُنیا میں روشنی بن کر چمکیں۔ تمام مُلکوں، شہروں، قصبوں اور گاؤں میں وہ خُدا کے گواہ ہیں اور اس بے دین دُنیا میں جس پر وہ اپنی مرضی اور فضل کے عجائب دکھانا چاہتا ہے وہ اُس کی برکتوں کو دُوسروں تک پہنچانے کے ذرائع ہیں۔ اُس کی تجویز یہ ہے کہ وہ سب جو اُس کی بڑی نجات کے حِصّے دار بن جاتے ہیں، اُس کے لیے کارندے بن جائیں۔ مسیحی کی پاکیزگی وہ معیار ہے جس سے غیر مسیحی نجات کی خوشخبری کی صداقت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ وہ مُشکلات جن کو صبر سے برداشت کیا جاتے، وہ برکات جو شکرگزاری سے قبول کی جائیں، حلیمی، مہربانی، رحم اور محبّت جو متواتر ہمارے چال چلن سے ظاہر ہوں، یہی وہ روشنی ہے جو لگاتار ہماری زندگی سے دُنیا کے سامنے چمکتی ہے اور جو تاریکی کے مقابلہ میں خود غرضی اور جسمانی نیّت کو ظاہر کرتی ہے نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے۔
ایمان میں قوی، سخاوت میں فیّاض، فرمانبرداری میں ثابت قدم اور اپنی مُسافرت کی زندگی میں حلیم اور سادہ ہونے کے علاوہ ابرہام حددرجہ کا موقع شناس اور دلیر اور مشّاق ماہرِ جنگ بھی تھا۔ حالانکہ وہ ایک نئے مذہب کا اُستاد ہونے کے سبب سے مشہُور تھا تاہم شاہی خاندان کے تین بھائیوں نے جو امُوریوں کے میدانوں میں فرمانروا تھے، جہاں ابرہام نے بھی سکونت اِختیار کی ہُوئی تھی اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہُوئے اُسے صُلح اور امن کے عہد و پیمان میں شامل ہونے کی دعوت دی کیونکہ وہ ملک ظلم و ستم سے بھرا ہُوا تھا۔ بہت جلد ایک واقعہ رُونما ہُوا جس میں وہ اِس عہد و پیمان سے فائدہ اُٹھا سکتا تھا۔
عیلام کے بادشاہ کدرلاعمر نے چودہ سال پہلے ملکِ کنعان پر حملہ کر کے اُسے اپنا باجگذار بنا لیا تھا۔ کئی ایک بادشاہوں نے مُتحد ہو کر اُس سے سرکشی کی اور عیلام کے بادشاہ نے چار اور بادشاہوں کی حمایت لے کر ایک دفعہ پھر اُن پر حملہ کر دیا تاکہ اُنھیں پھر اپنا مطیع بنا لے۔ مُلکِ کنعان کے پانچ بادشاہوں نے آپس میں ایکا

کر کے سدیم کی وادی میں حملہ آوروں کو روکا لیکن شکست فاش کھائی۔ اُن کے لشکر کا بہت بڑا حصّہ تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہُوا اور جو باقی بچے وہ اپنی جان بچانے کو پہاڑوں میں بھاگ گئے۔ فاتح میدان کے تمام شہروں کو لُوٹ کر بہت سا مالِ غنیمت اور بہت سے لوگوں کو اسیر کر کے چل دیئے جن میں لُوطؔ اور اس کا خاندان بھی شامل تھا۔

ابرہامؔ اِطمینان کے ساتھ ممرےؔ کے بلُوطوں میں رہتا تھا جب ایک نے جو بچ گیا تھا جا کر اُسے جنگ کی اور جو کچھ اس کے بھتیجے پر گزرا تھا اُس کی خبر دی۔ اس نے لُوطؔ کی ناشکری کو قطعاً یاد نہ رکھا تھا۔ اُس کے لیے اُس کی محبّت نے جوش مارا اور اُس نے تہیّہ کیا کہ میں اُسے چھُڑاؤں گا۔ اِس لیے سب سے پہلے الٰہی مشورہ کر کے اُس نے جنگ کی تیاری مکمل کی۔ اُس نے اپنے ہی خانہ زادوں میں سے تین سو اٹھارہ مشّاق خدمت گزاروں کو بُلایا، جو خُدا کے خَوف کے تحت اپنے آقا کی خدمت کرتے ہُوئے لڑائی کے اَوزاروں کو استعمال کرنا سیکھ چُکے تھے۔ اُس کے اتّحادی یعنی ممرےؔ، اسکالؔ اور عانیرؔ نے اُس کا ساتھ دیا اور وہ باہم مل کر حملہ آوروں کا تعاقب کرنے نکلے۔ عیلامیؔ اپنے اتّحادیوں سمیت دانؔ میں ڈیرے ڈال کر کنعانؔ کی شمالی حدُود پر اپنی فتح کے شادیانے بجا رہے تھے۔ انھیں اپنے شکست خوردہ دشمنوں کا کچھ خَوف وہراس باقی نہ تھا۔ وہ اپنی فتح کے نشہ میں چُور ہو کر شراب خوری میں مُبتلا تھے۔ خُدا کے اِس بزرگ نے اپنی فوجوں کو اِس طریقہ سے مُنقسم کیا کہ یک وقت مُختلف اطراف سے اُن پر حملہ کیا جا سکے۔ چنانچہ رات کے وقت اُس نے اُن کی خیمہ گاہ پر دھاوا بول دیا۔ یہ حملہ اتنا پُرزور اور غیر متوقّع تھا کہ اس سے فوراً فتح نے اُس کے قدم چُومے۔ عیلامؔ کا بادشاہ وہیں قتل کر دیا گیا اور اُس کی بدحواس افواج کا بالکل صفایا کیا گیا۔ وہ لُوطؔ، اُس کی بیوی، تمام قیدی اور مال واپس پھیر لائے اور اِن فاتح لوگوں کو بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ خُدا کے زیرِ سایہ یہ فتح ابرہامؔ کا حق تھا۔ یہوواہ کا یہ پرستار نہ صرف مُلک کا سچّا خادم ثابت ہُوا بلکہ وہ مردِ میدان بھی ثابت ہُوا۔ اُس

نے دکھا دیا کہ راست بازی کا مطلب بزدلی نہیں بلکہ یہ کہ ابرہام کا مذہب، حق اور مظلوم کے لیے سپر کی مانند ہے۔ وُہ بہادری کے اِس کارنامے کی بدولت قُرب و جوار کے قبائل میں بہت صاحبِ اثر مانا جانے لگا۔ اُس کے لَوٹتے وقت سدوم کا بادشاہ اپنے جلوداروں کے گروہ کے ساتھ اُس کی فتح کے اِحترام کے لیے اُس کے استقبال کو آیا۔ اُس نے ابرہام کو سارا مال لے لینے کی اِجازت دی اور منّت کی کہ میرے قیدیوں کو مجھے لَوٹا دے۔ جنگ کے اصُول کے تحت لُوٹ کا سارا مال فاتح شخص کا ہوتا ہے، لیکن چونکہ ابرہام نے یہ حملہ کسی نفع کی خاطر نہیں کیا تھا اِس لیے اُس نے بدنصیب کی بدنصیبی سے فائدہ اُٹھانے سے اِنکار کر دیا اور فقط اتنی ہی بات پر اِکتفا کیا کہ میرے اتحادیوں کو لُوٹ کا وہ حِصّہ دیا جائے جس کے وہ مُستحق ہے۔

بہت تھوڑے اشخاص، اِس قسم کی آزمائش میں پڑ کر، ابرہام کی سی شرافت کا اظہار کر سکتے ہیں اور لُوٹ مار کے مال پر قبضہ جمانے کی آزمائش پر غالب آ سکتے ہیں۔ اُس کی زندگی کی یہ مثال خود پروری اور محض روپے پیسے کے حُصُول کے خیالِ بد پر ایک زبردست اور کاری ضرب لگا کر درسِ تادیب پیش کرتی ہے۔ ابرہام نے انصاف اور بنی نوعِ اِنسان کے تقاضوں کا صحیح صحیح اِحترام کیا۔ اُس کی سیرت اِس الہامی مقولہ کی وضاحت کرتی ہے کہ "اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبّت کر" (احبار ۱۹ : ۱۸) "پر ابرہام نے .... کہا، میں نے خُداوند خُدا تعالیٰ آسمان اور زمین کے مالک کی قسم کھائی ہے کہ مَیں نہ تو کوئی دھاگا، نہ جُوتی کا تسمہ، نہ نیزی اور کوئی چیز لُوں تاکہ تو یہ نہ کہہ سکے کہ مَیں نے ابرہام کو دولت مند بنا دیا" (پیدائش ۱۴ : ۱۷–۲۴) اُس نے اُنھیں یہ سوچنے کا موقع تک نہ دیا کہ لڑائی میں شامل ہونے کی عِلّتِ غائی فقط نفع تھی یا یہ کہ اس کی خوشحالی کسی طرح سے ان کے انعام و اکرام یا مراعات پر مبنی تھی۔ خُدا نے ابرہام سے برکت دینے کا وعدہ کیا تھا اس لیے ساری عظمت اور بزرگی فقط اسی کو زیبا ہے۔

ایک اَور جو اِس فاتح آبائی بزرگ کے استقبال کو آیا وہ ملکِ صِدق سالم کا بادشاہ

تھا جو روٹی اور مے ساتھ لایا تاکہ اُس کی فوج کو تازگی حاصل ہو۔" خُدا تعالیٰ کے کاہن کی حیثیت سے" اُس نے ہاتھ اُٹھا کر ابرؔہام کو برکت دی اور خُدا کا شکر یہ ادا کیا جس نے اپنے بندے کے وسیلے سے اِتنی بڑی بھاری فتح دکھائی تھی۔" تب ابرؔہام نے سب چیزوں کا دسواں حصہ اُس کو دیا۔"

اِس واقعہ کے بعد ابرؔہام بڑی شادمانی کے ساتھ اپنے ڈیرے اور ریوڑوں کی طرف روانہ ہؤا لیکن اُس کی حالت اِن پریشان کُن حالات کی وجہ سے بہت بے قرار تھی۔ اب تک وہ صُلح جُو تھا اور اس کی ہر ممکن کوشش یہی تھی کہ بُغض وعناد اور جنگ و جَدَل سے پرہیز کرے اِس لیے قتل و غارت کے اُس منظر کا خیال کر کے جسے اُس نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا تھا وہ بہت آزردہ خاطر ہونے لگا۔ وہ اقوام جن کی فوجوں کو اُس نے رگیدا تھا بلاشک وشُبہ ملکِ کنعاؔن پر حملہ کی تیاریاں کر رہی تھیں اور ابرؔہام سے اِنتقام لینے پر تُلی ہُوئی تھیں۔ اِن قومی جھگڑوں میں پڑ کر اُس کی زندگی کے امن و چین میں فتور پڑنے کا اِمکان تھا۔ نیز وہ اِس بات سے بھی افسُردہ تھا کہ ملکِ کنعاؔن پر ہنوز میرا قبضہ نہیں ہے اور نہ ہی میرا کوئی ایسا وارث ہے جس کے ساتھ خُدا اپنے وعدے کو پُورا کرے گا۔

رات کو رؤیا میں اُس نے الٰہی آواز کو پھر سے سُنا۔" اے ابرؔہام! تو مت ڈر۔" شہزادوں کے شہزادے نے اُس کی ڈھارس اِن الفاظ میں باندھی" مَیں تیری سپر اور تیرا بہت بڑا اجر ہوں۔" لیکن اِن باتوں کے باوجُود اُس کا دماغ ان ساری بدشگونیوں کے باعث بہت ہی پریشان تھا اور وہ اس بات سے بہت حیران تھا کہ مَیں پہلے کی طرح کیوں خُدا کے وعدہ کو بلا حیل وحُجّت قبول نہیں کرسکتا۔ اپنی پریشانی میں اُس نے خُدا سے دُعا کی کہ اس وعدہ کی تکمیل کا مجھے کوئی ٹھوس ثبوت ملے۔ لیکن تا وقتیکہ اُس کے ہاں کوئی فرزند پیدا نہ ہو اس عہد کے وعدہ پر ایمان لانا کس قدر مُشکل کام تھا! " تو مجھے کیا دے گا؟ کیونکہ مَیں تو بے اولاد جاتا ہوں۔" " دیکھ میرا خانہ زاد میرا وارث ہوگا۔" (پیدائش ۱۵: ۱-۵) اُس نے ارادہ کیا کہ اپنے وفادار خادم کو اپنے گھر کا مختار بنائے اور اُسے اپنا

بے پالک بیٹا بنا کر اپنے گھر کی ہر چیز کا وارث بنا دے۔ لیکن اُسے پھر یقین دِلایا گیا کہ تیرا بیٹا ہی جو تیرے صُلب سے پیدا ہو گا تیرا وارث ہو گا۔ تب خداوند نے اُسے خیمہ سے باہر نکلنے کے لیے کہا اور اُسے کہا اب اُوپر نگاہ کر اور آسمان کے بے شمار چمکتے ہُوئے ستاروں کو دیکھ۔ جب اُس نے ایسا کیا تو خُدا کا یہ فرمان اُس پر نازل ہُوا۔ "تیری اَولاد ایسی ہی ہو گی۔" "ابرہام خُدا پر ایمان لایا اور یہ اُس کے لیے راستبازی گِنا گیا۔" (رومیوں ۴:۳)

یہ آبائی بزرگ ہنوز کسی ایسے ظاہری ثبوت کا متمنّی تھا جو اُس کے ایمان کی اِستحکامت کا موجب ہو سکے اور جس سے اُس کی آنے والی پُشتوں کو بھی یہ ثبوت ہو کہ اُن کے لیے خُدا کے پُرفضل مقاصد پایۂ تکمیل کو پُہنچیں گے۔ تب خُدا نے اپنے خادم سے عہد کرنے کے لیے کرم فرمائی کی۔ اور اُس وقت کے دستُور کے مطابق اِس سنجیدہ عہد و پیمان کی توثیق کے لیے اُس نے ہر شرط کو پُورا کیا۔ الٰہی فرمان کے بموجب ابرہام نے تین برس کی ایک بچھیا اور تین برس کی ایک بکری اور تین برس کا ایک مینڈھا لیا اور اُن سبھوں کو بیچ سے دو دو ٹکڑے کیا اور ہر ٹکڑے کو ایک دُوسرے کے بالمقابل رکھا۔ اِن کے ساتھ اُس نے ایک قُمری اور ایک کبُوتر کا بچّہ بھی لیا مگر اُن کے ٹکڑے نہ کیے۔ اس کے بعد قُربانی کے ان ٹکڑوں کے بیچ میں سے ابرہام بڑے اِحترام کے ساتھ گزرا اور اُس نے خُداوند کے ساتھ دائمی اطاعت کا عہد و پیمان باندھا۔ بڑی خبر گیری اور سرگرمی سے ابرہام ان جانوروں کی لاشوں کے پاس کھڑا رہا تاوقتیکہ سُورج غروب نہ ہُوا تاکہ اُنھیں شکاری پرندوں سے بچا سکے جو اُن پر جھپٹ رہے تھے۔ سُورج ڈوبتے وقت ابرہام پہ گہری نیند غالب ہوئی، اور "دیکھو ایک بڑی ہَولناک تاریکی اس پر چھا گئی۔" (پیدائش ۱۵: ۷-۱۸) تب خُدا ابرہام سے ہمکلام ہُوا اور اسے کہا کہ تو ملکِ موعُودہ کے قبضہ کا فوری طور پہ خیال نہ کر اور خُدا نے ابرہام پر واضح کیا کہ ملکِ کنعان پر قابض ہونے سے پیشتر اُس کی اَولاد کو بہت سے دُکھ سہنے ہوں گے۔ یہاں خُدا نے بنی نوعِ انسان کی نجات کے عظیم منصوبہ کا جو یسُوع

مسیح کی موت میں پنہاں ہے انکشاف کیا اور اُس کی عظیم قربانی اور اُس کی آمدِ ثانی کی طرف اشارہ کیا۔ ابرہام نے رویا میں یہ بھی دیکھا کہ کس طرح سے یہی زمین باغِ عدن کی سی خوبصورتی کو از سرِ نو حاصل کرے گی تاکہ دائمی قبضہ کے لیے وہ اُس کی ملکیت ہو جس سے خُدا کے وعدہ کی آخری اور مکمّل تکمیل ہو گی۔

خُدا اور اِنسانوں کے مابین اِس عہد و پیمان کی ضمانت کی خاطر ایک تنور جس میں سے دُھواں اُٹھتا تھا اور ایک جلتی ہوئی مشعل جو خُدا کی حضوری کی علامتیں ہیں، اُن ٹکڑوں کے بیچ میں سے ہو کر گزری اور اُنھیں بھسم کر گئی۔ ابرہام نے پھر ایک آواز سُنی جس نے اس بات کا یقین دلایا کہ ملکِ کنعان کی سرزمین "دریائے مصر سے لے کر اُس بڑے دریا یعنی دریائے فرات تک" تیری اولاد کو بخشش کے طور پر دی گئی۔

جب ابرہام کو ملکِ کنعان میں بُود و باش کرتے ہُوئے عنقریب پچیس برس ہو گئے تو خُدا پھر اُس پر ظاہر ہوُا اور اُس نے ابرہام سے یُوں کہا: "مَیں خُدائے قادر ہوں تو میرے حضُور میں چل اور کامل ہو" (پیدائش ۱۷: ۱-۱۶) تب ابرہام سرنگوں ہو گیا اور خُدا نے اُسے ہمکلام ہو کر فرمایا "کہ دیکھ میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تُو بہت قوموں کا باپ ہو گا۔" اور اس عہد کی تکمیل کی یادگار کے طور پر اُس کا نام ابرام سے تبدیل ہو کر ابرہام ہوُا جس سے مُراد "بہت سی قوموں کا باپ" ہے۔ ساری کا نام سارہ ہو گا جس کا مطلب "شہزادی" ہے کیونکہ "قومیں اُس کی نسل سے ہوں گی اور عالم کے بادشاہ اُس سے پیدا ہوں گے۔"

اِس وقت ختنہ کی رسم ابرہام پر ظاہر کی گئی تاکہ "اُس ایمان کی راستبازی پر مُہر ہو جائے جو اُسے نامختونی کی حالت میں حاصل تھا" (رومیوں ۴: ۱۱) یہ رسم اُس آبائی بزرگ اور اُس کی آنے والی نسلوں کے ذریعہ سے پُشت در پُشت منائی جانے کو تھی اور یہ اِس بات کا اظہار تھا کہ وہ خُدا کی خدمت کے لیے مخصوص کیے گئے اور بُت پرستوں سے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں، اور یہ کہ خُدا نے اُنھیں چُن لیا ہے کہ وہ اُس کے لیے ایک خاص خزانہ ہوں۔ اس رسم کے وسیلے سے اُنھوں نے اس بات کا

عہد کیا تھا کہ وہ تمام شرائط کو پُورا کریں گے جو اس عہد سے متعلق تھیں جو خُدا اور ابرہام کے درمیان باندھا گیا تھا۔ اب اُنھیں بُت پرستوں کے ساتھ شادی نہیں کرنا تھا کیونکہ ایسا کرنے سے اُن کے دِلوں سے پاک شریعت اور خُدا کی بے حُرمتی اور اِس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ غیر اقوام کی بُری رسموں میں شامل و شریک ہو کر بُت پرستی نہ کرنے لگ جائیں۔

خُدا نے ابرہام کو بہت عزّت بخشی۔ آسمان کے فرشتے اُس کے ساتھ اِس طرح رہتے اور گفتگو کرتے تھے جیسے دوست دوست سے کرتا ہے۔ جب سدُوم کی تباہی نزدیک تھی اور خُدا کا غضب نازل ہونے کو تھا تو یہ حقیقت اس سے پوشیدہ نہ رکھی گئی اور وہ گنہگاروں کے لیے خُدا کے حضُور شفاعت کرنے والا بن گیا۔ فرشتوں کے ساتھ ابرہام کی مُلاقات ہمارے لیے مہمان نوازی کی ایک عُمدہ مثال ہے۔

گرمی کے ایام میں دوپہر کے وقت خُدا کا یہ آبائی بزرگ اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھا ہوا نہایت ہی پُرسکون انداز سے گردو پیش کے مناظر کو دیکھ رہا تھا۔ دفعتہً اُس کی نظر کچھ فاصلہ پر تین مسافروں پر پڑی جو اُس کے قریب آ رہے تھے۔ اُس کے خیمہ کے نزدیک آنے سے پہلے یہ تینوں اجنبی اِس طرح رُک گئے گویا اِس بات کا مشورہ کر رہے ہیں کہ اب ہم کدھر جائیں۔ اس سے پیشتر کہ وہ ابرہام سے کسی چیز کی درخواست کریں ابرہام فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ جب وہ ایک اَور سمت کو مُڑ کر دوسری راہ اختیار کرنے کو تھے، وہ جلدی سے اُن کے پیچھے بھاگا اور نہایت ادب و احترام سے اُن سے یُوں اِلتجا کرنے لگا کہ براہِ کرم چلیے اور میرے غریب خانہ پر جا کر ذرا سستا لیجیے۔ اُس نے اپنے ہاتھوں سے پانی نکالا تاکہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں دھو سکیں۔ اُس نے اُن کے کھانے کا اِنتظام کیا اور جب وہ درختوں کے ٹھنڈے سایہ میں سستا رہے تھے اُس نے اُن کے سامنے کھانا رکھا اور خود بڑے اَدب سے اُن کے پاس کھڑا رہا۔ ابرہام کی مہمان نوازی کی یہ مثال اِتنی اہمیت رکھتی ہے کہ خُدا نے اس کا ذکر اپنے کلامِ مقدّس میں بھی کیا اور اِس واقعہ کے ایک ہزار برس بعد

خُدا کے رسُول نے الہام سے یُوں لکھا: "مُسافر پروری سے غافل نہ رہو کیونکہ اِس کی وجہ سے بعض نے بے خبری میں فرشتوں کی مہمانداری کی ہے۔" (عبرانیوں ۱۳: ۲)

ابرؔہام کے یہ مہمان تین تھکے ماندہ مسافر تھے اور اُسے اس بات کا ذرا بھی علم نہیں تھا کہ اُن میں ایک ایسا بھی ہے جس کی عبادت کرنے سے اُس پر گناہ عائد نہ ہوگا۔ لیکن اُن آسمانی پیغامبروں کی اصلیت اُس پر اب ظاہر ہوئی۔ حالانکہ وہ غضب نازل کرنے والوں کی حیثیّت سے آئے تھے تاہم ابرؔہام کے لیے جو خُدا کا ایماندار بندہ تھا اُن کے مُنہ سے پہلے برکت ہی کے کلمات نکلے۔ بیشک خُدا بدی کا حساب کرنے اور شرع کے مخالفوں کو سزا دینے میں ہرگز تامّل نہیں کرتا تاہم اِنتقام لینے میں اُسے کوئی خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ تباہی اُس کی نگاہ میں جس کا پیار لامحدُود ہے ایک "عجیب کام" ہے۔

"خُداوند کے راز کو وُہی جانتے ہیں جو اُس سے ڈرتے ہیں۔" (زبور ۲۵: ۱۴) ابرؔہام نے خُدا کی تعظیم کی اور خُدا نے بھی اُس کا لحاظ کیا اور اُس پر اپنی مشورت ظاہر کی اور اپنے مقاصد کا اُس پر انکشاف کیا "جو کچھ میَں کرنے کو ہوں کیا اُسے ابرؔہام سے پوشیدہ رکھوں؟" "پھر خُداوند نے فرمایا چونکہ سدُومؔ اور عمورؔہ کا شور بڑھ گیا اور اُن کا جُرم نہایت سنگین ہو گیا ہے اس لیے مَیں اب جا کر دیکھوں گا کہ کیا اُنھوں نے سراسر ویسا ہی کیا ہے جیسا شور میرے کان تک پُہنچا ہے اور اگر نہیں کیا تو مَیں معلوم کر لُونگا۔" (پیدائش ۱۸: ۱۷-۲۱) خُدا سدُومؔ کے جُرم سے بخُوبی واقف تھا لیکن اُس نے اِنسانوں کے دستُور کی طرح یہ باتیں اپنے مُنہ سے ارشاد فرمائیں تا کہ اُس کے سلوک کو جو وہ بنی نوعِ اِنسان سے برتنا چاہتا تھا یہ ہلاک ہونے والے سمجھ سکیں۔ گنہگاروں پر سزا نازل کرنے سے پہلے اُس نے اُن کے پاس جا کر اُن کی روش کا جائزہ لینا چاہا تا کہ اب بھی اگر اُن کی بدی کا پیمانہ لبالب نہ بھرا ہو تو سزا کے بدلے اُنھیں صُلح اور اطمینان بخشے بشرطیکہ وہ دل سے تائب ہوں۔

اِن آسمانی پیغامبروں میں سے دو تو آگے بڑھے لیکن ابرؔہام کو اُنھوں نے اپنے

ساتھی کے ہمراہ اکیلا ہی رہنے دیا جسے اب ابرہام نے پہچان لیا کہ وہ خُدا کا بیٹا ہے۔ اِس ایماندار مردِ خُدا نے سدُوم کے باشندوں کے لیے بڑی منّت وسماجت کی۔ یہ وہی لوگ تھے جنھیں ایک بار اُس نے اپنی تلوار کے زور سے بچایا تھا لیکن اب وہ اُنھیں دُعا کے وسیلہ سے بچانے کی جستجو کر رہا تھا۔ لُوط اور اُس کا خاندان ہنوز وہیں بستے تھے اور ابرہام کی اُسی بے لَوث محبّت نے جس نے موجزن ہو کر اُنھیں عیلامیوں سے چھٹکارا دلوایا تھا اب اُن کی رہائی کا تقاضا کیا بشرطیکہ خُدا اُنھیں اپنے غضب الٰہی سے چھُڑانے پر رضامند ہو۔

بڑے اَدب واحترام اور عجز وانکسار سے اُس نے منّت کرتے ہُوئے یہ تاکید کی "میں نے خداوند سے بات کرنے کی جرأت کی اگرچہ میں خاک اور راکھ ہوں" (پیدائش ۱۸ : ۲۷) یُوں کہتے ہُوئے اُس نے نہ تو خود اعتمادی کا اظہار کیا اور نہ ہی اپنی راستبازی پر فخر کیا۔ اُس نے اِس کرم نوازی کا تقاضا اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کے سبب سے نہ کیا اور نہ ہی اُن قربانیوں کی وجہ سے جو اُس نے خُدا کی مرضی کو پُورا کرتے وقت گزرانی تھیں۔ اُس نے اپنی ہی گنہگاری کا احساس کرتے ہُوئے گنہگاروں کے لیے سفارش کی۔ اِس قسم کی رُوح ہر ایسے شخص کے دل میں ہونی چاہیے جو تقرّب خُدا کا متمنّی ہے۔ تاہم ابرہام نے اِن لوگوں کے لیے اپنی سفارش پیش کرتے وقت محبت کرنے والے خُدا باپ کے سامنے ایسے اعتماد کا اظہار کیا جو معصوم بچّوں کا سا تھا۔ چنانچہ اُس نے آسمانی پیغامبر کے اَور قریب ہو کر اپنی منّت بڑی سرگرمی سے پیش کی۔ حالانکہ لُوط سدُوم کا شہری بن چکا تھا تاہم اُس نے اُس کے باشندوں کی بدی اور بُرائی میں کبھی شرکت نہیں کی تھی۔ ابرہام نے یہ سوچا کہ اِس گنجان آباد شہر میں لازمی طور پر سچے خُدا کے پرستار ہونگے اس لیے اس امر کے پیشِ نظر اُس نے اپنا منہ یُوں کھولا "ایسا کرنا تجھ سے بعید ہے کہ نیک کو بد کے ساتھ مار ڈالے ..... یہ تجھ سے بعید ہے۔ کیا تمام دُنیا کا اِنصاف کرنے والا اِنصاف نہ کرے گا؟" (پیدائش ۱۸ : ۲۵) ابرہام نے ایک بار نہیں بلکہ بارہا یہی سوال کیا۔ اِس بات سے مطمئن ہو کر

کہ میری منّت قبول ہُوئی اُس نے دلیر ہو کر اپنے ہمراہی سے یہ منوا لیا کہ اگر وہاں دس راستباز بھی مل جائیں تو وہ شہر کو برباد نہ کرے گا۔

ہلاک ہونے والوں کی محبّت نے ابرہام کو دُعا کرنے پر آمادہ کیا حالانکہ وہ اِس ناپاک شہر کے گُناہوں سے گھِن اور کراہت کرتا تھا تاہم وہ اس جستجو میں تھا کہ گنہگاروں کو بچا سکے۔ اِس کی اِس گہری دلچسپی سے جو سدُوم کے متعلق اس کے دِل میں رُونما ہوئی تھی ہم پر یہ بات آشکارا ہوتی ہے کہ ہمیں بھی غیر تائب گنہگاروں کے لیے ایسی ہی فکر و تشویش دامنگیر ہونی چاہیئے۔ ہمیں گناہ سے تو متنفّر ہونا چاہیئے لیکن گنہگار کے لیے ہمارے دل میں رحم و محبّت ہونی چاہیئے۔ ہمارے چاروں طرف لوگ ایسی ہولناک اور مایُوس کُن تباہی میں مُبتلا ہو رہے ہیں جیسی سدُوم پر نازل ہوئی تھی۔ ہر روز کسی نہ کسی کے لیے آزمائشی دَور ختم ہو رہا ہے۔ ہر گھڑی بہت سے اشخاص رحم کی دسترس سے دُور پہنچ رہے ہیں اور گنہگار کو اس خوفناک انجام سے بچنے کے لیے آگہی اور التماس کا پیغام دینے والی آوازیں کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ ہاتھ جو گنہگار کو موت کے چُنگل سے کھینچنے کے لیے دراز ہیں؟ کہاں ہیں ایسے اشخاص جو حلیمی اور غیر متزلزل ایمان کے ساتھ گنہگار کے حق میں خُدا سے التماس کر رہے ہیں؟

ابرہام کا مزاج مسیح خُداوند کا سا تھا۔ خُدا کا بیٹا بذاتِ خود گنہگاروں کا سب سے بڑا شفیع ہے۔ وہ جس نے اِنسان کے فِدیہ کے لیے بڑی بھاری قیمت ادا کی ہے اِس بات سے قرار واقعی واقف ہے کہ ایک رُوح کی کیا قیمت ہے۔ بدی سے ایسی عداوت رکھتے ہوئے جو فقط پاک و بے عیب ذات میں پائی جا سکتی ہے مسیح خداوند نے گنہگاروں کے لیے ایسی محبّت کا اظہار کیا جو فقط لامحدُود شفقت کرنے والی ہستی ہی سے صادر ہو سکتی ہے۔ صلیب کی جان کنی کے موقعہ پر گو مسیح خُداوند بذاتِ خود تمام دُنیا کے گُناہوں کے بوجھ کے تلے دبا ہُوا تھا، اُس نے اپنے ستانے والوں اور قاتلوں کے لیے یہ دُعا مانگی۔ "اَے باپ اِن کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔" (لُوقا ۲۳: ۳۴)

ابرؔہام کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ " وہ خُدا کا دوست کہلایا " " وہ اُن سب کا باپ ٹھہرے . . . جو ایمان لاتے ہیں " (یعقوب ۲ : ۲۳ ؛ رومیوں ۴ : ۱۱) اپنے وفادار بندے کے لیے خُدا کی یہ گواہی ہے " ابرہام نے میری بات مانی اور میری نصیحت اور میرے حکموں اور قوانین و آئین پر عمل کیا " نیز یہ بھی کہ " مَیں جانتا ہوں کہ وہ اپنے بیٹوں اور گھرانے کو جو اُس کے پیچھے رہ جائیں گے وصیّت کرے گا کہ وہ خُداوند کی راہ میں قائم رہ کر عدل اور انصاف کریں تاکہ جو کچھ خُدا نے ابرؔہام کے حق میں فرمایا ہے اُسے پُورا کرے " (پیدائش ۲۶ : ۵ ؛ ۱۸ : ۱۹) ابرؔہام کے لیے یہ حق باعثِ فخر تھا کہ وہ اِسی اُمت کا باپ کہلائے جو صدیوں سے خُدا کی اُس سچائی کے محافظ تھے جو پُوری دُنیا کے لیے ہے ۔ یہ وہ اُمّت ہے جس کے وسیلہ سے دُنیا کی تمام اقوام مسیحِ موعُود کی آمد پر برکت پانے کو تھے ۔ وہ جس نے ابرؔہام کو بُلایا تھا اُس نے اُسے اِسی لائق سمجھا تھا ۔ خُدا ہی نے اُس کے بارے میں گواہی دی ۔ وہ جو خیالوں کو دُور ہی سے جان لیتا ہے اور انسانوں کو خُوب پرکھتا ہے یُوں فرماتا ہے " مَیں یہ جانتا ہوں " کہ ابرؔہام اس غلطی کا مرتکب نہیں ہو گا کہ وہ اپنے مفاد کی خاطر سچائی سے بیوفائی کرے ۔ وہ شریعت پر عمل کر کے عدل اور انصاف کرے گا ۔ وہ نہ صرف خود ہی خُدا کا خَوف ماننے گا لیکن اپنے گھرانے کو بھی مذہبی تعلیم دے گا ۔ وہ راست بازی کے لیے اپنے خاندان کو یہی سکھائے گا ۔ اُس کے گھرانے میں خُدا کی شریعت ہی ہر ضابطہ اور قانون کا معیار ہو گا ۔

ابرؔہام کا گھرانا ایک ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھا ۔ وہ جو اُس کی تعلیم کے وسیلہ سے حقیقی خُدا کی پرستش کے قائل ہُوئے اُس کی خیمہ گاہوں میں بُود و باش کرنے لگے اور اسی جگہ اُنھوں نے باقاعدہ تعلیم پائی جس سے وہ حقیقی ایمان کی نمائندگی کرنے کے اہل بن گئے ۔ یُوں ابرؔہام پر بڑی بھاری ذمّہ داری عائد کی گئی ۔ وہ مختلف خاندانوں کے سرداروں کی تربیت کیا کرتا تھا تاکہ اُس کا نظام تمام گھرانوں میں عمل میں لایا جا سکے جن کی وہ سربراہی کرنے کو تھے ۔

پُرانے زمانہ میں ہر خاندان میں باپ کی حیثیت حاکم اور کاہن کی طرح تھی اور وہ اپنے بچّوں پر ہر طرح سے اختیار رکھتا تھا۔ چاہے وہ خود بھی خاندان والے کیوں نہ ہوں۔ اُس کی اولاد سے اِس بات کا تقاضا کیا جاتا تھا کہ وہ اُسے مذہبی اور دُنیوی امُورات میں اپنا حاکم سمجھیں۔ ابرہام نے یہ کوشش کی کہ یہ آبائی بزرگوں کا نظامِ حکومت کا سلسلہ برقرار رہے کیونکہ اِس سے خُدا کے عرفان کا تحفظ مقصُود تھا۔ ہر خاندان کے شرکار کو متحد کرنا بہت ضروری تھا تاکہ بُت پرستی کے سیلِ رواں کا سدِباب کیا جا سکے جو اُن دنوں ہر کہیں پھیلا ہُوا تھا۔ ابرہام نے ہر ممکن کوشش کی کہ اپنی خیمہ گاہوں میں بسنے والوں کو بُت پرستوں کے ساتھ میل جول رکھنے اور اُن کی بُت پرستانہ رسُومات کا مشاہدہ کرنے سے محفوظ رکھے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بدی کے ساتھ رفاقت رکھنے سے اُن کے اصُولوں میں نادانستہ طور پر بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ اِس بات کی پُوری اِحتیاط کی جاتی تھی کہ ہر قسم کے جھُوٹے مذہب کی صُورت سے قطعی طور پر احتراز کیا جائے اور زندہ خُدا کے جاہ و جلال کا جو حقیقی معبُود ہے دل و دماغ پر نہایت ہی گہرا اثر ڈالا جائے۔

یہ اِنتظام پُر حکمت تھا جو خُدا نے خود مقرر کیا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو اُس کے لوگ غیر قوموں کے ساتھ کسی قسم کا میل جول نہ رکھیں اور وہ الگ تھلگ ہی رہیں اور اُن کا شمار دُوسری قوموں کے ساتھ نہ کیا جائے۔ خُدا نے ابرہام کو اُس کے بُت پرست رشتے داروں سے اِس لیے جُدا کیا تھا کہ یہ آبائی بزرگ اپنے خاندان کی تعلیم و تربیت کر سکے اور اُسے اُن موجبِ ترغیب اثرات سے محفوظ رکھ سکے جو میسوپتامیہ میں اُنھیں محصُور کیے ہُوئے تھے تاکہ حقیقی ایمان پاکیزگی کے ہر پہلو سے آنے والی نسلوں کے وسیلہ سے پُشت در پُشت محفوظ رکھا جائے۔

ابرہام نے اپنی اولاد اور گھر لانے سے دِلی اُلفت رکھنے کی وجہ سے اُن کے ایمان کی بہت محافظت کی۔ اُس نے اُنھیں سب سے قیمتی میراث کے طور پر الٰہی احکام کی تعلیم دی اور اُن کے وسیلے سے ساری دُنیا کو پہنچائی۔ سب کو یہ سکھایا گیا کہ وہ

آسمان کے خُدا کی حکمرانی کے ماتحت ہیں۔ اِس امر میں نہ تو والدین کو کوئی سختی اور نہ ہی اُن کی اَولاد کو نافرمانی کرنا تھا۔ خُدا کی شریعت کے مطابق فرداً فرداً ہر ایک کو ذمہ داری دی گئی تھی اور فقط فرمانبرداری پر شادمانی اور خوشحالی کا دارو مدار تھا۔

اُس کا اپنا نمونہ یعنی اُس کی روزمرہ کی زندگی کا بے آواز اثر ایک متواتر سبق تھا۔ اُس کی غیر متزلزل وفاداری، فیض رسانی اور بے لَوث اخلاق، جنھوں نے بادشاہوں سے خراجِ تحسین حاصل کیا تھا، اُس کے خاندان میں بھی نمایاں تھے۔ اُس کی زندگی کی خوشبو، سیرت، اُس کے چال چلن کی شرافت اور نفاست جو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی سب پر ظاہر کرتی تھی کہ اُس کا تعلق خُدا کے ساتھ ہے۔ وہ اپنے ادنیٰ خادم کو بھی حقیر نہ سمجھتا تھا۔ اُس کے خاندان میں آقا اور نوکر کے لیے مختلف قسم کے قوانین نہ تھے اور نہ امیر کی رعایت اور نہ غریب کی حقارت کی جاتی تھی اور امیر و غریب کے طور طریق میں کچھ امتیاز نہ پایا جاتا تھا۔ سب کے ساتھ عدل و انصاف اور محبت کا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ گویا کہ وہ بھی اُس کے ساتھ زندگی کی بخششوں میں ہم میراث ہیں۔

• "وہ اپنے گھرانے کو وصیت کرے گا۔" اُسے اپنی اَولاد کی بُری رغبتوں کو قابو میں نہ رکھنے کی غفلت کا مُجرم نہیں ہونا تھا اور نہ ہی کمزوری اور بے شعوری دکھا کر نامناسب ناز برداری اور طرفداری کرنا تھا۔ اُسے اپنے فرائض کی قائمیت کو قربان کر کے جھوٹی محبت کے مُطالبات کو پُورا نہیں کرنا تھا۔ ابرہام نہ صرف صحیح قسم کی تعلیم ہی دینے کو تھا بلکہ وہ اِنصاف اور راست کاری کے حقوق کو برقرار رکھنے کو تھا۔

ہمارے زمانے میں کتنے تھوڑے لوگوں کا یہ طرزِ عمل ہے! بہت سے والدین اپنے اندھے اور خود غرض جذبات کو، جسے غلطی سے محبت کے نام سے پکارا جاتا ہے، اپنے بچّوں کو، جن کی قوّتِ فیصلہ ادھوری اور جذبات بے قابو ہوتے ہیں، اُن کی اپنی مرضی پر چھوڑ دینے کے ذریعہ سے ظاہر کرتے ہیں۔ یہ نوجوانوں سے ظلم و ستم

روا رکھنا اور دُنیا سے بے اِنصافی کرنا ہے۔ بچّوں کی ناز برداری کرنے سے والدین خاندانوں اور معاشرہ میں بگاڑ پیدا کر دیتے ہیں۔ اس طرح نوجوانوں میں الٰہی تقاضات کے تابع ہونے کی بجائے اپنی خواہشات پُورا کرنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ اُن کی نشو و نما خُدا کی خلاف ورزی کرتے ہُوئے جاری رہتی ہے اور وہ بے دینی اور باغی و نافرمان رُوح اپنی اَولاد اور اُن کی اولاد کو ودیعت کر دیتے ہیں۔ ابرؔہام کی طرح والدین کو بھی اپنے خاندان کی تربیت کرنا چاہیئے۔ والدین کی فرمانبرداری اور اطاعت پُرزور انداز میں بچّوں کے سامنے پیش کی جائے جو خُدا کی تابع فرمانی کا درسِ اوّل ہے۔

جس ہلکے انداز سے خُدا کی شریعت کی تعظیم کی جاتی ہے اس سے مذہبی رہنما بھی مُبرّا نہیں جس سے بدی کے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ یہ تعلیم کہ الٰہی قوانین کی اطاعت اب بنی نوعِ اِنسان پر لازمی نہیں ہر کہیں پھیلی ہوئی ہے، لیکن اِس کا اثر اِنسان کے اَخلاق پر اِتنا ہی بُرا ہے جتنا بُت پرستی کی رسمِ مذمُوم کا۔ وہ لوگ جو خُدا کی شریعت کے مقدّس دعاوی میں ترمیم کرنے کے درپے ہیں خاندانوں اور اقوام کی حکومت کی بُنیاد پر ضرب کاری لگا رہے ہیں۔ خُدا پرست والدین جو خُدا کے قوانین کی خود بے حُرمتی کرتے ہیں اپنے خاندان کو خُدا کی راہ پر گامزن ہونے کی تلقین نہیں کرتے۔ خُدا کی شریعت کو زندگی کا اصُول نہیں بنایا جاتا۔ جب بچّے بڑے ہو کر اپنے خاندان کی بُنیاد ڈالیں گے تو وہ بھی اپنے بچّوں کو وہ باتیں جو اُنھیں سکھائی نہیں گئیں، سِکھانا فرض نہیں سمجھیں گے۔ اِسی سبب سے دُنیا میں بے دین خاندان پائے جاتے ہیں اور سیاہ کاری ہمارے چاروں طرف بکثرت موجُود ہے۔

جب تک والدین خود خُدا کی شریعت پر پُورے دل سے عمل نہ کریں وہ اپنے بچّوں کو ہرگز صحیح تعلیم نہیں دے سکتے۔ اِس سلسلے میں ایک اصلاح کی ضرورت ہے ایک ایسی اصلاح کی جو انقلاب پیدا کر دے اور ہمہ گیر ہو۔ والدین کو اصلاح کی ضرورت ہے اور خدّامُ الدّین کو بھی، اُنھیں اپنے گھرانوں میں خُدا کی ضرورت ہے۔ اگر وہ حالات میں تبدیلی دیکھنے کے آرزُومند ہیں تو اُنھیں خدا کے کلام کو اپنے

خاندانوں میں اہمیت دینی چاہیئے اور اُسے اپنا مُشیر بنانا چاہیئے۔ اُنھیں اپنے بچّوں کو یہ تعلیم دینی چاہیئے کہ اُس کے ذریعہ خُدا اُن سے ہم کلام ہوتا ہے اور اس کی احتیاط کے ساتھ فرمانبرداری کی جانی چاہیئے۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ صبر سے اپنی اولاد کو سکھائیں۔ اُنھیں مشفقانہ طور پر اَن تھک کوشش سے یہ سکھانا ہے کہ وُہ ایسی زندگی بسر کریں جو خُدا کو پسندیدہ ہو۔ ایسے گھرانوں کی اولاد بے دینی کی غلط اِستدلال کا مقابلہ کر سکنے کے لیے ہوتی ہے۔ جب وہ خُدا کے کلام کو اپنے ایمان کی بُنیاد قرار دیتے ہیں تو ایسی بُنیاد کُفر و الحاد کے سیلِ رواں سے ہِل نہیں سکتی۔

بہت سے گھرانوں میں دُعا کی نسبت بڑی غفلت برتی جاتی ہے۔ والدین سوچتے ہیں کہ صُبح و شام کی عبادت کے لیے اُنھیں کوئی فُرصت نہیں۔ خُدا کی بے شمار بخشش ول یعنی خوشگوار دُھوپ، بارش جس سے فصلیں بکثرت پھُولتی اور پھلتی ہیں، اور مقدّس فرشتگان کی حفاظت کے لیے وہ چند لمحہ بھی خُدا کی شُکر گزاری میں صرف نہیں کر سکتے۔ الٰہی رہنمائی اور مدد، گھرانوں میں مسیح خُداوند کی ہمیشہ رہنے والی حُضُوری کے لیے وہ دُعا کرنے کے لیے وقت نہیں نکالتے۔ وہ اپنے کاروبار کے لیے بیل اور گھوڑوں کی طرح خُدا اور اُس کے مُقدّس مقام کا خیال کیے بغیر چل پڑتے ہیں۔ اُن کی جانیں اِتنی گرانقدر ہیں کہ اُنھیں تباہ اور سرگرداں رہنے دینے کی بجائے ابنِ خُدا نے اُن کے لیے اپنی جان کا فدیہ دیا، لیکن اُس کی بڑی شفقت کے لیے اُن کے دلوں میں ہلاک ہونے والے جانوروں سے کچھ ہی زیادہ قدر ہوتی ہے۔

اُن قدیم آبائی بزرگوں کی طرح اُن لوگوں کو جو خُدا سے محبّت رکھنے کا دعوٰے کرتے ہیں، چاہیئے کہ جہاں کہیں وہ رہائش پذیر ہوں خُداوند کے لیے مذبح بنائیں۔ اگر کوئی ایسا وقت تھا جب ہر خاندان کو دُعا کا مقام ہونا چاہیئے تھا، تو وہ یہی ہے۔ والدین کو بسا اَوقات عجز و انکسار کے ساتھ اپنے دلوں کو اپنے لیے اور اپنی اَولاد کی خاطر، خُدا کی حُضوری میں پیش کرنا چاہیئے۔ والد بحیثیت کاہن صبح و شام اس مذبح پر قربانی گزرانا کرے، اور والدہ بچّوں سمیت دُعا اور حمد و ثنا میں شامل ہُوا کرے۔ ایسے

گھروں میں مسیح یسوع قیام کرنا پسند فرمائے گا۔

ہر مسیحی گھر سے پاک نور کی شعاعیں نکلنی چاہئیں اور محبت کا عملی مظاہرہ کیا جائے۔ گھر کے ہر معاملہ میں محبت کا دَور دَورہ ہو اور اُس کا اظہار ایک دُوسرے کا لحاظ کرنے میں مہربانی، حِلم اور بے لَوث خُوش خلقی سے کیا جائے۔ کچھ خاندانوں میں اَیسا طرزِ عمل پایا جاتا ہے، اَیسے گھروں میں خُدا کی عبادت کی جاتی ہے اور حقیقی محبت حکمرانی کرتی ہے۔ اِن گھروں سے دُعا صبح و شام، بخور کی مانند خُدا کی طرف اُوپر کو اُٹھتی ہے اور اُس کا فضل اور اُس کی بے شمار برکات دُعا کرنے والوں پر صبح کی اوس کی مانند نازل ہوتی ہیں۔

ایک باسلیقہ مسیحی خاندان مسیحی مذہب کی حقیّت کی ایک زبردست دلیل ہے۔ یہ ایسی دلیل ہے جسے کوئی مُلحد ردّ نہیں کر سکتا۔ اَیسے ماحول کو دیکھ کر سب کہہ سکتے ہیں کہ خاندان میں ایک اَیسا اثر کام کر رہا ہے جس سے بچّے متاثر ہوتے ہیں۔ نیز وہ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ ابرہام کا خُدا اُن کے ساتھ ہے۔ اگر مسیحیّت کا اقرار کرنے والوں کے خاندان صحیح مذہبی سانچہ میں ڈھلے ہوتے تو وہ بھلائی کے لیے ایک زبردست اثر پھیلا دیتے۔ وہ حقیقت میں "دُنیا کے نور" ہوتے۔ آسمان کا خُدا ہر ایماندار والدین سے آج اُنھیں الفاظ میں ہمکلام ہو رہا ہے جو اُس نے ابرہام کے حق میں فرمائے تھے:۔

> "کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ وہ اپنے بیٹوں اور گھرانے کو جو اُس کے پیچھے رہ جائیں گے، وصیت کرے گا کہ وہ خداوند کی راہ میں قائم رہ کر عدل و انصاف کریں تاکہ جو کچھ خُداوند نے ابرہام کے حق میں فرمایا اُسے پُورا کرے۔"

تیرھواں باب

ایمان کی آزمائش

ابرہام نے بیٹے کی پیدائش کے وعدہ کا یقین تو بلا عذر کر لیا لیکن اُس نے اس بات کا انتظار نہ کیا کہ خدا اسے اپنے ارادہ کے مطابق اپنے وقت پر پُورا کرے۔ وعدہ کی تکمیل میں دیر اس لیے واقع ہُوئی تاکہ اُس کے ایمان کی جانچ کی جائے جو وہ خدا کی قُدرت پر تعلق رکھتا تھا، لیکن ابرہام اس آزمائش میں ثابت قدم نہ رہا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ ضعیفی میں اُس کے اولاد ہونا امرِ غیر ممکن ہے۔ سارہ نے ابرہام کو ایسی تجویز پیش کی جس سے اُس نے خیال کیا کہ الٰہی مقصد کی تکمیل ممکن ہو گی۔ وہ تجویز یہ تھی کہ ابرہام اپنی لونڈیوں میں سے کسی ایک کو لے کر اپنی دُوسری بیوی بنالے۔ کثرتِ ازدواج کا رواج اتنا عام ہو چکا تھا کہ اس کا ارتکاب گناہ متصوّر ہی نہیں ہوتا تھا۔ تاہم یہ گناہ خدا کی شریعت کی خلاف ورزی تھا اور خاندانی تعلّقات کی پاکیزگی اور سلامتی کے لیے مہلک تھا۔ ابرہام کی ہاجرہ سے شادی کا نتیجہ بُرا نکلا، نہ صرف اس کے گھرانے ہی کے لیے، بلکہ آنے والی پُشتوں کے لیے بھی۔

یہ نیا رُتبہ پاکر ابرہام کی بیوی کی حیثیت سے ہاجرہ یہ اُمید کرنے لگی کہ ابرہام کی صُلب سے پیدا ہونے والی بڑی قوم کی ماں مَیں ہی ہوں گی۔ ہاجرہ غرور و تکبّر سے بھر گئی اور اپنی بی بی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگی۔ باہمی حسد سے ابرہام کے خوش حال گھرانے کا چین بہت بُری طرح متاثر ہُوا۔ اپنی دونوں بیویوں کی شکایات کو سُننے کی مجبوری کے خیال سے خوش حالی کو بحال کرنے کی ابرہام کی سب کوششیں رائیگاں گئیں۔ حالانکہ سارہ ہی نے سرگرم التماس کی تھی کہ ابرہام ہاجرہ سے شادی کرے، تاہم اُس نے سارے معاملہ کے لیے ابرہام ہی کو مُوردِ الزام ٹھہرایا۔ اُس نے اپنی سَوت کو گھر سے نکالنا چاہا، لیکن ابرہام نے اُسے اَیسا کرنے کی اجازت نہ

دی، کیونکہ ہاجرہ حاملہ تھی اور اُسے قوی اُمید تھی کہ ہاجرہ سے پیدا ہونے والا بچہ وعدہ کا فرزند ہوگا۔ تاہم چونکہ ہاجرہ سارہ کی خادمہ تھی ابرہام نے اُسے سارہ کے قبضے میں کر دیا۔ ہاجرہ نے تکبّر کے باعث اِس سختی کو برداشت نہ کیا جو اُس کی اپنی بے ادبی کا نتیجہ تھی۔ "تب سارہ اس پر سختی کرنے لگی اور وہ اُس کے پاس سے بھاگ گئی۔" (پیدائش ۱۶: ۶-۱۳)

اُس نے بیابان کی راہ لی اور جب وہ تن تنہا، بے یار و مددگار ایک چشمہ کے پاس آرام کرنے بیٹھی تو خُدا کا فرشتہ شکلِ انسانی میں اُس پر ظاہر ہُوا۔ اُس نے اُسے "اے سارہ کی لونڈی ہاجرہ" کہہ کر اُس کا فریضہ اور مرتبہ کی یاد دلا کر یہ حُکم دیا۔ "تُو اپنی بی بی کے پاس لَوٹ جا اور اپنے کو اُس کے قبضے میں کر دے۔" (پیدائش ۱۶: ۹) تاہم اِس ملامت آمیز لہجے میں تسلّی و تشفّی کے کلمات بھی شامل تھے۔ "خُداوند نے تیرا دُکھ سُن لیا۔" "مَیں تیری اَولاد کو بہت بڑھاؤں گا یہاں تک کہ کثرت کے سبب سے اُس کا شمار نہ ہو سکے گا۔" اور اپنے مسلسل فضل و کرم کی یاد دلا کر اُسے یہ ارشاد فرمایا کہ تُو اپنے بچّہ کا "نام اسمٰعیل رکھنا اِس لیے کہ خُداوند نے تیرا دُکھ سُن لیا۔"

جب ابرہام قریب سو برس کا ہُوا تو اُس سے بیٹے کی پیدائش کا وعدہ پھر دُہرایا گیا اور ساتھ ہی اُسے یہ یقین دلایا گیا کہ تیرا حقیقی وارث وُہی بچّہ ہوگا جو سارہ کے بطن سے ہوگا۔ لیکن ابرہام ہنوز اِس وعدہ کو سمجھ نہ سکا۔ اُس کی ساری توجّہ اسمٰعیل ہی پر مرکوز تھی اور وہ ابھی تک یہ یقین رکھتا تھا کہ خُدا کے تمام قیمتی وعدے اُسی کے ذریعہ پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے۔ اپنے بیٹے کی محبّت کا اِحساس کرتے ہُوئے اُس نے خُداوند سے کہا۔ "کاش اسمٰعیل ہی تیرے حُضور جیتا رہے۔" (پیدائش ۱۷: ۱۸-۲۰) ابرہام سے پھر ایسے صاف اور واضح الفاظ میں وعدہ دُہرایا گیا۔ "بیشک تیری بیوی سارہ کے تجھ سے بیٹا ہوگا۔ تو اُس کا نام اضحاق رکھنا اور مَیں اُس سے اور پھر اُس کی اولاد سے اپنا عہد، جو ابدی عہد ہے باندھوں گا۔" (پیدائش ۱۷: ۱۸-۲۰) تاہم خُدا

نے ابرہام کی دُعا نظر انداز نہ کی۔ اُس نے فرمایا: "اسمٰعیل کے حق میں بھی مَیں نے تیری دُعا سنی۔ دیکھ مَیں اُسے برکت دُوں گا اور مَیں اُسے بڑی قوم بناؤں گا۔" (پیدائش ۱۷: ۱۸-۲۰)

اِضحاق کی پیدائش نے جو اُن کی ساری عمر کی سرگرم اُمیدوں کا ثمرہ تھا، ابرہام اور سارہ کے ڈیروں کو خوشی اور شادمانی سے بھر دیا، لیکن ہاجرہ کی شوق بھری اُمیدوں کے لیے یہ واقعہ بہت تباہ کُن ثابت ہُوا۔ اسمٰعیل جو اب نوجوان تھا ابرہام کے تمام ڈیروں میں تمام وراثت کا صحیح وارث، اور اُن تمام برکات کا جو ابرہام کی نسل پر نازل ہونے کو تھیں جائز حقدار سمجھا جاتا تھا۔ اب اُسے ناگہان ان حقوق سے محروم کر دیا گیا اور اپنی مایُوسی کی وجہ سے ماں اور بیٹا سارہ کے فرزند سے نفرت کرنے لگے۔ ضیافتِ عامہ نے اُن کے سینوں میں حسد کی آگ کو خوب بھڑکایا، یہاں تک کہ اسمٰعیل نے خُدا کے وعدہ کیے ہُوئے وارث کو بَرملا ٹھٹھوں میں اُڑایا۔ سارہ نے اسمٰعیل کی شر انگیز رَوِش کو مسلسل نفاق و نزاع کی بُنیاد خیال کرتے ہُوئے ابرہام سے مطالبہ کیا کہ ہاجرہ اور اسمٰعیل کو ڈیروں سے باہر کر دیا جائے۔ ابرہام اب سخت پریشان تھا۔ وہ اپنے بیٹے کو جسے وہ ہنوز پیار کرتا تھا کیونکر جلاوطن کر سکتا تھا۔ اِسی حُزن و یاس میں اُس نے خُدا سے رہنمائی کے لیے اِلتجا کی۔ خُدا نے ایک مقدّس فرشتے کے ذریعہ اُس کی رہنمائی کی اور اُسے ہدایت کی کہ وہ سارہ کے تقاضوں کو پُورا کرے اور اسمٰعیل یا ہاجرہ کی محبّت کو حائل نہ ہونے دے کیونکہ صرف یہی طرزِ عمل خاندان کی خوشحالی اور یگانگت کو بحال رکھ سکتا تھا۔ فرشتے نے اسمٰعیل سے یہ تسلّی بخش وعدہ کیا کہ اگرچہ وہ اپنے باپ کے گھر سے دُور ہو گا۔ تاہم خُدا اُسے فراموش نہیں کرے گا۔ اُس کی زندگی کی حفاظت کی جائے گی اور وہ ایک بڑی قوم کا باپ ٹھہرے گا۔ ابرہام نے فرشتہ کی بات مانی، لیکن اُسے شدید صدمہ پہنچا۔ غم سے بھرے ہُوئے دِل کے ساتھ باپ نے اپنے بیٹے اور ہاجرہ کو گھر سے نکال دیا۔

شادی کے مقدس رشتے کے متعلق جو تعلیم ابرہام کو دی گئی وہ آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ ہدایت تھی۔ اِس سے یہ صاف عیاں ہے کہ اِس رشتے کے حقوق اور اُس کی خوشی کی نگہداشت کی جانی چاہیئے چاہے کتنی قربانی بھی کیوں نہ دینی پڑے۔ فقط سارہ ابرہام کی حقیقی جورو تھی۔ ماں اور جورو کے جو حقوق سارہ کے تھے، اُس میں اور کوئی شرکت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اپنے خاوند کا ادب واحترام کرتی تھی اور اِس وصف کی بنا پر نئے عہدنامہ میں مثال کے طور پر اُسے پیش کیا گیا ہے، تاہم وہ ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ ابرہام اپنی محبت کسی اَور دے۔ اِسی لیے خُداوند نے اُسے اپنی سوت کی جلاوطنی کے سلسلہ میں ہرگز موردِ الزام نہ ٹھہرایا۔ ابرہام اور سارہ دونوں نے خُدا کی قوّت پر بے اعتمادی کا اظہار کیا اِس لیے اُن سے اِس تقصیر کا اِرتکاب ہؤا جس سے ہاجرہ کی شادی ہوئی۔

خُدا نے ابرہام کو ایمانداروں کا باپ ہونے کے لیے بُلایا تھا اور اُس کی زِندگی آنے والی نسلوں کے لیے ایمان کی مثال کے طور پر پیش کی جانے کو تھی، لیکن اُس کا ایمان ہنوز کامل نہیں ہُؤا تھا۔ اُس نے اِس حقیقت کو چھپانے میں کہ سارہ اُس کی بیوی ہے خُدا کی ذات پر ایمان اور بھروسہ رکھنے میں کمزوری کا اظہار کیا نیز ہاجرہ سے عقد کرنا بھی اِس امر کی دلالت تھی۔ تاکہ ابرہام بلند ترین معیار تک رسائی حاصل کر لے، خُدا نے اُس کی پھر سے آزمائش کی اور یہ ایسی کڑی آزمائش تھی جو اِنسان کو کبھی برداشت کرنی پڑی ہو۔ رات کو رؤیا میں اُسے موریہ کی سرزمین کی طرف چلنے کا حکم ہؤا تاکہ وہاں پہنچ کر وہ اپنے بیٹے کو اُس پہاڑ پر سوختنی قربانی کے طور پر پیش کرے جو اُسے دِکھایا جانے کو تھا۔

اِس حکم کے صادر ہونے کے وقت ابرہام کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ وہ اپنی ساری پُشت میں اب عمر رسیدہ متصوّر ہوتا تھا۔ نوجوانی میں مصیبت کو برداشت کرنے اور خطرات کا مقابلہ کرنے کی قوّت اُس میں پائی جاتی تھی، لیکن اِس وقت اُس کی جوانی کا جوش ختم ہو چُکا تھا۔ جوانی کی شہ زوری کے زمانہ میں ایسی تکالیف کا مقابلہ بڑے حوصلے

سے کیا جا سکتا ہے۔ جس سے بعد میں اس کا دِل بیٹھ جاتا ہے جب وہ لڑکھڑاتا ہُوا اپنی قبر کے قریب پُہنچ جاتا ہے۔ لیکن خُدا نے ابرہام کے لیے اپنی آخری مُشکل ترین آزمائش اُس کے بڑھاپے کے لیے رکھ چھوڑی تھی، جب وہ بڑھاپے کے باعث نڈھال ہو چکا تھا اور وہ فکر و مشقّت سے سکُون حاصل کرنے کا آرزومند تھا۔

یہ آبائی بزرگ بیرسبع میں مکین تھا۔ چاروں طرف وہ اقبال مندی اور عزّت و تکریم سے محصُور تھا۔ وہ بہت مالدار تھا اور اس سرزمین کے حکمران اُسے زبردست سردار سمجھ کر اُس کی تعظیم کرتے تھے۔ اُس کے ڈیرے میں سے ہزاروں بھیڑیں اور لاتعداد مویشی میدانوں میں چلنے پھرنے نکلا کرتے تھے۔ ہر سُو ابرہام کے مصاحب وفاشعار خادموں کی حیثیت سے ڈیرے ڈالے مقیم تھے۔ وعدے کا فرزند ابرہام کی قربت میں زندگی کی منازل طے کرتا ہُوا جوان ہو گیا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ابرہام کی زندگی جو قربانی کی حالت میں اور التوا میں ڈالی ہوئی اُمید کی تکمیل کے لیے، صبر اور برداشت سے بسر ہوئی تھی، اب خُدا کی برکتوں سے معمُور تھی۔

ایمان کی فرمانبرداری کرتے ہُوئے ابرہام نے اپنے ملک کو خیرباد کہا تھا۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کے وطن سے دُور اور اپنے عزیز و اقارب سے علیحدہ ہو چُکا تھا، اپنی میراث کی سرزمین میں ایک اجنبی کی حیثیت سے اُس نے مسافرانہ طور پر بُود و باش کی۔ اُس نے موعودہ وارث کی پیدائش کے لیے بہت عرصے تک انتظار کیا تھا۔ خداوند کے ارشاد کے بموجب اُس نے اپنے فرزند اسمٰعیل کو گھر سے نکال دیا تھا اور اَب، وہ بچّہ جس کی پیدائش کے لیے وہ اتنے عرصے سے منتظر تھا جب اپنے عالمِ عنفوان کو پُہنچا اور آبائی بزرگ اپنی اُمیدوں کا ثمرہ حاصل کرنے ہی کو تھا تو اُسے ایسی آزمائش درپیش آئی جو اِس سے پہلے کی سب آزمائشوں سے کہیں زیادہ کڑی اور سخت تھی۔

خدا کا یہ مطالبہ مندرجہ ذیل الفاظ میں اِس طریقہ سے پیش کیا گیا جس سے اِس والد کا دل غم کے مارے ٹوٹ گیا تھا:۔

"تُو اپنے بیٹے اضحاق کو جو تیرا اکلوتا ہے، اور جسے تُو پیار کرتا ہے .... سوختنی قربانی کے طور پر چڑھا۔" (پیدائش ۲۲ : ۲)

اضحاق اُس کے گھر کا چشم وچراغ، اُس کا عصائے پیری اور سب سے بڑھ کر موعُودہ برکات کا وارث تھا۔ کسی حادثہ یا بیماری کے سبب سے ایسے بیٹے کی مَوت کا واقع ہو جانا، اِس بے حد پیار کرنے والے باپ کے دِل کو زخمی کر دیتا، اِس سے اُس کا سفید سر غم سے دب جاتا، لیکن اُسے اپنے ہی ہاتھوں سے اِس بیٹے کا خُون بہانے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ اُسے ایک ہَولناک ناممکن امر دکھائی دیتا ہے۔

شیطان ابرؔہام کے پاس یہ مشورہ دینے کے لیے آیا کہ اُس نے دھوکا کھایا کیونکہ الٰہی شریعت یہ حکم دیتی ہے کہ "تو خُون نہ کرنا" اور یہ بھی کہ جو کچھ خُدا نے ایک دفعہ منع کیا تھا وہ اس کا دوبارہ مطالبہ نہیں کرے گا۔ اپنے ڈیرے سے باہر جا کر ابرؔہام نے بے ابر آسمان کی پُرسکون روشنی کو دیکھا اور وہ وعدہ یاد کیا جو تقریباً پچاس سال پیشتر اُس سے کیا گیا تھا کہ تیری نسل آسمان کے ستاروں کی طرح بیشمار ہو گی۔ اگر اِس وعدہ کو اضحاق کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچنا تھا تو اُسے قربان کیونکر کیا جا سکتا تھا؟ ابرؔہام پر یہ آزمائش آئی کہ وہ یہ یقین کر لے کہ بہت ممکن ہے کہ یہ ایک بڑا دھوکا ہے۔ اپنے شک وشبہات اور جان کنی کی حالت میں اُس نے زمین پر سرنگوں ہو کر ایسے دُعا کی جیسے اِس سے پہلے اُس نے کبھی نہیں کی تھی۔ تاکہ اُس حکم کی جو اُسے دیا گیا تھا تصدیق کی جائے کہ آیا اُسے اِس ہَولناک فرض کو ادا کرنا چاہیئے یا نہیں۔ اُس نے اُن فرشتوں کا خیال کیا جو اُس کے پاس بھیجے گئے تھے تاکہ اس پر سدُوم اور عمورہ کی بربادی کا راز فاش کریں، اور جنھوں نے اُسے اِسی بیٹے اضحاق کی خوشخبری دی تھی۔ وہ اسی مقام پر جہاں اُس نے کئی دفعہ آسمانی پیامبروں سے مُلاقات کی تھی اِس اُمید میں گیا کہ اُن سے پھر ملاقات کر کے مزید ہدایت حاصل کرے، لیکن کوئی اُس کی مدد کے لیے نہ آیا۔ وہ گویا تاریکی میں محصُور تھا۔ تو بھی خُدا کا حکم اُس کے کانوں میں گُونج رہا تھا کہ "تُو اپنے

بیٹے اِضحاق کو جو تیرا اکلوتا ہے اور جسے تُو پیار کرتا ہے۔" قربان کر اُسے اِس حکم کی لازمی طور پر تعمیل کرنی چاہیئے تھی اور دیری کرنے کی اُسے جرأت نہ ہوئی۔ پَو پھٹنے کو تھی اور اُسے بِلا تاخیر سفر پر روانہ ہونا تھا۔

اپنے ڈیرے میں واپس آ کر وہ اُس جگہ گیا جہاں اضحاق جوانی اور معصومیت کی گہری نیند میں مخمور تھا۔ ایک لمحہ تک باپ نے اپنے عزیز فرزند کو دیکھا لیکن کانپتا ہُوا وہاں سے ہٹ گیا۔ وہ سارہ کے قریب بھی گیا جو گہری نیند سو رہی تھی۔ کیا اُسے سارہ کو جگانا چاہیئے تاکہ وہ آخری دفعہ اپنے بچّے کو گلے سے لگا کر پیار کرے؟ کیا وہ اُسے خدا کا حکم بتائے؟ وہ چاہتا تھا کہ اپنا غم بھرا دل اُس کے سامنے کھولے اور ناقابلِ برداشت فریضہ کی ادائیگی میں اُسے اپنے ساتھ شریک کرے۔ لیکن اُس نے بمشکل ضبط کیا اور یہ خیال کرتے ہُوئے کہ وہ رکاوٹ نہ بن جائے اپنے اِرادے سے باز رہا۔ اِضحاق اپنی ماں کی شادمانی اور فخر کا باعث تھا۔ اُس کی زندگی اُس سے وابستہ تھی اور ماں کی ممتا اِس قربانی میں مانع ہو سکتی تھی۔

آخر کار ابرہام نے اپنے بیٹے کو بُلایا اور اُس سے اُس قربانی کا ذکر کیا جو دُور پہاڑ پر انھیں گزراننا تھی۔ اضحاق اپنے باپ کے ساتھ عبادت کی غرض سے اُن مذبحوں کی زیارت کے لیے اکثر جایا کرتا تھا جو اُس کی مسافرت کے دوران میں ابرہام نے جا بجا بنائے تھے۔ اِس لیے اِس حکم کی تعمیل کرتے وقت اُس کے دل میں کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں تھی۔ سفر کی تیاری بہت جلد مکمل ہوئی۔ لکڑی چیری گئی اور اُسے گدھے پر لاد دیا گیا اور دو نوکروں کے ساتھ باپ اور بیٹا سفر پر روانہ ہو گئے۔

باپ اور بیٹا ساتھ ساتھ خاموشی سے سفر کرتے گئے۔ یہ آبائی بزرگ اپنے ہولناک بھید پر گہری سوچ بچار کر رہا تھا جسے وہ الفاظ میں ظاہر کرنے کی قوت نہیں رکھتا تھا۔ اُسے اپنے بیٹے کی والدۂ نازاں کا خیال آ رہا تھا اور ساتھ ہی اُس دن

کے بھیانک منظر کا بھی جب وہ اکیلا ہی گھر واپس لَوٹے گا۔ وہ اِس بات سے اچھی طرح سے واقف تھا کہ وہ چُھری جس سے وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے گا اُس کی ماں کے دل کو بھی چھید ڈالے گی۔

وہ دن جو ابرؔہام کی زندگی میں سب سے لمبا دن تھا آہستہ آہستہ غروب ہؤا۔ رات کو جب اضحاؔق اور اس کے خدمت گزار سو رہے تھے ابرؔہام ساری رات بیٹھ کر دُعا کرتا رہا۔ وہ ہنوز اس بات کا متمنّی تھا کہ شاید آسمان سے مجھے ایسا پیغام ملے کہ تیری آزمائش ہو چُکی اور اس طرح نوجوان اضحاق صحیح و سالم ایک بار پھر اپنی ماں سے مِل سکے گا۔ لیکن اُس کی مصیبت زدہ رُوح کو کسی طرح تسلّی نہ ہوئی۔ اس کے بعد اگلا دن بھی طویل دن تھا، ایک اور رات عجز و انکساری اور دُعا میں گُزر گئی اور ابھی تک وہ حُکم جو اُسے بے اَولاد کرنے کو تھا اُس کے کانوں میں گُونج رہا تھا۔ شیطان اُس کے قریب آکر شکوک اور بے ایمانی کی سرگوشیاں کر رہا تھا لیکن ابرؔہام نے اُس کے مشورات کا مقابلہ کیا۔ جونہی وہ تیسرے روز کی منزل کا آغاز کرنے کو تھے ابرؔہام نے شمال کی طرف آنکھیں اُٹھائیں اور موریاہ پہاڑ پر جلالی ابر کو چھائے ہُوئے دیکھا جو وعدے کی علامت تھا تو اُسے یقین ہو گیا کہ وہ آواز جو اُسے سُنائی دی تھی خُدا کی طرف سے تھی۔

اب بھی اُس نے خُدا کے خلاف شکوہ نہ کیا لیکن خداوند کی شفقت اور وفاداری کی شہادتوں پر غور کرتے ہُوئے اپنے دل کو مضبوط کیا۔ یہ بیٹا غیر متوقع طور پر اُسے بخشا گیا تھا اور کیا وہ خُدا جس نے قیمتی بخشش عطا کی تھی حق نہ رکھتا تھا کہ اُسے واپس لے لے؟ تب ایمان کے وسیلہ سے اُس نے وعدہ دُہرایا "اضحاق سے تیری نسل کا نام چلے گا۔" (پیدائش ۲۱: ۱۲)— یہ نسل شمار میں سمندر کی ریت کے ذرّات کی طرح ہو گی۔ اِضحاق کی پیدائش معجزانہ طور پر ہوئی تھی۔ کیا وہ جس نے اُسے زندگی بخشی تھی از سرِ نو اُسے بحال نہ کر سکتا تھا؟ تب ابرؔہام نے نظر اُٹھا کر دیکھا اور وہ خُدا کے اِس کلام کو سمجھا کہ "خُدا مُردوں میں سے جِلانے پر بھی قادر ہے۔" (عبرانیوں

(۱۹ : ۱۱

سوائے خُدا کے باپ کی قُربانی کے اِس تجربہ کو جس میں بیٹے کی باپ سے جُدائی اور موت شامل تھی، اور کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا۔ ابرہام کی یہ خواہش تھی کہ جُدائی کے منظر کو فقط خُدا ہی اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اِس لیے اُس نے اپنے خدمتگزاروں کو ٹھہر جانے کا حکم دیا اور کہا "میں اور یہ لڑکا دونوں ذرا وہاں تک جاتے ہیں اور سجدہ کر کے پھر تمہارے پاس لوٹ آئیں گے۔" (پیدائش ۲۲: ۵)

لکڑیاں اضحاق پر رکھی گئیں جو قربان ہونے کو تھا۔ باپ نے چھُری اور آگ اپنے ہاتھ میں لی اور دونو پہاڑ کی چوٹی کی طرف اکٹھے روانہ ہُوئے۔ نوجوان بیٹا راہ چلتے وقت سوچ رہا تھا کہ ریوڑ اور گلّے سے اِتنی دُور، برّہ کا اِنتظام کس طرح کیا جائے گا۔ آخر کار اُس نے کہا "اَے باپ! آگ اور لکڑیاں تو ہیں پر سوختنی قربانی کے لیے برّہ کہاں ہے؟ آہ یہ آزمائش کس قدر گراں اور شدید تھی! محبت سے بھرے ہُوئے اِن الفاظ "اَے باپ" نے ابرہام کے دل کو کس طرح چیر ڈالا! تاہم اب تک وہ اِس سوال کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔ اُس نے کہا "اَے میرے بیٹے! خُدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قُربانی کے لیے برّہ مہیا کرے گا۔" (پیدائش ۲۲: ۵-۸)

جائے مقرّرہ پر مذبح تیار کیا گیا۔ اُس پر لکڑیاں چُنی گئیں۔ تب لرزتے ہُوئے لبوں سے ابرہام نے اپنے بیٹے کے سامنے الٰہی فرمان کا اِنکشاف کیا۔ خوف زدہ ہو کر حیرت سے اضحاق نے اپنے انجام کا خیال کیا، تاہم اُس نے کسی طرح مزاحمت پیش نہ کی۔ اگر وہ چاہتا تو اپنی ہلاکت سے چھُوٹ سکتا تھا، غمزدہ اور تین ہولناک دنوں کی مسافت سے تھکا ماندہ مرد پیر اِس جواں سال طاقتور کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اضحاق کو بچپن ہی سے مُستعد، پُر ایمان فرمانبرداری کی تربیت دی گئی تھی اِس لیے جب الٰہی مقصد کا اِنکشاف کیا گیا تو اُس نے فوراً سرِ تسلیم خم کر دیا۔ وہ ابرہام کے ایمان میں شریک تھا اور اُس نے محسوس کیا کہ خُدا کے لیے سوختنی قُربانی کے طور پر اپنی جان کو اِس طرح پیش کرنے سے مجھے بہت بڑا شرف

حاصل ہوگا۔ وہ بڑی محبت سے اپنے باپ کے غم کو ہلکا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اُس کے کانپتے ہُوئے ہاتھوں کو ترغیب دیتا ہے کہ اُسے مذبح پر رکھ کر رسّی سے باندھ دیا جائے۔

اور اَب محبت کے آخری الفاظ کہے جا چکے ہیں۔ آخری آنسُو بہائے جا چُکے ہیں اور ایک، دُوسرے سے آخری بار بغلگیر ہو چُکا ہے۔ باپ اپنے ہاتھ میں چُھری لیتا ہے تاکہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ تب دفعتہً اُس کا ہاتھ روک دیا جاتا ہے۔ خُدا کا ایک فرشتہ آسمان سے اِس بزرگ کو پُکارتا ہے "اَے ابرہام، اَے ابرہام!" وہ فوراً جواب دیتا ہے "مَیں حاضر ہوں۔" ایک بار پھر آواز سُنائی دیتی ہے۔" تُو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اُس سے کچُھ کر کیونکہ مَیں اب جان گیا کہ تُو خُدا سے ڈرتا ہے۔ اِس لیے کہ تُو نے اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے مجُھ سے دریغ نہ کیا۔" (پیدائش ۲۲ : ۱۱-۱۸)

تب ابرہام نے نگاہ کی" اور ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ جھاڑی میں اَٹکے تھے۔" ابرہام نے جلدی سے اُس مینڈھے کو پکڑا اور اُسے" اپنے بیٹے کے بدلے سوختنی قربانی کے طور پر چڑھایا۔" اپنی خوشی اور شادمانی کے اظہار میں ابرہام نے اِس مقدّس جگہ کو نیا نام دیا—"یہوواہ یری۔" "خُداوند کے پہاڑ پر مہیا کیا جائے گا۔"

کوہِ موریاہ پر ایک بار پھر خُدا نے اپنے عہد کی تجدید کی اور قسم کھا کر ابرہام اور اُس کی اَولاد سے آنے والی نسلوں کے لیے یہ عہد باندھا۔" چونکہ تُو نے یہ کام کیا کہ اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے دریغ نہ رکھا اِس لیے مَیں نے بھی اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دُوں گا اور تیری نسل کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے تاروں اور سمندر کے کنارے کی ریت کی مانند کر دُوں گا اور تیری اَولاد اپنے دشمنوں کے پھاٹک کی مالک ہوگی اور تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی کیونکہ تُو نے میری بات مانی۔" (پیدائش ۲۲: ۱۶-۱۸)

ابرہام کے ایمان کا یہ بڑا بھاری کردار ایک ایسے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتا ہے جس کے وسیلہ سے آنے والی پشتوں میں خُدا کے خادموں کی رَوِش روشن ہو گئی ابرہام نے خُدا کی مرضی پُورا کرنے میں کوئی عُذر پیش نہ کیا۔ اُن تین دنوں کے سفر میں خُداوند کی ذات کے متعلّق شک کرنے اور اُس سے بحث و تکرار کرنے کا اُسے کافی موقع حاصل تھا اور اگر وہ چاہتا تو برملا ان کا اظہار کر سکتا تھا۔ وہ یہ بحث کر سکتا تھا کہ اپنے بیٹے کا قاتل ہونے کی وجہ سے مَیں خُونی متصوّر ہوں گا اور دُنیا میں قائنِ ثانی سمجھا جاؤں گا۔ نیز یہ کہ قُربانی کے اِس فعل سے میں ہر جگہ مردُود اور مُرتد گردانا جاؤں گا اور اپنے ہم جنسوں سے نیکی اور بھلائی کرنے کی قابلیّت کھو بیٹھوں گا۔ وہ یہ منّت کر سکتا تھا کہ عمر کا لحاظ کرتے ہُوئے اُسے فرمانبرداری سے معذُور رکھا جائے۔ لیکن آبائی بزرگ نے اِن دلیلوں اور بہانوں کی کوئی آڑ نہ لی۔ ابرہام محض انسان تھا۔ اُس کے جذبات اور تعلّقات ہماری طرح تھے لیکن اُس نے کوئی پس و پیش نہ کی اور نہ ہی یہ سوال اُٹھایا کہ اِضحاق کی مَوت کے بعد خُدا کا وعدہ کس طرح پُورا کیا جا سکے گا۔ اُس نے اپنے زخمی دِل کے دلائل کی چنداں پرواہ نہ کی۔ اُسے اِس بات کا یقین تھا کہ خُدا اپنے مطالبات میں ہر طرح سے راست اور حق بجانب ہے۔ اِس لیے اُس نے خُدا کے حُکم کی تعمیل میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

" ابرہام خُدا پر ایمان لایا اور یہ اُس کے لیے راستبازی گِنا گیا اور وہ خُدا کا دوست کہلایا" (یعقوب ۲: ۲۳) پَولوس رسُول فرماتا ہے " جو ایمان والے ہیں وہی ابرہام کے فرزند ہیں" (گلتیوں ۳: ۷) لیکن ابرہام کا ایمان اُس کے اعمال کے ذریعہ ظاہر ہُوا۔ جب ہمارے باپ ابرہام نے اپنے بیٹے اِضحاق کو قُربان گاہ پر قربان کیا تو کیا وہ اعمال سے راستباز نہ ٹھہرا؟ پس تُو نے دیکھ لیا کہ ایمان نے اُس کے اعمال کے ساتھ مل کر اثر کیا اور اعمال سے ایمان کامل ہُوا" (یعقوب ۲: ۲۱، ۲۲) بیشتر لوگ ایمان اور اعمال کے تعلّق کو سمجھ نہیں سکتے۔ وہ کہتے ہیں فقط یسُوع مسیح پر ایمان رکھنا اُن کے لیے کافی ہے اور شریعت کی تعمیل سے انھیں کچھ سروکار نہیں۔ حقیقی ایمان کا اظہار

اطاعت اور فرمانبرداری سے کیا جاتا ہے۔ یسُوع مسیح نے بے ایمان اور ریاکار یہودیوں سے یہ کہا۔" اگر تم ابرؔہام کے فرزند ہوتے تو ابرؔہام کے سے کام کرتے۔" (یُوحنّا ۸: ۳۹) ایمانداروں کے باپ کے متعلق خُداوند مسیح نے یہ ارشاد فرمایا" ابرؔہام نے میری بات مانی اور میری نصیحت اور میرے حکموں اور قوانین و آئین پر عمل کیا۔" (پیدائش ۲۶: ۵) یعقُوبؔ رسُول اِس کے متعلّق یُوں فرماتا ہے۔" اِسی طرح ایمان بھی اگر اُس کے ساتھ اعمال نہ ہوں تو اپنی ذات سے مُردہ ہے۔" (یعقوب ۲: ۱۷) اور یُوحنّا رسُول جس نے محبّت کی پُوری پُوری تشریح کی ہے اِس کے متعلّق یُوں لکھتا ہے۔" اور خُدا کی محبّت یہ ہے کہ ہم اُس کے حکموں پر عمل کریں۔" (۱۔ یُوحنّا ۵: ۳)

وعدوں اور علامتوں کے ذریعہ سے خُدا نے" پہلے ہی سے ابرؔہام کو یہ خوشخبری سُنادی" (گلیتوں ۳: ۸) اِس بزرگ کا ایمان آنے والے نجات دہندہ پر قائم ہؤا۔ یسُوع مسیح نے یہودیوں سے یہ فرمایا" تمہارا باپ ابرؔہام میرا دن دیکھنے کی اُمید پر بہت خوش تھا۔ چنانچہ اُس نے دیکھا اور خوش ہؤا۔" (یُوحنّا ۸: ۵۶) وہ مینڈھا جو اضحاقؔ کے بدلے سوختنی قُربانی کے طور پر گُزرانا گیا، خُدا کے بیٹے یسُوع مسیح کی علامت تھا جو ہمارا عوضی ہو کر قُربان ہونے کو تھا۔ جب اِنسان پر خُدا کی شریعت کی مخالفت کرنے سے مَوت کا فتوٰے صادر ہؤا تو آسمانی باپ نے اپنے بیٹے پر نگاہ ڈالتے ہُوئے گنہگار سے یُوں کلام کیا" زندہ رہ۔ مجھے فدیہ مل گیا ہے۔" (ایُوب ۳۳: ۲۴)

خوشخبری کی حقیقت کو ابرؔہام کے دِل پر نقش کرنے کے لیے اور اُس کے ایمان کی جانچ وپڑتال کرنے کی غرض سے خُدا نے اُسے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اِس نہایت ہی خوفناک آزمائش کی تاریک دِنوں میں جان کنی کا تجربہ اُسے اِس لیے برداشت کرنا پڑا تاکہ وہ اپنے تجربے سے خُدا کی لامحدُود قربانی کی عظمت کو کسی حد تک سمجھ سکے جو بنی نوعِ اِنسان کی نجات کے لیے دی گئی تھی۔ اِس آزمائش کے علاوہ کسی اور دُوسری آزمائش سے اُسے ایسا صدمہ جانکاہی نہ ہوتا جو اُسے اپنے بیٹے کو قُربان کرتے ہُوئے پیش آیا تھا۔ خُدا نے اپنے بیٹے کو جانکنی اور ذلالت کی مَوت

کے حوالے کر دیا۔ اُن فرشتوں کو جنھوں نے خُدا کے بیٹے کی ذلّت اور جانکنی کو دیکھا مداخلت کی اِجازت نہ دی گئی۔ جیسے اضحاؔق کے معاملے میں ہُوا۔ آسمان سے کوئی ایسی آواز نہ سُنائی دی جانے کو تھی کہ "بس ہے۔" گنہگار انسان کو بچانے کے لیے جلال کے بادشاہ نے اپنی جان کا فدیہ دیا۔ اِس سے بڑھ کر خُدا کی لامحدُود محبّت اور اُس کے رحم و ترس کا اور بڑا کیا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے؟ "جس نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا بلکہ ہم سب کی خاطر اُسے حوالہ کر دیا وہ اُس کے ساتھ اور سب چیزیں بھی ہمیں کس طرح نہ بخشے گا؟" (رومیوں ۸: ۳۲)

وہ قربانی جو ابرؔہام سے طلب کی گئی تھی فقط اُس کی اپنی بھلائی کے لیے نہیں تھی۔ اور نہ محض وہ آنے والی نسلوں کے فائدہ کے لیے تھی بلکہ آسمان کی بے گُناہ ہستیوں اور دُوسری دُنیاؤں کے باشندوں کی تعلیم کے لیے بھی تھی۔ وہ جگہ جہاں یسُوع مسیح اور شیطان کے درمیان عظیم جنگ ہوئی یعنی وہ میدان جہاں نجات کی تجویز عمل میں لائی گئی کُل کائنات کے لیے درسی کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ ابرؔہام نے خُدا کے وعدوں کے متعلق ایمان کی کمی کا اظہار کیا تھا اِس لیے شیطان نے اُسے فرشتوں اور خُدا کی حضُوری میں عہد کی شرائط پُوری نہ کر سکنے کے سبب ملزم اور اُسے خُدا کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے نا اہل ٹھہرایا۔ خُدا نے اپنے خادم کی وفاشعاری کا ثبوت آسمان کی کُل ہستیوں کے سامنے پیش کرنا چاہا کہ اِس بات کا اظہار ہو کہ کامل اطاعت ہی مقبُول ہوتی ہے اور یہ کہ وہ نہایت وضاحت کے ساتھ نجات کی تجویز اُن کے سامنے پیش کر دے۔

جس وقت ابرؔہام کے ایمان اور اضحاؔق کی تابعداری کا اِمتحان کیا جا رہا تھا تو آسمانی ہستیاں اِس منظر کی چشم دید گواہ تھیں۔ یہ آزمائش آدؔم کی آزمائش سے کہیں زیادہ شدید تھی۔ اُس ممانعت پر جو ہمارے پہلے والدین پر عائد کی تھی عمل کرنے میں کسی طرح کا دُکھ و تکلیف سہنا نہ تھا۔ لیکن وہ حُکم جو ابرؔہام کو دیا گیا اُس میں سب سے زیادہ دُکھ بھری قربانی کا مطالبہ تھا۔ تمام آسمانی ہستیاں تعجب اور تعریف کے مِلے جُلے جذبات

سے ابرہام کی غیر متزلزل فرمانبرداری کا مشاہدہ کر رہی تھیں اور اُس کی وفاداری کی وجہ سے خوشی کے شادیانے بجا رہی تھیں شیطان کے تمام الزامات باطل ثابت ہوئے اور خُدا نے اپنے بندے کے متعلق یہ فرمایا۔ باوجودیکہ شیطان نے تجھے جھوٹا ثابت کرنا چاہا "مَیں اب جان گیا کہ تو خُدا سے ڈرتا ہے اِس لیے کہ تُو نے اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے مُجھ سے دریغ نہ کیا۔" (پیدائش ۲۲ : ۱۲) خُدا کا عہد قسم کے ذریعہ ابرہام کے ساتھ مستحکم کیا گیا جس کے چشم دید گواہ دیگر دُنیاؤں کے باشندگان تھے اور اِس بات کی تصدیق کی گئی کہ فرمانبرداری کا اجر و انعام ضرور ملتا ہے۔

نجات کے اِس بھید کو سمجھنا آسمانی فرشتگان کے لیے بھی امرِ محال تھا اور اُن کے لیے اِس تہ تک پہنچنا کہ آسمان کا حکمران خُدا کا بیٹا گنہگار انسان کے لیے کیونکر فِدیہ ہو سکتا ہے بہت مشکل تھا۔ جب ابرہام کو اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا گیا تھا تو کل آسمان اِس میں گہری دلچسپی رکھتا تھا۔ بڑی سرگرمی کے ساتھ اِس حکم کی اطاعت کے ہر قدم پر اُن کی نظریں گڑی ہوئی تھیں۔ جس وقت ابرہام نے اضحاق کے اِس سوال کہ "سوختنی قربانی کے لیے برہ کہاں ہے؟" کا جواب دیا "خُدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لیے برہ مہیا کر لے گا۔" اور جب باپ کا ہاتھ اپنے بیٹے کو ذبح کرتے وقت روک لیا گیا تھا اور اضحاق کی جگہ وہ برہ قربان کیا گیا جو مہیا کیا گیا تھا، تب نجات کا بھید بہتر طور پر منکشف ہوا۔ یہاں تک کہ فرشتوں نے بھی خُدا کے اِس عجیب و غریب انتظام کو جو نسلِ انسانی کی نجات کے لیے کیا گیا تھا، اور بھی زیادہ صفائی کے ساتھ سمجھ لیا۔

چودھواں باب

سَدُوم کی بربادی

دریائے یردن کی وادی میں سَدُوم ایک نہایت ہی خُوبصورت شہر تھا، جو ایک بہت ہی وسیع مَیدان پر واقع تھا اور اپنی شادابی اور دِلکشی کے باعث "خُداوند کے باغ" کے مُشابہ تھا (پیدائش ۱۳: ۱۰) منطقہ حارہ کا یہ علاقہ نہایت سرسبز اور شادلب تھا۔ کھجُور، زیتون، انگُور کی یہاں بھرمار تھی اور سال بھر پھُول اپنی بھینی بھینی خُوشبو سے ہوا کو معطّر رکھتے تھے۔ یہ علاقہ مختلف قسم کی کثیر فصلوں سے بھرپُور تھا اور بھیڑوں کے گلّے اور مویشیوں کے ریوڑ اِرد گِرد کے پہاڑوں پر بکثرت موجُود تھے۔ صنعت و حرفت اور تجارت نے اِس متکبّر میدانی شہر کو مالامال کر رکھا تھا۔ مشرق کی گراں بہا اشیاء نے اُس کے محلّوں کو آراستہ کر رکھا تھا اور ریگستان سے قافلے انواع و اقسام کے قیمتی تحائف تجارت کی غرض سے اُس کی منڈیوں میں لاتے تھے۔ تھوڑی سی فکر و محنت ہی سے زندگی کی تمام ضروریات مہیّا ہو جایا کرتی تھیں۔ اَیسا معلوم ہوتا تھا کہ سال بھر ہی رنگ رلیوں اور جشنوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

ہر طرح کی فراوانی اور کثرت کے باعث عیش و عشرت اور غرُور رُونما ہُوا۔ آرام طلبی کی کثرت اور دولت کی فراوانی کے باعث وہ دل جس کو محتاجی کا سامنا نہ کرنا پڑتا ہو یا غم کے بوجھ تلے دبا نہ ہو، سخت ہو جاتا ہے۔ عیش و نشاط کی محبّت، دولت اور راحت کی کثرت کے باعث عیش و عشرت کی محبّت زیادہ ہو گئی اور لوگ شہوانی خواہشات کے شکار ہو گئے۔ خُدا کے نبی نے اِن حالات کی تصویر اِن الفاظ میں کھینچی ہے: "دیکھ تیری بہن سَدُوم کی تقصیر یہ تھی کہ غرُور اور روٹی کی سیری اُس میں اور اُس کی بیٹیوں میں تھی۔ اُس نے غریب و محتاج کی دستگیری نہ کی اور وہ متکبّر تھیں اور اُنھوں نے میرے حُضور گھنونے کام کیے۔ اِس لیے جب مَیں نے دیکھا تو اُن کو

اُکھاڑ پھینکا۔" (حزقی ایل ۱۶: ۴۹-۵۰) دولت اور راحت کی کثرت سے زیادہ اِنسان کسی اور چیز کے زیادہ خواہاں نہیں۔ اِنہی خواہشات کی وجہ سے وہ گناہ نمودار ہُوئے جن سے وہ مَیدانی شہر برباد کیے گئے۔ اُن کی ناکارہ اور سُست زندگی نے اُنھیں شیطان کی آزمائشوں کا شکار بنا دیا اور اُنھوں نے خُدا کی شبیہ کو بگاڑ دیا اور بجائے الٰہی صورت کے وہ شیطانی صورت میں ڈھل گئے۔ کاہلی سب سے بڑی لعنت ہے جو انسان پر پڑسکتی ہے کیونکہ بدی اور جرائم اِس کا لازمی نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ سمجھ بگڑ جاتی ہے اور رُوح ذلیل ہوتی ہے۔ شیطان موقع کی تاڑ میں لگا رہتا ہے تاکہ ان لوگوں کو جو اس طرح غیر محفُوظ ہیں تباہ اور برباد کر دے۔ اُن کی فارغ البالی کی وجہ سے شیطان کو موقع مل جاتا ہے کہ نہایت دِلکش بھیس میں اُن کو بدی کی ترغیب دے۔ وہ کبھی اَیسا کامیاب نہیں ہوتا جیسا کہ وہ اُس وقت ہوتا ہے جب وہ بنی نوعِ اِنسان کی فرصت کی گھڑیوں میں اُن کے پاس آتا ہے۔

سُدوم میں عیش و نشاط، ناچ رنگ، ضیافتوں کی بھرمار اور شراب نوشی پائی جاتی تھی۔ سب سے قبیح اور وحشیانہ جذبات کُھلے بندوں عمل میں آتے تھے۔ وہاں کے باشندے برملا خُدا اور اُس کی شریعت کی مخالفت کرتے اور ظلم و تشدد کے کاموں میں خوشی مناتے تھے۔ حالانکہ اُنھوں نے طُوفان سے پہلے کی دُنیا کا حال سُنا تھا اور وہ اِس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ اُن کی تباہی کے لیے خُدا کا غضب کیونکر نازل ہُوا تاہم اُنھوں نے بھی بدی اور بُرائی کی وہی روش اختیار کی۔

سُدوم شہر کی طرف لُوط کی روانگی کے وقت بدکاری نے عالمگیر صُورت ہنوز اختیار نہ کی تھی اور خُدا نے اپنے رحم سے اَخلاقی تاریکی کے درمیان اپنے نُور کی شعاعوں کو چمکنے دیا۔ جب ابرہام نے عیلام کے بادشاہوں سے اس علاقہ کے قیدیوں کو رہا کیا تو ان لوگوں کی توجہ حقیقی مذہب کی طرف راغب کی گئی تھی۔ سدوم کے باشندے ابرہام سے واقف نہ تھے۔ وہ لوگ اَن دیکھے خُدا کے لیے اُس کی طرزِ عبادت

کو ہنسی اور مذاق میں اُڑایا کرتے تھے۔ لیکن بادشاہوں کے لشکرِ جرّار پر فتح پانے سے اور قیدیوں اور مالِ غنیمت کے متعلق اس کے فیاضانہ رُوح کے اظہار سے، اُن کے دلوں میں تعجّب اور قدر دانی پیدا ہوگئی۔ گو اُنھوں نے اُس کی ہوشیاری اور بہادری کی تعریف کی تاہم کوئی بھی اِس قائلیت کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا کہ الٰہی قوّت ہی نے اُسے فتح مند کیا۔ اُس کی شریفُ النفسی اور بے لوث رویہ جس سے سدُوم کے خود غرض باشندے بالکل ناآشنا تھے اِس بات کا ایک اور ثبوت تھا کہ اُس کا مذہب جس کی اُس نے اپنی وفاشعاری اور بلند حوصلگی سے تعظیم کی تھی اُن کے مذہب سے برتر ہے۔

ملکِ صدق نے ابرہام کو دُعا دیتے وقت خود تسلیم کیا تھا کہ یہوواہ ہی اُس کی قوّت کاراز اور فتح کا سبب ہے۔ اُس نے کہا" خُدا تعالیٰ کی طرف سے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے ابرہام مُبارک ہو اور مُبارک ہے خُدا تعالیٰ جس نے تیرے دشمنوں کو تیرے ہاتھ میں کر دیا" (پیدائش ۱۴: ۱۹، ۲۰) خُدا اُن لوگوں سے اپنے فضل و کرم کے وسیلہ سے کلام کر رہا تھا لیکن اُن لوگوں نے نُور کی آخری کرن کو ایسے ہی رد کر دیا جیسے اِس سے پہلے رد کیا تھا۔

سدُوم شہر کی آخری شب نزدیک آپہنچی۔ خُدا کے غضب اور اِنتقام کی تاریکی اُن کے اُس شہر پر جس کی ہلاکت مقرّر ہو چُکی تھی، چھاگئی تھی لیکن اُس کے باشندوں نے اِس بات کو نہ پہچانا۔ جس وقت آسمانی فرشتے تباہی اور بربادی کا پیغام لے کر اِس شہر کی طرف آگے بڑھ رہے تھے اُس وقت بھی سُدوم شہر کے باشندے اپنی اِقبال مندی اور عیش و عشرت کے خواب دیکھ رہے تھے۔ حسبِ معمُول روزِ آخر پہلے دِنوں کی طرح معرضِ وجُود میں آیا اور ختم ہوا۔ سارے شہر کی دِلکشی اور سکُون پر شام کے دُھندلکے کا پردہ چھاگیا۔ سُدوم شہر کا عدیمُ المثال حُسن اور رعنائی مغرب میں غروب ہوتے ہُوئے آفتاب کے ساتھ نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ رات کی دِلفریب خنکی میں شہر کے باشندے جو عیش و نشاط کے دلدادہ تھے اپنے گھروں سے باہر نکلے اور لُطف و سُرود

کی گھڑیاں منانے کے لیے اِدھر اُدھر پھرنے لگے۔

شام کے دُھندلکے میں شہر کے پھاٹک کے قریب سے دو اجنبی اشخاص کا گزر ہؤا۔ بظاہر وہ مسافر معلوم ہو رہے تھے جو ٹکنے کی غرض سے اِس شہر میں وارد ہُوئے تھے۔ ان سیدھے سادے مُسافروں کی چال ڈھال سے کوئی اس بات کی تشخیص نہ کر سکا کہ وہ الٰہی قہر و عتاب کے زور آور پیامبر ہیں اور غافل اور مسرُور گروہ میں سے کسی نے ذرا بھی یہ خیال نہ کیا کہ اِن آسمانی پیامبروں کے ساتھ اِس طرح بدسلوکی کرنے سے اُن کی بدی اور بُرائی کا پیالہ اُس تلچھٹ سے لبریز ہو رہا ہے جس کے سبب سے وہ شہر اپنی ہلاکت کو پُہنچا تھا۔ تاہم وہاں ایک شخص موجُود تھا جس نے اِن اَجنبی اشخاص پر نظرِ کرم ڈالتے ہُوئے اُنھیں اپنے گھر میں آنے کی اجازت دی۔ لُوط گو اُن کی حقیقت سے آگاہ نہ تھا لیکن اَخلاق و مہمان نوازی جو اُس کا روزمرّہ کا دستورُالعمل تھا یہ اُس کے مذہب کا تقاضا تھا اور اِس ہدایت کو اُس نے اَبرہام کے نمونہ سے حاصل کیا تھا۔ اگر اُس نے اِس طرح سے ادب و احترام کرنے کا سبق نہ سیکھا ہوتا تو عین ممکن تھا کہ وہ بھی سُدوم کے باقی لوگوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا۔ بہت سے خاندانوں نے اَجنبی کو دیکھ کر بے توجہی کا مظاہرہ کرنے سے خُدا کے اَیسے پیامبر کو جو اُن کے لیے برکت، اُمید اور اطمینان لایا ہوتا، گھر میں نہ اُتارنے سے روک دیا ہے۔

ہماری زندگی کا ہر ایک فعل خواہ وہ کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو نیکی یا بدی کا حامل ہوتا ہے۔ اُن فرائض کی ادائیگی میں جو بظاہر سب سے ادنیٰ معلوم ہوتے ہیں وفاداری یا غفلت کا اظہار یا تو ہمارے لیے زندگی کی سب سے قیمتی برکات کا سبب ہوتا ہے یا بھاری لعنت کا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں ہی سے چال چلن کا صحیح اندازہ لگایا جاتا ہے۔ روزمرّہ کی زندگی میں حلیمی کا اظہار اور خوشی اور رضامندی کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کرنا خُدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔ ہمیں محض اپنے لیے نہیں بلکہ دُوسروں کے لیے بھی زندگی بسر کرنا ہے۔ فقط اپنے آپ کو

فراموش کر دینے، محبت کا اظہار کرنے اور دُوسروں کی مدد کے لیے رضامندی ہی سے ہماری زندگی دُوسروں کے لیے برکت کا باعث بن سکتی ہے ۔ ذرا سی مہربانیاں، گاہے گاہے تھوڑی بہت امداد بہت حد تک زندگی کو خوشحال بنانے میں ممد ہوتی ہے اور ان باتوں سے بے اِعتنائی برتنا اِنسان کے لیے بہت دُکھ و مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔

اُس بدسلوکی کے پیشِ نظر جو سدوم میں اُن اجنبیوں سے روا رکھی گئی، لُوط نے تہیّہ کیا کہ شہر میں اُن کے داخل ہوتے ہی اُنھیں اپنے گھر میں اُتارے اور مہمان نوازی کرنے سے اُن کی حفاظت کے فرائض اپنے ذمّہ لے لے۔ جس وقت وہاں سے اُن مسافروں کا گزر ہو رہا تھا وہ شہر کے پھاٹک پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُنھیں دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ سے اُٹھا تا کہ اُن کا اِستقبال کرے " اور زمین تک جُھکا اور کہا: اَے میرے خداوندو! اپنے خادم کے گھر تشریف لے چلیے اور رات بھر آرام کیجیے۔" (پیدائش ۱۹:۲) پہلے تو بظاہر اُنھوں نے اُس کی مہمان نوازی کی اِس دعوت کو قبول نہ کرتے ہُوئے کہا" نہیں ہم چوک ہی میں رات کاٹ لیں گے۔" (پیدائش ۱۹:۲) اُن کے اِس جواب میں دو مقاصد پنہاں تھے یعنی لُوط کی خلُوص قلبی کا اِمتحان کرنا اور ساتھ ہی سدوم کے لوگوں کی سرشت کے متعلق جان بُوجھ کر لاعلمی کا اظہار کرنا۔ گویا چوک میں شب بسری کرنے میں وہ ہر طرح سے محفوظ تھے۔ اُن کا جواب سُن کر لُوط نے اَور بھی مصمّم ارادہ کر لیا کہ وہ اُنھیں اِس شہر کے کمینے اور رذیل لوگوں کے رحم و ترس پر نہ چھوڑے۔ جب وہ بہت بضد ہوا تو وہ اُس کے ساتھ چلنے پر رضامند ہو گئے اور اُس کے گھر میں آئے۔

اُس کا اِرادہ تھا کہ وہ اِن مسافروں کو پیچدار راستہ کے ذریعہ اپنے گھر لے جا کر اُن کو آوارہ گرد لوگوں کی گرفت سے بچائے جو پھاٹک پر جمع تھے۔ اُن کی پس و پیش اور تاخیر اور لُوط کے مُسلسل اِصرار کے باعث لوگوں نے اُنھیں دیکھ لیا اور اُن کے رات کو آرام کرنے سے پہلے بے قابو ہجوم نے ہر طرف سے اُس گھر کو محصُور

کر لیا۔ یہ ایسی بڑی بھاری بھیڑ تھی جس میں نوجوان اور بڈھے یکساں بدی اور بُرائی کے نہایت گھنونے جذبات سے مُشتعل تھے۔ یہ مسافر لُوطؔ سے سَدوم شہر کے لوگوں کی سرشت کے متعلق گفت وشُنید کر رہے تھے اور لُوطؔ نے انھیں آگاہ کر دیا تھا کہ وہ اِس رات پھاٹک سے ہرگز باہر نہ نکلیں۔ عین اُسی وقت ہجوم کے شوروغل اور ہنسی مذاق کی آواز سُنائی دی جو اس بات کا مطالبہ کر رہے تھے کہ وہ اُن آدمیوں کو نکال کر اُن کے حوالے کر دے۔

اِس بات کو بخوبی جانتے ہُوئے کہ اگر یہ بھیڑ برانگیختہ ہو گئی تو وہ اُس کے کواڑ بھی توڑ ڈالے گی۔ لُوطؔ نے گھر سے باہر نکل کر ان لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کرتے ہُوئے یہ کہا "اے بھائیو! ایسی بدی تو نہ کرو (پیدائش ۱۹: ۷) لفظ "بھائیو" کے استعمال کی غرض یہ تھی کہ وہ پڑوسی سمجھتے ہُوئے انھیں اپنی طرف راغب کر کے اُن کے گھنونے مقاصد کی شرم دِلا سکے۔ لیکن اُس کی باتوں نے آگ پر تیل گرانے کا کام کیا۔ اُن کا غیظ وغضب طُوفان کی طرح شدید ہو گیا۔ اُنھوں نے لُوطؔ کا مضحکہ اُڑایا کہ یہ شخص ہم پر حکُومت جتاتا ہے اور اُسے اِس بات کی دھمکی دی کہ ہم تیرے ساتھ تیرے مہمانوں سے زیادہ بدسلُوکی کریں گے وہ اُس پر پل پڑے اور نزدیک آئے تاکہ اُس کی تکابوٹی کر دیں۔ اگر خُدا کے فرشتے اُسے نہ بچاتے تو یقیناً ایسا ہی ہوتا۔ اُن آسمانی پیامبروں نے ہاتھ بڑھا کر لُوطؔ کو اپنے پاس گھر میں کھینچ لیا اور دروازہ بند کر دیا۔

اِن واقعات سے جو بعد کو رُونما ہُوئے لُوطؔ پر اُن مہمانوں کی حقیقت کھُلی جن کی اُس نے مہمان نوازی کی تھی "اُنھوں نے اُن مردوں کو جو گھر کے دروازے پر تھے، کیا چھوٹے کیا بڑے اندھا کر دیا۔ سو وہ دروازہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے"۔ (پیدائش ۱۹: ۱۱) اگر وہ اپنے دِل کی سختی کے باعث رُوحانی اور جسمانی لحاظ سے اِس طرح اندھے نہ کر دیئے جاتے تو ممکن تھا کہ خُدا کے قہر کے باعث اپنے گھنونے کاموں سے باز آجاتے۔ یہ آخری رات اُن کے گناہوں کے اعتبار سے پہلے کی نسبت کسی طرح مختلف نہ تھی لیکن خُدا کے رحم نے جس کی مُدتوں تحقیر کی گئی تھی

آخر کار اُن کے لیے اِلتماس کرنا چھوڑ دیا۔ سُدوم کے باشندے الٰہی برداشت کی حد سے تجاوز کر چکے تھے یعنی "وہ پوشیدہ حد جو خُدا کے صبر اور اُس کے قہر کے درمیان پائی جاتی ہے۔ اُس کے قہر کی آگ سدیم (سُدوم) کی وادی میں بھڑک اُٹھنے کو تھی۔"

فرشتوں نے لُوط سے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا: "ہم اِس مقام کو نیست کریں گے اِس لیے کہ اُن کا شور خُداوند کے حُضور بہت بلند ہُؤا اور خُداوند نے ہمیں اُسے نیست کرنے کو بھیجا ہے۔" (پیدائش ۱۹: ۱۳) وہ اجنبی جن کو لُوط نے پناہ دینے کی کوشش کی تھی اب اُس کو پناہ دینے کا یقین دلاتے ہیں اور اُس کے خاندان کے تمام افراد کو جو اِس بدکار شہر سے اُس کے ساتھ بھاگنے کو تیار ہوں بچانے کا وعدہ کرتے ہیں۔ ہجُوم تھک کر وہاں سے روانہ ہو چُکا تھا اور لُوط اپنے بیٹے بیٹیوں کو آگاہ کرنے کی غرض سے باہر نِکلا۔ اُس نے فرشتوں کی کُل باتیں دُہرائیں کہ "اُٹھو اور اِس مقام سے نِکلو۔ کیونکہ خُداوند اِس مقام کو نیست کرے گا۔" لیکن وہ اُن کی نظر میں مُضحِک سا معلوم ہُؤا۔ اُنھوں نے اُس کا مذاق اُڑایا اور محض وہم و گمان سے بھرے ہُوئے خوف سے تعبیر کیا۔ اُس کی بیٹیاں اپنے شوہروں کے زیرِ اثر تھیں۔ وہ سب اپنی اپنی جگہوں میں خُوش تھے۔ اُنھیں خطرے کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔ سب کچھ حسبِ معمُول نظر آ رہا تھا۔ وہ بڑے مالدار تھے اور اُنھیں یہ یقین نہیں آتا تھا کہ سُدوم کے خُوبصورت شہر کو اِس طرح تباہ کیا جائے گا۔

لُوط غمزدہ ہو کر اپنے گھر کو لَوٹا اور اُس نے اپنی ناکامی کا ماجرا کہہ سُنایا۔ تب فرشتوں نے اُسے حکم دیا کہ اپنی بیوی اور دونوں بیٹیوں کو جو ابھی تک تیرے گھر میں ہیں، ساتھ لے کر شہر سے نکل جا۔ لیکن لُوط نے دیر لگائی۔ حالانکہ وہ اُن کے غیر شرعی کاموں کو دیکھ دیکھ کر اور سُن سُن کر گویا ہر روز اپنے سچّے دل کو شکنجے میں کھینچتا تھا تو بھی اُسے اُس ذلّت آمیز اور نفرت انگیز بدی کا صحیح اندازہ نہ تھا جو اِس بدکار شہر میں کی جاتی تھی۔ اُسے پُورا پُورا احساس نہ تھا کہ اِس شہر میں گُناہ کا خاتمہ کرنے

کے لیے خُدا کے قہر کا نازل ہونا ضروری ہے۔ اُس کے بعض بیٹے اور بیٹیاں سدُوم میں رہنے پر مُصر تھے اور اُس کی بیوی اُن کے بغیر شہر کو چھوڑنے پر رضامند نہیں تھی۔ لُوط کے لیے اُنھیں جو اسے اِس دُنیا میں بے حد عزیز تھے، چھوڑنا ناقابِل برداشت معلوم ہوا۔ اُس کے لیے اپنے عالی شان گھر کو اور اُس بڑی دولت کو جو اُس نے ساری عمر محنت کر کے حاصل کی تھی چھوڑنا اور نادار مُسافر کی حیثیّت میں وہاں سے نکلنا بہُت مُشکل تھا۔ شدّتِ غم سے اُس نے پس و پیش کی اور دیر لگائی اور اُس کے جی نے شہر کو چھوڑنا نہ چاہا۔ خُداوند کے فرشتوں کی مدد کے بغیر وہ سب کے سب سُدوم میں جل کر راکھ ہو جاتے۔ آسمانی پیامبروں نے اُس کا اور اُس کی بیوی کا اور دونوں بیٹیوں کا ہاتھ پکڑا اور اُنھیں شہر سے باہر لے گئے۔

اُنھیں وہیں چھوڑ کر فرشتے تباہی کا فریضہ انجام دینے کے لیے سُدوم کو واپس گئے۔ تب ایک اَور ہستی یعنی وہ جس سے ابرؔہام نے رہائی کے لیے سفارش کی تھی، لُوط کے قریب آئی۔ اِس ساری ترائی کے شہروں میں دس راستباز بھی نہ پائے گئے، لیکن آبائی بزرگ کی دُعا کے جواب میں واحد شخص جو خُدا سے ڈرتا تھا تباہی سے بچا لیا گیا۔ خوفزدہ کرنے والی شدّت کے ساتھ اُسے حکم ملا کہ "اپنی جان بچانے کو بھاگ، نہ تو پیچھے مُڑ کر دیکھنا، نہ کہیں میدان میں ٹھہرنا۔ اُس پہاڑ کو چلا جا، اَیسا نہ ہو کہ تو ہلاک ہو جائے۔" (پیدائش ۱۹: ۱۷) اب پس و پیش کرنا یا دیر لگانا ہلاکت کا باعث تھا۔ اِس شہر پر جس کی ہلاکت مقرّر ہو چُکی تھی ایک ہی حسرت بھری نظر ڈالنا اور اپنے عالی شان گھر کے چھوڑ دینے کے غم میں فقط ایک لمحہ کے لیے تاخیر کرنا بھی اُن کی مَوت کا باعث ثابت ہوتا۔ الٰہی غضب کا طوفان اِس لیے رُکا رہا کہ یہ بے کس مفرور اپنی جان بچا سکیں۔

لیکن لُوط نے خَوف و ہراس کی حالت میں اِلتجا کی کہ مَیں اِس حُکم کے مطابق نہیں کر سکتا۔ اَیسا نہ ہو کہ مجھ پر مصیبت آ پڑے اور مَیں مر جاؤں۔ اِس بدکار شہر میں بے ایمان لوگوں کے درمیان رہ کر اُس کا اِیمان کمزور ہو چُکا تھا۔ حالانکہ آسمان کا

شہزادہ اُس کے پاس ہی کھڑا تھا تو بھی اُس نے اپنی زندگی کی حفاظت کے لیے خُدا سے اِس طرح اِلتماس کی گویا وہ خُدا جس نے اُس کے لیے اِس قدر محبّت کا اظہار کیا تھا اور اُس کی جان کی حفاظت کی، اب اُس کی حفاظت نہیں کرے گا۔ اُسے خداوند پر کامل بھروسہ ہونا چاہیئے تھا اور اپنی مرضی اور زندگی بغیر کسی شک وسوال کے، اُسی کے ہاتھوں میں سونپ دینی چاہیئے تھی۔ لیکن بیشتر لوگوں کی طرح اُس نے اپنے بچاؤ کے لیے خود ہی یہ تجویز کی۔" دیکھ یہ شہر ایسا نزدیک ہے کہ وہاں بھاگ سکتا ہوں اور یہ چھوٹا بھی ہے۔ اجازت ہو تو مَیں وہاں چلا جاؤں۔ وہ چھوٹا سا بھی ہے اور میری جان بچ جائے گی۔" (پیدائش ۱۹: ۲۰) وہ شہر جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے بیلا تھا، جس کا نام بعد میں ضُغر پڑا۔ یہ سدُوم سے چند میل کے فاصلہ پر تھا اور اُسی طرح بدکاری سے پُر تھا اور اُس پر بربادی کا فتویٰ لگ چُکا تھا لیکن لُوط نے درخواست کی کہ اُسے تباہ نہ کیا اور اِس بات پر زور دیا کہ یہ تو چھوٹی سی بات ہے۔ چنانچہ اُس کی خواہش پُوری کی گئی۔ خُداوند نے اُسے یقین دلاتے ہوئے فرمایا۔" دیکھ مَیں اِس بات میں بھی تیرا لحاظ کرتا ہوں کہ اِس شہر کو جس کا تو نے ذکر کیا غارت نہیں کروں گا۔" (پیدائش ۱۹: ۲۱) آہ! خُدا اپنی خطاکار مخلوق پر کس قدر ترس کھاتا ہے!

ایک بار پھر یہ سنجیدہ حکم دیا گیا کہ جلدی کر کیونکہ آگ کا طُوفان تھوڑی ہی دیر کے لیے روکا جا سکتا تھا۔ لیکن بھاگنے والوں میں سے ایک نے مُڑ کر تباہ ہونے والے شہر پر نظر کی اور وہ خُدا کے قہر کی یادگار بن کر رہ گئی۔ اگر لُوط خود فرشتوں کی آگاہی کے مطابق فرمانبرداری کرنے میں پس و پیش نہ کرتا، بلکہ کوئی دلیل پیش کیے بغیر پہاڑوں کی طرف بھاگ جاتا تو اُس کی بیوی بھی سلامتی سے جائے پناہ تک پہنچ جاتی۔ اُس کے نمونہ کا اثر اُسے اِس گناہ سے بچا لیتا جس نے اُس کی تباہی پر مَوت کی مُہر ثبت کر دی۔ لیکن اُس کی پس و پیش اور تاخیر کی وجہ سے اُس نے الٰہی فرمان کی چنداں پروا نہ کی۔ گو جسم کے اِعتبار سے وہ میدان میں تھی تاہم اُس کا دِل ہنوز سدُوم پر لگا ہوا تھا اور وہ اُسی کے ساتھ تباہ ہو گئی۔ اُس نے خُدا کے خلاف

بغاوت کی کیونکہ اُس کا قہر اُس کے مال و جائداد اور اُس کی اولاد پر نازل ہُؤا تھا۔ اگرچہ خُدا نے اُسے بدکار شہر سے باہر نکالنے میں اُس پر بڑا احسان کیا تھا تو بھی اُس نے محسُوس کیا کہ اُس پر ظلم ہو رہا ہے، کیونکہ اُسے وہ دولت جسے جمع کرنے میں اُسے بہت سال لگے تھے برباد ہونے کے لیے چھوڑنا پڑی۔ بجائے شُکرگزاری کے ساتھ اپنی رہائی قبول کرنے کے اُس نے مُتکبرانہ انداز سے پیچھے نگاہ ڈالنے سے اُن لوگوں کی زندگی کے بچانے کی آرزو کی، جنھوں نے خداوند کی آگاہی کو رد کر دیا تھا۔ اُس کے گُناہ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ زندگی جیسی نعمت کے لائق نہ تھی۔ کیونکہ اُس کے دل میں اُس کے بچاؤ کے لیے شکرگزاری کا کوئی احساس نہ تھا۔

ہمیں اپنی نجات کے قیمتی انتظام کو جو خُدا شفقت سے ہمارے لیے کرتا ہے، بے قدری کی نگاہ سے دیکھنے میں خبردار ہونا چاہیئے۔ ایسے مسیحی بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں "مَیں اپنے ساتھی اور بچّوں کے بغیر نجات حاصل کرنا نہیں چاہتا۔" وہ یہ محسُوس کرتے ہیں کہ اپنے نہایت ہی عزیز رشتے داروں کے بغیر آسمان کی خُوشیوں میں داخل ہونا بے لُطف ہو گا، لیکن وہ جو اِس قسم کے خیالات کی پَیروی کرتے ہیں۔ خُدا کی بڑی مہربانی اور رحم کے پیش نظر، خُدا کے ساتھ اپنے تعلق کے نظریہ کو صحیح طور پر سمجھتے ہیں؟ کیا وہ بھُول گئے ہیں کہ وہ محبّت، تعظیم اور وفا شعاری کی مضبُوط ترین ڈوریوں سے اپنے خالق اور فدیہ دینے والے اور اُس کی خدمت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ رحم کی بُلاہٹیں سب کے لیے یکساں ہیں اور چُونکہ ہمارے دوست، نجات دہندہ کی محبّت بھری التجا کو ٹھکرا دیتے ہیں، کیا ہم بھی اُسے ٹھکرا دیں؟ جان کا فدیہ نہایت قیمتی ہے۔ مسیح نے ہماری نجات کے لیے بیش بہا قیمت ادا کی ہے۔ اور کوئی شخص جو اِس بے نظیر قُربانی یا کسی رُوح کی قدر و قیمت کا احساس کرتا ہے خُدا کے اِس رحم کو محض اِس لیے نہیں ٹھکرائے گا کہ دُوسرے اُسے ردّ کر دیتے ہیں۔ یہ حقیقت کہ دُوسرے لوگ اُس کے صحیح مُطالبات کو رد کر رہے ہیں ہم میں زیادہ بیداری کا باعث ہونی چاہیئے تاکہ ہم خود خُداوند کی تعظیم کریں اور جتنوں پر ہم اثر ڈال سکتے ہیں انھیں

اُس کی محبّت کو قبول کرنے کی طرف راغب کریں۔

"زمین پر دُھوپ نکل چکی تھی اور لُوطؔ ضُغر میں داخل ہوا" صُبح کی نورانی شعاعیں اِس وسیع میدان کے لیے فارغ البالی اور صُلح سلامتی کا پیغام لے کر نمودار ہوئیں۔ شہروں کے گلی کوچوں میں زندگی کے مختلف مشاغل کی رونق اور چہل پہل شروع ہُوئی۔ وہاں کے باشندے مختلف دھندوں میں زندگی کی رنگ رلیوں اور فکر دل میں مصرُوف ہونے لگے۔ لُوطؔ کے داماد آگاہی اور دہشت کے پیغام کی جو اُن کے سُسر نے اُنھیں دیا تھا، تضحیک اور مذاق کرنے میں لُطف اندوز ہو رہے تھے کہ دفعتۃً غیر متوقع طور پر جب کہ مطلع صاف تھا، گرج اور گھن کا طُوفان برپا ہوا خُدا نے آسمان سے اُن پر آگ اور گندھک برسائی، اور میدان کے رونق دار شہروں اور وسیع و کُشادہ میدان کے محلّوں، مندروں، شان دار قیام گاہوں، باغوں، تاکستانوں کو جلا ڈالا اور عیش و عشرت اور لُطف و سرود کا دلدادہ گروہ جس نے ایک رات قبل آسمانی قاصدوں کی تذلیل و توہین کی تھی، کُلّھم خاکستر ہوگیا۔ آگ کی اِس تباہی کے منظر سے دھواں آسمان کی طرف ایسے اُٹھنے لگا جیسے بھٹّی کا دُھواں سدّیم (سدُوم) کی خُوبصورت وادی تباہ اور غارت ہوگئی جو اِس کے بعد نہ کبھی آباد ہونے کو تھی اور نہ ہی اِس میں کوئی بسنے کو تھا۔ یعنی تمام پُشتوں کے لیے ایسی گواہی جس سے خُدا کی شریعت کی مخالفت کرنے والوں پر خُدا کے قہر و عتاب کا نازل ہونا یقینی ہے۔

ترائی کے باشندوں کو بھسم کرنے والے شُعلے ہمارے زمانے کے لیے آگاہی کا پیغام رکھتے ہیں۔ ہمیں سنجیدہ اور خوفناک سبق سکھایا گیا ہے کہ خُدا کا رحم و ترس شرع کے مخالفوں کی برداشت کرتا ہے۔ تاہم اُن کے لیے ایک حد مقرر ہے جس سے آگے ایسے گنہگار بڑھ نہیں سکتے جب وہ اِس حد تک پہنچ جاتے ہیں تب رحم کی پیش کش واپس لے لی جاتی ہے اور قہر کا نزُول شروع ہو جاتا ہے۔

دُنیا کا فدیہ دینے والے نے فرمایا ہے کہ دُنیا میں سدُوم اور عمُورہ کے اُن

گُناہوں کی نسبت جن کی وجہ سے وہ برباد ہوئے اب زیادہ بڑے گناہ پائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو خوشخبری کو جو گنہگاروں کو توبہ کی دعوت دیتی ہے سُنتے ہیں لیکن اُس پر عمل نہیں کرتے۔ خُدا کی حضوری میں وادیٔ سدیم کے باشندوں سے کہیں زیادہ خطاکار ہیں۔ اِس کے مقابلہ میں اُن لوگوں کے گناہ جو خُدا سے واقف ہونے اور اُس کے احکام پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تاہم اپنی روزمرّہ کی زندگی اور چال چلن سے یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں، زیادہ گھنونے ہیں۔ نجات دہندہ کے فرمان کی روشنی میں سدوم کا حشر نہ صرف گناہ کے مجُرموں کے لیے بہت سنجیدہ فہمائش کا پیغام ہے بلکہ اُن سبھوں کے لیے بھی یہ اتنا ہی اہم ہے۔ جو آسمانی نُور اور نعمتوں کی حقارت کرتے ہیں۔

اِفسس کی کلیسیا کو خُدا کے برحق گواہ نے یُوں فرمایا ہے۔ "مجھ کو تجھ سے یہ شکایت ہے کہ تو نے اپنی پہلی سی محبّت چھوڑ دی۔ پس خیال کر کہ تُو کہاں سے گرا ہے اور توبہ کر کے پہلے کی طرح کام کر اور اگر تُو توبہ نہ کرے گا تو مَیں تیرے پاس آکر تیرے چراغ دان کو اُس کی جگہ سے ہٹا دونگا۔" (مکاشفہ ۲: ۴-۵) نجات دہندہ اپنی محبّت اور مغفرت کی بخششوں کے صلہ میں زیادہ بڑے رحم اور ترس کے ساتھ قدر دانی کا منتظر ہے بہ نسبت زمینی والدین کی محبّت کے جو اُن کے دِلوں میں اپنے باغی اور دُکھی بیٹے کو معاف کرنے کے لیے مَوجزن ہوتی ہے۔ گُم گشتہ انسان کے لیے اُس کے دل میں سے یہ آواز نکلتی ہے۔ "تم میری طرف رجُوع ہو تو مَیں تمھاری طرف رجُوع ہوں گا۔" (ملاکی ۳: ۷) لیکن اگر گنہگار لگاتار طور پر اِس آواز کی طرف توجّہ نہ دے جو اُسے محبّت بھرے انداز سے پکارتی ہے تو وہ آخر کار تاریکی میں چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ دِل جو بہت دیر تک خُدا کے رحم کی بے قدری کرتا ہے گناہ کے سبب سے سنگین ہو جاتا ہے اور آخر کار خُدا کے فضل کی تاثیر سے بے بہرہ ہو جاتا ہے۔ اُن اشخاص کا حشر بہت ہی غمناک ہوگا جن کے متعلق نجات دہندہ بادلِ نخواستہ یُوں کہے گا" وہ بُتوں سے مل گیا ہے۔ اُسے چھوڑ دو۔" (ہوسیع ۴: ۱۷) عدالت کے دن اِن شہروں کا حال اُن لوگوں کے مقابلہ میں جنھوں نے مسیح کی محبّت کو پہچان کر

دُنیا کے گناہوں کی لذّت اُٹھانے کو بہتر جاننا زیادہ برداشت کے لائق ہوگا۔

تم جو دیر سے خُدا کے رحم کی حقارت کرتے آئے ہو اپنے گناہوں کی اُس لمبی چوڑی فہرست کا خیال کرو جو تمہارے خلاف آسمانی کتابوں میں درج ہے۔ کیونکہ آسمان میں ہر قوم، قبیلہ اور فرداً فرداً ہر ایک شخص کی ناپاکیوں کا حساب رکھا گیا ہے۔ جب تک عدالت جاری ہے خُدا دیر تک برداشت کرتا رہے گا اور توبہ کرنے اور معافی حاصل کرنے کے مواقع ملتے رہیں گے تاہم اَیسی گھڑی آ پہنچے گی جب حساب بند کیا جائے گا۔ جب ہر ایک کا فیصلہ ہو جائے گا اور جب ہر شخص کا انجام اپنے ہی اِنتخاب کے باعث مقرّر ہو جائے گا۔ تب سزا کا فتویٰ صادر کیا جائے گا۔

آج کل مذہبی اعتبار سے دُنیا میں اَیسے اَسباب پائے جاتے ہیں جو بہت دہشت کا باعث ہیں۔ خُدا کے رحم کو ٹھکرا دیا گیا ہے۔ بیشمار لوگ خُدا کی شریعت کو باطل کر کے "اِنسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔" (متی ۱۵: ۹) ہمارے مُلک کی بہت سی کلیساؤں میں کُفر و الحاد کا عنصر غالب ہے۔ یہ کُفر و الحاد بائبل مُقدّس کی کُھلم کُھلا تردید پر مشتمل نہیں، لیکن یہ مسیحیّت کے بھیس میں پھیلایا جارہا ہے اور اُس ایمان کی بیخ کنی کا سبب ہے جو بائبل میں خُدا سے صادر کیے ہُوئے مکاشفے میں پایا جاتا ہے۔ مذہبی گرم جوشی اور حقیقی زہد و پارسائی کی بجائے رسم پرستی زوروں پر ہے۔ اِس لیئے گمراہی اور نفس پرستی کا ہر کہیں دَور دَورہ ہے۔ مسیح خُداوند نے فرمایا تھا "جیسا لُوط کے دِنوں میں ہُوا تھا .... اِبنِ آدم کے ظاہر ہونے کے دِن بھی اَیسا ہی ہوگا۔" (لوقا ۱۷: ۲۸، ۳۰) دُنیا میں روزانہ رُونما ہونے والے واقعات اِس بات کی تصدیق کرتے ہیں اور اِس فرمان کی پُوری پُوری تکمیل ہیں۔ دُنیا تباہی کے لیے جلد تیار ہو رہی ہے۔ بہت جلد خُدا کی آفتیں نازل کی جائیں گی اور گناہ اور گنہگار دونوں بھسم کیے جائیں گے۔

نجات دہندہ نے اپنے لوگوں کو آگاہ کیا تھا۔ "خبردار رہو۔ اَیسا نہ ہو کہ تمہارے دل خُمار اور نشے بازی اور اِس زندگی کی فکروں سے سُست ہو جائیں اور وہ دِن

تم پر پھندے کی طرح ناگہاں آ پڑے کیونکہ جتنے لوگ رُوئے زمین پر موجُود ہوں گے اُن سب پر وہ اِسی طرح آ پڑے گا۔" (لوقا ۲۱: ۳۴-۳۶) اُن تمام پر جن کی دلچسپی اِس دُنیا کی چیزوں سے وابستہ ہے۔" پس ہر وقت جاگتے اور دُعا کرتے رہو تاکہ تم کو اُن سب ہونے والی باتوں سے بچنے اور ابنِ آدم کے حضُور کھڑا ہونے کا مقدُور ہو۔" (لوقا ۲۱: ۳۴-۳۶)

سُدوم کی تباہی سے پہلے خُدا نے لُوط کے لیے یہ پیغام بھیجا۔" اپنی جان بچانے کو بھاگ۔ نہ تو پیچھے مُڑ کر دیکھنا نہ کہیں میدان میں ٹھہرنا۔ اُس پہاڑ کو چلا جا تا نہ ہو کہ تُو ہلاک ہو جائے۔" (پیدائش ۱۹: ۱۷) یرُوشلیم کی تباہی سے پہلے یہی آواز یسُوع مسیح کے شاگردوں نے بھی سُنی۔" جب تم یرُوشلیم کو فوجوں سے گھرا ہُؤا دیکھو تو جان لو کہ اُس کا اُجڑ جانا نزدیک ہے۔ اُس وقت جو یہُودیہ میں ہوں پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔" (لوقا ۲۱: ۲۰-۲۱) اُنھیں یہ ہدایت تھی کہ اپنی ملکیت میں سے کسی چیز کو لینے کی کوشش نہ کریں لیکن بھاگنے کے موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

اِس سے نکلنے کی بھی راہ تھی یعنی دُنیا سے بالکُلیہ طور پر علیحدگی اختیار کرنا اور اپنی جان کو بچانا۔ یہی حال نُوح کے دِنوں کا تھا، یہی حال لُوط کے زمانہ کا تھا اور یہی حال یرُوشلیم کی تباہی سے پہلے شاگردوں کا بھی تھا اور ایسا ہی حال آخری دنوں میں بھی ہو گا۔ ایک بار پھر خُدا کی طرف سے آگاہی کا پیغام نازل ہوتا ہے جو اُس کے لوگوں کو حُکم دیتا ہے کہ دُنیا میں پھیلی ہوئی بدی سے اپنے آپ کو الگ رکھیں۔

مذہبی اعتبار سے دُنیا کے آخری ایّام میں جس بدی اور برگشتگی کا دَور دَورہ ہو گا اُس کا منظر یُوحنّا نبی نے بابل کی رؤیا میں اِس طرح پیش کیا ہے۔" وہ بڑا شہر ہے جو زمین کے بادشاہوں پر حکُومت کرتا ہے۔" (مکاشفہ ۱۷: ۱۸) اُس کی بربادی سے پہلے آسمان پر سے یہ آگاہی دی جائے گی کہ" اَے میری اُمّت کے لوگو! اُس میں سے نکل آؤ تاکہ تم اُس کے گناہوں میں شریک نہ ہو اور اُس کی آفتوں میں سے کوئی تم پر نہ آ جائے۔" (مکاشفہ ۱۸: ۴) جیسا نُوح اور لُوط کے دِنوں میں تھا آج کل

بھی گُناہ اور گنہگاروں میں نمایاں اِمتیاز ہونا چاہیئے۔ خُدا اور دُنیا کے مابَین میل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی دُنیاوی مال و دَولت کے حصُول کے لیے رُخ بدلا جا سکتا ہے۔ کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔" (متی ۶ : ۲۴)

وادیٔ سدّیم کے باشندوں کی طرح فی زمانہ دُنیا کے لوگ اِقبال مندی اور امن و چین کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ خُدا کے فرشتوں کی آگاہی یہ ہے "اپنی جان بچانے کو بھاگ"۔ لیکن دُوسری آوازیں بھی سُنائی دیتی ہیں کہ "ہراساں نہ ہو۔ بیزار ہونے کا کوئی سبب نہیں"۔ بیشتر لوگ "سلامتی اور امن" کا چرچا کر رہے ہیں اور خُدا یہ اعلان کرتا ہے کہ شریعت کے عدُول کرنے والوں پر ناگہانی آفت آئے گی۔ اپنی تباہی سے پہلے شب کی تاریکی میں ترائی کے لوگ عیش و نشاط کی گھڑیوں سے لُطف اندوز ہو کر خُدا کے پیامبروں کی آگاہی کی تضحیک کر رہے تھے۔ لیکن شعلوں نے ان ہنسی مذاق کرنے والوں کو بھسم کر دیا۔ اُسی رات کو شہر سدُوم کے شریر اور لاپرواہ باشندوں کے لیے رحم کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔ خُدا ہمیشہ ٹھٹھوں میں اُڑایا نہیں جاتا اور دیر تک اُس کی حقارت نہیں کی جا سکتی۔" دیکھو خُداوند کا وہ دن آتا ہے جو غضب میں اور قہرِ شدید میں سخت درشت ہے تاکہ ملک کو ویران کرے اور گنہگاروں کو اُس پر سے نیست و نابُود کر دے۔" (یسعیاہ ۱۳ : ۹) دُنیا کے بیشتر لوگ خُدا کے رحم کو رد کر دیں گے اور اپنی زبُوں حالی اور جلد ظہور پذیر اور ناقابلِ بحال تباہی سے غرق ہوں گے۔ لیکن وہ لوگ جو اِس آگاہی کی طرف متوجّہ ہوں گے "حق تعالےٰ کے پردہ میں" رہیں گے اور "قادرِ مُطلق کے سایہ میں سکُونت" کریں گے۔ (زبُور ۹۱ : ۱، ۴، ۱۶) اُس کی سچائی اُن کی ڈھال اور سپر ہوگی۔ اُن کے لیے خُداوند نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ "میں اُسے عمر کی درازی سے آسُودہ کروں گا اور اپنی نجات اُسے دکھاؤں گا۔

لُوط ضُغر میں تھوڑی دیر مقیم رہا۔ بدی اور بُرائی نے وہاں بھی سدُوم کی طرح دہشت ناک ترقی کی، اور لُوط اِس بات کے خوف سے کہ کہیں یہ شہر بھی غارت نہ ہو

جائے۔ وہاں رہنے سے گھبرانے لگا۔ اِس کے تھوڑا عرصہ بعد ضُغر بھی آگ سے بھسم ہوا اور یہ خُدا کے اِرادہ کے عین موجب تھا۔ لُوط نے وہاں سے نکل کر پہاڑوں کی راہ لی اور ایک غار میں رہنے لگا۔ اُس کے پاس اب کچھ بھی باقی نہیں تھا، اُس نے اپنے اثاثہ کو محفوظ رکھنے کی غرض سے اپنے خاندان کو اِس بدکار شہر کے گندے ماحَول میں ٹھہرانے کی جُرأت کی تھی۔ لیکن سُدُوم کی لعنت نے اُس کا یہاں بھی تعاقُب کیا۔ اُس کی بیٹیوں کی بدچلنی اِس گندے شہر کے لوگوں سے رفاقت رکھنے کا نتیجہ تھی۔ اِس شہر کے گندے ماحَول اور گھنونے اثرات نے اُن کے چال چلن میں اِس قدر سرایت کی کہ اُن کے لیے بدی اور بھلائی میں اِمتیاز کرتا ناممکن ہو گیا۔ لُوط کی اَولاد جو محض موآبیوں اور عمونیوں ہی پر مشتمل تھی نہایت ہی ناپاک، بُت پرست اور خُدا کے خلاف بغاوت کرنے والی قومیں تھیں اور اُس کے لوگوں کی جانی دشمن تھیں۔

ابرہام اور لُوط کی زندگی میں کتنا نمایاں فرق تھا! کبھی وہ زمانہ تھا جب وہ دونوں ایک دُوسرے کے ساتھی تھے۔ وہ ایک ہی مذبح پر قربانی گُزرانتے اور اپنی مُسافرت کے اَیام میں ایک دُوسرے کے قریب میں خیمہ زنی کیا کرتے تھے لیکن اِس وقت جُدائی کی خلیج کتنی گہری ہو چکی تھی۔ لُوط نے عیش و عشرت اور نفع کی خاطر سُدُوم کے علاقہ کا اِنتخاب کیا تھا۔ اُس نے ابرہام کے مذبحے اور زندہ خُدا کے لیے روزانہ قربانی گُزراننے کی رسم کو ترک کر کے اپنی اَولاد کو بُت پرست اور ناپاک لوگوں سے راہ و ربط قائم کرنے دیا۔ تاہم اُس کے دِل میں خُدا کا خوف باقی تھا۔ اُس کے متعلق نوشتوں میں یُوں مرقُوم ہے کہ وہ راستباز اور خُدا کے بندے کی حیثیت سے اُس طرزِ کلام سے جو وہ روزانہ سُنا کرتا تھا دِق آ چکا تھا اور اُس ظلم و تشدّد اور جرائم کے ہاتھوں بہت نالاں تھا جن کی روک تھام اُس کے بس کی بات نہیں تھی۔ آخرکار وہ اُس "لکٹی کی طرح جو آگ سے نکالی گئی (زکریاہ ۳:۲) بچا لیا گیا۔ تاہم اس کا سارا مال اُس کے ہاتھوں سے چھِن گیا۔ وہ اپنی بیوی اور بچّوں کے لیے ماتم کرتا رہا، درندوں

کی طرح غاروں میں رہائش اِختیار کی اور اپنی ضعیف العمری میں وہ بدنام اور رُوسیاہ ہُوا۔ وہ دُنیا میں راست باز نسل کا بانی نہ ہُوا بلکہ دو بدکار اور بُت پرست قوموں کا باپ بنا جو خُدا کی دُشمن تھیں اور جو اُس کے لوگوں کے خلاف جنگ کرتی رہیں جب تک کہ اُن کا بدی کا پیالہ بھر نہ گیا اور اُن پر آخر کار بربادی کی مُہر نہ لگ گئی۔ ایک غلط قدم کے کس قدر ہولناک نتائج نکلے!

سلیمان کہتا ہے :" مالدار ہونے کے لیے پریشان نہ ہو۔ اپنی اِس دانش مندی سے باز آ" (اِمثال ۲۳: ۴) "نفع کا لالچی اپنے گھرانے کو پریشان کرتا ہے۔ پر وہ شخص جس کو رشوت سے نفرت ہے زندہ رہے گا" (اِمثال ۱۵: ۲۷) پولوس رسُول فرماتا ہے :" لیکن جو دولت مند ہونا چاہتے ہیں وہ ایسی آزمائش اور پھندے اور بہت سی بیہُودہ اور نقصان پہنچانے والی خواہشوں میں پھنستے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں غرق کر دیتی ہیں" (۱ تیمتھیس ۶: ۹)

جب لُوط سدوم میں داخل ہُوا تھا تو اُس کا پُورا ارادہ یہ تھا کہ اپنے آپ کو بدی سے علیحدہ رکھے اور اپنے خاندان کی صحیح طور پر رہنمائی کرے۔ لیکن وہ بالکل ناکام رہا۔ اِرد گرد کے گھنونے اثرات کا اُس کے اپنے ایمان پر بہت حد تک اثر پڑا اور سدوم کے باشندوں کے ساتھ اُس کی اولاد کے تعلق نے اُس کی دلچسپی کو اُن کی دلچسپی کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ اِس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔

آج کل بھی بہت سے لوگ یہی غلطی کر رہے ہیں۔ اپنے گھر کا اِنتخاب کرتے وقت وہ زیادہ تر دُنیوی مفاد کا خیال کرتے ہیں۔ اخلاقی اور معاشرتی اثرات کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو اُنھیں اور اُن کے خاندانوں کو محصُور کر لیتے ہیں۔ وہ کسی خُوبصورت اور زرخیز ملک کو پسند کر لیتے یا کسی تجارتی شہر میں زیادہ خُوشحالی اور فارغ البالی کے حصُول کی خاطر رہائش اِختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن اُن کے خاندان آزمائشوں میں گھر جاتے ہیں اور اکثر اوقات وہ ایسے تعلقات اور راہ و رسم پیدا کر لیتے ہیں جو اعلیٰ چال چلن اور نیکوکاری کی زندگی کی تعمیر اور ترقی میں بہت زیادہ رُکاوٹ کا باعث

ہوتے ہیں۔ بداخلاقی، بے ایمانی اور مذہبی باتوں میں لاپروائی کے عناصر اکثر والدین کے اثر کو زائل کر دیتے ہیں۔ والدین اور خُدا کے خلاف بغاوت کی مثالیں ہمیشہ نوجوانوں کے سامنے موجود رہتی ہیں اس لیے بہتیرے کافروں اور بے ایمانوں کے ساتھ رشتہ قائم کر لیتے ہیں اور خُدا کے دُشمنوں کے ساتھ اِلحاق کر لیتے ہیں۔

گھر کا اِنتخاب کرتے وقت خُدا چاہتا ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اُن مذہبی اور اَخلاقی اثرات و ماحَول کا لحاظ ہو جن میں ہم اور ہمارے خاندان محصُور ہوں گے۔ بعض اَوقات ممکن ہے کہ ہمارا ماحَول اَیسا نہ ہو جیسا کہ وہ ہونا چاہیئے۔ تو بھی اپنے فرائض کی انجام دہی میں جہاں کہیں ہم جائیں خُدا ہمیں بُرے اثرات سے محفوظ رکھیگا بشرطیکہ ہم جاگتے رہیں اور دُعا کرتے رہیں اور مسیح خُداوند کے فضل پر بھروسہ رکھیں لیکن ہمیں جان بُوجھ کر اپنے آپ کو بُرے اثرات یا ماحَول میں نہیں ڈالنا چاہیئے۔ جن سے ہمارے چال چلن پر مُضر اثر پڑے۔ جب ہم دیدہ دانستہ اپنے آپ کو دُنیوی اور کُفر و اِلحاد سے بھرے ہُوئے ماحَول میں ڈالتے ہیں تو ہم خُدا کو ناخوش کرتے ہیں اور مُقدّس فرشتوں کو اپنے گھروں سے نکال دیتے ہیں۔

جو لوگ اپنے بچّوں کے رُوحانی مفاد کو نظر انداز کر کے اُن کے لیے دُنیوی دولت و عزّت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ آخر کار اِس افسوس ناک نتیجہ تک پہنچیں گے کہ یہ مفاد درحقیقت ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ لُوطؔ کی طرح بہت سے لوگ اپنے بچّوں کو آنکھوں کے سامنے برباد ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور بمشکل اپنی جانیں بچاتے ہیں۔ اُن کا زندگی بھر کا کام رائیگاں جاتا ہے اور اُن کی زندگی افسوس ناک طور پر ناکام رہتی ہے۔ اگر وہ عقلمندی سے کام لیتے تو یہ ممکن ہے کہ اُن کے بچّوں کو دُنیوی اِقبال مندی تو کم حاصل ہوتی لیکن آسمان کی ابدی میراث اُن کے لیے یقینی ہو جاتی۔

خُدا نے جس میراث کا وعدہ اپنے لوگوں سے کیا ہے وہ اس دُنیا کی نہیں۔

ابرہام کو اِس دُنیا میں کوئی میراث نہ ملی یہاں تک کہ "قدم رکھنے کی بھی جگہ" (اعمال ۷: ۵) نہ ملی۔ وہ بہت مالدار تھا اور اُس نے وہ دولت خُداوند کے جلال اور اپنے ہم جنس انسانوں کی بہتری کے لیے اِستعمال کی لیکن اُس نے اِس دُنیا کو اپنا گھر نہ سمجھا۔ خُداوند نے اُسے اُس کے بُت پرست رشتہ داروں میں سے بُلایا تھا اور اُس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کِنعان کا ملک ہمیشہ کے لیے اُسے میراث کے طور پر دے گا تو بھی وہ میراث نہ اُسے ملی، نہ اُس کے بیٹے کو اور نہ اُس کے پوتے کو۔ جب اُسے مُردہ دفن کرنے کی جگہ کی ضرورت پڑی تو اُسے کنعانیوں کے ہاتھ سے مُول لینی پڑی۔ اِس موعُودہ زمین میں اُس کی اپنی میراث صرف مکفیلہ کے غار کی قبر تھی۔

لیکن خُدا کا کلام ناکام نہ ہُوا نہ ہی اہلِ یہود کے کِنعان پر قابض ہو جانے سے اُس کی پُوری تکمیل ہوئی۔ "پس ابرہام اور اُس کی نسل سے وعدے کیے گئے" (گلتیوں ۳: ۱۶) ابرہام کا بھی میراث پانے والوں میں شمار ہوتا ہے۔ خُدا کے وعدے کی تکمیل بظاہر بہت دیر سے ہوتی ہے کیونکہ خُداوند کے نزدیک ایک دن ہزار برس کے برابر ہے اور ہزار برس ایک دن کے برابر" (۲-پطرس ۳: ۸) ہوسکتا ہے کہ ہمیں دیری محسوس ہو لیکن مقررہ وقت پر" یہ جلد وقُوع میں آئے گی اور خطا نہ کرے گی۔" (حبقوق ۲: ۳) ابرہام اور اُس کی نسل سے جس اجر و انعام کا وعدہ کیا گیا ہے اُس میں صرف کنعان ہی ملک شامل نہیں بلکہ ساری دُنیا شامل تھی۔ رسُول یُوں فرماتا ہے۔ "کیونکہ یہ وعدہ کہ وہ دُنیا کا وارث ہوگا نہ ابرہام سے نہ اُس کی نسل سے شریعت کے وسیلہ سے کیا گیا تھا بلکہ ایمان کی راست بازی کے وسیلہ سے۔" (رومیوں ۴: ۱۳) بائبل مُقدّس میں صفائی سے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو وعدے ابرہام سے کیے گئے تھے اُن کی تکمیل مسیح کے وسیلہ سے ہوگی۔ وہ سب جو مسیح کے ہیں " ابرہام کی نسل اور وعدہ کے مُطابق وارث" بھی ہیں، ایک ایسی میراث کے وارث جو "غیر فانی اور بے داغ اور لازوال" ہے (گلتیوں ۳: ۲۹؛ ۱-پطرس ۱: ۴) یعنی وہ زمین جو گُناہ کی لعنت سے چھڑائی گئی۔" اور تمام آسمان کے نیچے سب مُلکوں کی سلطنت اور مملکت اور سلطنت کی حشمت

حق تعالیٰ کے مُقدّس لوگوں کو بخشی جائے گی۔" (دانی ایل ۷ : ۲۷) لیکن حلیم مُلک کے وارث ہوں گے اور سلامتی کی فراوانی سے شادمان رہیں گے۔" (زبُور ۳۷ : ۱۱)

خُدا نے ابرؔہام کو اس لازوال میراث کی رؤیا بخشی اور اِس اُمید سے وہ مُطمئن تھا۔" ایمان ہی سے اُس نے مُلکِ موعُود میں اِس طرح مُسافرانہ طور پر بُود و باش کی کہ گویا غیر مُلک ہے اور اِضحاق اور یعقوب سمیت جو اُس کے ساتھ اُسی وعدہ کے وارث تھے خیموں میں سکُونت کی کیونکہ وہ اُس پائیدار شہر کا اُمیدوار تھا جس کا معمار اور بنانے والا خُدا ہے۔" (عبرانیوں ۱۱ : ۹-۱۰)

ابرؔہام کی اولاد کے متعلّق لکھا ہے۔" یہ سب ایمان کی حالت میں مَرے اور وعدہ کی ہوئی چیزیں نہ پائیں مگر دُور ہی سے اُنھیں دیکھ کر خوش ہوئے اور اقرار کیا کہ ہم زمین پر پردیسی اور مُسافر ہیں۔" (عبرانیوں ۱۱ : ۱۳) ہمیں اِس زمین پر پردیسیوں اور مُسافروں کی حیثیّت سے بُود و باش کرنی چاہیئے اگر ہم اُس "بہتر یعنی آسمانی مُلک" کے وارث بننا چاہتے ہیں۔ (عبرانیوں ۱۱ : ۱۶) وہ جو ابرؔہام کی اَولاد ہیں اُنھیں اُس شہر کے مشتاق رہنا چاہیئے۔" جس کا معمار اور بنانے والا خُدا ہے۔"

اِضحاق کی شادی

ضعیفُ العمر ہونے کے سبب سے ابرہام اب قریبُ المرگ تھا تو بھی اُس کی اولاد کے لیے وعدہ کی تکمیل میں اب تک ایک کام باقی تھا۔ الٰہی انتظام کے مطابق اضحاق ہی کو خُدا کی شریعت کا محافظ اور خُدا کی برگزیدہ اُمّت کا باپ ہونے کے لیے مقرّر کیا گیا تھا لیکن تا حال اُس کی شادی نہ ہوئی تھی۔ کنعان کے باشندے بُت پرست تھے اور خُدا نے اُن کے ساتھ شادی بیاہ کرنا منع کر رکھا تھا کیونکہ اُن سے رشتہ ناتا جوڑنا گمراہی کا باعث تھا۔ یہ آبائی بزرگ اُن خراب کرنے والے اثرات کی وجہ سے مُتفکّر تھا جن میں اُس کا اکلوتا بیٹا محصُور تھا۔ ابرہام کے مُستقل ایمان اور اطاعت کا گہرا اثر اضحاق کے چال چلن پر پڑ چکا تھا اور وہ اپنے جذبات اور احساسات کے لحاظ سے بااصُول اور مضبُوط تھا۔ وہ شریف اور فرمانبردار تھا۔ اگر اُس کا رِشتہ کسی ایسے خاندان میں کر دیا جاتا جسے خُدا کا خوف نہ ہوتا تو خطرہ تھا کہ وہ اُن سے یگانگت قائم رکھنے کی غرض سے اُصول سے اِنحراف کر جاتا۔ ابرہام کے نزدیک اضحاق کے لیے بیوی کا صحیح چناؤ ایک نہایت سنجیدہ اور اہم مسئلہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ ایسی بیوی سے شادی کرے جو اُسے خُدا سے مُنحرف نہ کر دے۔

قدیم زمانہ میں عموماً والدین ہی اپنی اولاد کی شادی کا بندوبست کیا کرتے تھے اور یہی دستور خُدا کے پرستاروں میں بھی رائج تھا۔ کسی نوجوان کو کسی ایسے فرد سے شادی کرنے پر مجبُور نہیں کیا جاتا تھا جس سے وہ محبّت نہیں کر سکتا تھا لیکن اِس معاملہ میں کہ نوجوان اپنی محبّت کن پر نچھاور کریں، خُدا پرست، تجربہ کار والدین اُن کی رہنمائی کیا کرتے تھے جب اُن کی اولاد اِس اُصول کی خلاف ورزی کرنے کی جُرأت کرتی تھی تو اُسے والدین کی توہین اور سنگین جُرم خیال کیا جاتا تھا۔

اضحاق اپنے باپ کی دانش اور محبت پر اعتماد رکھتے ہوئے اِس معاملہ کو بغیر کسی شک و شبہ کے اُس کے ہاتھوں میں چھوڑتے پر مطمئن تھا کیونکہ اُس کو یقین تھا کہ خدا خود اِس چناؤ میں رہنمائی کرے گا۔ اِس آبائی بزرگ کا خیال اپنے باپ دادا کے ملک میسوپتامیہ کی طرف گیا۔ اگرچہ وہ بُت پرستی کے اثرات سے پورے طور پر محفوظ نہ تھے تو بھی اُن میں سچے خدا کا عرفان پایا جاتا تھا اور وہ اُسی کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اضحاق کو ملکِ کنعان چھوڑ کر اُن کے پاس نہیں جاتا تھا لیکن یہ ممکن تھا کہ اُن میں سے ایک ایسی لڑکی تلاش کی جائے جو اپنے خاندان کو خیر باد کہہ کر زندہ خدا کی پرستش کو قائم رکھنے میں اُس کے ساتھ شامل ہو سکے۔ ابرہام نے یہ ضروری کام اپنے گھر کے سال خوردہ نوکر کے سپرد کیا جو راست باز، تجربہ کار اور عقلمند آدمی تھا اور جس نے عرصہ دراز تک وفاداری سے اُس کی خدمت کی تھی۔ اُس نے اپنے نوکر سے خداوند کے حضور سنجیدہ قسم لی کہ وہ کنعانیوں کی بیٹیوں میں سے کسی کو اُس کے بیٹے سے نہ بیاہے گا بلکہ میسوپتامیہ سے نحور کے خاندان میں سے اضحاق کے لیے کنواری کا انتخاب کرے گا۔ اُس نے نوکر کو تاکیداً حکم دیا کہ میرے بیٹے اضحاق کو ہرگز وہاں نہ لے جانا۔ اور اگر کوئی کنواری اپنے رشتے داروں کو نہ چھوڑنا چاہے تو تُو میری اِس قسم سے چھوٹا۔ اِس بزرگ نے اِس مشکل اور اہم کام کی انجام دہی کے لیے اپنے نوکر کی ہمت افزائی کی اور اُسے یقین دلایا کہ خدا اِس کام میں اسے کامیابی عطا کرے گا۔"خداوند آسمان کا خدا جو مجھے میرے باپ کے گھر اور میری زادبوم سے نکال لایا........ وہی تیرے آگے آگے اپنا فرشتہ بھیجے گا۔" (پیدائش ۲۴:۷)

نوکر بلا تاخیر اپنے فرضِ منصبی کو انجام دینے کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ اُس نے اپنے قافلہ اور دلھن کے عزیزوں کے استعمال کے لیے جو ممکن تھا کہ برات کے ساتھ آئیں، دس اُونٹ لیے۔ نیز دلھن اور اُس کے عزیزوں کے لیے بہت سے تحائف لیے۔ تب وہ دمشق سے پرے ایک لمبے سفر پر چل پڑا۔ پرے جو مشرق کے بڑے

دریا فرات کے زرخیز میدانوں کی سرحد تک پہنچتا تھا۔ نحور کے شہر حاران میں پہنچ کر اُس نے شہر کی فصیل کے قریب ہی ایک کنوئیں کے پاس اُونٹوں کو بٹھایا جہاں شام کے وقت عورتیں پانی بھرنے کے لیے آتی تھیں۔ یہ وقت اُس کے لیے نہایت گہری فکرمندی کا وقت تھا۔ اُس کے اِنتخاب پر نہ صرف اُس کے آقا کے گھرانے ہی کی فلاح و بہبود کا اِنحصار تھا بلکہ آنے والی نسلوں کا بھی۔ لیکن ایک اجنبی مُلک میں وہ عقلمندانہ اِنتخاب کیونکر کر سکتا تھا؟ ابرہام کے اِن الفاظ کو یاد کرتے ہُوئے کہ "خُداوند تیرے آگے آگے اپنا فرشتہ بھیجے گا"۔ اُس نے رہنمائی اور حفاظت کے لیے نہایت دلسوزی سے دُعا کی۔ اپنے آقا کے گھر میں وہ ہر وقت مہربانی اور مہمان نوازی کا مظاہرہ کیا کرتا تھا اور اب اُس نے دُعا کی کہ جس لڑکی کو خُداوند نے چُنا ہے وہ اِس بات کو مہربانی کا سلُوک کرنے سے ظاہر کرے۔

ابھی دُعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ اُس کا جواب مل گیا۔ جو عورتیں کنوئیں پر پانی بھرنے آئی تھیں اُن میں ایک جوان لڑکی نے جو شائستگی اور مہربانی کا مجسّمہ نظر آتی تھی، اُسے فوراً اپنی طرف متوجّہ کر لیا۔ جونہی وہ کنوئیں سے آئی اجنبی اُس سے ملاقات کرنے کے لیے آگے بڑھا اور اُس گھڑے سے جو اُس کے کندھے پر دھرا تھا، پینے کو پانی مانگا۔ اِس درخواست کا بڑی شائستگی اور مہربانی سے جواب دیا گیا اور اِس کے ساتھ ہی یہ پیش کش بھی کی گئی کہ مَیں تیرے اُونٹوں کے لیے بھی پانی بھر بھر لاؤں گی۔ یہ ایک ایسی خدمت تھی جو عام طور پر سرداروں کی بیٹیاں اپنے باپ کے ریوڑوں اور گلّوں کے لیے بخوشی سرانجام دیا کرتی تھیں۔ لہٰذا جس نشان کے لیے دُعا کی گئی تھی وہ بعینہٖ اُسی طرح واقع ہوا۔ وہ لڑکی نہایت خُوبصورت تھی اور اُس کی مُستعِد مہربانی اور شائستگی سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ مہربان، جفاکش اور نہایت اعلیٰ سیرت کی تھی۔ یہاں تک خُدا نے اُس کی ہدایت اور رہنمائی کی۔ اُس کی مہربانی کا جواب قیمتی تحائف میں دیتے ہُوئے اُس اجنبی نے اُس لڑکی سے اُس کے آباؤ اجداد کے متعلق دریافت کیا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ ابرہام کے بھتیجے بیتوایل کی بیٹی ہے،

اُس آدمی نے جُھک کر خُداوند کو سجدہ کیا۔" (پیدائش ۲۴: ۲۶)

اِس آدمی نے اُس لڑکی کے باپ کے گھر میں مہمان بننے کی درخواست کی اور اپنی شکرگُزاری کے کلمات میں اُس نے ابرہام سے اپنا تعلق واضح کر دیا۔ گھر پُہنچتے ہی لڑکی نے تمام ماجرا کہہ سُنایا اور اُس کا بھائی لابن جلدی سے اجنبی اور اُس کے ساتھیوں کو لے آیا تاکہ اُن کی مہمان نوازی کرے۔

الیعزر نے اُس وقت تک کھانا کھانے سے انکار کر دیا جب تک کہ اُس نے اپنا مقصد، کنوئیں پر کی دُعا اور اُس کے ساتھ تمام متعلقہ واقعات بیان نہ کیے۔ تب اُس نے کہا: "سو اَب اگر تم کرم اور راستی سے میرے آقا کے ساتھ پیش آنا چاہتے ہو تو مجُھے بتاؤ اور اگر نہیں تو کہہ دو تاکہ میں دہنی یا بائیں طرف پھر جاؤں۔" اُنھوں نے جواب دیا "یہ بات خُداوند کی طرف سے ہوئی ہے۔ ہم تجھے کچُھ بُرا یا بھلا نہیں کہہ سکتے۔ دیکھ رِبقہ تیرے سامنے موجود ہے اُسے لے اور جا اور خُداوند کے قَول کے مطابق اپنے آقا کے بیٹے سے اُسے بیاہ دے۔" (پیدائش ۲۴: ۴۹-۵۱)

خاندان کی رضامندی حاصل کرنے کے بعد رِبقہ سے بھی دریافت کیا گیا کہ کیا تُو اپنے باپ کے گھر سے دُور دراز ملک میں جا کر ابرہام کے بیٹے سے شادی کرے گی؟ تمام واقعات سے اُسے پُورا پُورا یقین ہو گیا کہ خُدا نے اُسے اضحاق کی بیوی بننے کے لیے چُن لیا ہے اور اُس نے کہا: "مَیں جاؤں گی۔"

نوکر اپنے مقصد میں کامیابی کا اور اپنے آقا کی خوشی کا خیال کرتے ہُوئے واپس جانے کے لیے بے صبر تھا اور اگلی صُبح ہی کو وہ اپنے واپسی سفر پر چل پڑا۔ ابرہام بیرسبع میں رہتا تھا اور اضحاق جو قریب ہی کے علاقہ میں اپنے ریوڑوں کی گلّہ بانی کر رہا تھا، اب اپنے باپ کے ڈیروں میں واپس آیا تھا کہ حاران سے آنے والے قاصد کا انتظار کرے۔ اور شام کے وقت اضحاق سوچنے کو میدان میں گیا اور اُس نے جو اپنی آنکھیں اُٹھائیں اور نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ اُونٹ چلے آ رہے ہیں اور رِبقہ نے نگاہ کی اور اضحاق کو دیکھ کر اُونٹ پر سے اُتر پڑی اور اُس نے نوکر سے پُوچھا کہ

یہ شخص کون ہے جو ہم سے ملنے کو میدان میں چلا آ رہا ہے؟" اُس نوکر نے کہا یہ میرا آقا ہے۔ تب اُس نے بُرقع لے کر اپنے اُوپر ڈال لیا۔ نوکر نے جو جو کیا تھا سب اِضحاق کو بتایا اور اضحاق رِبقہ کو اپنی ماں سارہ کے ڈیرے میں لے گیا۔ تب اُس نے رِبقہ سے بیاہ کر لیا اور اُس سے محبّت کی اور اضحاق نے اپنی ماں کے مرنے کے بعد تسلّی پائی۔"
(پیدائش ۲۴: ۶۳-۶۷)

ابرہام نے قائن کے زمانہ سے لے کر اپنے زمانہ تک خُدا سے ڈرنے والوں اور بُت پرستوں کے درمیان مخلُوط شادیوں کے بُرے اثرات کا مشاہدہ کیا تھا۔ ہاجرہ کے ساتھ اُس کی اپنی شادی کے نتائج صاف طور پر عیاں تھے۔ اسمٰعیل اور لُوط کی شادیوں کے نتائج بھی اُس کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ ابرہام اور سارہ کے ایمان کی کمی کے سبب سے اسمٰعیل کی پیدائش واقع ہوئی تھی اور راست باز اور بے دین نسل کا اِختلاط ہوا تھا۔ ابرہام کا اثر اسمٰعیل پر اُس کی ماں کے بُت پرست رشتہ داروں کی وجہ سے اور اسمٰعیل کی بُت پرست بیویوں کی وجہ سے کارگر نہ ہو سکا۔ ہاجرہ اور اسمٰعیل کی بیویوں کے حسد کے سبب سے، جن کا اِنتخاب خود ہاجرہ نے اسمٰعیل کے لیے کیا تھا، ایسی فصیل کھڑی ہو گئی تھی جس کو توڑنے میں ابرہام ناکام رہا۔

ابرہام نے اسمٰعیل کو بچپن میں جو تعلیم دی تھی وہ سب کی سب بے کار ثابت نہ ہوئی لیکن اُس کی بیویوں کی وجہ سے اُس کے خاندان میں بُت پرستی پُختہ طور پر قائم ہو گئی۔ اپنے باپ سے جُدا ہو جانے کے سبب سے اور خاندان میں خُدا کا خوف اور محبّت نہ ہونے کی وجہ سے اور لگاتار کشمکش کے باعث، اسمٰعیل کی زندگی نہایت تلخ ہو گئی تھی۔ لہٰذا اُسے مجبُوراً صحرائی قزّاق اور سردار کی زندگی اختیار کرنی پڑی یعنی "اُس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اُس کے خلاف۔" (پیدائش ۱۶: ۱۲) اپنی زندگی کے اواخر میں اُس نے اپنی بداعمالیوں سے توبہ کر کے اپنے باپ کے خُدا کی طرف رجُوع کر لیا تھا لیکن اُس کے چال چلن کا بدنما داغ اُس کی نسل میں باقی رہا۔ وہ زبردست قوم جو اُس سے صادر ہوئی مُفسد اور بُت پرست قوم تھی جو اضحاق کی نسل کے لیے

ہمیشہ دُکھ و تکلیف کا باعث بنی رہی۔

لُوطؔ کی بیوی خود غرض اور بے دین تھی اور اُسی کے اثر سے اُس کے خاوند اور ابرہامؔ میں جُدائی واقع ہوئی۔ اُسی کی وجہ سے لُوطؔ سدومؔ میں مقیم رہا اور خدا ترس اور عقلمند بزرگ کے مُفید صلاح و مشورہ سے محرُوم رہا۔ اپنی بیوی کے اثر اور بدکار شہر کی صُحبت و رفاقت کی وجہ سے وہ خُدا سے گُمراہ ہوجاتا اگر اوائل عمری میں اُسے ابرہامؔ کی طرف سے ہدایت اور رہنمائی نہ ملی ہوتی۔ لُوطؔ کی شادی اور سدومؔ میں اُس کی رہائش کا انتخاب اُن واقعات کے سلسلہ کی کڑیاں تھیں جن سے آنے والی بہت سی نسلوں میں بدی و بُرائی کے اثرات دیر تک پھیلے رہے۔

کوئی شخص جو خُدا کا خوف مانتا ہے خُدا کا خوف نہ ماننے والے شخص سے بغیر خطرہ کے اِلحاق نہیں کر سکتا۔" اگر دو شخص باہم متفق نہ ہوں تو کیا اِکٹھے چل سکیں گے؟" (عاموس ۳:۳) شوہر اور بیوی کے تعلقات کی کامیابی اور خاندانی خُوشحالی کا دارومدار ہر دو کی یگانگت پر ہے لیکن راست بازوں اور بے دینوں کے درمیان اُن کی دلچسپیوں، رُجحانات اور مقاصد کے لحاظ سے بیّن فرق ہوتا ہے۔ وہ ایسے دو مالکوں کی خدمت کرتے ہیں جن میں ہرگز اتّفاق نہیں ہو سکتا۔ ایک فریق کے اُصُول خواہ کتنے ہی صحیح اور پاک کیوں نہ ہوں، بے دین ساتھی اُسے ہمیشہ خُدا سے مُنحرف کرنے کی کوشش کرے گا۔

جو اپنی تبدیلی سے پیشتر شادی کے رشتہ میں بندھ چُکا ہے، اُس پر تبدیلی کے بعد اپنے ساتھی سے پہلے سے بھی زیادہ وفادار رہنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے خواہ فریقین میں مذہبی اِختلافات کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ تاہم ہر دُنیوی رِشتہ سے زیادہ خُدا کے مُطالبات کو مُقدم جگہ دینی چاہیئے خواہ اِس کا نتیجہ مُصیبت اور اِیذا رسانی ہی کیوں نہ ہو۔ محبّت اور حلیمی کی رُوح سے ایسا اثر پیدا ہو سکتا ہے جس سے بے دین بھی جیتے جا سکیں۔ لیکن بائبل مُقدّس میں مسیحیوں کی بے دینوں کے ساتھ شادی منع کی گئی ہے۔ خُداوند کی ہدایت یہ ہے:" بے اِیمانوں کے ساتھ ناہموار جُوئے میں نہ جُتو۔" (رُومیوں ۶: ۱۴، ۱۷، ۱۸)

اِضحاق کو خُدا کی طرف سے بہت بڑا شرف حاصل ہُوا تھا کہ وہ اُن وعدوں کا وارث بنے جن سے دُنیا کی سب قومیں برکت پانے کو تھیں، تو بھی چالیس سال کی عمر میں بھی وہ اپنے باپ پر اِعتماد رکھ سکتا تھا جب اُس نے اُس کے لیے بیوی کا اِنتخاب کرنے کے لیے اپنے خُداترس اور تجربہ کار نوکر کو مقرّر کیا تھا۔ اور اُس شادی کا نتیجہ جیسا کہ کلامِ مُقدّس میں بیان کیا گیا ہے، خاندانی خوشی کی خوبصورت اور خوشگوار تصویر کو پیش کرتا ہے۔

"اور اِضحاق رِبقہ کو اپنی ماں سارہ کے ڈیرے میں لے گیا۔ تب اُس نے رِبقہ سے بیاہ کر لیا اور اُس سے محبّت کی اور اِضحاق نے اپنی ماں کے مرنے کے بعد تسلّی پائی۔"

(پیدائش ۲۴ : ۶۶-۶۷)

اِضحاق کی روش اور آج کل کے برائے نام مسیحی نوجوانوں کی روش میں کس قدر فرق ہے! نوجوان عموماً یہ سوچتے ہیں کہ پیار و محبّت کرنا اُن کا شخصی مُعاملہ ہے جس میں خُدا یا اُن کے والدین کو قطعاً کوئی دخل نہیں دینا چاہیئے۔ بالغ ہونے سے بہت پہلے اپنے والدین کے صلاح و مشورہ کے بغیر وہ اپنے آپ کو اپنی زندگی کے ساتھی کا اِنتخاب کرنے کے قابل سمجھتے ہیں۔ چند سالوں کی اِزدواجی زندگی ہی میں وہ اپنی غلطی سے واقف ہو جاتے ہیں لیکن عموماً اُس وقت اِس کے خراب نتائج کا ازالہ کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اُسی ناسمجھی اور بے ضبطی کے باعث جس سے جلدبازی کا اِنتخاب کیا گیا تھا بدی بڑھتی جاتی ہے حتّٰی کہ شادی کا رشتہ ناقابلِ برداشت جُوا بن کر رہ جاتا ہے۔ یُوں بہت سے نوجوان اِس دُنیا میں اپنی زندگی کو تباہ و برباد کر لیتے ہیں اور آئندہ زندگی کی اُمید سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

اگر کوئی معاملہ جس پر نہایت اِحتیاط سے غور و خوض کرنا ضروری ہے اور جس کے لیے بزرگوں اور تجربہ کار اشخاص کے مشورہ کی ضرورت ہے تو وہ شادی کا مُعاملہ ہے۔ اگر کسی بات میں بائبل مُقدّس کی رہنمائی اور مشورے کی ضرورت ہے، اگر دُعا کے ذریعہ خُدا کی ہدایت کی اشدّ ضرورت ہے تو وہ دو جانوں کے زندگی بھر کے لیے شادی کے سلسلہ میں باندھے جانے سے عین پہلے کا وقت ہے۔

والدین کو اپنے بچّوں کی آیندہ خوشحالی کی ذمّہ داری کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے
اِضحاق کا اپنے باپ کے فیصلہ پر قانع رہنا اُس کی اوائل عمری کی تربیت کے باعث تھا جس کے ذریعہ اُس نے فرمانبرداری کی زندگی بسر کرنا سیکھی تھی۔ ابرہام اپنی اولاد سے مطالبہ کرتا تھا کہ وہ والدین کے اختیار کی تعظیم کریں اور ابرہام کی روزمرّہ کی زندگی اِس بات کی شاہد تھی کہ وہ اِختیار خود غرضی اور ظُلم پر نہیں بلکہ محبّت پر مبنی ہے اور اُسے اپنی اولاد کی بہبودی اور خوشحالی ملحُوظ ہے۔

والدین کو یہ اِحساس ہونا چاہیئے کہ اُن کے نوجوان بچّوں کے جذبۂ محبّت کی رہنمائی کرنا اُن کا فرض ہے تاکہ اُن کے لیے مناسب قسم کے زندگی کے ساتھی کا اِنتخاب کیا جا سکے۔ انھیں اپنی تعلیم اور نمونے سے اِس اہم فرض کا اِحساس ہونا چاہیئے کہ خُداوند کے فضل سے وہ اپنے بچّوں کی اوائل عُمری ہی سے اُن کے چال چلن کو ایسے سانچے میں ڈھالیں کہ وہ نیک اور پاکیزہ بنیں اور وہ اُنہی کے ساتھ رفاقت رکھیں جو نیک اور راست ہیں۔ "کُند ہمجنس با ہمجنس پرواز" شروع ہی سے بچّوں میں راستی، پاکیزگی اور بھلائی کا بیج بونا چاہیئے اور جوان ہو کر وہ ایسوں کی صُحبت میں رہنا پسند کریں گے جن میں یہی اوصاف پائے جاتے ہیں۔

والدین کو اپنے چال چلن اور اپنی خاندانی زندگی میں اپنے آسمانی باپ کی محبّت اور شفقت کا مُظاہرہ کرنا چاہیئے۔ خاندان کو محبّت کی روشنی سے مُنوّر ہونا چاہیئے۔ آپ کے بچّوں کے لیے یہ جائداد اور دولت سے زیادہ قیمتی ہے۔ ہمیں اُن کے دِلوں میں خاندانی محبّت کا گہرا احساس چھوڑنا چاہیئے تاکہ وہ بڑے ہو کر اپنے بچپن کے خاندان کو خُوشحالی اور سلامتی و اِطمینان کا مقام سمجھتے رہیں جو بہشت سے دُوسرے درجہ پر ہو۔ خاندان کے ہر فرد کا مزاج الگ الگ ہوتا ہے اور بہت سے موقعوں پر صبر اور برداشت کی ضرورت پڑتی ہے لیکن تو بھی محبت اور خود ضبطی کے ذریعہ خاندان کے تمام افراد اِتّحاد کی ڈوریوں میں بندھ کر متّحد رہ سکتے ہیں۔

حقیقی محبّت پاک اور اعلیٰ اصُول ہے جو اپنی نوعیّت میں اُس محبّت سے بالاتر

ہے جو محض جذباتی ہو اور جو آزمائش کے وقت قطعاً بے کار ثابت ہوتی ہے۔ والدین کے گھر میں اپنے فرائض کو وفاداری سے سرانجام دیتے ہُوئے ہی نوجوان اپنے خاندان کی ذمّہ داریوں کے لیے تیار ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا اُنھیں ابھی سے مہربانی، ادب و آداب اور مسیحی ہمدردی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ اِس طرح محبّت کی حرارت دِل میں قائم و برقرار رہے گی اور جو اِس قسم کے خاندان سے نکل کر اپنے ذاتی خاندان کی بُنیاد ڈالیں گے اُنھیں پُورے طور پر اِس بات کا تجربہ و علم ہو گا کہ وہ اپنی زندگی کے ساتھی کی خوشحالی میں کیسے اضافہ کر سکتے ہیں۔ شادی محبّت کا اِختتام ہونے کی بجائے اُس کا آغاز ہونا چاہیئے۔

سولھواں باب

یعقوب اور عیسو

اضحاق کے توام بیٹے یعقوب اور عیسو، زندگی اور چال چلن میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ خدا کے فرشتے نے اِس فرق کے متعلق اُن کی پیدائش سے پہلے ہی پیشین گوئی کر دی تھی۔ جب ربقہ کی دِلسوزی کی دُعا کے جواب میں فرشتے نے اُس پر واضح کیا کہ اُسے دو فرزند بخشے جائیں گے، تو اُس نے اُن کی آیندہ زندگی کے حالات اُس کے سامنے کھول کر بیان کیے کہ وہ دونوں زبردست قوموں کے جدِ امجد ہوں گے، لیکن ایک دُوسرے سے بڑا ہوگا اور چھوٹے کو بڑے پر اقتدار حاصل ہوگا۔

عیسو نے خود پسندی اور خود پرستی کے ماحول میں پرورش پائی۔ اُس کی ساری دِلچسپی زمانۂ حال پر مرکوز تھی۔ ضابطہ کو برداشت نہ کر سکنے کے باعث وہ جنگل میں شکار کھیلنے کی کُھلی آزادی میں خوشی محسوس کرتا تھا۔ اُس نے اوائل عمری ہی میں شکاری کی زِندگی اختیار کر لی تھی۔ اُس کے باوجود وہ باپ کا منظورِ نظر تھا۔ خاموش اور امن پسند چرواہا (اِضحاق) اپنے بڑے بیٹے کی غیر معمولی قوّت اور بہادری کی وجہ سے اُس سے بہت مانوس تھا جو بلاخوف وخطر پہاڑوں اور صحراؤں کو چھان مارتا اور اپنے باپ کے لیے شکار کر کے لایا کرتا اور جانبازی کے حیران کُن کارنامے اپنے باپ کو سُنایا کرتا تھا۔ یعقوب غور وفکر کرنے والا محنتی اور محتاط تھا۔ وہ ہمیشہ حال کی نسبت اِستقبال کا زیادہ خیال رکھتا تھا۔ وہ گھر میں رہ کر گلوں کی نگہبانی اور کھیتی باڑی کرنا زیادہ پسند کرتا تھا۔ اُس کی ماں اُس کے صبر، اِستقلال، کفایت شعاری اور اُس کی دُوراندیشی کی بہت قدر کرتی تھی۔ ماں کے لیے اُس کی محبّت گہری اور مُستقل تھی۔ اُس کی شرافت اور ہمدردی عیسو کی کبھی کبھار کی مہربانی اور شور وغل کی نسبت ماں کی زیادہ خُوشنودی کا باعث تھی۔ ربقہ کے لیے یعقوب عزیز تر تھا۔

وہ وعدے جو ابرہام سے کیے گئے تھے اور جن کا اِعادہ اُس کے بیٹے سے کیا گیا تھا، اضحاق اور ربقہ کی اُمیدوں اور ارمانوں کا بیش قیمت اثاثہ تھا۔ عیسو اور یعقوب اِن وعدوں سے بخوبی واقف تھے۔ اُنھیں سکھایا گیا تھا کہ وہ پہلوٹھے ہونے کے حق کو اہم اور مُقدّس ورثہ خیال کریں کیونکہ اِس میں نہ صرف دُنیوی دولت و جائداد کی وراثت شامل تھی بلکہ اِس میں رُوحانی فوقیت بھی پائی جاتی تھی۔ جس شخص کو یہ حق پہنچتا تھا وہ اپنے خاندان کا کاہن بھی متصوّر ہوتا تھا اور اُسی کی نسل سے دُنیا کا نجات دہندہ پیدا ہونے کو تھا۔ لیکن پہلوٹھے کا حق پانے والے پر کئی ایک بھاری فرائض بھی عائد ہوتے تھے۔ جو لڑکا اِس برکت کا وارث ہوتا تھا اُسے اپنی ساری زندگی خُدا کی خدمت کے لیے مخصوص کرنا ہوتی تھی۔ ابرہام کی طرح اُسے بھی الٰہی احکام پر عمل کرنا تھا۔ اپنی شادی، اپنے خاندانی تعلّقات اور عوام کے ساتھ برتاؤ کرنے میں اُسے لازمی طور پر خُدا سے مشورہ لینا تھا۔

اِضحاق نے اِن حقُوق اور اُن سے متعلقہ شرائط کے متعلّق اپنے بیٹوں کو نہایت صفائی سے بتا دیا تھا اور یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ عیسو بڑا ہونے کے باعث پہلوٹھا ہونے کا حق دار تھا۔ لیکن عیسو کو عبادت اور دینداری سے محبّت نہ تھی اور نہ ہی اُس کا رُجحان مذہبی باتوں کی طرف تھا۔ پہلوٹھا ہونے کی صُورت میں جو رُوحانی مُطالبات اور فرائض اُس پر عائد ہوتے تھے، اُنھیں وہ نہ صرف ناپسند ہی کرتا تھا بلکہ اُس کے لیے نفرت انگیز رُکاوٹ بھی تھا۔ خُدا کی شریعت کی تعمیل، ابرہام کے ساتھ باندھے ہُوئے عہد کی تکمیل کی شرط تھی، جسے عیسو غلامی کا جُوا سمجھتا تھا۔ تن پرور اور عیش پرست ہونے کی وجہ سے وہ مکمّل آزادی چاہتا تھا تاکہ اپنی خواہشات کو پُورا کر سکے۔ اُس کے لیے طاقت، دولت عیش و نشاط اور مے خوری ہی خوشی کے اسباب تھے۔ وہ اپنی آوارہ گرد اور صحرائی زندگی کی بے ضبط آزادی پر فخر کرتا تھا۔ ربقہ کو فرشتے کے الفاظ یاد تھے۔ اُس نے اپنے خاوند کی نسبت زیادہ سمجھ سے اپنے بیٹوں کی سیرت کا مطالعہ کیا۔ وہ قائل ہو گئی کہ الٰہی وعدوں کی وراثت یعقوب ہی کا حصّہ تھی۔ ربقہ نے فرشتہ کے الفاظ اضحاق کے سامنے

دُہراتے لیکن اِس کے باوجود باپ پُورے دِل سے عیسَو ہی کو پیار کرتا تھا اور وہ اپنے ارادے پر ڈٹا رہا۔

یعقوبؔ نے اپنی ماں کی معرفت خُدا کی طرف سے خوشخبری حاصل کر لی تھی کہ پہلوٹھا ہونے کا حق اُسی کو ملے گا اور اِس بات کو سوچ کر کہ اِس حق سے اُسے کیسے کیسے عظیمُ الشّان مواقع حاصل ہوں گے اُس کا دِل بے بیان خوشی سے بھر گیا۔ وہ اپنے باپ کی دولت پر قابض ہونے کا خواہشمند نہ تھا۔ وہ فقط رُوحانی حقُوق کو وراثت میں پانے کا متمنّی تھا۔ راست باز ابرہام کی طرح خُدا سے رفاقت رکھنا، اپنے خاندان کے لیے کفارہ کی قُربانیاں چڑھانا، خُدا کی برگُزیدہ قوم کا باپ ہونا اور موعُودہ مسیح کی نسل کا بانی ہونا اور الٰہی عہد کی لازوال اور بے شمار برکات کا وارث ہونا، یہی وہ قابلِ فخر مواقع اور اعزاز تھے جنھوں نے پہلوٹھا ہونے کے حق کو حاصل کرنے کی اُمنگ اُس کے دل میں پیدا کی۔ اُس کا خیال ہمیشہ مُستقبل پر تھا جب وہ اِن برکات پر قبضہ کر سکے گا۔

پہلوٹھا ہونے کے رُوحانی حقوق کے متعلّق جو کچھ اُس کا باپ بیان کرتا تھا، اُسے وہ نہایت اِشتیاق اور اِنہماک سے سُنا کرتا تھا اور جو کچھ اُس کی ماں نے اُسے بتایا تھا اُسے بھی اُس نے دِل نشین کر لیا تھا۔ دِن اور رات وہ اِنہی خیالوں میں مُستغرق رہتا حتّٰی کہ یہ معاملہ اُس کی زندگی کا سب سے اہم اور مقدّم معاملہ بن گیا۔ لیکن حالانکہ یعقوبؔ اِن لازوال برکات کو دُنیوی برکات پر ترجیح دیتا تھا تو بھی وہ اُس خُدا کا ذاتی تجربہ نہ رکھتا تھا جس کی وہ تعظیم کرتا تھا۔ اُس کا دِل ابھی خُدا کے فضل و قدُرت سے نیا نہ بنا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ جب تک اُس کا بھائی عیسَو پہلوٹھا ہونے کا جائز طور پر وارث ہے، یہ وعدہ اُس کے حق میں پُورا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا وہ شب و روز اِس برکت پر قابض ہونے کی جُستجو میں لگا رہتا تھا جسے اُس کا بھائی کم قدری کی نگاہ سے دیکھتا تھا لیکن جو اُس کی نظروں میں ایک بیش بہا خزانہ تھا۔

ایک دن جب عیسَو جنگل سے شکار کر کے آیا تو وہ تھکا ماندہ اور بھُوک سے بے دم ہو رہا تھا اُس نے یعقوبؔ سے وہ کھانا مانگا جو وہ تیار کر رہا تھا۔ چونکہ یعقوبؔ شب و روز

ایک ہی خیال میں مُستغرق رہتا تھا لہٰذا اُس نے اِس موقع سے فائدہ اُٹھا کر عیسَو سے کہا کہ اگر تو آج اپنا پہلوٹھے کا حق میرے ہاتھ بیچ دے تو مَیں تُجھے پیٹ بھر کر کھانا کِھلا دُوں گا۔ " دیکھ مَیں تو مَرا جاتا ہوں، پہلوٹھے کا حق میرے کِس کام آئے گا؟" ناعاقبت اندیش اور عیش پرست شکاری نے چِلّا کر کہا۔ (پیدائش ۲۵: ۳۲، ۳۴) چنانچہ روٹی اور مسُور کی دال کے عوض عیسَو نے یعقوب کے ہاتھ پہلوٹھے کا حق بیچ ڈالا اور قسم کھا کر اِس بات کی توثیق بھی کر دی۔ اگر وہ ذرا صبر کرتا تو اُسے حسبِ معمول گھر سے کھانا مِل سکتا تھا لیکن عارضی طور پر اپنی خواہش کو پُورا کرنے کے لیے اُس نے نہایت لاپروائی سے بیش قیمت اور جلالی میراث کھو دی جس کا وعدہ اُس کے باپ دادا سے کیا گیا تھا۔ اُس کی تمام دلچسپی حال پر مرکُوز تھی۔ وہ آسمانی میراث کو دُنیوی چیزوں پر اور زمانۂ مُستقبل کی برکات کو وقتی عیش پرستی پر قُربان کرنے کو تیار ہو گیا۔

" یُوں عیسَو نے اپنے پہلوٹھے کے حق کو ناچیز جانا۔" (پیدائش ۲۵: ۳۴) اپنا حق بیچ کر اُسے اِطمینان محسُوس ہُؤا۔ اب وہ جیسا چاہتا تھا بلا روک ٹوک کر سکتا تھا۔ اَیسی دیوانہ وار عیش و عشرت کے لیے جسے غلطی سے آزادی سے نامزد کیا جاتا ہے کس قدر افراد آج کل بھی آسمان کی پاکیزہ، اَزلی اور بیش قیمت میراث کو بیچ رہے ہیں۔

فقط ظاہر داری اور دُنیوی عیش و نشاط میں دلچسپی رکھنے کی وجہ سے عیسَو نے دو بُت پرست حِتّی عورتوں سے شادی کر لی۔ وہ جھُوٹے معبُودوں کی پرستار تھیں اِس لیے وہ اضحاق اور ربقہ کے لیے وبالِ جان ہوئیں۔ عیسَو نے عہد کی شرائط میں سے ایک شرط کو رد کر دیا جس کی رُو سے خُدا کے برگزیدہ لوگوں اور غیر اقوام میں شادی کرنا منع تھا۔ اِس کے باوجود اضحاق نے عیسَو کو پہلوٹھے کا حق دینے کا خیال نہ بدلا۔ ربقہ کے دلائل، اِس برکت کے لیے یعقوب کی زبردست خواہش اور عیسَو کی اِن مُقدّس فرائض میں کوتاہی کا اضحاق پر قطعاً کوئی اثر نہ ہُؤا کہ وہ اپنا اِرادہ بدلے۔

سال گزرتے گئے حتّٰی کہ اضحاق بوڑھا ہو گیا، اُس کی بصارت جاتی رہی اور وہ قریبُ المرگ ہو گیا۔ اُس نے مصمم اِرادہ کر لیا کہ اب وہ اپنے بڑے بیٹے کو پہلوٹھے کا

حق دینے میں مزید دیر نہ کرے گا۔لیکن رِبقہ اور یعقوب کی مخالفت کا خیال کرتے ہُوئے اُس نے فیصلہ کیا کہ اِس سنجیدہ رسم کو خاموشی کی حالت میں ادا کر دے۔ یہ دستور تھا کہ ایسے موقعوں پر ضیافت کی جائے۔ اس لیے بزرگ اضحاق نے عیسو کو حکم دیا کہ "اپنی کمان لے کر جنگل کو نکل جا اور میرے لیے شکار مار لا اور میری حسب پسند لذیذ کھانا میرے لیے تیار کر کے میرے آگے لے آ تاکہ مَیں کھاؤں اور اپنے مرنے سے پہلے دِل سے تجھے دُعا دوں۔" (پیدائش ۲۷: ۳، ۴)

رِبقہ نے اضحاق کے مقصد کو تاڑ لیا۔ اُسے پُورا یقین تھا کہ یہ خُدا کی مرضی کے خلاف تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ اپنے ارادے پر ڈٹے رہنے سے وہ غضبِ الٰہی کو اپنے اُوپر لائے گا اور اپنے چھوٹے بیٹے کو اُس حق اور بخشش سے محرُوم رکھے گا جس کا ذِکر خُدا نے کیا تھا۔ اضحاق کے سامنے اُس کی تمام دلائل بے کار ثابت ہوئیں۔ لہٰذا ربقہ نے ہوشیاری سے کام نکالنے کا منصُوبہ تیار کیا۔

جُونہی عیسو شکار کرنے کے لیے روانہ ہُوا، ربقہ اپنے مقصد کے بَر لانے کی فکر کرنے لگی۔ اُس نے یعقوب کو تمام ماجرا کہہ سُنایا اور کہا کہ وہ فوراً عیسو کو ہمیشہ کے لیے بالکُلیہ طور پر اِس برکت سے محرُوم رکھنے کی تجویز پر عمل کرنا شروع کر دے۔ اُس نے اپنے بیٹے کو یقین دلایا کہ اگر وہ اُس کی ہدایات پر عمل کرے گا تو وہ اِس برکت کو حاصل کر لے گا جس کا خُداوند نے وعدہ کیا ہے۔ یعقوب فوراً اس تجویز پر عمل کرنے کے لیے اُس کے ساتھ متفق نہ ہُوا۔ اپنے بزرگ باپ کو دھوکہ دینے کا خیال اُس کے لیے نہایت پریشان کُن تھا۔ اُس نے محسُوس کیا کہ یہ دھوکہ بجائے برکت کے لعنت کا باعث بن جائے گا۔ لیکن اُس کی ماں نے اُس کے شک و شُبہات کو دُور کر دیا اور وہ بے تامّل اُس کے مشورہ پر عمل کرنے کے لیے کمر بستہ ہو گیا۔ اُس کا یہ اِرادہ نہیں تھا کہ وہ بزرگ باپ سے جھُوٹ بولے۔ لیکن جب وہ اپنے باپ کے رُوبرو پہنچ گیا تو اُس کے لیے یہ ممکن نہ رہا اور اُس نے دھوکہ سے اُس برکت کو حاصل کر لیا جس کو حاصل کرنے کے لیے وہ مُدت سے بے قرار تھا۔

یعقوب اور رِبقہ اپنے مقصد میں کامیاب تو ہو گئے لیکن اِس دھوکہ بازی سے اُنھیں فقط رنج و مُصیبت ہی حاصل ہوئی۔ خُدا نے صفائی سے بتا دیا تھا کہ پہلوٹھے کا حق یعقوب ہی کو مِلے گا۔ اگر وہ صبر سے اِنتظار کرتے تو یقیناً خُداوند کا وعدہ عین وقت پر پُورا ہوتا۔ لیکن آج کل کے بہت سے لوگوں کی طرح، جو اپنے آپ کو خدا کے فرزند سمجھتے ہیں، وہ مُعاملات کو خُداوند کے ہاتھ سپُرد کر دینے کے لیے رضامند نہیں ہوتے۔ رِبقہ نے غلط مشورے کے لیے، جو اُس نے اپنے بیٹے کو دیا تھا، رو رو کر توبہ کی۔ اِسی مشورے کے باعث اُس کے بیٹے ہیں اور ماں میں جُدائی واقع ہو گئی اور اُس نے پھر کبھی اُس کے چہرے کو نہ دیکھا۔ پہلوٹھے کا حق حاصل کرتے ہی یعقوب اپنے آپ کو قابِلِ الزام گرداننے لگا۔ اُس نے اپنے باپ، بھائی، اپنے اور خُداوند کے خلاف گُناہ کیا تھا۔ گھڑی بھر میں اُس نے تمام زندگی کے لیے شرمندگی اور پچھتاوے کے سامان پیدا کر لیے تھے۔ مابعد زندگی میں اُسے اِس غلطی کا گہرا احساس ہُوا جبکہ اُس کے بیٹوں نے غلط رَوِش اِختیار کر کے اُس کے دل کو سخت رنج پُہنچایا۔

یعقوب اپنے باپ کے خیمہ سے باہر ہی نکلا تھا کہ عیسَو بھی آپہنچا۔ اگرچہ اُس نے پہلوٹھے کا حق بیچ دیا تھا اور قسم کھا کر اس حق کو یعقوب کے نام مُنتقِل بھی کر دیا تھا، تو بھی اُس نے مصمّم ارادہ کر لیا کہ اپنے بھائی کے دعاوی کے باوجود بھی وہ اِس حق سے متعلّقہ برکات حاصل کر کے دم لے گا۔ اس رُوحانی اِستحقاق کے ساتھ دُنیوی حقوق بھی شامل تھے۔ جن کے باعث اُسے خاندان میں فوقیّت اور افضلیّت حاصل ہو سکتی تھی اور باپ کی دولت کا دوچند حِصّہ وِرثہ میں مِل سکتا تھا۔ اِن برکات کو وہ نہایت قدر و اہمیّت کی نِگاہ سے دیکھتا تھا۔ اُس نے بھی اپنے باپ سے کہا۔ "میرا باپ اُٹھ کر اپنے بیٹے کے شِکار کا گوشت کھائے تاکہ دِل سے مجھے دُعا دے۔" (پیدائش ۲۷: ۳۱)

حیرانی اور مایُوسی کے سبب بشدّت کانپتے ہوئے نابینا اور بُوڑھے باپ کو علم ہُوا کہ اُس سے دھوکہ کیا گیا ہے۔ اُس کی دیرینہ، پُراز محبّت اُمیدوں پر پانی پھر گیا اور

جو مایوسی اُس کے بڑے بیٹے کا حِصّہ ہونے کو تھی اُس کا اُسے نہایت گہرا احساس ہُوا۔ اچانک اُس کے دِل میں یہ قائیت پیدا ہوئی کہ اُس کے اِس منصُوبہ کی ناکامی خُدا کی طرف سے ہے اور جس چیز کو روکنے کی اُس نے اِنتہائی کوشش کی تھی وہ ہو کر ہی رہی اُس کو فرشتے کے وہ الفاظ یاد آ گئے جو اُس نے رِبقہ سے کہے تھے اور یعقُوب کے اِس گُناہ کے باوجود اُس نے محسُوس کیا کہ اُسی کے وسیلہ سے خُداوند کے وعدوں کی تکمیل ہو گی۔ جب برکت کے الفاظ اُس کے مُنہ سے صادر ہو رہے تھے اُس نے خُدا کے رُوح کی تحریک کو محسُوس کیا تھا اور اب تمام حالات سے آگاہ ہو کر اُس نے اُس برکت کی تصدیق کر دی جو اُس نے نادانستہ طور پر یعقُوب کو دی تھی کہ "مَیں نے..... اُسے دُعا دی اور مُبارک بھی وہی ہو گا۔" (پیدائش ۲۷: ۳۳)

جب تک یہ برکت عیسَو کی دسترس میں تھی اُس نے اُسے کم قدر گردانا لیکن جب وہ اُس سے ہمیشہ کے لیے چِھین لی گئی تو اُس نے اُسے حاصل کرنے کے لیے نہایت بے قراری کا اِظہار کیا۔ اُس کی جلد باز اور حسّاس سیرت کے تمام قوا بیدار ہو گئے اور اُس کا غضب اور رنج ہولناک تھا۔ تب وہ بڑی بلند اور حسرت ناک آواز سے چِلّا اُٹھا۔ "مُجھ کو بھی دُعا دے۔ اَے میرے باپ مُجھ کو بھی.... کیا تُو نے میرے لیے کوئی برکت نہیں رکھ چھوڑی ہے؟" (پیدائش ۲۷: ۳۴، ۳۶)۔ لیکن جو وعدہ کیا جا چُکا تھا، اب واپس نہیں لیا جا سکتا تھا۔ پہلوٹھے کا حق جسے اُس نے لاپروائی سے بیچ دیا تھا اَب اُسے دوبارہ نہیں مِل سکتا تھا۔ "ایک وقت کے کھانے کے عوض"، بے قابو اِشتہا کی عارضی آسُودگی کے لیے، عیسَو نے اپنی بیش بہا وراثت بیچ ڈالی۔ لیکن جب اُسے اپنی حماقت کا اِحساس ہُوا تو اُس برکت کا از سرِ نو وارث ہونا ناممکن ہو گیا۔ "چنانچہ اُس کو نیّت کی تبدیلی کا موقع نہ ملا گو اُس نے آنسو بہا بہا کر اُس کی بڑی تلاش کی۔" (عبرانیوں ۱۲: ۱۶، ۱۷) عیسَو توبہ کے ذریعہ خُدا کے فضل کی جُستجو کے حق سے محرُوم نہ تھا لیکن وہ کسی صُورت سے بھی پہلوٹھے ہونے کا حق واپس نہ لے سکتا تھا۔ اُس کا رنج وافسوس گُناہ کی قائیت کی وجہ سے نہ تھا۔ وہ خُدا سے رفاقت اختیار کرنے کا متمنّی نہ تھا۔

وہ اپنے گناہ کی بجائے گناہ کے نتائج کے لیے افسوس کرتا تھا۔

الٰہی برکات اور مطالبات سے بے حد غافل ہونے کی وجہ سے عیسوٗ پاک نوشتوں میں "بے دین" کے نام سے نامزد کیا گیا ہے (عبرانیوں ۱۲: ۱۶) وہ اُن لوگوں کا نمونہ ہے جو اِس نجات کو کم قدری کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں جسے مسیح خداوند نے اپنے خُون سے خریدا، اور جو دُنیا کی فانی چیزوں کی خاطر آسمانی میراث کو قُربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ لاکھوں ایسے لوگ ہیں جو آنے والی زندگی سے قطعاً غافل رہ کر زمانۂ حال کی عیش و نشاط سے مطمئن ہیں۔ عیسوٗ کی طرح اُن کا یہ مقولہ ہے کہ "آؤ کھائیں پئیں کیونکہ کل تو مر ہی جائیں گے۔" (۱ کرنتھیوں ۱۵: ۳۲) وہ اپنی خواہشات کے قابو میں ہیں اور خود نثاری کی زندگی بسر کرنے کی بجائے وہ بیش قیمت برکتوں سے محروم رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جب یہ سوال اُٹھتا ہے کہ دُنیوی عیش و عشرت اور آسمانی برکات میں سے، جن کا وعدہ فقط خدا ترس اور خود نثار لوگوں سے کیا گیا ہے، کس کو چُنا جائے تو دُنیوی عیش و نشاط کے پسند کرنے والوں کی اکثریت غالب رہتی ہے اور خدا اور فردوس کی رُوحانی خُوشیوں سے عموماً نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ خدا کو برائے نام ماننے والوں میں سے بھی کتنے ایسے افراد ہیں جو مضرِ صحت عیش و عشرت اور رُوح کے اِحساس کو سُن کر دینے والی خُوشیوں میں مُستغرق ہیں۔ جب اُن کے سامنے ہر قسم کی رُوحانی اور جسمانی آلُودگی سے پاک و صاف ہونے اور خدا کے خوف سے رُوحانیت میں کاملیت حاصل کرنے کے فرائض پیش کیے جاتے ہیں تو وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اُن کو خُوب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اِن تباہ کُن رنگ رلیوں کے دِلدادہ ہوتے ہُوئے آسمانی برکات کے وارث نہیں ہو سکتے، وہ یہ غلط نتیجہ نکالتے ہیں کہ چونکہ حیاتِ ابدی کا راستہ اِس قدر تنگ ہے، اِس لیے وہ اُس پر چلنے کا مقدُور نہیں رکھتے۔

بہت سے لوگ آج بھی نفسانی خواہشات کے لیے اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ رہے ہیں۔ تندرستی برباد ہو جاتی ہے، دماغی قوا کمزور ہو جاتے ہیں اور وہ آسمانی

بادشاہت سے محرُوم رہ جاتے ہیں۔ یہ نُقصانات فقط عارضی عیش و نشاط کی وجہ سے اُٹھائے جاتے ہیں یعنی اَیسی خُوشیوں کی وجہ سے جن کی تاثیر کمزور اور پست کرنے والی ہے۔ جیسے عیسَو کو نقصان اُٹھانے کے بعد اپنی حماقت کا علم ہُوا جب موقع ہاتھ سے جا نا رہا تھا، ویسے ہی خُدا کے روزِ عظیم پر اُن کا کیا حال ہو گا جو چند روزہ اور فانی خُوشیوں کے لیے آسمانی میراث کو بیچ ڈالتے ہیں۔



حضرت یعقوبؔ کی ہجرت

عیسوؔ کے غیظ و غضب کے باعث موت کے خوف سے یعقوبؔ اپنے باپ کے گھر سے مجرم ہو کر فرار ہو گیا لیکن اُس کے باپ کی برکت اُس کے شامِل حال تھی۔ اضحاقؔ نے اُس سے خُدا کے عہد کا وعدہ دُہرایا اور اُسے حکم دیا کہ اِس وراثت کا حقدار ہونے کی صُورت میں اُس کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ میسوؔ پتامیہ میں اپنی والدہ کے خاندان میں شادی کرے۔ تاہم یعقوبؔ کانپتے ہُوئے دِل کے ساتھ تنہا اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ فقط لاٹھی ہاتھ میں لے کر وحشی قوموں میں سے سینکڑوں میل پیدل سفر کرنا تھا۔ افسوس اور بُزدلی کی وجہ سے وہ راستہ میں کسی شخص سے بھی مُلاقات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مُبادا قہر و غضب سے بھرے ہُوئے عیسوؔ سے اچانک اُس کی مُٹھ بھیڑ ہو جائے۔ وہ خوف زدہ تھا کہ شاید وہ ہمیشہ کے لیے خُدا کی اُن تمام برکات سے محرُوم ہو گیا ہے جن کا اُس نے وعدہ کیا تھا۔ یُوں شیطان اُس کے پاس آ کر بہت سی آزمائشیں پیش کر رہا تھا۔

دُوسرے دن کی شام تک وہ اپنے باپ کے خیموں سے کافی دُور نکل گیا۔ وہ محسوس کرنے لگا کہ وہ ایک راندہ ہُوا شخص ہے اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ یہ ساری مُصیبت اُس کی اپنی غلط روش کا نتیجہ تھی۔ مایُوسی کے بادلوں نے اُسے گھیر لیا اور وہ بمشکل دُعا کرنے کی جُرأت کر سکتا تھا۔ لیکن اُس نے شدید تنہائی کی وجہ سے خُدا کی حفاظت کی ضرورت کو اِس قدر محسُوس کیا جیسے اُس نے کبھی پہلے محسُوس نہ کیا تھا۔ گریہ وزاری اور بے حد فروتنی کے ساتھ اُس نے خُدا کے حضُور اپنے گُناہوں کا اِقرار کیا اور التماس کی کہ اُسے اِس بات کا ثبوت دیا جائے کہ وہ خُدا کا راندہ ہُوا نہیں ہے۔ اِس کے باوجود اُس کے غم زدہ دِل کو سکُون حاصل نہ ہُوا۔ اپنے اُوپر اُسے کوئی بھروسہ نہ رہا اور

اُس پر یہ خوف طاری تھا کہ اُس کے باپ دادا کے خُدا نے اُسے ترک کر دیا ہے۔

لیکن خُدا نے یعقوبؔ کو ترک نہ کیا۔ اب تک خُدا کا رحم خطا کار اور بے اعتقاد خادم کے شاملِ حال تھا۔ خُداوند نے نہایت شفقت سے اُس پر ظاہر کیا کہ اُسے کس چیز کی ضرورت ہے یعنی نجات دہندہ کی۔ اُس نے گناہ تو کیا تھا لیکن جب اُس نے اپنے سامنے ایسی راہ کُھلتی ہوئی دیکھی، جس سے وہ ازسرِ نو خُدا کی پسندیدگی میں بحال ہو سکتا تھا، تو اُس کا دِل شکر گزاری سے بھر گیا۔

سفر کی تکان سے چُور ہو کر یہ مُسافر زمین پر سونے کے لیے لیٹ گیا اور ایک پتھر اُٹھا کر اپنے سرہانے دھر لیا۔ جب وہ سو رہا تھا تو اُسے خواب میں روشن اور مُنوّر سیڑھی دِکھائی دی جو زمین پر کھڑی تھی اور اُس کا سر آسمان تک پُہنچا ہُوا تھا اور خُدا کے فرشتے اُس پر سے چڑھتے اُترتے تھے۔ اُس کے اُوپر جلالی خُداوند کھڑا تھا اور آسمان سے اُس کی یہ آواز آ رہی تھی:۔ "مَیں خُداوند تیرے باپ ابرؔہام کا خُدا اور اضحاؔق کا خُدا ہوں" (پیدائش ۲۸ :۱۳) وہ زمین جس پر وہ جلاوطن اور مفرُور کی حیثیت سے لیٹا ہُوا تھا، اُسے اور اُس کی اَولاد کو بطور وراثت دی گئی، جس کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا کہ "زمین کے سب قبیلے تیرے اور تیری نسل کے وسیلہ سے برکت پائیں گے۔" (آیت ۱۴) یہ وعدہ ابرؔہام اور اضحاؔق سے کیا گیا تھا اور اب یہی وعدہ یعقوبؔ کے ساتھ بھی کیا گیا۔ تب اُس کی تنہائی اور مایُوسی کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے اُس کی تسلّی اور دِلیری کے لیے یہ الفاظ کہے گئے "اور دیکھ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور ہر جگہ جہاں کہیں تُو جائے تیری حفاظت کروں گا اور تجھ کو اِس ملک میں پھر لاؤں گا اور جو مَیں نے تُجھ سے کہا ہے جب تک اُسے پُورا نہ کر لوں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔" (پیدائش ۲۸ :۱۵)

خُداوند اُن تمام بُرے اثرات سے واقف تھا جن میں یعقوبؔ محصُور ہونے کو تھا۔ وہ اُن تمام خطرات سے بھی آگاہ تھا جو اُس پر آنے والے تھے۔ اپنے رحم و کرم میں خُدا نے تائب مفرُور کے سامنے تمام مُستقبِل کو کھول دیا تاکہ وہ الٰہی مقاصد کو جو اُس سے متعلق تھے سمجھ سکے اور اُن تمام آزمائشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہ سکے، جو

بُت پرست اور سازش پسند قوموں کے درمیان رہتے ہُوئے اس پر یقیناً وارد ہونے کو تھیں۔ اُس کے سامنے ہمیشہ وہ بلند معیار رکھا گیا جہاں تک اُسے پہنچنے کی کوشش کرنا تھی اور اِس بات کے علم سے کہ اُس کے وسیلہ سے خُدا کا مقصد پایۂ تکمیل کو پہُنچ رہا ہے اُسے لگاتار وفادار رہنے کی تقویّت حاصل کرتا تھا۔

اِس رؤیا میں یعقوب کے سامنے مخلصی کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ مکمل طور پر نہیں بلکہ فقط وہ ضروری حِصّے جو اُس وقت اُس کے لیے ضروری تھے۔ یہ علامتی سیڑھی جو یعقوب کو رؤیا میں دکھائی گئی تھی، وہی سیڑھی تھی جس کا ذکر مسیح یسُوع نے نتن ایل کے ساتھ گفتگو کرتے وقت کیا۔ اُس نے کہا تھا "تم آسمان کو کُھلا اور خُدا کے فرشتوں کو اُوپر جاتے اور ابنِ آدم پر اُترتے دیکھو گے۔" (یوحنا ۱:۵۱) خُدا کی حکومت کے خلاف بغاوت کا عَلَم کھڑا کرنے کے وقت اِنسان اور اُس کے خالق میں براہِ راست رفاقت تھی۔ لیکن آدم اور حوّا کے گُناہ کی وجہ سے زمین اور آسمان میں ایک ناقابلِ عبُور خلیج پیدا ہوگئی اور اِنسان اور خُدا میں رفاقت کا سِلسلہ ٹُوٹ گیا۔ تاہم دُنیا کو قطعی نااُمیدی کی حالت میں نہ چھوڑا گیا۔ سیڑھی سے مُراد یسوع مسیح ہے جو رفاقت کے سِلسلہ کو بحال کرنے کے لیے ہمارا درمیانی مقرّر ہُوا۔ اگر وہ اِس خلیج کو، جو گُناہ کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی، خود اپنے اَوصافِ حسنہ سے نہ پاٹتا، تو خدمت گزار فرشتے گری ہُوئی نسلِ اِنسانی کے ساتھ رفاقت رکھنے کے قابل نہ ہوتے۔ مسیح اِنسان کو اُس کی کمزوری اور بے بسی کے باوجود لاانتہا قُوّت کے سرچشمہ سے ملحق کر دیتا ہے۔

یہ سب کچھ رؤیا کے ذریعہ یعقوب پر آشکارا کیا گیا۔ حالانکہ اِس مُکاشفہ کا کچھ حصہ اُسی وقت اُس پر واضح ہوگیا، توبھی وہ عمر بھر اِس مُکاشفہ کی عظیم اور پُر اَسرار سچائیوں کا مطالعہ کرتا رہا جو بعد میں اُس پر واضح طور پر مُنکشف ہوتی گئیں۔

یعقوب رات کی خاموشی ہی میں اپنی نیند سے چونک اُٹھا۔ جو جلالی صُورتیں اُس نے رؤیا میں دیکھی تھیں، اب وہ غائب ہوچُکی تھیں۔ اب سُنسان اور ویران پہاڑوں کا دُھندلا سا خاکہ باقی رہ گیا تھا۔ لیکن اُس کی نگاہ پہاڑوں کی چوٹیوں کے اُوپر ستاروں

بھرے آسمان پر جا پڑی۔ اُس کے دِل میں اب پُورا سکُون و اطمینان تھا کہ خداوند اُس کے ساتھ ہے۔ ایک اَن دیکھی ہستی نے تمام ویرانہ کو اپنی حضُوری سے معمور کر دیا تھا۔ وہ کہنے لگا: "یقیناً خُداوند اِس جگہ ہے اور مجھے معلوم نہ تھا..... یہ خُدا کے گھر اور آسمان کے آستانہ کے سوا اَور کچھ نہ ہوگا۔" (پیدائش ۲۸: ۱۶-۲۲)

"اور یعقوؔب صُبح سویرے اُٹھا اور اُس پتّھر کو جسے اُس نے اپنے سرہانے دھرا تھا لے کر ستُون کی طرح کھڑا کیا اور اُس کے سِرے پر تیل ڈالا۔" (پیدائش ۲۸: ۱۸) بڑے بڑے واقعات کی یادگار منانے کے دستُور کے مطابق، یعقوؔب نے خُدا کے رحم و کرم کی یادگار قائم کی تا کہ جب کبھی اُس کا گُزر اِس مقام پر ہو وہ وہاں ٹھہر کر خُداوند کی عبادت کرے۔ اور اُس نے اِس جگہ کا نام "بیتؔ ایل" رکھا یعنی خُدا کا گھر۔ بے حد شکر گزاری کے ساتھ اُس نے وہ بیش قیمت وعدے دُہرائے کہ خُداوند کی حضُوری اُس کے ساتھ ساتھ ہوگی۔ تب اُس نے یہ سنجیدہ مَنّت مانی کہ "اگر خُدا میرے ساتھ رہے اور جو سفر مَیں کر رہا ہُوں اُس میں میری حفاظت کرے اور مجھے کھانے کو روٹی اور پہننے کو کپڑا دیتا رہے اور مَیں اپنے باپ کے گھر سلامت لَوٹ آؤں تو خُداوند میرا خُدا ہوگا، اور یہ پتّھر جو مَیں نے ستُون سا کھڑا کیا ہے۔ خُدا کا گھر ہوگا اور جو کچھ تُو مجھے دے اُس کا دسواں حِصّہ ضرور ہی تجھے دیا کروں گا۔" (پیدائش ۲۸: ۲۰-۲۲)

یعقوؔب اِس وقت خُدا کے ساتھ کسی طرح کی شرائط طے نہیں کر رہا تھا۔ خُدا نے اُس سے پہلے ہی اِقبال مندی کا وعدہ کر دیا تھا بلکہ یہ مَنّت ایک اَیسے دِل کی شکر گزاری کا اظہار تھا جو خُدا کے رحم و محبّت کے وعدوں کے لیے شکر گزاری سے معمُور تھا۔ یعقوؔب نے محسُوس کیا کہ خُدا اُس سے ایسے تقاضات کی توقّع رکھتا تھا جن کا اُسے اقرار کرنا ضروری تھا اور خُدا کی خاص عنایات جو اُسے بخشی گئی تھیں اُس سے عوضانہ طلب کرتی ہیں۔ اِسی طرح ہر برکت جو ہمیں خُدا کی طرف سے ملتی ہے، یہ مُطالبہ پیش کرتی ہے کہ تمام برکات کے سرچشمہ یعنی خُدا کی شکر گزاری ادا کی جائے۔ ہر خُدا پرست شخص کو اکثر اپنی گزشتہ زندگی پر نظرِ ثانی کرنی چاہیئے اور شکر گزاری کے ساتھ رہائی کے اُن قیمتی

و... ت کو دُہرانا چاہیئے جو خُدا نے اُس کی زندگی میں ظاہر کیے ہیں یعنی کس طرح آزمائش ... وقت اُس کی مدد کی گئی۔ کس طرح اُس کے سامنے تاریکی اور مایوسی میں راہیں کھُل گئیں اور کس طرح اُسے تازگی ملی جبکہ وہ ماندہ ہو کر گرنے کو تھا۔ اِن تمام واقعات کو اُسے آسمانی فرشتگان کی حفاظت اور رہنمائی سے منسُوب کرنا چاہیئے۔ اِن بیشمار برکات کے پیشِ نظر اُسے شکرگزاری اور فروتنی سے یہ سوال کرنا چاہیئے "خُدا کی سب نعمتیں جو ... ہیں مَیں اُن کے عوض اُسے کیا دوں؟" (زبُور ۱۱۶ : ۱۲)

ہمارا وقت، ہماری لیاقتیں اور ہماری جائداد پاکیزگی سے اُسی کے لیے مخصُوص ہونی چاہئیں جس نے یہ تمام برکات ہمیں بطور امانت عطا کر رکھی ہیں۔ جب کبھی ہمارے لیے مخلصی یا رہائی معرضِ وجُود میں آئے، یا ہمیں کوئی نئی اور غیر مُترقبہ برکات بخشی جائیں، تو ہمیں خُدا کے اِحسان کے اظہار کو نہ صرف شکرگزاری کے الفاظ ہی میں پیش کرنا چاہیئے بلکہ یعقوب کی طرح اُس کی خدمت کے لیے نذرانے اور ہدیے لانے سے بھی ظاہر کرنا چاہیئے۔ جس طرح ہمیں خُدا کی نعمتیں متواتر ملتی رہتی ہیں اُسی طرح ہم کو متواتر نذرانے بھی ادا کرتے رہنا چاہیئے۔

یعقوب نے کہا "اور جو کچھ تُو مجھے دے اُس کا دسواں حصّہ ضرور ہی تجھے دیا کروں گا۔" (پیدائش ۲۸ : ۲۲) کیا ہم جو نجات کی خوشخبری کی روشنی اور برکات سے بکثرت فیض یاب ہو چکے ہیں، اپنے اَسلاف کی نسبت، جنھیں اِتنی برکات حاصل نہ ہوئیں، خُداوند کو کم نذرانے اور ہدیے دیں؟ ہرگز نہیں۔ کیا جس قدر ہماری برکات کثیر ہیں اُسی قدر ہمارے ہدیے اور نذرانے بھی زیادہ نہیں ہونے چاہئیں؟ لیکن ہمارا اندازہ کس قدر ادھُورا ہوتا ہے اور ہماری کوشش کتنی عبث۔ جب ہم حساب کے اصُولوں سے اِنسان کے وقت، دولت اور محبّت کا مقابلہ خُدا کی بیش بہا محبّت اور بے قیاس بخشش سے کرتے ہیں۔ مسیح خُداوند کے مقابلہ میں دہ یکی! آہ یہ اُس بیش بہا بخشش کے مقابلہ میں کیسی ناچیز اور قلیل رقم ہے، یہ کیسا کم قدر اور حقیر سا عوضانہ ہے! کوہِ کلوری کی صلیب پر سے مسیح خُداوند ہم سے غیر مشرُوط اور کامل مخصُوصیّت طلب کرتا ہے۔ ہمیں

تو اپنا سب اثاثہ اور سارا وجود خداوند کے لیے مخصوص کر دینا چاہیئے۔

اِنہی وعدوں پر نیا اور زندہ ایمان حاصل کر کے اور آسمانی فرشتوں کی حضوری اور رہنمائی کا یقین حاصل کر کے یعقوب سفر کرتے کرتے "مشرقی لوگوں کے مُلک میں پہنچا" (پیدائش ۲۹:۱) لیکن اُس کی آمد ابرہام کے نوکر سے کس قدر مختلف تھی جو تقریباً ایک سو برس پہلے یہاں آیا تھا۔ وہ نوکر کئی ایک ساتھیوں کے ہمراہ اُونٹوں پر سوار ہو کر اور سونے اور چاندی کے بیش قیمت تحائف کے ساتھ آیا تھا۔ لیکن یعقوب پیدل سفر کر کے زخمی پاؤں لے کر وہاں پہنچا۔ اُس کے پاس کوئی اثاثہ نہ تھا سوائے اُس کی لاٹھی کے۔ ابرہام کے نوکر کی طرح یعقوب بھی ایک کنوئیں پر جا ٹھہرا اور وہیں اُس کی مُلاقات لابن کی چھوٹی بیٹی راخل سے ہوئی۔ اِس مرتبہ یعقوب نے اپنے آپ کو خدمت کے لیے پیش کیا اور پتھر کو کنوئیں کے مُنہ پر سے ڈھلکا کر ریوڑ کو پانی پلایا۔ اپنی رشتہ داری ظاہر کر کے وہ لابن کے گھر میں رہنے لگا۔ گو وہ ناداری کی حالت میں تن تنہا وہاں پہنچا تھا، تو بھی چند ہی ہفتوں میں اُس کی محنت اور حکمت کی قدر ظاہر ہوئی۔ وہ اُس سے اِصرار کرنے لگے کہ وہ اُن کے ساتھ ٹھہرا رہے۔ یہ انتظام کیا گیا کہ وہ راخل سے شادی کرنے کے عِوض سات سال تک لابن کی خدمت کرے۔

قدیم زمانہ میں یہ دستور تھا کہ دُلہا منگنی کی توثیق کے لیے لڑکی کے باپ کو ایک مُقررہ رقم یا حالات کے مطابق اُس کے برابر جنس یا مال ادا کرتا تھا۔ یہ شادی کے رشتہ کو بحال رکھنے کے لیے ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ اگر لڑکے شادی سے پہلے اپنے خاندان کے گزارہ کا انتظام نہ کرتے تھے تو باپ اپنی بیٹیوں کی آیندہ خوش حالی اور تحفظ میں خطرہ محسوس کرتے تھے۔ اگر وہ محنت اور کفایت شعاری سے کاروبار کرنے یا مویشی پالنے اور زمین حاصل کرنے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے تو یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اُن کی زندگی ناکارہ ثابت ہوگی۔ لیکن جن کے پاس بیوی کی خاطر ادا کرنے کے لیے رقم نہ ہوتی تھی، اُن کی آزمائش کا اِنتظام بھی کر دیا جاتا تھا۔ اُنھیں اجازت تھی کہ اُس لڑکی کے باپ کے لیے جس کی لڑکی کو وہ پیار کرتے تھے، جہیز کی رقم کی مالیت کے

برابر ایک مقرّرہ عرصے تک خدمت کر سکیں۔ اور اگر لڑکی کا منگیتر اپنی خدمات میں وفاداری دِکھاتا اور دیگر طریقوں سے اپنی صلاحیّت کا ثبوت دیتا، تو وہ لڑکی کو بیوی بننے کے لیے حاصل کر لیتا تھا اور عموماً وہ سب اداکی ہوئی رقم باپ اپنی بیٹی کو شادی کے وقت واپس دے دیا کرتا تھا لیکن لابن نے راخل اور لیاہ دونوں کی خدمت کی تمام رقم خود غرضی سے ضبط کر لی جو حقیقت میں اُنھیں جہیز میں لوٹا دینی چاہیے تھی بیسوپتامیہ سے رخصت ہوتے وقت اُنھوں نے اِس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا: "کیونکہ اُس نے ہم کو بھی بیچ ڈالا اور ہمارے روپے بھی کھا بیٹھا۔" (پیدائش ۳۱: ۱۵)

گو بعض اوقات اِس قدیم رواج کو ناجائز طور پر استعمال کیا جاتا تھا جیسے لابن نے کیا تھا تو بھی عموماً اُس کے اچھے نتائج برآمد ہوتے تھے۔ جب ہونے والے دُلھا کو بیوی حاصل کرنے کے لیے خدمت کرنی پڑتی تھی تو جلد بازی کی شادیوں میں رُکاوٹ پیدا ہو جاتی تھی اور اِس کے علاوہ اُس کی محبّت کی گہرائی اور اپنے خاندان کی پرورش کی صلاحیّت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ ہمارے زمانہ میں اِس دستور کے خلاف کیا جاتا ہے جس سے بہت سی قباحتیں واقع ہو جاتی ہیں۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ آج کل شادی سے بیشتر طرفین ایک دُوسرے کی عادات اور طبیعت سے پُورے طور پر واقف نہیں ہوتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شادی کے موقع تک ایک دُوسرے سے تقریباً ناواقف اور اجنبی ہی رہتے ہیں۔ کئی ایک بعد میں اِس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ اُن کی طبیعتوں میں مناسبت پیدا نہیں ہو سکتی اور اِس طرح اُن کی شادی عمر بھر کے لیے ناسُور بن کر رہ جاتی ہے۔ اکثر بیوی اور بچّے شوہر یا باپ کی سُستی، نا اہلیّت یا بداعمالیوں کی وجہ سے سخت مُصیبت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر اِس قدیم دستور کے مُطابق شادی کے اُمیدوار کے چال چلن کی جانچ پڑتال شادی سے پہلے ہی کر لی جاتی تو بہت سے رنج و غم کو روکا جا سکتا تھا۔

یعقوب سات برس تک وفاداری سے راخل کے لیے خدمت کرتا رہا "پر وہ اُسے راخل کی محبّت کے سبب سے چند دنوں کے برابر معلوم ہُوئے۔" (پیدائش ۲۹: ۲۰)

لیکن چونکہ لالچی اور خود غرض لابن ایسے قیمتی شخص کو ہاتھ سے جانے دینا نہیں چاہتا تھا۔ اِس لیے اُس نے راخل کی بجائے لیاہ سے یعقوب کی شادی کر دینے میں اِس پر بیحد ظلم کر کے اُسے دھوکا دیا۔ چونکہ لیاہ خود اِس بڑے دھوکا میں شریک تھی اِس لیے یعقوب نے محسوس کیا کہ وہ اِس سے محبت نہ کر سکتا تھا۔ جب یعقوب نے لابن کو ملامت کی تو اُس نے کہا کہ سات سال اَور میری خدمت کر تو مَیں راخل بھی تجھ سے بیاہ دوں گا۔ لیکن لابن نے اِصرار کیا کہ وہ لیاہ کو ترک نہ کرے کیونکہ ایسا کرنے سے خاندان پر بدنامی کا دھبّہ لگ جائے گا۔ اِس طرح یعقوب زبردست شکنجے میں پھنس گیا۔ آخر کار اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ لیاہ کو بھی رکھے گا اور راخل سے بھی شادی کرلے گا۔ راخل اُس کی چہیتی بیوی تھی لیکن اِس ترجیح کے سبب سے حسد اور رشک پیدا ہو گیا اور اُس حسد کی وجہ سے، جو اُس کی بیویوں میں جو آپس میں بہنیں اور سوتنیں بھی تھیں، یعقوب کی زندگی نہایت تلخ ہو گئی۔

یعقوب میسوپتامیہ میں بیس سال تک لابن کی خدمت کرتا رہا جو رشتہ داری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ناجائز نفع خوری پر تُلا ہوا تھا۔ چودہ سال کی خدمت تو اُس نے اپنی دو بیٹیوں کے عوض طلب کی اور باقی ماندہ عرصہ میں اُس نے یعقوب کی اُجرت کو دس مرتبہ بدل ڈالا۔ تو بھی وہ محنت اور جانفشانی سے خدمت کرتا رہا۔ لابن کے ساتھ اپنی آخری ملاقات میں یعقوب نے اپنے ظالم آقا کے کام میں گہری دلچسپی لینے کے متعلق یہ الفاظ کہے: "میں پورے بیس برس تیرے ساتھ رہا۔ نہ تو کبھی تیری بھیڑوں اور بکریوں کا گابھ گرا اور نہ تیرے ریوڑ کے مینڈھے مَیں نے کھائے۔ جسے درندوں نے پھاڑا اُسے تیرے پاس نہ لایا۔ اُس کا نقصان مَیں نے سہا۔ جو دِن کو یا رات کو چوری گیا اُسے تُو نے مجھ سے طلب کیا۔ میرا حال یہ رہا کہ مَیں دن کو گرمی اور رات کو سردی میں مَرا اور میری آنکھوں سے نیند دُور رہتی تھی۔" (پیدائش ۳۱ : ۳۸ - ۴۰)

چرواہے کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے ریوڑ کی دِن اور رات گلّہ بانی کرے۔

اُنھیں چوروں اور درندوں کا خطرہ دامنگیر رہتا تھا جو بالکل نڈر اور کثرت سے پائے جاتے تھے اور جو اُن ریوڑوں میں بکثرت تباہی کا باعث ہوتے تھے جن کی حفاظت میں غفلت واقع ہوتی تھی۔ لابنؔ کے ریوڑوں کی حفاظت کرنے کے لیے یعقوبؔ کے بہت سے مددگار تھے لیکن اُن سب کے لیے وہی ذمّہ دار تھا۔ سال کے دَوران میں کئی مرتبہ یہ اشدّ ضروری تھا کہ وہ خود متواتر ریوڑوں کی گلّہ بانی کرے تاکہ خشک سالی میں اُنھیں بھوک پیاس سے اور سردی میں اُنھیں شدید جاڑے سے بچائے۔ یعقوبؔ سردار گلّہ بان تھا اور اُس کے مُلازم ماتحت چرواہے تھے۔ اگر بھیڑیں کھو جاتی تھیں تو یہ نُقصان اُسی کو برداشت کرنا پڑتا تھا اور اگر ریوڑ تندرستی اور بڑھتی ہوئی حالت میں نہ پائے جاتے تھے تو ذمّہ دار چرواہا اُن سے پُورا پُورا محاسبہ طلب کرتا تھا۔

چرواہے کی جانفشانی، حفاظت اور بے بس اور بے کس بھیڑوں کے لیے جو اُس کی سُپردگی میں دی جاتی ہیں اُس کا پیار اور رحم، بائبل مُقدّس کے مصنّفوں نے بیش قیمت سچائیوں کو پیش کرنے کے لیے اِستعمال کیا ہے۔ مسیح خُداوند کا تعلّق لوگوں کے ساتھ ظاہر کرنے کے لیے اُسے ایک چرواہے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نسلِ انسانی کے گُناہ میں گِر جانے کے بعد اُس نے اپنی بھیڑوں کو گناہ کی تاریک راہوں میں تباہ ہوتے دیکھا۔ اِن آوارہ اور تباہ حال بھیڑوں کو بچانے کے لیے اُس نے اپنے باپ کے جلال کو چھوڑ دیا۔ اُس نے کہا کہ "مَیں گُمشدہ کی تلاش کروں گا اور خارج شُدہ کو واپس لاؤں گا اور شکستہ کو باندھوں گا اور بیماروں کو تقویت دوں گا۔ ... میں اپنے گلّہ کو بچاؤں گا۔ وہ پھر کبھی شکار نہ ہوں گے .... اور زمین کے درندے اُن کو نگل نہ سکیں گے۔" (حزقی ایل ۳۴: ۱۶، ۲۲، ۲۸) اُس کی آواز بھیڑوں کو گلّہ میں شامل ہونے کے لیے سُنائی دیتی ہے۔ "جو دِن کو گرمی میں سایہ دار مکان اور آندھی اور جھڑی کے وقت آرام گاہ اور پناہ کی جگہ ہو۔" (یسعیاہ ۴: ۶) وہ اپنے گلّے کی حفاظت کرنے میں تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا۔ وہ کمزوروں کو تقویت دیتا ہے، بیماروں کے دُکھ کا علاج کرتا ہے، برّوں کو اپنے بازوؤں میں جمع کرے گا اور اپنی بغل میں لے کر چلتا ہے۔

اُس کی بھیڑیں اُسے پیار کرتی ہیں۔" وہ غیر شخص کے پیچھے نہ جائیں گی بلکہ اُس سے بھاگیں گی کیونکہ غیروں کی آواز نہیں پہچانتیں۔" (یُوحنا ۱۰: ۵، ۱۱-۱۴)

مسیح خُداوند نے کہا:" اچھّا چرواہا بھیڑوں کے لیے اپنی جان دیتا ہے۔ مزدُور جو نہ چرواہا ہے نہ بھیڑوں کا مالک، بھیڑیے کو آتے دیکھ کر بھیڑوں کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بھیڑیا اُن کو پکڑتا اور پراگندہ کرتا ہے۔ وہ اِس لیے بھاگ جاتا ہے کہ مزدُور ہے اور اُس کو بھیڑوں کی فکر نہیں۔ اچھّا چرواہا مَیں ہوں، مَیں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں۔" (یُوحنا ۱۰: ۵، ۱۱-۱۵)

سردار گلّہ بان یعنی مسیح خُداوند نے اپنے گلّہ کی نگہبانی اپنے خادموں کے سپُرد کی ہے جو چھوٹے چرواہے ہیں اور وہ اُنھیں حکم دیتا ہے کہ وہ اُسی دِلچسپی کا اظہار کریں جو اُس نے کی اور اپنی اِس ذمّہ داری کو مُقدّس فرض سمجھیں۔ اُس نے اُنھیں تاکیداً وفادار رہنے، گلّہ کو چرانے، کمزوروں کو مضبوط کرنے، تھکے ماندوں اور ناتوانوں کو تقویت دینے اور پھاڑنے والے بھیڑیوں سے اُن کی حفاظت کرنے کا حُکم دیا ہے۔

اپنی بھیڑوں کو بچانے کے لیے مسیح خُداوند نے اپنی جان قُربان کر دی اور وہ اپنے چرواہوں کو محبّت کے اِس اظہار کی طرف راغب کرتا ہے تاکہ وہ اُس کے نمونہ پر چلیں۔ لیکن "مزدُور جو نہ چرواہا ہے نہ بھیڑوں کا مالک" گلّہ میں کوئی حقیقی دلچسپی نہیں رکھتا۔ وہ محض نفع کے لیے مزدُوری کرتا ہے اور وہ فقط اپنا ہی خیال رکھتا ہے۔ وہ اپنی ذمّہ داری کی بجائے فقط اپنے ہی فائدہ کو مدِّنظر رکھتا ہے اور خطرہ کے وقت وہ اپنے گلّہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔

پطرس رسُول ماتحت چرواہوں کو نصیحت کرتے ہُوئے فرماتا ہے:" خُدا کے اُس گلّہ کی گلّہ بانی کرو جو تم میں ہے۔ لاچاری سے نگہبانی نہ کرو بلکہ خُدا کی مرضی کے مُوافق خوشی سے اور ناجائز نفع کے لیے نہیں بلکہ دِلی شوق سے۔ اور جو لوگ تمھارے سپُرد ہیں اُن پر حکومت نہ جتاؤ بلکہ گلّہ کے لیے نمونہ بنو۔" (۱ پطرس ۵: ۲، ۳) پولُس رسُول

فرماتا ہے:" پس اپنی اور اُس سارے گلّہ کی خبر گیری کرو جس کا رُوح القدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا تاکہ خُدا کی کلیسیا کی گلّہ بانی کرو جسے اُس نے خاص اپنے خُون سے مُول لیا۔ مَیں یہ جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیے تم میں آئیں گے جنہیں گلّہ پر کچھ ترس نہ آئے گا۔" (اعمال ۲۰: ۲۸، ۲۹)

اُن سب کو جو وفادار چرواہے کے فرائض کی ادائیگی میں غفلت کرتے ہیں پطرس رسُول اِن الفاظ میں ملامت کرتا ہے:" لاچاری سے نگہبانی نہ کرو بلکہ خُدا کی مرضی کے موافق ناجائز نفع کے لیے نہیں بلکہ دِلی شوق سے" گلّہ بانی کرو۔ ایسے تمام بد دیانت خادموں کو سردار گلّہ بان اپنی خدمت سے خارج کر دے گا۔ مسیح خُداوند کی کلیسیا اُس کے خُون سے خریدی گئی ہے اور ہر نگہبان کو یہ محسُوس کرنا چاہیئے کہ اُس گلّہ کے لیے جو اُس کی حفاظت میں ہے بیش بہا قُربانی ادا کی گئی ہے۔ اُسے ہر ایک بھیڑ کو بے حد قدر و قیمت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے اور اُسے تندرست اور خوشحال رکھنے میں جانفشانی کرنی چاہیئے۔ وہ چرواہا جس میں مسیح کی رُوح پائی جاتی ہے، اُسی کے خود انکاری کے نمونہ پر چلے گا اور لگاتار اپنے مُقدّس فریضہ کی ادائیگی میں کوشاں رہیگا اور گلّہ اُس کی حفاظت میں ترقّی کرے گا۔

سب کو اپنی خدمت کا پُورا پُورا حساب دینا پڑے گا۔ مالک ہر ایک چرواہے سے مطالبہ کرے گا کہ" وہ گلّہ جو تجھے دیا گیا تھا، تیرا خوشنما گلّہ کہاں ہے؟" (یرمیاہ $\frac{۱۳}{۲۰}$) وہ جو وفادار نکلے گا بہت بڑا اجر و انعام حاصل کرے گا۔" جب سردار گلّہ بان ظاہر ہوگا تو تم کو جلال کا ایسا سہرا ملے گا جو مُرجھانے کا نہیں۔" (۱ پطرس ۵: ۴)

جب یعقوب لابن کی خدمت کرتے کرتے تھک گیا تو اُس نے کنعان کو واپس جانے کا ارادہ کیا۔ اُس نے اپنے سُسر سے کہا:" مجھے رُخصت کر کہ مَیں اپنے گھر اور اپنے وطن کو جاؤں۔ میری بیویاں اور میرے بال بچّے جن کی خاطر مَیں نے تیری خدمت کی ہے میرے حوالہ کر اور مجھے جانے دے کیونکہ تُو آپ جانتا ہے کہ مَیں نے تیری کیسی خدمت کی ہے۔" لیکن لابن نے کہا کہ" تو یہیں رہ کیونکہ مَیں جان گیا کہ

خُداوند نے تیرے سبب سے مُجھ کو برکت بخشی ہے۔" (پیدائش ۳۰: ۲۵-۲۷، ۳۰، ۴۲)۔ لابؔن نے معلوم کر لیا کہ یعقوؔب کی زیرِ نگرانی اُس کا مال بڑھتا رہا تھا۔

یعقوؔب نے کہا: "میرے آنے سے پہلے یہ تھوڑے تھے اور اب بڑھ کر بہُت سے ہو گئے ہیں۔" لیکن جُوں جُوں وقت گزرتا گیا یعقوؔب کے مال کی افزائش دیکھ کر لابؔن حسد کرنے لگا۔ "چنانچہ وہ نہایت بڑھتا گیا اور اُس کے پاس بہت سے ریوڑ اور لونڈیاں اور نوکر چاکر اور اُونٹ اور گدھے ہو گئے۔" (پیدائش ۳۰: ۴۳) لابؔن کے بیٹے بھی اپنے باپ کی طرح یعقوؔب سے حسد کرنے لگے اور اُن کی حاسدانہ باتیں یعقوؔب کے کانوں تک پُہنچیں کہ "یعقوؔب نے ہمارے باپ کا سب کچھ لے لیا اور ہمارے باپ کے مال کی بدولت اُس کی یہ ساری شان و شوکت ہے اور یعقوؔب نے لابؔن کے چہرے کو دیکھ کر تاڑ لیا کہ اُس کا رُخ پہلے سے بدلا ہُوا ہے۔" (پیدائش ۳۱: ۲)

یعقوؔب اپنے اِس چالاک رشتہ دار کو برسوں پہلے چھوڑ جاتا، لیکن اُسے عیسؔو کی مُلاقات کرتے ڈر لگتا تھا۔ اب اُس نے محسُوس کیا کہ اُسے لابؔن کے بیٹوں کا خطرہ بھی لاحق ہو گیا ہے جو اُس کی دولت کو اپنا مال سمجھتے تھے اور زبردستی اُسے غصب کرنا چاہتے تھے۔ وہ نہایت پریشانی اور اضطراب کی حالت میں تھا اور نہیں جانتا تھا کہ کیا کرے۔ تاہم "بیتؔ ایل" کے پُرشفقت وعدے کو یاد کر کے اُس نے اپنا معاملہ خُدا کے سپُرد کر دیا اور اُس سے رہنمائی کی درخواست کی۔ خواب میں اُس کی دُعا کا جواب مل گیا" اور خُداوند نے یعقوؔب سے کہا کہ تُو اپنے باپ دادا کے مُلک کو اور اپنے رشتہ داروں کے پاس لَوٹ جا اور مَیں تیرے ساتھ رہوں گا۔" (پیدائش ۳۱: ۳)

لابؔن کی غیر حاضری کے باعث یعقوؔب کو نکل بھاگنے کا موقع مل گیا۔ سارے گلّے اور ریوڑ جلدی جلدی جمع کر لیے گئے اور آگے بھیج دیئے گئے۔ اپنی بیویوں، بچوں اور نوکروں سمیت یعقوؔب نے دریائے فراؔت کو عبُور کیا اور جلدی جلدی جلعاؔد کی طرف روانہ ہو گیا جو کنعاؔن کی سرحد پر تھا۔ تین دن کے بعد لابؔن کو اُن کے بھاگ

جانے کی خبر مل گئی اور وہ اُن کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوُا اور اُن کے سفر کے ساتویں روز اُنھیں جا پکڑا۔ وہ غُصّہ سے آگ بگولا ہو رہا تھا اور تُلا ہُوا تھا کہ زبردستی اُن کو واپس لے جائے۔ اُسے یقین تھا کہ وہ ایسا کر سکے گا کیونکہ اُس کا دستہ مفرُوروں کی نسبت جو زبردست خطرے میں تھے زیادہ زور آور تھا۔

وہ اپنے اِس مُخالفانہ ارادہ کو اِس لیے شرمندۂ تعبیر نہ کر سکا کیونکہ خُدا نے خود اپنے خادم کی حفاظت کے لیے مُداخلت کی۔ لابنؔ نے کہا۔" مجھ میں اِتنا مقدُور ہے کہ تم کو دُکھ دوں لیکن تیرے باپ کے خُدا نے کل رات مجھے یُوں کہا کہ تُو یعقوبؔ کو بُرا یا بھلا کچھ نہ کہنا۔" جس کا مطلب یہ تھا کہ لابنؔ کو اُسے واپس جانے پر مجبُور نہیں کرنا تھا۔

لابنؔ نے اپنی لڑکیوں کے جہیز کی وصُول کردہ رقم غصب کر لی تھی اور وہ یعقوبؔ کو ہمیشہ دھوکا دیتا اور اُس پر سختی کرتا رہا۔ لیکن مکّاری و عیّاری سے، جو اُس کی خاص صِفت بن چُکی تھی، اُس نے اب یعقوبؔ کو ملامت کی کہ وہ چوری سے کیوں چلا آیا کیونکہ اُسے اپنی لڑکیوں اور اُن کے بچّوں کو ملنے اور خوشی خوشی اُنھیں رُخصت کرنے کا موقع نہیں دیا گیا تھا۔

یعقوبؔ نے صاف الفاظ میں لابنؔ کی خود غرضی اور غاصبانہ عادت کا ذکر کیا اور اُس سے اِلتماس کی کہ تُو خود ہی میری دیانت داری اور وفاداری کی شہادت دے۔ یعقوبؔ نے کہا کہ" اگر میرے باپ کا خُدا ابرہامؔ کا معبُود جس کا رُعب اضحاقؔ مانتا تھا میری طرف نہ ہوتا تو ضرور ہی تُو مجھے اَب خالی ہاتھ جانے دیتا۔ خُدا نے میری مُصیبت اور میرے ہاتھوں کی محنت دیکھی ہے اور کل رات تجھے ڈانٹا بھی۔" (پیدائش ۳۱ : ۴۲)

لابنؔ اِن پیش کردہ حقائق سے اِنکار نہیں کر سکتا تھا اور اب اُس نے صُلح کا عہد باندھنے کی تجویز پیش کی۔ یعقوبؔ نے اِس تجویز کو منظور کیا اور پتھروں کا ایک ڈھیر جمع کیا تاکہ اِس عہد کی یادگار اور گواہی ہو۔ لابنؔ نے اِس ستون کا نام مِصفاہ بہ

یہ کہتے ہُوئے رکھا۔ "جب ہم ایک دُوسرے سے غیر حاضر ہوں تو خُداوند میرے اور تیرے بیچ نگرانی کرتا رہے۔" (پیدائش ۳۲: ۴۹)

"لابن نے یعقوب سے یہ بھی کہا کہ اِس ڈھیر کو دیکھ اور اِس ستُون کو دیکھ جو مَیں نے اپنے اور تیرے بیچ میں کھڑا کیا ہے۔ یہ ڈھیر گواہ ہو اور یہ ستُون گواہ ہو ضرر پُہنچانے کے لیے نہ تو مَیں اِس ڈھیر سے اُدھر تیری طرف تجاوز کروں اور نہ تُو اِس ڈھیر سے اِدھر میری طرف تجاوز کرے۔ ابرہام کا خُدا اور نحور کا خُدا اور اُن کے باپ کا خُدا ہمارے بیچ میں اِنصاف کرے اور یعقوب نے اُس ذات کی قسم کھائی جس کا رُعب اُس کا باپ اضحاق مانتا تھا۔" (پیدائش ۳۲: ۵۱-۵۳) اِس عہد کی تصدیق و توثیق کے لیے طرفین ایک ضیافت میں شامل ہُوئے۔ رات دوستانہ رِفاقت میں گزری اور لابن صبح سویرے اُٹھا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ اِس جُدائی کے ساتھ ہی ابرہام کی اَولاد اور اہالیانِ میسوپتامیہ کا سب تعلق قطع ہو گیا۔

اٹھارھواں باب

کُشتی کی رات

حالانکہ یعقوبؔ ہدایتِ الٰہی کے مُطابق فدّانؔ آرام سے روانہ ہوگیا، توبھی جس راہ پر اُس نے بیس سال پہلے ایک مفرُور کی حیثیت سے سفر کیا تھا، اب اُس پر سفر کرتے ہُوئے اُس کے دِل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہو رہے تھے۔ باپ کو دھوکا دینے کا جو گناہ اُس سے سرزد ہُوا تھا وہ اُس کے سامنے تھا۔ اُسے علُوم تھا کہ یہ عرصۂ دراز کی جلا وطنی اُسی گناہ کا نتیجہ تھی۔ دِن رات وہ اِن باتوں پر غور و فکر کرتا رہا اور چونکہ اُس کا ضمیر اُس کے جُرم کی وجہ سے اُسے ملامت کرتا تھا، لہٰذا وہ اپنے سفر کے دَوران میں بہت اُداس تھا۔ جُونہی کہ اُس کی مادرِ وطن کے پہاڑ دُور فاصلے سے نظر آنے لگے تو اِس بزرگ کا دِل بہت مُضطرب ہوگیا۔ اُس کا سارا ماضی اُس کی آنکھوں کے سامنے صاف عیاں تھا۔ گُناہ کی یاد کے ساتھ ہی ساتھ خُدا کی مدد اور رہنمائی کے بیش قیمت عطیّے بھی اُسے یاد آگئے۔

جُوں جُوں وہ اپنی منزلِ مقصُود کے قریب پہُنچ رہا تھا، عیسوؔ کا خیال اُس کے دِل کو ہراساں اور پریشان کر رہا تھا۔ یعقُوبؔ کے بھاگ جانے کے بعد عیسوؔ نے اپنے آپ کو باپ کی پوُری جائیداد کا واحد وارث سمجھ لیا تھا۔ یعقوبؔ کی واپسی سے اُس کے دل میں یہ خدشہ ضرور پیدا ہو جاتا کہ اب وہ جائیداد پر قابض ہونے کے لیے آرہا ہے۔ عیسوؔ اگر چاہتا تو اب اپنے بھائی کو سخت نقُصان پہُنچا سکتا تھا۔ وہ نہ صرف جذبۂ اِنتقام سے اُس پر بے حد سختی کر سکتا تھا بلکہ اِس لیے بھی کہ وہ اپنے باپ کے سارے مال و متاع کا واحد مالک بنا رہے جس کو عرصۂ دراز سے وہ اپنا تصوّر کرتا تھا۔

خُداوند نے ایک مرتبہ اَور یعقوبؔ کو اپنی الٰہی حفاظت کا نشان بخشا۔ جب

وہ کوہِ جلعاد سے جنوب کی طرف روانہ ہُوا تو اُسے ایسا معلوم ہُوا کہ آسمانی فرشتوں کے دو گروہ اُس کو آگے اور پیچھے گھیرے ہُوئے ہیں اور یعقوبؔ کے قافلہ کے ساتھ گویا اُس کی حفاظت کی خاطر آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ یعقوبؔ کو بیت ایل کی رؤیا جو اُس نے برسوں پہلے دیکھی تھی یاد آ گئی اور اُس کے دِل کا بوجھ کچھ ہلکا ہو گیا کیونکہ اُس کو واپسی سفر میں آسمانی فرشتوں کے گروہ کی حفاظت اور رہنمائی کا ثبوت مِل گیا تھا جو کنعان سے بھاگتے وقت اُس کے لیے اُمید اور حوصلے کا باعث ہُوا تھا۔ اور اُس نے کہا "یہ خُدا کا لشکر ہے اور اِس جگہ کا نام محنائیم رکھا۔" (پیدائش ۳۲: ۲)

تو بھی یعقوبؔ نے محسوس کیا کہ مجھے خود بھی اپنی حفاظت کے لیے کچھ کرنا چاہیئے۔ اِس لیے اُس نے قاصدوں کو عیسوؔ کے پاس صُلح کا پیغام دے کر بھیجا۔ اُس نے قاصدوں کو وہ الفاظ بھی بتائے جن میں اُنھیں اُس سے ہمکلام ہونا تھا۔ دونوں بھائیوں کی پیدائش سے پہلے یہ پیش گوئی کی گئی تھی کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا اور مبادا عیسوؔ کے لیے یہ الفاظ تلخی کا باعث ہوں۔ یعقوبؔ نے اُنھیں تاکید کی کہ جب وہ عیسوؔ کے سامنے حاضر ہوں تو اُسے "میرے خُداوند عیسوؔ" کے لفظ سے خطاب کریں اور اپنے مالک کا نام لیتے وقت "آپ کا بندہ یعقوبؔ" کہیں تاکہ یہ خوف دُور ہو جائے کہ وہ نادار آوارہ گرد کی حیثیّت سے آ رہا ہے تاکہ اپنے باپ کی جائداد کا وارث ہو۔ یعقوبؔ نے نہایت خبرداری سے اپنے پیغام میں یہ کہلا بھیجا کہ "میرے پاس گائے بیل اور گدھے اور بھیڑ بکریاں اور نوکر چاکر اور لونڈیاں ہیں اور مَیں اپنے خُداوند کے پاس اِس لیے خبر بھیجتا ہوں کہ مجھ پر آپ کے کرم کی نظر ہو۔" (پیدائش ۳۲: ۳-۵)

لیکن قاصد یہ خبر لے کر واپس آئے کہ عیسوؔ چار سو آدمیوں کو ساتھ لے کر تیری مُلاقات کو آ رہا ہے اور اُس کے سلامتی کے پیغام کا اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اِس سے یعقوبؔ کو یہ یقین ہو گیا کہ وہ اِنتقام لینے کے لیے آ رہا ہے۔ ساری خیمہ گاہ پر خوف چھا گیا۔ "یعقوبؔ نہایت ڈر گیا اور پریشان ہُوا۔" وہ نہ واپس لَوٹ سکتا تھا اور نہ آگے بڑھنے کی ہمّت رکھتا تھا۔ اُس کا قافلہ غیر مُسلّح اور حفاظتی و مدافعتی سامان

سے مُعرّا تھا اور دُشمن کے مقابلہ کے لیے مُطلقاً تیار نہ تھا۔ اِس لیے اُس نے اپنے
قافلہ کو دو حِصّوں میں تقسیم کیا تاکہ ایک پر حملہ ہو جانے کی صُورت میں دُوسرے کو بھاگنے
کا موقع مِل جائے۔ اُس نے اپنے نہایت بڑے ریوڑ میں سے قیمتی نذرانہ عیسَو کے
پاس بھیجا اور سلامتی کا پیغام بھی روانہ کیا۔ اُس نے اپنے بھائی کے ساتھ جو ناحق
سلُوک روا رکھا تھا، اُس کی تلافی کے لیے حتیّ الوسع کوشش کی تاکہ اُس کے سر
سے یہ خطرہ کسی نہ کسی طرح ٹل جائے۔ پھر عجز و انکساری اور منّت وزاری سے حفاظت
کے لیے اُس نے خُدا سے اِلتجا کی کہ "تُو نے مجھے یہ فرمایا کہ تُو اپنے مُلک کو اپنے
رشتہ داروں کے پاس لَوٹ جا اور مَیں تیرے ساتھ بھلائی کروں گا۔ مَیں تیری سب رحمتوں
اور وفاداری کے مقابلہ میں جو تُو نے اپنے بندے کے ساتھ برتی ہے بالکل ہیچ
ہوں کیونکہ مَیں صرف اپنی لاٹھی لے کر اِس یردَن کے پار گیا تھا اور اب ایسا ہوں
کہ میرے دو غول ہیں۔ مَیں تیری منّت کرتا ہوں کہ مجھے میرے بھائی عیسَو کے ہاتھ سے
بچا لے کیونکہ مَیں اُس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھے اور بچّوں کو ماں سمیت مار نہ ڈالے۔"
(پیدائش ۳۲: ۹-۱۱)

اب وہ دریائے یبّوق تک پُہنچ گئے تھے اور جونہی رات ہو گئی یعقوب نے اپنے خاندان کو دریا کے گھاٹ کے پار بھیج دیا اور وہ اکیلا وہاں رہ گیا۔ اُس نے مُصمّم ارادہ کر لیا تھا کہ رات بھر دُعا کرتا رہے اور تن تنہا خُدا کے ساتھ وقت گزارے۔ خُدا عیسَو کے دِل کو نرم کر سکتا تھا۔ اِس آبائی بزرگ کی ساری اُمید خُدا ہی پر تھی۔

یہ علاقہ سُنسان اور پہاڑی، جنگلی درندوں کی رہائش گاہ اور ڈاکوؤں اور خُونیوں کی کھوہ تھا۔ تنہائی اور بے بسی کی حالت میں نہایت آہ وزاری سے زمین پر سجدہ کیا۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ وہ سب جو اُس کی زندگی کی شادمانی کا باعث تھے۔ اُس سے دُور فاصلہ پر تھے اور خطرے اور موت کے مُنہ میں پڑے تھے۔ سب سے بڑا اور دِل خراش خیال یہ تھا کہ میرے ہی گناہ کے باعث اِن معصُوموں پر یہ خطرہ ٹُوٹ پڑا ہے۔ نہایت آہ وزاری اور گریہ وزاری کی حالت میں وہ خُدا سے دِلسوزی کے ساتھ دُعا کرنے لگا۔

دفعتہً کسی نے اپنا مضبوط و قوی ہاتھ اُس پر رکھا۔ یعقوبؔ نے خیال کیا کہ یہ دُشمن ہے جو اُس کی جان کا جویاں تھا۔ لہٰذا اُس نے کوشش کی کہ اِس حملہ آور کے چنگل سے رہائی حاصل کرے۔ تاریکی اور ظُلمت میں دونوں غلبہ پانے کی جدّوجہد کرتے رہے۔ کسی کی زبان سے ایک لفظ بھی صادر نہ ہؤا۔ یعقوبؔ نے اپنا سارا زور لگا دیا اور ایک لمحہ کے لیے بھی دَم نہ لیا۔ جب وہ اپنی جان بچانے کے لیے جدّوجہد کر رہا تھا اُس کے گُناہ اُس کے سامنے آ گئے تاکہ اُسے خُدا سے جُدا کر دیں۔ لیکن اِس ہولناک موقع پر اُسے خُدا کے وعدے یاد آ گئے اور یعقوبؔ نے پُورے دِل سے خُدا سے رحم کے لیے اِلتجا کی۔ تقریباً پَو پھٹنے تک یہ کُشتی جاری رہی۔ تب اُس اجنبی نے اپنی اُنگلی سے یعقوبؔ کی ران کو چھؤا جس سے وہ فوراً لنگڑا ہو گیا۔ اب اِس آبائی بزرگ پر اِس حریف کی کیفیت کُھل گئی۔ اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ آسمانی فرشتہ سے کُشتی کر رہا تھا اور یہی وجہ بھی کہ اُس کی غیر معمولی قوّت غلبہ حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ یہ عہد کا فرشتہ مسیح خُداوند تھا جس نے اپنے آپ کو یعقوبؔ پر ظاہر کیا تھا۔ اب یعقوبؔ کُشتی لڑنے کے قابل نہ رہا بلکہ شدّت کی درد محسُوس کرنے لگا، تو بھی اُس نے اپنی گرِفت کو ڈھیلا نہ ہونے دیا۔ تائب اور دِل شکستہ ہو کر وہ فرشتہ سے چمٹ گیا۔" اُس نے رو رو کر مناجات کی" (ہوسیع ۱۲ : ۴) اور برکت چاہی۔ وہ یہ ثبُوت حاصل کرنا چاہتا تھا کہ اُس کا گناہ بخشا گیا۔ شدّتِ درد اُس کی توجّہ کو اِس مقصد سے باز نہ رکھ سکتی تھی۔ اُس کا اِرادہ پُختہ ہوتا گیا اور اُس کا اِیمان آخر تک سرگرم اور مُستقل ہوتا گیا۔ فرشتہ نے اپنے آپ کو اُس سے چُھڑانے کی کوشش کی اور کہا" مُجھے جانے دے کیونکہ پَو پھٹ چلی۔ لیکن یعقوبؔ نے جواب دیا کہ" جب تک تُو مُجھے برکت نہ دے مَیں تجھے جانے نہیں دُونگا" (پیدائش ۳۲ : ۲۶)۔ اگر یہ اِعتماد فخریہ اور گُستاخانہ ہوتا تو یعقوبؔ فوراً ہلاک ہو گیا ہوتا لیکن یہ ایک ایسے شخص کا اعتماد تھا جس نے اپنی نااہلیّت کا اِقرار کیا تو بھی اپنے عہد پر قائم رہنے والے خُدا کی وفاداری پر پُورا پُورا بھروسا رکھا۔

یعقوبؔ فرشتہ سے کُشتی لڑا اور غالب آیا" (ہوسیع ۱۲ : ۴) عاجزی، توبہ اور اطاعت

کے ذریعہ یہ کمزور، گنہگار اور فانی اِنسان جاہ وجلال والے آسمانی خُدا کے حُضور غالب آیا۔ اُس نے کانپتے ہُوئے ہاتھوں سے خُدا کے وعدوں کو مضبُوطی سے پکڑے رکھا اور لامحدُود محبّت سے بھرا ہُوا دِل گنہگار کی اِلتجا کو ردّ نہ کرسکتا تھا۔

وہ غلطی جس کی وجہ سے اُس نے دھوکا دے کر پہلوٹھے کا حق حاصل کرلیا تھا اب صفائی سے اُس کے سامنے تھی۔ اُس نے خُدا کے وعدوں پر بھروسا نہ کیا تھا بلکہ اپنی چالاکی سے اِس بات کو حاصل کرنا چاہا جس کی تکمیل خداوند خود اپنے مقرّرہ وقت پر کرنے کو تھا۔ اِس بات کے ثبُوت میں کہ یعقوؔب کا گناہ بخشا گیا اُس کا وہ نام جو اُس کے گُناہ کو یاد دِلاتا تھا اُس نام سے بدل دیا گیا جو اُس کی فتح کی یادگار تھا۔ فرشتہ نے کہا کہ "تیرا نام آگے کو یعقوؔب (دھوکا دینے والا) نہیں بلکہ اِسرآئیل، ہوگا، کیونکہ تُو نے خُدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہُوا۔" (پیدائش ۳۲: ۲۸)

جس برکت کو حاصل کرنے کی یعقوؔب کے دِل میں زبردست خواہش تھی وہ اُس کو حاصل ہوگئی۔ دھوکا دینے کا جو گناہ اُس میں پایا جاتا تھا وہ اُسے بخشا گیا۔ اُس کی زندگی کا نازک ترین وقت گزُر گیا۔ شک، پریشانی اور رنج وغم نے اُس کی زندگی کو تلخ بنا رکھا تھا لیکن اب سب کچھ بدل گیا اور خُدا کے ساتھ رِفاقت پیدا کر لینے سے اُس کا دِل سکُون واطمینان سے بھر گیا۔ اب یعقوؔب کو اپنے بھائی عیسوؔ کی کی ملاقات کا قطعاً خوف نہ رہا۔ وہ خُدا جس نے اُس کا گُناہ معاف کر دیا تھا، عیسوؔ کے دِل پر بھی اثر کرسکتا تھا تاکہ وہ اُس کے عجز وتوبہ کو قبول کرلے۔

جب یعقوؔب فرشتہ کے ساتھ کُشتی لڑ رہا تھا تو ایک اَور آسمانی فرشتہ عیسوؔ کے پاس بھیجا گیا۔ خواب میں عیسوؔ نے اپنے بھائی کو دیکھا جو بیس سال سے اپنے باپ کے گھر سے فرار ہوکر جلاوطن ہو چکا تھا۔ اُس نے معلوم کیا کہ ماں کی وفات کا کس قدر غم اُس کے دِل میں تھا۔ اُس نے یہ بھی دیکھا کہ خُدا کا لشکر اُسے گھیرے ہُوئے ہے۔ عیسوؔ نے اِس خواب کا ذکر اپنے سپاہیوں سے کیا اور اُنھیں حُکم دیا کہ یعقوؔب کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں کیونکہ اُس کے باپ کا خُدا اُس کے ساتھ تھا۔

آخر کار یہ دونو گروہ ایک دُوسرے کے قریب پُہنچ گئے، صحرائی سردار اپنے جنگجُو مردوں کی پیشروی کر رہا تھا اور یعقوب اپنے اہل و عیال، اپنے چرواہوں اور لونڈیوں کے ہمراہ، جن کے پیچھے بھیڑوں اور بکریوں کے ریوڑ آ رہے تھے، سفر کر رہا تھا۔ اپنے عصا پر جُھک کر یہ آبائی بزرگ اِس فوج کے دستہ کے اِستقبال کو آگے بڑھا۔ حالیہ کش مکش کی وجہ سے وہ ناتواں اور زرد ہو گیا تھا اور آہستہ آہستہ لنگڑاتا اور درد سے کراہتا، قدم قدم پر ٹھہرتا ہُوا بمشکل آگے چل رہا تھا لیکن اُس کا چہرہ خوشی اور اِطمینان سے چمک رہا تھا۔

اِس لنگڑے اور درد میں مُبتلا بھائی کو دیکھ کر "عیسو اُس سے ملنے کو دوڑا اور اُس سے بغلگیر ہُوا اور اُسے گلے لگایا اور چُوما اور وہ دونو روئے۔" (پیدائش ۳۳:۴)۔ اِس منظر کو دیکھ کر عیسو کے وحشی سپاہیوں کے دِل بھی پگھل گئے۔ وہ سمجھ نہ سکے کہ اُن کے سردار کے دل میں ایسی تبدیلی کیسے واقع ہوئی، حالانکہ اُس نے اُنھیں خواب بتا دیا تھا۔ وہ اِس آبائی بزرگ کی ناتوانی کو دیکھ رہے تھے، لیکن اُنھیں کیا علم تھا کہ اُس کی کمزوری قوّت میں تبدیل ہو چکی ہے۔

دریائے یبوق کے کنارے غم و اندوہ کی رات کو، جب تباہی و بربادی مُنہ کھولے کھڑی تھی، اِس آبائی بزرگ کو یہ سبق سِکھایا گیا کہ انسانی مدد کس قدر عبث ہے اور یہ کہ انسانی طاقت و قوّت پر تکیہ کرنا کس قدر بے سُود ہے۔ اُس نے محسُوس کیا کہ اُس کی مدد فقط اُسی سے صادر ہونی چاہیئے جس کے خلاف اُس نے اِس قدر شدّت سے گناہ کیا ہے۔ اپنی بے بسی اور بے چارگی میں اُس نے خُداوند کے حضُور شفقت اور رحم کے وعدے کو دُہرایا جو خدا نے تائب گنہگار سے کیا تھا۔ اِسی وعدہ سے اُسے یقین ہُوا کہ کہ خُداوند اُسے معاف کرے گا اور اُسے قبول فرمائے گا۔ یہ ممکن ہے کہ آسمان اور زمین ٹل جائیں لیکن خُداوند کے کلام کا ٹل جانا ممکن نہیں اور یہی بات اِس ہولناک کش مکش میں اُس کی تسلّی کا باعث ہوئی۔

یعقوب کا ساری رات کُشتی لڑنے اور رنج و غم کو برداشت کرنے کا تجربہ اُس

بڑی آزمائش کا ایک نمونہ ہے جس میں سے خُدا کے لوگوں کو مسیح خُداوند کی آمدِ ثانی سے عین پیشتر گُذرنا پڑے گا۔ یرمیاہ نبی نے اِس زمانہ کو رُؤیا میں دیکھتے ہُوئے کہا۔ "ہم نے ہر بڑی کی آواز سُنی۔ خَوف ہے اور سلامتی نہیں ..... سب کے چہرے زرد ہو گئے ہیں۔ افسوس! وہ دن بڑا ہے۔ اُس کی مثال نہیں۔ وہ یعقوب کی مُصیبت کا وقت ہے پر وہ اُس سے رہائی پائے گا۔" (یرمیاہ ۳۰ : ۵۔۷)

جب مسیح خُداوند انسان کی شفاعت کا کام ختم کرے گا، تب مُصیبت کا یہ وقت شروع گا۔ تب ہر شخص کے مقدّمہ کا فیصلہ ہو جائے گا اور گُناہ سے پاک وصاف کرنے کے لیے کفارہ بخش خُون باقی نہ رہے گا۔ جب خُداوند یسُوع نسلِ اِنسانی کے لیے خُدا کے حُضور اپنی شفاعت کا کام ختم کر دے گا، تو یہ سنجیدہ حکم صادر ہو گا۔ "جو بُرائی کرتا ہے بُرائی ہی کرتا جائے اور جو نجس ہے وہ نجس ہی ہوتا جائے اور جو راستباز ہے وہ راستبازی ہی کرتا جائے اور جو پاک ہے وہ پاک ہی ہوتا جائے۔" (مکاشفہ ۲۲ : ۱۱) تب خُدا کی مزاحمت کرنے والی رُوح دُنیا سے اُٹھالی جائے گی۔ جیسے یعقوب کو اپنے غضب آلُودہ بھائی سے مَوت کا اندیشہ تھا، ویسے ہی خُدا کے لوگوں کو شریروں کا خوف ہو گا جو اُن کی جان لینے کی کوشش کریں گے اور جیسے اِس آبائی بزُرگ نے عیسو سے رہائی پانے کے لیے ساری رات جدّ وجہد کی ویسے ہی راست باز لوگ رات دِن خُدا کے حُضور اُن دُشمنوں سے رہائی پانے کے لیے فریاد کریں گے جن میں وہ محصُور ہونگے۔

شیطان نے خُدا کے فرشتوں کے سامنے اِس آبائی بزُرگ پر الزام لگایا اور یہ مطالبہ کیا کہ وہ اپنے گناہ کی پاداش میں ہلاک کر دیا جائے۔ اُس نے عیسو کو تحریک دی تھی کہ وہ اُس پر حملہ کرے اور جب اُس طویل رات کو یہ آبائی بزرگ کُشتی لڑتا رہا تو شیطان نے اُس کے گناہ کا گہرا اِحساس دلانے کی کوشش کی تاکہ اُس کو پست ہمت کر ڈالے اور وہ خُدا پر بھروسا رکھنا چھوڑ دے۔ جب یعقوب نے اپنی مُصیبت کے وقت فرشتہ کو مضبُوطی سے پکڑ لیا اور آنسو بہا بہا کر آسمانی پیامبروں سے اِلتجا کی تو خُدا کے فرشتہ یعنی مسیح خُداوند نے بھی اُس کے اِیمان کی آزمائش کی خاطر اُس کا گناہ اُسے

یاد دلایا اور اُسے چھوڑ کر چلا جانا چاہا۔ لیکن یعقوبؔ نے ہمّت نہ ہاری۔ اُس نے یہ سبق سیکھ لیا تھا کہ خُدا رحیم و مہربان ہے اور اُس نے اپنے آپ کو خُدا کے رحم پر چھوڑ دیا۔ اُس نے اپنے گناہ کی توبہ کی جانب توجّہ کی اور رہائی کے لیے خُداوند سے اِلتجا کی۔ جب اُس نے اپنی زندگی کی نظرِ ثانی کی تو وہ تقریباً بے اُمید ہو گیا۔ لیکن وہ خُدا کے فرشتہ کو مضبُوطی سے پکڑے رہا اور نہایت آہ وزاری اور سرگرمی سے اِلتجا کرتا رہا حتّٰی کہ وہ غالب آیا۔

یہی تجربہ خُدا کے لوگوں کو بدی کی طاقتوں کی کش مکش کے وقت آخری جنگ میں حاصل ہو گا۔ خُدا اُن کے اِیمان اور اُن کے اِستقلال اور اِعتقاد کی آزمائش کریگا اور دیکھے گا کہ وہ اُس کی رہائی دینے والی قُدرت پر اعتماد رکھتے ہیں یا نہیں شیطان اُن کو یہ احساس دِلا کر خوف زدہ کرنے کی کوشش کرے گا کہ اُن کے لیے قطعاً کوئی اُمید نہیں رہی اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا کہ اُن کے گناہ اِس قدر کثیر اور سنگین ہیں کہ وہ ناقابلِ معافی ہیں۔ اُنھیں اپنے گناہوں کا گہرا احساس ہو گا اور جب وہ اپنی زندگیوں کی نظرِ ثانی کریں گے تو اُن کا حوصلہ کم ہو جائے گا۔ لیکن خُدا کی رحمت کی عظمت اور اپنی حقیقی توبہ کو یاد کرتے ہُوئے وہ اُن وعدوں کی بنا پر خُداوند سے رحم کے لیے اِلتجا کریں گے جو مسیح یسُوع کے وسیلہ سے بے بس تائب گنہگاروں سے کیے گئے ہیں۔ اگر اُن کی دُعا کا جواب فوراً نہ ملے تو اُن کا ایمان کمزور نہ ہو گا۔ وہ خُدا کی قوّت کو مضبُوطی سے پکڑے رہیں گے۔ جیسے یعقوبؔ نے فرشتہ کو پکڑ لیا تھا اور اُن کی زبان پر یہ وِرد ہو گا "جب تک تُو مجھے برکت نہ دے مَیں تجھے جانے نہیں دوں گا۔"

اگر یعقوبؔ دھوکہ بازی سے پہلوٹھے کا حق حاصل کرنے کے گناہ کے لیے پہلے ہی سے توبہ نہ کر لیتا تو خُدا اُس کی دُعا نہ سُنتا اور نہ ہی رحم کر کے اُس کی جان کو بچاتا۔ ایسا ہی مصیبت کے وقت ہو گا۔ رنج و غم کی جان کنی میں مُبتلا ہونے کے وقت اگر خُدا کے لوگوں کے ایسے گناہ ہوں گے جن کا اُنھوں نے اِقرار نہ کیا ہو گا، تو وہ مغلُوب

ہو جائیں گے ، مایوسی اُن کے ایمان کو کمزور کر دے گی اور اُن میں اِتنا بھروسہ نہ رہیگا کہ وہ لڑائی کے لیے خُدا کے حضُور سرگرمی سے اِلتجا کر سکیں۔ لیکن جب کہ اُنھیں اپنی ناقابلیت کا پُورا پُورا احساس ہو گا، تو اُن کے دِلوں میں کوئی پوشیدہ گُناہ نہ ہوں گے۔ اُن کے گُناہ مسیح خُداوند کے کفارہ بخش خُون سے مٹا ڈالے جائیں اور خُدا اُنھیں پھر کبھی یاد نہ کریگا۔

شیطان بہُت سے لوگوں کے دِلوں میں غلط خیال پیدا کرتا ہے کہ خُدا زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں بے اِیمانی کو ٹال دے گا۔ لیکن یعقُوبؔ کے معاملہ سے خُدا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی صُورت سے بھی بدی کو پسند نہیں کرتا، نہ اُس کی اجازت دے سکتا ہے۔ وہ سب جو اپنے گناہوں کو چھُپانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کو بغیر اقرار کیے اور معافی حاصل کیے آسمانی کتابوں میں رہنے دیتے ہیں، شیطان سے مغلُوب ہو جائیں گے۔ اُن کا مرتبہ جس قدر اُونچا اور قابلِ تعظیم ہوگا، خدا کی نظروں میں اُن کا گناہ اُسی قدر سنگین ہو گا اور اُسی قدر یقینی فتح بڑے دُشمن کو نصیب ہو گی۔

تاہم یعقُوبؔ کے سوانح حیات سے پُورا پُورا الیقین حاصل ہوتا ہے کہ خُدا اُنھیں ہرگز ترک نہ کرے گا جو گناہ کرنے کے لیے ورغلائے تو گئے لیکن حقیقی توبہ کے ذریعہ اُس کے پاس واپس آ گئے ہیں۔ پُختہ ایمان اور پُوری پُوری اطاعت ہی کے ذریعہ سے یعقُوبؔ نے وہ سب کچھ حاصل کیا جو وہ اپنی قوّت اور کش مکش سے حاصل نہ کر سکتا تھا۔ خُدا نے اِس طریقہ سے اپنے خادم پر واضح کیا کہ فقط اُس کے فضل اور قدُرت ہی کے ذریعہ سے وہ اُن برکات کو حاصل کر سکتا تھا جن کی اُسے زبردست خواہش تھی۔ یہی حال اُن کا بھی ہو گا جو آخری ایّام میں رہتے ہوں گے۔ جب خطرات اُنھیں گھیرے ہوئے ہوں گے اور مایُوسی اُن کے دِلوں کو جکڑ لے گی تو اُنھیں بالکلیہ طور پر کفارہ کی خُوبیوں پر بھروسا رکھنا چاہیئے۔ ہم بذاتِ خود کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اپنی ساری بے بسی اور بے کسی میں ہمیں اپنے مصلُوب اور زندہ مسیح خُداوند کی خُوبیوں پر توکل کرنا چاہیئے۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ کبھی ہلاک نہیں ہوں گے۔ ہماری کمزوریوں کی

لمبی اور سیاہ فہرست خُدائے قادر کے سامنے ہے۔ خُدا کا دفتر مکمّل اور بالکل صحیح ہے۔ ہمارا کوئی گناہ نظر انداز نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ خُدا جو زمانہ قدیم میں اپنے خادموں کی فریاد سُنتا رہا، ہماری ایمان سے بھرپور دُعاؤں کو بھی سُنے گا اور ہماری خطاؤں کو بھی معاف کرے گا۔ اُس نے وعدہ کیا ہے اور اُس کا کلام یقیناً پُورا ہوگا۔

یعقوبؔ اِس لیے غالب آیا کیونکہ وہ مُستقل مزاج اور عزم آہنی رکھنے والا شخص تھا۔ اُس کے تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بلاناغہ اور لگاتار دُعائیں قوّت ہے۔ اِسی زمانہ میں ہمیں غالب آنے والی دُعا اور غیر متزلزل ایمان کا سبق سیکھ لینا چاہیئے۔ خُدا کی جماعت یا ہر شخص کی زندگی میں سب سے بڑی فتُوحات قابلیّت، تعلیم، دولت یا انسانی مدد یا مراعات کے باعث حاصل نہیں ہوتیں۔ یہ فتُوحات پوشیدگی کی دُعا کے ذریعہ خُداوند سے حاصل ہو سکتی ہیں جب سرگرم دِلسوز دُعا کے ساتھ ایمان کے وسیلہ سے ہم لامحدُود قوّت والے بازُو کو پکڑ لیتے ہیں۔

جو ہر گناہ کو ترک کرنے اور خُدا کی برکت کو سرگرمی سے تلاش کرنے کے لیے رضامند نہیں، وہ اُسے حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن وہ سب جو یعقوبؔ کی طرح خُداوند کے وعدوں کو دلیری اور مضبُوطی سے پکڑ لیتے ہیں اور اُتنے ہی سرگرم اور مُستقل مزاج ہوں گے جتنا وہ تھا، اُسی کی طرح کامیاب ہوں گے۔" پس کیا خُدا اپنے برگزیدوں کا اِنصاف نہ کرے گا جو رات دن اُس سے فریاد کرتے ہیں؟ اور کیا وہ اُن کے بارے میں دیر کرے گا؟ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ وہ جلد اُن کا اِنصاف کرے گا۔" (لوقا ۱۸: ۸-۷)

اُنیسواں باب

کنعان کو واپسی

یردن کو پار کر کے یعقوب ملکِ کنعان کے ایک شہر سِکم کے قریب صحیح وسلامت پہنچا۔" یوں اس آبائی بزرگ کی بیت ایل کی دعا، کہ خدا اُسے سلامتی سے اُس کے اپنے وطن میں لائے منظور کی گئی۔ کچھ عرصہ تک وہ سِکم کی وادی میں ڈیرے ڈالے پڑا رہا۔ اِسی مقام پر سو سال پیشتر ابرہام نے موعودہ زمین میں سب سے پہلے ڈیرا ڈالا تھا اور سب سے پہلی قربان گاہ بنائی تھی۔ اِس جگہ یعقوب نے زمین کے جس قطعہ پر اپنا خیمہ کھڑا کیا تھا اُسے اُس نے سِکم کے باپ حمور کے لڑکوں سے چاندی کے سو سِکے دے کر خرید لیا اور اُس نے وہاں ایک مذبح بنایا اور اُس کا نام ایل اِلہ اِسرائیل رکھا۔" (پیدائش ۳۳: ۱۸-۲۰) ابرہام کی طرح یعقوب نے اپنے ڈیرے کے نزدیک خداوند کے لیے مذبح بنایا اور اپنے گھرانے کے لوگوں کے ساتھ صبح و شام قربانی چڑھاتا رہا۔ اِسی مقام پر اُس نے وہ کُنواں کھودا، جس پر، سترہ صدیوں کے بعد، نجات دہندہ نے، جو یعقوب کی نسل سے تھا، دوپہر کے وقت آرام کیا تھا اور متعجب اور حیران مجمع کے سامنے اُس چشمہ کا بیان کیا" جو ہمیشہ کے لیے جاری رہے گا۔"

یعقوب اور اُس کے بیٹوں کی سِکم میں زیادہ دیر تک سکونت کا انجام فساد اور خونریزی ہُوا۔ یعقوب کے گھرانے کی ایک بیٹی کی بےحرمتی ہوئی۔ اُس کے دو بیٹے قتل کے مجرم ہوئے۔ ایک پورے کا پورا شہر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ یہ سب تباہی اور خونریزی ایک جلد باز نوجوان کے غیر شرع فعل کی وجہ سے انتقام کی خاطر واقع ہوئی۔ اِس کا آغاز، جس کے اِس قدر ہولناک نتائج پیدا ہو گئے، یعقوب کی بیٹی کے عمل سے ہُوا، جو" اُس مُلک کی لڑکیوں کے دیکھنے کو باہر گئی۔" اور یوں اُس نے بےدینوں کے ساتھ رفاقت رکھنے کی جرأت کی۔ وہ جو خدا کے منکر اور بےدین لوگوں میں خوشی کے سامان تلاش کرتا ہے،

شیطان کی سرزمین میں داخل ہو جاتا ہے اور آزمائشوں کو دعوت دیتا ہے۔

شمعُونؔ اور لاویؔ کا ظلم و ستم بے سبب نہ تھا بلکہ اُن کے غیظ و غضب کو بھڑکایا گیا تھا، تو بھی اپنی اِس روش سے اُنھوں نے اہلِ سکمؔ کے خلاف بہت سنگین گناہ کیا۔ اُنھوں نے بڑی احتیاط سے اپنی تجاویز کو پردۂ راز میں رکھا اور جب یعقوبؔ کو یہ خبر ملی تو وہ بہت ہی حیران اور پریشان ہُوا۔ اپنے بیٹوں کے اِس فریب اور ظلم سے بیزار ہو کر اُس نے فقط یہ کہا "تم نے مجھے کُڑھایا کیونکہ تم نے مجھے اِس ملک کے باشندوں ..... میں نفرت انگیز بنا دیا کیونکہ میرے ساتھ تو تھوڑے ہی آدمی ہیں۔ سو وہ مل کر میرے مقابلہ کو آئیں گے اور مجھے قتل کر دیں گے اور مَیں اپنے گھرانے سمیت برباد ہو جاؤنگا۔" (پیدائش ۳۴ : ۳۰) لیکن جس رنج اور نفرت سے اُس نے اُن کے اِس خُونیں عمل کو دیکھا، اُس کا اِظہار اُس کے اُن الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے جو اُس نے پچاس سال بعد مِصر میں اپنے بسترِ مرگ پر کہے کہ "شمعُونؔ اور لاویؔ تو بھائی بھائی ہیں، اُن کی تلواریں ظُلم کے ہتھیار ہیں۔ اَے مری جان! اُن کے مشورہ میں شریک نہ ہو۔ اَے میری بزُرگی! اُن کی مجلس میں شامل نہ ہو... لعنت اُن کے غضب پر کیونکہ وہ تُند تھا اور اُن کے قہر پر کیونکہ وہ سخت تھا۔" (پیدائش ۴۹ : ۵-۷)

یعقُوبؔ نے محسُوس کیا کہ اس تذلیل کا ایک بڑا سبب تھا۔ اُس کے بیٹوں کے چال چلن میں ظُلم اور جھُوٹ نمایاں ہونے لگا تھا۔ اُس کی خیمہ گاہ میں غیر معبُودوں نے دخل پا لیا تھا اور کسی حد تک اُس کے گھرانے میں بُت پرستی بھی داخل ہو چکی تھی۔ اگر خُداوند اُن کے اعمال کے مطابق اُن کے ساتھ سلوک کرتا تو کیا وہ اُنھیں اِردگرد کی قوموں کے حوالہ نہ کرتا کہ وہ اُن سے بدلہ لیں۔

جب یعقوبؔ اِس طرح غم کے بوجھ سے دبا ہُوا تھا تو خُداوند نے اُسے ہدایت کی کہ وہ جنوب کی طرف بیتؔ ایل کی جانب سفر کرے۔ اِس مقام نے یعقوبؔ کو نہ صرف فرشتوں کے لشکر کی رؤیا اور خُداوند کی رحمت کے وعدے یاد دِلائے بلکہ وہ مَنّت بھی یاد دِلائی جو اُس نے وہاں مانی تھی کہ خُداوند اُس کا خُدا ہوگا۔ اُس نے مُصمّم ارادہ کر لیا کہ

اِس مُقدّس جگہ کو جانے سے پہلے اُس کے گھرانے کو بُت پرستی کی آلودگی سے پاک و صاف ہونا چاہیئے۔ لہٰذا اُس نے اپنے سارے خیمہ گاہ میں ہدایت کی کہ " بیگانہ دیوتاؤں کو جو تمھارے درمیان ہیں دُور کرو اور طہارت کر کے اپنے کپڑے بدل ڈالو۔ اور آؤ ہم روانہ ہوں اور بیت ایل کو جائیں۔ وہاں میں خُدا کے لیے جس نے میری تنگی کے دن میری دُعا قبول کی اور جس راہ میں مَیں چلا میرے ساتھ رہا، مذبح بناؤں گا۔" (پیدائش ۳۵: ۲، ۳)

بڑے رِقّت انگیز انداز میں یعقوب نے پہلی مرتبہ بیت ایل جانے کا واقعہ دُہرایا۔ جب وہ تن تنہا باپ کے گھر سے اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ گیا تھا اور یہ کہ کیسے خُدا رات کی رؤیا میں اُسے دِکھائی دیا۔ جب اُس نے خُدا کے عجیب و غریب سلوک اور رہنمائی کی نظرِ ثانی کی تو اُس کا دل پگھل گیا اور اُس کے بچّوں پر بھی حلیمی کی رُوح نے اثر کیا۔ اُس نے نہایت مؤثر طریقہ سے اُن کو تیار کیا کہ بیت ایل پہنچ کر خُدا کی عبادت میں اُس کے ساتھ شامل ہوں۔ "تب اُنھوں نے سب بیگانہ دیوتاؤں کو جو اُن کے پاس تھے اور مُندروں کو جو اُن کے کانوں میں تھے یعقوب کو دے دیا اور یعقوب نے اُن کو اُس بلوط کے درخت کے نیچے جو سِکم کے نزدیک تھا دبا دیا۔" (پیدائش ۳۵: ۴)

خُدا نے اُس ملک کے لوگوں کو خوف و ہراس سے بھر دیا، یہاں تک کہ اُنھوں نے اہلِ سِکم کی خُونریزی کا بدلہ لینے کی جُرأت نہ کی۔ یہ مسافر بغیر کسی تکلیف کے بیت ایل پہنچ گئے۔ یہاں خُداوند نے ایک مرتبہ پھر یعقوب پر ظاہر ہو کر اپنے عہد کی تجدید کی۔ "تب یعقوب نے اُس جگہ جہاں وہ اُس سے ہمکلام ہُوا پتھّر کا ایک ستُون کھڑا کیا۔" (پیدائش ۳۵: ۱۴)

بیت ایل میں یعقوب کو ربقہ کی دایہ دبورہ کے لیے جو اُس کے باپ کے خاندان میں ممتاز درجہ رکھتی تھی، ماتم کرنا پڑا۔ دبورہ میسوپتامیہ سے اپنی مالکہ کے ساتھ کنعان کی سرزمین میں آئی تھی۔ اِس عُمر رسیدہ خاتون کی موجودگی یعقوب کو اُس کی اوائل عمری کے اور خصوصاً اُس کی والدہ کی گہری اور عجیب محبت کے سُنہری ایام کی یاد دِلاتی تھی۔

دبورہ کو غم و رنج کے اِس قدر گہرے جذبات کے ساتھ دفن کیا گیا کہ جس بلُوط کے درخت کے نیچے وہ دفن کی گئی۔ اُسے "ماتم کا بلُوط" کہا گیا۔ ہمیں اِس بات کو ہرگز بھُولنا نہیں چاہیئے کہ اُس نیک عورت کی وفاداری اور خدمت کی زندگی اور اِس خاندان کی نہایت گہری رفیق کے لیے ماتم کا ذکر اِس قدر اہم واقعہ تھا کہ وہ خُداوند کے کلام میں قلمبند ہونے کے قابل سمجھا گیا ہے۔

بیت ایل سے حبرون صرف دو دن کا سفر تھا لیکن اِس سفر میں راخل کی کی مَوت کے باعث یعقوب کو بھاری صدمہ پُہنچا۔ دو مرتبہ اُس نے سات سات برس کے لیے اُس کی خاطر خدمت کی تھی اور اُس کی محبّت نے اِس محنت اور خدمت کو بُہت ہلکا کر دیا تھا۔ وہ محبّت کس قدر گہری اور لازوال محبّت تھی، اِس کا اندازہ اِس سے لگایا جا سکتا ہے کہ بُہت عرصہ بعد جب وہ اپنے بسترِ مرگ پر پڑا تھا اور یُوسف اپنے بزرگ اور عمر رسیدہ باپ سے مُلاقات کرنے آیا تھا تو اُس نے اپنی زندگی کی نظرِ ثانی کرتے ہُوئے کہا۔ "اور مَیں جب فدان سے آتا تھا تو راخل نے راستہ ہی میں جب اِفرات تھوڑی دُور رہ گیا تھا میرے سامنے مُلک کنعان میں وفات پائی اور مَیں نے اُسے وہیں اِفرات کے راستہ میں دفن کیا۔" (پیدائش ۴۸: ۷) اپنی طویل اور مُضطرب خاندانی زندگی کو یاد کرتے ہوئے فقط راخل ہی کا تذکرہ کیا تھا۔

اپنی وفات سے پیشتر راخل نے اپنے دُوسرے بیٹے کو جنم دیا۔ آخری سانس لیتے وقت۔ اُس نے بچّہ کا نام بِنُونی یعنی "میرے غم کا بیٹا" رکھا۔ لیکن اُس کے باپ نے اُس کا نام بِنیمین یعنی "میری قوّت" رکھا۔ جہاں راخل مری وہیں اُسے دفن کر دیا گیا تھا اور اُس کی یادگار کو تازہ رکھنے کے لیے وہاں ایک ستُون کھڑا کر دیا گیا۔

اِفرات کی طرف جاتے ہُوئے یعقوب کے خاندان پر ایک اَور بدنما دھبّہ لگا جس کے سبب سے رُوبن کو جو اُس کا پہلوٹھا بیٹا تھا، پہلوٹھے کے حق اور عُہدہ سے

محرُوم کر دیا گیا۔
آخر کار یعقوبؔ کا سفرِ اختتام کو پُہنچا۔ "اور یعقوبؔ ممرےؔ میں یعنی جبرؔون (میں) جہاں ابرؔہام اور اضحاقؔ نے ڈیرا کیا تھا اپنے باپ اضحاقؔ کے پاس آیا۔" (پیدائش ۳۵ : ۲۷) یہاں وہ اپنے باپ کے آخری برسوں میں مقیم رہا۔ اضحاقؔ کے لیے جو اِس وقت عالمِ تنہائی اور جُدائی میں ضُعفِ بصارت اور ضُعفِ پیری سے کمر خمیدہ ہو چُکا تھا، مُدّت سے مفرُور بیٹے کی مہربانیوں اور عقیدت سے بہت تسلّی اور اطمینان حاصل ہُوا۔

یعقوبؔ اور عیسوؔ کی مُلاقات پھر اپنے باپ کے بسترِ مرگ پر ہوئی۔ ایک وقت وہ تھا کہ بڑے بھائی نے اِنتقام لینے کے لیے ایسے موقع کا انتظار کیا تھا، لیکن اب اُس کے خیالات میں بہت بڑا تغیّر واقع ہو چُکا تھا۔ اور یعقوبؔ چُونکہ پہلوٹھے ہونے کے حق کی رُوحانی برکات سے قانع تھا اِس لیے اُس نے اپنے باپ کی جائداد اور وراثت کو بڑے بھائی کے حوالہ کر دیا۔ کیونکہ عیسوؔ کو فقط اِسی میراث کی قدر اور تلاش تھی۔ وہ اَب حسد اور نفرت کے باعث ایک دُوسرے سے ناراض نہ تھے۔ تاہم وہ ایک دُوسرے سے رُخصت ہو گئے اور عیسوؔ کوہِ شعیر کو چلا گیا۔ اُس خُدا نے جو تمام برکات کا سرچشمہ ہے یعقوبؔ کو اعلیٰ رُوحانی نعمتوں کے علاوہ جن کی اُس نے تلاش کی تھی، دُنیوی مال و دولت بھی بکثرت عطا کر رکھی تھی۔ دونوں بھائیوں کے پاس سامان اِس قدر زیادہ ہو گیا تھا کہ "وہ ایک جگہ رہ نہیں سکتے تھے اور اُن کے چوپایوں کی کثرت کے سبب سے اُس زمین میں جہاں اُن کا قیام تھا گنجائش نہ تھی۔" (پیدائش ۳۶ : ۷) یہ جُدائی یعقوبؔ کے لیے خُداوند کی مرضی کے مطابق تھی۔ چونکہ اِن دونوں بھائیوں کے مذہبی عقاید میں زبردست اِختلاف تھا اِس لیے اُن کا جُدا رہنا ہی بہتر تھا۔

عیسوؔ اور یعقوبؔ دونوں کو خُدا کے عِرفان کی تعلیم ملی تھی اور دونوں آزاد تھے کہ خُدا کے احکام پر عمل کریں اور اُس کی خوشنودی کو حاصل کریں، لیکن دونوں نے ایسا کرنا

پسند نہ کیا۔ دونوں بھائیوں نے الگ الگ راہیں اختیار کر لی تھیں اور اُن کی راہیں ایک دُوسرے سے زیادہ فاصلہ اختیار کرتی گئیں۔

عیسو کا نجات کی برکات سے محرُوم رہ جانا خُداوند کے اِنتخاب یا اِرادے کے مُطابق نہیں تھا۔ اُس کے فضل کی نعمتیں اور بخششیں مسیح یسُوع کے وسیلہ سے سب کے لیے مُفت ہیں۔ اپنے انتخاب کے علاوہ اَور کوئی دوسرا سبب نہیں جس سے کوئی شخص برباد ہو سکتا ہے۔ خُدا نے اپنے کلام میں اُن شرائط کا ذکر کر دیا ہے جن پر عمل کرنے سے ہر شخص ہمیشہ کی زندگی کا حقدار ہو سکتا ہے یعنی مسیح خُداوند پر ایمان رکھنے کے وسیلہ سے خُدا کے حکموں پر عمل کرنا۔ خُدا نے اپنے اَحکام کی مُطابقت میں اُس چال چلن کا ذکر کر دیا ہے اور ہر وہ شخص جو اُس کے مطالبات کو پُورا کرتا ہے، اُس کی جلالی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ مسیح خُداوند نے خُود فرمایا۔" جو بیٹے پر اِیمان لاتا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے لیکن جو بیٹے کی نہیں مانتا زندگی کو نہ دیکھے گا" (یوحنا ۳: ۳۶) " جو مُجھ سے اَے خُداوند! اَے خُداوند! کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا مگر وُہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔" (متی ۷ : ۲۱) اور مُکاشفہ میں وہ بیان کرتا ہے " مُبارک ہیں وہ جو اپنے جامے دھوتے ہیں (یا جو اُس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں)، کیونکہ زندگی کے درخت کے پاس آنے کا اِختیار پائیں گے اور اُن دروازوں سے شہر میں داخل ہوں گے۔" (مُکاشفہ ۲۲ : ۱۴) جہاں تک اِنسان کے انجام کا تعلّق ہے اُس کے لیے خُدا کے کلام میں فقط یہی اِنتخاب مذکُور ہے۔

ہر وہ شخص برگزیدہ ہوتا ہے جو ڈرتے اور کانپتے ہوئے اپنی نجات کا کام کرے گا۔ وُہی برگزیدہ ٹھہر سکتا ہے جو سارے ہتھیار باندھ کر اِیمان کی جنگ لڑیگا۔ وُہی برگزیدہ ہو سکتا ہے جو دُعا کرنے کے لیے بیدار رہتا ہے اور جو کلامِ مُقدّس کی تلاوت کرتا اور آزمائش سے بھاگتا ہے۔ وُہی برگزیدہ ہے جو ہمیشہ ایمان میں قائم رہتا ہے اور خُدا کی ہر بات کی فرمانبرداری کرتا ہے جو اُس کے مُنہ سے صادر ہوتی ہے۔ نجات کا بندوبست

سب کے لیے مُفت ہے۔ نجات کے ثمرہ سے وہی لُطف اندوز ہوں گے جنھوں نے اِن شرائط کو پُورا کیا ہے۔

عیسوؔ نے عہد کی برکتوں کو حقیر جانا۔ اُس نے رُوحانی برکتوں کی بجائے دُنیوی برکتوں کی زیادہ قدر کی اور جس چیز کی اُس نے خواہش کی وہی اُسے ملی۔ اپنے ہی انتخاب کے باعث وہ خُدا کے لوگوں سے جُدا ہو گیا تھا۔ یعقوبؔ نے ایمان کی میراث کو چُن لیا تھا۔ اُس نے یہ میراث چالاکی، دغا بازی اور جھُوٹ سے حاصل کرنے کی کوشش کی، لیکن خُدا نے اُسی گناہ کے نتیجہ کے ذریعہ اُس کی اِصلاح کر دی۔ تاہم اپنی باقی ماندہ زندگی کے تمام تلخ تجربات کے باوجود وُہ اپنے مقصد میں ٹس سے مس نہ ہُوا اور نہ ہی اپنے انتخاب کو رد کیا۔ اُس نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ انسانی عقل اور ہوشیاری سے برکات حاصل کرنے میں وہ خُدا سے جنگ کرتا رہا ہے۔ وہ یبوقؔ کی ندی کے کنارے رات بھر کُشتی لڑنے کے واقعہ کے بعد ایک متفرق انسان بن گیا تھا۔ اُس کی خود اعتمادی جڑ سے اُکھڑ گئی تھی۔ اُس وقت سے لے کر اُس کی اوائل عمری کی چالاکی یکسر جاتی رہی تھی۔ چالاکی اور دھوکہ کی بجائے اب اُس کی زندگی میں سادگی اور سچائی نظر آتی تھی۔ اُس نے سادہ ایمان سے قادرِ مُطلق کے قوی بازُو پر بھروسہ کرنا سیکھ لیا تھا اور آزمائشوں اور مُصیبتوں کے دَوران اُس نے حلیمی اور فروتنی سے اپنے آپ کو خُدا کی مرضی کے تابع کر دیا۔ اُس کے چال چلن کے ناقص عناصر بھٹّی کی آگ میں بھسم کر دیے گئے، اور قیمتی سونا پُوری آب و تاب کے ساتھ چمکنے لگا حتّیٰ کہ ابرہامؔ اور اضحاقؔ کا ایمان یعقُوبؔ کی زندگی سے مُنعکس ہونے لگا۔

یعقُوبؔ کا گناہ اور جو سلسلہ وار واقعات اُس کی وجہ سے وقُوع میں آئے وہ بدی کا اثر کیے بغیر نہ رہے اور اُس کے اثر کا تلخ پھل اُس کے بیٹوں کی سیرت و زندگی میں نمودار ہُوا۔ جب یہ لڑکے جوان ہُوئے تو اُن میں یہ نقائص بھی نشو و نما پا گئے۔ اُس کے خاندان میں کثرتِ ازدواج کے نتائج نظر آنے لگے۔ اس ہولناک بُرائی کی وجہ سے محبت کے سوتے سُوکھ گئے اور اُس کے اثر کے باعث نہایت پاکیزہ خاندانی رشتے

ٹوٹ گئے۔ ایک ہی خاندان میں بہت سی بیویوں کے حسد کی وجہ سے تلخی اور کشیدگی پیدا ہوگئی۔ بچّوں نے لڑائی جھگڑے اور بے ضبطی کے ماحول میں نشوونما پائی اور باپ کی زندگی فکر و غم کی وجہ سے تاریک ہوگئی تھی۔

تاہم اُن میں سے ایک یعنی راخِل کے بڑے بیٹے یُوسفؔ کی سیرت باقی بیٹوں کی سیرت سے مُتفرق تھی۔ اُس کا بے نظیر ظاہری حُسن و جمال اُس کے دِل و دماغ کے باطنی حُسن کا آئینہ دار تھا۔ اُس پاکباز، محنتی اور خوش طبع لڑکے کی زندگی میں اخلاقی سرگرمی اور مُستقل مزاجی بھی صاف طور پر نظر آتی تھی۔ وہ اپنے باپ کی ہدایت کا شنوا ہونا اور خُدا کی اطاعت کرنا پسند کرتا تھا۔ وہ خُوبیاں یعنی مہربانی، وفاداری اور راستبازی جن کے باعث وہ بعد میں ملکِ مصرؔ میں مشہُور ہوا اُس کی اوائل عمری کی روزمرّہ کی زندگی سے ظاہر ہوتی تھیں۔ چونکہ اُس کی والدہ کا انتقال ہوچکا تھا اِس لیے اُس کی محبّت و رغبت اپنے باپ کے لیے بے حد تھی اور یعقوبؔ کا دِل بھی اپنے اِس بڑھاپے کے بیٹے سے وابستہ تھا۔ وہ "یُوسف کو اپنے سب بیٹوں سے زیادہ پیار کرتا تھا۔" (پیدائش ۳۷: ۳)

لیکن یہ محبّت بھی غم و رنج کا باعث ثابت ہوئی۔ یعقوبؔ نے یُوسفؔ کو دُوسرے بیٹوں پر ترجیح دینے میں دُور اندیشی سے کام نہ لیا اور اِس سے اُس کے دُوسرے بیٹوں میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ جبکہ یُوسفؔ اپنے بھائیوں کی بداعمالیوں کو دیکھتا تھا تو اُسے بہت کوفت ہوتی تھی۔ اُس نے نہایت حلیمی سے اُنھیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن اِس سے اُن کی نفرت اور خفگی اَور بھی بھڑک اُٹھی۔ وہ برداشت نہیں کرسکتا تھا کہ وہ خُدا کے خلاف گناہ کریں اور اُس نے ساری باتیں باپ سے بیان کردیں اور یہ اُمید کی کہ باپ کے اِختیار کے باعث اُن کی اِصلاح ہوسکے گی۔

یعقوبؔ احتیاط سے کام لیتے ہوئے اُن کے ساتھ سختی سے پیش نہ آیا تاکہ اُن کا غُصّہ نہ بھڑکے۔ گہرے جذبات کے ساتھ اُس نے اپنے بیٹوں کے لیے فکرمندی کا اِظہار کیا اور اُن سے اِلتماس کی کہ وہ اُس کے سفید بالوں کا لحاظ کریں اور اُس

کے نام پر دھبّہ نہ لگائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اِس طرح خُدا کے احکام کی نافرمانی کرنے سے خُدا کی بے عزّتی نہ کریں ۔ یہ خیال کر کے کہ اُن کی بدکاریاں ظاہر ہو گئیں اِن نوجوانوں نے بظاہر توبہ تو کر لی۔ لیکن دراصل اُنھوں نے اپنے اِحساسات کو چھُپائے رکھا جو اُن کا راز فاش ہو جانے سے اَور بھی تلخ ہو چکے تھے۔

باپ کی طرف سے یُوسف کو ایک قیمتی بُو قلموں قبا کا غیر مُنصِفانہ تحفہ جو عمُوماً بلند مرتبہ اشخاص پہنا کرتے تھے، بھائیوں کی نظروں میں باپ کی طرفداری کا مزید ثبوت تھا۔ اِس سے دُوسرے بیٹوں کے دِلوں میں یہ شک پیدا ہوا کہ اُن کا باپ بڑے بیٹوں کو نظر انداز کر کے راخل ؔ کے بیٹے کو پہلوٹھے ہونے کا حق دینا چاہتا ہے، اُن کا حسد اَور بھی زیادہ بھڑک اُٹھا جب ایک روز یُوسف نے اپنا خواب جو اُس نے دیکھا تھا بیان کیا کہ " ذرا وہ خواب تو سُنو جو مَیں نے دیکھا ہے۔ ہم کھیت میں پُولے باندھتے تھے اور کیا دیکھتا ہوں کہ میرا پولا اُٹھا اور سیدھا کھڑا ہو گیا اور تمھارے پُولوں نے میرے پولے کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور اُسے سجدہ کیا"۔ اُس کے بھائیوں نے حسد سے غضب آلودہ ہو کر پُوچھا "کیا تو سچ مُچ ہم پر سلطنت کرے گا یا ہم پر تیرا تسلّط ہو گا؟" (پیدائش ۳۷: ۵-۸)

جلد اُس نے ایک دُوسرا خواب دیکھا۔ اُس نے بیان کیا کہ "سُورج اور چاند اور گیارہ ستاروں نے مجھے سجدہ کیا"۔ پہلے خواب کی طرح اُس کی تعبیر بھی فوراً کر دی گئی۔ اِس مرتبہ اُس کا باپ بھی حاضر تھا۔ ملامت کرتے ہُوئے اُس نے کہا "یہ خواب کیا ہے جو تُو نے دیکھا ہے؟ کیا مَیں اور تیری ماں اور تیرے بھائی سچ مُچ تیرے آگے جُھک کر تجھے سجدہ کریں گے؟" (پیدائش ۳۷: ۹-۱۰) حالانکہ یعقوبؔ نے اُس کو سختی سے ملامت کی تو بھی وہ دِل سے قائل تھا کہ خُدا یُوسفؔ کے سامنے مُستقبل کو مُنکشِف کر رہا ہے۔

جُونہی یہ لڑکا اپنے بھائیوں کے سامنے کھڑا ہوا تو اُس کا خوبصورت چہرہ اِلہام کی رُوح سے چمک اُٹھا اور وہ اپنی حیرانی اور استعجاب کو روک نہ سکے۔ لیکن اُنھوں

نے اپنی بداعمالیوں کو ترک نہ کیا اور جس پاکیزگی نے اُن کے گناہوں کے باعث اُنھیں سرزنش کی تھی اُس سے وہ نفرت کرنے لگے۔ وُہی رُوح جو قائن کی محرک تھی اُن کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑکا رہی تھی۔

یوسفؔ کے بھائیوں کو عموماً اپنے گلّوں کے لیے چراگاہ تلاش کرنے کے لیے جابجا جانا پڑتا تھا اور کبھی کبھی مہینوں اُنھیں اپنے گھر کا مُنہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا تھا۔ مذکورہ بالا واقعات کے بعد وہ اُس جگہ گئے جو اُن کے باپ نے سِکمؔ میں خریدی تھی۔ کچھ عرصہ تک اُن کی خیر و عافیت کی کچھ خبر نہ ملی۔ لہٰذا باپ کو اُن کی سلامتی کی فکر دامنگیر ہوئی خصُوصاً اُن کے اُس ظلم کی وجہ سے جو اُنھوں نے اہلِ سکمؔ پر کیا تھا۔ اِس لیے اُس نے یُوسفؔ کو اُن کی تلاش میں بھیجا تاکہ اُن کی خیریت کی خبر لائے۔ اگر یعقوبؔ کو یہ معلوم ہوتا کہ اُس کے باقی بیٹوں کے دِل میں یُوسفؔ کے متعلق دراصل کیسے خیال پائے جاتے تھے، تو وہ یُوسفؔ کو تنِ تنہا اُن کے پاس نہ بھیجتا۔ لیکن اِس بات کو اُنھوں نے اپنے دِل میں پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔

یوسفؔ خوشی خوشی اپنے باپ سے رُخصت ہوا۔ عُمر رسیدہ باپ اور نوجوان بیٹے ہر دو کو اِس بات کا خواب وخیال بھی نہ تھا کہ اُن کی دوبارہ مُلاقات تک اُنھیں کون کون سے حوادث کا سامنا کرنا تھا۔ جب اپنے لمبے اور تنہائی کے سفر کے بعد یُوسفؔ سِکمؔ میں پہنچا تو اُس کے بھائیوں اور اُن کے گلّوں کا کوئی پتہ نہ چلا۔ اُن کے متعلق دریافت کرتے ہُوئے وہ دوتینؔ پہنچا۔ اُس نے اب تک پچاس میل سے بھی زیادہ سفر طے کیا تھا اور اب اُس کے سامنے مزید پندرہ۱۵ میل کا سفر پڑا تھا لیکن اُس نے اپنا سفر جاری رکھا اور اپنی تھکان کا خیال نہ کرتے ہُوئے اور باپ کی فکرمندی کو دُور کرنے اور اپنے بھائیوں سے مُلاقات کرنے کے خیال سے وہ برابر سفر کرتا رہا، جنھیں وُہ اُن کی سرد مہری کے باوجود اب تک پیار کرتا تھا۔

اُس کے بھائیوں نے اُسے دُور سے آتے ہُوئے دیکھا لیکن اُنھوں نے اُس طویل سفر کا جو اُس نے اُن کی مُلاقات کی غرض سے کیا تھا، کوئی خیال نہ کیا اور نہ

ہی اُس کی تھکان اور بھوک و پیاس کا خیال اُن کے دِل میں آیا۔ برادرانہ محبّت اور مہمان نوازی کے احساس نے بھی اُن کی نفرت و حسد کی شدّت کو کم نہ کیا۔ اُس قبا کو دیکھتے ہی جو اُن کے باپ کی محبت کا نشان تھا وہ غیظ و غضب سے بھر گئے۔ اُس کا مذاق اُڑاتے ہوئے وہ آپس میں کہنے لگے۔" دیکھو! خوابوں کا دیکھنے والا آرہا ہے۔" حسد، اِنتقام اور دبی ہوئی دشمنی کی آگ اُن کے سینوں میں بھڑک اُٹھی اور وہ جذبہ انتقام سے بھر گئے۔ اُنھوں نے کہا۔" آؤ اب ہم اُسے مار ڈالیں اور کسی گڑھے میں ڈال دیں اور یہ کہہ دیں گے کہ کوئی بُرا درِندہ اُسے کھا گیا۔ پھر دیکھیں گے کہ اُس کے خوابوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔" (پیدائش ۳۷: ۱۸-۲۰)

اگر روبن اُنھیں نہ روکتا تو وہ ضرور اپنے مقصد کو پُورا کر کے چھوڑتے۔ وہ اپنے بھائی کے قتل میں حِصّہ دار بننے سے گریز کرتا تھا۔ اُس کا ارادہ تھا کہ یوسف کو زندہ کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے تاکہ وہ اِس میں جاں بحق ہوجائے۔ تاہم در پردہ اُس کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اُسے وہاں سے نکال کر اُس کے باپ کے پاس سلامتی سے پہنچا دے۔ تمام بھائیوں کو اپنے ساتھ اِس تجویز میں متفق کر کے روبن اُن سے جُدا ہوگیا، اِس خیال سے کہ شاید وہ اپنے اِحساسات کو قابُو میں نہ لا سکے گا اور اُس کا اصل اِرادہ افشا ہو جائے گا۔

یُوسف اُن کے پاس چلا گیا۔ اُسے کسی خطرے کا اندیشہ نہ تھا۔ وہ خُوش تھا کہ جس مقصد کی تلاش میں وہ گھر سے نکلا تھا وہ پُورا ہُوا۔ لیکن متوقع سلام و عافیت کی بجائے اُس نے اُن کی نگاہوں میں حسد اور اِنتقام کی آگ کے شُعلے بھڑکتے دیکھے جس سے وہ ڈر گیا۔ اُسے زبردستی پکڑ لیا گیا اور اُس کی قبا کو اُتار دیا گیا۔ طعن و تشنیع اور دھمکیوں سے اُن کا ہولناک مقصد ظاہر ہوگیا۔ اُس کی مِنّت وزاری کو نظرانداز کر دیا گیا۔ اب وہ پُورے طور پر اُن آدمیوں کے قبضہ میں تھا جو غُصّہ سے پاگل ہو چکے تھے۔ ظالمانہ طریقہ سے وہ اُسے کشاں کشاں ایک گہرے کنوئیں کے پاس لے گئے اور اُسے اُس میں پھینک دیا۔ اور اُس کو چھوڑ کر چلے گئے تاکہ بھوک پیاس

سے خود بخود مر جائے" اور وہ کھانا کھانے بیٹھے۔"

لیکن اُن میں سے بعض بہت بے چین تھے۔ اُنھیں اپنے اِس انتقام سے قطعاً تسلّی نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُنھیں ایک قافلہ اُس طرف سے گزرتا ہوا نظر آیا۔ یہ اسمٰعیلیوں کا قافلہ تھا جو یردن کے پار سے آرہا تھا اور وہ مصالحہ اور دیگر تجارتی اشیاء لے کر مصر کو جا رہا تھا۔ اب یہوداہ نے یہ تجویز پیش کی کہ بجائے اِس کے کہ وہ اپنے بھائی کو کنویں میں مرنے کے لیے چھوڑ دیں، اُسے غیر قوم تاجروں کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے۔ اِس طرح سے اُن کے سامنے سے رکاوٹ بھی ہٹ جائے گی اور وہ اپنے بھائی کے خُون سے پاک بھی رہیں گے۔ "کیونکہ وہ ہمارا بھائی اور ہمارا خُون ہے۔" یہ تجویز سب کو پسند آئی اور اُنھوں نے جلدی سے یُوسف کو کھینچ کر گڑھے سے باہر نکالا۔

جب یُوسف نے تاجروں کو دیکھا تو اُس پر ہولناک حقیقت واضح ہو گئی۔ غُلام بننا اُس کی نظروں میں مَوت سے بھی زیادہ ہولناک تھا۔ اِس وحشت کی حالت میں وہ کبھی ایک بھائی سے فریاد کرتا اور کبھی دُوسرے بھائی سے، لیکن کسی نے اُس کی فریاد نہ سُنی۔ بعض کے دِل میں اُس کے لیے رحم آیا لیکن اِس خیال سے کہ کہیں اُن کا مذاق نہ اُڑایا جائے، وہ خاموش رہے۔ اُنھوں نے یہ محسوس کیا کہ اب وہ اِس حد تک تجاوز کر گئے تھے جہاں سے واپس آنا ناممکن تھا۔ اگر یُوسف رہا ہو جاتا تو وہ یقیناً اُن کے ظُلم و تشدّد کا ذکر باپ سے کرتا اور وہ ہرگز اپنے چہیتے اور مظلُوم بیٹے کے اِس ظلم کو نظر انداز نہ کرتا۔ اُس کی منّت و زاری کے باوجود اپنے دِلوں کو سخت کر کے اُنھوں نے اُسے غیر قوم تاجروں کے حوالہ کر دیا۔ قافلہ روانہ ہو گیا اور بہت جلد نظروں سے غائب ہو گیا۔

روبن گڑھے پر واپس آیا لیکن یُوسف وہاں نہ تھا۔ شدّتِ خَوف سے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے اُس نے اپنے پیراہن کو چاک کیا اور اپنے بھائیوں کے پاس اُلٹا پھرا اور کہنے لگا کہ " لڑکا تو وہاں نہیں ہے۔ اب مَیں کہاں جاؤں؟" (پیدائش

۲۰:۳۷) یُوسف کا حشر معلوم کر کے کہ اب اُسے واپس لوٹانا ناممکن تھا، روبن دوسرے بھائیوں کے ساتھ متفق ہونے اور اُن کے جُرم کو چُھپانے کے منصُوبہ میں رضامند ہو گیا۔ پھر اُنھوں نے یُوسف کی قبا لے کر اور ایک بکرا ذبح کر کے اُسے اُس کے خُون میں تر کیا اور اِس بُوقلمون قبا کو اپنے باپ کے پاس لے گئے۔ اُنھوں نے اُسے بتایا کہ ہمیں یہ چیز پڑی ہُوئی مِلی ہے اور ہمارا خیال ہے کہ یہ ہمارے بھائی کی قبا ہے۔ اُنھوں نے کہا۔ اب تُو پہچان کہ یہ تیرے بیٹے کی قبا ہے یا نہیں" وہ اِس خَوفناک منظر کا عرصہ سے اِنتظار کر رہے تھے لیکن وہ اُس ناقابلِ برداشت غم کے لیے تیار نہ تھے جس کا اُنھیں مجبوراً مُشاہدہ کرنا پڑا۔" یہ تو میرے بیٹے کی قبا ہے۔" یعقوب نے وفورِ غم سے لرزتے ہُوئے کہا " کوئی بُرا درندہ اُسے کھا گیا ہے۔ یُوسف بیشک پھاڑا گیا۔" (پیدائش ۳۷ : ۳۱-۳۳) اُس کے سب بیٹے بیٹیاں اُسے تسلّی دینے جاتے تھے پر اُسے تسلّی نہ ہوتی تھی۔ اُس نے" اپنا پیراہن چاک کیا اور ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لیے ماتم کرتا رہا۔" وقت گُزرتا رہا لیکن اُس کے رنج و غم کی شدّت میں کمی واقع نہ ہوئی۔ وہ یہی کہتا رہا کہ" مَیں تو ماتم ہی کرتا ہُوا قبر میں اپنے بیٹے سے جا ملوں گا۔" (پیدائش ۳۷ : ۳۴-۳۵) نوجوان اپنے کیے پر بہت پچھتائے اور نہایت ہراساں ہُوئے۔ تاہم باپ کی سخت ملامت اور تادیب کا خیال کرتے ہُوئے اُنھوں نے اپنے جُرم کو اپنے دِل میں چُھپائے رکھا حالانکہ وہ یہ محسُوس کرتے تھے کہ یہ بوجھ اور رنج و غم خُود اُن کے لیے بھی ناقابلِ برداشت ہے۔

بیسواں باب

یُوسف مصر میں

اِس اثنا میں یُوسف اپنے اسیر کرنے والوں کے ہمراہ ملکِ مصر کی طرف چلا جا رہا تھا۔ جب قافلہ جنُوب کی طرف سفر کرتے کرتے کنعان کی حُدود سے گزر رہا تھا تو وہ اُن پہاڑوں کو دیکھ رہا تھا جن میں اُس کا باپ خیمہ زن تھا۔ اپنے پیارے باپ کی تنہائی اور مُصیبت کا خیال کر کے وہ زار زار رویا۔ دوبارہ اُس کے سامنے دوتین کا منظر اُبھر آیا۔ اُس نے اپنے غضب آلُودہ بھائیوں کو دیکھا اور اُن کی خوف ناک نگاہوں کو اپنے اُوپر پڑتے ہُوئے محسُوس کیا۔ اُن کے زخمی اور بے عزت کرنے والے الفاظ جنھوں نے اُس کی قابلِ رحم التجاؤں کو دبا دیا تھا، اب تک اُس کے کانوں میں سنائی دے رہے تھے۔ کانپتے ہوئے دِل کے ساتھ اُس نے اپنے مُستقبل پر نگاہ کی۔ حالات میں کیسا تغیّر واقع ہو گیا تھا یعنی باپ کے لاڈلے اور نازپروردہ بیٹے سے اب وہ ایک حقیر، بے کس غلام میں تبدیل ہو چُکا تھا! ایک اجنبی ملک میں جہاں وہ جا رہا تھا اور جہاں وہ بے یار و مددگار ہوگا، اُس پر کیا کیا گزرے گی؟ کُچھ عرصہ تک یُوسف اپنے آپ کو ضبط نہ کر سکا اور مایُوسی کے عالم میں کھویا رہا۔

لیکن اِنتظامِ الٰہی کے مطابق یہ تجربہ بھی اُس کے لیے باعثِ برکت ثابت ہُوا۔ اُس نے چند ہی گھنٹوں میں اِس قدر سیکھ لیا تھا جو بہُت سے سالوں میں سیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ اُس کے باپ نے جس کی محبت اُس کے لیے گہری اور بے حد تھی، اپنی طرفداری کے سبب سے اُسے نقصان پہنچایا۔ اسی ناواجب ترجیح کی وجہ سے اُس کے بھائی غضب آلُودہ ہوئے اور اُنھیں وہ ظالمانہ کام کرنے کے لیے بھڑکایا جس سے وہ اپنے گھر سے جُدا ہو گیا۔ اِس کے نتائج اُس کے اپنے چال چلن میں بھی نمودار ہوئے۔ بعض ایسے نقائص کی ترغیب دی گئی تھی جن کی اِصلاح اب ہونی لازمی تھی۔ اُس میں

خوداعتمادی اور حاکمانہ رُوح بھی پیدا ہونے لگی تھی۔ اپنے باپ کا ناز پروردہ ہونے کی وجہ سے اُس نے محسُوس کیا کہ اب مَیں اُن مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں جو ایک اجنبی اور غلام کی حقیر اور تلخ زندگی میں پیش آتی ہیں۔

تب اُس کے خیالات اپنے باپ کے خُدا کی طرف مبذُول ہو گئے۔ بچپن میں اُسے خُدا سے محبّت کرنا اور اُس کا خوف ماننا سکھایا گیا تھا۔ اپنے باپ کے خیمہ میں اُس نے اکثر اِس رؤیا کی کہانی سُنی تھی جو یعقوبؔ نے اُس وقت دیکھی جب وہ گھر سے بھاگ کر جلاوطن اور مفرور ہُوا۔ خُداوند نے جو وعدے یعقُوبؔ سے کیے تھے اُس نے اُن کا ذکر سُنا تھا کہ وہ کیسے پُورے ہوئے یعنی کہ کس طرح ضرورت کے وقت خُدا کے فرشتوں نے آکر اُس کی ہدایت کی، اُسے تسلّی دی اور اُس کی حفاظت کی تھی۔ اُس نے اِنسان کے لیے ایک نجات دہندہ کے مہیا کرنے میں خُدا کی محبّت کے متعلق بھی سیکھا تھا اور یہ سارے قیمتی سبق صفائی سے اُسے یاد آگئے۔ یُوسفؔ نے یقین کر لیا کہ میرے باپ دادا کا خُدا میرا خُدا بھی ہو گا۔ اُسی وقت اور اُسی جگہ اُس نے اپنے آپ کو پُورے طور پر خُداوند کے حوالہ کر دیا اور دُعا کی کہ اِسرائیل کا نگہبان یعنی خُدا میری جلاوطنی کی سرزمین میں میرا مُحافظ ہو۔

خُدا کے ساتھ وفادار رہنے کے مُصمّم ارادہ کے سبب سے اُس کا دل نہایت شادمان ہو گیا یعنی کہ مَیں ہر حالت میں آسمان کے بادشاہ کی رعایا ہونے کی حیثیت سے وفادار رہوں گا۔ اُس نے ارادہ کر لیا کہ مَیں پُورے دِل سے خُداوند کی خدمت کروں گا اور تمام مُشکلات کا مقابلہ دلیری سے کروں گا اور اپنا ہر فرض وفاداری سے بجا لاؤں گا۔ ایک دِن کے تجربہ سے اُس کی ساری زندگی کا رُخ بدل گیا۔ زندگی کی شدید مُصیبتوں نے اِس لاڈلے بچّے کو سمجھدار، عالی ہمّت اور ضابط مرد بنا دیا۔

مِصرؔ میں پُہنچ کر یُوسفؔ کو فرعونؔ کے جلوداروں کے سردار فوطیفارؔ کے ہاتھ بیچا گیا جہاں یوسفؔ نے دس سال تک خدمت کی۔ یہاں اُسے نہایت شدید قسم کی آزمائشوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ وہ بُت پرستی سے گھِرا ہُوا تھا۔ جھُوٹے معبُودوں کی

پرستش شاہانہ شان وشوکت سے کی جاتی تھی۔ مصری قوم جو اُس زمانہ کی سب سے مہذّب قوم تھی اپنی دولت اور تمدّن سے اس کی حمایت کرتی تھی۔ تاہم اِس کے باوجود یُوسؔف نے اپنی سادگی کو برقرار رکھا۔ وہ ہر طرح کی بدی و بُرائی کی آوازوں اور نظاروں سے گھِرا ہُوا تھا لیکن وہ اُس شخص کی مانند تھا جس نے نہ کچھ دیکھا اور نہ کچھ سُنا۔ اُس کے خیالات ممنُوعہ مضامین کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہُوئے۔ مصریوں کی نظر میں مقبُول ہونے کے لیے اُس نے اپنے اصُولوں کو چھُپانے کی کوشش نہ کی۔ اگر وہ ایسا کرنے کی کوشش کرتا تو وہ ضرور آزمائشوں سے مغلُوب ہو جاتا۔ لیکن وہ اپنے آباؤ اَجداد کے مذہب سے شرماتا نہ تھا اور اُس نے اِس بات کو چھپانے کی ہرگز کوشش نہ کی کہ وہ یہوواہ کا پرستار ہے۔

"اور خُداوند یُوسؔف کے ساتھ تھا اور وہ اقبال مند ہُوا۔ ۔ ۔ ۔ اور اُس کے آقا نے دیکھا کہ خُداوند اُس کے ساتھ ہے اور جس کام کو وہ ہاتھ لگاتا ہے خُداوند اُس میں اُسے اقبال مند کرتا ہے۔" (پیدائش ۳۹: ۲، ۳) فوطیفاؔر کا اعتبار روز بروز یُوسؔف پر بڑھتا گیا۔ آخر کار اُس نے اُسے اپنے سارے گھر کا مُختار مقرر کر دیا اور اپنے سارے مال ومتاع پر اُسے پُورا اختیار عطا کیا۔" اور اُس نے اپنا سب کچھ یُوسؔف کے ہاتھ میں چھوڑ دیا اور سوا روٹی کے جسے وہ کھا لیتا تھا اُسے اپنی کسی چیز کا ہوش نہ تھا۔"
(پیدائش ۳۹: ۶)

ہر چیز میں، جو یُوسؔف کے زیرِ اہتمام تھی، حیرت انگیز اقبال مندی کسی براہِ راست مُعجزہ کی وجہ سے نہ تھی لیکن اُس کی محنت، احتیاط اور جانفشانی پر خُدا کی برکت بکثرت نازل ہوئی۔ یُوسؔف نے اپنی اقبال مندی اور کامیابی کو خُداوند سے منسوب کیا۔ یہاں تک کہ اُس کے بُت پرست آقا نے بھی اُس کی حیرت انگیز اقبال مندی کا راز اسی بات کو قرار دیا۔ تاہم مُستقل تدبّر کے بغیر اُسے ہرگز کامیابی نصیب نہ ہو سکتی تھی۔ اُس کے خادم کی وفاداری کے سبب سے خُدا کا جلال ظاہر ہوُا۔ خُداوند کا مقصد یہ تھا کہ اُس کا ایماندار بندہ پاکیزگی اور راستی میں نمایاں طور پر بُت پرستوں کے مقابلہ میں ظاہر ہو۔

یُوں خُدا کے فضل کی روشنی بُت پرستی کی گہری تاریکی میں پُوری تابانی سے چمکے۔

یُوسف کی حلیمی اور وفاداری نے اُس کے آقا کے دِل کو موہ لیا اور وہ اُسے غلام کی بجائے اپنا بیٹا سمجھنے لگا۔ نوجوان یوسف کو عالی مرتبہ عالموں اور حاکموں کے ساتھ ملاقات کے مواقع حاصل ہُوئے اور اُس نے علُوم، زبانوں اور سلطنت کے کاروبار میں مہارت حاصل کر لی۔ یعنی ایسی تعلیم جو مصر کے آیندہ وزیرِ اعظم کے لیے کار آمد ہو۔

لیکن یُوسف کے ایمان اور دیانتداری کی جانچ شدید آزمائشوں سے ہونے کو تھی۔ اُس کے آقا کی بیوی نے اِس نوجوان کو پھُسلانے کی کوشش کی تاکہ وہ خُدا کی شریعت کی خلاف ورزی کرے۔ اب تک تو وہ اِس بُت پرست سرزمین میں، جو بدکاری سے بھری ہوئی تھی، ہر قسم کی آلودگی سے مُبّرا رہا تھا۔ لیکن اِس آزمائش کا، جو ایسی ناگہاں؛ ایسی پُرزور اور ایسی دلفریب تھی، کیسے مقابلہ کیا جائے؟ یُوسف کو بخوبی معلُوم تھا کہ اِس آزمائش کا مقابلہ کرنے کا کیا نتیجہ ہو گا۔ ایک طرف پردہ پوشی، اِحسان اور انعامات تھے دُوسری طرف رُسوائی، قید اور شاید مَوت تھی۔ اُس کی ساری مُستقبل کی زندگی کا اِنحصار اِسی ایک موقع کے فیصلہ پر تھا۔ کیا اصُول کی فتح ہو گی؟ کیا یُوسف اِس موقع پر خُدا سے وفادار رہے گا؟ فرشتے بے بیان تشویش سے اِس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

یُوسف کا جواب مذہب کے اُصول کی قوّت کو ظاہر کرتا ہے وہ اپنے دنیوی آقا کے اعتبار کے خلاف بے وفائی نہیں کرے گا اور نتائج خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں وہ اپنے آسمانی آقا یعنی خُدا سے وفادار ہی رہے گا۔ خُدا اور مقدّس فرشتوں کی باریک بین نگاہ کے نیچے ہوتے ہُوئے بہت سے لوگ آزادی سے ایسے کام کرتے ہیں جو وہ اپنے ہم جنس اِنسانوں کے سامنے بھی کرنا پسند نہیں کریں گے لیکن یُوسف نے سب سے پہلے خُدا کا خیال کیا۔ اُس نے کہا "بھلا مَیں کیوں اَیسی بڑی بدی کروں اور خُدا کا گنہگار بنوں؟" (پیدائش ۳۹: ۹)

اگر ہم اِس خیال کو دِل میں رکھنے کی عادت بنا لیں کہ خُدا ہمارے تمام اقوال اور

افعال کو سنتا اور دیکھتا ہے اور اُن کا پُورا پُورا حساب رکھتا ہے اور یہ بھی کہ ہمیں اِس کا حساب دینا پڑے گا، تو ہم گناہ کرنے سے خوف کھائیں گے۔ نوجوانوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جہاں کہیں وہ ہیں اور جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں، وہ خدا کی حضوری میں ہیں۔ ہمارے چال چلن کا کوئی حصّہ بھی اُس کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ ہم اپنی راہوں کو قادرِ مُطلق سے چُھپا نہیں سکتے۔ اِنسانی قوانین، گو وہ بعض اوقات سخت ہی کیوں نہ ہوں، اکثر گرفت اور سزا کے خوف کے اِحساس کے بغیر توڑے جاتے ہیں۔ لیکن خدا کی شریعت کا یہ حال نہیں۔ انتہائی شبِ تار بھی مُجرم کو چُھپا نہیں سکتی۔ وہ اپنے خیال کے مُطابق اپنے آپ کو تنہا سمجھے تو سمجھے لیکن ہر فعل کا نادیدہ شاہد موجُود ہے۔ دِل کے منصُوبے بھی الٰہی نظروں کے سامنے کُھلے اور بے پردہ ہیں۔ ہر فعل، ہر قول اور ہر خیال ایسی صفائی سے لکھ لیا جاتا ہے کہ گویا اِس ساری دُنیا میں فقط ایک ہی شخص ہے جس پر سارے آسمان کی توجّہ مرکوز رہی ہے۔

یُوسفؔ کو اپنی دیانتداری کے باعث مصیبت اُٹھانا پڑی کیونکہ اُس کی آزمانے والی نے اُس پر گھناؤنے جُرم کے اِرتکاب کا الزام لگا کر اُس سے بدلہ لیا اور اُسے قیدخانہ میں ڈلوا دیا۔ اگر فوطیفار اپنی بیوی کی بات مان کر یُوسفؔ کے خلاف عائد کردہ اِلزام کا یقین کر لیتا تو اُس عبرانی نوجوان کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑتے لیکن اُس کی پاک دامنی اور راستی جو مُستقل طور پر اُس کے چال چلن میں پائی جاتی تھی، اُس کی معصُومیت کی صاف دلیل تھی۔ تو بھی اپنے آقا کے گھرانے کو بدنامی سے بچانے کے لیے اُسے بے عزّتی اور قید برداشت کرنا پڑی۔

شروع شروع میں قیدخانہ کے داروغہ نے یوسفؔ پر بڑی سختیاں کیں۔ زبور نویس فرماتا ہے: "اُنھوں نے اُس کے پاؤں کو بیڑیوں سے دُکھ دیا اور وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا رہا۔ جب تک کہ اُس کا سخن پُورا نہ ہُؤا۔ خُداوند کا کلام اُسے آزماتا رہا۔" (زبور ۱۰۵ : ۱۸) لیکن یُوسفؔ کا حقیقی چال چلن اُس تاریک قیدخانہ میں بھی پُوری آب و تاب کے ساتھ چمکا۔ وہ اپنے ایمان اور صبر پر مضبُوطی سے قائم رہا۔ اُس کی برسوں کی وفادارانہ

خدمت کا صلہ اُسے نہایت ظالمانہ طور پر دیا گیا تھا۔ تاہم وہ شکستہ خاطر اور کم اعتقاد نہ ہُوا۔ اُسے اطمینان تھا جو فقط ضمیر کی معصُومی سے حاصل ہو سکتا ہے اور اُس نے اپنا معاملہ خُداوند کے ہاتھ میں چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھ ناروا سلُوک کے باعث کُڑھتا نہ رہا بلکہ دُوسروں کے غموں کو ہلکا کرنے کی کوشش میں وہ اپنے غم کو بھُول گیا۔ قید خانہ میں بھی اُس نے اپنے لیے ایک کام تلاش کر لیا۔ خُدا اُسے مصیبت کی درسگاہ میں تربیت دینے کے ذریعہ بڑی بڑی ذمّہ داریوں کے لیے تیار کر رہا تھا اور اُس نے اِس ضروری تربیت سے پہلو تہی نہ کی۔ قید خانہ میں ظُلم و تشدّد کے نتائج اور جرائم کے اثرات کا مُشاہدہ کرنے سے اُس نے اِنصاف، ہمدردی اور رحم کے وہ اسباق سیکھے جنھوں نے اُسے حکمت اور رحم کے ساتھ حکمرانی کے لیے تیار کیا۔

یُوسفؔ نے رفتہ رفتہ داروغہ کا اِعتماد حاصل کر لیا اور آخر کار وہ سارے قیدیوں کا نگران مقرّر کر دیا گیا۔ قید خانہ میں اَیسے کام کرنے کے سبب سے یعنی روز مرّہ کی دیانتداری اور مُصیبت زدہ اور دُکھیوں کے لیے اُس کی ہمدردی نے اُس کی مُستقبل کی زندگی میں اقبال مندی اور عظمت کے لیے راہ کھول دی۔ روشنی کی ہر کرن جو ہم دُوسروں پر چمکاتے ہیں واپس پُہنچ کر ہمیں روشن کرتی ہے۔ مہربانی اور ہمدردی کا ہر لفظ جو غمزدہ سے بولا جائے، بوجھ کے نیچے دبے ہوئے لوگوں کی رہائی کے لیے ہر کام جو کیا جائے، حاجت مندوں کی ضرورت کو پُورا کرنے کے لیے ہر انعام جو دیا جائے، اگر یہ سب کُچھ دُرست نیّت سے ہو تو اُس سے دینے والے کو بھی برکت ملے گی۔

کسی جُرم کی وجہ سے بادشاہ کا ساقی اور نان پز قید خانے میں ڈالے گئے اور وہ یُوسفؔ کی نگرانی میں رکھے گئے۔ ایک دن صُبح کے وقت یُوسفؔ نے دیکھا کہ وہ بہت اُداس ہیں اور اُس نے ہمدردانہ انداز میں اِس کی وجہ اُن سے دریافت کی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم دونوں نے ایک ایک حیران کُن خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر دریافت کرنے کے لیے ہم فکر مند ہیں۔ یُوسفؔ نے اُن سے کہا: ''کیا تعبیر کی قُدرت خُدا کو نہیں؟ مجھے ذرا وہ خواب بتاؤ۔'' دونوں نے اپنا اپنا خواب یُوسفؔ کو کہہ سُنایا اور یُوسفؔ نے اُن کی

تعبیر اُن کو بتا دی۔ تین دن کے اندر اندر سردار ساقی اپنے منصب پر بحال کر دیا گیا اور پہلے کی طرح وہ پیالہ فرعونؔ کے ہاتھ میں دینے لگا۔ لیکن سردار نان پز بادشاہ کے حکم کے مُطابق مارا گیا۔ اِن دونوں صُورتوں میں وُہی واقع ہُوا جس کی پیش خبری یُوسفؔ نے دی تھی۔

بادشاہ کا ساقی یُوسفؔ کا پُورے دل سے شکر گزار تھا کیونکہ اُس نے اُس کے خواب کی خُوش کن تعبیر کی تھی اور قید کے ایّام میں اُس پر بہت سی مہربانیاں کی تھیں۔ اِس کے عوض یُوسفؔ نے نہایت رقّت انگیز انداز میں اپنی ناواجب قید کا ذکر کرتے ہُوئے اُس سے یہ اِلتجا کی کہ وہ اِس کے معاملہ کا ذکر فرعونؔ سے کرے۔ یُوسفؔ نے کہا: "لیکن جب تُو خوشحال ہو جائے تو مجھے یاد کرنا اور ذرا مجھ سے مہربانی سے پیش آنا اور فرعونؔ سے میرا ذکر کرنا اور مجھے اِس گھر سے چھُٹکارا دِلوانا۔ کیونکہ عبرانیوں کے مُلک سے مجھے چُرا کر لے آئے ہیں اور یہاں بھی مَیں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کے سبب سے قید خانہ میں ڈالا جاؤں" (پیدائش ۴۰: ۱۴، ۱۵)۔ ساقی نے دیکھا کہ اُس کے خواب کی تعبیر ہر لحاظ سے پُوری ہوئی لیکن جب وہ بادشاہ کی طرف سے اپنے منصبِ عالی پر بحال کیا گیا تو اُس نے اپنے محسن کو یاد تک نہ کیا۔ مزید دو سالوں تک قید ہی میں پڑا رہا۔ وہ اُمید کی کرن جو اُس کے دِل میں چمکی آہستہ آہستہ افسردہ ہو کر رہ گئی۔ اُس کی باقی سب تکالیف میں ناشکرگزاری کے اِس شدید ڈنک کا بھی اضافہ ہو گیا۔

لیکن الٰہی ہاتھ قید خانہ کے پھاٹکوں کو کھولنے ہی والا تھا۔ مُلکِ مصرؔ کے بادشاہ نے ایک ہی رات کو دو خواب دیکھے جو بظاہر ایک ہی واقعہ کی طرف اِشارہ کرتے تھے۔ اور کسی بڑی آفت کی پیش خبری دیتے معلوم ہوتے تھے۔ وہ اُن کے معنی کو سمجھنے سے قاصر تھا تاہم وہ اُسے بے چین کرتے رہے۔ اُس کی مملکت کے جادوگر اور دانا اُن کی تعبیر نہ کر سکے۔ بادشاہ کی بے چینی اور پریشانی بڑھ گئی اور اُس کے سارے محل میں خوف طاری ہو گیا۔ اِس عام کھلبلی سے سردار ساقی کو اپنے خواب کا سارا ماجرا یاد آ گیا اور یُوسفؔ کی یاد بھی تازہ ہو گئی اور اُس کے ساتھ اُس کی اپنی ناشکرگزاری اور فراموشی کی وجہ

سے اُس کے دل میں پچھتاوے کے باعث درد اُٹھا۔ فوراً اُس نے جا کر فرعون کو اِطلاع دی کہ کیسے اُس کے اور سردار نان پز کے خواب کی تعبیر ایک عبرانی اسیر نے کی تھی اور کس طریقے سے وہ تعبیر لفظ بلفظ پُوری ہوئی تھی۔

اِس میں فرعون کی کسرِ شان تھی کہ وہ اپنی سلطنت کے داناؤں اور جادُوگروں کو چھوڑ کر ایک اجنبی اور غلام کی طرف متوجّہ ہو۔ لیکن وہ ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار تھا بشرطیکہ اُس کے دماغ کی پریشانی اور بے چینی دُور ہو جائے۔ لہٰذا یُوسفؔ کو فوراً حاضرِ دربار ہونے کا حکم ہؤا۔ اُس نے اپنے قید خانے کے کپڑے بدل کر اپنی حجامت بنوائی کیونکہ قید کے دَوران اُس کے بال بہت بڑھ گئے تھے۔ تب اُسے بادشاہ کے حضُور پیش کیا گیا۔

"تب فرعون نے یُوسفؔ سے کہا۔ مَیں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر کوئی نہیں کر سکتا اور مجھ سے تیرے بارے میں کہتے ہیں کہ تُو خواب کو سُن کر اُس کی تعبیر کرتا ہے۔ یُوسفؔ نے فرعون کو جواب دیا۔ مَیں کچھ نہیں جانتا۔ خُدا ہی فرعون کو سلامتی بخش جواب دے گا۔" (پیدائش ۴۱: ۱۵، ۱۶) یُوسفؔ نے جو جواب فرعون کو دیا اُس سے اُس کی فروتنی اور خُدا پر اُس کا ایمان ظاہر ہوتا ہے۔ اُس نے نہایت انکساری سے اِس بات کا اِعتراف کیا کہ یہ اعلیٰ حکمت میری ذاتی نہیں۔ "مَیں کچھ نہیں جانتا۔" فقط خُدا ہی اِن بھیدوں کو مُنکشف کر سکتا ہے۔

تب فرعون نے اپنے خوابوں کو بیان کرنا شروع کیا۔ "مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں دریا کے کنارے کھڑا ہوں اور اُس دریا میں سے سات موٹی موٹی اور خُوبصورت گائیں نکل کر نیستان میں چرنے لگیں۔ اُن کے بعد اَور سات خراب اور نہایت بدشکل اور دُبلی گائیں نکلیں اور وہ اِس قدر بُری تھیں کہ مَیں نے سارے ملکِ مصر میں ایسی کبھی نہیں دیکھیں۔ اور وہ دُبلی اور بدشکل گائیں اُن پہلی ساتوں موٹی گایوں کو کھا گئیں اور اُن کے کھا جانے کے بعد یہ معلوم بھی نہیں ہوتا تھا کہ اُنھوں نے اُن کو کھا لیا ہے بلکہ وہ پہلے کی طرح جیسی کی تیسی بدشکل رہیں۔ تب مَیں جاگ گیا اور پھر خواب میں دیکھا کہ

ایک ڈنٹھی میں سات بھری اور اچھّی اچھی بالیں نکلیں اور اُن کے بعد اور سات سُوکھی اور پتلی اور پُوربی ہوا کی ماری مُرجھائی ہوئی بالیں نکلیں۔ اور یہ پتلی بالیں اُن ساتوں اچھّی اچھّی بالوں کو نگل گئیں اور مَیں نے اِن جادُوگروں سے اُس کا بیان کیا پر اَیسا کوئی نہ نکلا جو مجھے اِس کا مطلب بتاتا۔" (پیدائش ۴۱: ۱۷-۲۴)

یُوسؔف نے فرعوؔن سے کہا کہ "فرعوؔن کا خواب ایک ہی ہے۔ جو کچھ خُدا کرنے کو ہے اُسے اُس نے فرعوؔن پر ظاہر کیا ہے۔" (پیدائش ۴۱: ۲۵) سات سال کثرت کی پیداوار کے ہوں گے۔ کھیت اور باغیچوں میں پہلے سے کہیں زیادہ اِفراط سے پیداوار ہو گی۔ اِس کے بعد سات سال کال کے سال ہوں گے۔" اور اَرزانی ملک میں یاد بھی نہیں رہے گی کیونکہ جو کال بعد میں پڑے گا وہ نہایت ہی سخت ہو گا۔" (پیدائش ۴۱: ۳۱) اِس خواب کا مکرّر دیا جانا اِس کے یقینی ہونے اور بہت جلد واقع ہونے کی شہادت تھی۔ یُوسؔف نے یہ بھی کہا کہ "اِس لیے فرعوؔن کو چاہیئے کہ ایک دانشور اور عقلمند آدمی تلاش کرے اور اُسے مُلکِ مصر پر مُختار بنائے۔ فرعوؔن یہ کرے تاکہ اُس آدمی کو اختیار ہو کہ وہ مُلک میں ناظروں کو مقرّر کر دے اور اَرزانی کے سات برسوں میں سارے ملک مصؔر کی پیداوار کا پانچواں حِصّہ لے لے۔ اور وہ اُن اچھّے برسوں میں جو آتے ہیں سب کھانے کی چیزیں جمع کریں اور شہر شہر میں غلّہ جو فرعوؔن کے اختیار میں ہو خورش کے لیے فراہم کر کے اُس کی حفاظت کریں۔ یہی غلّہ ملک کے لیے ذخیرہ ہو گا اور ساتوں برس کے لیے جب تک ملک میں کال رہے گا کافی ہو گا تاکہ کال کی وجہ سے مُلک برباد نہ ہو جائے۔" (پیدائش ۴۱: ۳۳-۳۶)

یہ تعبیر اَیسی معقول اور ٹھوس تھی، اور جو تجویز بیان کی گئی تھی وہ اِس قدر جامع اور عاقلانہ تھی کہ اُس کے صحیح ہونے پر کسی قسم کا شک نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کسے مقرّر کیا جا سکتا تھا؟ کچھ عرصہ کے لیے اِس اہم انتخاب پر غور و خوض ہوتا رہا۔ سردار ساقی کے ذریعہ بادشاہ نے اُس دانائی اور حکمت کا ذکر سُن لیا تھا جس سے یُوسؔف نے قید خانہ کا اِنتظام سرانجام دیا تھا۔ اِس سے ظاہر تھا کہ اُس

میں حکمرانی کرنے کی صلاحیت بدرجۂ غایت پائی جاتی تھی۔ سردار ساقی نے جو اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا، کوشش کی کہ وہ اپنی گذشتہ ناشکرگزاری کی تلافی کرے۔ اُس نے اپنے محسن کی بہت زیادہ تعریف کی۔ جب بادشاہ نے اِن باتوں کی تحقیق کی تو اُس کے سارے بیان کی تصدیق ہوگئی۔ تمام سلطنت میں یوسف ہی واحد شخص تھا جس میں یہ حکمت پائی جاتی تھی کہ وہ بادشاہ کو اُس خطرے سے آگاہ کر سکے جو تمام مملکتِ مصر پر وارد ہونے کو تھا اور اس کے لیے مناسب تیاری کی جا سکے۔ بادشاہ قائل ہوگیا کہ یوسف ہی اپنی مجوزہ تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی سب سے زیادہ قابلیت رکھتا ہے۔ یہ ظاہر تھا کہ الٰہی قوت اُس کے شامل حال تھی اور ایسے نازک مراحل میں سلطنت کی کشتی کو بحفاظت پار کرنے کی صلاحیت بادشاہ کے مصاحبوں میں سے کسی میں بھی نہ تھی۔ اِس حقیقت کو کہ وہ عبرانی تھا اور غلام بھی، کچھ اہمیت نہ دی گئی۔ جب اُس کا مقابلہ اُس کی عیاں دانش اور صحیح قوتِ فیصلہ سے کیا گیا تو فرعون نے اپنے خادموں سے کہا کہ "کیا ہم کو ایسا آدمی جیسا یہ ہے۔ جس میں خدا کی روح ہے مِل سکتا ہے؟" (پیدائش ۴۱ : ۳۸)

تقرر کا فیصلہ ہوگیا اور یوسف کو یہ حیران کُن اعلان سُنایا گیا۔ "چونکہ خدا نے تجھے یہ سب کچھ سمجھا دیا ہے اِس لیے تیری مانند دانشور اور عقلمند کوئی نہیں۔ سو تو میرے گھر کا مختار ہوگا اور میری ساری رعایا تیرے حکم پر چلے گی۔ فقط تخت کا مالک ہونے کے سبب سے میں بزرگتر ہوں گا۔" بادشاہ نے یوسف کو حاکم بنانے کے لیے اپنے اختیار کا نشان اُسے بخشا۔ "اور فرعون نے اپنی انگشتری اپنے ہاتھ سے نکال کر یوسف کے ہاتھ میں پہنا دی اور اُسے باریک کتان کے لباس میں آراستہ کروا کر سونے کا طوق اُس کے گلے میں پہنایا اور اُس نے اسے اپنے دوسرے رتھ میں سوار کرا کر اُس کے آگے یہ منادی کروا دی کہ گھٹنے ٹیکو۔" (پیدائش ۴۱ : ۴۰-۴۳)

"اُس نے اُس کو اپنے گھر کا مختار اور اپنی ساری ملکیت پر حاکم بنایا تاکہ اُس کے اُمرا کو جب چاہے قید کرے اور اُس کے بزرگوں کو دانش سکھائے۔" (زبور ۱۰۵ : ۲۱)

۲۲) قید سے نکل کر یُوسفؔ تمام سرزمینِ مصرؔ میں حاکم مقرر ہؤا۔ یہ اعلیٰ درجہ کا منصب تھا تاہم وہ مُشکلات اور خطرات سے گھِرا ہؤا تھا۔ کوئی شخص اعلیٰ بلندیوں پر پُہنچ کر بغیر خطرہ کے کھڑا نہیں رہ سکتا۔ جیسے کہ طُوفان وادی کے کمزور پھُول کو نقصان پُہنچائے بغیر گزر جاتا ہے جبکہ وہ پہاڑ کی چوٹی کے عالی شان اور قدآور درختوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکتا ہے۔ ویسے ہی وہ جو اپنی فروتن زندگی میں ثابت قدم رہتے ہیں اُن آزمائشوں کے باعث اُکھاڑ کر پھینکے جا سکتے ہیں جو دُنیوی سرفرازی اور اقبال مندی کی وجہ سے حملہ کرتی ہیں لیکن یوسفؔ کا چال چلن سرفرازی اور مُشکلات کی دونوں قسم کے امتحانوں میں پُورا اُترا۔ فرعونؔ کے محلوں میں بھی یوسفؔ خُداوند کے ساتھ ویسے ہی وفادار رہا جیسے وہ قید خانہ کی کوٹھڑی میں اُس کے ساتھ وفادار تھا۔ وہ اب تک بُت پرست ملک میں اجنبی تھا اور اپنے خُدا پرست عزیز و اقربا سے جُدا تھا، لیکن اُسے پُورا یقین تھا کہ خُداوند نے اُس کے قدموں کی رہنمائی کی ہے اور خُدا پر پُورا بھروسہ کر کے اُس نے ایمانداری سے اپنے منصب کے سارے فرائض کو سرانجام دیا۔ یُوسفؔ کے ذریعہ مصرؔ کے بادشاہ اور بلند مرتبہ لوگوں کی توجہ سچے خُدا کی طرف مبذُول ہو گئی اور اگرچہ وہ بُت پرستی کرتے رہے تاہم اُنھوں نے اُن اُصولوں کی قدر کرنا سیکھ لیا تھا جو یہوؔواہ کے اِس پرستار کی زندگی اور سیرت سے ظاہر ہوتے تھے۔

یُوسفؔ کو کیونکر ایسے چال چلن کی مضبُوطی، صداقت اور دانائی کا کمال حاصل ہؤا؟ اوائل عُمری میں وہ اپنی خواہشات کی نسبت اپنے فرائض کی بجا آوری کو مقدّم سمجھتا تھا، اور جوانی کی دیانت داری، سادہ ایمان اور شرافت کے اُصول، اُس کی بعد کی زندگی کے کاموں میں پھل دار ثابت ہُوئے۔ اُس کی پاکیزہ اور سادہ زندگی اُس کے جسمانی اور دماغی قواد کو ترقّی اور نشو ونما دینے میں مُمدّ ثابت ہُوئے۔ خُدا کے ساتھ اُس کے کاموں کے ذریعہ رفاقت رکھنے اور عظیمُ الشّان سچائیوں پر جو ایمان کے وارثوں کو سونپی گئی تھیں، غور کرنے سے اُس کی رُوحانی سیرت، اعلیٰ اور نجیب ہو گئی اور اُس کے دماغ میں وہ اِستحکام اور وُسعت پیدا ہو گئی تھی جو کسی مطالعہ سے ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ ہر موقع

پر اپنے فرض میں وفادار رہنے سے اور چھوٹے سے چھوٹے کام سے لے کر سب سے اعلیٰ منصب پر فائز رہنے کی وجہ سے اُس کی تمام قواء میں اعلیٰ ترین منصب کی انجام دہی کے لیے کامل تربیت اور پختگی پیدا ہوگئی تھی۔ وہ شخص جو اپنے خالق کی مرضی کی مُطابقت زندگی بسر کرتا ہے اپنے چال چلن میں سب سے زیادہ سچّی اور اعلیٰ صفات پیدا کرتا ہے۔

"خُداوند کا خَوف ہی حکمت ہے اور بدی سے دُور رہنا خرد ہے" (ایوب ۲۸ : ۲۸)

بُہت کم لوگ ایسے ہیں جو چال چلن کی نشوونما پر زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں کے اثر کو محسُوس کرتے ہیں۔ دراصل کوئی بات جس سے ہمیں سابقہ پڑتا ہے چھوٹی نہیں۔ انواع واقسام کے واقعات، جو روزمرّہ ہمیں پیش آتے ہیں، ہماری وفاداری کی جانچ و پڑتال کے لیے ہیں اور ہمیں زیادہ بڑی ذمّہ داریوں کی قابلیّت دینے کے لیے مقصُود ہیں۔ روزمرّہ زندگی کے سادہ اور عام کاموں میں اُصول کو مدّنظر رکھنے سے دماغ اِس بات کا عادی ہو جاتا ہے کہ وہ عیش وعشرت اور اپنی خواہشات پر فرض کو ترجیح اور اوّلیت دے۔ اِس قسم کے تربیت یافتہ دماغ نیک و بد کے اِمتیاز کے مواقع پر ہَوا میں ہلنے والے سرکنڈے کی طرح نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں وفادار ہوتے ہیں کیونکہ اُنھوں نے وفاداری اور پاکیزگی میں اپنی تربیت کی ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات میں وفادار رہنے سے وہ بڑے بڑے معاملوں میں وفادار رہنے کی طاقت حاصل کرتے ہیں۔

پاکیزہ چال چلن اوفیر کے سونے سے بھی گراں بہا ہے۔ اِس کے بغیر کوئی شخص حقیقی شہرت کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن ایسا چال چلن وِرثہ میں نہیں ملتا۔ وہ خریدا نہیں جا سکتا۔ اخلاقی نفاست اور عمدہ دماغی صلاحیّتیں اِتّفاقیہ حاصل نہیں ہو جاتیں۔ سب سے قیمتی عطیات بھی، اگر اُنھیں اِستعمال نہ کیا جائے۔ تو وہ بیکار ہو کر رہ جاتے ہیں۔ پاکیزہ چال چلن کی تعمیر زندگی بھر کا کام ہے اور جانفشانی اور مسلسل جدّوجہد کا یقینی نتیجہ ہے۔ خُدا مواقع عطا کرتا ہے، کامیابی کا اِنحصار اُن کے صحیح اِستعمال پر موقُوف ہے۔



اکیسواں باب

یوسفؔ اور اُس کے بھائی

ارزانی کے برسوں کے شروع ہی میں آنے والے قحط کے لیے تیاری شروع ہو گئی۔ یوسفؔ کی زیرِ ہدایت تمام ملکِ مصرؔ کے خاص خاص مقامات پر بڑے بڑے ذخیرہ خانے تعمیر کیے گئے تاکہ آیندہ فصل کی کثرت کی پیداوار اور فاضل اناج کو محفوظ رکھا جا سکے۔ ارزانی کے ساتوں سالوں میں اِسی حکمتِ عملی پر عمل ہوتا رہا حتیٰ کہ انبار خانوں میں اناج کے ذخائر کا حساب رکھنا چھوڑ دیا گیا کیونکہ وہ بے حساب تھا۔

اور اب کال کے سات برسوں کا آغاز یوسفؔ کی پیشین گوئی کے مطابق ہُوا۔ "اور سب ملکوں میں تو کال تھا پر ملکِ مصرؔ میں ہر جگہ خورش موجود تھی اور جب ملکِ مصرؔ میں لوگ بھوکوں مرنے لگے تو روٹی کے لیے فرعونؔ کے آگے چلّائے۔ فرعونؔ نے مصریوں سے کہا کہ یوسفؔ کے پاس جاؤ۔ جو کچھ وہ تم سے کہے سو کرو۔ اور تمام رُوئے زمین پر کال تھا اور یوسفؔ اناج کے کھتوں کو کھلوا کر مصریوں کے ہاتھ بیچنے لگا۔" (پیدائش ۴۱: ۵۴-۵۶)

کال کنعانؔ کی سرزمین تک بھی پہنچ گیا اور ملک کے جس حصہ میں یعقوبؔ رہتا تھا، وہاں بھی اُس کی شدت محسوس ہونے لگی۔ جب اُس نے سُنا کہ شاہِ مصرؔ نے کثرت سے غلّہ ذخیرہ کر رکھا ہے تو اُس کے دس بیٹوں نے وہاں کا سفر اختیار کیا تاکہ غلّہ خرید کر لائیں۔ جب وہ وہاں پہنچے تو اُنھیں بادشاہ کے نائب کے رُوبرُو پیش کیا گیا اور دیگر درخواست کنندگان کے ساتھ وہ بھی "ملک کے حاکم کے سامنے حاضر کیے گئے۔" اور وہ اپنے سر زمین پر ٹیک کر اُس کے حضور آداب بجالائے۔ "یوسفؔ اپنے بھائیوں کو دیکھ کر اُن کو پہچان گیا پر اُنھوں نے اُسے نہ پہچانا۔" بادشاہ نے اُس کا عبرانی نام بدل کر اُسے ایک اور نام عطا کیا تھا اور مصرؔ کے وزیرِ اعظم اور اُس جوان میں جسے اُنھوں نے اسمٰعیلیوں کے ہاتھ فروخت کیا تھا قطعاً کوئی مشابہت نظر نہیں آتی تھی۔ جب یوسفؔ نے اپنے بھائیوں

کو اپنے سامنے جُھکتے اور آداب بجا لاتے دیکھا تو اُس کے خواب اُسے یاد آگئے اور زمانۂ ماضی کے نظّارے صاف صاف اُس کی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگے۔ اُس کی تیز نگاہوں نے اُس سارے گروہ کا جائزہ لیا اور اُسے فوراً معلوم ہو گیا کہ بنیامین اُن کے درمیان نہ تھا۔ کیا اِن ظالموں نے اُس کو بھی اپنے ظُلم کا شکار بنا لیا ہے؟ اُس نے مُصمّم اِرادہ کر لیا کہ اِس معاملہ کی تہ تک پُہنچے۔ اُس نے سخت لہجہ میں اُن سے کہا۔ "تم جاسُوس ہو۔ تم آئے ہو کہ اِس ملک کی بُری حالت دریافت کرو۔" (پیدائش ۴۲: ۹)

اُنھوں نے جواب دیا۔ "نہیں خُداوند۔ تیرے غلام اناج مُول لینے آئے ہیں۔ ہم سب ایک ہی شخص کے بیٹے ہیں۔ ہم سچّے ہیں۔ تیرے غلام جاسُوس نہیں ہیں۔" (پیدائش ۴۲: ۱۰، ۱۱)۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آیا اُن میں ویسی ہی متکبّرانہ رُوح پائی جاتی ہے جب وہ اُن کے ساتھ تھا۔ نیز وہ اُن سے خاندان کے حالات بھی دریافت کرنا چاہتا تھا۔ تاہم وہ اِس بات سے بھی بخوبی آگاہ تھا کہ اُن کا بیان کس قدر فریب دہ ہو سکتا ہے۔ اُس نے اُن پر پھر وہی الزام لگایا اور اُنھوں نے جواب دیا۔ "تیرے غلام بارہ بھائی ایک ہی شخص کے بیٹے ہیں جو ملکِ کنعان میں ہے۔ سب سے چھوٹا اِس وقت ہمارے باپ کے پاس ہے اور ایک کا کچھ پتہ نہیں۔" (پیدائش ۴۲: ۱۳)

اُن کی کہانی پر شُبہ کا اظہار کرتے ہُوئے اور اب تک اُنھیں جاسُوس خیال کرتے ہُوئے حاکم نے کہا کہ مَیں تمھاری آزمائش یُوں کروں گا کہ تم مصر میں رہو اور اپنے میں سے کسی ایک کو بھیجو کہ وہ جا کر تمھارے سب سے چھوٹے بھائی کو لے آئے۔ اگر تم اِس پر رضامند نہ ہو تو تم سے وہی سلُوک کیا جائے گا جو جاسُوسوں سے کیا جاتا ہے لیکن یعقوب کے بیٹے اِس تجویز پر عمل نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ اِس پر عمل کرنے کے لیے کافی عرصہ درکار تھا جس میں اُن کے خاندان اناج کی قلّت سے سخت مُصیبت میں مُبتلا ہو جاتے۔ اور اُن میں سے کس کا یہ دِل گُردہ تھا کہ اپنے بھائیوں کو قید میں چھوڑ کر تنہا چلا جائے۔ ایسی حالت میں وہ اپنے باپ کو کیا مُنہ دکھاتا۔ اُن کو یہ گمان گُزرا کہ شاید وہ سب کے سب مار ڈالے جائیں گے یا غلام بنا لیے جائیں گے۔ اور اگر بنیامین کو بھی لایا جائے تو اُس کا بھی یہی حشر ہو گا۔ اُنھوں

نے فیصلہ کیا کہ وہ وہیں رہیں اور باہم دُکھ و تکلیف برداشت کریں اور فقط ایک ہی بیٹے کو جو باقی رہ گیا ہے، لاکر باپ پر اَور زیادہ رنج و غم کا بوجھ نہ ڈالیں۔ چنانچہ وہ سب قید خانہ میں ڈال دیئے گئے جہاں وہ تین دن تک رہے۔

جن سالوں میں یُوسفؔ اپنے بھائیوں سے جُدا رہا یعقوبؔ کے بیٹوں کی سیرت میں بڑا اِنقلاب پیدا ہو گیا تھا۔ اُس وقت وہ حاسد، جھگڑالُو، فریبی، ظالم اور اِنتقام کی آگ سے بھرے ہُوئے تھے، لیکن اب جب کہ مصیبت میں اُن کی آزمائش کی گئی تو وہ خود غرضی سے خالی، ایک دُوسرے سے وفادار، باپ کے عقیدت مند اور خود ادھیڑ عُمر کے ہونے کے باوجود بھی اپنے باپ کے مطیع تھے۔

مصرؔ کے قید خانہ میں اِن بھائیوں کے لیے یہ تین دن نہایت رنج وہ دن تھے۔ جبکہ اُنھوں نے اپنے زمانۂ ماضی کے گناہوں پر غور کیا۔ بنیامینؔ کو حاکم کے رُوبرُو پیش نہ کر سکنے کی صُورت میں اُن کا جاسُوس ہونا یقیناً ثابت ہو جاتا اور بنیامینؔ کو اپنے ہمراہ مصرؔ میں لانے کے لیے بھی باپ کی رضامندی حاصل کرنے کے اِمکانات بہت ہی کم تھے۔ تیسرے روز یُوسفؔ نے حکم دیا کہ اُنھیں اُس کے سامنے حاضر کیا جائے۔ وہ اُنھیں زیادہ دیر تک قید میں رکھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اِس سے پہلے ہی اُس کا باپ اور تمام خاندان غلّہ کی کمی کی وجہ سے تکلیف اُٹھا رہے تھے۔ اُس نے کہا: "ایک کام کرو تو زندہ رہو گے کیونکہ مجھے خُدا کا خوف ہے۔ اگر تم سچّے ہو تو اپنے بھائیوں میں سے ایک کو قید خانہ میں بند رہنے دو اور تم اپنے گھر والوں کے کھانے کے لیے اناج لے جاؤ اور اپنے سب سے چھوٹے بھائی کو میرے پاس لے آؤ۔ یُوں تمھاری باتوں کی تصدیق ہو جائے گی اور تم ہلاک نہ ہو گے۔" (پیدائش ۴۲: ۱۷-۲۰) اس تجویز سے اُنھوں نے اتّفاق کیا اگرچہ اُنھیں بہت کم اُمید تھی کہ اُن کا باپ بنیامینؔ کو اُن کے ہمراہ مصرؔ آنے دے گا۔ یُوسفؔ ترجمان کے ذریعہ اُن سے گفتگو کرتا رہا اور اُنھیں یہ گمان بھی نہ تھا کہ حاکم اُن کی باتوں کو سمجھتا ہے۔ لہٰذا وہ اُس کی موجودگی میں بے دھڑک آپس میں گُفتگو کرتے رہے۔ یُوسفؔ سے بدسلوکی کرنے کے بارہ میں وہ ایک دُوسرے کو ملامت کر رہے تھے کہ ہم "دراصل اپنے بھائی

کے سبب سے مجرم ٹھہرے ہیں کیونکہ جب اُس نے ہم سے منّت کی تو ہم نے یہ دیکھ کر بھی کہ اُس کی جان کیسی مصیبت میں ہے اُس کی نہ سُنی۔ اِسی لیے یہ مصیبت ہم پر آ پڑی ہے۔" (پیدائش ۴۲: ۲۲)۔ روبن، جس نے اُسے دوتین میں چھڑانے کی تجویز بنائی تھی، بول اُٹھا "کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ اِس بچّے پر ظلم نہ کرو اور تم نے نہ سُنا۔ سو دیکھ لو۔ اب اُس کے خُون کا بدلہ لیا جاتا ہے۔" (پیدائش ۴۲: ۲۲)۔ یُوسف اُن کی یہ باتیں سُن کر اپنے تئیں ضبط نہ کر سکا اور باہر جا کر رونے لگا۔ واپس آ کر اُس نے حکم دیا کہ شمعون باندھا اور پھر قید خانہ میں ڈالا جائے۔ یُوسف کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرنے میں شمعون اکسانے والا اور زیادہ حصہ لینے والا تھا اور اِسی وجہ سے یُوسف نے شمعون کا اِنتخاب کیا۔

اپنے بھائیوں کو روانہ کرنے سے پیشتر یُوسف نے یہ ہدایات دیں کہ اُن کو غلّہ دیا جائے اور یہ کہ ہر ایک کی نقدی اُسی کے بورے میں رکھ دیں۔ اُن کے گدھوں کے لیے چارے وغیرہ کا بھی اِنتظام کیا گیا۔ جب اُن میں سے ایک نے منزل پر اپنا بورا کھولا تو اپنی نقدی کی تھیلی اُس میں دیکھ کر ہکا بکّا ہو گیا۔ یہ واقعہ اُس نے دُوسروں کو کہہ سُنایا۔ وہ سب ڈر گئے اور حیران ہو کر ایک دُوسرے سے کہنے لگے: "خُدا نے ہم سے یہ کیا کیا؟" کیا ہم اسے خُداوند کی مہربانی سمجھیں یا کیا وہ اِس حادثہ کے ذریعہ ہمیں کسی اور بڑی مصیبت میں مُبتلا کرنا چاہتا ہے۔ اُنھوں نے اِقرار کیا کہ خُدا نے ہمارے گُناہوں پر نظر کی ہے اور اب ہمیں سزا دے رہا ہے۔

یعقوب اپنے بیٹوں کی واپسی کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ اُن کے گھر پہنچنے پر خاندان کے سب لوگ اُن کے اِرد گرد جمع ہو گئے اور جو کچھ اُن پر گزرا تھا وہ سارا ماجرا اُنھوں نے اپنے باپ کو کہہ سُنایا۔ ہر ایک کا دِل خوف و ہراس سے بھر گیا۔ مصر کے حاکم کا طرزِ سلوک کسی مصیبت کا پیش خیمہ تھا۔ اُن کے خوف کی تصدیق ہو گئی کیونکہ جب اُنھوں نے اپنے بورے خالی کیے تو ہر شخص کی نقدی کی تھیلی اُسی کے بورے میں رکھی دیکھی گئی۔ خوف زدہ ہو کر بُوڑھے باپ نے کہا "تم نے مجھے بے اَولاد کر دیا۔ یُوسف نہیں رہا اور شمعون بھی نہیں ہے اور اب بنیمین کو بھی لے جانا چاہتے ہو۔ یہ سب باتیں میرے خلاف ہیں۔" (پیدائش ۴۲: ۳۶) روبن نے جواب دیا۔ "اگر میں اُسے تیرے پاس نہ لے آؤں تو میرے دونوں بیٹوں کو قتل کر ڈالنا۔ اُسے میرے ہاتھ میں سونپ دے اور میں اُسے پھر تیرے پاس پہنچا

دُوں گا۔" (پیدائش ۴۲: ۳۷) اِس جلد بازی کی تقریر سے یعقوبؔ کی فکر مندی دُور نہ ہوئی۔ اُس نے جواب دیا" میرا بیٹا تمھارے ساتھ نہیں جائے گا۔ کیونکہ اُس کا بھائی مر گیا اور وہ اکیلا رہ گیا ہے۔ اگر راستہ میں جاتے جاتے اُس پر کوئی آفت آپڑے تو تم میرے سفید بالوں کو غم کے ساتھ گور میں اُتارو گے۔" (پیدائش ۴۲: ۳۸)

لیکن کال برابر جاری رہا۔ رفتہ رفتہ جو اناج وہ مصرؔ سے خرید کر لائے تھے وہ تقریباً ختم ہونے کو تھا۔ یعقوبؔ کے بیٹوں کو بخوبی معلوم تھا کہ بنیاؔمین کے بغیر مصرؔ واپس جانا قطعاً بیسُود ثابت ہو گا۔ تاہم اُنھیں اِس بات کی نسبت بھی کم اُمید تھی کہ وہ اپنے ارادے کو تبدیل کرے گا اور وہ خاموشی سے انجام کے مُنتظر رہے۔ قحط سالی کی گھٹائیں اور بھی زیادہ تاریک اور ہَولناک ہوتی گئیں۔ اپنے گھرانے کے اُداس چہروں کو دیکھ کر اُس ضعیف بزرگ نے اُن کی ضرورت کا احساس کیا۔ آخر کار اُس نے کہا" جا کر ہمارے لیے پھر کچھ اناج مول لے آؤ۔" (پیدائش ۴۳: ۲)

یہوؔداہ نے جواب دیا" اُس آدمی نے ہم کو نہایت تاکید سے کہہ دیا تھا کہ تم میرا مُنہ نہ دیکھو گے جب تک تمھارا بھائی تمھارے ساتھ نہ ہو۔ سو اگر تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دے تو ہم جائیں گے اور تیرے لیے اناج مول لائیں گے اور اگر تو اُسے نہ بھیجے تو ہم نہیں جائیں گے۔ کیونکہ اُس شخص نے کہہ دیا ہے کہ تم میرا مُنہ نہ دیکھو گے جب تک تمھارا بھائی تمھارے ساتھ نہ ہو۔" اپنے باپ کے ارادہ میں کسی حد تک تبدیلی دیکھ کر یہوؔداہ نے مزید کہا" اُس لڑکے کو میرے ساتھ کر دے تو ہم چلے جائیں گے تاکہ ہم اور تُو اور ہمارے بال بچّے زندہ رہیں اور ہلاک نہ ہوں۔" پھر وہ اپنے بھائی کا ضامن ہؤا اور کہا کہ اگر میں اپنے بھائی کو واپس نہ لاؤں تو ہمیشہ کے لیے گنہگار ٹھہرونگا۔" (پیدائش ۴۳: ۱-۹)

اب یعقوبؔ اپنی رضامندی کو زیادہ دیر تک روک نہ سکا اور اُس نے اپنے بیٹوں کو سفر کی تیاری کے لیے ہدایت کی۔ اُس نے اُنھیں حکم دیا کہ وہ حاکم کے لیے ایسی اشیاء کا تحفہ لے جائیں جو اِس قحط زدہ ملک میں دستیاب ہو سکتی تھیں یعنی" تھوڑا سا روغنِ بلسان،

تھوڑا سا شہد، کچھ گرم مصالح اور مُر اور پستہ اور بادام اور دُونا دام"۔ اُس نے کہا "اپنے بھائی کو بھی ساتھ لو اور اُٹھ کر پھر اُس شخص کے پاس جاؤ"۔ (پیدائش ۴۳ : ۱۲) جب اُس کے بیٹے اپنے پُرخطر سفر پر روانہ ہونے کو تھے تو بُوڑھے باپ نے اُٹھ کر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور یہ دُعا مانگی "خُدائے قادرِ اُس شخص کو تم پر مہربان کرے تاکہ وہ تمھارے دُوسرے بھائی کو اور بنیمین کو تمھارے ساتھ بھیج دے۔ مَیں اگر بے اولاد ہوا تو ہُوا"۔ (پیدائش ۴۳ : ۱۳، ۱۴)

اب اُنھوں نے پھر ملکِ مصر کی طرف سفر اختیار کیا اور اپنے آپ کو یُوسف کے سامنے حاضر کیا۔ جُونہی اُس کی نگاہ اپنی ماں کے بیٹے بنیمین پر پڑی تو اُس کا دِل بھر آیا۔ لیکن اُس نے اپنے جذبات پر غلبہ پایا اور حکم دیا کہ اُنھیں میرے گھر لے جاؤ اور تیاری کرو تاکہ وہ میرے ساتھ کھانا کھائیں۔ حاکم کے محل تک پہنچتے ہُوئے وہ خوف زدہ ہو گئے اور اُنھیں یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ جو نقدی اُن کے بوروں میں رکھ دی گئی تھی اُس کی نسبت اُن سے باز پُرس کی جائے گی۔ اُنھوں نے خیال کیا کہ وہ نقدی جان بُوجھ کر بوروں میں ڈال دی گئی ہو گی تاکہ اُنھیں غلام بنانے کا موقع تلاش کیا جائے۔ اِس پریشانی میں اُنھوں نے گھر کے منتظم سے صلاح لی اور اپنے مصر میں آنے کا سارا ماجرا کہہ سُنایا اور اپنی بے گُناہی کے ثبوت میں اُسے بتایا کہ جو نقدی ہمیں بوروں میں ملی تھی اُسے ہم اپنے ساتھ لیتے آئے ہیں اور اِس کے علاوہ اَور اناج خریدنے کے لیے مزید نقدی بھی اپنے ساتھ لائے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ "ہم نہیں جانتے کہ ہماری نقدی کس نے ہمارے بوروں میں رکھ دی"۔ (پیدائش ۴۳ : ۲۲) اُس شخص نے جواب دیا "تمھاری سلامتی ہو مت ڈرو۔ تمھارے خُدا اور تمھارے باپ کے خُدا نے تمھارے بوروں میں تم کو خزانہ دیا ہو گا۔ مجھے تو تمھاری نقدی مِل چُکی"۔ (پیدائش ۴۳ : ۲۳) اُن کا خوف جاتا رہا اور جب شمعون قید سے رہا ہو کر اُن سے ملا تو اُنھوں نے محسوس کیا کہ واقعی خُدا اُن پر مہربان تھا۔

جب حاکم کی اُن سے پھر ملاقات ہوئی تو اُنھوں نے اپنے تحائف اُس کے حضور پیش کیے "اور زمین پر جھک کر اُس کے حضور آداب بجا لائے"۔ اُسے اپنے خواب پھر یاد آ گئے

اور اپنے مہمانوں کو سلام کر کے اُن سے دریافت کرنے لگا کہ "تمھارا بُوڑھا باپ جس کا تم نے ذکر کیا تھا اچھّا تو ہے؟ کیا وہ اب تک جیتا ہے؟" اُنھوں نے جواب دیا "تیرا خادم ہمارا باپ خیریت سے ہے اور اب تک جیتا ہے۔" پھر وہ سر جُھکا کر اُس کے حُضور آداب بجا لائے۔ پھر اُس کی نظر بنیمین پر پڑی اور کہا کہ "تمھارا سب سے چھوٹا بھائی جس کا ذکر تم نے مجھ سے کیا تھا یہی ہے؟ .... اَے میرے بیٹے! خُدا تجھ پر مہربان رہے۔" (پیدائش ۴۳: ۲۹، ۳۰) لیکن محبّت کے گہرے جذبات سے مغلوب ہو کر وہ اَور کچھ نہ بول سکا۔" سو وہ اپنی کوٹھڑی میں جا کر وہاں رونے لگا۔" (پیدائش ۴۳: ۳۰)

اپنے آپ پر ضابط ہو کر وہ واپس آیا اور سب ضیافت میں شریک ہو گئے۔ ذات پات کے قوانین کی رُو سے مصریوں کو کسی دیگر قوم کے لوگوں کے ساتھ کھانے پینے کی ممانعت تھی۔ اِس لیے یعقوب کے بیٹوں کے لیے ایک دسترخوان لگوایا گیا اور حاکم عالی منصب ہونے کے باعث الگ کھانے بیٹھا اور مصریوں کے لیے بھی جُدا کھانا چُنا گیا۔ جب سب بیٹھ گئے تو بھائی یہ دیکھ کر حیران ہُوئے کہ وہ عین ترتیب سے اپنی اپنی عمر کے لحاظ سے بٹھائے گئے اور" یُوسف اپنے سامنے سے کھانا اُٹھا کر حِصّے کر کر کے اُن کو دینے لگا" لیکن بنیمین کا حِصّہ اُن کے حِصّوں سے پانچ گُنا زیادہ تھا۔ بنیمین پر مہربانی کے اظہار سے وہ یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ آیا وہ اس چھوٹے بھائی سے ویسا ہی حسد اور کینہ رکھتے تھے جیسا کہ اُنھوں نے میرے خلاف ظاہر کیا تھا۔ اب تک اُن کو یہی گمان تھا کہ یُوسف اُن کی زبان نہ سمجھتا تھا، اِس لیے وہ ایک دُوسرے سے آزادانہ طور پر گفتگو کر رہے تھے۔ لہٰذا یُوسف کو اُن کے دِل کے حالات دریافت کرنے کا اچھّا موقع مل گیا۔ لیکن وہ اُن کو اَور بھی آزمانا چاہتا تھا اور اُن کے روانہ ہونے سے پیشتر اُس نے حکم دیا کہ اُس کا چاندی کا پیالہ سب سے چھوٹے بھائی کے بورے میں چُھپا دیا جائے۔

خوشی خوشی وہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ شمعون اور بنیمین بھی اُن کے ہمراہ تھے اور اُن کے گدھوں پر اناج لدا ہُوا تھا اور سب یہ محسوس کرتے تھے کہ جن خطرات سے

ہم محصور تھے اب ہمیں اُن سب سے نجات مل گئی ہے۔ لیکن ابھی وہ شہر سے دُور بھی نہ گئے تھے کہ یُوسفؔ کے منتظم نے اُنھیں جا لیا اور اُن سے سخت لہجہ میں دریافت کیا کہ "نیکی کے عوض تم نے بدی کیوں کی؟ کیا یہی وہ چیز نہیں جس سے میرا آقا پیتا اور اِسی سے ٹھیک فال بھی کھولا کرتا ہے؟ تم نے جو یہ کیا سو بُرا کیا۔" (پیدائش ۴۴: ۴، ۵)
یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس پیالہ میں یہ خُوبی تھی کہ اگر کوئی زہریلی چیز اُس میں ڈالی جاتی تو فوراً اُس کا پتہ چل جاتا تھا۔ اُس زمانے میں اِس قسم کے پیالوں کی بہت قدر کی جاتی تھی کیونکہ وہ زہر دے کر مارنے کے خلاف حفاظت کا وسیلہ تھے۔

مُنتظم کے الزام کا جواب دیتے ہُوئے اِن مسافروں نے یہ جواب دیا: "ہمارا خُداوند ایسی باتیں کیوں کہتا ہے؟ خُدا نہ کرے کہ تیرے خادم ایسا کام کریں۔ بھلا جو نقدی ہم کو اپنے بوروں کے مُنہ میں ملی اُسے تو ہم مُلکِ کنعانؔ سے تیرے پاس واپس لے آئے۔ پھر تیرے آقا کے گھر سے چاندی یا سونا کیونکر چُرا سکتے ہیں؟ سو تیرے خادموں میں سے جس کسی کے پاس وہ نکلے وہ مار دیا جائے اور ہم بھی اپنے خُداوند کے غلام ہو جائیں گے۔" (پیدائش ۴۴: ۵-۸)

مُنتظم نے کہا کہ "تمھارا ہی کہنا سہی۔ جس کے پاس وہ نکل آئے وہ میرا غلام ہوگا اور تم بے گناہ ٹھہرو گے۔" (پیدائش ۴۴: ۹)

تفتیش فوراً شروع ہو گئی۔ "تب اُنھوں نے جلدی کی اور ایک ایک نے اپنا بورا زمین پر اُتار لیا" اور منتظم رُوبنؔ کے بورے سے شروع کر کے ترتیب وار سب سے چھوٹے تک تلاشی لینے لگا۔ بنیمینؔ کے بورے میں وہ پیالہ نکل آیا۔

بھائیوں نے شدتِ یاس سے اپنے پیراہن چاک کیے اور آہستہ آہستہ واپس شہر کی طرف چل دیئے۔ اپنے ہی کہنے کے مطابق اب بنیمینؔ کو ساری عمر غلامی میں گزارنا تھی۔ وہ داروغہ کے پیچھے پیچھے محل میں داخل ہُوئے اور حاکم جو اب تک وہاں موجُود تھا دیکھ کر اُس کے آگے زمین پر گر پڑے۔ "تم نے یہ کیسا کام کیا؟ کیا تم کو معلوم نہیں کہ مجھ سا آدمی ٹھیک فال کھولتا ہے؟" حاکم نے سختی سے دریافت کیا۔ یُوسفؔ چاہتا تھا کہ اُن سے

اُن کے گُناہوں کا اِقرار کرائے۔ یُوسف نے غیب بینی کی طاقت کا کبھی دعویٰ نہیں کیا لیکن وہ چاہتا تھا کہ وہ یہ یقین کریں کہ مَیں اُن کے دلوں کے پوشیدہ رازوں سے بھی آگاہ ہُوں۔

یہوؔداہ نے جواب دیا کہ" ہم اپنے خُداوند سے کیا کہیں ؟ ہم کیا بات کریں یا کیونکر اپنے آپ کو بری ٹھہرائیں ؟ خُدا نے تیرے خادموں کی بدی پکڑ لی۔ سو دیکھ! ہم بھی اور وہ بھی جس کے پاس پیالہ نِکلا دونوں اپنے خُداوند کے غلام ہیں۔" (پیدائش ۴۴ : ۱۶، ۱۷)

یُوسفؔ نے جواب دیا:" خُدا نہ کرے کہ میں ایسا کروں۔ جس شخص کے پاس یہ پیالہ نکلا وہی میرا غلام ہوگا اور تم اپنے باپ کے پاس سلامت چلے جاؤ۔" (پیدائش ۴۴ : ۱۷)

بے حد پریشانی کی حالت میں یہوؔداہ حاکم کے نزدیک جا کر کہنے لگا" اَے میرے خُداوند! ذرا اپنے خادم کو اجازت دے کہ اپنے خُداوند کے کان میں ایک بات کہے اور تیرا غضب تیرے خادم پر نہ بھڑکے کیونکہ تو فرعونؔ کی مانند ہے۔" نہایت مؤثر اور رِقّت آمیز الفاظ میں اُس نے یُوسفؔ کے کھو جانے پر اپنے باپ کے غم کا اور بنیمینؔ کو اُن کے ساتھ مصؔر کو نہ بھیجنے کے اِصرار کا بیان کیا کیونکہ وہ اپنی ماں راخلؔ کا جسے یعقوبؔ بہت پیار کرتا تھا، اکیلا بیٹا تھا۔ اس لیے اُس نے کہا:" سو اب اگر مَیں تیرے خادم اپنے باپ کے پاس جاؤں اور یہ لڑکا ہمارے ساتھ نہ ہو تو چونکہ اُس کی جان اِس لڑکے کی جان کے ساتھ وابستہ ہے، وہ یہ دیکھ کر کہ لڑکا نہیں آیا مر جائے گا اور تیرے خادم اپنے باپ کے جو تیرا خادم ہے سفید بالوں کو غم کے ساتھ قبر میں اُتاریں گے اور تیرا خادم اپنے باپ کے سامنے اس لڑکے کا ضامن بھی ہو چُکا ہے اور یہ کہا ہے کہ اگر مَیں اُسے تیرے پاس واپس نہ پہنچاؤں تو مَیں ہمیشہ کے لیے اپنے باپ کا گنہگار ٹھہروں گا۔ اس لیے اب تیرے خادم کو اجازت ہو کہ وہ اِس لڑکے کے بدلے اپنے خُداوند کا غلام ہو کر رہ جائے اور یہ لڑکا اپنے بھائیوں کے ساتھ چلا جائے۔ کیونکہ لڑکے کے بغیر میں کیا مُنہ لے کر اپنے باپ کے پاس جاؤں ؟ کہیں اَیسا نہ ہو کہ مجھے وہ مُصیبت دیکھنی پڑے۔ جو ایسے حال میں میرے باپ پر آئے گی۔" (پیدائش ۴۴ : ۱۸ - ۳۴)

یُوسف کو اطمینان ہو گیا۔ اُس نے اپنے بھائیوں میں سچّی توبہ کے پھل دیکھ لیے تھے۔ یہوداہ کی نہایت اعلیٰ پیش کش کو سُنتے ہی اُس نے حکم دیا کہ اُن کے سوا باقی سب لوگ چلے جائیں تب چلّا چلّا کر روتے ہُوئے اُس نے بلند آواز سے کہا "مَیں یُوسف ہوں۔ کیا میرا باپ اب تک جیتا ہے؟" (پیدائش ۴۵: ۲، ۳)

اُس کے بھائی خوف اور حیرانی کے مارے سکتہ کے عالم میں کھڑے رہے مِصر کا حاکم اُن کا بھائی یُوسف تھا جس سے اُنھوں نے حسد رکھا اور جس کو اُنھوں نے مار ڈالنا چاہا اور جسے آخر کار اُنھوں نے غلام کی طرح بیچ ڈالا تھا! جو بدسلوکی اُنھوں نے اُس کے ساتھ کی تھی، وہ سب اُن کو یاد آگئی۔ اُن کو یہ بھی یاد آگیا کہ ہم نے اُس کے خوابوں کی کیسی تحقیر کی تھی اور کیسے اُن کی تکمیل کو روکنے کے جدّوجہد کی تھی۔ تاہم اُن خوابوں کی تکمیل میں ہم نے اپنے حِصّے کو ادا کیا اور اب جو ہم پُورے طور پر اُس کے قبضہ میں ہیں تو وہ بلا شک وشبہ اُس بدسلوکی کا انتقام ہم سے لے گا جو ہم نے اس کے ساتھ کی تھی۔

اُن کی پریشانی کو دیکھ کر یُوسف نے پیار سے کہا "ذرا نزدیک آجاؤ اور وہ نزدیک آئے تب اُس نے کہا۔ مَیں تمھارا بھائی یُوسف ہوں جس کو تم نے بیچ کر مصر پہنچوایا اور اِس بات سے کہ تم نے مجھے بیچ کر یہاں پہنچوایا نہ تو غمگین ہو اور نہ اپنے اپنے دِل میں پریشان ہو کیونکہ خُدا نے جانوں کو بچانے کے لیے مجھے تم سے آگے بھیجا۔" (پیدائش ۴۵: ۴، ۵)۔ یہ محسوس کرتے ہُوئے کہ اُس ظلم وستم کی جو اُنھوں نے اُس سے کیا تھا اُنھیں کافی سزا مل چکی ہے، اُس نے نہایت شریفانہ انداز میں اُن کے خوف و ہراس کو دُور کرنے اور اُن کی اُس ملامت کی تلخی کو کم کرنے کی کوشش کی جو وہ اپنے آپ پر کر رہے تھے۔

اپنا بیان جاری رکھتے ہُوئے یُوسف نے کہا کہ "اب دو برس سے مُلک میں کال ہے اور ابھی پانچ برس اور ایسے ہیں کہ جن میں نہ تو ہل چلے گا اور نہ فصل کٹے گی۔ اور خُدا نے مجھ کو تمھارے آگے بھیجا تاکہ تمھارا بقیّہ زمین پر سلامت رکھے اور تم کو بڑی

رہائی کے وسیلہ سے زندہ رکھے۔ پس تم نے نہیں بلکہ خُدا نے مجھے یہاں بھیجا اور اُس نے مُجھ کو گویا فرعون کا باپ اور اُس کے سارے گھرانے کا خُداوند اور سارے ملکِ مصر کا حاکم بنایا۔ سو تم جلدی میرے باپ کے پاس جاکر اُس سے کہو تیرا بیٹا یُوسف یوں کہتا ہے کہ خُدا نے مجھ کو سارے مصر کا مالک کر دیا ہے۔ تو میرے پاس چلا آ، دیر نہ کر۔ تو جشن کے علاقہ میں رہنا اور تُو اور تیرے بیٹے اور تیرے پوتے اور تیری بھیڑ بکریاں اور گائے بیل اور تیرا مال و متاع یہ سب میرے نزدیک ہوں گے اور وہیں مَیں تیری پرورش کرونگا۔ تا نہ ہو کہ تجھ کو اور تیرے گھرانے اور تیرے مال و متاع کو مفلسی آ دبائے کیونکہ کال کے ابھی پانچ برس اَور ہیں۔ اور دیکھو تمہاری آنکھیں اور میرے بھائی بنیمین کی آنکھیں دیکھتی ہیں کہ خود میرے مُنہ سے یہ باتیں ہو رہی ہیں؟ (پیدائش ۴۵: ۶-۱۲)۔" اور وہ اپنے بھائی بنیمین کے گلے لگ کر رویا اور بنیمین بھی اُس کے گلے لگ کر رویا اور اُس نے سب بھائیوں کو چُوما اور اُن سے مل کر رویا۔ اِس کے بعد اُس کے بھائی اُس سے باتیں کرنے لگے۔" (پیدائش ۴۵: ۱۳-۱۵) اُنھوں نے عاجزی سے اپنے گناہ کا اِقرار کیا اور معافی کے لیے اُس سے اِلتماس کی۔ وہ مُدت تک فکر و افسوس کی حالت میں رہے تھے اور اب اُن کو خوشی ہوئی کہ وہ اب تک زندہ ہے۔

اِس سارے ماجرے کی خبر فوراً بادشاہ تک پہنچی، جس نے یُوسف کی شکر گزاری ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی رضامندی کا ثبوت دیتے ہُوئے حاکم کی دعوت کی تصدیق کی جو اُس نے اپنے خاندان کو دی تھی۔ فرعون نے کہا: "ملکِ مصر کی سب اچھی چیزیں تمہارے لیے ہیں۔" بھائیوں کو کثرت کے ساتھ زادِ راہ، گاڑیاں اور ہر قسم کا ضروری سامان جو اُن کے خاندانوں اور اُن کے ملازمین کو مصر میں لانے کے لیے درکار تھا، دے کر روانہ کر دیا گیا۔ یُوسف نے بنیمین کو دُوسرے بھائیوں کی نسبت زیادہ قیمتی تحفے عطا کیے۔ تب یہ خیال کرتے ہُوئے کہ کہیں گھر کی طرف سفر کرتے ہُوئے اُن میں جھگڑا نہ ہو جائے، اُس نے جُدا ہونے سے پہلے اُنھیں نصیحت کی کہ "دیکھنا! کہیں راستہ میں تم جھگڑا نہ کرنا۔" (پیدائش ۴۵: ۲۴)

یعقوبؔ کے بیٹے خوشی کی خبر لے کر اپنے باپ کے پاس لوٹے کہ "یوسفؔ اب تک جیتا ہے اور وہی سارے ملکِ مصرؔ کا حاکم ہے۔" پہلے تو یہ عمر رسیدہ مردِ خدا حیران اور ششدر رہ گیا اور جو کچھ اُس نے سُنا اُس کا یقین نہ کیا لیکن جب اُس نے گاڑیوں کی لمبی قطار اور لدے ہُوئے جانوروں کو دیکھا اور جب اُس نے دیکھا کہ بنیمینؔ پھر اُس کے پاس موجود ہے، تو وہ قائل ہو گیا اور مارے خوشی کے یُوں چلّا اُٹھا کہ "یہ بس ہے کہ میرا بیٹا یُوسفؔ اب تک جیتا ہے۔ مَیں اپنے مرنے سے پیشتر جا کر اُسے دیکھ تو لُوں گا۔"
(پیدائش ۴۵ : ۲۸)

دس بھائیوں کے لیے ذلّت و رُسوائی کا ایک کام اب تک باقی تھا۔ اُنھوں نے اب اپنے باپ کے رُوبرُو اپنے دھوکا اور ظلم کا اقرار کیا جس نے اتنے سالوں سے اُن کے باپ اور خود اُن کی زندگی کو تلخ کر رکھا تھا۔ یعقوبؔ کو اُن کے ایسے قبیح گناہ کے مرتکب ہونے کا ذرا بھی شُبہ نہیں ہُوا تھا لیکن اب اُسے معلوم ہو گیا کہ اِن تمام باتوں سے خُدا نے بھلائی پیدا کی اور اُس نے اپنے قصوروار بیٹوں کو معاف کر دیا اور اُنھیں برکت دی۔

باپ اور اُس کے بیٹے مع عیال و اطفال اور مال مویشی، ریوڑوں اور کثیرُ التّعداد ملازمین کے ہمراہ مصرؔ کو چل پڑے۔ نہایت خوشی کے ساتھ وہ اپنی منزلیں طے کرتے جا رہے تھے اور بیرسبعؔ میں آ کر بزرگ یعقوبؔ نے شکرگزاری کے ذبیحے گزرانے اور خُداوند سے یہ اِلتجا کی کہ اُن کو یقین دِلائے کہ وہ اُن کے ساتھ جائے گا۔ رات کے وقت رؤیا میں خُدا کا کلام اُسے پہنچا کہ "مصرؔ میں جانے سے نہ ڈر کیونکہ مَیں وہاں تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا۔ مَیں تیرے ساتھ مصرؔ کو جاؤں گا اور پھر تجھے ضرور لَوٹا بھی لاؤں گا۔" (پیدائش ۴۶ : ۳، ۴)

یہ یقین نہایت اہم تھا کہ "مصرؔ میں جانے سے نہ ڈر کیونکہ مَیں وہاں تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا۔" ابرہامؔ سے وعدہ کیا گیا تھا کہ تیری اَولاد ستاروں کی طرح شُمار میں ہوگی لیکن اب تک خُدا کے برگزیدہ لوگوں کا شُمار آہستہ آہستہ بڑھا تھا اور کنعانؔ کی

سرزمین میں اس بڑی قوم کی ترقی کے وسائل نہ تھے جس کے متعلق یہ پیشین گوئی کی گئی تھی۔ اُس ملک پر طاقتور بُت پرست اقوام کا قبضہ تھا جنھیں "چوتھی پُشت" سے پہلے اُس ملک سے خارج نہیں کیا جاتا تھا۔ اگر اسرائیل کی اولاد کو اُسی ملک میں ایک بڑی قوم بننا تھا تو اِس غرض کے لیے یا تو اُنھیں ملک کے باشندوں کو خارج کرنا تھا یا اپنے آپ کو ان میں خلط ملط کرنا تھا۔ انتظامِ الٰہی کے مطابق وہ اوّلُ الذکر بات پر عمل نہیں کر سکتے تھے اور اگر وہ کنعانیوں سے ہل مِل جائیں تو یہ خطرہ تھا کہ اُنھیں بُت پرستی میں ورغلا لیا جائیگا۔ البتّہ مصر میں وہ تمام حالات پائے جاتے تھے جو خُداوند کے مقصد کی تکمیل کے لیے ضروری تھے۔ وہاں ملک کا ایک زرخیز اور سیراب حصّہ اُن کے لیے موجُود تھا جو اُن کے شمار کو سُرعت کے ساتھ بڑھاتے کے لیے ہر لحاظ سے مناسب اور مفید تھا۔ اور اپنے پیشہ کے سبب سے مصر میں جس نفرت کا اُنھیں سامنا کرنا تھا، "اس لیے کہ مصریوں کو چرواہوں سے نفرت ہے۔" اُس کی وجہ سے وہ الگ تھلگ اور ایک جُدا قوم کی حیثیت سے رہنے کو تھے تاکہ اِس طرح وہ مصر کی بُت پرستی میں مبتلا ہونے سے بچے رہیں۔

مصر میں پہنچ کر یہ گروہ سیدھا جشن کی سرزمین میں گیا۔ یُوسف اپنے شاہی رتھ میں سوار ہو کر شاہانہ جلوس کے ساتھ وہاں پہنچا۔ وہ اپنی شان وشوکت اور اپنے درجے کی عظمت کو بھُول گیا۔ اُس کے دل میں فقط ایک ہی خیال موجزن تھا۔ ایک ہی آرزو اُس کے دل کو بیتاب کر رہی تھی۔ جب اُس نے مسافروں کو قریب آتے دیکھا تو وہ محبّت جس کے اشتیاق کی شدّت کو بہت سالوں سے دبایا گیا تھا، بے قابُو ہو گئی۔ وہ اپنے رتھ سے کُود پڑا اور جلدی سے اپنے باپ کو خوش آمدید کہنے کے لیے آگے بڑھا "اور اُس کے گلے سے لپٹ گیا اور وہیں لپٹا ہؤا دیر تک روتا رہا۔ تب اسرائیل نے یُوسف سے کہا اب چاہے میں مر جاؤں کیونکہ تیرا مُنہ دیکھ چُکا کہ تُو ابھی جیتا ہے۔" (پیدائش ۴۶: ۳۰)

یُوسف نے اپنے بھائیوں میں سے پانچ کو فرعون کے حضُور پیش کیا تاکہ اُس سے اُن کی آبادکاری کے لیے زمین کا عطیّہ حاصل کرے۔ اپنے وزیرِ اعظم کی شُکرگزاری کے لیے

فرعوؔن اُنھیں سلطنت کے بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کر دیتا، لیکن یُوسفؔ نے یہوؔواہ کی پرستش کی وفاداری کا ثبُوت دیتے ہُوئے، اپنے بھائیوں کو اُن تمام آزمائشوں سے بچانے کی کوشش کی جو اُن پر بُت پرست دربار میں آسکتی تھیں۔ اِس لیے اُس نے اُنھیں مشورہ دیا کہ جب بادشاہ تم سے تمھارا پیشہ دریافت کرے تو تم اُسے صفائی سے اپنا پیشہ بتانا۔ یعقوبؔ کے بیٹوں نے اِس نصیحت پر عمل کیا اور اُنھوں نے احتیاطاً یہ بھی بتا دیا کہ ہم اِس ملک میں مُسافرانہ طور پر رہنے آئے ہیں نہ کہ مُستقل رہائش اختیار کرنے کے لیے۔ یُوں اُنھیں یہ حق حاصل تھا کہ وہ جب چاہیں اپنے ملک کو واپس لَوٹ سکتے ہیں۔ بادشاہ نے اُنھیں رہنے کے لیے زمین دے دی یعنی جشنؔ کا علاقہ جو" اچھے سے اچھا علاقہ" تھا۔

مِصرؔ میں پہنچنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یُوسفؔ اپنے باپ کو فرعوؔن کے حضُور لایا۔ شاہی دربار میں یہ آبائی بزرگ اجنبی تھا لیکن قطرت کے خوبصورت مناظر میں وہ فرعوؔن سے بھی طاقتور بادشاہ یعنی خُدا سے مُلاقات کر چُکا تھا اور اب احساسِ برتری کے ساتھ اُس نے ہاتھ اُٹھا کر فرعوؔن کو برکت دی۔

یُوسفؔ سے پہلی مرتبہ مُلاقات کرتے وقت یعقوبؔ نے یہ کہا تھا کہ طویل رنج و غم کا خاتمہ خوشی اور مُسرّت کے ساتھ ہوا اور مَیں اب مرنے کو تیار ہوں لیکن اُسے جشنؔ کی زمین میں امن و چین سے زندگی بسر کرنے کے لیے سترؔہ سال کا مزید عرصہ عطا کیا گیا۔ ماقبل برسوں کی نسبت یہ برس خوشی اور مُسرّت سے بھرے ہُوئے تھے۔ اُس نے اپنے بیٹوں میں سچّی توبہ کے آثار دیکھے اور اُس نے یہ بھی دیکھا کہ اُس کا خاندان ایسے حالات سے محصُور تھا جو اُسے ایک بہت بڑی قوم بنانے کے لیے ضروری تھے اور اُس نے ایمان سے اُس وعدہ پر یقین کیا کہ وہ ضرور ایک دن ملکِ کنعاؔن میں جا کر آباد ہوں گے۔ وہ خود بھی ان تمام اِحسانات اور محبّت سے محصُور تھا جو مصرؔ کا وزیرِ اعظم اس پر نچھاور کر سکتا تھا اور اپنے مُدّت سے گم شُدہ بیٹے کی صُحبت میں پُرمسرّت زندگی بسر کر کے آخرکار یعقوبؔ نہایت اِطمینان اور آرام کے ساتھ رحلت کر گیا۔

جب یعقوبؔ نے دیکھا کہ اُس کے مرنے کا وقت قریب آ گیا تو اُس نے یوسفؔ

کو بُلوایا۔ اب تک ملکِ کنعان پر قبضہ کرنے کے متعلق خُدا کے وعدہ پر بھروسہ رکھتے ہُوئے اُس نے کہا" دیکھ مہربانی اور صداقت سے میرے ساتھ پیش آنا۔ مجھ کو مصر میں دفن نہ کرنا۔ بلکہ جب مَیں اپنے باپ دادا کے ساتھ سو جاؤں تو مجھے مصر سے لے جا کر اُن کے قبرستان میں دفن کرنا۔" (پیدائش ۴۷: ۲۹، ۳۱) یُوسف نے وعدہ کیا کہ وہ اَیسا ہی کرے گا۔ لیکن یعقوب کو اطمینان نہ ہوُا۔ اُس نے اُس سے سنجیدہ قسم لی کہ وہ مکفیلہ کے غار میں اُس کے باپ دادا کے ساتھ اُسے دفن کرے گا۔

ایک اَور بات قابلِ توجّہ تھی کہ یُوسف کے بیٹوں کو باقاعدہ طور پر بنی اسرائیل میں شمار کیا جاتے۔ جب یُوسف اپنے باپ کے ساتھ آخری ملاقات کے لیے آیا تو وہ اپنے ساتھ افرائیم اور منسّی کو بھی لایا۔ یہ نوجوان اپنی والدہ کے رشتے کے باعث مصر کے کاہنوں کے اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اُن کے باپ کے اعلیٰ منصب کے سبب سے دولت و شہرت کے دروازے اُن کے لیے کُھلے تھے۔ بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو مصریوں کے ساتھ شامل کر دیتے۔ لیکن یُوسف کی خواہش یہ تھی کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اُس نے اپنا ایمان عہد کے ذریعہ کیے ہُوئے وعدہ پر رکھا اور اپنے بیٹوں کی خاطر اُس جاہ و جلال کو ترک کرتے ہُوئے، جو مصر کے دربار میں اُنھیں حاصل ہو سکتا تھا، حقیر چرواہوں کی قوم میں شامل ہونا پسند کیا، جس کی سپُردگی میں خُدا کا کلام دیا گیا تھا۔

یعقوب نے کہا" سو تیرے دونوں بیٹے جو ملکِ مصر میں میرے آنے سے پہلے پیدا ہوئے میرے ہیں یعنی روبن اور شمعون کی طرح افرائیم اور منسّی بھی میرے ہی ہونگے۔" (پیدائش ۴۸: ۵) اُن کو اُس نے متبنّٰے بنا لیا اور وہ الگ الگ دو فرقوں کے سردار بننے کو تھے۔ یُوں پہلوٹھے ہونے کا حق جو روبن سے چِھن گیا تھا، وہ یُوسف کو عطا ہوا یعنی اسرائیل میں دو چند حصّہ۔

یعقوب کی آنکھیں بڑھاپے کے سبب سے دُھندلا گئی تھیں اور وہ اُن دونوں نوجوانوں کی موجُودگی سے بے خبر تھا۔ لیکن دُھندلی سی نظر ڈالتے ہُوئے دریافت کیا" یہ کون ہیں؟"

جب اُسے بتایا گیا تو اُس نے کہا" اِن کو ذرا میرے پاس لا۔ مَیں اِن کو برکت دُوں گا۔" (پیدائش ۴۸ : ۸-۱۰) جب وہ نزدیک آئے تو اِس آبائی بزرگ نے اُن کو چُوم کر گلے لگا لیا اور نہایت سنجیدگی سے برکت دینے کے لیے اپنے ہاتھ اُن کے سر پر رکھے اور یہ دُعا کی کہ" خُدا جس کے سامنے میرے باپ ابرہام اور اضحاق نے اپنا دَور پورا کیا۔ وہ خُدا جس نے ساری عمر آج کے دن تک میری پاسبانی کی اور وہ فرشتہ جس نے مجھے سب بلاؤں سے بچایا، اِن لڑکوں کو برکت دے۔" (پیدائش ۴۸ : ۱۱-۲۲) اب اُس میں خود اعتمادی کی رُوح پائی نہیں جاتی تھی، اب اُس کا سہارا انسانی قوّت یا ہوشیاری پر نہ تھا۔ خُدا اُس کا محافظ اور مددگار رہا تھا۔ زمانۂ ماضی کے بُرے ایّام کی کوئی شکایت اُس کے لبوں پر نہ تھی۔ گُزرے دنوں کی آزمائشوں اور رنج والم کو اب وہ اپنے "خلاف" خیال نہ کرتا تھا۔ اُس کی یادداشت میں فقط خُدا کا رحم اور اُس کی شفقت ہی نمایاں نظر آتی تھی جو اُس کی زندگی کی مُسافرت کے سارے ایّام میں اُس کے ساتھ رہا تھا۔

برکت دے چکنے کے بعد یعقوب نے اپنے بیٹے کو یقین دِلایا، جو آیندہ پُشتوں کے لیے اور غلامی اور غم کی طویل مُدّت کے دَوران میں اُس کے ایمان کی گواہی کے لیے بطور یادگار رہنے کو تھا کہ" مَیں تو مرتا ہوں لیکن خُدا تمھارے ساتھ ہوگا اور تم کو پھر تمھارے باپ دادا کے ملک میں لے جائے گا۔" (پیدائش ۴۸ : ۲۱)

آخر کار یعقوب کے سب بیٹے اُس کے بسترِ مرگ کے پاس جمع ہو گئے اور یعقوب نے اپنے بیٹوں کو بُلوایا اور کہا:" اَے یعقوب کے بیٹو! جمع ہو کر سُنو اور اپنے باپ اِسرائیل کی طرف کان لگاؤ۔" " تاکہ مَیں تم کو بتاؤں کہ آخری دِنوں میں تم پر کیا کیا گزریگا۔" (پیدائش ۴۹ : ۱، ۲) یعقوب اکثر فکرمندی کے ساتھ اپنے بیٹوں کے مُستقبل کا خیال کیا کرتا تھا اور مختلف فرقوں کی تاریخ کا نقشہ اپنے دِل میں جمانے کی کوشش کیا کرتا تھا اور اب جبکہ اُس کے بیٹے آخری برکت حاصل کرنے کے لیے جمع تھے تو اِلہام کی رُوح اُس پر نازل ہوئی اور نبیانہ رُویا میں اُس کے آگے اُس کی اَولاد کا مُستقبل مُنکشف ہو گیا۔ یکے بعد دیگرے اُس کے بیٹوں کے نام لیے گئے۔ ہر ایک کی سیرت کا بیان کیا

کیا اور ہر ایک کی آیندہ تاریخ کا خاکہ مختصر طور پر کھینچا گیا:-

"اَے رُوبِن! تو میرا پہلوٹھا میری قوّت اور میری شہزوری کا پہلا پھل ہے۔ تُو میرے رُعب اور میری طاقت کی شان ہے۔" (پیدائش ۴۹: ۳)

یُوں باپ نے بیان کیا کہ پہلوٹھا ہونے کی حیثیت سے رُوبِن کا کیسا اعلیٰ درجہ ہو سکتا تھا لیکن غدر میں قبیح گناہ کا مُرتکب ہونے کی وجہ سے وہ پہلوٹھا ہونے کے حق کی برکات سے محرُوم ہو گیا۔ یعقُوب نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہُوئے کہا۔ "تُو پانی کی طرح بے ثبات ہے اِس لیے تجھے فضیلت نہیں ملے گی۔"

کہانت لاوی کے حصّہ میں آئی سلطنت اور خُداوند مسیح کا وعدہ یہوداہ سے ہُوا اور میراث کا دوہرا حصّہ یُوسف کو ملا۔ رُوبِن کے قبیلہ کو بنی اسرائیل میں کبھی شُہرت حاصل نہ ہوئی اور نہ ہی اُن کا شمار یہوداہ، یوسف یا دان کے برابر ہُوا اور جو قبیلے سب سے پہلے اسیری میں گئے اُن میں رُوبِن کا قبیلہ بھی شامل تھا۔

عمر کے اعتبار سے رُوبِن کے بعد شمعُون اور لاوی آتے تھے۔ اہلِ سِکم کے خلاف ظُلم میں یہ دونوں مُتّحد تھے اور یُوسف کو فروخت کرنے میں بھی اُنھیں کا سب سے زیادہ قصور تھا۔ اُن کی نسبت یہ بتایا گیا کہ "مَیں اُنھیں یعقُوب میں الگ الگ اور اسرائیل میں پراگندہ کر دوں گا۔"

کنعان میں داخل ہونے سے بیشتر اسرائیل کے شمار کیے جانے کے وقت شمعُون کا فرقہ سب سے چھوٹا تھا۔ مُوسیٰ نے اپنی آخری برکت میں شمعُون کا قطعاً ذکر نہیں کیا۔ کنعان میں آباد ہونے کے وقت اِس قبیلہ کو یہوداہ کی میراث میں سے فقط تھوڑا سا حصّہ ملا اور اِس قبیلہ کے جو خاندان بعد میں طاقتور ہو گئے اُنھوں نے مختلف بستیاں آباد کر لیں اور ارضِ مُقدّس کی حدُود کے باہر بس گئے۔ لاوی کو بھی کچھ میراث نہ ملی سوائے اُن اڑتالیس شہروں کے جو مُلکِ کنعان میں جا بجا پائے جاتے تھے۔ لیکن اِس قبیلہ نے چونکہ یہوداہ سے وفاداری کا ثبُوت دیا تھا جبکہ دُوسرے قبیلے برگشتہ ہو گئے تھے، اِس لیے وہ مَقدِس کی خدمات کے لیے مقرر ہوئے اور

اُن کی لعنت برکت میں بدل گئی۔
پہلوٹھا ہونے کی سب سے اعلیٰ برکات یہوداہ کے خاندان میں مُنتقل ہوگئیں۔ یہوداہ کے معنی ستائش کے ہیں اور اُس کی تشریح اِس قبیلہ کی نبیانہ تاریخ میں پائی جاتی ہے:۔

"اے یہوداہ! تیرے بھائی تیری مدح کریں گے۔
تیرا ہاتھ تیرے دُشمنوں کی گردن پر ہوگا۔
تیرے باپ کی اَولاد تیرے آگے سرنگوں ہوگی۔
یہوداہ شیر ببر کا بچّہ ہے۔
اَے میرے بیٹے! تو شکار مار کر چل دیا ہے۔
وہ شیر ببر بلکہ شیرنی کی طرح دبک کر بیٹھ گیا۔ کون اُسے چھیڑے؟
یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی
اور نہ اُس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔
جب تک شیلوہ نہ آئے
اور قومیں اُس کی مُطیع ہوں گی۔"

شیر ببر جو جنگل کا بادشاہ ہے اِس قبیلہ کا مناسب نشان ہے۔ اِس قبیلہ میں سے داؤد پیدا ہؤا اور پھر ابنِ داؤد۔ شیلوہ، یہوداہ کے قبیلہ کا حقیقی شیر ببر، جس کے آگے آخر کار ساری حکومتیں سر جُھکائیں گی اور جسے ساری قومیں سجدہ کریں گی۔
اپنے بیشتر بیٹوں کے لیے یعقوب نے شاندار مُستقبل پیش کیا۔ آخر کار یُوسف کا نام آیا اور جب باپ اُس بیٹے کو برکت دینے لگا "جو اپنے بھائیوں سے جُدا ہؤا" تو اُس کا دِل اُچھلنے لگا:۔

"یُوسف ایک پھل دار پَودا ہے۔
اَیسا پھلدار پودا جو پانی کے چشمہ کے پاس لگا ہؤا ہو۔
اور اُس کی شاخیں دیوار پر پھیل گئی ہوں۔

تیر اندازوں نے اسے بہت چھیڑا
اور مارا اور ستایا ہے
لیکن اُس کی کمان مضبُوط رہی
اور اُس کے ہاتھوں اور بازوؤں نے
یعقوبؔ کے قادر سے قوّت پائی
(وہیں سے وہ چرواہا اُٹھا ہے جو اسرائیل کی چٹان ہے)
یہ تیرے باپ کے خُدا کا کام ہے جو تیری مدد کرے گا۔
اُسی قادرِ مُطلق کا کام
جو اُوپر سے آسمان کی برکتیں
اور نیچے سے گہرے سمندر کی برکتیں
اور چھاتیوں اور رحموں کی برکتیں عطا کرے گا۔
تیرے باپ کی برکتیں
میرے باپ دادا کی برکتوں سے کہیں زیادہ ہیں
اور قدیم پہاڑوں کی انتہا تک پہنچی ہیں۔
وہ یُوسفؔ کے سر بلکہ اُس کے سر کی چاندی پر
جو اپنے بھائیوں سے جُدا ہُوا نازل ہوں گی "
یعقوبؔ ہمیشہ گہری اور بشدّت محبّت کرنے والا تھا۔ جو محبّت اُسے اپنے بیٹوں سے تھی وہ بہت مضبُوط اور گہری تھی اور مرتے وقت جو شہادت اُس نے دی طرفداری یا ناراضگی کے سبب سے نہ تھی۔ اُس نے اُن سب کو معاف کر دیا تھا اور وہ اُن سے آخر تک محبّت کرتا رہا۔ اُس کی پدرانہ شفقت کا اظہار فقط ہمّت افزا اور پُر امید الفاظ ہی میں ہو سکتا تھا، لیکن خُدا کی قُدرت اُس پر نازل ہوئی اور الہام کی رُوح کی تاثیر سے مجبُور ہو کر اُسے وہی کچھ کہنا تھا جو حق تھا خواہ وہ کتنا ہی رنج دِہ کیوں نہ ہوتا۔

جب یعقوبؔ آخری برکتیں دے چکا تو اُس نے اپنے دفن سے متعلقہ حکم کو دُہرایا "میں اپنے لوگوں میں شامل ہونے پر ہوں۔ مجھے میرے باپ دادا کے پاس اُس مغارہ میں... جو مکفیلہؔ کے کھیت میں ہے دفن کرنا؛" وہاں اُنھوں نے ابرہامؔ کو اور اُس کی بیوی سارہؔ کو دفن کیا۔ وہیں اُنھوں نے اِضحاقؔ اور اُس کی بیوی ربقہؔ کو دفن کیا اور وہیں میں نے بھی لیاؔہ کو دفن کیا۔" (پیدائش ۴۹: ۲۹: ۳۱) یُوں اُس کی زندگی کا آخری کام خُدا کے وعدہ پر اُس کے اِیمان کا اظہار تھا۔

یعقوبؔ کے آخری سال گویا دُکھ و مُصیبت اور ماندگی سے پُر دِن کے بعد اطمینان اور آرام کی شام لاتے۔ اُس کی راہ میں کالی گھٹاؤں کے بادل چھاتے رہے تاہم اُس کا غروبِ آفتاب دَرخشاں تھا اور آسمانی شعاعوں نے اُس کی زندگی کے آخری گھنٹوں کو منوّر کیا۔ کلامِ مقدّس میں لکھا ہے کہ "شام کے وقت روشنی ہوگی۔" (زکریاہ ۱۴: ۷) "کامل آدمی پر نگاہ کر اور راست باز کو دیکھ کیونکہ صُلح دوست آدمی کے لیے اجر ہے۔" (زبُور ۳۷: ۳۷)

یعقوبؔ نے گناہ کیا تھا اور سخت دُکھ اُٹھایا تھا۔ جس دن سے کہ اُسے ایک بڑے گناہ کا مُرتکب ہو کر اپنے باپ کے خیموں سے بھاگنا پڑا، اُس دِن سے لے کر کئی سالوں تک محنت، فکر اور غم اُس کے گلے کا ہار بنے رہے۔ وہ ایک بے گھر مفرور، اپنی ماں سے جُدا تھا جسے اُس نے پھر کبھی نہ دیکھا۔ اُس نے سات برس تک اُس کے لیے محنت کی جس سے اُسے محبّت تھی لیکن اُس کے بدلے میں سراسر دھوکہ کھایا۔ بیس سال تک اُس نے اپنے لالچی اور غاصب رشتہ دار کی خدمت کی۔ اُس نے اپنی دولت اور مال ومتاع کی فراوانی اور اپنے لڑکوں کو جوان ہوتے ہُوئے دیکھا لیکن خاندانی جھگڑوں اور نفاق کے باعث اِس سے بھی اُسے خوشی حاصل نہ ہوئی۔ اپنی لڑکی کی بے حُرمتی، اُس کے بھائیوں کے اِنتقام، راخلؔ کی مَوت کا صدمہ، روبنؔ کے غیر فطری جُرم، یہوداہؔ کے گناہ، یُوسفؔ کے خلاف ظلم، دھوکہ اور حسد کے اظہار سے وہ پریشان ہُوا۔ گُناہوں کی یہ کیسی لمبی اور تاریک فہرست ہے! بار بار اُسے اپنے پہلے گناہ کا خمیازہ بھُگتنا پڑا۔ بار بار اُسے اپنے بیٹوں کی زندگیوں میں وہی گُناہ نظر آئے جن کا وہ خود مُرتکب تھا۔ لیکن حالانکہ اُس کی تربیت بڑی تلخ

تھی تو بھی وہ بے سُود ثابت نہ ہوئی۔ حالانکہ اُس کی تنبیہ سخت تھی۔ تاہم اُس سے "چین کے ساتھ راستبازی کا پھل پیدا ہُوا۔" (عبرانیوں ۱۲: ۱۱)

اِلہامی کلام نے وفاداری سے خُدا کے اُن نیک بندوں کی کمزوریوں کو قلمبند کیا ہے جن پر خاص طور پر خُدا کی نظرِ عنایت ہوئی۔ دراصل اُن کی کمزوریاں اُن کی نیکیوں کی نسبت نمایاں طور پر پیش کی گئی ہیں۔ یہ بات بہت سے لوگوں کے لیے حیرانی کا باعث ہوئی ہے اور اِس کی وجہ سے بہت سے مُلحدوں کو بائبل مُقدّس کے خلاف کُفر بکنے کا موقع مِلا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ پاک نوشتوں کی صداقت کے سب سے بڑے ثبُوتوں میں سے ایک زبردست ثبُوت ہے کہ حقائق کو چھُپانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی بزرگوں کے گناہوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اِنسانی ذہن تعصّب کے ایسے ماتحت ہیں جس کی وجہ سے اِنسانی تواریخ کا طرفداری سے پاک ہونا بالکل ناممکن ہے۔ اگر بائبل مقدّس کے لِکھنے والے اِلہام سے خالی ہوتے تو وہ معزّز افراد کی سیرت کا بیان خوشامد آمیز الفاظ میں کرتے۔ لیکن موجودہ صُورت میں اُن کے تجربات کا بیان بالکل صحیح ہے۔

وہ لوگ جن پر خُدا کی خاص طور پر نظرِ عنایت تھی اور جنھیں اُس نے بڑی بڑی ذمّہ داریاں سونپی ہوئی تھیں، بعض اوقات آزمائش سے مغلُوب ہو کر گناہ میں گر جاتے تھے جیسے کہ آج کل ہم بھی جدوجہد کرتے، لڑکھڑاتے اور اکثر غلطی کرتے ہیں۔ اُن کی زندگیاں جو کئی ایک نقائص اور نادانیوں سے بھری ہوئی تھیں، ہمارے سامنے ہیں، اور وہ ہماری حوصلہ افزائی اور ہماری آگاہی کے لیے ہیں۔ اگر اُنھیں بے عیب پیش کیا جاتا تو ممکن ہے کہ ہم اپنی گناہ بھری سیرت کے باعث اور اپنی خطاؤں اور کمزوریوں کی وجہ سے سخت مایُوس ہو جاتے۔ لیکن یہ دیکھتے ہُوئے کہ اَوروں نے پست ہمّتی کے باوجود ہماری طرح کیسے جدّوجہد کی، اور وہ ہماری طرح آزمائش میں کیسے مغلُوب ہو گئے، تاہم خُدا کے فضل سے پھر ہمّت اور حوصلہ کر کے فتح مند ہُوئے تو راستبازی کے لیے جانفشانی کرنے میں ہمیں بھی ہمّت اور دلیری حاصل ہوتی ہے۔ جیسے اُنھوں نے بعض اَوقات مغلُوب ہونے کے

باوجود بھی دوبارہ ہمت باندھی اور خُدا نے اُنھیں برکت بخشی، ویسے ہی ہم بھی مسیح یسوع کی طاقت و قوّت سے غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس کے برعکس اُن کی زندگیوں کا احوال ہمارے لیے آگاہی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خُدا مجرم کو ہرگز ہرگز بری نہ ٹھہرائے گا۔ وہ اپنے منظُورِ نظر بندوں کی زندگیوں میں گُناہ کو دیکھ کر اُن کی نسبت جنھیں کم روشنی اور ذمّہ داری سونپی گئی ہے، اُن سے زیادہ سختی سے سُلوک روا رکھتا ہے۔

یعقوب کی تجہیز و تکفین کے بعد یُوسف کے بھائیوں کے دِل پھر خَوف و ہراس سے بھر گئے۔ اُس کی مہربانیوں کے باوجود اپنے ارتکابِ جُرم کی وجہ سے اُن کے دِلوں میں بے اعتقادی اور شک و شُبہات پیدا ہونے لگے۔ ممکن ہے کہ باپ کی تعظیم کے خیال سے یُوسف نے ہم سے اب تک اِنتقام نہیں لیا لیکن اب تو وہ اُن کے جُرم کی سزا، جس میں اب تک تاخیر ہوتی رہی، ضرور ہی ہمیں دے گا۔ اُنھوں نے شخصی طور سے اُس کے سامنے حاضر ہونے کی جراَت نہ کی بلکہ یہ کہلا بھیجا کہ "تیرے باپ نے اپنے مرنے سے آگے یہ حکم کیا تھا کہ تم یُوسف سے کہنا کہ اپنے بھائیوں کی خطا اور اُن کا گناہ اب بخش دے۔ کیونکہ اُنھوں نے تجھ سے بدی کی سو اَب تُو اپنے باپ کے خُدا کے بندوں کی خطا بخش دے۔" (پیدائش ۵۰: ۱۶-۱۷) یُوسف اُن کی یہ باتیں سُن کر رو دیا۔ اِس سے ہمت حاصل کر کے اُس کے بھائی یُوسف کے پاس خود بھی آئے اور اُس کے سامنے جا کر اپنے سر ٹیک دیئے اور کہنے لگے "دیکھ ہم تیرے خادم ہیں۔" یُوسف کی محبّت اپنے بھائیوں کے لیے بے غرض اور گہری تھی اور اُس کے دِل کو یہ سوچ کر بہت زیادہ صدمہ پہنچا کہ اُس کے بھائی یہ سوچیں کہ اُس میں اِنتقام کی رُوح پائی جاتی ہے۔ اُس نے اُن سے کہا "مت ڈرو۔ کیا مَیں خُدا کی جگہ پر ہوں؟ تم نے تو مجھ سے بدی کرنے کا اِرادہ کیا تھا لیکن خُدا نے اُسی سے نیکی کا قصد کیا تا کہ بہت سے لوگوں کی جان بچائے چنانچہ آج کے دِن ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اِس لیے تم مت ڈرو۔ مَیں تمھاری اور تمھارے بال بچّوں کی پرورش کرتا رہوں گا۔" (پیدائش ۵۰: ۱۸-۲۱)

یُوسؔف کی زندگی مسیح یسُوع کی زندگی کے مُشابہ ہے۔ حسد کی وجہ سے یُوسؔف کے بھائیوں نے اُسے ایک غلام کی حیثیت سے بیچ ڈالا۔ اُن کی تجویز یہ تھی کہ وہ اُسے اپنے سے زیادہ سرفراز نہ ہونے دیں گے اور جب وہ مصرؔ میں لے جایا گیا تو وہ یہ خیال کرکے بہت خوش ہُوئے کہ اب اُس کے خوابوں کی وجہ سے ہمیں تکلیف نہیں اُٹھانا پڑے گی۔ نیز یہ کہ ہم نے اُس کے خوابوں کی تکمیل کا ہر ممکن طریقہ سے سدِباب کر دیا ہے۔ لیکن خُدا نے اُن کی تجویزوں کو اُس واقعہ کو معرضِ وجُود میں لانے کے لیے اِستعمال کیا جسے وہ روکنا چاہتے تھے۔ اِسی طرح یہودی کاہن اور بزرگ مسیح خُداوند سے حسد رکھتے تھے کیونکہ وہ ڈرتے تھے کہ وہ لوگوں کی توجہ اُن کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف راغب کر لے گا۔ اُنھوں نے اُسے مصلُوب کر دیا تاکہ اُسے بادشاہ نہ بننے دیں لیکن ایسا کرنے سے اُنھوں نے عین اُسی مقصد کو پُورا کیا۔

یُوسؔف مصرؔ میں غلام بن جانے کے باعث اپنے باپ کے خاندان کی جانوں کو بچانے والا بن گیا تو بھی اِس حقیقت سے اُس کے بھائیوں کے جُرم میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ اِسی طرح مسیح خُداوند اپنے دُشمنوں کے ذریعہ مصلُوب کیے جانے کے باعث نسلِ انسانی کا مخلصی دینے والا، گری ہوئی نسلِ آدم کا نجات دہندہ اور ساری دُنیا کا حکمران بن گیا۔ لیکن اگر خُدا اپنی قُدرت سے اِس سارے انتظامِ الٰہی کو اپنے جلال اور انسان کی بھلائی کے لیے استعمال نہ کرتا، تو بھی مسیح خُداوند کے مصلُوب کرنے والوں کا جُرم اِتنا ہی سنگین ہوتا۔

جس طرح یُوسؔف اپنے بھائیوں کے ذریعہ بُت پرستوں کے ہاتھ بیچا گیا، اِسی طرح مسیح خُداوند بھی اپنے ایک شاگرد کے ذریعہ اپنے دُشمنوں کے ہاتھ بیچ دیا گیا۔ یُوسؔف کو ناحق مُجرم قرار دے کر نیک خُوبیوں کا حامل ہونے کے باعث قید خانہ میں ڈال دیا گیا، اِسی طرح مسیح خُداوند کو بھی حقیر اور رد کیا ہُوا سمجھا گیا، کیونکہ اُس کی راست بازاور خود اِنکار زندگی گُناہ پر ملامت کرتی تھی اور حالانکہ اُس میں کوئی جُرم نہ پایا گیا تو بھی جھُوٹے گواہوں کی شہادت پر اُس پر فتوےٰ لگایا گیا۔ اور ظلم اور بے اِنصافی کے باوجود یُوسؔف

کا صبر اور حلیمی، اپنے ظالم بھائیوں کے ساتھ فیاضانہ اور شریفانہ سلوک اور معاف کرنے میں مستعدی، اُس تحمل اور برداشت کو ظاہر کرتی ہے جو نجات دہندہ نے بدکاروں کے ہاتھوں بدسلوکی اور ظلم اُٹھاتے وقت بلا کسی شکوہ اور شکایت کے دکھائی اور اُس کی اُس معافی کی رُوح کو بھی ظاہر کرتی ہے جو اُس نے نہ صرف اپنے مصلوب کرنے والوں کے لیے ظاہر کی بلکہ اُن سب کے لیے بھی دکھائی جو اپنے گناہوں کا اقرار کرتے اور معافی کے طلبگار ہوتے ہیں۔

یُوسف اپنے باپ کی وفات کے بعد چوّن برس تک زندہ رہا۔ "اُس نے افرائیم کی اولاد تیسری پُشت تک دیکھی اور منسّی کے بیٹے مکیر کی اولاد کو یُوسف نے اپنے گھٹنوں پر کھلایا۔" (پیدائش ۵۰: ۲۳)

اُس نے اپنی قوم کو کثرت سے پھلتے پھُولتے اور اقبالمند ہوتے دیکھا اور بنی اسرائیل کے ملکِ موعُود میں بحال کیے جانے کے متعلق خدا کے وعدہ پر اُس کا ایمان ساری عمر ہرگز نہ ڈگمگایا۔

جب اُسے معلوم ہُوا کہ اُس کا آخری وقت قریب آپہنچا ہے تو اُس نے اپنے عزیز و اقارب کو اپنے پاس بُلایا حالانکہ وہ سرزمینِ فراعنہ میں بے حد سرفراز تھا، تو بھی ملکِ مصر اُس کی نظروں میں مقامِ جلاوطنی تھا، اُس کا آخری عمل اِس بات کا شاہد تھا کہ اُس کا بخرہ بنی اِسرائیل کے ساتھ تھا۔ اُس کے آخری الفاظ یہ تھے۔ "خُدا یقیناً تم کو یاد کرے گا اور تم کو اِس ملک سے نکال کر اُس ملک میں پُہنچائے گا جس کے دینے کی قسم اُس نے ابرہام اور اضحاق اور یعقوب سے کھائی تھی۔" (پیدائش ۵۰: ۲۴) اور اُس نے بنی اسرائیل سے قسم لی کہ وہ اُس کی ہڈیوں کو اپنے ساتھ ملکِ کنعان میں لیتے جائیں۔" اور یُوسف نے ایک سو دس" برس کا ہو کر وفات پائی اور اُنھوں نے اُس کی لاش میں خُوشبو بھری اور اُسے مصر ہی میں تابوت میں رکھا۔" (پیدائش ۵۰: ۲۶) اور بعد کی مشقت سے بھرپور صدیوں میں وہ تابُوت جو یوسف کے آخری الفاظ کی یادگار تھا بنی اسرائیل کے سامنے گواہی دیتا رہا کہ وہ مصر میں فقط مسافر اور پردیسی ہیں، اور اُنھیں ملکِ موعُود پر اپنی اُمیدیں وابستہ رکھنے کی تلقین کرتا رہا کہ رہائی کا وقت یقیناً آئے گا۔

بائیسواں باب

مُوسیٰ

قحط کے دَوران میں اہالیانِ مصر نے اناج حاصل کرنے کے لیے اپنے مویشی اور اپنی زمین فرعون کے ہاتھ فروخت کر دیئے تھے اور آخر کار اپنے آپ کو دائمی غلامی میں بیچ ڈالا تھا۔ یُوسف نے عقلمندی سے اُن کی مخلصی کا اِنتظام کیا اور اُن کو شاہی کاشتکار بنا دیا تھا تاکہ وہ بادشاہ کی طرف سے زمین کی کاشت کریں اور اپنی محنت کے حاصل کا پانچواں حصہ بطور سالانہ خراج ادا کیا کریں۔

لیکن بنی یعقوب کو یہ ضرورت پیش نہ آئی کہ ایسی شرائط کے پابند بنیں۔ یُوسف نے مصری قوم کے لیے جو خدمت سر انجام دی تھی، اُس کے عوض اُنھیں نہ صرف ملک کا ایک حصہ بسنے کے لیے دیا گیا تھا بلکہ اُن کو ہر قسم کا لگان بھی معاف کر دیا گیا تھا اور جب تک کال رہا اُن کو رسد کثرت سے ملتی رہی۔ بادشاہ نے اعلانیہ اِس بات کا اقرار کیا کہ یُوسف کے خُدا کی رحیمانہ مداخلت ہی کے باعث مصر میں کثرت سے اناج موجُود تھا جبکہ دُوسری قومیں کال کے سبب سے تباہ ہو رہی تھیں اور یہ کہ یُوسف کے انتظام سے سلطنت مالا مال ہو گئی تھی اور اِس شکر گزاری کے عوض یعقوب کے سارے خاندان پر شاہی نظرِ عنایت رہی۔

لیکن اِنقضاءِ زمانہ کی وجہ سے وہ بزرگ شخص جس کا سارا ملکِ مصر اِس قدر ممنُون تھا اور وہ پُشت جو اُس کی محنت و جانفشانی سے فیضیاب ہوئی تھی، قبر میں چلے گئے۔ تب ملکِ مصر میں ایک نیا بادشاہ ہُوا جو یُوسف کو نہیں جانتا تھا" (خروج ۱: ۸) اِس کا یہ مطلب نہ تھا کہ وہ یُوسف کی خدمات سے ناواقف تھا جو اُس نے اُس کی قوم کے لیے سر انجام دی تھی، لیکن اُس نے اِن خدمات کی قدر و منزلت کرنا نہ چاہی اور حتیٰ الامکان اُنھیں عالمِ خاموشی میں دھکیل دینا چاہا" اور اُس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا،

دیکھو! اسرائیلی ہم سے زیادہ اور قوی ہو گئے ہیں۔ سو آؤ ہم اُن کے ساتھ حکمت سے پیش آئیں تا نہ ہو کہ جب وہ اَور زیادہ ہو جائیں اور اُس وقت جنگ چھڑ جائے تو وہ ہمارے دُشمنوں سے مل کر ہم سے لڑیں اور مُلک سے نکل جائیں۔" (خروج ۱: ۹-۱۰)

بنی اسرائیل کا شمار اِس وقت تک کثرت سے بڑھ گیا تھا" اور اسرائیل کی اَولاد برومند اور کثیر التعداد اور فراوان اور نہایت زور آور ہو گئی اور وہ ملک اُن سے بھر گیا" (خروج ۱: ۷) یُوسفؔ کی مربیانہ حفاظت اور پرورش اور اُس وقت کے حکمران بادشاہ کی عنایات سے وہ بہت جلد ساری سرزمین میں پھیل گئے۔ لیکن اُنھوں نے اپنے آپ کو ایک الگ تھلگ قوم کی حیثیّت سے مصریوں کے رسم و رواج یا مذہب سے الگ رکھا، اور اب اُن کے شمار کی کثرت کی وجہ سے بادشاہ اور اُس کی رعایا کے دل میں خوف و ہراس پیدا ہو گیا کہ مبادا جنگ کے وقت بنی اسرائیل مصرؔ کے دُشمنوں سے تعاون کر لیں۔ تاہم حکمتِ عملی کے پیشِ نظر وہ اُنھیں مصرؔ سے خارج کرنا بھی نہ چاہتے تھے۔ اُن میں اکثر لائق اور سمجھدار کاریگر تھے جن کے باعث قوم کی دولت میں بہت بڑا اضافہ ہؤا تھا اور بادشاہ کو اپنے عالی شان محلّات اور مندروں کی تعمیر کے لیے ایسے کاریگروں کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اُس نے اُن کو اُن مصریوں میں شمار کیا جنھوں نے اپنے آپ کو اپنی جائداد کے ساتھ حکومت کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔ بہت جلد اُن پر بیگار لینے والے مقرر کیے گئے اور وہ پُورے طور پر غلام ہو گئے۔" اور مصریوں نے بنی اسرائیل پر تشدّد کر کے اُن سے کام کرایا اور اُنھوں نے اُن سے سخت محنت سے گارا اور اینٹ بنوا بنوا کر اور کھیت میں ہر قسم کی خدمت لے لے کر اُن کی زندگی تلخ کی۔ اُن کی سب خدمتیں جو وہ اُن سے کراتے تھے تشدّد کی تھیں۔" "پر اُنھوں نے جتنا اُن کو ستایا وہ اُتنا ہی زیادہ بڑھتے اور پھیلتے گئے۔" (خروج ۱: ۱۰-۱۴)

بادشاہ اور اُس کے مُشیروں کو یہ اُمید تھی کہ سخت محنت اور مشقّت کے ذریعہ وہ بنی اسرائیل کو مغلُوب کر لیں گے اور یُوں اُن کے شمار میں کمی واقع ہو جائے گی اور اُن کی آزادانہ طبیعت کو کچل دیا جائے گا۔ لیکن جب وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوئے، تو

اُنھوں نے اِس سے بھی زیادہ ظالمانہ طریقے اختیار کیے۔ اُن عورتوں کو جو اپنی ملازمت کے دَوران میں بادشاہ کے حکم کی تعمیل کر سکتی تھیں، حکم دیا گیا کہ وہ عبرانی فرزندِ نرینہ کو پیدائش کے وقت ہی مار ڈالا کریں۔ اِس تحریک کا بانی شیطان تھا۔ اُسے علم تھا کہ بنی اسرائیل میں نجات دہندہ پیدا ہونے والا تھا اور بادشاہ کو یہ ترغیب دینے سے کہ وہ اُن کے فرزندوں کو تباہ کرے، اُس نے الٰہی مقصد کو ناکام بنانا چاہا۔ لیکن یہ عورتیں خُدا ترس تھیں اور اُنھوں نے اِس ظالمانہ حکم کی تعمیل کی جُرأت نہ کی۔ خُدا نے اُن کی اِس روش کو پسند کیا اور اُن کو سرفرازی بخشی۔ اپنے مقصد میں ناکام ہونے کی وجہ سے بادشاہ غُصہ سے بھر گیا اور اُس نے پہلے سے زیادہ تاکیدی اور وسیع فرمان جاری کیا۔ اُس نے اپنی ساری قوم کو حکم دیا کہ اُس کے بے کس مظلوموں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کر دیں "اور فرعونؔ نے اپنی قوم کے سب لوگوں کو تاکیداً کہا کہ اُن میں جو بیٹا پیدا ہو تم اُسے دریا میں ڈال دینا اور جو بیٹی ہو اُسے جیتی چھوڑ نا۔" (خروج ۱ : ۲۲)

جب یہ حکم پُوری شِدّت سے جاری تھا تو عمرامؔ اور یُوکبدؔ کے ہاں، جو لاویؔ کے گھرانے کے دیندار اسرائیلی تھے، ایک لڑکا پیدا ہؤا۔ یہ "خُوبصورت بچّہ" تھا اور والدین نے یہ خیال کر کے کہ اِسرائیل کی مُخلصی کا وقت قریب پُہنچ رہا ہے اور یہ کہ خُدا اپنی اُمّت کے لیے نجات دہندہ برپا کرے گا، یہ مصمّم ارادہ کر لیا کہ اُن کا ننھا بچّہ مارا نہ جائے۔ "خُدا پر ایمان رکھنے کے باعث اُن کے دِلوں کو تقویّت حاصل ہوئی" اور وہ بادشاہ کے حکم سے نہ ڈرے۔" (عبرانیوں ۱۱ : ۲۳)

ماں بچّہ کو تین مہینے تک چُھپائے رکھنے میں کامیاب ہو گئی اور جب اُس نے دیکھا کہ اب وہ اُس کو محفُوظ نہیں رکھ سکتی تو اُس نے سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا بنایا اور اُس پر چکنی مٹّی اور رال لگایا تاکہ پانی اندر نہ جا سکے اور بچّہ کو اُس میں رکھ کر اُسے دریا کے کنارے جھاؤ میں چھوڑ آئی۔ اُس کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ خود اُس کی نگہبانی کرے، مبادا بچّہ کی اور خود اُس کی جان تلف ہو جائے۔ لیکن اُس کی بہن مریمؔ اُس کے قریب بظاہر بے توجہی سے گھومتی رہی اور فکرمندی سے دیکھتی رہی کہ میرے چھوٹے بھائی کے

ساتھ کیا ہوگا۔ بچّہ کے اَور بھی نگران تھے۔ ماں کی دِلسوز دُعاؤں کے ذریعہ چھوٹا بچّہ خُدا کی سپُردگی میں دے دیا گیا تھا اور فرشتے نادیدہ طور پر اُس کی ادنیٰ سی سکونت گاہ پر پرواز کر رہے تھے۔ فرشتوں نے فرعون کی بیٹی کی اُس طرف رہنمائی کی۔ اُس چھوٹے ٹوکرے کو دیکھ کر اُسے بہت تعجب ہوا اور جونہی اُس نے اُس کے اندر خوبصورت بچّہ کو پڑے ہوئے دیکھا، ساری کہانی فوراً اُس کی سمجھ میں آگئی۔ بچّہ کے آنسوؤں نے اُس کی شفقت کو بیدار کر دیا اور اُس کی نامعلوم ماں سے اُسے ہمدردی پیدا ہوگئی جس نے اپنے پیارے بچّہ کی جان کو بچانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ اُس نے ارادہ کیا کہ اُسے بچانے کے لیے وہ اپنا لے پالک بیٹا بنا لے گی۔

مریم چھُپ کر یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور جب اُس نے دیکھا کہ فرعون کی بیٹی اُسے بہت پیار کر رہی ہے تو وہ جرأت کر کے قریب آئی اور آخر کار کہنے لگی۔ "کیا مَیں جا کر عبرانی عورتوں میں سے ایک دائی تیرے پاس بُلا لاؤں جو تیرے لیے اِس بچّہ کو دُودھ پلایا کرے؟" (خروج ۲ : ۷) اُسے اجازت دے دی گئی۔

بہن خوشی کی خبر لے کر جلد اپنی ماں کے پاس دوڑی آئی اور اُسے اپنے ہمراہ لے کر بلا تاخیر فرعون کی بیٹی کے پاس آگئی۔ "تو اِس بچّے کو لے جا کر میرے لیے دُودھ پلا۔ مَیں تجھے تیری اُجرت دیا کروں گی۔" شاہزادی نے کہا۔

خُدا نے ماں کی دُعاؤں کو سُن لیا اور اُس کے اِیمان کا اَجر اُسے مِل گیا۔ نہایت شُکر گزاری کے ساتھ وہ اپنی اِس خدمت میں مصروف ہوئی جو اب سلامتی اور خوشی کی خدمت تھی۔ اُس نے وفاداری سے ہر موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے خُدا کے لیے اپنے بچّے کو تعلیم دی۔ اُس کو یقین ہو گیا کہ وہ کسی بڑے کام کے لیے محفوظ رکھا گیا تھا اور اُسے معلوم تھا کہ وہ بہت جلد اپنی شاہی ماں کے حوالہ کر دیا جائے گا اور اَیسے اثرات سے محصُور ہو جائے گا جو اُسے خُدا سے دُور لے جائیں گے۔ اِن تمام وجُوہات کی بنا پر اُس نے دوسرے بچّوں کی نسبت اِس بچّہ کی تعلیم و تربیت زیادہ جانفشانی اور احتیاط سے سرانجام دی۔ اُس نے اُس کے دماغ پر خُدا کے خوف اور سچائی اور اِنصاف کی محبت

کا گہرا اثر ڈالنے کی کوشش کی اور دِلسوزی سے دُعا کی کہ وہ ہر قسم کے بُرے اثر سے محفوظ رکھا جائے۔ اُس نے اُس پر بُت پرستی کے گناہ اور حماقت کو واضح کیا اور شروع ہی سے اُسے زندہ خُدا کے آگے سجدہ کرنا اور اُس سے دُعا کرنا سکھایا جو اکیلا اُس کی دُعا کو سُن سکتا اور ہر ضرورت کے وقت اُس کی مدد کر سکتا تھا۔

جب تک ہو سکا اُس نے لڑکے کو اپنے پاس رکھا لیکن جب وہ تقریباً بارہ برس کا ہُوا تو اُسے مجبور ہو کر چھوڑنا پڑا۔ اپنے ادنٰی سے گھر سے وہ شاہی محل میں فرعون کی بیٹی کے پاس پہنچایا گیا "اور وہ اُس کا بیٹا ٹھہرا۔" تاہم یہاں وہ اثرات زائل نہ ہوئے جو بچپن میں اس کے دماغ پر نقش ہو گئے تھے۔ جو اسباق اُس نے ماں کے قدموں میں بیٹھ کر سیکھے تھے وہ فراموش نہ ہو سکتے تھے۔ وہ اُس غرور، بے دینی اور بدی کے لیے جو شاہی دربار میں کثرت سے پائی جاتی تھی پناہ گاہ ثابت ہُوئے۔

اُس تنہا عبرانی عورت کے اثر کے نتائج کس قدر دُور رَس تھے، حالانکہ وہ جلاوطنی اور غلامی کی حالت میں تھی! موسٰی کی تمام آیندہ زندگی، بنی اسرائیل کا رہنما اور قائد ہونے کی حیثیت سے جس عظیم کام کو اُس نے سر انجام دیا، ایک خُدا پرست ماں کے کام کی اہمیت کے شاہد ہیں۔ کوئی اَور کام اِس اہم کام کی برابری نہیں کر سکتا۔ بہُت حد تک ماں ہی کے ہاتھوں میں اُس کے بچوں کا انجام ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف اِسی دُنیا کے لیے بلکہ اَبدیّت کے لیے بھی نشو ونما پانے والے دماغ اور سیرت کی تعمیر کرتی ہے۔ وہ ایسا بیج بوتی ہے جو نیکی یا بدی کے لیے اُگے گا اور پھل دار ہو گا۔ وہ کپڑے پر خُوبصورت شکل کی مصوّری نہیں کرتی یا چھینی سے سنگِ مرمر میں مُورت نہیں تراشتی، بلکہ انسانی شخصیت میں الٰہی شبیہ کے نقش پیدا کرتی ہے۔ خصوصاً بچّوں کی اوائل عمری میں اُن کے چال چلن کی تعمیر کی ذمّہ داری ماں پر ہی عائد ہوتی ہے۔ جو نقوش ماں اپنے بچّوں کے بڑھنے والے دماغوں پر جما دیتی ہے وہ اُن کی عمر بھر قائم رہتے ہیں۔ والدین کو کم سنی ہی میں اپنے بچّوں کی تعلیم و تربیت کرنی چاہیے جس کی غرض و غایت یہ ہو کہ وہ خُدا پرست بننا پسند کریں گے۔ وہ تعلیم و تربیت کے لیے ہمارے سپُرد کیے گئے ہیں۔ دُنیوی حکومت

کے تخت کے وارث ہونے کے لیے نہیں بلکہ خُدا کے لیے بادشاہ بننے اور ابدُ الآباد زمانوں تک بادشاہی کرنے کے لیے۔

ہر ماں کو یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ اُس کے لمحات بیش قیمت ہیں اور یہ کہ سنجیدہ روزِ حساب پر اُس کے کاموں کو جانچا جائے گا۔ اُس دن معلوم ہو جائے گا کہ مردوں اور عورتوں کے بہُت سے جرائم اور ناکامیاں ماؤں کی غفلت اور لاعلمی کا نتیجہ ہیں، جن کا یہ فرض تھا کہ وہ بچّوں کے قدموں کی رہنمائی صحیح راہ پر کرتیں۔ تب یہ معلوم ہوگا کہ بہتیرے جنھوں نے دُنیا کو اپنی غیر معمولی ذہانت، سچائی اور پاکیزگی کی روشنی سے منوّر کیا ہے، اُن اصُولوں کے لیے جن پر اُن کے اثر اور کامیابی کا اِنحصار تھا، اپنی دُعاگو خُداپرست ماں کے مرہُونِ منّت ہیں۔

فرعَون کے دربار میں موسیٰؔ نے اعلیٰ ترین مُلکی اور فوجی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ بادشاہ کا یہ مصمّم ارادہ تھا کہ وہ اپنے متبنّیٰ نواسے کو اپنا جانشین اور تخت کا وارث بنائے اور اِسی بلند منصب کے لیے اِس نوجوان کو تعلیم دی گئی۔" اور موسےٰ نے مصریوں کے تمام علُوم کی تعلیم پائی اور وہ کلام اور کام میں قوّت والا تھا۔" اعمال ۷: ۲۲) قابل سپہ سالار ہونے کی وجہ سے وہ مصؔر کی فوجوں میں نہایت ہر دِلعزیز تھا اور اُسے تقریباً سبھوں میں ایک نمایاں شخصیّت مانا جاتا تھا۔ شیطان کو اپنے مقصد میں شکست کھانی پڑی۔ وہی حکم جس کی رُو سے عبرانی بچّوں پر مَوت کا فتویٰ صادر ہُوا تھا اِنتظامِ الٰہی کے مطابق اُس کے لوگوں کے آیندہ رہنما کی تعلیم و تربیت کا باعث بنا۔

اِسرائیل کے بزرگوں کو فرشتوں نے یہ تعلیم دی تھی کہ اُن کی مخلصی کا زمانہ قریب تھا اور یہ کہ موسیٰ ہی وہ شخص تھا جسے خُدا اس کام کو سرانجام دینے کے لیے اِستعمال کرے گا۔ فرشتوں نے موسیٰ کو بھی ہدایت کر دی تھی کہ یہوؔواہ نے اُسے اپنی اُمّت کے بندھنوں کو توڑنے کے لیے چُنا تھا۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ عبرانی لشکر کے ذریعہ اپنی آزادی حاصل کریں گے، اُس نے سوچا کہ مَیں عبرانی لشکر کی مصری فوجوں کے خلاف کمان کروں گا۔ یہ مدِّنظر رکھتے ہُوئے اُس نے اپنی محبّت کے جذبات کی احتیاط سے

خبرگیری کی مبادا اپنی شاہی مصری ماں یا فرعون کی محبت کے باعث وہ خُدا کی مرضی کو بجا لانے میں قاصر رہے۔

مصر کے قوانین کی رُو سے فرعون کے تخت کے جانشینوں کو لازمی طور پر کاہنوں کے خاندان میں شامل ہونا تھا اور ولی عہد ہونے کی وجہ سے موسیٰ کو بھی مصر کے قومی مذہب کے بھیدوں سے رُوشناس ہونا تھا۔ یہ فرض کاہنوں اور پجاریوں کو سونپا گیا۔ لیکن حالانکہ وہ محنتی اور سرگرم طالب علم تھا تاہم اُسے بُت پرستی میں شریک ہونے پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اُسے دھمکایا اور آگاہ کیا گیا تھا کہ اگر وہ عبرانی عقیدے کو اپنائے رکھے گا تو اُسے تخت و تاج سے محرُوم کر دیا جائے گا اور شاہزادی اُسے عاق کر دے گی۔ لیکن وہ آسمان اور زمین کے خالق و مالک خُدائے واحد کے سوا کسی اَور کی تعظیم نہ کرنے کے عزم آہنی پر چٹان کی طرح ثابت قدم رہا۔ اُس نے کاہنوں اور پجاریوں کے ساتھ بحث کی اور بے جان اشیا کی تعظیم اور اَوہام پرستی کے بارے میں اُن کی جہالت کو اُن پر واضح کیا۔ کوئی اُس کی دلائل کو باطل نہ کر سکا اور نہ اُس کے ارادے کو بدل سکا تاہم اُس کے عالی منصب اور بادشاہ اور عوام کا منظورِ نظر ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ تک اُس کے استقلال کی برداشت کی گئی۔

"ایمان ہی سے موسیٰ نے بڑے ہو کر فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے اِنکار کیا۔ اس لیے کہ اُس نے گُناہ کا چند روزہ لُطف اُٹھانے کی نسبت خُدا کی اُمت کے ساتھ بدسلوکی کی برداشت کرنا زیادہ پسند کیا۔ اور مسیح کے لیے لعن طعن اُٹھانے کو مصر کے خزانوں سے بڑی دولت جانا کیونکہ اُس کی نگاہ اجر پانے پر تھی۔" (عبرانیوں ۱۱ : ۲۴ - ۲۶) موسیٰ اِس قابل تھا کہ دُنیا کی ممتاز شخصیتوں سے بھی سبقت لے جاتے، نہایت ہی عالیشان سلطنت کے درباروں میں آب و تاب کے ساتھ چمکے، اور اِقتدار کے عصا کو اپنے ہاتھ میں لے کر حکومت کرے۔ اپنی دماغی عظمت کے باعث وہ تمام زمانوں کی عظیمُ المرتبت شخصیتوں سے بھی زیادہ ممتاز رہے۔ بحیثیت مؤرخ، شاعر، فلسفی، سپہ سالار اور مُقنّن کے اُس کی نظیر ڈھونڈے نہیں ملتی۔ تو بھی درخشاں مُستقبل کے باوجُود اپنی اخلاقی جُرأت کے باعث

اُس نے دولت، حشمت اور شہرت سے کنارہ کش ہو کر "گناہ کا چند روزہ لطف اُٹھانے کی نسبت خُدا کی اُمت کے ساتھ بد سلوکی برداشت کرنا زیادہ پسند کیا۔"

موسیٰ کو اُس آخری اجر کے متعلق جو خدا کے حلیم اور فرمانبردار بندوں کو دیا جانے کو ہے ہدایت دی گئی تھی اور اُس کے مقابلہ میں دُنیوی نفع اپنے اصلی درجہ کے مطابق اُسے بالکل ہیچ نظر آیا۔ فرعون کا عظیمُ الشّان محل اور شاہی تخت موسیٰ کے سامنے لالچ پیدا کرنے کے لیے پیش کیے گئے لیکن وہ جانتا تھا کہ اِن شاہی درباروں میں عیش و عشرت کے وہ گُناہ پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے اِنسان خُدا کو بھُول جاتا ہے۔ اُس کی نظریں پُرشکوہ محل اور شاہی تخت و تاج سے آگے اُن اعزاز پر لگی ہوتی تھیں جو خُدا تعالیٰ کے مُقدّسوں کو اُس بادشاہت میں ملیں گے جہاں گناہ کا شائبہ تک نہ ہو گا۔ اُس نے اِیمان کی آنکھ سے اُس لازوال تاج کو دیکھا جسے شاہِ آسمان یعنی خُدا غالب آنے والوں کے سروں پر رکھے گا۔ اِسی ایمان نے اُسے ذی شان دُنیوی اشخاص سے مُنہ پھیر کر فروتن، غریب اور حقیر قوم کے ساتھ شرکت کرنے کی ترغیب دی جس نے گُناہ کی غلامی کی بجائے خُدا کی فرمانبرداری کرنا پسند کیا۔

موسیٰ چالیس سال کی عمر تک مصر کے دربار میں رہا۔ وہ اکثر اپنی قوم کی ذلیل و پست حالت پر سوچا کرتا تھا اور اپنے بھائیوں کی غلامی کی حالت میں اُن کے گھروں میں ملاقات کرتا اور یہ یقین دِلا کر اُن کی حوصلہ افزائی کرتا تھا کہ خُدا ضرور تمھاری مخلصی کا انتظام کرے گا۔ وہ اکثر اُن پر ظلم اور بے انصافی ہوتے دیکھ کر جذبۂ اِنتقام سے بھر جاتا تھا۔ ایک دِن جب وہ باہر گیا تو اُس نے دیکھا کہ ایک مصری ایک اِسرائیلی کو مار رہا ہے۔ اُس نے جھپٹ کر اُس مصری کو قتل کر دیا۔ اُس اسرائیلی کے علاوہ وہاں کوئی اَور چشم دِید گواہ موجود نہ تھا اور موسیٰ نے فوراً لاش کو ریت میں چھپا دیا۔ اُس نے یہ ثابت کر دیا کہ اَب میں اپنی قوم کے مُطالبات کا حامی ہُوں اور اُس نے یہ اُمید ظاہر کی کہ اَب میں اُنھیں آزادی کی بحالی کے لیے کھڑے ہوتے ہُوئے دیکھوں گا۔" اُس نے تو خیال کیا کہ میرے بھائی سمجھ لیں گے کہ خُدا میرے ہاتھوں اُنھیں چھٹکارا دے گا مگر وہ نہ سمجھے۔"

(اعمال ۷: ۲۵) وہ اب تک آزادی کے لیے تیار نہ تھے۔ دُوسرے دِن موسیٰ نے دو عبرانیوں کو آپس میں لڑتے ہُوئے دیکھا جن میں سے بظاہر ایک قصور وار تھا۔ مُوسیٰ نے قصُوروار کو ملامت کی جس نے فوراً جذبۂ انتقام سے ملامت کرنے والے کے حق مداخلت کا اِنکار کرتے ہوئے اُس پر کمینے پن سے الزام لگاتے ہُوئے کہا کہ "تجھے کس نے ہم پر حاکم یا مُنصف مقرّر کیا؟ کیا جس طرح تُو نے اُس مصری کو مار ڈالا، مجھے بھی مار ڈالنا چاہتا ہے۔" (خروج ۲: ۱۴)

یہ سارا ماجرا فوراً مصریوں تک پُہنچا دیا گیا اور بہت کچھ مُبالغہ آمیزی کے ساتھ بہت جلد فرعون کے کانوں تک بھی جا پُہنچا۔ بادشاہ کو یہ بتایا گیا کہ موسیٰ کے اِس عمل میں بہت کچھ پنہاں ہے یعنی موسیٰ مصریوں کے خلاف سازش کر کے حکومت کا تختہ اُلٹ دینا چاہتا ہے اور خود تخت نشین ہونے کا منصوبہ رکھتا ہے اور یہ بھی کہ جب تک وہ زندہ ہے حکُومت کے لیے کوئی سلامتی نہیں۔ بادشاہ نے فوراً موسیٰ کو مار ڈالنے کا عزم کر لیا لیکن وہ اپنے خطرے سے آگاہ ہو کر بچ نکلا اور عرب کی طرف بھاگ گیا۔

خُدا نے اُس کی رہنمائی کی اور اُس کو یترو کے گھر جگہ مِل گئی جو مِدیان کا کاہن اور سردار تھا اور جو حقیقی خُدا کا پرستار بھی تھا۔ کُچھ عرصہ کے بعد موسیٰ نے یترو کی ایک بیٹی سے شادی کر لی۔ یہاں موسیٰ چالیس سال تک اپنے خُسر کی خدمت کرتا رہا اور اُس کی بھیڑ بکریوں کی گلّہ بانی کرتا رہا۔

مصری کو قتل کرنے سے موسیٰ نے بھی وُہی غلطی کی تھی جو اکثر اوقات اُس کے باپ دادا نے کی تھی اور جس کام کو خُدا نے کرنے کا وعدہ کیا تھا اُسے اپنی قوّت سے پایۂ تکمیل تک پُہنچانے کی کوشش کی تھی۔ یہ خُدا کا اِرادہ نہیں تھا کہ جنگ و جدل کے ذریعہ اپنے لوگوں کو مُخلصی دے، جیسا کہ موسیٰ کا خیال تھا، لیکن خُدا اپنی قدرتِ کاملہ سے مُخلصی دینا چاہتا تھا تاکہ اُس کا جلال فقط اُسی سے منسوب کیا جائے۔ تاہم موسیٰ کی اِس جلد بازی پر بھی خُدا نے اپنی قدرت کو حاوی رکھا تاکہ اپنا اِرادہ پُورا کرے۔ موسیٰ اِس بڑے کام کے لیے تیار نہ تھا۔ اُسے اب تک اِیمان کے اُس سبق کو سیکھنا تھا جسے

ابرہام اور یعقوب کو سکھایا گیا تھا کہ وہ اپنی اِنسانی قوّت یا حِکمت پر تکیہ نہ رکھیں بلکہ خُدا کے ارادوں کی تکمیل کے لیے اُسی پر بھروسہ رکھیں۔ اس کے علاوہ اور بھی اسباق تھے جو موسیٰ کو پہاڑوں کی تنہائی میں سیکھنے تھے۔ خود اِنکاری اور مشقّت میں اُسے صبر اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کی تعلیم حاصل کرنا تھا۔ دانائی سے حکومت کرنے سے پہلے اُسے فرمانبرداری کرنا سیکھنا تھا۔ اِس سے پیشتر کہ وہ اسرائیل کو خُدا کی مرضی کا علم سکھائے یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے دل کو پُورے طور پر خُدا کی مرضی کے تابع کرے۔ اپنے ذاتی تجربہ کے ذریعہ اُسے تیار ہونا تھا کہ اُن لوگوں کی پدرانہ حفاظت کرنے کی صلاحیت پیدا کرے جن کو اُس کی مدد کی ضرورت تھی۔

اِنسانی نقطۂ نظر سے تو عرصۂ دراز کی یہ مشقّت اور گُمنامی محض تضیعِ اوقات تھی۔ لیکن لامحدود حکمت و دانش والے خُدا نے اُسے بُلایا، جسے اپنی اُمّت کا پیشوا بننا تھا، تاکہ وہ چالیس سال تک چرواہے کے حلیمانہ فرائض کو انجام دینے میں مصروف رہے۔ نگہبانی، خود فراموشی اور اپنے گلّہ کی جانفشانی سے پاسبانی کی عادات، جن کی اِس طریقہ سے تربیت ہونے کو تھی، اُسے اسرائیل کا رحمدل اور صابر چرواہا بننے میں مُمد ہونے کو تھی۔ کوئی اِنسانی تعلیم و تربیت یا تہذیب اِس تجربہ کی نعمُ البدل نہ ہو سکتی تھی۔

موسیٰ نے بہت کچھ سیکھتا رہا تھا جس کو اب اُسے فراموش کرنا تھا۔ مصر میں جن اثرات میں وہ محصور تھا، مثلاً اُس کی شاہی مصری ماں کی محبّت، بادشاہ کا نواسا ہونے کی حیثیّت سے اُس کا اعلیٰ منصب، ہر طرح کا لہو و لعب، نفاست پسندی، جھُوٹے مذہب کی مکّاری اور خرافات، بُت پرستانہ عبادتوں میں شان و شوکت، نہایت عالیشان عمارات اور اعلیٰ درجہ کی سنگ تراشی، اِن سب باتوں نے اُس کے بڑھنے والے دماغ پر نہایت گہرے اثرات پیدا کیے تھے اور کسی حد تک اُس کی عادات اور سیرت کو اپنے قالب میں ڈھال دیا تھا۔ رفتارِ زمانہ، ماحول کی تبدیلی اور خُدا کے ساتھ رفاقت ہی سے یہ اثرات مِٹ سکتے تھے۔ موسیٰ کو خود بھی عمر بھر جدّ و جہد کرنا تھا کہ وہ باطلیت کو

ردّ کر کے راستی کو قبول کرے، لیکن جب یہ جانفشانی انسانی قوّتِ برداشت سے باہر ہو تو خُدا خود اُس کا مددگار بننے کو تھا۔

اُن سب میں، جنھیں خُدا کے لیے ایک خاص کام کرنے کے لیے چُنا گیا ہے، انسانی عنصر نظر آتا ہے۔ تاہم وہ بلحاظ عادات وسیرت لکیر کے فقیر نہ تھے جو ایسی حالت میں رہنے پر مطمئن تھے۔ اُنھوں نے سرگرمی کے ساتھ خُدا سے دانش حاصل کر کے خُدا کی خدمت کرنا چاہی۔ رسُول فرماتا ہے کہ "اگر تم میں سے کسی میں حکمت کی کمی ہو تو خُدا سے مانگے جو بغیر ملامت کیے سب کو فیاضی کے ساتھ دیتا ہے، اُس کو دی جائے گی"۔ (یعقوب ۱: ۵) لیکن خُدا انسان کو الٰہی روشنی نہیں دے گا جب وہ تاریکی میں رہنے کے لیے مطمئن ہو۔ خُدا کی مدد حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اپنی کمزوری اور کمی کو محسُوس کرے۔ اُسے اپنے دماغ کو اس بڑی تبدیلی کے لیے بیدار کرنا چاہیئے جو اُس میں واقع ہونی چاہیئے۔ اُسے سرگرم اور لگاتار دُعا اور محنت کا احساس کرنا چاہیئے۔ بُری عادات اور رسُومات کا ترک کر دینا ضروری ہے اور مصمّم ارادہ کے وسیلہ سے اِن غلطیوں کی اِصلاح کر کے اور صحیح اصُولوں کی مطابقت سے ہی فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ بہُت سے لوگ اُس درجہ تک نہیں پہنچتے جہاں تک پہنچنا اُن کے لیے ممکن ہے۔ کیونکہ جس کام کو خود اپنے لیے سرانجام دینے کی قوّت خُدا نے اُنھیں عطا کی ہے وہ اُسے خُدا پر چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ سب جو مفید کام کرنے کے اہل ہیں اُنھیں کٹھن دماغی اور اخلاقی ضبط کے ذریعہ تربیت حاصل کرنا ضروری ہے اور خُدا الٰہی قوّت کو انسانی کوشش کے ساتھ ملا کر اُن کی مدد کرے گا۔

پہاڑوں کی فصیلوں کے اندر محصُور ہو کر موسیٰ تنہا خُدا کے ساتھ تھا۔ مصر کے عالیشان مندر اب اپنی باطلیت اور توہم پرستی کا اثر اُس کے دماغ پر نہ ڈال سکتے تھے۔ ابدی پہاڑوں کی خاموش شان وشوکت کے درمیان اُس نے قادرِ مُطلق کا جاہ وجلال دیکھا اور مقابلہ کر کے محسُوس کیا کہ مصر کے بُت کس قدر کمزور اور ادنیٰ تھے۔ ہر جگہ خالق کا نام لکھا تھا۔ موسیٰ یہ محسُوس کرتا تھا کہ وہ خُدا کی حضُوری میں کھڑا ہے اور اُس کی قدرت کا

سایہ اُس پر چھایا ہُوا ہے ۔ اِسی جگہ اُس کا غرُور اور خود اعتمادی جاتی رہی ۔ بیابان کی سادہ اور مشقت کی زندگی کی وجہ سے مصر کی عیش وعشرت اور آرام طلبی کے نتائج ختم ہو گئے ۔ موسیٰ صابر، مؤدب اور فروتن بن گیا اور " رُوئے زمین کے سب آدمیوں سے زیادہ حلیم" ہو گیا ۔ تاہم یعقوب کے قادر خُدا پر اُس کا ایمان بہت قوی تھا۔" (گنتی ۱۲: ۳)

جُوں جُوں سال گزرتے گئے اور جُوں جُوں وہ اپنے گلّوں کو تنہائی میں چراتا پھرا اور اپنے لوگوں کی ناگفتہ بہ حالت پر غور کرتا رہا، اُس نے اپنے باپ دادا کے ساتھ خُدا کے سلوک پر غور کیا اور اُن وعدوں کا خیال کیا جو برگزیدہ قوم کی وراثت تھے، اُسی قدر زیادہ اسرائیل کے لیے اُس کی دُعائیں دن رات آسمان کی طرف اُٹھتی تھیں ۔ آسمانی فرشتوں نے اُس کے اردگرد روشنی چمکائی ۔ یہاں رُوح القدس کے الہام سے اُس نے پیدائش کی کتاب لکھی ۔ بہت سے سال جو اُس نے بیابان کی تنہائی میں صرف کیے وہ نہ صرف موسیٰ اور اُس کی قوم کے لیے بیحد برکت کا باعث تھے بلکہ مابعد زمانوں کی دُنیا کے لیے بھی ۔

" اور ایک مُدت کے بعد یُوں ہُوا کہ مصر کا بادشاہ مر گیا اور بنی اسرائیل اپنی غلامی کے سبب سے آہ بھرنے لگے اور روئے اور اُن کا رونا جو اُن کی غلامی کے باعث تھا خُدا تک پہنچا ۔ اور خُدا نے اُن کا کراہنا سُنا اور خُدا نے اپنے عہد کو جو ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے ساتھ تھا یاد کیا ۔ اور خُدا نے بنی اسرائیل پر نظر کی اور اُن کے حال کو معلوم کیا ۔" (خرُوج ۲: ۲۳ - ۲۵) اسرائیل کی مخلصی کا وقت آ پہنچا تھا ۔ لیکن خُدا اپنے ارادے کو اِس طریقے سے پُورا کرنا چاہتا تھا جس سے انسانی غرور خاک میں مل جائے ۔ مُخلصی دہندہ کو اپنے ہاتھ میں فقط ایک عصا لے کر ایک غریب چرواہا کی صُورت میں جانا تھا لیکن خُدا اُس عصا کو اپنی قُدرت کا نشان بنانے کو تھا ۔ ایک دن جب وہ اپنے گلّہ کی چرواہی کرتا ہُوا " خُدا کے پہاڑ حورب کے نزدیک لے آیا " تو موسیٰ نے ایک جلتی ہوئی جھاڑی دیکھی، جس کی شاخوں، پتیوں اور تنے میں آگ لگی ہوئی تھی تو بھی وہ جھاڑی بھسم ہوتی ہوئی معلوم نہ ہوتی تھی ۔ اِس عجیب منظر کو دیکھنے کے لیے وہ

آگے بڑھا تو شعلے میں سے ایک آواز نے اُس کا نام لے کر پکارا۔ تھرتھراتے ہوئے لبوں سے اُس نے جواب دیا "مَیں حاضر ہوں"۔ اُسے آگاہ کیا گیا کہ وہ بے ادبی سے آگے نہ آئے۔ "اپنے پاؤں سے جُوتا اُتار کیونکہ جس جگہ تو کھڑا ہے وہ مقدس زمین ہے . . . . مَیں تیرے باپ کا خدا یعنی ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں"۔ یہ وہی **عہد کا فرشتہ** تھا جو زمانہ قدیم میں اُس کے باپ دادا پر ظاہر ہوا تھا۔ "موسیٰ نے اپنا منہ چھپایا کیونکہ وہ خدا پر نظر کرنے سے ڈرتا تھا" (خروج ۳ : ۱- ۷)۔

وہ سب جو خدا کی حضوری میں آتے ہیں اُن کی رَوِش میں حلیمی اور تعظیم ہونی چاہیئے۔ ہم اطمینان کے ساتھ خداوند یسوع مسیح کے نام میں اُس کی حضوری میں آسکتے ہیں لیکن ہمیں گستاخانہ جسارت کے ساتھ اُس کی حضوری میں نہیں جانا چاہیئے گویا کہ وہ درجہ میں ہمارے برابر ہے۔ بعض ایسے ہیں، جو عظیم، قادرِ مطلق، قدوس خدا کو، جو اُس روشنی میں رہتا ہے جہاں تک کسی اِنسان کی رسائی نہیں ہو سکتی، اِس طرح خطاب کرتے ہیں کہ وہ اُن کے برابر ہی نہیں بلکہ اُن سے کم درجہ رکھتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو خداوند کے گھر میں ایسی رَوِش رکھتے ہیں جو وہ کسی دُنیوی حاکم کی حضوری میں ہرگز رکھنا پسند نہیں کریں گے۔ اُنھیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم اُس کی نگاہوں میں ہیں جس کی سرافیم ستائش کرتے ہیں اور جس کے سامنے فرشتے اپنے چہروں کو چھپا لیتے ہیں۔ خدا بے حد تعظیم کے لائق ہے۔ وہ سب جو واقعی اُس کی حضوری کو محسوس کریں گے، حلیمی سے اُس کے حضور جھکیں گے اور یعقوب کی طرح خدا کی رؤیا کو دیکھ کر پکار اُٹھیں گے۔ "یہ کیسی بھیانک جگہ ہے! سو یہ خدا کے گھر اور آسمان کے آستانہ کے سوا اور کچھ نہ ہوگا"۔

جب موسیٰ تعظیم و اِحترام کے ساتھ خدا کے حضور منتظر تھا تو اُسے یہ آواز آئی:

"مَیں نے اپنے لوگوں کی تکلیف جو مصر میں ہیں خُوب دیکھی اور اُن کی فریاد جو بیگار لینے والوں کے سبب سے ہے سُنی اور مَیں اُن کے دُکھوں کو جانتا ہوں اور مَیں اُترا ہوں کہ اُن کو مصریوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں اور اُس ملک سے نکال کر اُن کو ایک اچھے اور

وسیع ملک میں جہاں دُودھ اور شہد بہتا ہے . . . . پہنچاؤں . . . . سو اب آ میں تجھے فرعون کے پاس بھیجتا ہوں کہ تو میری قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لائے۔"

اِس حکم کو سُن کر موسیٰ حیران اور خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ "مَیں کون ہوں جو فرعون کے پاس جاؤں اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لاؤں ؟" اُسے یہ جواب ملا۔ "مَیں ضرور تیرے ساتھ رہوں گا اور اِس کا کہ مَیں نے تجھے بھیجا ہے تیرے لیے یہ نشان ہو گا کہ جب تو اُن لوگوں کو مصر سے نکال لائے گا تو تم اِس پہاڑ پر خُدا کی عبادت کرو گے۔"

مُوسیٰ نے اُن مشکلات کا خیال کیا جن کا اسے مقابلہ کرنا تھا، اُس نے اپنے لوگوں کی کور چشمی، جہالت اور بے اعتقادی کا خیال بھی کیا کہ اُن میں سے بہت سے خُدا سے تقریباً بے بہرہ ہیں۔ اُس نے کہا۔ "جب مَیں بنی اسرائیل کے پاس جا کر اُن کو کہوں کہ تمہارے باپ دادا کے خُدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وہ مجھے کہیں کہ اُس کا نام کیا ہے ؟ تو مَیں اُن کو کیا بتاؤں ؟" جواب یہ تھا:۔

"مَیں جو ہوں سو مَیں ہوں۔" "سو تو بنی اسرائیل سے یُوں کہنا کہ 'مَیں جو ہوں' نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

موسیٰ کو حکم دیا گیا کہ وہ پہلے اسرائیل کے بزرگوں کو جمع کرے، جو اُن کے درمیان سب سے زیادہ نیک اور راستباز ہوں، جو اپنی غلامی کی وجہ سے مُدّت سے غم کر رہے ہیں اور اُن کو خُدا کا پیغام پہنچا دے جس کے ساتھ رہائی کا وعدہ بھی شامل تھا۔ تب اُسے بزرگوں کے ساتھ بادشاہ کے حضور جا کر یہ کہنا تھا کہ :۔

" خُداوند عبرانیوں کے خُدا کی ہم سے ملاقات ہوئی۔ اب تو ہم کو تین دن کی منزل تک بیابان میں جانے دے تاکہ ہم خُداوند اپنے خُدا کے لیے قربانی کریں۔"

موسیٰ کو پہلے ہی سے یہ خبر دے دی گئی تھی کہ فرعون بنی اسرائیل کے جانے کی اِلتماس کی مزاحمت کرے گا۔ تاہم خُدا کے خادم کو پست ہمّت نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ خداوند مصریوں کے رُوبرُو اور اپنے لوگوں کے سامنے اس وقت کو اپنی قدرت ظاہر کرتے

کا موقع بنائے گا۔" سو مَیں اپنا ہاتھ بڑھاؤں گا اور مصر کو اُن سب عجائبات سے جو مَیں اُس میں کروں گا مصیبت میں ڈال دوں گا اِس کے بعد وہ تم کو جانے دے گا۔"

اُسے یہ ہدایت بھی دی گئی تھی کہ وہ سفر کے لیے کیا تیاری کریں۔ خُداوند نے فرمایا "اور یُوں ہو گا کہ جب تم نکلو گے تو خالی ہاتھ نہ نکلو گے بلکہ تمہاری ایک ایک عورت اپنی اپنی پڑوسن سے اور اپنے اپنے گھر کی مہمان سے سونے چاندی کے زیور اور لباس مانگ لے گی۔" مصری اسرائیلیوں کی مزدوری سے جو اُنھوں نے ظلم کر کے اُن سے چھین لی تھی، دولت مند ہو گئے تھے اور جبکہ بنی اسرائیل اپنے نئے وطن کی طرف جانے کو تیار تھے، تو اُن کے لیے یہ مناسب تھا کہ وہ اپنی عرصۂ دراز کی محنت کا دعوٰے کریں۔ اُنھیں ایسی قیمتی چیزوں کا مطالبہ کرنا تھا جنھیں وہ آسانی سے اپنے ساتھ اُٹھا کر لے جا سکیں۔ اور خُدا اُن کو مصریوں کی نظر میں عزت بخشے گا۔ جو بڑے بڑے معجزے اُن کی رہائی کے لیے کیے جائیں گے اُن سے ظلم کرنے والوں کے دل خَوف زدہ ہو جانے کو تھے تاکہ غلاموں کی درخواست پُوری ہو سکے۔

موسیٰ نے اپنے سامنے مُشکلات کے پہاڑ دیکھے جو ناقابلِ تسخیر تھے۔ وہ اپنے لوگوں کو کیا ثبوت دے سکتا تھا کہ واقعی خُدا نے اُسے بھیجا تھا؟ اُس نے کہا "لیکن وہ تو میرا یقین ہی نہیں کریں گے نہ میری بات سُنیں گے۔ وہ کہیں گے خُداوند تجھے دکھائی نہیں دیا۔" وہ ثبوت جسے خود موسیٰ کے حواس قبول کرتے تھے، اُسے دیا گیا۔ اُسے حکم دیا گیا کہ وہ اُس لاٹھی کو جو اُس کے ہاتھ میں تھی زمین پر ڈال دے۔ جُونہی اُس نے ایسا کیا "وہ سانپ بن گئی اور موسیٰ اُس کے سامنے سے بھاگا۔" اُسے حکم ملا کہ اُسے پکڑے اور وہ اُس کے ہاتھ میں لاٹھی بن گیا۔ پھر اُسے کہا گیا کہ اپنا ہاتھ سینہ پر رکھے۔ "اُس نے ایسا ہی کیا" اور جب اُس نے اُسے نکال کر دیکھا تو اُس کا ہاتھ کوڑھ سے برف کی مانند سفید تھا۔" جب اُسے پھر حکم دیا گیا کہ اپنے ہاتھ کو سینہ پر رکھے اور جب اُس نے اُسے سینہ سے باہر نکال کر دیکھا تو وہ پھر اُس کے باقی جسم کی مانند ہو گیا۔ ان نشانات سے خُداوند نے موسیٰ کو یقین دلایا کہ اُس کے اپنے

لوگ اور فرعون بھی قائل ہو جائیں گے کہ وہ جو مصر کے بادشاہ سے بھی زیادہ قوی ہے اُن کے درمیان ظاہر ہُوا ہے۔

لیکن خُدا کا خادم اُس عجیب اور حیرت انگیز کام سے جو اُسے درپیش تھا اب تک حیران و پریشان تھا۔ اپنی پریشانی اور خوف کی حالت میں اب اُس نے اپنی لُکنت کا بہانہ پیش کیا۔ "اَے خُداوند! میں فصیح نہیں۔ نہ تو پہلے ہی تھا اور نہ جب سے تُو نے اپنے بندے سے کلام کیا بلکہ رُک رُک کر بولتا ہوں اور میری زبان کُند ہے۔" وہ مصریوں سے اِس قدر عرصۂ دراز تک علیحدہ رہا تھا کہ اب اُسے اُس کا پُورا پُورا علم نہ تھا اور نہ اُسے اتنی آسانی سے استعمال کر سکتا تھا جتنی آسانی سے وہ اُن کے درمیان رہتے ہُوئے استعمال کر سکتا تھا۔

خُداوند نے اُسے کہا کہ "آدمی کا مُنہ کس نے بنایا ہے؟ اور کون گُونگا یا بہرا یا بینا یا اندھا کرتا ہے؟ کیا مَیں ہی جو خُداوند ہوں یہ نہیں کرتا؟" اِس کے ساتھ ہی الٰہی مدد کا ایک اور وعدہ کیا گیا۔ "سو اب تُو جا اور میں تیری زبان کا ذمّہ لیتا ہوں اور تجھے سکھاتا رہوں گا کہ تُو کیا کیا کہے۔" لیکن موسیٰ پھر بھی عُذر کرتا رہا کہ خُدا کسی زیادہ قابل شخص کو چُن لے۔ یہ عُذر پہلے تو اُس کی حلیمی اور شرمیلے پن کی وجہ سے تھے لیکن جب خُداوند نے اِن سب مُشکلات کے رفع کرنے اور انجام کار کامیابی عطا کرنے کا وعدہ کر دیا، پھر بھی جھجکنا اور اپنی نا اہلیّت کا گلہ کرنا خُدا پر بھروسہ نہ رکھنے کے برابر تھا۔ اِس سے یہ خدشہ ظاہر ہوتا تھا کہ جس بڑے کام کو کرنے کے لیے خُدا نے اُسے بُلایا تھا وہ اُسے اُس کے لیے قابلیت بخشنے کے قابل نہ تھا یا یہ کہ اُس نے آدمی کا انتخاب کرنے میں غلطی کی ہے۔

اب خُدا نے موسیٰ کو اُس کے بڑے بھائی ہارون کے پاس بھیجا جو مصریوں میں رہتے اور روزمرّہ اُن کی زبان کو استعمال کرنے کے سبب اُس میں کامل مہارت رکھتا تھا۔ اُسے بتایا گیا کہ ہارون تیری ملاقات کے لیے آ رہا ہے۔ خُداوند کے بعد کے الفاظ ایک صریح حکم تھا:-

"سو تُو اُسے سب کچھ بتانا اور یہ سب باتیں اُسے سکھانا اور مَیں تیری اور اُس کی زبان کا ذمّہ لیتا ہوں اور تم کو سکھاتا رہُوں گا کہ تم کیا کیا کرو اور وہ تیری طرف سے لوگوں سے باتیں کرے گا اور وہ تیرا مُنہ بنے گا اور تُو اُس کے لیے گویا خُدا ہو گا اور تُو اِس لاٹھی کو اپنے ہاتھ میں لیئے جا اور اِسی سے ان مُعجزوں کو دِکھانا۔" اب موسیٰ مزید اِصرار نہیں کر سکتا تھا کیونکہ عذر کرنے کی تمام گنجائش جاتی رہی۔

الہیٰ حکم دیئے جانے کے وقت موسیٰ کو اپنے آپ پر اعتماد نہ تھا، وہ غیر فصیح اور ڈرپوک تھا۔ وہ خُدا کے لیے بنی اسرائیل کا مُنہ بننے کی ذمّہ داری کی نااہلیّت کے اِحساس سے پریشان تھا لیکن جب اُس نے ایک دفعہ یہ کام قبول کر لیا تو وہ پُورے دِل سے اُس میں مصرُوف ہو گیا اور اپنا سارا بھروسہ خُداوند پر رکھا۔ اِس کام کی عظمت کی وجہ سے اُسے اپنے سب سے اعلیٰ دماغی قوأ کو استعمال کرنا تھا۔ خُدا نے اُس کی مُستعِد فرمانبرداری پر برکت بخشی اور وہ فصیح، پُراُمید اور خود ضبط بن گیا اور سب سے بڑے کام کے لائق بن گیا جو کبھی اِنسان کو سونپا گیا ہو۔ یہ ایک مثال ہے کہ جو پُورے طور پر خُدا پر بھروسہ رکھتے ہیں اور اُس کے احکام کو بجا لانے کے لیے اپنے آپ کو غیر مشرُوط طور پر پیش کر دیتے ہیں، اُن کے چال چلن کو خُدا کس قدر مضبوط کر دیتا ہے۔

جب کوئی شخص ان ذمّہ داریوں کو قبول کرتا ہے جو خُدا اُس پر ڈالتا ہے اور پُورے دل و جان سے اُنھیں سرانجام دینے کی قابلیّت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو اُسے قوّت اور قابلیت حاصل ہوتی جائے گی۔ وہ شخص جو الہیٰ قوّت پر بھروسہ رکھتے ہُوئے اپنے کام کو وفاداری کے ساتھ سرانجام دیتا ہے حقیقی عظمت کو حاصل کرے گا، خواہ اُس کا رُتبہ کتنا ہی کم اور اُس کی لیاقت کتنی ہی محدُود کیوں نہ ہو۔ اگر موسیٰ اپنی قوّت اور دانائی پر بھروسہ رکھ کر اِس بڑی ذمّہ داری کو قبول کر لیتا تو وہ اِس عظیم کام کے بالکل نااہل ثابت ہوتا۔ یہ حقیقت کہ کوئی شخص اپنی کمزوری کو محسوس کرتا ہے کسی حد تک ثبُوت ہے کہ جو کام اُسے سونپا گیا ہے وہ اُس

کی عظمت کو محسوس کرتا ہے اور یہ کہ وہ خدا کو اپنا صلاح کار اور اپنی قوت تسلیم کرے گا۔

موسیٰ اپنے خسر کے پاس واپس آیا اور مصر میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ یترو نے یہ برکت دے کر رضامندی ظاہر کی کہ "سلامت جا" اپنی بیوی اور بچوں کو لے کر موسیٰ اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اُسے اپنے مقصد کو واضح کرنے کی جرأت نہ تھی مبادا اُس کی بیوی بچوں کو اُس کے ہمراہ جانے سے روک لیا جائے۔ تاہم مصر میں پہنچنے سے پیشتر اُس نے خود یہ مناسب سوچا کہ اُن کی حفاظت کا خیال رکھتے ہوئے مدیان کے گھر واپس بھیج دیا جائے۔

فرعون اور مصریوں کے خفیہ خوف کے سبب سے، جن کا غصہ چالیس سال پہلے اُس کے خلاف بھڑ کا تھا موسیٰ مصر کو واپس جانے پر اور بھی جھجک رہا تھا، لیکن جب وہ الٰہی حکم کی اطاعت کے لیے نکل کھڑا ہو تو خدا نے اُس پر ظاہر کر دیا کہ تیرے دشمن نابود ہو چکے ہیں۔

مدیان سے واپس لوٹتے وقت موسیٰ کو خدا کی ناراضگی کی حیران کن اور ہولناک آگاہی دی گئی۔ ایک فرشتہ اُسے دھمکی دیتا ہوا ظاہر ہوا گویا کہ وہ اُسے فوراً مار ڈالنے کو تھا۔ اس کی کوئی تشریح نہ کی گئی، لیکن موسیٰ نے یاد کیا کہ میں نے خدا کے ایک مطالبہ کو پورا نہیں کیا تھا اور اپنی بیوی کی اُکساہٹ کی وجہ سے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کا ختنہ کرنے میں غفلت کی تھی۔ وہ اُس شرط کو پورا کرنے میں ناکام رہا تھا جس سے اُس کا بیٹا اُن برکتوں کا حقدار ہو سکتا تھا جن کا خدا نے بنی اسرائیل سے عہد کیا تھا اور بنی اسرائیل کا برگزیدہ رہنما ہونے کی حیثیت سے اس قسم کی غفلت بنی اسرائیل کی نظر میں الٰہی احکامات کی قوت و اہمیت کو کم کرنے کا سبب ہو گی۔ ڈرتے ہوئے کہ کہیں اس کا خاوند مارا نہ جائے، صفورہ نے خود ختنہ کی رسم ادا کی اور تب فرشتہ نے موسیٰ کو اپنے سفر پر روانہ ہونے کی اجازت دی۔ جو کام موسیٰ کو فرعون کے سامنے کرنا تھا اُس کے باعث موسیٰ بڑے خطرے میں پڑنے کو تھا اور اُس کی زندگی کی

حفاظت خود مقدّس فرشتوں ہی کے ذریعہ ہو سکتی تھی۔ لیکن ایک دانستہ فرض کے ادا کرنے میں غفلت کا علم رکھنے کی صُورت میں وہ محفوظ نہ رہ سکتا تھا کیونکہ وہ خُدا کے فرشتوں کی پناہ میں نہیں رہ سکتا تھا۔

مصُیبت کے اُس زمانہ میں جو مسیح خُداوند کی آمد سے عین پہلے ہوگا راستباز فقط آسمانی فرشتوں کی خدمت ہی کے وسیلہ سے محفُوظ رہیں گے، لیکن خُدا کی شریعت کو عدُول کرنے والوں کے لیے کوئی سلامتی نہ ہوگی۔ اُس وقت فرشتے اُن کی حفاظت نہیں کر سکتے جو اَب الٰہی احکامات میں سے ایک حکم کو بھی عدول کر رہے ہیں۔



تیئیسواں باب

مصر کی آفتیں

ہارون فرشتوں کے ذریعہ ہدایت پا کر اپنے بھائی کے استقبال کو نکلا جس سے وہ اتنی مدّت سے جُدا تھا اور اُن کی ملاقات حورب کے نزدیک بیابان کی تنہائی میں ہوئی۔ یہاں اُنھوں نے ایک دُوسرے کے ساتھ گفتگو کی: "موسیٰ نے ہارون کو بتایا کہ خُدا نے کیا کیا باتیں کہہ کر اُسے بھیجا اور کون کون سے مُعجزے دکھانے کا اُسے حکم دیا ہے۔" دونوں مِل کر مصر کی طرف روانہ ہو گئے اور جشن کی زمین میں پہنچ کر اُنھوں نے اسرائیل کے بزرگوں کو جمع کیا۔ ہارون نے اُن کے سامنے وہ سب کام جو خُداوند نے موسیٰ کے ساتھ کیے تھے، بیان کیے اور پھر وہ معجزے جو خُدا دیئے تھے لوگوں کے سامنے کیے۔" تب لوگوں نے اُن کا یقین کیا اور یہ سُن کر کہ خداوند نے بنی اسرائیل کی خبر لی اور اُن کے دُکھوں پر نظر کی اُنھوں نے اپنے سر جھکا کر سجدہ کیا۔" (خروج ۴ : ۲۷-۳۱)

موسیٰ کو بادشاہ کے لیے بھی ایک پیغام دیا گیا تھا۔ بادشاہوں کے بادشاہ کے ایلچیوں کی حیثیت سے دونو بھائی فرعون کے محل میں داخل ہوئے اور اُسی کے نام سے اُنھوں نے کلام کیا کہ" خُداوند اسرائیل کا خُدا یوں فرماتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ بیابان میں میرے لیے عید کریں۔"

" خُداوند کون ہے کہ مَیں اُس کی بات کو مان کر بنی اسرائیل کو جانے دُوں؟ مَیں خُداوند کو نہیں جانتا اور مَیں بنی اسرائیل کو جانے بھی نہیں دوں گا۔" فرعون نے تحکمانہ انداز میں کہا۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ" عبرانیوں کا خُدا ہم سے مِلا ہے سو، ہم کو اجازت دے کہ ہم تین دن کی منزل بیابان میں جا کر خُداوند اپنے خُدا کے لیے قُربانی کریں تا نہ ہو کہ وہ ہم میں وبا بھیج دے یا ہم کو تلوار سے مروا دے۔"

اُن کے متعلق اور اُس دِلچسپی کے متعلق جو وہ لوگوں میں اُبھار رہے تھے خبر بادشاہ تک پُہنچ گئی تھی۔ اُس کا غصّہ بھڑک اُٹھا۔ اُس نے اُن کو کہا۔" اَے موسیٰ اور اَے ہارُون تم کیوں اِن لوگوں کو اُن کے کام سے چھڑواتے ہو؟ تم جاکر اپنے اپنے بوجھ کو اُٹھاؤ۔" پہلے ہی اِن اَجنبیوں کی مُداخلت سے سلطنت کو کافی نقصان پُہنچا تھا۔ یہ خیال کر کے اُس نے مزید کہا۔" دیکھو یہ لوگ اِس ملک میں بہُت ہو گئے ہیں اور تم اِن کو اُن کے کام سے بٹھاتے ہو۔"

بنی اسرائیل نے اپنی غلامی کے اَیّام میں خُدا کی شریعت کو کسی حد تک فراموش کر دیا تھا اور اُس کے احکام سے مُنحرِف ہو گئے تھے۔ وہ سبت کے ماننے میں عموماً غفلت کیا کرتے تھے اور بیگار لینے والوں کی سختیوں کی وجہ سے سبت کا ماننا اُن کے لیے بظاہر ناممکن ہو گیا تھا۔ لیکن موسیٰ نے اپنی قوم پر ظاہر کیا کہ رہائی کے لیے پہلی شرط خُدا کی فرمانبرداری ہے اور جو کوششیں سبت کی بحالی کے لیے کی گئی تھیں اُن سے بیگار لینے والے آگاہ ہو گئے تھے۔

بادشاہ سراسر برانگیختہ ہُوا اور اُسے یہ گمان گزرا کہ بنی اسرائیل اُس کی خدمت سے سرکشی کرنا چاہتے ہیں۔ اِنحراف و فساد بیکاری کا نتیجہ تھا۔ اُس نے اَیسا انتظام کرنا چاہا کہ اُنھیں کوئی منصُوبہ تیار کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ اِس لیے اُس نے فوراً یہ انتظام کر دیا کہ اُن کے بوجھ کو اَور بھی بھاری کر دیا جائے اور اُن کی آزاد طبیعت کُچل دی جائے۔ اُسی روز اَیسے حکم نافذ ہو گئے جس سے اُن کی مشقّت اَور بھی ظالمانہ اور سخت ہو گئی۔

اُس ملک میں عمارات کچّی اِینٹوں سے بنائی جاتی تھیں۔ سب سے عمدہ عمارات کی دیواریں بھی اَیسی اینٹوں سے بنتی تھیں اور پھر اُن کے آگے پتھر لگایا جاتا تھا۔ اِینٹوں کے بنانے کے لیے بلشمار غلاموں سے کام لیا جاتا تھا۔ گارے میں بھوسہ ملایا جاتا تاکہ وہ مضبُوط ہوں۔ اِس مقصد کے لیے بھُوسہ کی کافی مقدار کی ضرورت پڑتی تھی۔ اب بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ اُنھیں کوئی بھُوسہ نہ دیا جائے، بیگاری خود بھُوسہ تلاش کریں لیکن اینٹوں کی

وہی تعداد طلب کی گئی۔

اِس حُکم سے سارے مُلک میں اہلِ اسرائیل کے درمیان ایک بڑا تہلکہ مچ گیا۔ مصری بیگار لینے والوں نے عبرانی سرداروں کو بنی اسرائیل کے کام کی نگرانی کے لیے مقرّر کیا۔ اور جو لوگ اُن کے زیرِ اہتمام تھے اُن کے کام کی ذمّہ داری اُن کے سپُرد تھی۔ جب بادشاہ کے حکم پر سختی سے عمل ہونے لگا تو بنی اسرائیل سارے ملک میں مارے مارے پھرنے لگے کہ بھُس کے عوض کھونٹی جمع کریں لیکن اُن کے لیے یہ ناممکن ہوگیا کہ وہ اُسی قدر اینٹیں تیار کرسکیں۔ اِس کوتاہی کے لیے عبرانی سرداروں کو سختی سے مار پڑی۔

اِن سرداروں نے یہ سمجھا کہ یہ سختی بیگار لینے والوں کی طرف سے تھی نہ کہ بادشاہ کی طرف سے، اس لیے وہ بادشاہ کے پاس اپنی فریاد لے کر گئے۔ اُن کے شکوہ کا فرعوؔن نے طعنے سے جواب دیا" تم سب کاہل ہو کاہل۔ اِسی لیے تم کہتے ہو کہ ہم کو جانے دے کہ خُداوند کے لیے قربانی کریں۔" اُنھیں حکم دیا گیا کہ وہ واپس کام پر چلے جائیں اور یہ اِعلان کیا گیا کہ اُن کے بوجھ کو کسی طرح ہلکا نہ کیا جائے۔ واپسی پر وہ موسیٰؔ اور ہاروؔن سے ملے اور چِلّا کر اُن سے کہنے لگے۔" خُداوند ہی دیکھے اور تمھارا اِنصاف کرے کیونکہ تم نے ہم کو فرعون اور اُس کے خادموں کی نگاہ میں ایسا گھنونا کیا ہے کہ ہمارے قتل کے لیے اُن کے ہاتھ میں تلوار دے دی ہے۔"

جب موسیٰؔ نے یہ ملامت آمیز الفاظ سُنے تو وہ بہت پریشان ہُوا۔ بنی اسرائیل کی مشقّت میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا تھا۔ ملک بھر میں بُوڑھے اور جوان مایوسی سے آہیں بھر رہے تھے اور سب نے مِل کر اپنی حالت میں ہَولناک تبدیلی کا الزام موسیٰؔ ہی پر لگایا۔ غمزدہ دل کے ساتھ وہ خُداوند کے پاس گیا اور چِلّانے لگا کہ" اے خُداوند! تُو نے ان لوگوں کو کیوں دُکھ میں ڈالا اور مجھے کیوں بھیجا؟ کیونکہ جب سے میں فرعوؔن کے پاس تیرے نام سے باتیں کرنے گیا اُس نے اِن لوگوں سے بُرائی ہی بُرائی کی اور تُو نے اپنے لوگوں کو ذرا بھی رہائی نہ بخشی۔" جواب ملا" اَب تُو دیکھے گا کہ میں فرعوؔن کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ تب وہ زور آور ہاتھ کے سبب سے اُن کو جانے دے گا اور زور آور

ہاتھ کے سبب سے وہ اُن کو اپنے مُلک سے نکال دے گا۔" (خرُوج ۵ : ۲۰-۲۳) پھر اُسے وہ عہد یاد دِلایا جو اُس کے باپ دادا سے کیا گیا تھا اور اُسے یقین دلایا گیا کہ وہ ضرور پُورا ہو گا۔

مصر کی غلامی کے دَوران میں بنی اسرائیل میں یہوؔواہ کی عبادت کرنے والے کچھ لوگ موجُود تھے۔ جب اُنھوں نے روزمرّہ اپنے بچّوں کو نفرت انگیز بُت پرستی کا مُشاہدہ کرتے دیکھا، یہاں تک کہ اُن کے سامنے سرنگوں بھی ہوتے دیکھا، تو اُنھیں بہت رنج ہوُا۔ اپنی مایُوسی میں اُنھوں نے مصریوں کے جُوئے سے رہائی پانے کے لیے فریاد کی تاکہ وہ بُت پرستی کے خراب کرنے والے اثرات سے آزاد ہو سکیں۔ اُنھوں نے اپنے اِیمان کو نہ چھُپایا بلکہ مصریوں پر واضح کیا کہ جس خُدا کی وہ پرستش کرتے ہیں وہ آسمان اور زمین کا خالق اور وُہی فقط سچّا اور زندہ خُدا ہے۔ اُنھوں نے اُس کی ہستی اور قُدرت کی شہادتوں کو پیدائش سے لے کر یعقُوبؔ کے زمانہ تک دُہرایا۔ اِس طریقے سے مصریوں کو موقع دیا گیا تھا کہ وہ عبرانیوں کے مذہب سے واقف ہوں لیکن اپنے غلاموں سے تربیت پانے کو باعثِ ذِلّت سمجھتے ہوئے اُنھوں نے خُدا کے پرستاروں کو اِنعام کا لالچ دے کر ورغلانے کی کوشش کی اور جب وہ اِس میں ناکام رہے تو دھمکیوں اور ظُلم سے اَیسا کرنے کی کوشش کی۔

اسرائیل کے بزُرگوں نے اپنے بھائیوں کے ڈگمگاتے اِیمان کو وہ وعدے یاد دِلاکر قائم رکھنے کی کوشش کی جو اُن کے باپ دادا سے کیے گئے تھے اور جو یوسفؔ نے اپنی موت سے پہلے نبیانہ الفاظ کہے تھے جن میں اُس نے مصر سے اُن کی رہائی کا پہلے ذکر کر دیا تھا۔ بعض سُن کر اِیمان لائے۔ بعض اُن حالات کو دیکھ کر جن میں وہ محصُور تھے ایمان نہ لائے۔ جب مصریوں نے سُنا کہ یہ غلام کیا کچھ گُفتگو کر رہے ہیں تو اُنھوں نے ان کی توقّع کا مضحکہ اُڑایا اور نفرت انگیز طور پر اُن کے خُدا کی طاقت و قُدرت کا اِنکار کیا۔ اُنھوں نے غلام قوم کی حیثیّت سے اُن کی حالت کی طرف اِشارہ کیا اور طعنہ زنی کرتے ہُوئے کہا۔" اگر تمہارا خُدا راست اور رحیم ہے اور مصری دیوتاؤں سے بڑھ کر

فضیلت رکھتا ہے تو وہ تمھیں آزاد قوم کیوں نہیں بناتا؟" اُنھوں نے اپنی حالت کی طرف بھی اُن کی توجہ دلائی کہ ہم اُن معبُودوں کی پرستش کرتے ہیں جن کو تم جھُوٹے معبُود کہتے ہو، پھر بھی ہم دولتمند اور طاقتور قوم ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارے معبُودوں نے ہم کو برکت دی ہے اور اقبال مندی بخشی ہے اور تم کو ہمارا غلام بنایا ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہم یہوواہ کے پرستاروں پر ظلم کر سکتے اور اُنھیں تباہ کر سکتے ہیں۔ فرعون خود بھی فخر کرتا تھا کہ عبرانیوں کا خُدا اُنھیں میرے ہاتھ سے چھُڑا نہیں سکتا۔

اِس قسم کی باتوں نے بہت سے اسرائیلیوں کی اُمیدوں کو تباہ کر دیا۔ اُنھیں حالات بہت حد تک ویسے ہی نظر آتے تھے جیسے مصریوں نے بیان کیے تھے۔ یہ درُست تھا کہ وہ غلام تھے اور اُنھیں اُس تمام ظُلم وستم کو برداشت کرنا تھا جو بیگار لینے والے اُن پر ڈھاتے تھے۔ اُن کے بچّوں کو ڈھُونڈ ڈھُونڈ کر قتل کیا جاتا اور اُن کی اپنی جانیں بوجھ بنی ہوئی تھیں۔ تاہم وہ آسمان کے خُدا کی عبادت کرتے تھے۔ اگر یہوواہ واقعی سب معبُودوں سے اعلیٰ ہوتا تو وہ یقیناً اُنھیں بُت پرستوں کی غلامی میں نہ چھوڑتا۔ لیکن جو خُدا کے ساتھ وفادار تھے وہ جانتے تھے کہ اِس کی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل خُدا سے دُور ہو گئے تھے یعنی وہ بُت پرست قوموں کے ساتھ شادی بیاہ کرنے کی طرف مائل ہو گئے۔ یُوں وہ بُت پرست ہو گئے اِس لیے خُدا نے اُنھیں غلامی میں چھوڑ دیا۔ اُنھوں نے اپنے بھائیوں کو یقین دلایا کہ خُدا بہت جلد ظالم کے جُوئے کے بندھنوں کو توڑ ڈالے گا۔

عبرانیوں کو یہ توقّع تھی کہ اُن کے ایمان کی آزمائش کے بغیر ہی یا کسی مُصیبت اور تکلیف کو برداشت کیے بغیر اُنھیں آزادی مِل جائے گی۔ لیکن وہ اب تک مخلصی کے لیے تیار نہ تھے۔ خُدا پر اُن کا بہت تھوڑا ایمان تھا اور وہ اپنی مُصیبتوں کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کے لیے رضامند نہیں تھے جب تک کہ خُدا اُن کے لیے کام کرنے کا مناسب موقع نہ دیکھے۔ بہُت سے لوگ اجنبی ملک میں جانے کی تکلیفوں کو برداشت کرنے کی بجائے غلامی میں رہنے کے لیے رضامند تھے اور بعضوں کی عادات

اِس حد تک مصریوں کی مانند بن گئی تھیں کہ وہ مصر ہی میں رہنے کو ترجیح دیتے تھے۔ اِس لیے خُداوند نے فرعون کے سامنے اپنی قُدرت کا پہلا مظاہرہ کرتے وقت ہی اُن کو رہا نہ کیا۔ اُس نے ایسے حالات کی اجازت دی جس سے مصری بادشاہ کی ظالمانہ طبیعت پُورے طور پر پکّی ہو جائے اور اِس کے ساتھ ہی وہ اپنے آپ کو اپنے لوگوں پر ظاہر کرے۔ خُدا کے انصاف، اُس کی قُدرت اور اُس کی محبّت کو دیکھ کر وہ مصر کو چھوڑنا اور اُس کی خدمت میں شامل ہونا زیادہ پسند کریں گے۔ موسیٰ کا کام اِس قدر مُشکل نہ ہوتا اگر بہت سے اسرائیلی اِتنے خراب نہ ہو گئے ہوتے کہ وہ مصر کو چھوڑنے کو بھی تیار نہ تھے۔

خُداوند نے مُوسیٰ کو ہدایت کی کہ وہ پھر بنی اسرائیل کے پاس جائے اور اُس کی مزید مہربانیوں کا یقین دِلا کر مخلصی کے وعدے کو اُن کے سامنے از سرِ نو پیش کرے۔ وہ حُکم کے مطابق گیا لیکن وہ شنوا نہ ہُوئے۔ کلامِ مقدّس میں لکھا ہے کہ "انھوں نے دِل کی کُڑھن اور غلامی کی سختی کے سبب سے موسیٰ کی بات نہ سُنی۔" (خروج ۶: ۹) موسیٰ کو پھر خُداوند کا حکم ملا کہ "جا کر مصر کے بادشاہ فرعون سے کہہ کہ بنی اسرائیل کو اپنے ملک میں سے جانے دے۔" (خروج ۶: ۱۱) مایوس ہو کر اُس نے جواب دیا کہ "دیکھ بنی اسرائیل نے تو میری سُنی نہیں ..... فرعون میری کیونکر سُنے گا؟" اُسے کہا گیا کہ وہ ہارون کو ساتھ لے کر فرعون کے سامنے جائے اور فرعون سے مطالبہ کرے کہ "وہ بنی اسرائیل کو اپنے ملک سے جانے دے۔"

اُسے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ فرعون اُس وقت تک رضامند نہ ہو گا جب تک کہ خُدا مصر پر آفتیں نازل کر کے بنی اسرائیل کو اپنی قُدرت کا خاص مظاہرہ دکھا کر نکال نہ لے جائے۔ ہر آفت کے نازل ہونے سے پیشتر موسیٰ کو اُس آفت کی نوعیت اور اُس کے اثرات کو واضح کرنا تھا تاکہ اگر فرعون چاہے تو اپنے آپ کو اُس آفت سے بچا سکے۔ ہر سزا کو رد کر دینے سے سخت تر سزا نازل ہونے کو تھی جب تک کہ اُس کا مغرور دِل عاجز نہ ہو جائے اور وہ آسمان و زمین کے خالق کو حقیقی اور زندہ خُدا تسلیم نہ کرے۔

خُداوند مصریوں کو موقع دینا چاہتا تھا تاکہ وہ دیکھ لیں کہ یہوواہ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے کی صُورت میں اُن کے قوی آدمیوں کی حکمت کتنی ہیچ، اُن کے دیوتاؤں کی طاقت کتنی کمزور تھی۔ وہ مصر کے لوگوں کو اُن کی بت پرستی کی سزا دینا چاہتا تھا کہ اُن کی شیخیوں کو بیکار ثابت کرے کہ اُن کو سب برکتیں بے سمجھ اور بے جان دیوتاؤں سے ملتی ہیں۔ خُدا اپنے نام کو جلال بخشنا چاہتا تھا تاکہ دُوسری قومیں اُس کی طاقت کا حال سُن کر اُس کے زبردست کاموں کے سبب اُس کے آگے لرزاں ہوں اور تاکہ اُس کی اُمّت اپنی بُت پرستی سے اُس کی طرف پھرے اور خلوُص قلبی سے اُس کی عبادت کرے۔

موسیٰؔ اور ہارونؔ پھر فرعونؔ کے شاہی محلوں میں داخل ہوئے۔ وہاں عالیشان ستوُن اور زرق برق سازوسامان، نقش ونگار اور دیوتاؤں کی سنگین مُورتیں جن کو محنت سے تراشا اور بنایا گیا تھا، جابجا نصب تھیں جن کے درمیان، اُس زمانہ کی سب سے زبردست سلطنت کے بادشاہ کے حُضور غلام قوم کے دو نمایندے کھڑے تھے تاکہ خُدا کی طرف سے اِسرائیل کی رہائی کا حکم اُس کے سامنے دُہرائیں۔ فرعونؔ نے مطالبہ کیا کہ وہ خُدا کی طرف سے حکم لاتے کا ثبوت کسی معجزے کے ذریعہ پیش کریں۔ موسیٰؔ اور ہارونؔ کو ہدایت دی گئی تھی کہ ایسا مطالبہ کیے جانے کی صورت میں اُنھیں کیا کرنا تھا اور ہارونؔ نے لاٹھی لی اور فرعونؔ کے سامنے زمین پر ڈال دی۔ وہ سانپ بن گئی۔ فرعونؔ نے اپنے "داناؤں اور جادُوگروں" کو بُلوایا اور "اُنھوں نے بھی اپنی اپنی لاٹھی سامنے ڈالی اور وہ سانپ بن گئیں لیکن ہارونؔ کی لاٹھی اُن کی لاٹھیوں کو نِگل گئی" (خرُوج ۷: ۱۲) تب فرعونؔ نے پہلے سے زیادہ سخت دل ہوکر اپنے خادموں کو موسیٰؔ اور ہارونؔ کے برابر طاقتور قرار دیا اور اُس نے خُدا کے خادموں کو دھوکے باز ٹھہرایا اور اُن کے مطالبات کو ردّ کرنے میں سلامتی سمجھی۔ تاہم جب اُس نے اُن کے پیغام کو ردّ کر دیا تو الٰہی طاقت مزاحم ہو رہی تھی کہ وہ اُنھیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔

یہ خُدا کا ہاتھ تھا جس سے فرعونؔ کے سامنے معجزے دکھائے گئے نہ کہ کوئی انسانی طاقت یا اثر جو موسیٰؔ یا ہارونؔ سے منسُوب کیا جا سکتا تھا۔ اُن نشانات اور عجائبات سے

مقصود تھا کہ فرعونؔ کو قائل کیا جائے کہ خُدائے عظیم 'میں ہُوں' نے موسیٰؔ کو بھیجا تھا اور یہ فرعونؔ کا فرض تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو جانے دے کہ وہ زندہ خُدا کی عبادت کریں۔ جادُوگروں نے بھی نشانات اور عجائبات دِکھائے کیونکہ اُنھوں نے نہ صرف اپنی عقل کے زور سے بلکہ اپنے دیوتا یعنی شیطان کی طاقت سے معجزے دکھائے، جس نے اُنھیں یہوواہ کے معجزہ کی نقل کرنے میں مدد دی۔

جادُوگروں نے اپنی لاٹھیوں کو حقیقت میں سانپ نہ بنایا تھا بلکہ جادُو کے زور سے بڑے دھوکہ باز یعنی شیطان کی مدد سے اُنھوں نے یہ منظر پیدا کیا تھا۔ یہ شیطان کی طاقت سے بعید تھا کہ وہ لاٹھیوں کو زِندہ سانپوں میں تبدیل کرے۔ بدی کا شہزادہ، اگرچہ گرائے ہُوئے فرشتے کی تمام حِکمت اور طاقت کا حامل ہے؟ تاہم اُس میں خلق کرنے یا زِندہ کرنے کی طاقت پائی نہیں جاتی۔ یہ خاص حق فقط خُدا ہی کا ہے۔ لیکن جو کچھ شیطان کی طاقت میں تھا اُس نے کر دِکھایا، اُس نے جعلی منظر پیش کیا۔ اِنسانوں کو وہ لاٹھیاں سانپوں میں تبدیل نظر آتی تھیں۔ فرعونؔ اور اُس کے درباری ایسا ہی یقین کرتے تھے۔ اِن سانپوں کی صُورت میں اور اُس سانپ میں جو موسیٰؔ کے معجزہ سے پیدا ہُوا تھا، بظاہر کوئی اِمتیازی فرق نہ تھا۔ اگرچہ خُدا نے موسیٰؔ کے سانپ کو قُدرت دی کہ وہ جعلی سانپوں کو نِگل جائے، پھر بھی فرعونؔ نے اِس کو خُدا کی قُدرت سے منسُوب نہ کیا بلکہ اپنے خادموں کے جادُو سے اعلیٰ جادُو کا نتیجہ قرار دیا۔

فرعونؔ نے الٰہی حکم کا مُقابلہ کر کے اِصرار کرنے کو حق بجانب سمجھا اِس لیے وہ کسی ایسے بہانے کی تلاش کر رہا تھا جس سے وہ خُدا کے معجزوں کو جو خُدا نے موسیٰؔ کے ذریعہ ظاہر کیے تھے نظر انداز کر دے۔ شیطان نے اُس کو وُہی کچھ دیا جس کی اُسے خواہش تھی۔ اُن کاموں سے جو اُس نے جادوگروں کے ذریعہ کیے اُس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مُوسیٰؔ اور ہارون بھی محض جادُوگر اور ساحر ہیں اور اُن کا پیغام کسی اعلیٰ ہستی کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اِس طرح شیطان کی جعل سازی کا مقصد بر آیا کہ مصریوں کو اُس کی بغاوت میں اور زیادہ دلیر کرے اور فرعونؔ کے دِل کو قائل نہ ہونے کے لیے اور بھی زیادہ

سخت کر دیا۔ شیطان کو یہ توقع بھی تھی کہ موسیٰ اور ہارون کے اِیمان میں شک ڈال دے۔ کہ اُن کا کام خُدا کی طرف سے نہیں تھا تاکہ اُس کے ہتھیار کارگر ہو جائیں۔

لیکن بدی کے شہزادے کا جادوگروں کے ذریعہ عجائبات دکھانے میں ایک اور گہرا مقصد پایا جاتا تھا۔ وہ بخُوبی جانتا تھا کہ موسیٰ کا بنی اسرائیل کی غلامی کے بندھنوں کو توڑنا خُداوند مسیح کا نشان تھا جو نسلِ انسانی پر سے گُناہ کی حکومت کو تباہ کرنے کو تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جب مسیح خُداوند ظاہر ہوگا تو زبردست مُعجزے ظہور میں آئیں گے جو دُنیا کے سامنے اِس بات کا ثبوُت ہوں گے کہ خُدا نے اُسے بھیجا ہے۔ شیطان اُس کی طاقت کا خیال کر کے کانپتا تھا۔ خُدا کے مُعجزوں کی نقل کرنے سے، جو موسیٰ کے ذریعہ کیے گئے تھے، اُسے یہ اُمید تھی کہ وہ نہ صرف بنی اسرائیل کی رہائی کو روک دے گا، بلکہ مُستقبل زمانوں میں ایسا اثر ڈالے گا کہ لوگوں کا اِیمان مسیح خُداوند کے معجزات پر بالکل تباہ ہو جائے۔ شیطان لگاتار مسیح خُداوند کے مُعجزات کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنی طاقت اور دعاوی کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو ورغلاتا ہے کہ وہ مسیح کے مُعجزات کو محض اِنسانی عقل اور طاقت کا نتیجہ خیال کریں۔ اِس طرح وہ بہُت سے لوگوں کے دماغوں سے اُس اِیمان کو، کہ مسیح یسُوع خُدا کا بیٹا ہے، تباہ کر دیتا ہے اور اُنھیں ورغلاتا ہے کہ وہ مخلصی کی تجویز کے ذریعہ پیش کردہ پُرمحبت پیشکشوں کو ردّ کر دیں۔

مُوسیٰ اور ہارون کو ہدایت ملی کہ وہ اگلی صُبح دریا کے کنارے جائیں جہاں بادشاہ اکثر جایا کرتا تھا۔ نیل کا پانی سارے مصر کے لیے خوراک اور دولت کا باعث تھا، لہٰذا دریائے نیل کو دیوتا سمجھ کر اُس کی پرستش کی جاتی تھی اور فرعون روزانہ وہاں جا کر پُوجا کیا کرتا تھا۔ اِسی مقام پر دونوں بھائیوں نے اُسے پھر خُدا کا پیغام دیا اور پھر اُنھوں نے لاٹھی کو اُٹھا کر اُسے دریا کے پانی پر مارا۔ اُن لوگوں کے پاک دریا میں اب خُون ہی خُون بہہ رہا تھا، مچھلیاں مر گئیں اور دریا سے تعفّن اُٹھنے لگا۔ گھروں اور حوضوں میں بھی پانی کا سب ذخیرہ خُون میں تبدیل ہو گیا۔ لیکن مصر کے جادوگروں نے بھی اپنے جادو سے ایسا

ہی کیا" اور" فرعون لَوٹ کر اپنے گھر چلا گیا اور اُس کے دِل پر کچھ اثر نہ ہُوا۔" یہ آفت سات دِن تک جاری رہی لیکن اِس کا کچھ اثر نہ ہُوا۔

پھر لاٹھی کو پانی پر مارا گیا اور دریا سے مینڈک نکلے اور سارے ملک کو بھر دیا۔ مینڈکوں نے گھروں کو بھر دیا اور آرام گاہوں پر چھا گئے یہاں تک کہ تنوروں اور آٹا گوندھنے کے لگنوں میں بھی گھستے پھرے۔ مصری مینڈکوں کو مُقدّس سمجھتے تھے اور وہ اُنھیں مارنا نہیں چاہتے تھے لیکن اِن لجلجے مینڈکوں کی آفت اب ناقابلِ برداشت ہو رہی تھی۔ وہ فرعون کے محلّوں میں بھی بھر گئے اور بادشاہ اُن کو دفع کرنے کے لیے بہت بیچین تھا۔ جادُوگر بھی بظاہر مینڈک چڑھا لائے لیکن وہ اُن کو دُور نہ کر سکے۔ یہ دیکھ کر فرعون کسی حد تک فروتن ہُوا۔ اُس نے موسیٰ اور ہارون کو بُلوا کر کہا " خُداوند سے شفاعت کرو کہ مینڈکوں کو مُجھ سے اور میری رعیّت سے دفع کرے اور مَیں اِن لوگوں کو جانے دُونگا تاکہ وہ خُداوند کے لیے قُربانی کریں۔" (خرُوج ۸: ۷، ۸)۔ بادشاہ کو اُس کا پہلا فخر یاد دِلا کر اُنھوں نے اُس سے درخواست کی کہ وقت مقرّر کرے تاکہ اِس آفت کو دُور کرنے کے لیے دُعا کریں۔ اُس نے اگلا دن مقرر کیا اور درپردہ یہ توقّع کی کہ مینڈک خُود بخُود غائب ہو جائیں اور اِس طرح وہ اسرائیل کے خُدا کے آگے زیر ہونے کی سخت ذلّت سے بچ جائے۔ تاہم آفت وقتِ مقررہ تک جاری رہی، تب سارے مصر کے مینڈک مر گئے لیکن سڑے ہُوئے مینڈکوں کی بدبُو سے ساری ہوا گندی ہو گئی۔

خُدا اُنھیں ایک لمحہ میں مٹّی میں لَوٹا سکتا تھا لیکن اُس نے ایسا نہ کیا۔ مبادا اُن کو دفع کرنے کے بعد بادشاہ اور اُس کے لوگ اُسے جادوگری یا ساحری کا نتیجہ سمجھیں جیسے کہ جادُوگروں نے کیا تھا۔ مینڈک مر گئے اور پھر اُن کے ڈھیر لگا دیئے گئے۔ اِس میں بادشاہ اور مصر کے سب لوگوں کے لیے گواہی تھی جس کو اُن کی باطل فیلسوفی ردّ نہ کر سکتی تھی کہ یہ معجزہ جادُو کے ذریعہ سے نہیں ہُوا بلکہ وہ آسمان کے خُدا کی طرف سے ایک آفت تھی۔

" جب فرعون نے دیکھا کہ چھٹکارا مِل گیا تو اُس نے اپنا دل سخت کر لیا۔" (خرُوج ۸: ۱۵)۔ خُدا کے حکم سے ہارون نے اپنی لاٹھی بڑھائی اور تمام ملکِ مصر کی گرد جُوئیں بن گئی۔

فرعون نے جادوگروں کو حکم دیا کہ وہ بھی ایسا ہی کریں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ اِس طرح سے خُدا کا کام شیطان کے کام سے زور آور ثابت ہُوا۔ جادوگروں نے خود بھی اِقرار کیا کہ "یہ خُدا کا کام ہے۔" لیکن اَب تک فرعون پر کچھ اثر نہ ہُوا۔

اِلتماس اور آگاہی بیکار ثابت ہوئیں اور ایک اَور آفت نازل ہوئی۔ اُس کے نازل ہونے کا وقت پہلے سے بتا دیا گیا تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ وہ خود بخود نازل ہوئی۔ مچھّروں کے غولوں کے غول نے گھروں اور ساری زمین کو بھر دیا یہاں تک کہ "ان مچھّروں کے غولوں کے سبب سے مُلک کا ناس ہو گیا۔" یہ مچھّر بڑے بڑے اور زہریلے تھے اور اُن کے کاٹنے سے اِنسان اور حیوان دونوں کو سخت درد ہوتا تھا۔ جیسا کہا گیا تھا اِس آفت کا جشن کی زمین پر کوئی اثر نہ ہُوا۔

اب فرعون نے اسرائیلیوں کو اجازت دے دی کہ وہ مصر میں رہ کر قُربانی کریں لیکن اُنھوں نے ایسی شرائط منظور نہ کیں۔ موسیٰ نے کہا: "ایسا کرنا مناسب نہیں کیونکہ ہم خُداوند اپنے خُدا کے لیے اُس چیز کی قربانی کریں گے جس سے مصری نفرت رکھتے ہیں۔ سو اگر ہم مصریوں کی آنکھوں کے آگے اُس چیز کی قُربانی کریں جس سے وہ نفرت رکھتے ہیں تو کیا وہ ہم کو سنگسار نہ کر ڈالیں گے؟" وہ جانور جن کی قُربانی عبرانیوں کو چڑھانا تھی اُن کو مصری مُقدّس خیال کرتے تھے اور اُن جانوروں کی اِتنی تعظیم کی جاتی تھی کہ اگر اُن میں سے ایک کو بھی ذبح کیا جائے، خواہ اتفاقیہ ہی کیوں نہ ہو، تو ایسے جُرم کی سزا موت تھی۔ اسرائیلیوں کے لیے یہ ناممکن تھا کہ وہ مصریوں کو ٹھوکر کھلائے بغیر مصر ہی میں رہ کر عبادت کر سکیں۔ موسیٰ نے پھر یہ تجویز پیش کی کہ وہ تین دن کا سفر کر کے بیابان میں جائیں۔ بادشاہ رضامند ہو گیا اور اُس نے خُدا کے خادموں کی مِنّت کی کہ یہ آفت دُور ہو جائے۔ اُنھوں نے ایسا کرنے کا وعدہ کیا لیکن اُسے آگاہ کیا کہ وہ اُن کے ساتھ دھوکا بازی سے پیش نہ آئے۔ آفت تو رُک گئی لیکن لگاتار بغاوت کے سبب سے وہ سخت دِل ہو گیا اور اب بھی رضامند ہونے سے اِنکار کیا۔

ایک اور ہولناک آفت نازل ہوئی یعنی مصر کے تمام مویشیوں پر جو کھیتوں میں تھے،

مری پھیل گئی۔ ہر دو پاک اور بار برداری کے جانور یعنی گائے بیل، بھیڑیں، گھوڑے، اُونٹ اور گدھے تباہ ہو گئے۔ یہ صفائی سے کہہ دیا گیا تھا کہ عبرانی اِس آفت سے آزاد رہیں گے اور جب فرعونؔ نے اِسرائیلیوں کے گھروں میں آدمی بھیجے تو موسٰیؔ کی بات سچّی ثابت ہوئی کہ "اسرائیلیوں کے چوپایوں میں سے ایک بھی نہیں مرا ہے۔" پھر بھی بادشاہ اپنی ضد پر قائم رہا۔

پھر موسٰیؔ کو حکم ہُوا کہ بھٹّی کی راکھ اپنی مُٹھّی میں لے اور "فرعون کے سامنے آسمان کی طرف اُڑا دے۔" یہ فعل بُہت بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ چار سو سال پیشتر خُدا نے ابرہامؔ کے ساتھ اپنے لوگوں کی آیندہ غلامی کا ذِکر کیا تھا اور اُسے بھٹّی کے دھوئیں اور جلتے چراغ سے مُشابہت دی تھی۔ اُس نے بتا دیا تھا کہ وہ اِسرائیل پر ظُلم کرنے والوں پر آفتیں نازِل کرے گا اور اسیروں کو بڑے مال و اسباب کے ساتھ نکال لائے گا۔ مصر میں اسرائیل بہت مُدّت تک مُصیبت کی بھٹّی میں کراہتے رہے۔ موسٰیؔ کا یہ فعل اُن کو اِس بات کا یقین دِلاتا تھا کہ خُدا اپنے عہد کو یاد رکھتا ہے اور یہ کہ اُن کی مَخلصی کا وقت آ پہنچا ہے۔

جُونہی کہ راکھ آسمان کی طرف اُڑائی گئی اُس کی باریک گرد ساری سرزمین میں پھیل گئی اور جہاں کہیں وہ پڑی وہاں "آدمیوں اور جانوروں کے جسم پر پھوڑے اور پھپھولے بن گئے۔" اب تک پُجاریوں اور جادُوگروں نے فرعونؔ کی اپنی ضد پر اَڑے رہنے میں حوصلہ افزائی کی تھی لیکن اب ایک ایسی آفت نازل ہوئی تھی جس میں وہ بھی مُبتلا تھے۔ نفرت انگیز اور تکلیف دِہ بیماری میں مُبتلا ہونے کی وجہ سے اُن کی شیخی مارنے والی طاقت نے اُن کو اَور بھی قابلِ نفرت بنا دیا۔ اب وہ اسرائیل کے خُدا کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ رکھتے تھے۔ ساری قوم کی جادُوگروں پر بھروسہ رکھنے کی نادانی ظاہر ہو گئی کیونکہ وہ خود اپنے جسم کی حفاظت نہ کر سکتے تھے۔

لیکن فرعونؔ کا دِل اَور بھی سخت ہو گیا۔ اور اب خُداوند نے اُس کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ "مَیں اَب کی بار اپنی سب بلائیں تیرے دِل اور تیرے نوکروں اور تیری رعیّت پر نازل کروں گا تاکہ تُو جان لے کہ تمام دُنیا میں میری مانند کوئی نہیں ہے۔۔۔ مَیں

نے تجھے فی الحقیقت اِس لیے قائم رکھا ہے کہ اپنی قوّت تجھے دکھاؤں۔" (خروج ۹ : ۱۴-۱۶)-
خُدا نے فقط اِسی مقصد کے لیے زندگی نہیں دی تھی لیکن اُس کی قُدرتِ کاملہ نے حالات کو اِس طریقے سے ترتیب دی تھی کہ اُسے بنی اسرائیل کی رہائی کے عین وقتِ معیّنہ پر تخت نشین کرے۔ اگرچہ یہ مغرور اور ظالم بادشاہ اپنے جرائم کی وجہ سے خُدا کے رحم سے محرُوم ہو گیا تھا تاہم اُس کی زندگی اِس لیے محفُوظ رکھی گئی تھی کہ اُس کی ضِد کے باعث خداوند ملکِ مصر میں اپنے عجائبات دکھائے۔ واقعات کی ترتیب اِنتظامِ الٰہی کے مطابق ہے۔ وہ کسی رحمدل بادشاہ کو تخت نشین کر سکتا تھا جو خدا کی قُدرت کے زبردست مظاہروں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ لیکن اُس صورت میں خُداوند کے مقاصد پُورے نہ ہوتے۔ اُس کے لوگ اِس لیے مصر کے پیس ڈالنے والے ظلم میں سے گزارے گئے تاکہ وہ بُت پرستی کے پست کرنے والے اثرات سے دھوکہ نہ کھائیں۔ فرعون کے ساتھ ایسا سلُوک روا رکھنے میں خُداوند نے بُت پرستی کے بارے میں اپنی نفرت کا اظہار کیا اور ظُلم اور ایذا رسانی کی سزا دینے کے لیے مُصمّم اِرادہ ظاہر کیا۔

خُدا نے فرعون کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ "مَیں اُس کے دِل کو سخت کروں گا اور وہ اُن لوگوں کو جانے نہیں دے گا۔" (خرُوج ۴ : ۲۱) بادشاہ کے دِل کو سخت کرنے کے لیے کوئی فوق الفطرت قوّت استعمال نہ کی گئی۔ خُدا نے فرعون کو الٰہی قوّت کا سب سے بیّن ثبوت دیا، لیکن بادشاہ نے اِنتہائی ضد سے اُس روشنی کو ردّ کر دیا۔ لامحُدود قدرت کے ہر مظاہرہ کو ردّ کر دینے سے وہ اپنی بغاوت میں اَور بھی زیادہ پختہ ہوتا گیا۔ پہلے مُعجزہ کو ردّ کرتے وقت بغاوت کے جو بیج اُس نے بوئے تھے اُن کی فصل پک کر تیار ہو گئی جبکہ وہ بتدریج اپنی ضِد میں بڑھتا گیا اور اپنی روش پر چلتا رہا، اُس کا دِل سخت سے سخت تر ہوتا گیا تاوقتیکہ اُس نے پہلوٹھوں کی بے جان اور ٹھنڈی لاشوں کو دیکھ نہ لیا۔

خُدا اپنے خادموں کے ذریعہ اپنے لوگوں سے ہمکلام ہوتا ہے اور اُنھیں گُناہ کے خلاف آگاہیاں، تنبیہ اور ملامتیں بھیجتا ہے۔ وہ ہر شخص کو موقع دیتا ہے کہ وہ اپنے چال چلن میں پُختہ ہو جانے سے پہلے اپنی غلطیوں کی اِصلاح کرے، لیکن اگر کوئی اِصلاح کرنے سے

اِنکار کر دے تو الٰہی قدرت اُس کی اپنی روش پر چلتے رہنے کے جذبہ کو بے اثر کرنے کے لیے مُداخلت نہیں کرتی۔ اُسی روش پر چلتے رہنا اُس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ وہ روحُ القدُس کے اثر کے خِلاف اپنے دِل کو سخت کر رہا ہے۔ اگر روشنی کو پھر بھی ردّ کر دیا جائے تو وہ شخص اپنے آپ کو اُس مقام تک پُہنچا دیتا ہے جہاں مضبُوط اثرات بھی کارگر نتائج پیدا کرنے میں ناکام ثابت ہوتے ہیں۔

جو ایک مرتبہ آزمائش میں گر جاتا ہے اُس کے لیے دوبارہ آزمائش میں گرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ہر مرتبہ گناہ کا مرتکب ہونے سے اُس کی مُقابلہ کرنے کی قوّت کم ہو جاتی ہے، اُس کی آنکھیں اَندھی ہو جاتی ہیں اور اُس کی ضمیر مُردہ ہو جاتی ہے۔ ہر گناہ جسے دِل میں جگہ دی جاتی ہے فصل پیدا کرے گا۔ خُدا فصل کو روکنے کے لیے کوئی معجزہ نہیں کرتا۔ "آدمی جو کچھ بوتا ہے وُہی کاٹے گا۔" (گلتیوں ۶: ۷)۔ جو مُلحدانہ ڈِھٹائی کرتا اور سچائی سے ہٹ دھرمی اور غفلت کا رویّہ رکھتا ہے، وہ فقط اُس فصل کو کاٹتا ہے جسے اُس نے بویا ہے۔ اِس طرح ہزاروں لوگ، اُن سچائیوں کو جن سے کسی وقت اُن کی رُوحیں جوش سے بھر جاتی تھیں، اِنتہائی غفلت سے سُنتے ہیں۔ اُنھوں نے غفلت اور سچائی کی مخالفت بوئی اور اب اُن کی یہ فصل پیدا ہوئی جسے وہ کاٹتے ہیں۔

جو اپنی مجرم ضمیر کی آواز کو اِس خیال سے خاموش کرتے ہیں کہ وہ جب چاہیں بدی کی روش کو تبدیل کر سکتے ہیں اور یہ اُمید کرتے ہیں کہ وہ رحم کی بُلاہٹوں کی حقارت کر کے اُن سے بعد میں بار بار متاثر ہو سکتے ہیں، اپنے لیے خطرہ مول لیتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اپنا سارا اثر بڑے باغی شیطان کی جانب ڈالنے کے باوجُود سب سے زیادہ نازک موقع پر، جب وہ خطرہ میں محصُور ہو جائیں گے، وہ اپنے سردار کو تبدیل کر لیں گے۔ لیکن یہ اِتنی آسانی سے نہیں ہو سکتا۔ تجربہ، تعلیم اور گُناہ سے کھیلنے والی تمام زندگی کا ضبط، اُس کے چال چلن کو اِس قدر پُختگی سے اپنے سانچہ میں ڈھال چُکے ہیں کہ بعد میں وہ مسیح خُداوند کی صُورت کو اپنی زندگی میں قبُول نہیں کر سکتے۔ اگر اُن کی راہ پر قطعاً کوئی روشنی نہ چمکتی تو معاملہ کچھ اَور ہوتا۔ شاید رحم مزاحم ہو اور اُنھیں قبولیّت کا موقع دے، لیکن جب

مُدّتِ دراز تک روشنی کو ردّ کیا جائے اور اُس کی حقارت کی جائے تو آخر کار وہ روشنی تاریکی بن جائے گی۔

اِس کے بعد جس آفت کا خوف فرعون کو دلایا گیا، وہ اولوں کی آفت تھی۔ اُسے آگاہ کیا گیا کہ "پس آدمی بھیج کر اپنے چوپائیوں کو اور جو کچھ تیرا مال کھیتوں میں اُس کو اندر کر لے کیونکہ جتنے آدمی اور جانور میدان میں ہوں گے اور گھر میں نہیں پہنچائے جائیں گے اُن پر اولے پڑیں گے اور وہ ہلاک ہو جائیں گے۔" (خروج ۹: ۱۹) مصر میں بارش یا اولوں کا گرنا معمول کے خلاف تھا اور جس قسم کے طوفان کی پیش خبری دی گئی تھی، پہلے کبھی مشاہدے میں نہ آیا تھا۔ یہ خبر جلد سب جگہ پھیل گئی اور جن لوگوں نے خُداوند کی بات کا یقین کیا اُنھوں نے اپنے مویشیوں کو جمع کر لیا، لیکن جنھوں نے اِس آگاہی کو حقیر جانا اُنھوں نے اپنے مویشی میدان میں رہنے دیئے۔ اِس طرح اِس آفت کے دَوران میں خُدا کے رحم کو ظاہر کیا گیا، لوگوں کا اِمتحان کیا گیا اور یہ ظاہر ہو گیا کہ خُدا کی قدرت کے مظاہرے پر کتنے لوگوں کی رہنمائی کی گئی کہ وہ خُدا سے ڈریں۔

طوفان پیشین گوئی کے مُطابق نازِل ہوا جس میں رعد، اولے اور آگ ملی جُلی تھی۔ "اور وہ اولے ایسے بھاری تھے کہ جب سے مصری قوم آباد ہوئی ایسے اولے مُلک میں کبھی نہیں پڑے تھے۔ اور اولوں نے سارے ملکِ مصر میں اُن کو جو میدان میں تھے کیا اِنسان کیا حیوان سب کو مارا اور کھیتوں کی ساری سبزی کو بھی اولے مار گئے اور میدان کے سب درختوں کو توڑ ڈالا۔" ہلاک کرنے والے فرشتے کی راہ میں بربادی اور تباہی کے سوا اَور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ فقط جشن کی زمین اِس آفت سے محفوظ رہی مصریوں پر یہ ثابت کر دیا گیا کہ زمین زندہ خُدا کے تابع ہے، کہ عناصر اُس کی آواز کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور یہ کہ سلامتی فقط اُس کی فرمانبرداری کرنے ہی میں پائی جاتی ہے۔

الٰہی غضب کے نازِل ہونے پر سارا مصر کانپ اُٹھا۔ فرعون نے جلدی سے دونوں بھائیوں کو بُلا بھیجا اور چِلّا کر کہا۔ "میں نے اِس دفعہ گُناہ کیا۔ خُداوند صادق ہے اور مَیں اور میری قوم ہم دونوں بدکار ہیں۔ خُداوند سے شفاعت کرو کیونکہ یہ زور کا گرجنا اور

اولوں کا برسنا بہت ہو چکا اور مَیں تم کو جانے دوں گا اور تم اب رُکے نہیں رہو گے۔" (خروج ۹: ۲۷، ۲۸)۔ جواب یہ تھا کہ " میں شہر سے باہر نکلتے ہی خُداوند کے آگے ہاتھ پھیلاؤں گا اور رعد موقوف ہو جائے گا اور اولے بھی پھر نہ پڑیں گے تاکہ تُو جان لے کہ دُنیا خُداوند ہی کی ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تُو اور تیرے نوکر اب بھی خُداوند خُدا سے نہیں ڈرو گے۔" (خروج ۹: ۲۹، ۳۰)

موسیٰ جانتا تھا کہ تنازعہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ فرعون کے یہ اقرار اور وعدے اُس کے دِل و دماغ کی حقیقی تبدیلی کا نتیجہ نہ تھے بلکہ خوف اور غم کے سبب سے تھے۔ تاہم موسیٰ نے اُس کی درخواست منظور کرنے کا وعدہ کیا کیونکہ وہ مزید ضِد کے لیے موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ خُدا کا نبی موسیٰ طوفان کے غیظ و غضب کی پرواہ نہ کرتے ہُوئے باہر نکل گیا اور فرعون اور اُس کے سب لشکر یہوواہ کی اپنے خادم کو محفوظ رکھنے والی قُدرت کے گواہ تھے۔ شہر سے باہر نکل کر" خُداوند کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ سو رعد اور اولے موقوف ہو گئے اور زمین پر بارش بھی تھم گئی۔" (خروج ۹: ۳۳) لیکن جُونہی بادشاہ کا خوف جاتا رہا تو اُس کا دِل پھر برگشتہ ہو گیا۔

تب خُداوند نے موسیٰ سے کہا کہ" فرعون کے پاس جا کیونکہ مَیں ہی نے اُس کے دِل اور اُس کے نوکروں کے دِل کو سخت کر دیا ہے تاکہ مَیں اپنے یہ نشان اُن کے بیچ دِکھاؤں اور تُو اپنے بیٹے اور اپنے پوتے کو میرے نشان اور وہ کام جو مَیں نے مِصر میں اُن کے درمیان کیے سُنائے اور تم جان لو کہ خُداوند مَیں ہی ہوں۔" (خروج ۱۰: ۱، ۲) خُداوند اپنی قُدرت اِس لیے ظاہر کر رہا تھا تاکہ بنی اسرائیل کا ایمان اُس پر مضبوط ہو جائے کہ فقط وہی سچا اور زندہ خُدا ہے۔ وہ شہادت پیش کرنا چاہتا تھا کہ وہ بنی اسرائیل اور مصریوں میں فرق رکھتا ہے اور وہ ساری قوموں پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ عبرانی جن سے انھوں نے نفرت کی اور جن کو انھوں نے ستایا، آسمان کے خُدا کی حفاظت میں تھے۔

موسیٰ نے بادشاہ کو آگاہ کیا کہ اگر وہ اب بھی ضِد کرے گا تو ٹڈیوں کی آفت نازل ہو گی جو سارے مُلک کی سطح کو ڈھانک لے گی اور جو سبزی بچ رہی ہے وہ اُس کو چٹ

کر جائیں گی۔ وہ گھروں میں بھر جائیں گی یہاں تک کہ محل میں بھی گھس جائیں گی۔ اُس نے کہا۔ یہ ایسی آفت ہو گی کہ "ایسا تیرے آبا و اَجداد نے جب سے وہ پیدا ہُوئے اُس وقت سے آج تک نہیں دیکھا ہو گا۔" (خُروج ۱۰ : ۶)

فرعَون کے مُشیر حیران ہو گئے۔ مویشیوں کے مر جانے سے مصری قوم کا بہت نُقصان ہُوا تھا۔ بہت سے لوگ اولوں سے بھی مر گئے تھے۔ جنگلوں کے درخت تباہ ہو گئے تھے اور فصلیں برباد ہو گئی تھیں۔ عبرانیوں کی محنت اور مشقّت سے جو کچھ اُنھیں حاصل ہُوا تھا وہ اُن کے ہاتھوں سے نکلتا جا رہا تھا۔ ساری سرزمین قحط کے خطرے میں پڑ گئی۔ شہزادے اور اُمرا، بادشاہ کے پاس جمع ہو گئے اور غُصّہ سے یہ مطالبہ کرنے لگے کہ "یہ شخص کب تک ہمارے لیے پھندا بنا رہے گا؟ اِن لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ خُداوند اپنے خُدا کی عبادت کریں۔ کیا تجھے خبر نہیں کہ مصر برباد ہو گیا؟" (خُروج ۱۰ : ۷)۔

مُوسیٰ اور ہارُون کو پھر طلب کیا گیا اور فرعون نے اُن سے کہا: "جاؤ اور خُداوند اپنے خُدا کی عبادت کرو پر وہ کون کون ہیں جو جائیں گے؟"

اُنھوں نے جواب دیا "ہم اپنے جوانوں اور بڈھوں اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں اور اپنی بھیڑ بکریوں اور اپنے گائے بیلوں سمیت جائیں گے کیونکہ ہم کو اپنے خُدا کی عید کرنی ہے۔"

بادشاہ غُصّہ سے بھر گیا اور کہنے لگا کہ "خُداوند ہی تمھارے ساتھ رہے۔ میں تو ضرور ہی تم کو بچّوں سمیت جانے دُوں گا۔ خبردار ہو جاؤ۔ اِس میں تمھاری خرابی ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہونے پائے گا۔ سو تم مرد ہی مرد جا کر خُداوند کی عبادت کرو کیونکہ تم یہی چاہتے تھے۔ اور وہ فرعون کے پاس سے نکال دیئے گئے۔" (خُروج ۱۰ : ۸-۱۱) فرعون نے کوشش کی تھی کہ سخت محنت و مشقّت سے بنی اسرائیلیوں کو تباہ کر دے لیکن اب اُس نے بہانہ کیا کہ اُسے اُن کی بہبُودی میں گہری دِلچسپی ہے اور اُن کے چھوٹے چھوٹے بچّوں کی حفاظت مقصُود ہے۔ اُس کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ عورتوں اور بچّوں کو اُن کے واپس آنے تک بطور ضمانت رکھ لے۔

اب مُوسیٰ نے اپنی لاٹھی مُلک پر بڑھائی اور پُروا آندھی چلی اور ٹڈیوں کو چڑھا لائی۔ "اُن کا دَل ایسا بھاری تھا کہ نہ تو اُن سے پہلے ایسی ٹڈیاں کبھی آئیں اور نہ اُن کے بعد

پھر آئیں گی۔" (خروج ۱۰ : ۱۴) اُنھوں نے سب آسمان کو بھر دیا۔ ایسا کہ ملک میں اندھیرا ہو گیا اور جو سبزی بچ گئی تھی اُس کو اُنھوں نے چٹ کر لیا۔ فرعون نے جلد نبیوں یعنی موسیٰ اور ہارون کو بُلا کر کہا "میں خُداوند تمھارے خُدا کا اور تمھارا گُنہگار ہوں۔ سو اِس بار میرا گُناہ بخشو اور خُداوند اپنے خُدا سے شفاعت کرو کہ وہ صرف اِس موت کو مجھ سے دُور کر دے۔" خروج ۱۰ : ۱۶، ۱۷)۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا اور پچھوا آندھی ٹڈیاں بحرِ قُلزم کو اُڑا لے گئی۔ پھر بھی بادشاہ ضد کر کے اپنے اِرادہ پر ڈٹا رہا۔

مصر کے لوگ اب مایوس ہو چکے تھے۔ جو آفتیں اب تک اُن پر نازل ہو چکی تھیں وہ تقریباً اُن کی برداشت سے باہر تھیں اور وہ مُستقبل کا خیال کر کے خوف زدہ ہو گئے۔ مصری قوم نے فرعون کی اپنے دیوتا کے خلیفہ کے طور پر پرستش کی تھی لیکن اب بہت سے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ وہ ایسی طاقت کا مقابلہ کر رہا تھا جس نے فطرت کی تمام قوتوں کو اپنی مرضی کو پُورا کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ عبرانی غلاموں کو جن پر اِس قدر معجزانہ طریقہ سے عنایات ہوئیں، اب مخلصی کا یقین ہوتا جا رہا تھا۔ بیگار لینے والے اب پہلے کی طرح اُن پر سختی کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے۔ سارے مصریوں کے دِلوں میں یہ خوف پوشیدہ تھا کہ اب یہ غلام قوم اُٹھ کر اپنا اِنتقام لے گی۔ ہر جگہ لوگ گھبرا کر یہ دریافت کرتے پھرتے تھے۔ اب کیا واقعہ ہو گا؟

اچانک سارے ملک پر تاریکی چھا گئی۔ وہ ایسی گہری اور سیاہ تھی کہ "جیسے ٹٹول سکیں۔" نہ صرف لوگ روشنی سے محرُوم ہو گئے بلکہ فضا کا دباؤ بہت بڑھ گیا، یہاں تک کہ سانس لینا بھی مُشکل تھا۔ "تین دن تک نہ تو کسی نے کسی کو دیکھا اور نہ کوئی اپنی جگہ سے ہلا۔ پر سب بنی اسرائیل کے مکانوں میں اُجالا رہا۔" (خُروج ۱۰ : ۲۱-۲۳)۔ مصری سُورج اور چاند کو معبُود سمجھتے تھے، اِس پُراسرار تاریکی میں لوگوں اور اُن کے دیوتاؤں کو اُس طاقت نے سزا دی جس نے غلاموں کی حمایت کا کام اپنے ذمّہ لیا تھا۔ اگرچہ یہ آفت ہولناک تھی تو بھی یہ آفت خُدا کے رحم کا ثبُوت ہے کہ وہ ہلاک کرنے کے لیے رضامند نہیں۔ وہ آخری اور سب سے ہولناک آفت بھیجنے سے پیشتر اُن کو سوچنے اور توبہ کرنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔

خوف کی وجہ سے فرعون آخرکار ایک اَور رعایت دینے پر مجبُور ہو گیا۔ تاریکی کے تیسرے روز کے خاتمہ پر اُس نے مُوسیٰؑ کو بُلوایا اور بنی اسرائیل کو جانے کی اِجازت اس شرط پر دی کہ وہ اپنی بھیڑ بکریوں اور گائے بیلوں کو وہیں چھوڑ جائیں۔ عبرانی نبی نے دلیرانہ جواب دیا کہ ایک کھُر تک بھی پیچھے نہ چھوڑا جائے گا۔ ۔ ۔ ۔ اور جب تک ہم وہاں پُہنچ نہ جائیں ہم نہیں جانتے کہ کیا کیا لے کر ہم کو خُداوند کی عبادت کرنی ہوگی۔" (خُروج ۱۰: ۲۴-۲۶)۔ بادشاہ نے غُصّہ سے بے قابُو ہو کر کہا کہ "میرے سامنے سے چلا جا اور ہوشیار رہ۔ میرا مُنہ دیکھنے کو مت آنا۔ کیونکہ جس دن تُو نے میرا مُنہ دیکھا تو مارا جائے گا۔" (خُروج ۱۰: ۲۸)

مُوسیٰؑ نے جواب دیا کہ "تُو نے ٹھیک کہا ہے۔ میں پھر تیرا مُنہ کبھی نہیں دیکھوں گا۔"

"یہ آدمی موسیٰؑ بھی ملکِ مصر میں فرعون کے خادموں کے نزدیک اور اُن لوگوں کی نگاہ میں بڑا بزرگ تھا۔" مصری مُوسیٰؑ سے دہشت کھاتے تھے۔ بادشاہ اُسے نقصان پُہنچانے کی جُرأت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ لوگ سمجھتے تھے کہ اِن آفتوں کو دُور کرنے کی طاقت صرف اسی میں پائی جاتی ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ اسرائیلیوں کو مصر سے نکل جانے کی اِجازت دی جائے۔ فقط بادشاہ اور پُجاری ہی آخری دم تک موسیٰؑ کے مُطالبات کی مخالفت کرتے رہے۔

فتح

جب شاہِ مصر کے سامنے بنی اسرائیل کی رہائی کا مطالبہ سب سے پہلی مرتبہ پیش کیا گیا تھا تو سب سے ہولناک آفت کے نازل ہونے کی آگاہی دی گئی تھی۔ موسیٰ کو حکم دیا گیا کہ وہ فرعون سے کہے "خداوند یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پہلوٹھا ہے اور میں تجھے کہہ چکا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کرے اور تو نے اب تک اُسے جانے دینے سے انکار کیا ہے۔ سو دیکھ میں تیرے بیٹے کو بلکہ تیرے پہلوٹھے کو مار ڈالوں گا۔" (خروج ۴: ۲۲، ۲۳)۔ اگرچہ مصری اسرائیلیوں سے نفرت کرتے تھے تاہم خدا نے انھیں عزت بخشی تھی کیونکہ اُس نے انھیں اپنی شریعت کے امین ہونے کے لیے دُوسری قوموں سے الگ کیا تھا۔ جو خاص برکتیں اور حقُوق انھیں بخشے گئے تھے اُن کی وجہ سے انھیں قوموں میں اُسی طرح فضیلت حاصل تھی جس طرح میرے پہلوٹھے کو دُوسرے بھائیوں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

وہ آفت جس کی آگاہی مصر کو سب سے پہلے دی گئی تھی سب سے آخر میں نازل ہونے کو تھی۔ خدا تحمّل کرنے والا اور شفقت میں غنی ہے۔ وہ انسانوں کی بہت حفاظت کرتا ہے جو اُس کی شبیہ پر پیدا کیے گئے ہیں۔ اہلِ مصر کی فصلوں، بھیڑ بکریوں اور مویشیوں کا نقصان انھیں توبہ کی طرف مائل کرتا، تو اُن کے بچّے نہ مارے جاتے، لیکن اس قوم نے ضِد کر کے الٰہی حکم کی مزاحمت کی اور اب یہ آخری آفت اُن پر نازل ہونے کو تھی۔

موسیٰ کو موت کا ڈراوا دے کر ممانعت کی گئی تھی کہ فرعون کے حضُور حاضر نہ ہو لیکن خدا کا آخری پیغام باغی بادشاہ تک پہنچانا ضروری تھا اور موسیٰ پھر اِس ہولناک اعلان کے ساتھ اُس کے سامنے حاضر ہوا کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ میں آدھی رات کو نکل کر مصر کے بیچ میں جاؤں گا اور ملکِ مصر کے سب پہلوٹھے فرعون جو تخت پر بیٹھا ہے اُس کے پہلوٹھے

سے لے کر وہ لونڈی جو چکی پیستی ہے اُس کے پہلوٹھے تک اور سب چوپایوں کے پہلوٹھے مر جائیں گے اور سارے ملکِ مصر میں ایسا ماتم ہوگا جیسا نہ پہلے کبھی ہُوا اور نہ پھر کبھی ہوگا۔ لیکن اسرائیلیوں میں سے کسی پر خواہ انسان ہو یا حیوان ایک کُتّا بھی نہیں بھونکے گا تاکہ تم جان لو کہ خُداوند مصریوں اور اسرائیلیوں میں کیسا فرق کرتا ہے اور تیرے یہ سب نوکر میرے پاس آکر میرے آگے سرنگوں ہوں گے اور کہیں گے کہ تُو بھی نکل اور تیرے سب پیرو بھی نکلیں۔ اِس کے بعد میں نکل جاؤں گا۔" (خروج ۱۱: ۴-۸)۔

اس فتویٰ کی تعمیل سے پیشتر خُداوند نے مُوسیٰ کی معرفت بنی اسرائیل کو مصر سے نکلنے کے متعلق چند ہدایات دیں خصُوصاً اِس آنے والی آفت سے بچنے کے متعلق ہر خاندان تنہا یا دُوسروں کے ساتھ مِل کر ایک "بے عیب" برّہ ذبح کرے اور زوفے کے ایک "گچھے" سے اُس کا خُون گھروں کے" دروازوں کے دونوں بازوؤں اور اُوپر کی چوکھٹ پر لگا دیں"۔ تاکہ ہلاک کرنے والا فرشتہ جو آدھی رات کو گزرے گا، اُن کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ اُنھیں اُس کا گوشت اُسی رات آگ پر بھُون کر بے خمیری روٹی اور کڑوے ساگ پات کے ساتھ کھانا تھا جیسا کہ مُوسیٰ نے کہا تھا کہ" اپنی کمر باندھے اور اپنی جُوتیاں پاؤں میں پہنے اور اپنی لاٹھی ہاتھ میں لیے ہُوئے، تم اُسے جلدی جلدی کھانا کیونکہ یہ فسح خُداوند کی ہے۔" (خروج ۱۲: ۱۱)۔

خُداوند نے فرمایا:" میں اُس رات ملکِ مصر میں سے ہوکر گزروں گا اور انسان اور حیوان کے سب پہلوٹھوں کو جو ملکِ مصر میں ہیں ماروں گا اور مصر کے سب دیوتاؤں کو بھی سزا دُوں گا . . . اور جن گھروں میں تم ہو اُن پر وہ خُون تمھاری طرف سے نشان ٹھہرے گا اور میں اُس خُون کو دیکھ کر تم کو چھوڑتا جاؤں گا اور جب میں مصریوں کو ماروں گا تو وبا تمھارے پاس پھٹکے گی بھی نہیں کہ تم کو ہلاک کرے۔"

اِس عظیم مخلصی کی یادگار میں بنی اسرائیل آیندہ پُشتوں میں ہر سال ایک عید منانے کو تھے۔" اور وہ دِن تمھارے لیے ایک یادگار ہوگا اور تم اُس کو خُداوند کی عید کا دن سمجھ کر ماننا۔ تم اُسے ہمیشہ کی رسم کر کے اُس کو نسل در نسل عید کا دن ماننا۔" (خروج ۱۲: ۱۴) اور جب آیندہ

سالوں میں وہ یہ عید منانے کو تھے، تو اُنھیں اپنے بچّوں کے سامنے اِس عظیم مخلصی کی کہانی کو دُہرانا تھا جیسے کہ موسیٰ نے اُن کو حکم دیا کہ یہ خُداوند کی فسح کی قُربانی ہے جو مصر میں مصریوں کو مارتے وقت بنی اسرائیل کے گھروں کو چھوڑ گیا اور یوں ہمارے گھروں کو بچالیا۔" (خروج ۱۲ : ۲۷)۔

علاوہ ازیں اِنسان اور حیوان کے پہلوٹھے خُداوند کے ہوں گے، اُنھیں فقط فدیہ دے کر چُھڑایا جاسکتا تھا۔ یہ اِس بات کی یادگار تھی کہ جب مصر کے پہلوٹھے مارے گئے تو اسرائیل کے پہلوٹھے، خواہ اُن کی حفاظت خُدا کے فضل سے کی گئی تھی، تو بھی اگر اُن کے لیے کفارہ کی قُربانی نہ دی جاتی تو اُن کا بھی وہی حشر ہوتا۔ خُداوند نے فرمایا "کیونکہ سب پہلوٹھے میرے ہیں اِس لیے کہ جس دِن مَیں نے ملکِ مصر میں سب پہلوٹھوں کو مارا اُسی دن مَیں نے بنی اسرائیل کے سب پہلوٹھوں کو، کیا اِنسان اور کیا حیوان، اپنے لیے مقدّس کیا سو وہ ضرور میرے ہوں۔" (گنتی ۳ : ۱۳)۔

مَقدِس کی عبادت کے مقرّر کیے جانے کے بعد خُداوند نے لاویوں کے فرقے کو بجائے لوگوں کے پہلوٹھوں کے اپنے لیے مَقدِس کے کام کے لیے چُن لیا۔ "اِس لیے کہ وہ سب کے سب بنی اسرائیل میں سے مجھے بالکل دے دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ مَیں نے اِن ہی کو اُن سبھوں کے بدلے جو اسرائیلیوں میں پہلوٹھی کے بچّے ہیں اپنے واسطے لے لیا ہے۔" (گنتی ۸ : ۱۶، ۱۷)۔ تاہم اِس کے باوجود بھی سب لوگوں سے مطالبہ کیا جاتا تھا کہ وہ خُدا کے رحم کا اقرار کرتے ہُوئے اپنے پہلوٹھے بیٹے کا فدیہ دیا کریں۔" (گنتی ۱۸ : ۱۵، ۱۶)۔

عیدِ فسح بطور یادگار اور بطور نشان مقرر ہونے کو تھی، وہ نہ صرف مصر سے مخلصی پاتے کی یاد دلاتی تھی، بلکہ آنے والی عظیم مخلصی کی طرف بھی اشارہ کرتی تھی جس کے ذریعہ مسیح خُداوند اپنے لوگوں کو گُناہ کی غلامی سے رہا کرنے کو تھا۔ قربانی کا برّہ "خُدا کے برّے" کی علامت ہے جو ہماری نجات کی واحد اُمید ہے۔ رسُول فرماتا ہے کہ "ہمارا بھی فسح یعنی مسیح قربان ہُوا۔" (۱۔ کرنتھیوں ۵ : ۷)۔ یہ کافی نہ تھا کہ فسح کا برّہ ذبح کیا جائے۔ اُس کے خُون کو چوکھٹوں پر چھڑکنا ضرور تھا، اِسی طرح مسیح خُداوند کے خُون کی خوبیوں کا اِطلاق رُوح پر ہونا لازمی ہے۔ ہمیں

اِیمان رکھنا چاہیئے کہ نہ صرف وہ دُنیا کے لیے مَر گیا بلکہ شخصی طور پر ہم میں سے ہر ایک کے لیے بھی مُوا۔ ہمیں کفارہ بخش قربانی کی خُوبیوں سے شخصی طور پر فیضیاب ہونا ضروری ہے۔

خُون کے چھڑکنے میں زوفے کا استعمال پاکیزگی کا نشان تھا، جو کوڑھی کی طہارت کے لیے اور لاش کے ساتھ چھُو جانے کی صُورت میں استعمال کیا جاتا تھا۔ زبُور نویس کی دُعا میں بھی اُس کی خصوصیّت نظر آتی ہے کہ "زُوفے سے مجھے صاف کر تو مَیں پاک ہوں گا۔ مجھے دھو اور مَیں برف سے زیادہ سفید ہُوں گا۔" (زبُور ۵۱: ۷)

ثابت برّہ تیار کیا جاتا تھا اور اُس کی ایک ہڈّی بھی توڑی نہ جاتی تھی۔ اِسی طرح خُدا کے برّہ کی، جو ہمارے لیے مرنے کو تھا، ایک ہڈّی بھی توڑی نہ جانے کو تھی۔ (خرُوج ۱۲: ۴۶؛ یُوحنا ۱۹: ۳۶)۔ یُوں خُداوند مسیح کی قربانی کی کاملیّت کو بھی ظاہر کیا گیا تھا۔

گوشت کھایا جانے کو تھا۔ یہ کافی نہیں کہ ہم گُناہوں کی معافی کے لیے مسیح خُداوند پر اِیمان رکھیں، ہمیں ایمان کے وسیلہ سے اُس سے اُس کے کلام کے ذریعہ لگاتار رُوحانی قوّت اور تقویّت حاصل کرنا ضرُور ہے۔ مسیح خُداوند نے کہا "جب تک تم ابنِ آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اُس کا خُون نہ پیو تم میں زندگی نہیں، جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خُون پیتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اپنے مطلب کی وضاحت کرتے ہُوئے اُس نے کہا " جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں وہ رُوح ہیں اور زندگی بھی ہیں۔" (یُوحنا ۶: ۵۳، ۵۴، ۶۳)۔

خُداوند یسُوع مسیح نے اپنے آسمانی باپ کی شریعت کو قبُول کیا، اپنی زندگی میں اُس کے اصُولوں کو ظاہر کیا، اُس کی رُوح کا مظاہرہ کیا، اور اُس کی کریمانہ قُدرت کو اپنی زندگی سے ثابت کیا۔ یُوحنا رسُول فرماتا ہے کہ " کلام مُجسّم ہُوا اور فضل اور سچائی سے معمُور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔" (یُوحنا ۱: ۱۴) مسیح خُداوند کے پیراؤں کو اُس کے تجربہ میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اُنھیں لازماً خُدا کے کلام کو قبول کرنا اور اُسے جُزوِ بدن بنا لینا چاہیئے تاکہ وہ زندگی اور عمل کو تحریک دینے والی قوّت بن جائے۔ مسیح خُداوند کی قُدرت سے اُنھیں ضرور اُس کی صُورت میں تبدیل ہو جانا چاہیئے اور الٰہی اَوصاف کو مُنعکس کرنا چاہیئے۔ اُنھیں ضرور خُدا کے

بیٹے کا گوشت کھاتا اور اُس کا خُون پینا چاہیے ورنہ اُن میں کوئی زندگی نہ ہوگی۔ مسیح خُداوند کی رُوح اور اُس کا کام لازمی طور پر اُس کے شاگردوں کی طرح اور اُن کا کام بن جانا چاہیے۔

برہ کڑوے ساگ پات کے ساتھ کھایا جانے کو تھا تاکہ مصر کی غلامی کی تلخ یادگار کا نشان ہو۔ اِس لیے جب ہم مسیح خُداوند کو کھاتے ہیں تو ہمیں اپنے گُناہوں کے باعث شکستہ دِلی سے ایسا کرنا چاہیے۔ بے خمیری روٹی کا اِستعمال بھی اہمیت رکھتا تھا۔ عیدِ فسح کے حکم میں یہ صفائی سے بتا دیا گیا تھا اور یہُودی اِس پر اِتنی ہی سختی سے عمل کرتے تھے، کہ عید کے دَوران میں کسی گھر میں خمیر نہ پایا جائے۔ اِسی طرح اُن سب کو جو مسیح خُداوند سے زندگی اور تقویّت حاصل کرنا چاہتے ہیں، گُناہ کا خمیر نکال پھینکنا چاہیے۔ پس پولوس رسُول کرنتھیوں کی کلیسیا کو لکھتا ہے: "پُرانا خمیر نکال کر اپنے آپ کو پاک کر لو تاکہ تازہ گندھا ہوا آٹا بن جاؤ۔ . . . کیونکہ ہمارا بھی فسح یعنی مسیح قُربان ہُوا۔ پس آؤ ہم عید کریں۔ نہ پُرانے خمیر سے اور نہ بدی اور شرارت کے خمیر سے بلکہ صاف دِلی اور سچائی کی بے خمیر روٹی سے" ۱۔ کرنتھیوں ۵: ۷، ۸)

آزادی حاصل کرنے سے پہلے غلام کو اُس بڑی مخلصی پر اِیمان رکھنا ضرور تھا جو عنقریب وقُوع میں آنے والی تھی۔ خُون کے نشان کا اُن کے گھروں پر لگایا جانا ضرور تھا اور اُنھیں اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو مصریوں سے لازمی طور پر الگ کرنا تھا اور اپنے گھروں میں جمع رہنا تھا۔ اگر اسرائیلی کسی معاملہ میں اُن ہدایات پر عمل کرنے میں غفلت کرتے جو اُنھیں دی گئی تھیں، اگر وہ اپنے بچّوں کو مصریوں سے الگ کرنے میں لاپروائی کرتے، اگر وہ برّہ تو ذبح کرتے لیکن دروازوں کی چوکھٹوں پر خُون نہ لگاتے یا اگر وہ اپنے گھروں سے باہر جاتے تو وہ بالکل محفُوظ نہ رہتے۔ شاید وہ دیانتداری سے اِس بات پر یقین رکھتے کہ اُنھوں نے وہ سب کچھ کر لیا ہے جو اُن کے لیے کرنا ضروری تھا تاہم ان کی بے خلوص قلبی اُنھیں نہ بچا سکتی۔ وہ سب جو خُداوند کی ہدایات پر عمل کرنے میں ناکام ہوتے اُن کے پہلوٹھے یقیناً ہلاک کرنے والے کے ہاتھ سے ہلاک ہو گئے ہوتے۔

لوگوں کو فرمانبرداری کے ذریعہ اپنے اِیمان کو ظاہر کرنا تھا۔ اِسی طرح اُن سب کو

جو مسیح خُداوند کے خُون کی خوبیوں کے وسیلہ سے بچائے جانے کی اُمید رکھتے ہیں محسُوس کرنا چاہیئے کہ نجات حاصل کرنے میں اُنھیں خود بھی کچھ کام کرنا ہے۔ حالانکہ فقط مسیح خُداوند ہی ہمیں گُناہ کی سزا سے بچا سکتا ہے تو بھی گُناہ کی طرف سے مُنہ موڑ کر فرمانبرداری کی طرف جاتا ہے۔ اِنسان کو ایمان کے وسیلہ سے نجات پاتا ہے نہ کہ اعمال سے، تاہم اُس کا ایمان اُس کے اعمال کے ذریعہ ظاہر ہونا چاہیئے۔ خُدا نے اپنا بیٹا بخش دیا ہے تاکہ وہ گُناہ کا کفارہ ہونے کے لیے مَوت سہے، اُس نے سچائی کی روشنی، راہ اور زندگی کو ظاہر کر دیا ہے، اُس کی سہولیات، عہود اور حقُوق بخش دیئے ہیں، اور اب اِنسان کو ان نجات بخش وسائل کے ساتھ اِتّحاد کرنا ہے، اُسے تمام مدد کی، جو خُدا نے بہم پُہنچائی ہے۔ ضرور قدر کرنا اور اُسے استعمال کرنا، یعنی اُسے تمام الٰہی مُطالبات پر یقین رکھتا اور اُن کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔

جُونہی مُوسیٰ نے بنی اسرائیل کے سامنے اُن کی مُخلصی کے لیے خُدا کے انتظامات کو دُہرایا "تب لوگوں نے سر جُھکا کر سجدہ کیا۔" (خرُوج ۱۲: ۲۷) مُخلصی کی خوش کُن اُمید، اپنے اُوپر ظلم کرنے والوں پر آنے والی آفت کا ہولناک علم، اپنی جلد روانگی کے بعد فکریں اور مشقّت، یہ تمام باتیں ایک لمحہ کے لیے اپنے مہربان مُخلصی دینے والے کی شکر گزاری میں گُم ہو گئیں۔ بہت سے مصریوں کی رہنمائی کی گئی تھی کہ وہ عبرانیوں کے خُدا کو واحد سچا خُدا تسلیم کر لیں اور اب انھوں نے منّت کی کہ اُنھیں اسرائیلی گھروں میں پناہ لینے کی اجازت دی جائے جب ہلاک کرنے والا فرشتہ مُلک میں سے گزرے گا۔ اُنھیں بخوشی خوش آمدید کہا گیا اور اُنھوں نے اُس وقت سے یعقوب کے خُدا کی عبادت کرنے اور اُس کے لوگوں کے ہمراہ مصر سے نکل جانے کا عہد و پیمان باندھ لیا۔

بنی اسرائیلیوں نے اُن ہدایات پر عمل کیا جو خُدا نے اُنھیں دی تھیں۔ جلدی جلدی اور خُفیہ طور پر اُنھوں نے مصر سے نکل جانے کی تیاریاں مکمّل کر لیں۔ اُن کے خاندان جمع ہو گئے۔ فسح کا برّہ ذبح ہُوا، گوشت آگ پر بُھونا گیا، بے خمیری روٹی اور کڑوا ساگ پات تیار کیا گیا۔ خاندان کے سردار اور کاہن نے چوکھٹ پر خُون چھڑکا اور اپنے خاندان کے افراد

کے ساتھ گھر میں شامل ہو گیا۔ جلدی جلدی اور خاموشی کی حالت میں فسح کے برہ کو کھایا گیا۔ خوف کی حالت میں لوگ دُعا کرتے اور تاکتے رہے، پہلوٹھے بیٹے یعنی طاقتور سے لے کر چھوٹے بچے تک کا دل ناقابل بیان خوف سے دہل رہا تھا۔ والدوں اور ماؤں نے اپنے پیارے پہلوٹھوں کو سینے سے لگا لیا جبکہ اُنھوں نے ہولناک آفت کا خیال کیا جو اُس رات نازل ہونے کو تھی۔ لیکن موت کا فرشتہ کسی اسرائیلی گھر میں داخل نہ ہؤا۔ خُون کا نشان جو نجات دہندہ کی حفاظت کا نشان تھا، اُن کے دروازوں پر تھا اور ہلاک کرنے والا داخل نہ ہؤا۔

آدھی رات کو "مصر میں بڑا کہرام مچا کیونکہ ایک بھی ایسا گھر نہ تھا جس میں کوئی نہ مرا ہو" (خروج ۱۲ : ۳۰)۔ ہلاک کرنے والے نے تمام ملک کے پہلوٹھے "فرعون جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا اُس کے پہلوٹھے سے لے کر وہ قیدی جو قید خانہ میں تھا اُس کے پہلوٹھے تک بلکہ چوپایوں کے پہلوٹھوں کو بھی ہلاک کر دیا۔" مصر کی ساری وسیع سلطنت میں ہر گھرانے کا فخر توڑ دیا گیا۔ نوحہ کرنے والوں کی چیخوں اور دردناک آوازوں سے فضا بھر گئی۔ بادشاہ مع درباریوں کے، جن کے چہرے خوف سے زرد ہو گئے تھے اور جن کے بدن ڈر سے کانپ رہے تھے، اِس ہولناک اور سب سے بڑی آفت کے سامنے متحیّر کھڑے تھے۔ فرعون نے وہ الفاظ یاد کیے جو اُس نے ایک دفعہ کہے تھے کہ "خداوند کون ہے کہ مَیں اُس کی بات مان کر بنی اسرائیل کو جانے دُوں؟ میں خداوند کو نہیں جانتا اور مَیں بنی اسرائیل کو جانے بھی نہیں دُوں گا۔" (خروج ۵ : ۲) اب اُس کی خدا کے خلاف بگھاری ہوئی شیخی خاک میں مِل گئی اور "اُس نے رات ہی رات میں موسیٰ اور ہارُون کو بُلوا کر کہا کہ تم بنی اسرائیل کو لے کر میری قوم کے لوگوں سے نکل جاؤ اور جیسا کہتے ہو، جا کر خداوند کی عبادت کرو اور اپنے کہنے کے مطابق اپنی بھیڑ بکریاں اور گائے بیل بھی لیتے جاؤ اور میرے لیے بھی دُعا کرنا۔" (خروج ۱۲: ۳۱، ۳۲)۔ شاہی مُشیر اور اہالیانِ مصر بھی بنی اسرائیل سے "بجِد ہونے لگے تاکہ اُن کو ملکِ مصر سے جلد باہر چلتا کریں کیونکہ وہ سمجھے کہ ہم سب مر جائیں گے۔" (خروج ۱۲ : ۳۳)۔

پچیسواں باب

خروج

بنی اسرائیل کمریں کسے، جُوتیاں پہنے، لاٹھیاں ہاتھ میں لیے، خاموشی اور حیرانی اور توقع کی حالت میں شاہی حکم کے منتظر تھے کہ وہ اُنھیں مُلک سے نِکل جانے کا حکم دے۔ طلوعِ آفتاب سے پہلے وہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ آفتوں کے نازل ہونے کے دَوران میں جبکہ خُدا کی قُدرت کے مظاہرہ نے غلاموں کے دِلوں میں ایمان کی آگ چمکا دی تھی اور اُن کے ظلم کرنے والوں کو خوف زدہ کر دیا تھا، بنی اسرائیل آہستہ آہستہ جشن میں جمع ہو گئے تھے اور حالانکہ اُنھیں اچانک بھاگنا پڑا تاہم سفر کرنے والی بھیڑ کی ضروری تنظیم اور ضبط کا ضروری انتظام کر دیا گیا تھا اور اُنھیں مقرّر کردہ سرداروں کے ماتحت مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

اُنھوں نے "پیدل سفر کیا اور بال بچّوں کو چھوڑ کر وہ کوئی چھ لاکھ مرد تھے۔ اور اُن کے ساتھ ایک مِلی جُلی گروہ بھی گئی۔" (خُروج ۱۲: ۳۷) اِس بھیڑ میں نہ صرف وہ لوگ شامل تھے جن کے دِلوں میں اسرائیل کے خُدا پر ایمان کے وسیلہ سے تحریک پیدا ہوئی تھی بلکہ اِس سے کہیں زیادہ ان لوگوں کی تعداد تھی جو آفتوں سے بچنے کے خواہشمند تھے یا جو سفر کرنے والی بھیڑ کے پیچھے پیچھے محض جوش اور اشتیاق کی وجہ سے چلتے تھے۔ یہ گروہ بنی اسرائیل کے لیے ہمیشہ رُکاوٹ اور پھندے کا سبب رہا ہے۔

لوگوں نے اپنے ساتھ "بھیڑ بکریاں اور گائے بیل اور بہت چوپائے" لے لیے۔ یہ بنی اسرائیلیوں کی ملکیت تھی جنھوں نے اپنے مال کو کبھی بادشاہ کے ہاتھ نہیں بیچا تھا جیسے کہ مصریوں نے بیچ دیا تھا۔ یعقوب اور اس کے بیٹے اپنے ساتھ ریوڑ اور مویشی مصر میں لائے تھے جہاں وہ کثرت سے بڑھ گئے تھے۔ مصر کو چھوڑنے سے پہلے بنی اسرائیل نے موسیٰ کی ہدایت کے مطابق اپنی محنت کا معاوضہ طلب کیا تھا جو اُنھیں دیا نہیں گیا تھا اور مصری

اُن سے رہائی حاصل کرنے کے اِس قدر خواہشمند تھے کہ اُنھوں نے کسی چیز کا انکار نہ کیا۔ یہ غُلام اپنے ظلم کرنے والوں کی دی ہوئی چیزوں سے مالامال ہو کر نکلے۔

اُس دن وہ تواریخ پُوری ہوئی جو صدیوں پیشتر ابرہام پر رُویا کے ذریعہ ظاہر کی گئی تھی کہ "تیری نسل کے لوگ اَیسے مُلک میں جو اُن کا نہیں پردیسی ہوں گے اور وہاں کے لوگوں کی غلامی کریں گے اور وہ چار سو برس تک اُن کو دُکھ دیں گے۔ لیکن میں اُس قوم کی عدالت کروں گا جس کی وہ غلامی کریں گے اور بعد میں وہ بڑی دولت لے کر وہاں سے نکل آئیں گے۔" (پیدائش ۱۵: ۱۳، ۱۴)۔ "چار سو برس پُورے ہو گئے تھے۔" اور ٹھیک اُسی روز خُداوند بنی اسرائیل کے سب جتھوں کو مُلکِ مصر سے نکال لے گیا۔" (خروج ۱۲: ۴۰، ۴۱، ۵۱)۔ مصر سے جُدا ہوتے وقت بنی اسرائیل اپنے ساتھ ایک اور قیمتی وراثت لیتے گئے یعنی یُوسف کی ہڈیاں جو مدتِ دراز سے خُدا کے وعدہ کی تکمیل کی مُنتظر تھیں اور جو غلامی کے تاریک سالوں میں اسرائیل کی مخلصی کی یاد دلاتی رہیں۔

بجائے اِس کے کہ بنی اسرائیل سیدھی راہ سے کنعان میں جائیں جو فلستیوں کے مُلک سے جاتی ہے، خُدا نے اُن کی رہنمائی بحرِ قلزم کے ساحل کی طرف جنُوب کی جانب کی۔ "کیونکہ خُدا نے کہا اَیسا نہ ہو کہ یہ لوگ لڑائی بھڑائی دیکھ کر پچھتانے لگیں اور مصر کو لوٹ جائیں۔" (خروج ۱۳: ۱۷)۔ اگر وہ فلستین میں سے گزرنے کی کوشش کرتے تو اُن کی ترقی رفتار میں رکاوٹ پیدا ہوتی، کیونکہ فلستی یہ جان کر کہ یہ غلام اپنے آقاؤں سے بھاگ آئے ہیں، اُن کے ساتھ جنگ کرنے میں دریغ نہ کرتے۔ بنی اسرائیل اِس جنگجو اور طاقتور قوم کا مقابلہ کرنے کے لیے اچھی طرح سے مسلّح نہ تھے۔ اُنھیں خُدا کا بہت تھوڑا علم حاصل تھا اور اُن کا ایمان خُدا پر بہت کم تھا اور ممکن تھا کہ وہ خوف زدہ اور بیدل ہو جاتے۔ وہ مُسلّح نہیں تھے اور اسلوبِ جنگ سے ناواقف۔ اُن کی رُوحیں عرصۂ دراز کی غلامی کی وجہ سے دبائی گئی تھیں اور وہ عورتوں اور بچوں اور ریوڑوں اور مویشیوں کے بوجھ سے دبے ہوئے تھے۔ بحرِ قلزم کی راہ سے لے جانے میں خُدا نے اُن پر آشکارا کیا کہ نہ صرف وہ عادل خُدا ہے بلکہ رحم کرنے والا بھی ہے۔

"اور اُنھوں نے سکات سے کُوچ کر کے بیابان کے کنارے ایتام میں ڈیرا کیا اور خُداوند اُن کو دِن کو راستہ دکھانے کے لیے بادل کے ستُون میں اور رات کو روشنی دینے کے لیے آگ کے ستُون میں ہو کر اُن کے آگے آگے چلا کرتا تھا تاکہ وہ دِن اور رات دونوں میں چل سکیں۔ وہ بادل کا ستُون رات کو اُن لوگوں کے آگے سے ہٹتا نہ تھا" (خرُوج ۱۳: ۲۰ - ۲۲)۔ زبُور نویس فرماتا ہے: "اُس نے بادل کو سائبان ہونے کے لیے پھیلا دیا اور رات کو روشنی کے لیے آگ دی" (زبُور ۱۰۵: ۳۹)۔ اُن کے ان دیکھے سردار یعنی خُداوند کا جھنڈا ہمیشہ اُن کے ساتھ تھا۔ دِن کے وقت بادل کا ستُون سفر میں اُن کی رہنمائی کرتا یا سائبان کی طرح لشکر پر سایہ کرتا تھا۔ وہ شدّت کی دُھوپ سے ان کی حفاظت کرتا اور بے آب اور تپش زدہ بیابان میں اُنھیں تازگی اور آرام بخشتا تھا۔ رات کے وقت وہ آگ کا ستُون بن جاتا اور اُن کے خیموں کو روشنی بخشتا تھا اور لگاتار اُنھیں خُدا کی حضُوری کا یقین دلاتا رہتا تھا۔

یسعیاہ نبی کی ایک پیشین گوئی کے نہایت خُوبصورت اور تسلّی بخش الفاظ میں آگ اور بادل کے ستُون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو بدی کی طاقتوں کے ساتھ آخری عظیم جنگ میں خُدا کے لوگوں کے لیے اُس کی حفاظت کو ظاہر کرتا ہے: "تب خُداوند پھر کوہِ صیُّون کے ہر ایک مکان پر اور اُس کی مجلس گاہوں پر دن کو بادل اور دُھواں اور رات کو شعلہ پیدا کریگا۔ تمام جلال پر ایک سائبان ہوگا اور ایک خیمہ ہوگا جو دن کو گرمی میں سایہ دار مکان اور آندھی اور جھڑی کے وقت آرام گاہ اور پناہ کی جگہ ہو" (یسعیاہ ۴: ۵، ۶)۔

اُنھوں نے خشک وسُنسان بیابان میں سے سفر کیا۔ اَب وہ حیران ہونے لگے کہ یہ راہ اُنھیں کہاں پُہنچائے گی۔ وہ کٹھن راہ سے تھک گئے تھے اور بعض اپنے دِلوں میں مصریوں کے تعاقُب سے خوف زدہ ہونے لگے۔ لیکن بادل آگے بڑھتا رہا اور وہ پیچھے پیچھے چلتے گئے اور اب خُداوند نے موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ پہاڑ کی گھاٹی کی طرف مُڑے اور سمندر کے کنارے کنارے ڈیرے ڈالے۔ اُس پر یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ فرعون اُن کا تعاقُب کرے گا لیکن خُدا اُنھیں مخلصی دے کر اپنا جلال ظاہر کرے گا۔

مصر میں یہ خبر پھیل گئی کہ بنی اسرائیل بیابان میں ٹھہر کر عبادت کرنے کی بجائے بحرِ قلزم کی طرف آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ فرعون کے مشیروں نے اُسے کہا کہ ہمارے غلام بھاگ گئے ہیں اور کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ لوگوں نے اپنے پہلوٹھوں کی موت کو خدا کی قدرت سے منسوب کرنے کی حماقت پر اظہارِ افسوس کیا۔ اُن کے بڑے بڑے آدمیوں نے، جو اپنے خوف سے سنبھل چکے تھے، آفتوں کو قدرتی اسباب کا نتیجہ قرار دیا۔ وہ تلخ ہو کر کہنے لگے کہ "ہم نے یہ کیا کیا کہ اسرائیلیوں کو اپنی خدمت سے چھٹی دے کر اُن کو جانے دیا۔" (خروج ۱۴: ۵، ۶)۔

فرعون نے اپنی فوجوں کو جمع کیا اور "چھ سو چُنے ہوئے رتھ بلکہ مصر کے سب رتھ لیے۔" اور اپنے سواروں، سرداروں اور پیادوں کو بھی ہمراہ لیا۔ بادشاہ خود، اپنی سلطنت کے بڑے بڑے لوگوں کو ساتھ لے کر حملہ آور فوج کا سالار بنا۔ دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور یوں اپنے منصوبہ میں کامیابی کا یقین رکھتے ہوئے اُنھوں نے پجاریوں کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔ بادشاہ نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اپنی شان و شوکت کے زبردست مظاہرے سے وہ اسرائیلیوں کو خوف زدہ کر دے گا۔ مصری ڈرتے تھے کہ مبادا اسرائیل کے خدا کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینے سے ہم دوسری قوموں کے سامنے مضحک ٹھہریں۔ لیکن اگر ہم اپنی بڑی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جائیں اور بھگوڑوں کو واپس لے آئیں تو ہم اپنی شان کو از سرِ نو بحال کر سکیں گے اور اپنے غلاموں سے دوبارہ خدمت لے سکیں گے۔

عبرانی لوگ سمندر کے کنارے ڈیرے ڈالے پڑے تھے، جس کا پانی اُن کے سامنے بظاہر ناقابلِ عبور رکاوٹ بنا ہوا تھا جبکہ جنوب کی طرف ناہموار پہاڑوں کا سلسلہ اُن کے سامنے کھڑا تھا جس سے آگے بڑھنا ناممکن نظر آتا تھا۔ اچانک اُنھیں دور فاصلہ پر چمکتا ہوا اسلحہ اور چلتی ہوئی رتھیں نظر آئیں جو ایک لشکرِ جرّار کی علامت تھے۔ جب یہ لشکر نزدیک آ گیا تو مصر کی تمام فوجیں اُن کا تعاقب کرتی ہوئی نظر آئیں۔ اسرائیلیوں کے دل خوف سے بھر گئے۔ بعض خداوند سے فریاد کرنے لگے لیکن اکثر بھاگ کر موسیٰ سے شکایت کرتے لگے کہ

"کیا مصر میں قبریں نہ تھیں جو تُو ہم کو وہاں سے مرنے کے لیے بیابان میں لے آیا ہے؟ تُو نے ہم سے یہ کیا کیا کہ ہم کو مصر سے نکال لایا؟ کیا ہم تجھ سے مصر میں یہ بات نہ کہتے تھے کہ ہم کو رہنے دے کہ ہم مصریوں کی خدمت کریں؟ کیونکہ ہمارے لیے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر ہوتا۔" (خروج ۱۴: ۱۰-۲۲)۔

موسیٰ بہت پریشان ہُوا کہ بار بار اپنے لیے خُدا کی قُدرت کا مظاہرہ دیکھنے کے باوجود بھی اُن کا اِیمان اُس پر اِس قدر کم تھا۔ وہ کس طرح اپنی مُشکلات اور خطروں کا اِلزام اُس پر لگا سکتے تھے جبکہ اُس نے خُدا کے واضح حکم کی پیروی کی ہے؟ یہ تو سچ تھا کہ جب تک خُدا خود اُن کی رہائی کے لیے مُداخلت نہ کرے اُن کی مخلصی کی کوئی صُورت نہ تھی، تاہم چونکہ وہ اپنی موجودہ حالت میں خُدا کی ہدایت کی پیروی میں لائے گئے تھے، لہٰذا موسیٰ نتائج سے بالکل بے خوف تھا۔ لوگوں کو اُس نے یہ پُر اطمینان اور تسلّی بخش جواب دیا کہ "ڈرو مت۔ چُپ چاپ کھڑے ہو کر خُداوند کی نجات کے کام کو دیکھو جو وہ آج تمہارے لیے کریگا کیونکہ جن مصریوں کو تم آج دیکھتے ہو اُن کو پھر کبھی اَبد تک نہ دیکھو گے۔ خُداوند تمہاری طرف سے جنگ کرے گا اور تم خاموش رہو گے۔" (خرُوج ۱۴: ۱۰-۲۲)۔

یہ آسان کام نہ تھا کہ اسرائیلی گروہ کو خُداوند کے حضُور خاموشی کی حالت میں رکھا جائے۔ چُونکہ اُن میں ضبط اور اپنے اُوپر قابو نہ تھا اِس لیے وہ تُند اور بے قابُو ہو گئے۔ اُن کو توقع تھی کہ وہ بہت جلد ظالموں کے ہاتھوں میں چلے جائیں گے اِس لیے وہ بلند آواز سے ماتم اور آہ و زاری کرنے لگے۔ اُنھوں نے بادل کے عجیب و غریب ستُون کو خُدا کا نشان سمجھ کر آگے بڑھنے میں اُس کی پیروی کی تھی، لیکن اُنھوں نے اپنے دل میں شک کیا کہ شاید وہ کسی بڑی آفت کی علامت ہے، اِس لیے کہ کیا اُس نے اُن کی رہنمائی پہاڑ کی غلط جانب ناقابلِ عبُور راستہ کی طرف نہیں کی تھی؟ اِس طرح اُن کے فریب خوردہ دماغوں میں خُدا کا فرشتہ تباہی کا نقیب نظر آیا۔

لیکن اب جبکہ مصری لشکر اُنھیں آسانی سے اسیر کر لینے کی غرض سے آگے بڑھا تو بادل کا ستُون شاہانہ انداز میں آسمان کی طرف اُٹھا، اِسرائیلیوں پر سے گزرا اور اُن کے اور

مصری فوجوں کے درمیان آ اُترا۔ تاریکی کی ایک دیوار بنی اسرائیل اور اُن کے تعاقُب کرنے والوں کے درمیان حائل ہوگئی۔ مصری اب عبرانیوں کے خیموں کو نہ دیکھ سکتے تھے اور اُنھیں مجبُوراً رُکنا پڑا۔ لیکن جب رات کی تاریکی گہری ہوگئی تو ستُون کی دیوار عبرانیوں کے لیے بڑی روشنی بن گئی اور اُن کے تمام ڈیروں کو دن کی مانند روشنی سے مُنوّر کر دیا۔

تب بنی اسرائیل کے دِل میں از سرِ نو اُمید پیدا ہوگئی۔ اور مُوسیٰؔ خُداوند کے آگے چلّایا۔" اور خُداوند نے مُوسیٰؔ سے کہا کہ تُو کیوں مُجھ سے فریاد کر رہا ہے؟ بنی اسرائیل سے کہہ کہ وہ آگے بڑھیں۔ اور تُو اپنی لاٹھی اُٹھا کر اپنا ہاتھ سمندر کے اُوپر بڑھا اور اُسے دو حِصّے کر اور بنی اسرائیل سمندر کے بیچ میں سے خشک زمین پر چل کر نکل جائیں گے۔" (خروج ۱۴: ۱۶)۔

زبُور نویس نے بنی اسرائیل کے سمندر میں سے گزرنے کے متعلق یہ زبُور گایا" تیری راہ سمندر میں ہے۔ تیرے راستے بڑے سمندروں میں ہیں اور تیرے نقشِ قدم نا معلُوم ہیں۔ تُو نے موسیٰؔ اور ہارُونؔ کے وسیلہ سے گلّہ کی طرح اپنے لوگوں کی رہنمائی کی۔" (زبُور ۷۷: ۱۹، ۲۰)۔ جب موسیٰؔ نے اپنی لاٹھی بڑھائی تو پانی دو حصّوں میں تقسیم ہوگیا اور بنی اسرائیل سمندر کے بیچ میں خشک زمین پر چل کر پار ہوگئے اور پانی کی دیوار دونوں طرف کھڑی تھی۔ خُدا کے آگ کے ستون میں سے روشنی نکل کر کف اُچھالنے والی فوجوں پر پڑ رہی تھی اور اُس راستہ کو منوّر کر رہی تھی جو سمندر کے پانیوں میں ایک بڑی ریگھاری کی طرح کٹ کر بن گیا تھا اور جو ساحل کے دُوسرے سرے کی طرف جاتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہوگیا تھا۔

" مصریوں نے تعاقُب کیا اور فرعون کے سب گھوڑے اور رتھ اور سوار اُن کے پیچھے پیچھے سمندر کے بیچ میں چلے گئے۔ اور رات کے پچھلے پہر خُداوند نے آگ اور بادل کے ستُون میں سے مصریوں کے لشکر پر نظر کی اور اُن کے لشکر کو گھبرا دیا۔" (خرُوج ۱۴: ۲۳، ۲۴)۔ عجیب و غریب بادل اُن کی حیرت زدہ آنکھوں کے سامنے آگ کا ستُون بن گیا۔ رعد گرجنے لگی اور بجلی چمکنے لگی۔" بدلیوں نے پانی برسایا۔ اَفلاک سے آواز آئی۔ تیرے تیر بھی چاروں طرف چلے۔ بگولے میں تیرے رعد کی آواز تھی۔ برق نے جہان کو روشن کر دیا۔ زمین لرزی اور کانپی۔" (زبُور ۷۷: ۱۷، ۱۸)۔

مصریوں پر گھبراہٹ اور مایوسی طاری ہو گئی۔ فطرت کے عناصر کے غیظ و غضب میں جن میں سے انھوں نے قہار خدا کی آواز کو سنا۔ انھوں نے واپس لوٹ جانے کی کوشش کی تاکہ ساحل تک جا پہنچیں جسے وہ چھوڑ کر آئے تھے۔ لیکن موسیٰ نے اپنی لاٹھی بڑھائی اور پانی کی دیواریں شور مچاتی، گرجتی اور بے صبری سے اپنے شکار پر جھپٹتی ہوئی تیزی سے ایک دوسری کے ساتھ مل گئیں اور مصری لشکر کو اپنی سیاہ گہرائیوں میں ہڑپ کر لیا۔

پو پھٹتے ہی اسرائیلی گروہ پر اُن کے زبردست دشمنوں کا انجام ظاہر ہوا یعنی کہ اُن کی زرہ بکتر سے لیس لاشیں سمندر کے ساحل پر پڑی ہیں۔ سب سے خوفناک خطرے سے ایک ہی رات میں انھیں مکمل رہائی مل چکی تھی۔ اُس بڑے، بے کس گروہ نے یعنی غلاموں نے جو جنگ سے نا آشنا تھے، عورتوں، بچوں اور مویشیوں نے، جن کے آگے سمندر تھا اور جن کے پیچھے مصر کی زبردست فوجیں تعاقب کرتی چلی آ رہی تھیں، اپنے سامنے سمندر میں راستہ کھلتے اور اپنے دشمنوں کو عین فتح کی توقع کے لمحہ میں غرق ہوتے دیکھا تھا۔ فقط خداوند ہی کی طرف سے انھیں فتح نصیب ہوئی تھی اور اُسی کی طرف اُن کے دل ایمان اور شکر گزاری کے ساتھ راغب ہوئے۔ اُن کے احساسات نے حمد کے گیتوں کی شکل اختیار کر لی۔ خدا کا روح موسیٰ پر نازل ہوا اور اُس نے فتحمندانہ شکر گزاری کے گیت میں جو سب سے پہلا اور سب سے عمدہ گیتوں میں سے ایک ہے جس سے نسلِ انسانی واقف ہے، لوگوں کی رہنمائی کی :-

"مَیں خداوند کی ثنا گاؤں گا کیونکہ وہ جلال کے ساتھ فتحمند ہوا۔
اُس نے گھوڑے کو سوار سمیت سمندر میں ڈال دیا۔
خداوند میرا زور اور راگ ہے۔ وہی میری نجات بھی ٹھہرا۔
وہ میرا خدا ہے اور مَیں اُس کی بڑائی کروں گا۔
وہ میرے باپ کا خدا ہے۔ مَیں اُس کی بزرگی کروں گا۔
خداوند صاحبِ جنگ ہے۔ یہوواہ اُس کا نام ہے۔
فرعون کے رتھوں اور لشکر کو اُس نے سمندر میں ڈال دیا۔

اور اُس کے چیدہ سردار بحرِ قلزم میں غرق ہُوئے
گہرے پانی نے اُن کو چھپا لیا۔
وہ پتھّر کی مانند تہ میں چلے گئے۔
اَے خُداوند! تیرا دہنا ہاتھ قُدرت کے سبب سے جلالی ہے۔
اَے خُداوند! تیرا دہنا ہاتھ دشمن کو چکنا چُور کر دیتا ہے۔......
معبُودوں میں سے اَے خُداوند تیری مانند کَون ہے؟
کَون ہے جو تیری مانند اپنے تقدّس کے باعث جلالی
اور اپنی مدح کے سبب سے رُعب والا اور صاحبِ کرامات ہے؟.....
اپنی رحمت سے تُو نے اُن لوگوں کی جن کو تو نے خلاصی بخشی رہنمائی کی
اور اپنے زور سے تُو اُن کو اپنے مُقدّس مکان کو لے چلا ہے۔
قَومیں سُن کر تھرّا گئی ہیں......
خَوف و ہراس اُن پر طاری ہے۔
تیرے بازُو کی عظمت کے سبب سے وہ پتھّر کی طرح بے حس و حرکت ہیں۔
جب تک اَے خُداوند تیرے لوگ نکل نہ جائیں۔
جب تک تیرے لوگ جن کو تُو نے خریدا ہے پار نہ ہو جائیں۔
تُو اُن کو وہاں لے جا کر اپنی میراث کے پہاڑ پر درخت کی طرح لگائے گا۔
تُو اُن کو اُسی جگہ لے جائے گا جسے تُو نے اپنی سکُونت کے لیے بنایا ہے۔"

(خرُوج ۱۵ : ۱-۱۷)

بنی اسرائیل کے بہت بڑے گروہ نے بڑے سمندر کے شور کی طرح اِس حمد کے گیت کو گایا۔ اِسرائیلی عورتیں بھی موسیٰ کی بہن مریم کی رہنمائی میں، جو آگے آگے چل رہی تھی، دَف بجاتی اور ناچتی ہوئی اِس گیت میں شریک ہوئیں۔ بیابان اور سمندر پر دُور دُور تک اِس خوشی کے گیت کی آواز پھیل گئی اور پہاڑوں سے اُن کے حمد و ثنا کے گیت کی گُونج آ رہی تھی کہ "خُداوند کی حمد و ثنا گاؤ۔ کیونکہ وہ جلال کے ساتھ فتحمند ہُوا ہے۔"

اِس گیت نے اور اُس بڑی مخلصی نے جس کی وہ یادگار ہے، عبرانی قوم کے دماغ پر وہ اثر ڈالا جو ہرگز مٹایا نہیں جا سکتا۔ ہر زمانہ میں انبیاء اور مزامیر گانے والے اسرائیلی یہ گیت گاتے چلے آئے جو خُداوند پر بھروسہ رکھنے والوں کے لیے ایک گواہی ہے کہ وہ اُن کے لیے قوّت اور مخلصی ہے۔ یہ گیت فقط یہودیوں ہی سے تعلّق نہیں رکھتا۔ وہ راستبازی کے تمام دُشمنوں کی بربادی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور خُدا کے اسرائیل کی آخری فتح کو ظاہر کرتا ہے۔ پتمس کا نبی ایک بھیڑ کو دیکھتا ہے جو سفید پوشاک پہنے ہُوئے تھی اور "غالب" آئی تھی اور جو "شیشہ کے سمندر کے پاس" "جس میں آگ ملی ہوئی تھی" "خُدا کی بربطیں لیے" کھڑی تھی۔" اور وہ خُدا کے بندہ موسیٰ کا گیت اور برّہ کا گیت گا رہی تھی۔" (مکاشفہ ۱۵: ۲، ۳)۔

"ہم کو نہیں! اَے خُداوند! ہم کو نہیں بلکہ تُو اپنے ہی نام کو اپنی شفقت اور سچائی کی خاطر جلال بخش۔" (زبور ۱۱۵: ۱) یہی وہ رُوح تھی جس نے اِسرائیل کے مخلصی کے گیت کو تحریک دی اور یہی رُوح اُن سب کے دِلوں میں پائی جانی چاہیئے جو خُدا سے محبّت رکھتے اور اُس سے ڈرتے ہیں۔ ہماری جانوں کو گناہ کی غلامی سے رہا کرنے کے لیے خُدا نے ہمارے لیے اُس مخلصی سے بڑی مخلصی مہیا کی ہے جو عبرانیوں کے لیے بحرِ قلزم پر ظاہر کی گئی تھی۔ عبرانی گروہ کی طرح ہمیں بھی دِل و جان اور آواز سے "بنی آدم کے لیے اُس کے عجائب کی خاطر اُس کی ستائش" کرنی چاہیئے۔ جو لوگ خُدا کی بڑی بڑی رحمتوں پر غور کرتے ہیں، وہ اُس کی چھوٹی چھوٹی بخششوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے اور وہ شکر گزاری سے اپنی کمر کس کر اپنے دِلوں میں خُداوند کے لیے گیت گاتے ہیں۔ روزمرّہ کی برکات جو ہمیں خُدا کی طرف سے ملتی ہیں اور سب سے بڑھ کر خداوند یسُوع کی مَوت جو خوشحالی اور بہشت کو ہماری دسترس میں لاتی ہے، ہماری لگاتار شکر گزاری کا مضمون ہونا چاہیئے۔ خُدا نے ہم کھوئے ہُوئے گنہگاروں پر کیسا رحم کیا ہے، ہم سے کیسی لاثانی محبّت کی ہے کہ اپنے ساتھ ہمارا ملاپ کر لیا ہے تاکہ ہم اُس کی خاص ملکیت بن جائیں! ہمارے مخلصی دہندہ نے ہمارے لیے کیسی لاثانی قُربانی کی ہے تاکہ ہم خُدا کے فرزند کہلا سکیں! نجات کی عظیم

تجویز کے ذریعہ جو مُبارک اُمید ہمارے سامنے رکھی گئی ہے، اُس کے لیے ہمیں خُدا کی حمد و ستائش کرنی چاہیئے، ہمیں اُس کی حمد کرنی چاہیئے کہ خُداوند یسُوع مسیح ہماری شفاعت کرنے کے لیے زندہ ہے۔

خالق فرماتا ہے کہ "جو شکر گزاری کی قربانی گُزرانتا ہے وہ میری تمجید کرتا ہے" (زبور ۵۰: ۲۳) آسمان کی سب ہستیاں مُتحد ہو کر خُدا کی حمد کرتی ہیں۔ آیئے ہم ابھی فرشتوں کا گیت سیکھیں تاکہ ہم اُسے اُس وقت گا سکیں جب ہم اُن کے چمکدار گروہ میں شامل ہونگے۔ آیئے ہم زبور نویس کے ساتھ مل کر یہ کہیں کہ "مَیں عمر بھر خُداوند کی حمد کروں گا جب تک میرا وجُود ہے مَیں اپنے خُدا کی مدح سرائی کروں گا" "اَے خُدا لوگ تیری تعریف کریں۔ سب لوگ تیری تعریف کریں۔" (زبور ۱۴۶: ۲؛ ۶۷: ۵)۔

خُدا اپنے انتظام الٰہی کے مطابق عبرانیوں کو سمندر سے پہلے پہاڑوں کے قلعوں میں لایا تاکہ وہ اُن کی رہائی کے لیے اپنی قُدرت کو ظاہر کرے اور اُن پر ظلم کرنے والوں کے فخر کو پُورے طور پر خاک میں مِلا دے۔ وہ اُنھیں کسی اور طریقہ سے بچا سکتا تھا، لیکن اُس نے اِس طریقہ کو چُن لیا تاکہ اُن کے اِیمان کو جانچے اور اُن کے بھروسہ کو جو اُس پر تھا تقویت دے۔ لوگ تھکے ماندے اور خَوف زدہ تھے تاہم اگر وہ اُس وقت رُکے رہتے جب مُوسیٰ نے اُنھیں آگے بڑھنے کا حکم دیا تھا تو خُدا ہرگز اُن کے لیے راہ تیار نہ کرتا۔ "اِیمان ہی سے وہ بحرِ قلزم سے اِس طرح گُزر گئے جیسے خشک زمین پر سے" (عبرانیوں ۱۱: ۲۹) عین پانی تک چل کر جانے میں اُنھوں نے یہ ظاہر کیا کہ وہ خُدا کے کلام پر، جو اُس نے مُوسیٰ کی معرفت فرمایا تھا، اِیمان رکھتے تھے۔ اُنھوں نے وہ سب کچھ کیا جو اُن کے مقدُور میں تھا اور تب اسرائیل کے قادر خُدا نے اُن کے پاؤں کے لیے راستہ تیار کرنے کے لیے سمندر کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا۔

وہ بڑی نصیحت جو یہاں سکھائی گئی ہے سب زمانوں کے لیے ہے۔ اکثر خُدا پرستوں کی زندگی خطروں سے پُر ہوتی ہے اور اپنے فرائض کو انجام دینا مُشکل معلوم ہوتا ہے۔ ہمارا تصوّر آگے کی طرف بربادی دیکھتا ہے اور پیچھے کی طرف غلامی یا مَوت دیکھتا ہے۔

تاہم خدا کی آواز صفائی سے کہتی ہے کہ "آگے بڑھو۔" ہمیں اِس حکم کو بجا لانا چاہیئے، خواہ ہماری آنکھیں تاریکی کو چیر کر آگے نہ دیکھ سکیں اور ہمارے پاؤں سرد موجوں سے گھرے ہوئے کیوں نہ ہوں۔ وہ رکاوٹیں جو ہماری ترقی میں حائل ہوتی ہیں، رُکنے اور شک کرنے والی رُوح کے سامنے ہرگز معدُوم نہ ہوں گی جو اُس وقت تک فرمانبرداری نہیں کرتے جب تک بے یقینی کا ہر سایہ غائب نہ ہو جائے اور ناکامی یا شکست کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے، وہ کسی وقت بھی فرمانبرداری نہیں کریں گے۔ بے یقینی کانوں میں کہتی ہے کہ "جب تک رُکاوٹیں دُور نہ ہو جائیں اور ہمیں اپنا راستہ صاف نظر نہ آئے۔ ٹھہرے رہو۔" لیکن ایمان دلیری کے ساتھ آگے بڑھنے کی تاکید کرتا ہے اور سب باتوں کی اُمید رکھتا ہے اور سب باتوں کا یقین رکھتا ہے۔

وہ بادل جو مصریوں کے لیے تاریکی کی دیوار تھا، عبرانیوں کے لیے رَوشنی کا ایک بہُت بڑا سیلاب تھا جو تمام خیمہ گاہ کو منوّر کرتا اور اُن کے آگے آگے راہ کو روشن کرتا تھا۔ اِسی طرح انتظاماتِ الٰہی بے اعتقادوں کے لیے تو تاریکی اور مایوسی کا سبب ہوتے ہیں لیکن اعتقاد رکھنے والے شخص کے لیے وہ روشنی اور اطمینان سے بھرپُور ہوتے ہیں۔ وہ راستہ جہاں خُدا ہماری رہنمائی کرتا ہے شاید بیابان یا سمندر میں سے گزرتا ہو، تو بھی وہ سلامتی کا راستہ ہے۔

چھبیسواں باب

بحرِ قلزم سے سیناؔ تک

بحرِ قلزم سے اسرائیلی گروہ پھر بادل کے ستون کی زیرِ ہدایت سفر پر روانہ ہوگیا۔ چاروں طرف کا منظر نہایت بھیانک تھا یعنی خشک اور ویران وسنسان پہاڑ، بنجر میدان، اور دُور تک سمندر پھیلا ہُوا تھا جس کے کنارے اُن کے دُشمنوں کی لاشوں سے بھرے ہُوئے تھے لیکن آزادی حاصل کرنے کے احساس سے وہ خُوشی سے معمُور تھے اور بے قناعتی کا ہر خیال ختم ہو چکا تھا۔

لیکن جب وہ تین دن تک سفر کرتے رہے تو اُن کو پانی نہ مِلا۔ وہ پانی کا ذخیرہ جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے ختم ہو گیا تھا۔ جب وہ گرمی سے جلنے والے میدانوں میں تھکے ماندہ ہو کر سفر کر رہے تھے، تو اُن کی شدّت کی پیاس کو بُجھانے کے لیے کوئی پانی نہ تھا۔ موسیٰ کو جو اِس علاقہ سے واقف تھا، عِلم تھا جس سے دُوسرے واقف نہ تھے، کہ مارہ میں جو سب سے قریب مقام تھا، پانی کے چشمے پائے جاتے ہیں لیکن وہ پانی اِستعمال کے قابل نہ تھا۔ نہایت فکرمندی کی حالت میں وہ رہنمائی کرنے والے بادل کو تاک رہا تھا۔ ڈُوبتے ہوئے دِل کے ساتھ اُس نے خوشی کی للکار سُنی، "پانی! پانی!" جس کی گُونج تمام صفوں میں سُنائی دی۔ مرد، عورتیں، بچّے خوشی کے مارے چشمہ کے پاس جمع ہو گئے لیکن جلد غم کی پُکار تمام گروہ میں سُنائی دینے لگی کہ پانی کڑوا ہے۔

خوف اور نااُمیدی کی حالت میں وہ موسیٰ کو ملامت کرنے لگے کہ وہ اُنھیں اِس راہ پر کیوں لایا؟ لیکن وہ بھُول گئے کہ پُراَسرار بادل کے ذریعہ خُدا کی حضُوری موسیٰ کی اور ہماری رہنمائی کر رہی ہے۔ اُن کی مصیبت کو دیکھ کر مُوسیٰ کو غم ہؤا اور اُس نے وہ کام کیا جسے وہ کرنا بھُول گئے تھے، اُس نے مدد کے لیے خُداوند سے فریاد کی: "خُداوند نے اُسے ایک پیڑ دِکھایا جسے جب اُس نے پانی میں ڈالا تو پانی میٹھا ہو گیا۔" (خروج ۱۵: ۲۵)۔ یہاں

موسیٰ کے ذریعہ بنی اسرائیل کے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا کہ "اگر تُو دِل لگا کر خُداوند اپنے خُدا کی بات سُنے اور وُہی کام کرے جو اُس کی نظر میں بھلا ہے اور اُس کے حکموں کو مانے اور اُس کے آئین پر عمل کرے تو مَیں اُن بیماریوں میں سے جو مَیں نے مصریوں پر بھیجیں تجھ پر کوئی نہ بھیجوں گا کیونکہ مَیں خُداوند تیرا شافی ہوں۔" (خروج ۱۵: ۲۶)۔

مارہ سے بنی اسرائیل نے ایلیم کا سفر کیا۔" جہاں پانی کے بارہ چشمے اور کھجور کے ستّر درخت تھے۔" سین کے بیابان میں داخل ہونے سے پہلے وہ کئی دِنوں تک یہیں رہے۔ جب مصر سے نکلے ہُوئے اُنھیں ایک مہینہ ہو گیا تو اُنھوں نے پہلی مرتبہ بیابان میں ڈیرے ڈالے۔ اب اُن کا خوراک کا ذخیرہ ختم ہونے لگا۔ بیابان میں ہریالی بہت کم تھی اور اُن کے گلّے گھٹتے جاتے تھے۔ اِس انبوہِ کثیر کے لیے خوراک کہاں سے مہیّا کی جائے گی؟ اُن کے دِل شک سے بھر گئے اور وہ پھر بڑبڑانے لگے۔ بنی اسرائیل کے حاکموں اور بزرگوں نے بھی خُدا کے مقرّر کردہ رہنماؤں کے خلاف بغاوت میں حصّہ لیا کہ کاشکہ ہم خُداوند کے ہاتھ سے ملکِ مصر میں جب ہی مار دیئے جاتے جب ہم گوشت کی ہانڈیوں کے پاس بیٹھ کر جی بھر کر روٹی کھاتے تھے کیونکہ تم تو ہم کو اِس بیابان میں اِسی لیے لائے ہو کہ سارے مجمع کو بھُوکا مارو۔" (خروج ۱۶: ۳)

اب تک اُن کو بھُوک کی وجہ سے تکلیف برداشت نہ کرنی پڑی تھی، اُن کی حال کی ضروریات مہیّا کی گئی تھیں لیکن وہ مستقبل سے خوف زدہ تھے۔ وہ سمجھ نہ سکتے تھے کہ یہ انبوہِ کثیر بیابان میں سفر کرتے وقت کس طرح گزارہ کرے گا اور اپنے تصوّر ہی میں اُنھوں نے اپنے بچّوں کو بھُوکوں مرتے دیکھا۔ خُداوند نے اُنھیں مشکلات میں محصور ہونے دیا اور اُن کے ذخیرۂ خوراک کو کم ہونے دیا تاکہ اُن کے دِل اُس کی طرف راغب ہوں جو اب تک اُن کا مخلصی دہندہ تھا۔ اگر وہ اپنی ضروریات کے وقت اُس کو پکارتے تو وہ اب بھی اپنی محبت اور حفاظت کے نشانات اُنھیں عطا کرتا۔ اُس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ اُس کے حکموں کو مانیں تو کوئی بیماری اُنھیں نہ لگے گی اور اُن کے لیے یہ توقع کرنا بے یقینی کا گناہ تھا کہ وہ یا اُن کے بچّے بھُوک سے مر جائیں۔

خُدا نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اُن کا خُدا ہوگا، وہ اُنھیں اپنی اُمّت بنا لے گا اور اُن کی رہنمائی ایک وسیع اور اچھّے مُلک تک کرے گا۔ لیکن وہ اس ملک میں جاتے ہُوئے راستے کی ہر مُشکل کا مقابلہ کرتے وقت بے دل ہونے کے لیے تیار تھے۔ عجیب وغریب طریقہ سے وہ اُنھیں مصر کی غلامی سے نکال لایا تھا تاکہ اُنھیں سرفراز اور بلند کرے اور دُنیا میں قابلِ تعریف بنائے۔ لیکن اُن کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ مُشکلات کا مقابلہ کریں اور بھوک پیاس برداشت کریں۔ خُدا اُنھیں پستی کی حالت سے نکال کر دُنیا کی قوموں میں عزّت کے مقام پر سربلند کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اہم اور مقدّس ذمّہ داریوں کو اُٹھا سکیں۔ اگر وہ اُن سب کاموں کو جو خُدا نے اُن کے لیے کیے تھے یاد رکھ کر اُس پر ایمان رکھتے تو وہ خُوشی سے تکلیفوں، بھوک و پیاس اور واقعی دُکھ تکلیف کو بھی برداشت کرتے، لیکن وہ اُس سے زیادہ خُداوند پر بھروسہ رکھنے کے لیے تیار نہ تھے، جہاں وہ خُدا کی قُدرت کے مُشاہدات کو متواتر دیکھ سکیں۔ وہ مصر کی تلخ غلامی کو بھُول گئے۔ وہ خُدا کی شفقت اور قدرت کو بھُول گئے جو غلامی سے رہا ہوتے وقت اُن کی خاطر ظاہر کی گئی تھی ۔ اُنھوں نے یہ بھی یاد نہ رکھا کہ خُدا نے کس طرح ہمارے بچّوں کی حفاظت کی جبکہ ہلاک کرنے والے فرشتے نے مصر کے سب پہلوٹھوں کو مارا۔ اُنھوں نے بحرِ قلزم پر خُدا کی قدرت کے حیرت انگیز مظاہرے کو بھی فراموش کر دیا تھا۔ اُنھوں نے فراموش کر دیا تھا کہ جب ہم سلامتی کے ساتھ اُس راستہ سے پار ہو گئے تھے جو ہمارے سامنے کھول دیا گیا تھا۔ ہمارے دُشمنوں کی فوجیں سمندر کے پانی میں غرق ہو گئیں جو ہمارا تعاقُب کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اُنھیں فقط اپنی حال کی تکلیفیں اور مُصیبتیں یاد تھیں اور اُنھیں پر اُن کی نظر تھی اور بجائے یہ کہنے کے کہ " خُدا نے ہمارے لیے بڑے بڑے کام کیے ہیں جبکہ ہم محض غلام تھے وہ ہمیں ایک بڑی قوم بنا رہا ہے" وہ راستے کی مُشکلات کا ذِکر کرتے تھے اور اِس بات کی فکر میں تھے کہ اُن کا تھکا دینے والا سفر کب ختم ہوگا۔

بنی اسرائیل کی بیابانی زندگی کی تواریخ آخری زمانہ کے لیے خُدا کے اِسرائیل کے فائدہ کے لیے لکھی گئی۔ بیابان میں سفر کرنے والوں کے ساتھ اُن کے تمام اِدھر

اُدھر کے سفروں میں، اُن کے بھُوک، پیاس اور تھکاوٹ کے ساتھ دوچار ہوتے ہیں، اور اُن کی رہائی کے لیے خُدا کی قدرت کے حیرت انگیز اظہار ہیں، خُدا کے سلوک کے کارنامے، سب زمانوں میں اس کے لوگوں کے لیے آگاہی اور ہدایت سے معمُور ہیں۔ عبرانیوں کے مختلف تجربات، اُن کے مَوعُودہ گھر یعنی کنعان کے لیے تیاری کا مکتب تھا۔ خدا چاہتا ہے کہ ان آخری دِنوں میں اُس کے لوگ دل کی فروتنی اور تربیت پذیر رُوح کے ساتھ اُن آزمائشوں کی نظرِ ثانی کریں جن میں سے قدیم اسرائیل گزرے تاکہ وہ آسمانی کنعان کی تیاری کے لیے ہدایت پا سکیں۔

بہُت سے لوگ اسرائیلیوں پر نگاہ کرتے ہُوئے اُن کی بے یقینی اور بُڑبُڑانے پر حیران ہوتے ہیں اور یہ محسُوس کرتے ہیں کہ اگر ہم اُن کی جگہ ہوتے تو ہم اِتنے ناشکرگزار نہ ہوتے، لیکن جب چھوٹی چھوٹی آزمائشوں کے ذریعہ اُن کا اِیمان آزمایا جاتا ہے، تو وہ قدیم اسرائیل کی نسبت زیادہ ایمان یا صبر کا ثبُوت نہیں دیتے۔ جب وہ مُشکلات میں پڑتے ہیں تو وہ اُسی ذریعہ کے متعلق بُڑبُڑانے لگتے ہیں جو خُدا نے اُنھیں پاک کرنے کے لیے چُنا ہے۔ حالانکہ اُن کی موجُودہ ضروریات بہم پُہنچائی جاتی ہیں تاہم وہ آیندہ کے لیے خُدا پر بھروسہ رکھنے کے لیے رضامند نہیں ہوتے اور وہ لگاتار فکرمند رہتے ہیں کہ مبادا مُفلسی اُن کو آدبائے اور اُن کے بچّوں کو مُصیبت برداشت کرنی پڑے۔ بعض ہمیشہ بُرائی کی اِنتظار کرتے رہتے ہیں یا اُن مشکلات میں مبالغہ کرتے رہتے ہیں جو واقعی مَوجود ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سی برکتوں کے لیے جو اُن کی شکرگزاری کا مطالبہ کرتی ہیں؛ اُن کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ جن مُشکلات کا وہ مقابلہ کرتے ہیں وہ اُنھیں خُدا سے، جو قوّت کا واحد سرچشمہ ہے، مدد حاصل کرنے میں مُمد ہونے کی بجائے اُس سے جُدا کر دیتی ہیں کیونکہ وہ اُن میں بے چینی اور کُڑھنے کا مادہ پیدا کر دیتی ہیں۔

کیا اَیسی بے اعتقادی کا اظہار کرتے وقت ہم اچھا کرتے ہیں؟ ہم کیوں ناشکرے اور بے اعتقاد بنیں؟ خُداوند یسُوع مسیح ہمارا دوست ہے، سب آسمانی ہستیاں ہماری بہبُودی میں دِلچسپی رکھتی ہیں، اور ہمارا فکر کرنا اور ڈرنا خُدا کے رُوحِ پاک کو رنجیدہ کرتا

ہے۔ ہمیں کسی اَیسی فکرمندی میں شامل نہیں ہونا چاہیئے جو ہمیں بیزار کرتی اور تھکا دیتی ہے لیکن آزمائشوں کا مقابلہ کرنے میں ہماری مدد نہیں کرتی۔ ہمیں خُدا کے مُتعلق بے اِعتقادی کے کسی اَیسے خیال کو اپنے دل میں جگہ نہیں دینی چاہیئے جس سے ہم آیندہ ضروریات کا بندوبست کرنا ہی اپنی زندگی کا واحد مشغلہ بنا لیں، گویا کہ ہماری خوشی کا دارومدار محض اِنہی دُنیوی چیزوں پر ہے۔ یہ خُدا کی مرضی نہیں کہ اُس کے لوگ فکروں سے دبے رہیں۔ لیکن ہمارا خداوند ہم کو یہ نہیں کہتا کہ ہمارے راستہ میں کوئی خطرے نہیں۔ وہ اپنے لوگوں کو گُناہ اور بدی کی دُنیا سے علیحدہ نہیں کرنا چاہتا، لیکن وہ ہماری توجّہ ابدی پناہ گاہ کی طرف راغب کرتا ہے۔ وہ تھکے ماندے اور فکروں سے لدے ہُوئے لوگوں کو بُلاتا ہے کہ "اَے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے لدے ہُوئے لوگو سب میرے پاس آؤ۔ مَیں تم کو آرام دُوں گا۔" پریشانی اور دُنیوی فکروں کے جُوئے کو، جسے آپ نے اپنی گردن میں ڈال رکھا ہے، اُتار پھینکیے اور "میرا جُوا اپنے اُوپر اُٹھا لو اور مجھ سے سیکھو۔ کیونکہ مَیں حلیم ہُوں اور دِل کا فروتن۔ تو تمھاری جانیں آرام پائیں گی۔" (متی ۱۱: ۲۸، ۲۹)۔ ہمیں خُدا میں آرام اور اطمینان حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ہم اپنی ساری فکریں اُسی پر ڈال دیتے ہیں، کیونکہ اُس کو ہماری فکر ہے۔" (۱۔ پطرس ۵: ۷)۔

پولوس رسُول فرماتا ہے کہ "اَے بھائیو! خبردار! تم میں سے کسی کا اَیسا بُرا اور بے اِیمان دل نہ ہو جو زندہ خُدا سے پھر جائے۔" (عبرانیوں ۳: ۱۲)۔ جو کچھ خُدا نے ہمارے لیے کیا ہے اُس کو مدِّنظر رکھتے ہُوئے ہمارا اِیمان مضبُوط، زِندہ اور قائم رہنے والا ہونا چاہیئے۔ بجائے بُڑبُڑانے اور شکایت کرنے کے ہمارے دلوں سے یہ الفاظ نکلنے چاہئیں کہ "اَے میری جان! خُداوند کو مبارک کہہ اور جو کچھ مجھ میں ہے اُس کے قُدّوس نام کو مُبارک کہے۔ اَے میری جان خُداوند کو مُبارک کہہ اور اس کی کسی نعمت کو فراموش نہ کر۔" (زبُور ۱۰۳: ۱، ۲)۔

خُدا بنی اسرائیل کی ضروریات سے غافل نہ تھا۔ اُس نے اُن کے رہنما سے کہا کہ "مَیں آسمان سے تم لوگوں کے لیے روٹیاں برساؤں گا۔" (خروج ۱۶: ۴)۔ اور ہدایات

دی گئیں تاکہ لوگ اپنی روزانہ خوراک جمع کر لیں اور چھٹے دن دُگنی خوراک بٹور لیں، تاکہ سبت کی پاکیزگی برقرار رکھی جا سکے۔

مُوسیٰ نے جماعت کو یقین دلایا کہ اُن کی ضروریات پُوری کی جانے کو تھیں "شام کو خُداوند تم کو کھانے کو گوشت اور صُبح کو روٹی پیٹ بھر کر دے گا۔" اُس نے یہ بھی کہا کہ "ہماری کیا حقیقت ہے؟ تمہارا بڑبڑانا ہم پر نہیں بلکہ خُداوند پر ہے۔" اُس نے ہارون کے ذریعہ اُنھیں یہ بھی کہا: "تم خُداوند کے نزدیک آؤ۔ کیونکہ اُس نے تمہارا بڑبڑانا سُن لیا ہے۔" جب ہارون یہ باتیں کہہ رہا تھا تو "اُنھوں نے بیابان کی طرف نظر کی اور اُن کو خُداوند کا جلال بادل میں دکھائی دیا۔" (خرُوج ۱۶: ۸-۱۰)۔ ایک ایسا جلال جو اُنھوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، خُدا کی حُضوری کو ظاہر کرتا تھا۔ ایسے نشانات کے ذریعہ جو اُن کے حواس کو اپنی طرف مُخاطب کرتے تھے، وہ خُدا کا عرفان حاصل کرنے کو تھے۔ اُنھیں اِس بات کو سکھانے کی ضرورت تھی کہ اُن کا رہنما قادرِ مطلق ہے نہ کہ مُوسیٰ جو محض اِنسان ہے، تاکہ وہ خُدا کے نام سے ڈریں اور اُس کی آواز کے شنوا ہوں۔

شام کو بٹیروں کے غولوں نے خیمہ گاہ کو ڈھانک لیا جو ساری جماعت کے لیے کافی تھے۔ صُبح کے وقت زمین کی سطح پر "ایک چھوٹی چھوٹی گول گول چیز ایسی چھوٹی جیسے پالے کے دانے ہوتے ہیں زمین پر پڑی ہے۔ وہ دھنیے کے بیج کی طرح سفید تھا۔" (خرُوج ۱۶: ۱۴، ۱۵، ۳۱)۔ لوگوں نے اُس کا نام مَن رکھا۔ مُوسیٰ نے کہا کہ "یہ وہی روٹی ہے جو خُداوند نے کھانے کو تم کو دی ہے۔" لوگوں نے مَن جمع کیا اور معلوم کیا کہ سب کے لیے کافی مقدار میں خوراک موجود ہے۔ وہ "اُسے چکّی میں پیستے یا اُکھلی میں کُوٹ لیتے تھے۔ پھر اُسے ہانڈیوں میں اُبال کر روٹیاں بناتے تھے۔" "اور اُس کا مزہ شہد کے بنے ہوئے پُوئے کی طرح تھا۔" (خرُوج ۱۶: ۳۱) اُنھیں ہدایت کی گئی تھی کہ بحساب فی کس ایک اومر (تقریباً تین سیر) جمع کریں اور صُبح تک کچھ باقی نہ رکھ چھوڑیں۔ بعض نے اگلے روز تک کچھ رکھ چھوڑنے کی کوشش کی لیکن وہ کھانے کے قابل نہ نکلا۔ ہر روز کی ضروریات صُبح کے وقت جمع کی جانے کو تھیں، کیونکہ دھوپ تیز ہوتے

ہی وہ پگھل جاتا تھا۔

مَن کے جمع کرنے میں یہ دریافت ہوُا کہ بعض نے مقرّرہ مقدار سے زیادہ اور بعض نے کم جمع کیا، لیکن "جب اُنھوں نے اُسے اومر سے ناپا تو جس نے زیادہ جمع کیا تھا کچھ زیادہ نہ پایا اور اُس کا جس نے کم جمع کیا تھا کم نہ ہوُا" (خرُوج ۱۶: ۱۸)۔ اِس نوشتہ کی تشریح اور اُس کے ساتھ اُس کا عملی سبق، پولوس رسُول نے اپنے تحریر کردہ کرنتھیوں کے دُوسرے خط میں دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ "یہ نہیں کہ اَوروں کو آرام ملے اور تم کو تکلیف ہو۔ بلکہ برابری کے طَور پر اِس وقت تمھاری دولت سے اُن کی کمی پُوری ہو اور اِس طرح برابری ہو جائے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جس نے بہُت جمع کیا اُس کا کچھ زیادہ نہ نکلا اور جس نے تھوڑا جمع کیا اُس کا کچھ کم نہ نکلا" (۲۔کرنتھیوں ۸: ۱۳۔۱۵)۔

چھٹے روز لوگوں نے فی کس دو اومر جمع کیا۔ سرداروں نے جلد موسیٰ کو خبر دی کہ اُنھوں نے کیا کیا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ "خُداوند کا حکم یہ ہے کہ کل خاص آرام کا دِن یعنی خُداوند کا مُقدّس سبت ہے۔ جو تم کو پکانا ہو پکالو اور جو اُبالنا ہو اُبال لو اور جو بچ رہے اُسے صُبح تک محفُوظ رکھو" (خرُوج ۱۶: ۲۳) اُنھوں نے اَیسا ہی کیا اور اُنھوں نے دیکھا کہ اُس میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ اور موسیٰ نے کہا کہ "آج اِسی کو کھاؤ، کیونکہ آج خُداوند کا سبت ہے۔ اِس لیے وہ آج تم کو میدان میں نہیں ملے گا۔ چھ دن تک تم اُسے جمع کرنا پر ساتویں دن سبت ہے۔ اُس میں وہ نہیں ملے گا" (خرُوج ۱۶: ۲۳، ۲۵، ۲۶)۔

خُدا مطالبہ کرتا ہے کہ آج کل بھی اُس کے پاک دن کی ویسی ہی تعظیم کی جائے جیسی کہ اِسرائیل کے زمانہ میں کی جاتی تھی۔ وہ حکم جو عبرانیوں کو دیا گیا تھا اُس زمانہ کے تمام لوگوں کو خُداوند کی طرف سے اپنے لیے خیال کرنا چاہیئے۔ سبت سے پہلا روز تیاری کا دن ہونا چاہیئے تاکہ اُس کے مُقدّس گھنٹوں کے لیے ہر ایک چیز تیار پائی جائے۔ کسی حالت میں بھی ہمیں اِس مُقدّس وقت کو اپنے کاروبار پر صرف نہیں کرنا ہے۔ خُدا نے ہدایت کی ہے کہ بیماروں اور مُصیبت زدوں کی حفاظت کی جائے، اُن

کے آرام کی خاطر جو محنت پائی جاتی ہے وہ رحم کا کام ہے، جس سے سبت کی خلاف ورزی نہیں ہوتی، لیکن ہر غیر ضروری کام سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ بعض لاپروائی سے چھوٹے چھوٹے کاموں کو سبت کے شروع ہونے تک ملتوی کر دیتے ہیں، جنھیں تیاری کے دن کر لینا چاہیئے تھا۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ جو کام سبت کے شروع ہوتے تک ملتوی کر دیا جاتا ہے اُسے اُسی طرح پڑا رہنے دینا چاہیئے جب تک سبت گزر نہ جائے۔ اِس طرح ممکن ہے کہ لاپرواؤں کو بھی یاد رہے اور وہ کام کاج کے چھ دنوں میں اپنا کام احتیاط سے کریں گے۔

اپنے بیابان کے عرصۂ دراز کے سفر میں اِسرائیلیوں نے ہر ہفتہ تہرے مُعجزہ کا مشاہدہ کیا، جس کا مقصد سبت کی پاکیزگی کو اُن کے دماغوں میں نقش کرنا تھا، چھٹے دن مَن کی دُگنی مقدار گِری، ساتویں دن کوئی مَن نہ گِرا، اور جو حِصّہ سبت کے لیے رکھا جاتا تھا وہ میٹھا اور مزیدار رہتا تھا جبکہ مَن جو کسی اَور دن ضروری مقدار سے زیادہ رکھا جاتا تھا، کھانے کے قابل نہ رہتا تھا۔

مَن کے دیئے جانے کے واقعات میں ہمیں قطعی ثبُوت مِلتا ہے کہ سبت کو کوہِ سینا پر شریعت کے دیئے جانے کے وقت مقرر نہیں کیا گیا تھا، جیسا کہ بعض لوگوں کا دعوٰے ہے۔ کوہِ سینا تک پہنچنے سے پیشتر بنی اسرائیل اِس بات کو سمجھتے تھے کہ سبت کا ماننا اُن کے لیے ضروری ہے۔ ہر جمعہ کے روز سبت کی تیاری کے لیے مَن کی دُگنی مقدار جمع کرنے کے ذریعہ، کیونکہ سبت کے دن کوئی مَن نہ گرتا تھا، اُن کے دِلوں پر آرام کے دِن کی پاکیزگی لگاتار طور پر نقش کی جاتی تھی اور جب سبت کے دن بعض لوگ مَن جمع کرنے کے لیے گئے تو خُداوند نے کہا کہ "تم لوگ کب تک میرے حُکموں اور شریعت کے ماننے سے اِنکار کرتے رہو گے؟" (خُروج ۱۶ : ۲۸)۔

"اور بنی اسرائیل جب تک آباد مُلک میں نہ آئے یعنی چالیس برس تک مَن کھاتے رہے، الغرض جب تک وہ مُلکِ کنعان کی حدُود تک نہ آئے مَن کھاتے رہے۔" (خُروج ۱۶ : ۳۵)۔ چالیس برس تک اِس مُعجزانہ بندوبست کے ذریعہ اُنھیں روزانہ خُدا کی دائمی

حفاظت اور گہری محبّت کو یاد دِلایا گیا۔ زبُور نویس کے الفاظ میں خُدا نے "اُن کو آسمانی خوراک بخشی۔ اِنسان نے فرشتوں کی غذا کھائی"۔ یعنی وہ خوراک جو فرشتوں نے اُن کے لیے مہیا کی۔ (زبُور ۷۸: ۲۵:۲۶)۔ "آسمانی خوراک" پر زندگی بسر کرتے ہُوئے اُن کو روزانہ یہ سکھایا جاتا تھا کہ خُدا کے وعدہ کے پیشِ نظر وہ ہر قسم کی کمی سے اِتنے محفُوظ ہیں گویا کہ وہ کنعان کے زرخیز مَیدانوں میں لہلہاتے اناج کے کھیتوں سے گھِرے ہوئے ہیں۔

بنی اسرائیل کی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے جو مَن آسمان سے گرا وہ مسیح خُداوند کی علامت تھا جو خُدا سے آیا تاکہ دُنیا کو زندگی بخشے۔ خُداوند یسُوع مسیح نے فرمایا۔ "زندگی کی روٹی مَیں ہوں۔ تمھارے باپ دادا نے بیابان میں مَن کھایا اور مر گئے۔ یہ وہ روٹی ہے جو آسمان سے اُترتی ہے ..... اگر کوئی اِس روٹی میں سے کھائے تو ابد تک زندہ رہے گا بلکہ جو روٹی مَیں جہان کی زندگی کے لیے دُوں گا وہ میرا گوشت ہے"۔ (یُوحنا ۶: ۴۸-۵۱)۔ آیندہ زندگی میں برکتوں کے جو وعدے خُدا کے لوگوں کے ساتھ کیے گئے ہیں اُن میں لکھا ہے کہ "جو غالب آئے مَیں اُسے پوشیدہ مَن میں سے دُوں گا"۔ (مکاشفہ ۲: ۱۷)۔

سِین کے بیابان میں سے ہوکر بنی اسرائیل نے رفیدیم میں ڈیرا کیا۔ یہاں پانی نہ تھا اور اُنھوں نے پھر خُداوند کی پروردگاری پر شک کیا۔ اپنے اندھےپن اور گستاخی میں لوگ مُوسیٰ سے یہ تقاضا کرنے لگے۔ "ہم کو پینے کو پانی دے"۔ لیکن اُس نے صبر سے کام لیا۔ اُس نے جواب دیا کہ "تم مجھ سے کیوں جھگڑتے ہو اور خُداوند کو کیوں آزماتے ہو؟" اُنھوں نے غُصّہ سے چلّا کر کہا کہ "تُو ہم کو اور ہمارے بچّوں اور چوپایوں کو پیاسا مارنے کے لیے ہم لوگوں کو کیوں ملکِ مصر سے نکال لایا؟" (خُروج ۱۷: ۱-۷)۔ جب اُنھیں کثرت سے خوراک مہیا کی گئی تھی تو اُنھوں نے شرم کے ساتھ اپنی بے اِعتقادی اور بُڑبُڑانے کا خیال کیا تھا اور اُنھوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ آیندہ خُدا پر بھروسہ رکھیں گے، لیکن وہ جلد اپنا وعدہ بھُول گئے اور اپنے ایمان کی پہلی آزمائش ہی میں ناکام ہو گئے۔ بادل کا ستُون جو ان کی رہنمائی کر رہا تھا ایک خوفناک راز کو چھُپائے ہُوئے معلوم ہوتا تھا۔ وہ

جھگڑنے لگے کہ موسیٰ .... وہ کون ہے ؟ اور اُس کے ہمیں مصر سے نکال لانے میں کیا مقصد پایا جاتا ہے ؟ شک اور بے اِعتقادی اُن کے دِلوں میں بھر گئی اور اُنھوں نے گستاخی سے اُس پر یہ اِلزام لگایا کہ وہ ہمیں اور ہمارے بچّوں کو بھوک، پیاس اور مشکلات کے ذریعہ ہلاک کرنا چاہتا ہے تاکہ ہمارے مال پر قبضہ کر کے خود مالدار بن جائے۔ غصّہ اور غضب کے باعث وہ اُسے سنگسار کرنے کو تھے۔

اپنی پریشانی میں موسیٰ نے خُدا سے فریاد کی کہ "مَیں اِن لوگوں سے کیا کروں ؟" اُسے ہدایت دی گئی کہ وہ بنی اسرائیل کے بزرگوں اور اُس لاٹھی کو، جس کے ذریعہ اُس نے مصر میں معجزے کیے تھے، بنی اسرائیل کے آگے آگے چلے۔ اور خُداوند نے اُس سے کہا: "دیکھ مَیں تیرے آگے جا کر وہاں حورب کی ایک چٹان پر کھڑا ہوں گا اور تُو اُس چٹان پر مارنا تو اُس میں سے پانی نکلے گا کہ یہ لوگ پئیں۔" اُس نے اِس حکم کی تعمیل کی اور چٹان سے پانی کی ندی بہہ نکلی جس نے کثرت سے ساری لشکرگاہ کی ضروریات کو پورا کیا۔ بجائے اِس کے کہ خُداوند موسیٰ کو حکم دے کہ وہ اپنی لاٹھی بڑھائے اور مصریوں پر نازل کردہ آفتوں کی طرح اِس بڑبڑانے والے گروہ کے بدکار سرداروں پر کوئی خوفناک آفت نازل کرے، خُداوند نے اپنے بڑے رحم میں لاٹھی کو بنی اسرائیل کی رہائی کے لیے ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کیا۔

"اُس نے بیابان میں چٹانوں کو چیرا اور اُن کو گویا بحر سے خُوب پلایا۔ اُس نے چٹان میں سے ندیاں جاری کیں اور دریاؤں کی طرح پانی بہایا۔" (زبور ۷۸ : ۱۵-۱۶)۔ موسیٰ نے چٹان کو مارا، لیکن یہ خُدا کا بیٹا تھا جو بادل کے ستُون کے پردے میں موسیٰ کے پاس کھڑا تھا اور جس نے زندگی بخش پانی کو بہایا۔ نہ صرف موسیٰ اور بزرگوں ہی نے خُداوند کے جلال کو دیکھا بلکہ ساری جماعت نے جو فاصلہ پر کھڑی تھی، اُسے دیکھا، لیکن اگر بادل وہاں سے ہٹ جاتا تو وہ سب کے سب خُداوند کی ہولناک روشنی کے باعث، جو اُس بادل میں سکونت کرتا تھا، فنا ہو جاتے۔

پیاس کی حالت میں لوگوں نے خُدا کی آزمائش یہ کہہ کر کی تھی کہ "کیا خُداوند ہمارے

درمیان ہے یا نہیں ؟" "اگر خُدا ہمیں یہاں لایا ہے تو وہ ہمیں روٹی کے ساتھ ساتھ پانی کیوں نہیں دیتا؟" اِس طرح جس بے اعتقادی کا اظہار کیا گیا وہ مجرمانہ تھی اور مُوسےٰؔ ڈر رہا تھا کہ اُن پر خُدا کی طرف سے ضرور سزا نازل ہوگی ۔ اور اُس نے اُس جگہ کا نام مسّہ (آزمائش) اور مریبہ (جھگڑا) رکھا جو اُن کے گُناہ کی یادگار تھی۔

اب بنی اسرائیل کو ایک نیا خطرہ پیش آیا۔ چونکہ وہ خُداوند کے خلاف کُڑکُڑاتے تھے اِس لیے اُس نے اُن کے دُشمنوں کو اُن پر حملہ آور ہونے دیا ۔ عمالیقی جو تُند اور جنگجُو قوم تھی اور اُس علاقہ میں آباد تھی، اُن سے لڑنے کو نکلی اور اُن تھکے ماندوں کو مارنے لگی جو عقب میں تھے۔ موسیٰؔ نے یہ جانتے ہُوئے کہ بنی اسرائیل کے بیشتر لوگ جنگ کے لیے تیار نہ تھے ، یشوؔع کو حکم دیا کہ مُختلف فرقوں میں سے فوج کا ایک دستہ تیار کرے اور اگلے روز دُشمن کا مُقابلہ کرے جبکہ وہ خود خُدا کی لاٹھی ہاتھ میں لیے ہُوئے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوگا۔ چنانچہ اگلے روز یشوؔع اور اُس کے دستۂ فوج نے دُشمن پر حملہ کیا جبکہ موسیٰؔ اور ہاروؔن اور حوؔر پہاڑ کی ایک چوٹی پر کھڑے تھے جہاں سے وہ میدانِ جنگ کو بخُوبی دیکھ سکتے تھے ۔ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھاتے ہُوئے اور خُدا کی لاٹھی کو اپنے دہنے ہاتھ میں لیے ہُوئے ، موسیٰؔ نے اسرائیل کی فوجوں کے لیے دُعا کی ۔ جب جنگ جاری تھی تو یہ معلوم ہُوا کہ جب تک موسیٰؔ کے ہاتھ اُوپر کی طرف اُٹھے رہتے ، اِسرائیلی غالب رہتے لیکن جب اُس کے ہاتھ نیچے گر جاتے تو دُشمن فتحمند ہوتا۔ جب موسیٰؔ تھک گیا تو ہاروؔن اور حوؔر اُس کے ہاتھوں کو سنبھالے رہے جب تک کہ سُورج غرُوب نہ ہُوا ، تب دُشمن بھاگ نکلے۔

جب ہاروؔن اور حوؔر موسیٰؔ کے ہاتھوں کو سنبھالے ہُوئے تھے تو وہ لوگوں پر ظاہر کر رہے تھے کہ وہ مُوسیٰؔ کے بھاری کام میں اُس کو سنبھالنے سے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں جبکہ اُس کا کام خُداوند سے کلام حاصل کر کے اُن پر ظاہر کرنا تھا ۔ اور مُوسیٰؔ کا یہ عمل اِس لیے بھی ضروری تھا کیونکہ وہ ظاہر کرتا تھا کہ اُن کا انجام خُدا کے ہاتھ میں ہے، جب تک اُن کا بھروسہ خُدا پر تھا وہ اُن کی طرف سے جنگ کرے گا اور اُن کے دُشمنوں کو زیر کرتا

رہے گا، لیکن جب وہ اس پر بھروسہ رکھنا چھوڑ کر اپنی قوّت پر تکیہ کریں گے تو وہ اُن سے بھی زیادہ کمزور ہو جائیں گے جن کو خُدا کے متعلّق کچھ علم نہ تھا اور اُن کے دُشمن اُن پر غالب آ ئیں گے۔

جس طرح مُوسیٰ کے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھاتے اور اُن کے لیے شفاعت کرتے وقت عبرانی لوگ فتح پاتے تھے، اُسی طرح خُدا کے اسرائیل غالب آئیں گے جب وہ ایمان کے ذریعہ اپنے زبردست مددگار کی قوّت حاصل کریں گے۔ تو بھی اسی مذکورہ الٰہی قوّت کے ساتھ انسانی قوّت کا شامل ہونا بھی ضروری ہے۔ مُوسیٰ نے یقین نہیں کیا کہ کہ بنی اسرائیل کی کوشش کے بغیر خُدا اُنھیں دُشمن پر فتح دے گا۔ جب مُوسیٰ خُداوند کے سامنے اِلتماس کر رہا تھا، یشوؔع اور اس کے بہادر سپاہی پُوری کوشش کر رہے تھے کہ اِسرائیل اور خُدا کے دُشمنوں کو پسپا کر دیں۔

عمالیقیوں کی شکست کے بعد خُدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ "اِس بات کی یادگاری کے لیے کتاب میں لکھ دے اور یشوؔع کو سُنا دے کہ مَیں عمالیق کا نام و نشان دُنیا سے بالکل مِٹا دوں گا۔" (خرُوج ۱۷ : ۱۴) اپنی مَوت سے ذرا پہلے اُن کے بڑے رہنما نے اپنے لوگوں کو یہ سنجیدہ تاکید کی کہ "یاد رکھنا کہ جب تم مصر سے نکل کر آ رہے تھے تو راستہ میں عمالیقیوں نے تیرے ساتھ کیا کیا کیونکہ وہ راستہ میں تیرے مقابل آئے اور گو تو تھکا ماندہ تھا تو بھی اُنھوں نے ان کو جو کمزور اور سب سے پیچھے تھے مارا اور اُن کو خُدا کا خَوف نہ آیا۔۔۔۔۔۔ اِس لیے تو عمالیقیوں کے نام و نشان کو صفحۂ روزگار سے مِٹا دینا۔ تو اِس بات کو نہ بھُولنا۔" اُن بدکار لوگوں کے متعلّق خُداوند نے فرمایا کہ "خُداوند نے قسم کھائی ہے۔ سو خُداوند عمالیقیوں سے نسل در نسل جنگ کرتا رہے گا۔" (خرُوج ۱۷ : ۱۶)

عمالیقی خُدا کی سیرت یا حکُومت سے ناواقف نہ تھے لیکن اُس سے ڈرنے کی بجائے اُنھوں نے اُس کی قوّت کا مُقابلہ کرنے کا تہیّہ کر لیا تھا۔ مُوسیٰ نے جو عجائبات مصریوں کے سامنے دکھائے تھے اُن کو عمالیقیوں نے تمسخر میں اُڑایا اور اِرد گرد کی قوموں کے خوف کو حقیر جانا۔ اُنھوں نے اپنے دیوتاؤں کا نام لے کر قسم کھائی تھی کہ وہ عبرانیوں کو تباہ

کر دیں گے۔ یہاں تک کہ اُن میں سے ایک بھی زندہ نہ رہے اور وہ فخر کرتے تھے کہ اسرائیل کا خُدا اُن کا مقابلہ کرنے کے لیے بے بس ہو گا۔ اِسرائیلیوں کی طرف سے نہ تو اُنھیں کوئی نقصان پہنچا تھا اور نہ کوئی خطرہ درپیش تھا۔ عمالیقیوں کا حملہ بالکل بلا وجہ تھا۔ خُدا کی اُمّت کو تباہ کرنے سے وہ اُس کے خلاف اپنی بغاوت اور نفرت کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔ عمالیقی مُدّت سے جابر گنہگار تھے اور اُن کے جُرم خُدا سے انتقام کی فریاد کر رہے تھے، تاہم اُس کے رحم کی وجہ سے اُنھیں اب تک توبہ کا موقع دیا گیا تھا۔ لیکن جب اُنھوں نے تھکے ماندے، غیر مُسلّح اسرائیلی دستوں پر حملہ کیا تو اِس سے اُن کی قوم کی تباہی یقینی ہو گئی۔ خُدا اپنے سب سے کمزور بچّہ کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ اُن کے خلاف کوئی ظلم یا سختی ایسی نہیں جس کا خُدا الحافظ نہ کرتا ہو۔ اُن سب پر جو خُدا سے محبت کرتے اور ڈرتے ہیں، اُس کا ہاتھ سپر کی مانند اُن پر بڑھا رہتا ہے، اِنسانوں کو خبردار رہنا چاہیئے کہ وہ اُس ہاتھ کو چوٹ نہ لگائیں کیونکہ اُس میں عدل کی تلوار ہے۔

جہاں اب بنی اسرائیل خیمہ زن تھے وہاں سے یترو کا گھر، جو موسیٰؔ کا خُسر تھا بہت دُور نہ تھا۔ یترو نے عبرانیوں کی مخلصی کی خبر سُنی اور اب وہ اُن سے مُلاقات کرنے اور موسیٰؔ کی بیوی اور دو بیٹوں کو اُس کے پاس پہنچانے کے لیے روانہ ہو گیا۔ اِس بڑے رہنما کو قاصدوں کے ذریعہ اُن کے آنے کی خبر ملی اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ اُن کا اِستقبال کرنے کے لیے نکلا اور خیر و عافیت پُوچھنے کے بعد اُنھیں اپنے خیمہ میں لایا۔ اُس نے اپنے خاندان کو اُس وقت واپس بھیج دیا تھا جب وہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لانے کے خطروں میں گھِرا ہؤا تھا، لیکن اب وہ پھر اُن کی رفاقت سے اِطمینان اور تسلّی حاصل کر سکتا تھا۔ یترو کے سامنے اُس نے اُن تمام عجیب و غریب کاموں کا ذکر کیا جو خُدا نے بنی اسرائیل کے لیے کیے تھے اور اِس بزرگ نے خوشی منائی اور خُداوند کی تمجید کی اور خداوند کی رحمت کی اِس یادگار میں موسیٰ اور بزرگوں کے ساتھ مل کر قربانیاں گزرانیں اور سنجیدہ عید منائی۔

جب یترو اسرائیل کی خیمہ گاہ میں تھا تو اُس نے بہت جلد معلوم کر لیا کہ موسیٰؔ پر کس

قدر بھاری بوجھ تھا۔ اُس کثیرُ التعّداد، نادان، ناتربیت یافتہ ہجوم میں ترتیب اور نظم و ضبط قائم رکھنا درحقیقت ایک نہایت ہی مشکل کام تھا۔ مُوسیٰؔ اُن کا مسلّمہ رہنما اور مُنصف تھا اور نہ صرف لوگوں کے عام مفاد اور فرائض ہی اس کے ذمّہ تھے بلکہ اُن کے باہمی جھگڑے بھی اُسی کے سامنے پیش ہُؤا کرتے تھے۔ اُس نے ایسا ہونے دیا۔ کیونکہ اِس طرح اُس کو اُنھیں تعلیم دینے کا موقع مِل سکتا تھا۔ اُس نے کہا "مَیں خُدا کے احکام اور شریعت اُن کو بتاتا ہوں۔" لیکن یترؔو نے اس کے خلاف دلیل پیش کرتے ہُوئے کہا کہ "یہ کام تیرے لیے بہت بھاری ہے۔ تُو اکیلا اِسے نہیں کر سکتا۔ اِس سے تو بلکہ یہ لوگ بھی ...... قطعی کُھل جائیں گے" اور اُس نے مُوسیٰؔ کو یہ مشورہ دیا کہ تو لائق شخصوں کو چُن کر ہزار ہزار اور سَو سَو اور دس دس آدمیوں پر حاکم بنا دے۔ وہ "لائق ..." خُدا ترس اور سچّے اور رشوت کے دُشمن ہوں۔" اُنھیں چھوٹے چھوٹے مقدمات کا فیصلہ کرنا تھا لیکن بڑے اور مُشکل مقدّمات مُوسیٰؔ کے پاس لائے جانے کو تھے۔ یترؔو نے کہا کہ "تُو ان لوگوں کے لیے خُدا کے سامنے جایا کر اور اُن کے سب معاملے خُدا کے سامنے پُہنچا دیا کر اور تُو رسُوم اور شریعت کی باتیں اِن کو سکھایا کر اور جس راستہ اِن کو چلنا اور جو کام اِن کو کرنا ہو وہ اِن کو بتایا کر۔" (خرُوج ۱۸: ۱۳، ۲۶) مُوسیٰؔ نے اِس مشورہ کو قبول کر لیا اور اِس سے نہ صرف مُوسیٰؔ کو آرام مِلا بلکہ اِس کا یہ نتیجہ ہُؤا کہ لوگوں میں زیادہ بہتر نظم و ضبط قائم ہو گیا۔

خُداوند نے مُوسیٰؔ کو بہت زیادہ عزّت بخشی تھی اور اُس کے ہاتھ سے بڑے بڑے مُعجزے کر دکھائے تھے لیکن اِس حقیقت نے کہ اُسے دُوسروں کو سکھانے کے لیے چُنا گیا تھا، اُسے اِس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرتا تھا کہ مجُھے خود تعلیم و مشورت کی ضرورت نہیں۔ اِسرائیل کے اِس چُنے ہوئے رہنما نے بخوشی مِدیاؔن کے خُدا پرست کاہن کی مشورت کو سُنا اور اِس کی تجویز کو عقلمندی سمجھ کر اُس پر عمل کیا۔

رفیدؔیم سے روانہ ہو کر بنی اسرائیل بادل کے ستُون کی زیرِ ہدایت سفر کرتے گئے۔ اُن کی راہ بنجر میدانوں میں سے، ڈھلوان پہاڑوں پر سے اور چٹانی گھاٹیوں میں سے ہو کر گئی۔ اکثر جب وہ ریگستانوں میں سے گزرتے تو اُن کے سامنے ناہموار پہاڑ دیواروں

کی طرح آکھڑے ہوتے، جو عین اُن کے راستہ میں حائل ہوتے تھے اور بظاہر اُنھیں آگے بڑھنے سے روکتے تھے۔ لیکن جونہی وہ اُن کے قریب پہنچتے تو اِس پہاڑی فصیل میں کہیں کہیں راستے نظر آتے اور دُوسری طرف اُنھیں ایک اَور میدان نظر آجاتا تھا۔ اِن گہرے پتھریلے دَرّوں میں سے ایک دَرّے میں سے اَب اُن کی رہنمائی کی گئی۔ یہ بہت عالیشان اور دِلکش منظر تھا۔ پہاڑوں کی اِن چٹانوں میں سے، جو دونوں طرف سینکڑوں ہاتھ اُونچی دیواروں کی طرح کھڑی تھیں، زِندہ اشیا کا طُوفان بہہ رہا تھا اور جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی، بنی اِسرائیل کے گروہ اور اُن کے مویشیوں اور ریوڑوں کی قطاریں چلتی نظر آتی تھیں۔ اور اَب اُن کے سامنے کوہِ سینا سربفلک انوکھی شان سے کھڑا تھا۔ بادل کا ستُون اُس کی چوٹی پر جا ٹھہرا اور لوگوں نے اُس کے دامن میں میدان پر اپنے خیمے نصب کر لیے۔ یہاں اُنھیں تقریباً ایک سال تک قیام کرنا تھا۔ رات کے وقت آگ کا ستُون اُنھیں خُدا کی حفاظت کا یقین دلا رہا تھا اور جب وہ گہری نیند میں سوئے ہُوئے تھے تو آسمانی روٹی خاموشی کے ساتھ لشکر گاہ پر گر رہی تھی۔

پَو پھٹتے ہی کالے پہاڑوں پر روشنی نظر آرہی تھی اور سُورج کی سنہری کرنیں گہری گھاٹیوں کو مُنوّر کر رہی تھیں جو اِن تھکے ماندے مسافروں کو رحم کی شُعاعوں کی طرح نظر آرہی تھیں جو خُدا کے تخت سے صادر ہو رہی تھیں۔ چاروں طرف وسیع، ناہموار چوٹیاں اپنی اپنی شان میں اَبدی پائیداری اور عظمت کا بیان کر رہی تھیں۔ یہاں دماغ پر سنجیدگی اور اِحترام طاری ہو رہا تھا، انسان کو ان حالات میں، اُس کی حضوری میں، جس نے "پہاڑوں کو پلڑوں میں وزن کیا اور ٹیلوں کو ترازو میں تولا"، اپنی بے علمی اور کمزوری کا احساس دلایا گیا۔ (یسعیاہ ۴۰: ۱۲)
یہاں بنی اسرائیل کو خُداوند کا وہ سب سے عجیب مُکاشفہ ملنے کو تھا جو اُس نے کبھی انسان کو بخشا ہو۔ اِسی جگہ خُداوند نے اپنے لوگوں کو جمع کیا تاکہ وہ اپنی اپنی آواز کے ذریعہ اعلان کر کے مُقدّس شریعت کے مُطالبات کی پاکیزگی کو اُن کے دِلوں پر نقش کر دے۔ اُن میں بڑی بڑی اور بُنیادی تبدیلیاں واقع ہونے کو تھیں، کیونکہ غلامی کے پست کرنے والے اثرات اور بُت پرستی کے ساتھ عرصۂ دراز کے تعلق نے اُن کی عادات اور چال چلن پر گہرا اثر ڈال رکھا تھا۔ اپنا عرفان عطا کرنے کے ذریعہ خُدا اُنھیں اعلیٰ اخلاقی معیار تک بلند کرنے کے لیے کام کر رہا تھا۔

ستائیسواں باب

شریعت کا اِسرائیل کو دیا جانا

کوہِ سینا پر قیام کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد مُوسیٰ کو پہاڑ پر خُدا سے مُلاقات کرنے کے لیے بُلایا گیا۔ اُس ڈھلوان اور ناہموار راستہ پر وہ تنہا چڑھتا گیا اور اُس بادل کے نزدیک جا پہنچا جو خُداوند کی حُضوری کا نشان تھا۔ اب بنی اِسرائیل کا گہرا اور عجیب تعلق حق تعالیٰ کے ساتھ قائم ہونے کو تھا یعنی وہ خُدا کی زیرِ حکومت ایک کلیسیا اور قوم کے طور پر قائم کیے جانے کو تھے۔ لوگوں کے لیے مُوسیٰ کو یہ پیغام دیا گیا کہ :۔

"تم نے دیکھا کہ مَیں نے مصریوں سے کیا کیا کیا اور تم کو گویا عقاب کے پروں پر بٹھا کر اپنے پاس لے آیا۔ سو اَب اگر تم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں سے تم ہی میری خاص مِلکیّت ٹھہرو گے کیونکہ ساری زمین میری ہے۔ اور تم میرے لیے کاہنوں کی ایک مُملکت اور ایک مُقدّس قوم ہو گے۔" (خرُوج ۱۹ : ۴-۶)۔

مُوسیٰ خیمہ گاہ کو واپس آیا اور اسرائیل کے بزرگوں کو جمع کر کے خُدا کا پیغام اُنھیں سُنایا۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ "جو کچھ خداوند نے فرمایا ہے وہ سب ہم کریں گے۔" یُوں وہ خُدا کے ساتھ ایک سنجیدہ عہد میں شریک ہُوئے اور اُنھوں نے عہد کیا کہ وہ اُس کو اپنا حاکم مانیں گے، اِس وجہ سے وہ خاص طور پر اُس کی زیرِ حکومت رعایا بن گئے۔

مُوسیٰ پھر پہاڑ پر چڑھ گیا اور خُداوند نے اُس کو کہا "مَیں کالے بادل میں اِس لیے تیرے پاس آتا ہوں کہ جب مَیں تجھ سے باتیں کروں تو یہ لوگ سُنیں اور سدا تیرا یقین کریں۔" (خرُوج ۱۹ : ۹)۔ جب راستہ میں اُنھیں مُشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا تو وہ مُوسیٰ اور ہارُون کے خلاف بڑبڑائے اور اُن پر یہ الزام لگایا کہ وہ بنی اسرائیل کو اِس لیے مصر سے نکال لائے تھے کہ اُنھیں ہلاک کریں۔ خُداوند اُن کے روبرو مُوسیٰ کی عزّت کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اُس کی ہدایات پر بھروسہ رکھ سکیں۔

خُدا کا یہ مقصد تھا کہ اپنی شریعت کے دینے کے موقع کو شریعت کے بلند مرتبہ کے مُطابق، نہایت شاندار اور ہولناک منظر بنائے۔ لوگوں کے دِلوں پر یہ نقش کرنا مقصُود تھا کہ خُدا کی عبادت کے ساتھ جس چیز کا بھی تعلق ہے اُسے سب سے زیادہ تعظیم کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ خُداوند نے مُوسیٰؔ سے فرمایا کہ "لوگوں کے پاس جا اور آج اور کل اُن کو پاک کر اور وہ اپنے کپڑے دھولیں اور تیسرے دن تیار رہیں کیونکہ خُداوند تیسرے دن سب لوگوں کے دیکھتے دیکھتے کوہِ سیناؔ پر اُترے گا" (خروج ۱۹: ۱۰، ۱۱)

اِن درمیانی دِنوں میں اُن سب کو خُدا کے حضور حاضر ہونے کے لیے سنجیدہ تیاری میں مصرُوف رہنا تھا۔ اپنے بدنوں اور کپڑوں کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک کرنا ضروری تھا اور جب مُوسیٰؔ اُن کے گناہوں کو اُن پر ظاہر کرے تو وہ عجز و اِنکساری، روزہ اور دُعا میں مشغُول رہیں تاکہ اُن کے دل بدی سے پاک ہو جائیں۔

حکم کے مطابق تیاری کی گئی اور ایک اور حُکم کے مُطابق مُوسیٰؔ نے ہدایت کی کہ پہاڑ کے گِرداگرد حد باندھ دی جائے تاکہ نہ اِنسان، نہ حیوان اس سے تجاوز کرکے مُقدّس حُدود میں داخل ہو۔ اگر کوئی اس حد کو چُھونے کی بھی جرأت کرے تو اُس کے لیے سزا فوری موت تھی۔

تیسرے دن کی صُبح کو جب سب لوگوں کی آنکھیں پہاڑ کی طرف لگی ہوئی تھیں تو اُنھوں نے دیکھا کہ اُس کی چوٹی پر گہرا بادل چھا گیا اور جو زیادہ زیادہ سیاہ اور گہرا ہوتا گیا اور نیچے کی طرف اُترتا گیا جب تک کہ سارا پہاڑ اِس کالی گھٹا اور ہولناک پردۂ راز میں چھُپ نہ گیا۔ پھر قرنا کی سی آواز سُنائی دی جس نے لوگوں کو خُدا سے مُلاقات کرنے کے لیے بُلایا اور مُوسیٰؔ انھیں پہاڑ کے دامن تک لے گیا۔ اس گہری تاریکی میں سے بجلیاں چمکیں جبکہ اِردگرد کے پہاڑوں کی چوٹیاں رَعد کی گرج کی آوازوں اور صدائے بازگشت سے گُونجتی رہیں "اور کوہِ سیناؔ اُوپر سے نیچے تک دُھوئیں سے بھر گیا کیونکہ خُداوند شعلہ میں ہو کر اُس پر اُترا اور دُھواں تنُور کے دھوئیں کی طرح اُوپر کو اُٹھ رہا تھا اور وہ سارا پہاڑ زور سے ہِل رہا تھا" (خروج ۱۹: ۱۸)۔ اور بنی اِسرائیل کی نگاہ میں پہاڑ

کی چوٹی پر خُداوند کے جلال کا منظر بھسم کرنے والی آگ کی مانند تھا۔" (خروج ۲۴: ۱۷)۔ اور "قرنا کی آواز نہایت ہی بلند ہوتی گئی۔" (خروج ۱۹: ۱۹) یہوواہ کی حضوری کے نشانات اس قدر ہولناک تھے کہ بنی اسرائیل خوف سے کانپ اُٹھے اور خُداوند کے سامنے مُنہ کے بل گر پڑے۔ یہاں تک کہ مُوسیٰ نے بھی کہا کہ "مَیں نہایت ڈرتا اور کانپتا ہوں۔" (عبرانیوں ۱۲: ۲۱)

اور اب گرج کی آوازیں موقوف ہوئیں، قرنا کی آواز سُنائی نہ دیتی تھی اور زمین بالکل خاموش تھی۔ کچھ عرصہ تک سنجیدہ خاموشی کا سماں تھا اور تب خُدا کی آواز سُنائی دی۔ گہری تاریکی میں سے کلام کرتے ہُوئے، جس میں خُداوند محصُور تھا جبکہ وہ پہاڑ پر کھڑا تھا اور خدمت کرنے والے فرشتوں سے گھِرا ہُوا تھا، خُداوند نے اپنی شریعت کا اعلان کیا۔ اس نظارہ کا بیان کرتے ہُوئے موسیٰ کہتا ہے۔" خُداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر آشکارا ہُوا۔ وہ کوہِ فاران سے جلوہ گر ہُوا اور لاکھوں قُدسیوں میں سے آیا۔ اُس کے داہنے ہاتھ پر اُن کے لیے آتشی شریعت تھی۔ وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔ اُس کے سب مُقدّس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے۔ ایک ایک تیری باتوں سے مُستفیض ہوگا۔" (استثنا ۳۳: ۲، ۳)۔

یہوواہ نے نہ صرف اپنے آپ کو مُنصف اور شریعت دینے والے کی ہولناک شان و شوکت ہی میں آشکارا کیا بلکہ اپنی اُمّت کے رحمدل مُحافظ کی صُورت میں بھی۔" خُداوند تیرا خُدا جو تجھے ملکِ مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا مَیں ہوں۔" (خروج ۲۰: ۲)۔ جیسے وہ پہلے ہی اپنے راہنما اور مخلصی دینے والے کے طور پر جانتے تھے، جو اُنھیں مصر سے نکال لایا تھا، جس نے اُن کے لیے سمندر میں راستہ تیار کیا تھا اور فرعون اور اُس کے لشکروں کو غرق کر دیا تھا، جس نے اپنے آپ کو مصر کے دیوتاؤں سے زیادہ قادر ثابت کیا تھا، اُسی خُدا نے اب اپنی شریعت کہہ سُنائی۔

شریعت اس موقع پر فقط عبرانیوں کے فائدے کے لیے نہ سُنائی گئی تھی۔ خُدا نے اُنھیں اپنی شریعت کے مُحافظ اور نگران مقرر کر کے اُن کی عزت کی تھی لیکن اُن کو اُسے

ایک مُقدّس امانت کے طور پر تمام دُنیا کے لیے محفُوظ رکھنا تھا۔ دسؔ اَحکامی قوانین تمام نسلِ اِنسانی کے مُناسبِ حال ہیں اور وہ سب کی ہدایت اور نظم و ضبط کے لیے دیئے گئے تھے۔ دسؔ مختصر، جامع اور مُستند احکام میں اِنسان کے وہ فرائض پائے جاتے ہیں جو خُدا کی طرف ہیں اور جو ہمجنس اِنسانوں کی طرف ہیں اور یہ سب محبّت کے اِس بڑے اُصول پر مبنی ہیں کہ تُو خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے محبّت رکھ اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبّت رکھ۔" (لُوقا ۱۰: ۲۷؛ اِستثنا ۶: ۴، ۵؛ اَحبار ۱۹: ۱۸)۔ دسؔ حکموں میں اِن اُصولوں کی تفصیل دی گئی ہے اور اِنسان کے مختلف حالات اور واقعات پر چسپاں کیے گئے ہیں۔

"میرے حضُور تُو غیر معبُودوں کو نہ ماننا۔"

فقط یہوؔواہ جو اَزلی، واجبُ الوجود، غیر مخلُوق ہے اور خود سب چیزوں کا منبع اور سب کو سنبھالنے والا ہے، وہی سب سے اعلیٰ تعظیم اور عبادت کا حقدار ہے۔ اِنسان کو کسی اور شے کو اپنی محبّت یا عبادت میں مُقدّم جگہ دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔ جس شے کی محبّت خُدا کی محبّت کو کم کرتی ہے یا اُس کی مناسب عبادت میں خلل اَنداز ہوتی ہے، اُسی شے کو ہم معبُود بنا لیتے ہیں۔

"تُو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مُورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صُورت بنانا جو اُوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔ تو اُن کے آگے سجدہ نہ کرنا نہ اُن کی عبادت کرنا۔"

دُوسرا حکم ممانعت کرتا ہے کہ حقیقی خُدا کی پرستش بُتوں یا علامتوں کے ذریعہ کی جائے۔ بُہت سی بُت پرست قومیں یہ دعوےٰ کرتی تھیں کہ اُن کے معبُود محض مُورتیں اور علامات تھیں جن کے ذریعہ وہ خُدا کی پرستش کرتی تھیں، لیکن خُدا نے ایسی عبادت کو گُناہ ظاہر کیا ہے۔ اَزلی خُدا کو مادی اشیاء کے ذریعہ ظاہر کرنے کی کوشش اِنسان میں خُدا کے تصوُّر کو پست کر دیتی ہے۔ جب دماغ یہوؔواہ کی لامحدُود کاملیّت سے ہٹ جاتا ہے، تو وہ خالق کی بجائے مخلُوق کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ اور چُونکہ خُدا کے متعلق اُس کے

تصوّرات پست ہو جاتے ہیں اِس لیے اِنسان بھی پست ہو جاتا ہے۔

"مَیں خُداوند تیرا خُدا غیوُر ہوں" خُدا اور اس کے لوگوں کے درمیان قریبی اور مُقدّس رِشتہ شادی کی علامت کے ذریعہ ظاہر کیا گیا ہے۔ چونکہ بُت پرستی رُوحانی زناکاری ہے اِس لیے اُس کے خِلاف خُدا کی ناراضگی بجا طَور پر غیرت کہلاتی ہے۔

"جو مجُھ سے عداوت رکھتے ہیں اُن کی اَولاد کو تیسری اور چوتھی پُشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں" یہ یقینی امر ہے کہ بچّے والدین کی بدکرداری کے نتائج کی وجہ سے تکلیف برداشت کریں، لیکن اُس کو والدین کے گُناہ کی سزا نہیں ملتی جب تک کہ وہ اُن کے گناہوں میں شریک نہ ہوں۔ تاہم عموماً ایسا ہوتا ہے کہ بچّے اپنے والدین کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ وراثت اور نمونہ کے ذریعہ بچّے اپنے باپ کے گُناہوں میں شریک ہوجاتے ہیں۔ بُرے رجحانات، بگڑی ہوئی خواہشات، پست اخلاق کے علاوہ جسمانی امراض اور تنزّل میراث کے طور پر تیسری اور چوتھی پُشت تک باپ سے بیٹے تک مُنتقِل ہو جاتے ہیں۔ اِس ہولناک صداقت میں وہ سنجیدہ قوّت ہونی چاہیئے جو انسان کو گُناہ کے راستہ پر جانے سے روکے۔

"اور ہزاروں پر جو مجھ سے محبّت رکھتے اور میرے حکموں کو مانتے ہیں رحم کرتا ہوں" جُھوٹے معبودوں کی پرستش کی ممانعت کرنے سے دُوسرے حکم سے مُراد سچّے خُدا کی عبادت کی تاکید کرتا ہے اور جو لوگ اُس کی عبادت کرنے میں وفادار ہیں اُن کے ساتھ رحم کا وعدہ کیا گیا ہے، نہ صرف تیسری اور چوتھی پُشت تک، جیسے کہ اُن پر غضب کا اعلان کیا گیا ہے جو اُس سے نفرت کرتے ہیں، بلکہ ہزاروں پُشتوں تک۔

"تُو خُداوند اپنے خُدا کا نام بے فائدہ نہ لینا کیونکہ جو اُس کا نام بے فائدہ لیتا ہے خُداوند اُسے بے گناہ نہ ٹھہرائے گا"

اِس حُکم میں نہ صرف جُھوٹی اور عام قسم کے کھاتے کی ممانعت ہے بلکہ وہ ہمیں خُدا کا نام، مذاق یا لاپرواہی کے ساتھ، اُس کے ہولناک معنی کا لحاظ کیے بغیر لینے سے بھی منع کرتا ہے۔ عام گفتگو میں بِلا سوچے سمجھے خُدا کا نام لینے اور معمولی مُعاملوں میں اُس

سے اِلتجا کرنے اور بار بار بغیر سوچے اُس کے نام کو دُہرانے سے، ہم اُس کے نام کی بے حُرمتی کرتے ہیں۔ "اُس کا نام قدّوس اور مہیب ہے۔" (زبور ۱۱۱: ۹) سب کو اُس کے جلال، اُس کی پاکیزگی، اُس کے تقدّس پر غور و خوض کرنا چاہیئے تاکہ دِل اُس کی نہایت اعلیٰ سیرت کے احساس سے بھر جائے، اور اُس کا مُقدّس نام نہایت تعظیم اور سنجیدگی کے ساتھ لیا جانا ضروری ہے۔

"یاد کر کے تُو سبت کا دِن پاک ماننا۔ چھ دن تک تُو محنت کر کے اپنا سارا کام کاج کرنا۔ لیکن ساتواں دِن خُداوند تیرے خُدا کا سبت ہے اُس میں نہ تُو کوئی کام کرے نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی، نہ تیرا غلام، نہ تیری لونڈی، نہ تیرا چوپایہ نہ کوئی مُسافر جو تیرے ہاں تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو۔ کیونکہ خُداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ اُن میں ہے وہ سب بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اِس لیے خُداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اُسے مقدّس ٹھہرایا۔"

سبت کو نئے قانون کی حیثیّت سے پیش نہیں کیا گیا بلکہ ایسے حکم کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس کی بُنیاد خِلقت کے شروع میں ڈالی گئی تھی۔ اُسے خالق کے کام کی واحد یادگار کے طور پر یاد کر کے ماننا چاہیئے۔ چُونکہ یہ خُدا کو آسمان اور زمین کا خالق ظاہر کرتا ہے اِس لیے یہ حقیقی خُدا اور جھوٹے معبودوں میں اِمتیاز ظاہر کرتا ہے۔ وہ سب جو ساتویں دن کو مانتے ہیں اِس عمل سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ یہوواہ کے پرستار ہیں۔ پس سبت خُدا سے اِنسان کی وفاداری کا اُس وقت تک خاص نشان رہے گا، جب تک کہ کوئی اِنسان خُدا کی عبادت کے لیے زمین پر موجُود ہے۔ دسؔ احکام میں سے فقط چوتھا حکم ہی ایسا حکم ہے جس میں شریعت دینے والے کا نام اور لقب دونوں پائے جاتے ہیں۔ صرف یہی حکم ہے جو ثابت کرتا ہے کہ کس کے اِختیار سے شریعت دی گئی ہے۔ پس اِس میں خُدا کی مُہر پائی جاتی ہے جو اُس کی شریعت پر لگائی گئی ہے اور جس میں اُس کے مُستند اور دائمی ہونے کا ثبوت پایا جاتا ہے۔

خُدا نے اِنسان کو محنت کرنے کے لیے چھ دن دیئے ہیں اور وہ مُطالبہ کرتا ہے

کہ اُن کے سب کام کاج کے اِن چھ دنوں میں ختم کیے جائیں۔ اشد ضروری اور رحم کے کاموں کی سبت کے دن اجازت ہے۔ بیماروں اور مصیبت زدوں کی ہر وقت حفاظت کی جانی چاہیئے، لیکن غیر ضروری محنت سے قطعی طور پر گریز کرنا چاہیئے۔" اگر تو سبت کے روز اپنا پاؤں روک رکھے اور میرے مقدّس دن میں اپنی خوشی کا طالب نہ ہو اور سبت کو راحت اور خداوند کا مقدّس اور معظّم کہے اور اُس کی تعظیم کرے۔ اپنا کاروبار نہ کرے اور اپنی خوشی کا طالب نہ ہو۔ تب تو خداوند میں مسرور ہو گا۔"

یہ ممانعت یہیں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ نبی فرماتا ہے:" اور بے فائدہ باتوں سے دست بردار (بھی) رہے۔" جو لوگ سبت کے دن کاروباری مُعاملات پر گفتگو کرتے یا تجاویز مرتب کرتے ہیں، وہ خدا کی نظر میں عملی طور پر کاروبار میں مصروف ہیں۔ سبت کو پاک رکھنے کے لیے ہمیں اپنے دماغوں میں دُنیوی قسم کے خیالات کو آنے کی اجازت بھی نہیں دینی چاہیئے۔ اور اس حکم میں وہ سب شامل ہیں جو ہمارے پھاٹکوں کے اندر ہیں۔ گھر کے اندر رہنے والوں کو اِن پاکیزہ گھنٹوں میں دُنیوی کاروبار کو الگ رکھ دینا چاہیئے۔ سب کو متحد ہو کر اُس کے مقدّس دن پر رضامندی کے ساتھ عبادت میں شریک ہونے سے اُس کی تعظیم کرنی چاہیئے۔

" تو اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزّت کرنا تاکہ تیری عمر اُس مُلک میں جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو۔"

والدین اُس حد تک محبّت اور عزّت کے مستحق ہیں جو کسی دوسرے شخص کا حق نہیں۔ اُس خدا نے، جس نے والدین پر رُوحوں کی ذمہ داری کا بوجھ ڈال رکھا ہے، یہ مقرّر کر دیا ہے کہ اپنے بچّوں کی اوائل عمری میں والدین اُن کے لیے خدا کی جگہ کھڑے ہوں۔ اور وہ جو اپنے والدین کے جائز اختیار کو رد کرتا ہے خدا کے اختیار کو رد کر رہا ہے۔ پانچویں حکم کا یہ تقاضا ہے کہ بچّے نہ صرف اپنے والدین کی عزّت، اطاعت اور فرمانبرداری کریں بلکہ اُن سے محبّت اور نرمی سے پیش آئیں، اُن کی فکروں کو ہلکا کریں، اُن کی عزّت و شہرت کا خیال رکھیں، اور اُن کی ضعیف العمری میں اُن کی مدد کریں اور اُن کو تسلّی دیں۔

اِس حکم میں یہ بھی شامل ہے کہ ہم خُدّامُ الدّین، حاکموں اور اُن سب کی عزّت کریں جن کو خُدا نے اختیار بخشا ہے۔

رسُول فرماتا ہے کہ " یہ پہلا حُکم ہے جس کے ساتھ وعدہ بھی ہے۔" (افسیوں ۶:۲) بنی اِسرائیل کے ساتھ، جو بہت جلد کنعاؔن میں داخل ہونے کو تھے، اُس عُمدہ سرزمین میں درازئ عمر کا وعدہ کیا گیا تھا، لیکن اِس کے معنی اس سے وسیع تر ہیں، اس میں خُدا کے سب اسرائیل شامل ہیں، اور اس میں اِسی زمین پر جب وہ گُناہ کی لعنت سے آزاد ہو جائیگی، اَبدی زندگی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

" تو خُون نہ کرنا۔"

بے انصافی کے تمام فعل جو زِندگی کو کم کرتے ہیں، نفرت اور اِنتقام کی رُوح یا کسی جذبۂ جسمانی کے ساتھ کھیلنا جس سے دُوسروں کے خلاف نقصان دہ اعمال سرزد ہوں، یا جس سے دُوسروں کو نقصان پُہنچانے کی خواہش پیدا ہو، (کیونکہ جو کوئی اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ خُونی ہے۔ -(۱- یُوحنّا ۳: ۱۵)، محتاجوں یا مُصیبت زدوں کی حفاظت کرنے میں خود غرضی کی وجہ سے غفلت کرنا، سب قسم کی خود پروری یا غیر ضروری محرُومی یا ضرورت سے زیادہ مُشقّت جو صحت کو نقصان پہنچائے، یہ سب باتیں، تھوڑی یا بہت حد تک، چھٹے حکم کی خلاف ورزی ہیں۔

" تُو زنا نہ کرنا۔"

یہ حکم نہ صرف ناپاکی کے افعال کی مُمانعت کرتا ہے بلکہ شہوانی خیالات اور خواہشات سے یا کسی ایسی حرکت سے جس سے اُن کو تحریک ملے منع کرتا ہے۔ پاکیزگی کا تقاضا نہ صرف ظاہری زندگی میں کیا جاتا ہے بلکہ دل کے پوشیدہ خیالوں اور احساسات میں بھی طلب کیا جاتا ہے۔ مسیح خُداوند جس نے خُدا کی شریعت کے دُور رس فرائض کی تعلیم دی، اُس نے بُرے خیال یا بُری نگاہ کو بھی وَیسا ہی گناہ قرار دیا جیسا کہ کسی خلافِ شرع فعل کو۔

" تُو چوری نہ کرنا۔"

اِس ممانعت میں وہ سب گُناہ شامل ہیں جو عوام اور اپنی شخصیّت کے ساتھ تعلق

رکھتے ہیں۔ آٹھواں حکم اِنسان کے اَغوا اور بَردہ فروشی کو جُرم قرار دیتا ہے اور فتوحات کی خاطر بیگانے ملک پر چڑھائی کرنے کی مُمانعت کرتا ہے۔ وہ چوری اور ڈاکہ زنی کو جُرم ٹھہراتا ہے۔ وہ زندگی کے مُعاملات کی سب سے چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی پُوری دیانتداری کا تقاضا کرتا ہے۔ وہ تجارت میں دھوکہ دینے کی ممانعت کرتا ہے اور واجب قرض یا مزدُوری کی ادائیگی کا تقاضا کرتا ہے۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ دوسروں کی لاعلمی، کمزوری یا بدنصیبی کی وجہ سے اپنے آپ کو خودغرضانہ طور پر نفع پہنچانے کی ہر کوشش، آسمانی کتابوں میں اُس کے نام پر دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

"تُو اپنے پڑوسی کے خلاف جُھوٹی گواہی نہ دینا"

کسی مُعاملہ میں جھُوٹ بولنا، اپنے ہمسایہ کو دھوکہ دینے کی ہر کوشش یا ارادہ، یہ سب اِس حکم میں شامل ہیں۔ دھوکا دینے کی نیّت ہی جھُوٹ کی بُنیاد ہے۔ آنکھ کے اِشارے، ہاتھ کی حرکت، چہرے کے اظہار سے بھی جھُوٹ اتنے ہی مؤثر طریقہ سے بولا جاسکتا ہے جتنا کہ الفاظ کے ذریعہ۔ سب قسم کا اراداتاً مبالغہ، غلط یا مبالغہ آمیز اثر ڈالنے یا غلط نتیجہ اَخذ کرنے کے لیے ہر اشارہ، یہاں تک کہ اُمُورِ واقعی کا اس طریقے سے بیان کرنا جس سے غلط فہمی واقع ہو، جھُوٹ ہے۔ یہ حُکم اپنے ہمسائے کی عزّت و شہرت کو غلط بیانی، بدگمانی، تہمت یا چُغلی کے ذریعہ نُقصان پہنچانے کی ہر کوشش سے منع کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اِراداتاً صداقت کو چُھپانا جس سے دوسروں کو نقصان ہو، تو یہ حُکم کی خلاف ورزی ہے۔

"تُو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔ تُو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اُس کے غلام اور اُس کی لونڈی اور اُس کے بیل اور اُس کے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کا لالچ کرنا"

دسواں حکم سب گُناہوں کی بیخ کنی کرتا ہے اور خودغرضانہ خواہش کی ممانعت کرتا ہے۔ جس سے گناہ کا فعل سرزد ہوتا ہے۔ جو خُدا کی شریعت کی فرمانبرداری کرتے ہُوئے کسی دُوسرے کی شے کے لیے گناہ آلُود خواہش کرنے سے اپنے آپ کو روکتا

ہے، وہ اپنے ہم جنس اِنسانوں کے خلاف کسی بُرے فعل کا مرتکب نہ ہو گا۔

دس احکام کے مقدّس قوانین ایسے ہی تھے، جو رعد اور شعلوں کے درمیان سب سے بڑے شریعت کے دینے والے یعنی خداوند کی قدرت کے عجیب وغریب مظاہرہ کے ساتھ دیئے گئے تھے۔ خدا نے اپنی شریعت کا اعلان کرتے وقت اپنی قدرت اور جلال کے مظاہرے دکھائے تاکہ اُس کے لوگ اس نظارہ کو کبھی فراموش نہ کریں اور تاکہ وہ شریعت کے دینے والے خدا کی جو آسمان اور زمین کا خالق ہے، بے حد تعظیم سے متاثر ہو جائیں۔ وہ سب اِنسانوں پر اپنی شریعت کی پاکیزگی اہمیت اور مداومت کو بھی واضح کرنا چاہتا تھا۔

بنی اسرائیل نہایت خوفزدہ ہو گئے تھے۔ خدا کی آواز کی ہولناک قوّت اُن کے لرزنے والے دِلوں کی قوّتِ برداشت سے باہر تھی۔ کیونکہ جب خدا کی صداقت کا بڑا معیار اُن کے سامنے پیش کیا گیا، تو اُن پر گناہ کی ہولناک سیرت اس طرح واضح ہوئی جیسے کہ اس سے پیشتر کبھی نہیں ہوتی تھی اور پاک خدا کی نگاہ میں اُن کے گناہ کا جُرم بھی نہایت قبیح معلوم ہوا۔ وہ تعظیم اور خوف کے مارے پہاڑ سے پیچھے ہٹ گئے۔ تمام جماعت نے چلّا کے موسیٰ سے کہا: "تو ہی ہم سے باتیں کیا کر اور ہم سُن لیا کریں گے لیکن خدا ہم سے باتیں نہ کرے تانہ ہو کہ ہم مر جائیں۔" اُن کے رہنما نے جواب دیا: "تم ڈرو مت کیونکہ خدا اِس لیے آیا ہے کہ تمھارا اِمتحان کرے اور تم کو اُس کا خوف ہو تاکہ تم گناہ نہ کرو۔" (خروج ۲۰ : ۱۹،۲۰)۔ تو بھی لوگ دُور ہی کھڑے رہے اور خوف زدہ ہو کر اُس نظارے کو دیکھتے رہے جبکہ "موسیٰ اُس گہری تاریکی کے نزدیک گیا جہاں خدا تھا۔"

بنی اسرائیل کے دماغ غلامی اور بُت پرستی کی وجہ سے تاریک اور پست ہو چکے تھے اِس لیے وہ خدا کے دس احکام کے دوررس اصولوں کی پُوری قدر شناسی کے لیے تیار نہ تھے۔ اِس غرض سے کہ دس احکام کے فرائض اور زیادہ وضاحت سے سمجھ میں آجائیں اور نافذ ہوں، دس حکموں کے اصُولوں کی تشریح اور اطلاق کے متعلق مزید آئین دیئے گئے۔ یہ قوانین "آئین" کہلاتے تھے جس کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ غیر محدُود حکمت اور اِنصاف کی

بنا پر وضع کیے گئے تھے اور دُوسری یہ کہ مُنصفوں کو الٰہی "آئین" کے مطابق عدالت کرنی تھی۔ وہ دس احکام سے مختلف طریقہ سے تنہائی میں مُوسیٰ کو دیئے گئے تھے تاکہ وہ اُنھیں لوگوں تک پُہنچا دے۔

اِن آئین میں سے پہلے آئین کا تعلق غلاموں سے تھا۔ قدیم زمانے میں بعض اوقات قاضی مُجرموں کو غلامی میں فروخت کر دیتے تھے، بعض حالتوں میں قرض خواہ اپنے قرضداروں کو بیچ دیتے تھے، اور بعض صُورتوں میں لوگ اپنے آپ کو یا اپنے بچّوں کو مفلسی کی وجہ سے بیچ دیا کرتے تھے۔ لیکن ایک عبرانی کو عمر بھر کے لیے بطور غلام فروخت نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اُس کی خدمت کی میعاد چھ برس تک محدُود تھی اور ساتویں برس اُسے آزاد کر دیا جاتا تھا۔ 'اغوا' دیدہ دانستہ قتل اور والدین کے اِختیار کے خلاف بغاوت کی سزا مَوت تھی۔ اُن غلاموں کو رکھنے کی اجازت تھی جو اِسرائیلی نسل سے نہ تھے، لیکن اُن کے جسم و جان کی پُوری پُوری حفاظت کی جاتی تھی۔ غلام کے قاتل کو سزا دی جاتی تھی اور اگر کوئی مالک اپنے غلام کو چوٹ لگاتا تھا، خواہ معمُولی ہو، مثلاً دانت کا ٹُوٹ جانا، تو اِس سے اُسے آزادی کا حق حاصل تھا۔

بنی اِسرائیل تھوڑا عرصہ پہلے خود غلام تھے اور اب جب کہ نوکر اُن کے ماتحت رہنے کو تھے، اُنھیں خبردار رہنا تھا کہ وہ غلامی اور سختی کی اُس رُوح کو روا نہ رکھیں جس کے باعث اُنھوں نے مصری بے گار لینے والوں سے تکلیف اُٹھائی تھی۔ اُن کی اپنی غلامی کی تلخ یاد اُنھیں اپنے آپ کو غلاموں کی جگہ تصوّر کرنے میں مدد دیتی تھی اور مہربان اور رحم دل بننے میں اُن کی رہنمائی کرتی تھی تاکہ وہ دُوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کریں جیسا وہ چاہتے تھے کہ اُن کے ساتھ کیا جائے۔

بیواؤں اور یتیموں کے حقُوق کی خاص طور پر حفاظت کی جاتی تھی اور اُن کی بے بس حالت کا خاص طور پر خیال رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ خُداوند نے فرمایا کہ "اگر تو اُن کو کسی طرح سے دُکھ دے اور وہ مجھ سے فریاد کریں تو مَیں ضرور اُن کی فریاد سُنوں گا اور میرا قہر بھڑکے گا اور میں تم کو تلوار سے مار ڈالوں گا اور تمھاری بیویاں بیوہ اور تمھارے بچّے یتیم ہو

جائیں گے۔" (خروج ۲۲: ۲۳، ۲۴)۔ جن پردیسیوں نے اپنے آپ کو بنی اسرائیل میں شامل کر لیا تھا، اُن کی ناروا سُلوک اور ظلم سے حفاظت کی جانے کو تھی۔ "اور پردیسی پر ظلم نہ کرنا کیونکہ تم پردیسی کے دِل کو جانتے ہو اس لیے کہ تم خود بھی ملکِ مصر میں پردیسی تھے۔" (خروج ۲۳: ۹)

غریبوں سے سُود لینا منع تھا۔ جب کسی آدمی کے کپڑے یا اوڑھنا گرو رکھ لیا جاتا تھا تو اُسے شام سے پہلے واپس کرنا ضروری تھا۔ جو چوری کا مُرتکب ہوتا تھا اُسے دُگنا واپس دینا تھا۔ قاضیوں اور حاکموں کی عزت کرنے کا حکم تھا اور قاضیوں کو بے انصافی، جھُوٹے معاملہ کا ساتھ دینے یا رشوت لینے کے خلاف آگاہ کیا گیا تھا۔ غیبت اور بُہتان لگانے کی ممانعت تھی اور مہربانی کے اعمال کا حکم دیا گیا تھا، یہاں تک کہ ذاتی دُشمنوں کے ساتھ بھی مہربانی کرنے کا حکم تھا۔

ایک دفعہ پھر بنی اسرائیل کو سبت کے مُقدّس فرائض یاد دلائے گئے۔ سالانہ عیدیں مقرّر کی گئیں جن میں قوم کے تمام لوگوں کو اپنی شکر گزاری کے ہدیے اور خُداوند کی بخششوں کے پہلے پھلوں کے ساتھ، خُداوند کے حُضور حاضر ہونا تھا۔ اُن تمام آئین کا مقصد بیان کر دیا گیا، وہ محض حکُومت کے اختیار کو جتانے کے لیے بے قاعدگی سے نہیں دیئے گئے تھے۔ بلکہ سب آئین بنی اسرائیل کی بھلائی کے لیے دیئے گئے تھے۔ خُداوند نے فرمایا "تم میرے لیے پاک آدمی ہونا۔" جو پاک خدا کی مقبُولیّت کے لائق ہوں۔

یہ آئین مُوسیٰؑ کے ذریعہ لکھے جانے کو تھے اور بطور قومی قوانین کی بُنیاد کے اُن کا احترام کرنا ضروری تھا اور وہ دسؔ احکام کے ساتھ، جن کی وہ تشریح کرتے تھے، خُدا کے اُن وعدوں کی تکمیل کی شرط تھے جو بنی اسرائیل کے ساتھ کیے گئے تھے۔

اب یہوواہ کی طرف سے اُنھیں یہ پیغام دیا گیا۔ "دیکھ مَیں ایک فرشتہ تیرے آگے بھیجتا ہوں کہ راستہ میں تیرا نگہبان ہو اور تجھے اُس جگہ پہنچا دے جسے مَیں نے تیار کیا ہے۔ تم اُس کے آگے ہوشیار رہنا اور اُس کی بات ماننا اور اُسے ناراض نہ کرنا کیونکہ وہ تمھاری خطا نہیں بخشے گا اس لیے کہ میرا نام اُس میں رہتا ہے۔ پر اگر تو سچ مچ اُس کی بات مانے

اور جو مَیں کہتا ہوں وہ سب کرے تو مَیں تیرے دُشمنوں کا دُشمن اور تیرے مخالفوں کا مخالف ہوں گا۔" (خُروج ۲۳ : ۲۰-۲۲)۔ بنی اسرائیل کے تمام بیابانی سفر میں مسیح خُداوند آگ اور بادل کے ستُون میں ہو کر اُن کی رہنمائی کر رہا تھا۔ حالانکہ آنے والے نجات دہندہ کی طرف بہت سی علامات اشارہ کرتی تھیں۔ تاہم ایک نجات دہندہ اُن کے ساتھ موجُود تھا، جو لوگوں کے لیے مُوسیٰ کو حکم دیتا تھا اور جو برکتوں کے واحد ذریعہ کے طور پر اُن کے آگے آگے چلتا تھا۔

پہاڑ سے اُترنے پر" مُوسیٰ نے لوگوں کے پاس جا کر خُداوند کی سب باتیں اور احکام اُن کو بتا دیئے اور سب لوگوں نے ہم آواز ہو کر جواب دیا کہ جتنی باتیں خُداوند نے فرمائی ہیں ہم اُن سب کو مانیں گے۔" (خُروج ۲۴ : ۳)۔ یہ عہد اور خُداوند کی باتیں، جن کو ماننا وہ اُن پر فرض ٹھہراتا تھا، مُوسیٰ نے ایک کتاب میں لکھ لیں۔

تب اُس عہد کی تصدیق ہوئی۔ پہاڑ کے دامن میں ایک مذبح بنایا گیا اور اِس کے قریب" بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے حساب سے بارہ ستُون بنائے" جو اِس بات کی یادگار تھے کہ اُنھوں نے اِس عہد کو قبُول کر لیا ہے۔ تب اُن جوانوں نے قربانیاں گزرانیں جنھیں اِس عبادت کے لیے چُنا گیا تھا۔

قُربان گاہ پر قُربانیوں کا خُون چھڑکنے کے بعد مُوسیٰ نے" عہد نامہ لیا اور لوگوں کو پڑھ کر سُنایا۔" یُوں عہد نامہ کی شرائط کو سنجیدگی سے دُہرایا گیا اور سب کو پُورا پُورا اختیار تھا کہ آیا وہ اُن شرائط کو پُورا کریں گے یا نہیں۔ پہلے اُنھوں نے خُدا کی آواز کے سُنوا ہونے کا وعدہ کیا، لیکن اُس واقعہ کے بعد اُنھوں نے خُدا کی شریعت کو علانیہ دیئے جاتے سُنا تھا، اور اُس کے اُصُولوں کی تصریح بھی کر دی گئی تھی، تاکہ اُنھیں معلوم ہو جائے کہ اِس عہد نامہ میں کیا کچھ شامل تھا۔ ایک مرتبہ پھر لوگوں نے ہم آواز ہو کر کہا" جو کچھ خُداوند نے فرمایا ہے اُس سب کو ہم کریں گے اور تابع رہیں گے۔" (خُروج ۲۴ : ۷)۔" جب مُوسیٰ تمام اُمّت کو شریعت کا ہر ایک حکم سُنا چُکا تو۔۔۔۔ خُون لے کر۔۔۔ اُس کتاب اور تمام اُمّت پر چھڑک دیا۔ اور کہا کہ یہ اُس عہد کا خُون ہے جس کا حکم خُدا نے تمھارے لیے دیا ہے۔" (عبرانیوں

۹ : ۱۹، ۲۰)۔

اب یہ انتظام کیا جانے کو تھا کہ یہ لوگ پُورے طور پر خُداوند کی برگزیدہ قوم بن جائیں اور یہوواہ اُن کا بادشاہ ہو۔ موسیٰ کو یہ حکم مِلا تھا کہ "تُو ہارون اور ندب اور ابیہو اور بنی اسرائیل کے ستّر بزرگوں کو لے کر خُداوند کے پاس اُوپر آ اور تم دُور ہی سے سجدہ کرنا اور موسیٰ اکیلا خُداوند کے نزدیک آئے"۔ (خرُوج ۲۴ : ۱، ۲)۔ جبکہ لوگ پہاڑ کے دامن میں عبادت کر رہے تھے تو یہ برگزیدہ لوگ پہاڑ پر بُلائے گئے تھے۔ ستّر بزرگوں کو بنی اسرائیل کی حکومت میں موسیٰ کے مددگار بننا تھا اور خُدا نے اُن پر اپنا رُوح نازل کیا اور اُن کو اپنی قُدرت اور عظمت کا منظر دکھا کر اُن کو عزّت بخشی۔ "اور اُنھوں نے اسرائیل کے خُدا کو دیکھا اور اُس کے پاؤں کے نیچے نیلم کے پتھر کا چبوترا سا تھا جو آسمان کی مانند شفّاف تھا"۔ (خرُوج ۲۴ : ۹-۱۱)۔ اُنھوں نے خُدا کو نہ دیکھا لیکن اُنھوں نے اُس کی حضوری کے جلال کو دیکھا۔ اس سے پیشتر وہ اِس قسم کے نظارہ کی تاب نہ لا سکتے تھے لیکن خُدا کی قُدرت کے مظاہرے کے خوف سے اُنھوں نے توبہ کر لی تھی، وہ اُس کے جلال، پاکیزگی اور رحم کے متعلق سوچتے رہے تھے حتیٰ کہ وہ اُس کے قریب آ سکتے تھے جو اُن کے غور و خوض کا مضمون تھا۔

موسیٰ اور "اُس کا خادم یشوع" اب بُلائے گئے تاکہ خُداوند سے مُلاقات کریں۔ اور چونکہ اُنھیں کچھ مُدّت کے لیے غیر حاضر رہنا تھا اس لیے موسیٰ نے ہارون اور حور کو اپنی جگہ مقرّر کیا اور اُن کی مدد کے لیے ستّر بزرگوں کو چُنا۔ تب موسیٰ پہاڑ کے اُوپر گیا اور پہاڑ پر گھٹا چھا گئی"۔ (خرُوج ۲۴ : ۱۵) چھ دن تک گھٹا پہاڑ پر چھائی رہی جو خُدا کی خاص حضوری کا نشان تھا، تاہم خُداوند نے اپنے آپ کو آشکارا نہ کیا اور نہ ہی اپنی مرضی کو ظاہر کیا۔ اِس عرصہ میں موسیٰ حق تعالیٰ کی حضوری میں پیش ہونے کے لیے اُس کے حکم کا انتظار کرتا رہا۔ اُس کو یہ حکم مِلا تھا کہ "پہاڑ پر میرے پاس آ اور وہیں ٹھہرا رہ"۔ اور اگرچہ اُس کے صبر اور فرمانبرداری کی آزمائش ہوئی، وہ انتظار کرتے کرتے تھک نہ گیا اور نہ اپنی جگہ کو چھوڑا۔ انتظار کا یہ عرصہ اُس کے لیے خاص تیاری اور اپنے آپ کو گھرے

طور پر جا پہنچنے کا وقت تھا۔ خُدا کا یہ برگزیدہ خادم بھی فوراً خُدا کی حضوری تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور نہ ہی اُس کے جلال کے مظاہروں کی برداشت کر سکتا تھا۔ اُسے چھ دن تک اپنے دل کو پرکھنے، غور و خوض کرنے اور دُعا کے ذریعہ اپنے آپ کو خُدا کی عبادت میں مصرُوف رکھنا ضروری تھا، اِس سے پیشتر کہ وہ اپنے خالق کے ساتھ براہِ راست مُلاقات کے لیے تیار ہو سکے۔

ساتویں دن پر، جو سبت کا دن تھا، مُوسیٰ کو گھٹا میں سے بُلایا گیا۔ سب بنی اسرائیل کے دیکھتے ہوئے گھٹا کھُل گئی اور خداوند کے جلال کا منظر بھسم کرنے والی آگ کی مانند تھا۔ "اور مُوسیٰ گھٹا کے بیچ میں ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہ پہاڑ پر چالیس دن اور چالیس رات رہا۔" (خرُوج ۲۴ : ۱۸)۔

پہاڑ پر چالیس دن کے قیام میں تیاری کے چھ دن شامل نہیں۔ ان چھ دنوں کے دَوران میں یشوعؔ مُوسیٰ کے ساتھ تھا اور دونوں مَن کھاتے اور "اُس ندی میں سے جو پہاڑ سے نکل کر نیچے بہتی تھی" پیتے رہے۔ لیکن یشوعؔ مُوسیٰ کے ساتھ بادل میں نہ گیا۔ وہ باہر ہی رہا اور مُوسیٰ کی انتظار کرتے ہوئے اُسی طرح روزانہ کھاتا پیتا رہا۔ لیکن مُوسیٰ نے پُورے چالیس دن تک نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔

پہاڑ پر ٹھہرنے کے دَوران میں مُوسیٰ کو مَقدِس بنانے کے لیے ہدایات ملیں، جس میں خُدا کی حضُوری خاص طور پر ظاہر ہونے کو تھی۔ خُداوند نے حکم دیا "اور وہ میرے لیے ایک مُقدّس بنائیں تاکہ مَیں اُن کے درمیان سکُونت کروں۔" (خرُوج ۲۵ : ۸) تیسری مرتبہ سبت کو ماننے کا حکم دیا گیا۔ خُداوند نے فرمایا کہ "میرے اور بنی اسرائیل کے درمیان یہ ہمیشہ نشان رہے گا۔۔۔ تاکہ تم جانو کہ مَیں خداوند تمہارا پاک کرنے والا ہوں۔ پس تم سبت کو ماننا اِس لیے کہ وہ تمہارے لیے مُقدّس ہے۔ جو کوئی اُس کی بے حُرمتی کرے وہ ضرور مار ڈالا جائے۔" (خرُوج ۳۱ : ۱۳، ۱۴، ۱۷)۔ ہدایات دی جا چکی تھیں کہ خُدا کی عبادت کے لیے مَقدِس کی فوراً تعمیر شروع کر دی جائے اور اب لوگ یہ نتیجہ نکال سکتے تھے کہ چونکہ عبادت خانہ کی بھی اشد ضرورت تھی، اِس لیے وہ سبت کے دن اِس عمارت کو تعمیر

کرنے میں حق بجانب تھے۔ اِس غلطی سے باز رکھنے کے لیے اُنھیں آگاہی دی گئی تھی۔ خُدا کے لیے اِس خاص کام کی پاکیزگی اور عُجلت کو بھی اُنھیں خُدا کے پاک آرام کے دِن کی خلاف ورزی کا مُوجب نہیں بننے دینا تھا۔

اب سے لے کر بنی اِسرائیل کو اپنے بادشاہ یعنی خُدا کی دائمی حُضوری کی وجہ سے خاص عزّت حاصل ہونے کو تھی اور خُداوند نے موسیٰ کو یقین دِلایا کہ مَیں بنی اسرائیل کے درمیان سکُونت کروں گا اور اُن کا خُدا ہوں گا۔" اور وہ مقام میرے جلال سے مُقدّس ہوگا۔" (خُروج ۲۹: ۴۵، ۴۳) خُدا کے اِختیار اور اُس کی مرضی کے ظاہری نشان کے طور پر مُوسیٰ کو دس احکام کی نقل دی گئی جسے خود خُدا نے اپنی اُنگلی سے پتھر کی دو لَوحوں پر لکھا تھا تاکہ اُسے مُقدّس طور پر مَقدِس میں رکھ لیا جائے، جو تعمیر ہو جانے کے بعد ساری قوم کی عبادت کا ظاہری مرکز بننے کو تھا۔

بنی اِسرائیل کو غلام قوم سے اُٹھا کر ساری قوموں سے ممتاز بنا دیا گیا تھا تاکہ وہ بادشاہوں کے بادشاہ کی خاص ملکیت بن جائیں۔ خُدا نے اُنھیں دُنیا سے الگ کر لیا تھا تاکہ اُنھیں ایک مُقدّس امانت سونپے۔ اُس نے اُنھیں اپنی شریعت کے مُختار بنایا تھا اور اُس کا یہ مقصد تھا کہ اُن کے وسیلہ سے اِنسانوں کے درمیان اپنا عرفان محفُوظ رکھے۔ اِسی طرح آسمانی روشنی تاریکی میں گھری ہوئی دُنیا پر چمکنے کو تھی اور ایک ایسی آواز سُنائی دینے کو تھی، جس کی اِلتماس سے، تمام قومیں اپنی بُت پرستی سے باز آ کر زِندہ خُدا کی عبادت کی طرف متوجّہ ہونے کو تھیں۔ اگر بنی اِسرائیل اپنی امانت میں وفادار نکلتے تو وہ دُنیا میں ایک بڑی طاقت بن جاتے۔ خُدا اُن کا محافظ ہوتا اور وہ اُنھیں سب قوموں پر سرفراز کر دیتا۔ اُس کی روشنی اور صداقت اُن کے ذریعہ آشکارا ہوتی اور وہ اُس کی دانش سے معمُور اور مُقدّس حکومت کے ماتحت ایک مثال ہوتے کہ خُدا کی عبادت ہر طرح کی بُت پرستی سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

اٹھائیسواں باب

کوہِ سینا پر بُت پرستی

جب مُوسیٰ غیر حاضر تھا تو یہ بنی اسرائیل کے لیے انتظار اور تعطّل کا وقت تھا۔ لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ وہ یشوعؔ کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گیا ہے اور گہرے تاریک بادل میں داخل ہو گیا ہے۔ جو نیچے کے میدان سے دکھائی دیتا تھا اور جو پہاڑ کی چوٹی پر ٹھہرا ہوُا تھا اور جو کبھی کبھی الٰہی حضُوری کی برق سے مُنوّر ہو جاتا تھا۔ وہ اُس کا بیتابی سے انتظار کر رہے تھے۔ چونکہ مصر میں وہ معبُودوں کی مادی صُورت دیکھنے کے عادی ہو گئے تھے اس لیے اَن دیکھی ہستی پر بھروسہ رکھنا اُن کے لیے مُشکل تھا اور اپنے ایمان کو قائم رکھنے کے لیے وہ مُوسیٰ پر بھروسہ رکھنے لگے تھے۔ اب وہ اُن سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ دن گُزر گئے، ہفتے گزر گئے اور وہ اَب تک واپس نہ آیا۔ حالانکہ بادل اب تک نظر آ رہا تھا۔ خیمہ گاہ میں بعض نے یہ گمان کیا کہ اُن کا رہنما اُنھیں چھوڑ کر چلا گیا ہے یا بھسم کرنے والی آگ میں جل کر راکھ ہو گیا ہے۔

اِس انتظار کے عرصہ میں بنی اِسرائیل کے لیے یہ موقع تھا کہ وہ خُدا کی شریعت پر جسے اُنھوں نے سُنا تھا، غور کرتے اور اپنے دِلوں کو مزید مُکاشفہ کے لیے تیار کرتے جو اُنھیں دیا جاتا۔ اِس کام کے لیے اُن میں سے کسی کے پاس زیادہ وقت نہ تھا، اور اگر وہ اِس طرح خُدا کے مُطالبات کو صفائی کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرتے اور خُدا کے حضُور اپنے دِلوں کو حلیم بنا دیتے تو آزمائش سے اُن کی حفاظت کی جاتی لیکن اُنھوں نے ایسا نہ کیا اور وہ بہت جلد لاپرواہ، بے توجّہ اور بے شرع ہو گئے۔ خاص کر ملی جلی بھیڑ کا یہ حال تھا۔ وہ موعُودہ مُلک کی طرف سفر کرتے کرتے بے صبر ہو گئے تھے، جہاں دُودھ اور شہد بہتا تھا۔ اُس عمدہ سرزمین کا فقط فرمانبرداری کی شرط پر اُن سے وعدہ کیا گیا تھا، لیکن وہ اِس بات کو بھُول گئے تھے۔ بعض نے مصر کو لَوٹ جانے کی صلاح دی،

لیکن خواہ آگے کنعان کو جانا پڑے یا پیچھے مصر کو لوٹنا پڑے، زیادہ تر لوگوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ موسیٰ کا زیادہ دیر تک اِنتظار نہیں کریں گے۔

اپنے رہنما کی غیر حاضری میں اپنی بے بسی کے عالم میں وہ اپنی پُرانی بُت پرستی کی طرف مائل ہو گئے۔ "ملی جلی بھیڑ" نے سب سے پہلے بڑبڑانا اور بے صبر ہونا شروع کیا اور بعد میں جو برگشتگی شروع ہوئی وہ اُس کے سرغنہ تھے۔ اُن چیزوں میں جن کو مصری اپنے معبُودوں کی علامات کے طور پر مانتے تھے، بیل یا بچھڑا تھا، اور اُن کے مشورہ پر جو مصر میں اِس قسم کی بُت پرستی کیا کرتے تھے، اب ایک بچھڑا بنایا گیا اور اُس کی پرستش کی گئی۔ اُن لوگوں کی یہ خواہش تھی کہ خُدا کو ظاہر کرنے کے لیے ایک مُورت بنائی جائے جو موسیٰ کی بجائے اُن کے آگے آگے چلے۔ خُدا نے اپنی شبیہ کے طور پر کوئی چیز پیش نہیں کی تھی اور اُس نے مُمانعت کی تھی کہ اِس مقصد کے لیے کوئی مادی صُورت نہ بنائی جائے۔ مصر میں اور بحرِ قلزم پر جو بڑے بڑے مُعجزے کیے گئے تھے، اُن کا مقصد یہ تھا کہ اَن دیکھے خُدا پر اُن کا ایمان مضبُوط ہو جائے اور وُہی بنی اِسرائیل کا قادرِ مطلق اور واحد حقیقی خُدا ہے۔ اور اُس کی حُضوری کے ظاہری مظہر کے طور پر اُن کی خواہش بادل اور آگ کے ستُون کی صُورت میں جو اُن کی جماعت کی رہنمائی کر رہا تھا، اور کوہِ سینا پر اُس کے جلال کے ظہور کی صُورت میں آشکارا کی گئی تھی۔ لیکن خُدا کی حُضوری کے بادل کے باوجود، جو اَب تک اُن کے سامنے تھا، وہ اپنے دِلوں میں مصر کی بُت پرستی کی طرف راغب ہو گئے اور اُنھوں نے اَن دیکھے خُدا کے جلال کو بیل کی شکل سے بدل دیا۔

موسیٰ کی غیر حاضری میں عدالت کا اختیار ہارون کو سونپا گیا تھا اور ایک بڑا ہجُوم اُس کے خیمہ کے گرد جمع ہو کر یہ تقاضا کرنے لگا کہ "اُٹھ ہمارے لیے دیوتا بنا دے جو ہمارے آگے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اِس مرد موسیٰ کو جو ہم کو ملکِ مصر سے نکال کر لایا کیا ہو گیا" (خرُوج ۳۲ : ۱)۔ اُنھوں نے کہا کہ وہ بادل جس نے ہماری اب تک رہنمائی کی ہے، مُستقل طور پر پہاڑ پر ٹھہر گیا ہے اور اب ہمارے سفر میں ہماری رہنمائی نہیں کر رہا ہے۔ اُس کی بجائے ایک مُورت ہونی چاہیئے، اور اگر اُس مشورہ کے مطابق

جو پیش کیا گیا تھا، ہم مصر کو لوٹ جائیں تو مصریوں کے سامنے اِس مُورت کو پیش کرنے اور اُسے اُن کا معبود قبول کر لینے کے ذریعہ ہم مصریوں کے منظورِ نظر ہوں گے۔

ایسے نازک وقت پر ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو مضبوط، فیصلہ کا پابند اور عالی حوصلہ ہو، ایسا شخص جو خُدا کی عزّت و تعظیم کو عام لوگوں کی خوشامد، شخصی تحفّظ یا زندگی سے بھی زیادہ مُقدّم سمجھتا۔ لیکن بنی اسرائیل کا موجودہ رہنما اِس قسم کی سیرت کا حامل نہ تھا۔ ہارون نے کمزور انداز میں لوگوں کے ساتھ جرح کرنے کی کوشش کی لیکن اِس نازک موقع پر اُس کی ڈرپوکی اور بزدلی نے اُن کے ارادے کو اَور بھی مضبوط کر دیا۔ شور و غُل بڑھ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں پر ناعاقبت اندیشی اور حماقت کا جنُون سوار ہو گیا ہے۔ بعض ایسے بھی تھے جو خُدا کے ساتھ باندھے ہوئے عہد میں وفادار رہے، لیکن زیادہ تر لوگ برگشتگی میں شریک ہو گئے۔ چند ایک جنھوں نے مُورت بنانے کو بُت پرستی سمجھ کر ترک کرنے کی جرأت کی اُن کے ساتھ نہایت سختی کا سلوک کیا گیا اور آخر کار گڑبڑی اور فساد میں اُنھوں نے اپنی جان کھو دی۔

ہارون اپنی حفاظت کے لیے فکرمند تھا اور بجائے اِس کے کہ وہ دلیری کے ساتھ خُدا کی تعظیم کے لیے کھڑا رہے، وہ بھیڑ کے تقاضا کو پُورا کرنے کے لیے رضامند ہو گیا۔ اُس کا پہلا کام یہ تھا کہ وہ حُکم دے کہ سب لوگ اپنی سونے کی بالیوں کو اُس کے پاس جمع کریں۔ اُسے یہ اُمید تھی کہ غرُور کے باعث وہ ایسی قربانی کرنے سے انکار کر دیں گے۔ لیکن اُنھوں نے خوشی سے اپنے زیورات کو حوالہ کر دیا اور اِن کو ڈھال کر اُس نے ایک بچھڑا بنایا جو مصر کے دیوتاؤں کی نقل تھا۔ لوگوں نے اعلان کیا کہ "اَے اِسرائیل یہی تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملکِ مصر سے نکال لایا۔" اور ہارون نے ذلالت کے ساتھ یہوواہ کی بے حُرمتی ہونے دی۔ اُس نے اس سے بھی زیادہ کیا۔ اُس نے دیکھا کہ سونے کے بچھڑے کو نہایت خُوشی کے ساتھ قبول کیا گیا، تو اُس نے اُس کے سامنے ایک مذبح بنایا اور یہ اِعلان کیا کہ "کل خُداوند کے لیے عید ہو گی۔" یہ اِعلان نرسنگا بجانے والوں کے ذریعہ گروہ سے گروہ تک ساری لشکر گاہ میں پہنچا دیا گیا۔

"اور دُوسرے دن صُبح سویرے اُٹھ کر اُنھوں نے قربانیاں چڑھائیں اور سلامتی کی قربانیاں گزرانیں۔ پھر اُن لوگوں نے بیٹھ کر کھایا پیا اور اُٹھ کر کھیل کُودیں لگ گئے۔" (خروج ۳۲ : ۵، ۶)۔ خُداوند کے لیے عید منانے کے بہانے سے وہ عیش و عشرت اور ناچ رنگ میں محو ہو گئے۔

کتنی دفعہ، ہمارے زمانہ میں بھی "دینداری کی وضع" کے بھیس میں دُنیا کی محبّت چھپی ہوتی ہے!۔ ایک ایسا مذہب جو لوگوں کو اجازت دیتا ہے کہ مذہبی رسُومات کے ساتھ ساتھ خودغرضی اور شہوانی خواہشات کو پُورا کرتے رہیں، آج کل بھی عوام کو اُتنا ہی پسندیدہ معلوم ہوتا ہے جتنا کہ بنی اسرائیل کے زمانے میں تھا۔ اور آج کل بھی نرم مزاج ہارُون پائے جاتے ہیں جو کلیسیا میں اہم ذمّہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں اور جو غیر مخصوص شُدہ لوگوں کی خواہشات کے تابع ہو کر گناہ کرنے کے لیے اُن کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

صرف چند ہی روز پیشتر عبرانی لوگوں نے خُدا کے ساتھ سنجیدہ عہد باندھا تھا کہ وُہ اُس کی آواز کے شنوا رہیں گے۔ اُنھوں نے پہاڑ کے سامنے خوف کے ساتھ لرزتے ہوئے کھڑے ہو کر خُداوند کے اِن الفاظ کو سُنا تھا کہ "میرے حُضور تو غیر معبُودوں کو نہ ماننا"۔ خُداوند کا جلال تمام جماعت کے رُوبرُو کوہِ سینا پر ٹھہرا ہُوا تھا لیکن وہ برگشتہ ہو گئے اور غیر معبُودوں کے طالب ہوئے۔ "اُنھوں نے حورِب میں ایک بچھڑا بنایا اور ڈھالی ہوئی مُورت کو سجدہ کیا۔ یُوں اُنھوں نے خُدا کے جلال کو گھاس کھانے والے بیل کی شکل سے بدل دیا" (زبُور ۱۰۶ : ۱۹، ۲۰)۔ جس نے اپنے آپ کو مہربان باپ اور قادرِ مُطلق بادشاہ کی حیثیت سے ظاہر کیا تھا، اُس کی ناشکر گزاری یا بیباکانہ بے حُرمتی کا اظہار اِس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا تھا!

مُوسیٰ کو پہاڑ پر خیمہ گاہ کی برگشتگی سے آگاہ کیا گیا اور اُسے حکم مِلا کہ فوراً واپس جائے۔ خُدا نے فرمایا "نیچے جا کیونکہ تیرے لوگ جن کو تُو مُلکِ مصر سے نکال لایا بگڑ گئے ہیں۔ وہ اُس راہ سے جس کا مَیں نے اُن کو حکم دیا تھا بہت جلد پھِر گئے ہیں۔ اُنھوں نے اپنے لیے ڈھالا ہُوا بچھڑا بنایا اور اُسے پُوجا" (خرُوج ۳۲ : ۷، ۸)۔ خُدا اِس تحریک کو شروع

ہوتے ہی روک سکتا تھا، لیکن اُس نے اُسے اِس حد تک بڑھنے دیا تاکہ وہ سب کو غداری اور برگشتگی کی سزا کا سبق سکھائے۔

خُدا کا عہد جو اُس نے اپنے لوگوں کے ساتھ باندھا تھا منسُوخ کیا گیا تھا اور اُس نے مُوسیٰ سے کہا کہ "تُو اب مجھے چھوڑ دے کہ میرا غضب اُن پر بھڑکے اور مَیں اُن کو بھسم کر دوں اور مَیں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔" (خرُوج ۳۲ : ۱۰) بنی اسرائیل خصوصاً ملی جُلی بھیڑ، لگاتار خُدا کے خلاف بغاوت پر آمادہ رہیں گے۔ وہ اپنے رہنما کے خلاف بڑبڑاتے اور اپنی بے اعتقادی اور گردن کشی کے باعث اُسے رنجیدہ کرتے رہیں گے اور اُنھیں موعُودہ مُلک میں پہنچانا جان جوکھوں کا اور صبر آزما کام ہوگا۔ اپنے گُناہوں کی وجہ سے وہ خُدا کی مہربانی کے حقدار نہیں رہے تھے اور عدل اُن کی بربادی کا تقاضا کرتا تھا۔ اِس لیے خُدا نے اُنھیں برباد کرنے اور مُوسیٰ کو ایک بڑی قوم بنانے کی صلاح کر لی۔

خُدا کے الفاظ یہ تھے۔ "مجھے اَب چھوڑ دے کہ میں اُن کو بھسم کر دوں۔" اگر خُدا ہی بنی اِسرائیل کو تباہ کرنے کا ارادہ کر چُکا تھا تو کون اُن کی شفاعت کر سکتا تھا؟ بیشتر لوگ گُنہگاروں کو اُن کی حالت پر ہی چھوڑ دیتے! کتنے زیادہ لوگ اَیسے ہیں جو بخوشی مشقّت اور بوجھ اور قُربانی کی زندگی کی بجائے جس کا مُعاوضہ ناشکرگزاری اور بُڑبُڑانا ہو، آرام اور عزّت کی اعلیٰ زندگی کو قبُول کر لیتے خصوصاً جب کہ یہ پیشکش خُود خُداوند کی طرف سے تھی۔

جہاں فقط مایُوسی اور غضب ہی نظر آتا تھا اس میں بھی مُوسیٰ کو اُمید کی صُورت نظر آئی۔ خُدا کے اِن الفاظ سے کہ "تُو مجھے اب چھوڑ دے۔" مُوسیٰ نے شفاعت نہ کرنے کی بجائے شفاعت کرنے کی ہمّت حاصل کی، جس کا مطلب یہ تھا کہ مُوسیٰ کی دُعاؤں کے سوا کوئی اَور شے بنی اسرائیل کو نہ بچا سکتی تھی، اور اگر اِس طرح سے خُدا سے منّت کی جاتی تو خُدا اپنے لوگوں کو ہلاکت سے بچا لے گا۔ "تب مُوسیٰ نے خُداوند اپنے خُدا کے آگے منّت کر کے کہا۔ اَے خُداوند! کیوں تیرا غضب اپنے لوگوں پر بھڑکتا ہے

جن کو تُو قوتِ عظیم اور دستِ قوی سے ملکِ مصر سے نکال کر لایا ہے؟" (خروج ۳۲: ۱۱)
خُدا نے ظاہر کر دیا تھا کہ وہ اپنے لوگوں سے دستبردار ہو گیا ہے۔ اُس نے موسیٰ سے کلام کرتے وقت اُنھیں "تیرے لوگ جن کو تُو مصر سے نکال لایا" کہا۔ لیکن موسیٰ نے بنی اسرائیل کی پیشوائی کا دعوٰے نہایت حلیمانہ طور پر مسترد کر دیا۔ وہ اُس کے نہیں بلکہ خُدا کے لوگ تھے۔ "کیوں تیرا غضب اپنے لوگوں پر بھڑکتا ہے جن کو تو قوّتِ عظیم اور دستِ قوی سے ۔ ۔ ۔ ۔ نکال کر لایا ہے؟" اُس نے پرزور الفاظ میں کہا کہ "مصری لوگ یہ کیوں کہنے پائیں کہ وہ اُن کو بُرائی کے لیے نکال لے گیا تاکہ اُن کو پہاڑوں میں مار ڈالے اور اُن کو رُوئے زمین پر سے فنا کر دے؟"
چند مہینوں کے عرصہ میں جب سے بنی اسرائیل نے مصر کو چھوڑا، اُن کی عجیب و غریب مخلصی کی خبر گردونواح کی تمام قوموں میں پھیل گئی تھی۔ غیر اقوام پر خوف اور ہولناک دہشت چھا گئی۔ سب اِس بات کو دیکھنے کے مُنتظر تھے کہ بنی اسرائیل کا خُدا اپنے لوگوں کے لیے کیا کچھ کرے گا۔ اگر وہ اب ہلاک کیے جائیں تو اُن کے دُشمن فتحمندی کے شادیانے بجائیں گے اور خُدا کی بے حُرمتی ہوگی۔ مصری یہ دعوٰے کریں گے کہ ہمارے اِلزامات صحیح تھے کہ اپنے لوگوں کو بیابان میں قُربانی چڑھانے کے لیے لے جانے کی بجائے خُدا نے اُنھیں کو قُربان ہونے دیا۔ وہ اِس بات کا خیال نہ کریں گے کہ یہ بنی اسرائیل کے گُناہوں کے سبب سے ہوا ہے۔ اُن لوگوں کی تباہی، جنھیں اُس نے سب قوموں پر سرفرازی بخشی تھی، اُس کے نام کی بے عزّتی کا باعث ہوگی۔ اُن لوگوں پر کیسی بڑی ذمّہ داری عاید ہوتی ہے جنھیں خُدا نے بہت زیادہ عزّت بخشی ہے کہ وہ دُنیا میں خُدا کے نام کی تمجید کریں! اُنھیں گناہ کرنے سے کس قدر محتاط رہنا چاہیئے جس سے خُدا کا غضب نازل ہو اور بے دینوں کے درمیان اُس کے نام کی بے عزّتی ہو۔
جب مُوسیٰ بنی اسرائیل کے لیے شفاعت کر رہا تھا تو اُس کی ہچکچاہٹ اُس گہری دلچسپی اور محبّت میں کھو گئی، جو اُسے اپنی قوم سے تھی، جن کے لیے اُس نے خُدا کے زیرِ سایہ اتنا کچھ کیا تھا۔ خُدا نے اُس کی اِلتجاؤں کو سُن لیا اور اُس کی بے غرض دُعا کو

قبول کیا۔ خدا نے اپنے بندے کو آزمالیا تھا، اُس نے اُس کی وفاداری اور اُس کی محبت کو، جو اُسے خطاکار اور ناشکرہ قوم سے تھی، جانچ لیا تھا، اُس نے اِس آزمائش کو بڑی نیک دلی اور عالی حوصلگی سے برداشت کیا تھا۔ بنی اسرائیل میں اُسے جو دلچسپی تھی وہ کسی خود غرضی کی وجہ سے نہ تھی۔ خدا کی برگزیدہ قوم کی سرفرازی اُسے شخصی عزت سے زیادہ عزیز تھی۔ خدا اُس کی وفاداری، اُس کی سادہ دلی اور اُس کی دیانتداری کی وجہ سے خوش تھا اور اُس نے اُسے بحیثیت وفادار چوپان کے بنی اسرائیل کو موعودہ ملک میں لے جانے کی بڑی ذمہ داری سونپ دی۔

جب موسیٰ اور یشوع پہاڑ سے نیچے اُترے، اور موسیٰ "شہادت کی دونوں لوحیں" لیے ہوئے تھا، تو اُنھوں نے مشتعل ہجوم کے شور وغل اور للکار کی آواز کو سنا جو بظاہر بے قابو ہنگامہ تھا۔ یشوع کو، جو سپاہی تھا، سب سے پہلے یہ خیال آیا کہ اُن کے دشمنوں نے حملہ کر دیا ہے۔ اُس نے کہا " لشکر گاہ میں لڑائی کا شور ہو رہا ہے۔" لیکن موسیٰ نے ہنگامے کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھ لیا۔ یہ آواز جنگ کی نہیں بلکہ عیش و نشاط کی تھی۔ " یہ آواز نہ تو فتحمندوں کا نعرہ ہے نہ مغلوبوں کی فریاد بلکہ مجھے تو گانے والوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔"
(خروج ۳۲: ۱۷/ ۱۸)

جب وہ لشکر گاہ کے نزدیک پہنچے تو اُنھوں نے لوگوں کو اپنے معبود کے اِرد گرد ناچتے اور شور مچاتے دیکھا۔ یہ بُت پرستوں کے ناچ رنگ اور مصر کی بُت پرستی کی عیدوں کی تقلید کا منظر تھا۔ خدا کی سنجیدہ اور قابلِ تعظیم عبادت سے کس قدر متفرق! موسیٰ آپے سے باہر ہو گیا۔ وہ خدا کے جلال کی حضوری سے ابھی ابھی نکل کر آیا تھا، اور گو اُسے آگاہی مل چکی تھی کہ کیا کچھ واقع ہو رہا ہے تاہم وہ اِسرائیل کی ایسی پستی کے ہولناک مظاہرہ کو دیکھنے کا متوقع نہ تھا۔ اُس کا غضب بھڑکا۔ اُن کے جرم سے اظہارِ نفرت کے لیے موسیٰ نے پتھر کی دونوں لوحوں کو پٹک دیا اور سب لوگوں کے سامنے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں، جو اِس بات کی علامت تھا کہ جیسے اُنھوں نے خدا کے ساتھ اپنا عہد توڑا ویسے ہی خدا نے بھی اُن کے ساتھ اپنا عہد توڑ ڈالا۔

لشکر گاہ میں داخل ہو کر مُوسیٰ اِس ناچ رنگ میں مشغول ہجوم میں سے گزرا اور بُت کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ اُس نے بعد میں اُسے پیس کر راکھ کر ڈالا اور اُس ندی پر چھڑک دیا جو پہاڑ سے بہہ رہی تھی اور اُسی سے لوگوں کو پلوایا۔ یُوں اُس نے اُس معبُود کے نکمّے پن کو ثابت کیا جس کی وہ پرستش کر رہے تھے۔

پھر مُوسیٰ نے اپنے مجرم بھائی کو بُلایا اور سختی سے اُس سے پُوچھا "اِن لوگوں نے تیرے ساتھ کیا کیا تھا جو تُو نے اِن کو اِتنے بڑے گناہ میں پھنسا دیا؟ ہارون نے لوگوں کے ہنگامہ کا حال بیان کر کے اپنے آپ کو معذور ٹھہرانے کی کوشش کی کہ اگر میں اُن کی خواہش پُوری نہ کرتا تو وہ مجھے مار ڈالتے۔ اُس نے کہا "میرے مالک کا غضب نہ بھڑکے۔ تُو اِن لوگوں کو جانتا ہے کہ بدی پر تُلے رہتے ہیں۔ چنانچہ اِنہی نے مجھ سے کہا کہ ہمارے لیے دیوتا بنا دے جو ہمارے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اِس آدمی مُوسیٰ کو جو ہم کو مُلکِ مصر سے نکال لایا، کیا ہو گیا؟ تب مَیں نے اِن سے کہا کہ جس جس کے ہاں سونا ہو وہ اُسے اُتار لائے۔ پس اُنھوں نے اُسے مجھ کو دیا اور مَیں نے اُسے آگ میں ڈالا تو یہ بچھڑا نکل پڑا۔" (خرُوج ۳۲: ۲۱-۲۴) وہ مُوسیٰ کو قائل کرنا چاہتا تھا کہ یہ ایک معجزہ واقع ہُوا ہے یعنی اُس نے سونا آگ میں ڈالا تو فوق العادت قدرت سے وہ ایک بچھڑے میں تبدیل ہو گیا۔ لیکن اُس کے حیلے بہانے اور ٹال مٹول بے سُود ثابت ہُوئے۔ خاص مجرم ہونے کی وجہ سے اُس کے ساتھ مناسب سلُوک کیا گیا۔

چونکہ ہارون کو باقی لوگوں کی نسبت کہیں زیادہ برکت اور عزّت ملی تھی اِس لیے اُس کا گُناہ زیادہ گھنونا تھا۔ "خُداوند کے مقدّس مرد ہارون" ہی نے بُت بنایا تھا اور عید کا اِعلان کیا تھا۔ (زبُور ۱۰۶: ۱۶) یہ وہی شخص تھا جسے خُدا نے مُوسیٰ کا ترجمان مقرر کیا تھا اور جس کے متعلق خود خُدا نے یہ شہادت دی تھی۔ "مَیں جانتا ہوں کہ وہ فصیح ہے۔" (خرُوج ۴: ۱۴) جو بُت پرستوں کو اُن کے خُدا کی مخالفت سے روکنے میں ناکام ہُوا۔ وہ جس کے ذریعہ خُدا نے مصریوں اور اُن کے دیوتاؤں پر آفتیں نازل کی تھیں، اُسی نے ڈھالی ہُوئی مُورت کے سامنے بے حِس و حرکت کھڑے ہو کر یہ اعلان سُنا تھا کہ "اَے اِسرائیل! یہ تیرا وہ دیوتا ہے

جو تجھ کو ملکِ مصر سے نکال کر لایا۔" یہی وہ شخص تھا جو موسیٰ کے ساتھ پہاڑ پر چڑھا تھا اور جس نے وہاں خداوند کے جلال کو دیکھا تھا کہ اُس جلال کے مظاہرے میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے کوئی مورت بنائی جا سکتی تھی، یہی وہ شخص تھا جسے خدا نے موسیٰ کی غیر حاضری میں اپنے لوگوں پر حکومت سونپی تھی، اُسی نے بغاوت کی اجازت دی تھی۔ "خداوند ہارون سے ایسا غصہ تھا کہ اُسے ہلاک کرنا چاہا۔" (استثنا ۹: ۲۰) لیکن موسیٰ کی دلسوز شفاعت کے جواب میں اُس کی جان بچ گئی اور جب اُس نے اپنے بڑے گناہ کے لیے توبہ اور انکساری ظاہر کی تو وہ پھر خدا کا منظورِ نظر ہو گیا۔

اگر ہارون جرأت کر کے راستی کے لیے کھڑا رہتا اور نتائج کی پرواہ نہ کرتا تو وہ اِس برگشتگی کو روک سکتا تھا، اگر وہ ثابت قدمی کے ساتھ خدا کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھتا، اگر وہ لوگوں کے سامنے کوہِ سینا کے خطروں کو دُہراتا اور اُن کو یاد دلاتا کہ اُنھوں نے خدا کی شریعت کو ماننے کا سنجیدہ عہد کیا ہے، تو یہ بدی رُک جاتی لیکن لوگوں کی خواہشات کو پورا کرنے سے اور کامل اطمینان کے ساتھ اُن کی تجاویز کو سرانجام دینے سے، اُن کے دماغوں میں بہت حد تک گناہ میں بڑھنے کی دلیری پیدا ہو گئی جو اس سے پیشتر اُن کے خیال میں بھی نہ تھی۔

جب لشکر گاہ میں واپس آنے پر موسیٰ نے باغیوں کا سامنا کیا تو لوگوں نے اُس کی سخت ملامت اور شریعت کی مقدس تختیوں کو توڑ ڈالنے کے ذریعہ اُس کے غضب کا مقابلہ اُس کے بھائی کی خوشامد آمیز گفتگو اور شریفانہ انداز کے ساتھ کیا، تو اُنھوں نے ہارون کا ساتھ دیا۔ اپنے آپ کو راست باز ٹھہرانے کی غرض سے ہارون نے لوگوں کی خواہش کو پورا کرنے کی کمزوری کی ذمہ داری اُنہی پر ڈالنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے باوجود بھی وہ اُس کی حلیمی اور صبر کے مدّاح تھے لیکن خدا اس طرح نہیں دیکھتا جس طرح انسان دیکھتا ہے۔ ہارون کی آمادگی اور اُس کی خوشامد کرنے کی خواہش نے اُس بڑے جرم کے خلاف، جس کی وہ اجازت دے رہا تھا، اُسے اندھا کر رکھا تھا۔ ہارون کی بنی اسرائیل پر گناہ کے لیے اثر ڈالنے کی روش کے باعث ہزاروں زندگیاں تلف ہو گئیں۔ اس کے برخلاف موسیٰ

کی روش اُس سے کس قدر متفرق تھی، جس نے وفاداری سے خُدا کی طرف سے سزا کا فتویٰ لگاتے ہُوئے یہ بھی ظاہر کیا کہ اُس کی نظروں میں بنی اسرائیل کی بھلائی اُس کی اپنی اقبال مندی یا عزّت یا زندگی سے بھی عزیز تر تھی۔

جن گُناہوں کی خُدا سزا دے گا اُن میں کوئی گُناہ اِتنا سنگین نہیں جتنا کہ وہ گناہ جس سے دُوسروں میں بدی کرنے کی دلیری پیدا ہوتی ہے۔ خُدا چاہتا ہے کہ اُس کے خادم وفاداری کے ساتھ بدی پر ملامت کرنے سے اپنی دیانتداری کا ثبوت دیں، خواہ یہ کام کتنا ہی تکلیف دہ کیوں نہ ہو، جنھیں خُدا کی طرف سے کسی خاص کام کے کرنے کا اعزاز بخشا گیا ہے، انھیں کمزور، بے قیام اور مطلب پرست نہیں ہونا چاہیئے۔ اُنھیں نہ تو اپنی سرفرازی کو مدِّنظر نہیں رکھنا ہے یا مشکل فرائض سے کنارہ کش نہیں ہونا ہے بلکہ خُدا کے کام کو مُستقل مزاجی اور دیانتداری کے ساتھ سرانجام دینا چاہیئے۔

گو خُدا نے مُوسیٰ کی دُعا کو سُن لیا تھا کہ وہ بنی اِسرائیل کو ہلاکت سے بچائے تاہم اُن کی برگشتگی کے لیے اُنھیں سخت سزا دی جانے کو تھی۔ جس سرکشی اور بغاوت میں ہارون نے اُنھیں گرنے دیا تھا، اگر انھیں فوراً کچل نہ دیا جاتا تو بدی کا طوفان اُمڈ آتا جس سے ساری قوم ناقابلِ تلافی بربادی میں مُبتلا ہو جاتی۔ بدی کا شدّت سے سدِّباب کرنا چاہیئے۔ خیمہ گاہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر موسیٰ نے بلند آواز سے لوگوں کو کہا "جو جو خُداوند کی طرف ہے وہ میرے پاس آجائے۔" جنھوں نے برگشتگی میں حصّہ نہیں لیا تھا اُنھیں مُوسیٰ کے دہنے کھڑا ہونا تھا، اور وہ جو مُجرم تو تھے لیکن تائب تھے اُنھیں بائیں طرف۔ اِس حکم کی تعمیل ہوئی۔ یہ معلوم ہو گیا کہ لاوی کے فرقے نے اِس بُت پرستی میں کوئی حِصّہ نہ لیا تھا۔ باقی فرقوں میں سے بھی بہت سے لوگ ایسے نکلے، جنھوں نے گُناہ تو کیا تھا لیکن اپنی توبہ کا ثبوت دیا۔ لیکن ایک بہت بڑا گروہ، جس میں زیادہ تر ملی جلی بھیڑ تھی اور جنھوں نے بچھڑا بنانے کی ترغیب دی تھی، بضِد ہو کر بغاوت پر تُلے رہے۔ "خُداوند اسرائیل کے خُدا" کے نام میں، مُوسیٰ نے اپنی دہنی طرف والوں کو، جنھوں نے اپنے آپ کو بُت پرستی سے بچائے رکھا تھا، حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی تلوار تھام لیں اور اُن سب کو قتل کریں جو بغاوت پر ڈٹے ہُوئے

تھے۔" چنانچہ اُس دن لوگوں میں سے قریباً تین ہزار مرد کھیت آئے۔" بغیر عہدہ، رشتہ یا دوستی کا لحاظ کیے شرارت کے سرگروہوں کا سر قلم کیا گیا لیکن جنھوں نے توبہ کی اور اپنے آپ کو عاجز کیا اُن کی جان بخشی ہوئی۔

جنھوں نے اِس خوفناک سزا دینے کے کام میں حصّہ لیا، اُنھوں نے خُدا کے حکم کی تعمیل کی اور آسمان کے بادشاہ کے فتوٰے کو پُورا کیا۔ اِنسانوں کو خبردار ہونا چاہیئے کہ اپنے اَندھے پن میں وہ کیسے اپنے ہم جنسوں کو مجُرم ٹھہراتے اور اُن پر فتویٰ لگاتے ہیں لیکن جب خُدا اُنھیں حکم دیتا ہے کہ وہ بدی کے خلاف اُس کے فتویٰ کو سرانجام دیں، تو اُس کے حکم کی تعمیل ہونی چاہیئے۔ جنھوں نے اِس طرح اِس دردناک کام کو سرانجام دیا، اُنھوں نے ظاہر کیا کہ وہ بغاوت اور بُت پرستی دونوں سے سخت نفرت رکھتے تھے، اور اُنھوں نے حقیقی خُدا کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو زیادہ مُستعدی کے ساتھ مخصُوص کیا تھا۔ خُداوند نے اُن کی وفاداری کا اجر لاوی کے فرقہ کو خاص اِتیازی عزّت بخشنے سے دیا۔

بنی اسرائیل بغاوت کے مُرتکب ہُوئے تھے۔ یہ بغاوت اُس بادشاہ یعنی خُدا کے خِلاف کی گئی جس نے اُنھیں برکتوں سے لاد رکھا تھا اور جس کے اِختیار کی اُنھوں نے خود اپنی رضامندی سے فرمانبرداری کرنے کا عہد کیا تھا۔ الٰہی حکُومت کو برقرار رکھنے کے لیے غدّاروں کے ساتھ عدل سے پیش آنا ضروری تھا لیکن یہاں بھی خُدا کا رحم نظر آتا ہے۔ اگرچہ اُس نے اپنی شریعت کو برقرار رکھا تاہم اُس نے سب کو قوّتِ اِنتخاب اور توبہ کا موقع بخشا۔ فقط وہی کاٹ ڈالے گئے جو بغاوت پر تُلے رہے۔

اِردگرد کی قوموں میں بُت پرستی کے خلاف خُدا کی ناپسندیدگی کو ظاہر کرنے کی گواہی کے طور پر یہ ضروری تھا کہ اِس گُناہ کی سزا دی جاتی۔ مجُرموں کے ساتھ اِنصاف برتنے سے مُوسٰی کو، جو خُدا کا وسیلہ تھا، اُن کے جُرم کے خِلاف سنجیدہ اور اعلانیہ اِعتراض قلمبند کرنا تھا۔ چونکہ اِسرائیلیوں کو اِس کے بعد اپنی ہمسایہ قوموں پر فتوٰے لگانا تھا، اُن کے دشمن اُن پر اُلٹا یہ فتوٰے لگا سکتے تھے کہ اُس قوم نے بھی جو یہوواہ کو اپنا خُدا تسلیم کرتی ہے، حورِب میں بچھڑا بنایا تھا اور اُس کی پرستش کی تھی۔ تب اگرچہ اُنھیں مجبُوراً اِس ذلیل

کرنے والی سچائی کا اقرار کرتا تھا۔ تاہم بنی اسرائیل مجرموں کے ہولناک انجام کی طرف اشارہ کر کے یہ گواہی پیش کر سکتے تھے کہ اُن کو گناہ کرنے کی اجازت نہ دی گئی اور نہ ہی اُنھیں بے سزا چھوڑا گیا۔

نہ صرف اِنصاف بلکہ محبّت کا بھی یہ تقاضا تھا کہ اِس گُناہ کی سزا دی جائے۔ خُدا نہ صرف اپنے لوگوں کا بادشاہ ہی ہے بلکہ اُن کا مُحافظ بھی ہے۔ وہ اُن کو کاٹ ڈالتا ہے جو بغاوت پر تُلے رہتے ہیں تاکہ وہ دُوسروں کو بربادی کی طرف نہ لے جائیں۔ قائن کو ہلاک نہ کرنے سے خُدا نے تمام کائنات کے سامنے واضح کر دیا تھا کہ اگر گناہ بے سزا رہنے دیا جائے تو اُس کا کیا انجام ہوگا۔ اُس کی زندگی اور تعلیم کے اثر سے اُس کی نسلیں اِس قدر بدکار ہو گئیں کہ ساری دُنیا کو طُوفان کے ذریعہ ہلاک کرنا پڑا۔ طُوفان سے پیشتر کی دُنیا کی تاریخ اِس امر کی شاہد ہے کہ گنہگار کے لیے عمر کی درازی برکت کا باعث نہیں، خُدا کے بڑے تحمّل سے بھی اُن کی بدکاری نہ رُکی۔ جس قدر زیادہ درازیٔ عمر اُنھیں حاصل ہوتی اُسی قدر زیادہ وہ بدکار ہوتے گئے۔

یہی حال سینا کی برگشتگی کا تھا۔ اگر فوراً مجرموں کو سزا نہ ملتی تو ویسے ہی نتائج دیکھنے میں آتے۔ زمین ویسے ہی بگڑ جاتی جیسے نوحؔ کے زمانہ میں بگڑ گئی تھی۔ اگر ان مجرموں کو بچا دیا جاتا تو اُس کے نتائج بُرے ہوتے، ہاں اُن نتائج سے بھی بُرے نتائج پیدا ہوتے جو قائن کی زندگی کو بچانے سے پیدا ہوئے۔ یہ خُدا کا رحم تھا کہ ہزاروں سزا برداشت کریں تاکہ لاکھوں پر سزا نازل کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ زیادہ افراد کو بچانے کی خاطر اُسے چند ایک کو سزا دینی پڑی۔ اِس کے علاوہ چونکہ لوگوں نے خُدا کے ساتھ اپنا تعلّق قطع کر لیا تھا، وہ الٰہی حفاظت کے حقدار نہ رہے تھے اور چونکہ وہ بلا حفاظت رہ گئے تھے، لہٰذا تمام قوم اپنے دُشمنوں کی طاقت کے سامنے خطرے کی حالت میں تھی۔ اگر جلدی سے بدی کو روکا نہ جاتا تو وہ بہت جلد اپنے بیشمار اور طاقتور دُشمنوں کے ہاتھوں میں پڑ جاتے۔ بنی اسرائیل کی بھلائی کی خاطر یہ ضروری تھا، اور آیندہ تمام پُشتوں کے لیے بھی یہ لازمی تھا کہ گناہ کی سزا فوراً دی جائے۔ اور یہ خود گنہگاروں کے لیے کم رحمت نہیں تھی کہ اُن کی بدکاری کا عرصہ کم کیا جاتا۔ اگر اُن کی

جانیں بچ جائیں تو وہی رُوح جس نے اُنھیں خُدا کی بغاوت پر آمادہ کیا تھا، ایک دُوسرے سے دُشمنی اور نفرت میں ظاہر ہوتی اور وہ آخر کار ایک دُوسرے کو ہلاک کر دیتے۔ اِس میں دُنیا کے لیے اِسرائیل کے لیے بلکہ مجرموں کے لیے بھی محبّت پائی جاتی تھی کہ گُناہ کی سزا فوراً اور ہولناک سختی کے ساتھ دی گئی۔

جب لوگوں کو یہ احساس ہُوا کہ ہمارا جرم کس قدر سنگین ہے تو سارے لشکر گاہ میں خوف وہراس پھیل گیا۔ اُنھیں اِس بات کا خوف تھا کہ ہر ایک مُجرم ہلاک کر دیا جائے گا۔ اُن کی حالت پر ترس کھاتے ہُوئے مُوسیٰ نے وعدہ کیا کہ وہ اُن کے لیے خُدا سے پھر التماس کریگا۔ اُس نے کہا "تم نے بڑا گناہ کیا اور اب مَیں خُداوند کے پاس اُوپر جاتا ہوں۔ شاید میں تمھارے گُناہ کا کفارہ دے سکوں۔" وہ گیا اور خُدا کے سامنے اقرار کرتے ہُوئے اُس نے کہا "ہائے اِن لوگوں نے بڑا گُناہ کیا کہ اپنے لیے سونے کا دیوتا بنایا۔ اور اب تو اِن کا گُناہ معاف کر دے تو خیر ورنہ میرا نام اُس کتاب میں سے جو تُو نے لکھی ہے مٹا دے۔" اُسے یہ جواب ملا "جس نے میرا گُناہ کیا ہے مَیں اُسی کے نام کو اپنی کتاب میں سے مِٹا ڈالوں گا۔ اب تُو روانہ ہو اور لوگوں کو اُس جگہ لے جا جو مَیں نے تجھے بتائی ہے۔ دیکھ میرا فرشتہ تیرے آگے آگے چلے گا لیکن مَیں اپنے مُطالبہ کے دِن اُن کو اُن کے گُناہ کی سزا دُوں گا۔" (خُرُوج ۳۲: ۳۰۔ ۳۵)

مُوسیٰ کی دُعا میں ہمارے دماغوں کو آسمانی اعمالنامہ کی طرف مبذول کیا گیا ہے جس میں سب آدمیوں کے نام قلمبند ہیں اور اُن کے اعمال خواہ وہ نیک ہوں یا بد، وفاداری سے اس میں درج کیے جاتے ہیں۔ کتابِ حیات میں اُن سب کے نام درج ہیں جنھوں نے کسی وقت خُدا کی اطاعت کو قبول کیا۔ اگر اِن میں سے کوئی اُس سے مُنحرف ہو جائیں اور بضِد ہو کر پڑے رہنے سے آخر کار رُوحُ القُدس کے اثر کے خِلاف اپنے دِل کو سخت کر لیں تو عدالت کے دن کتابِ حیات میں سے اُن کا نام کاٹ ڈالا جائے گا اور وہ خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔ مُوسیٰ نے محسُوس کیا کہ گنہگار کا انجام کس قدر ہولناک ہوگا، تاہم بنی اسرائیل کے خُداوند کی طرف سے ردّ کیے جانے کی صُورت میں اُس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اُن کے ناموں

کے ساتھ میرا نام بھی مٹا دیا جائے، کیونکہ وہ یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ میں اُن کو جنھیں خُدا نے اِس قدر معجزانہ طریقہ سے مخلصی بخشی تھی، اِس طرح برباد ہوتے ہوئے دیکھوں۔ مُوسیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے جو شفاعت کی تھی وہ گنہگاروں کی خاطر مسیح خداوند کی شفاعت کی مثال ہے۔ لیکن خداوند نے مُوسیٰ کو مسیح خُداوند کی طرح گناہ کے جُرم کو اُٹھانے کی اجازت نہ دی۔ اُس نے فرمایا جس نے میرا گناہ کیا ہے مَیں اُسی کے نام کو اپنی کتاب میں سے مٹاؤں گا۔"

نہایت افسوس کی حالت میں لوگوں نے اپنے مُردوں کو دفن کیا تھا۔ تین ہزار تلوار سے مارے گئے تھے اور اِس کے بعد لشکر گاہ میں وبا پھُوٹ نکلی تھی اور اب اُنھیں یہ پیغام ملا کہ خُدا کی حُضوری اُن کے سفر میں اُن کے ساتھ نہیں جائے گی۔ یہوواہ نے اعلان کیا تھا "چُونکہ تو گردن کش قوم ہے اِس لیے مَیں تیرے بیچ میں ہو کر نہ چلوں گا تا ایسا نہ ہو کہ مَیں تجھ کو راہ میں فنا کر ڈالوں۔" اور اُن کو یہ حکم دیا گیا۔" سو تُو اپنے زیور اُتار ڈال تاکہ مجھے معلوم ہو کہ تیرے ساتھ کیا کرنا چاہیئے۔" اب ساری لشکر گاہ میں ماتم پھیل گیا۔ اب توبہ اور انکساری کی حالت میں بنی اسرائیل حورِب پہاڑ سے لے کر آگے آگے اپنے زیوروں کو اُتارے رہے۔"

الٰہی ہدایت کے مُطابق جس خیمہ میں عارضی طور پر عبادت ہُوا کرتی تھی اُس کو مُوسیٰ نے لشکر گاہ سے دُور کھڑا کیا۔ یہ اِس بات کی مزید شہادت تھی کہ خُدا نے اپنی حُضوری کو اُن سے جُدا کر لیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو مُوسیٰ پر تو ظاہر کرنا چاہتا تھا لیکن ایسے لوگوں پر نہیں۔ اِس ملامت کا اُن پہ زبردست اثر ہُوا اور اِس ضرب خوردہ ضمیر بھیڑ کو یہ محسوس ہُوا کہ اب کوئی پہلے سے بڑی آفت اُن پر آنے والی ہے۔ کیا خُدا نے مُوسیٰ کو خیمہ گاہ سے علیحدہ نہیں کیا تھا کہ وہ اُنھیں بالکل تباہ کر ڈالے؟ لیکن وہ نااُمید نہ چھوڑے گئے۔ خیمہ لشکر گاہ کے باہر نصب کیا گیا لیکن مُوسیٰ نے اُس کا نام "خیمہ اجتماع" رکھا۔ جو فی الحقیقت تائب تھے اور خُداوند کی طرف مائل ہونا چاہتے تھے اُن کو یہ ہدایت ہوئی کہ وہاں جا کر اپنے گناہوں کا اِقرار کریں اور اُس کے رحم کے طالب ہوں۔ جب وہ اپنے اپنے خیموں کو واپس لوٹے

تو مُوسیٰ خیمۂ اجتماع میں داخل ہُوا۔ بنی اسرائیل دِلسوز دِلچسپی کے ساتھ کسی نشان کے مُنتظر تھے کہ مُوسیٰ کی شفاعت اُن کے لیے قبول ہوئی۔ اگر خُدا اپنی بڑی شفقت کے باعث اُس سے مُلاقات کرنے کے لیے آئے تو اُن کو اُمید ہو سکتی تھی کہ ہم بالکل ہلاک نہ کیے جائیں گے۔ جب بادل کا ستُون اُترا اور خیمۂ اجتماع کے دروازے پر ٹھہرا تو لوگ مارے خوشی کے رونے لگے اور "سب لوگ اُٹھ اُٹھ کر اپنے اپنے ڈیرے کے دروازہ پر سے اُسے سجدہ کرتے تھے۔"

مُوسیٰ اُن لوگوں کی برگشتگی اور جہالت سے بخُوبی واقف تھا جو اُس کی حفاظت میں دیئے گئے تھے، اُسے اُن مشکلات کا بھی علم تھا جن کا اُسے مقابلہ کرنا تھا۔ لیکن اُس نے معلوم کر لیا تھا کہ لوگوں پر حاوی ہونے کے لیے مجھے خُدا کی مدد کی ضرورت ہے۔ اُس نے خُدا کی مرضی کے زیادہ واضح مُکاشفہ اور اُس کی حضُوری کے یقین کے لیے خُدا سے اِلتجا کی۔ "دیکھ تو مجھ سے کہتا ہے کہ اِن لوگوں کو لے چل پر مجھے یہ نہیں بتایا کہ تُو کس کو میرے پاس بھیجے گا حالانکہ تُو نے یہ بھی کہا ہے کہ مَیں تجھ کو بنام جانتا ہوں اور تجھ پر میرے کرم کی نظر ہے۔ پس اگر مجھ پر تیرے کرم کی نظر ہے تو مجھ کو اپنی راہ بتا جس سے مَیں تجھے پہچان لُوں تاکہ مجھ پر تیرے کرم کی نظر رہے اور یہ خیال رکھ کہ یہ قوم تیری ہی اُمّت ہے۔" (خرُوج ۳۳: ۱۲: ۱۳)۔

اُسے جواب مِلا "مَیں ساتھ چلُوں گا اور تجھے آرام دوں گا۔" لیکن مُوسیٰ اب تک مطمئن نہ تھا۔ اُس کے دِل پر زبردست بوجھ تھا کہ اگر خُدا بنی اسرائیل کو اُن کی سخت دِلی اور غیر تائب حالت میں چھوڑ دے تو اُس کے نتائج کیسے ہولناک ہوں گے۔ وہ اِس بات کو برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اُس کی دِلچسپی اُس کے اُن بھائیوں سے مُنقطع ہو جائے اور اُس نے دُعا کی کہ خُدا کی مہربانی کی نظر از سرِ نو اُس کے لوگوں پر بحال ہو جائے اور اِس لیے بھی کہ اُن کے سفر میں اُس کی حضُوری کا نشان اُن کی رہنمائی کرتا رہے:۔ "اگر تُو ساتھ نہ چلے تو ہم کو یہاں سے آگے نہ لے جا۔ کیونکہ یہ کیونکر معلوم ہو گا کہ مجھ پر اور تیرے لوگوں پر تیرے کرم کی نظر ہے؟ کیا اِسی طریق سے نہیں کہ تُو ہمارے ساتھ ساتھ چلے تاکہ مَیں اور تیرے لوگ رُوئے زمین کی سب قوموں سے نِرالے ٹھہریں؟" (خرُوج ۳۳: ۱۵، ۱۶)

اور خُداوند نے فرمایا:"مَیں یہ کام بھی جس کا تُو نے ذکر کیا ہے کروں گا کیونکہ تجھ پر میرے کرم کی نظر ہے اور مَیں تجھ کو بنام پہچانتا ہوں"۔ اب بھی مُوسیٰ نے اِلتجا کرنا نہ چھوڑا۔ اُس کی ہر ایک دُعا کا جواب مِل گیا تھا لیکن وہ خُدا کے فضل کے زیادہ بڑے نشانوں کا آرزُومند تھا۔ اُس نے اب ایک ایسی درخواست کی جو اُس سے پیشتر کسی اِنسان نے نہ کی تھی:"مَیں تیری مِنّت کرتا ہوں۔ مجھے اپنا جلال دِکھا دے"۔

خُدا نے اُس کی درخواست کو گستاخی سمجھ کر ملامت نہ کی بلکہ نہایت مہربانی سے یہ الفاظ کہے"مَیں اپنی ساری نیکی تیرے سامنے ظاہر کروں گا"۔ خُدا کے بے نقاب جلال کو کوئی اِنسان اِس فانی حالت میں دیکھ کر زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن مُوسیٰ کو یہ یقین دِلایا گیا کہ جس قدر وُہ برداشت کر سکتا ہے اُسی قدر وہ خُدا کے جلال کو دیکھ سکے گا۔ اُسے پھر پہاڑ کی چوٹی پر بُلایا گیا، تب جس ہاتھ نے جہان کو خلق کیا تھا، وہ ہاتھ جو"پہاڑوں کو ہٹا دیتا ہے اور اُنھیں پتا بھی نہیں لگتا"(ایُوب ۹: ۵) اُس ہاتھ نے اِس خاکی مخلوق یعنی اُس زبردست ایمان والے اِنسان کو لیا اور اُسے چٹان کے شگاف میں رکھا۔ جب کہ خُدا کا جلال اور اُس کی ساری نیکی اُس کے سامنے سے گُزری۔

یہ تجربہ اور سب سے بڑھ کر یہ وعدہ، کہ خُدا کی حضُوری اُس کے ساتھ ہو گی، مُوسیٰ کے لیے اُس کام میں، جو اُسے درپیش تھا، کامیابی کا یقین تھا اور اُس نے اُسے مصر کی ساری حِکمت یا بحیثیت سیاستدان یا فوجی رہنما اپنی تمام کامیابیوں سے بے حد گراں قدر جانا۔ کوئی دُنیوی طاقت یا حِکمت یا علم خُدا کی مُسلسل حضُوری کی جگہ نہیں لے سکتا۔

گُنہگار کے لیے زندہ خُدا کے ہاتھوں میں پڑنا کس قدر ہولناک بات ہے لیکن مُوسیٰ ازلی خُدا کی حضُوری میں تنہا کھڑا تھا، تو بھی خوف زدہ نہ ہُوا کیونکہ اُس کی جان اپنے خالق کی مرضی میں گھُل مِل گئی تھی۔ زبُور نویس کہتا ہے:"اگر مَیں بدی کو اپنے دِل میں رکھتا تو خُداوند میری نہ سُنتا"(زبُور ۶۶: ۱۸) لیکن"خُداوند کے راز کو وہی جانتے ہیں جو اُس سے ڈرتے ہیں اور وہ اپنا عہد اُن کو بتائے گا"(زبُور ۲۵: ۱۴)

خُداوند اپنے متعلق یہ پکارتا ہُوا گُزرا:"خُداوند، خُداوند، خُدائے رحیم اور مہربان، قہر کرنے

میں دھیما اور شفقت اور وفا میں غنی۔ ہزاروں پر فضل کرنے والا۔ گُناہ اور تقصیر اور خطا کا بخشنے والا لیکن وہ مُجرم کو ہرگز بری نہیں کرے گا" (خروج ۳۴: ۶، ۷)۔

"تب مُوسیٰ نے جلدی سے سر جُھکا کر سجدہ کیا" پھر اُس نے اِلتجا کی کہ خُدا اپنے لوگوں کے گُناہوں کو مُعاف کرے اور اُنھیں اپنی میراث کرے۔ اُس کی دُعا قبول ہوئی خُدا نے نہایت مہربانی سے وعدہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ اپنی شفقت پھر بحال کرے گا اُن کے سامنے ایسی کرامات کرے گا جو اِس سے پیشتر "دُنیا بھر میں اَور کسی قوم میں کبھی نہیں کی گئیں۔

چالیس دن اور چالیس رات تک مُوسیٰ پہاڑ پر رہا اور پہلے کی طرح اِس سارے عرصہ میں اُس کی زندگی مُعجزانہ طور پر قائم رہی۔ کسی شخص کو اُس کے ساتھ اُوپر جانے کی اجازت نہیں تھی اور نہ ہی اُس کی غیر حاضری کے ایّام میں کسی کو پہاڑ کے پاس جانے کی اجازت تھی۔ خُدا کے حکم کے مُطابق اُس نے پتھر کی دو لَوحیں تراش لی تھیں اور اُنھیں پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا تھا اور خُداوند نے دوبارہ " اُن لَوحوں پر اُس عہد کی باتوں یعنی دس احکام کو لکھا۔" (خروج ۳۴: ۲۸)۔

اِس طویل عرصہ میں خُدا کے ساتھ رفاقت رکھنے سے مُوسیٰ کے چہرہ سے خُدا کی حضُوری کا جلال مُنعکس ہوتا رہا تھا، اور جب وہ پہاڑ سے نیچے اُتر آیا تھا، تو اُسے خبر نہ تھی کہ میرے چہرہ سے تیز روشنی چمک رہی ہے۔ ایسی ہی روشنی ستفنُس کے چہرہ سے چمکتی تھی جب وہ صدر عدالت کے سامنے لایا گیا تھا۔" اور اُن سب نے جو عدالت میں بیٹھے تھے اس پر غور سے نظر کی تو کیا دیکھا کہ اُس کا چہرہ فرشتہ کا سا ہے۔" (اعمال ۶: ۱۵)۔ ہارُون اور ساری جماعت مُوسیٰ سے دُور ہٹ گئے اور" اُس کے نزدیک آنے سے ڈرے۔" اُن کی پریشانی اور خوف دیکھ کر، لیکن وجہ سے بے خبر ہوتے ہُوئے، اُس نے اُنھیں نزدیک آنے کی تاکید کی۔ اُس نے اُن کی طرف خُدا کے ساتھ میل مِلاپ کا نشان بڑھایا اور خُدا کی منظُوری کی ازسرِ نو بحالی کا یقین دلایا۔ اُنھوں نے اُس کی آواز میں محبت اور التماس کے سِوا اَور کچھ نہ پایا اور آخر کار اُن میں سے ایک شخص نے اُس کے پاس آنے کی

جُرأت کی ۔خَوف کے سبب وہ بول تو نہ سکا لیکن اُس نے خاموشی سے مُوسٰیؔ کے چہرے اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اِس بڑے قائد نے اِس کے معنی کو سمجھ لیا۔ اپنے گُناہ کا احساس کرتے ہُوئے اور اب تک اپنے آپ کو الٰہی غضب کے نیچے سمجھتے ہُوئے، وہ اُس آسمانی روشنی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے، جو خُدا کے فرمانبردار رہنے کی صُورت میں، اُنھیں خوشی سے معمُور کر سکتی تھی۔ گُناہ میں خوف پایا جاتا ہے۔ جو شخص گناہ سے خالی ہے وہ آسمان کی رَوشنی سے چھُپنے کی خواہش نہیں کرے گا۔

مُوسٰیؔ کو اُنھیں بہت سی باتیں بتانا تھیں اور اُن کے خَوف کا خیال کرتے ہوئے اُس نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لیا اور اُس وقت سے لے کر جب کبھی وہ خدُا کی رفاقت سے لشکرگاہ میں واپس آتا تھا، وہ اَیسا ہی کرتا رہا۔

اِس روشنی کے ذریعہ خُدا بنی اسرائیل پر اپنی شریعت کی پاکیزہ اور اعلیٰ خصُوصیت اور نجات کی اُس خوشخبری کو جو خُداوند یسُوع مسیح کے ذریعہ ظاہر ہوئی ہے، نقش کرنا چاہتا تھا۔ جب مُوسٰیؔ پہاڑ پر تھا تو خُدا نے اُسے نہ صرف شریعت کی لَوحیں دیں بلکہ نجات کی تجویز بھی اُس کے سامنے کھول دی۔ اُس نے یہ معلوم کیا کہ یہودی عہد کی تمام علامتوں اور نشانوں میں مسیح خُداوند کی قُربانی کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ جس روشنی نے مُوسٰیؔ کے چہرہ کو اتنا مُنوّر کیا تھا، وُہی آسمانی روشنی ہے، جو خُداوند یسُوع مسیح کی صلیب سے چمکتی ہے اور خُدا کی شریعت کے جلال سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ وہ الٰہی روشنی، جو اُس عہد کے جلال کی علامت تھی جس کا ظاہری درمیانی مُوسٰیؔ تھا، حقیقی شفیع یعنی مسیح خُداوند کو ظاہر کرتی ہے۔

جو جلال مُوسٰیؔ کے چہرہ سے مُنعکس ہوتا تھا وہ اُن برکات کو ظاہر کرتا ہے جو مسیح خُداوند کی شفاعت کے ذریعہ اُن لوگوں کو ملیں گی جو خُدا کے حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ یہ اِس بات کی گواہی ہے کہ خُدا کے ساتھ ہماری جتنی گہری رفاقت ہوگی اور اُس کے حکموں کے متعلّق جس قدر صریح ہمارا علم ہوگا، اُسی قدر زیادہ بہتر طور پر ہم خُدا کی شبیہ کے مُطابق ڈھلتے جائیں گے اور اِتنی ہی جلدی ہم ذاتِ الٰہی میں شریک ہوجائیں گے۔

مُوسیٰ مسیح خُداوند کی علامت ہے۔ جس طرح بنی اسرائیل کے شفیع نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لیا تھا کیونکہ لوگ اُس کے چہرے کے جلال کو برداشت نہیں کر سکتے تھے، اُسی طرح مسیح خُداوند نے، جو ہمارا الٰہی درمیانی ہے، اِس دُنیا میں آتے وقت اپنی اُلوہیت کو بشریّت سے ڈھانک لیا۔ اگر وہ آسمانی جلال میں مُلبّس ہو کر آتا تو وہ اِنسانوں کی گنہگار حالت میں اُن تک رسائی حاصل نہ کر سکتا۔ وہ اُس کی حضُوری کے جلال کو ہرگز برداشت نہ کر سکتے۔ اِس لیے اُس نے اپنے آپ کو پست کر دیا" اور گُناہ آلودہ جسم کی صُورت" میں ظاہر ہؤا تاکہ وہ گری ہوئی نسلِ انسانی تک پہنچ کر اُسے اُوپر اُٹھائے۔ (رُومیوں ۸: ۳)۔

اُنتیسواں باب

شریعت سے شیطان کی دُشمنی

خُدا کی شریعت کو تباہ کرنے کے لیے شیطان کی سب سے پہلی کوشش، جو اُس نے آسمان کے بے گُناہ باشندوں میں کی، کچھ عرصہ کے لیے کامیاب ہوتی ہوئی دکھائی دی۔ فرشتوں کی بھاری تعداد گمراہ کر لی گئی، لیکن شیطان کی بظاہر فتح کا نتیجہ شکست اور نقصان، خُدا سے جُدائی اور آسمان سے نکالا جانا ہوا۔

جب یہ عظیم جنگ از سرِ نو اِس دُنیا میں شروع ہوئی تو شیطان کا پلّہ بظاہر بھاری نظر آیا۔ گُناہ کی وجہ سے اِنسان اُس کا قیدی بن گیا اور اِنسان کی بادشاہت بھی خُدا سے بے وفائی کے سبب شیطان کے ہاتھ میں چلی گئی۔ اب ایسا معلوم ہُوا کہ شیطان کے لیے راہ کھُل گئی کہ وہ اپنی خود مختار حکومت قائم کرے اور خُدا اور اُس کے بیٹے کے اِختیار کا بَرملا مقابلہ کرے۔ لیکن نجات کی تجویز سے اِنسان کے لیے دوبارہ خُدا کے ساتھ میل مِلاپ رکھنا اور اُس کی شریعت پر چلنا ممکن ہو گیا۔

پھر شیطان کو شکست ہوئی اور پھر اُس نے اِس اُمید میں دھوکہ سے کام لینا شروع کیا تاکہ اُس کی شکست فتح میں بدل جائے۔ بگڑی ہوئی نسلِ انسانی میں بغاوت پھیلانے کے لیے اُس نے خُدا پر بے اِنصافی کا اِلزام لگایا کہ اُس نے اِنسان کو اپنی شریعت کی خِلاف ورزی کرنے کی کیوں اجازت دی۔ اِس ہوشیار آزمانے والے نے کہا کہ "جب خُدا جانتا تھا کہ نتیجہ کیا ہو گا تو اُس نے اِنسان کو کیوں آزمائش میں رکھتے، گُناہ کرتے اور اپنے اوپر دُکھ اور مَوت لانے کی اجازت دی؟" اور بنی آدم نے خُدا کے تحمّل اور رحم کو فراموش کر کے، جس سے اِنسان کو ایک اَور موقع مِل گیا تھا، اُس حیرت انگیز اور مُہیب قُربانی کا، جو اُس کی بغاوت کے سبب سے آسمان کے بادشاہ کو دینی پڑی، خیال نہ کر کے اُنھوں نے آزمانے والے کی بات پر کان لگایا اور اُسی واحد ہستی کے

خِلاف بُڑبڑائے، جو اُنھیں شیطان کی تباہ کُن قُوّت سے بچا سکتی تھی۔

آج بھی ہزاروں اَیسے ہیں جو خُدا کے خلاف یہی باغیانہ شکایت کر رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھنے کہ اِنسان سے اِنتخاب کا حق چھین لیے جانے سے وہ باشعُور ہستی کہلانے کے حق سے محرُوم ہو کر اُسے محض ایک کل بنا دیا جائے گا۔ یہ خُدا کا مقصد نہیں ہے کہ اِنسانی مرضی کو دبایا جائے۔ اِنسان کو خُودمختار پیدا کیا گیا تھا۔ باقی تمام دُنیاؤں کے باشندوں کی طرح اِنسان کے لیے بھی ضروری تھا کہ وہ فرمانبرداری کی جانچ کے ماتحت ہو۔ لیکن وہ اِس حالت میں کبھی نہیں لایا جاتا جس سے اُس کے لیے بدی کرنا لازمی ہو۔ اُس پر کسی اَیسی آزمائش یا تکلیف کے آنے کی اِجازت نہیں دی جاتی جس کا مقابلہ کرنا اُس کے لیے ناممکن ہو۔ خُدا نے اَیسا خاطر خواہ اِنتظام کیا تھا کہ اِنسان کو شیطان کے خِلاف جنگ کرتے ہُوئے کبھی شکست کھانے کی ضرورت نہ تھی۔

جُوں جُوں اِنسان زمین پر بڑھتے گئے تقریباً ساری دُنیا بغاوت کی فوجوں میں شامل ہوتی گئی۔ بظاہر اَیسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک دفعہ پھر شیطان کا پلّہ بھاری ہو رہا ہے۔ لیکن قادرِ مُطلق کی قُدرت نے بدی کے کام کو مُنقطع کر دیا اور دُنیا اپنی اخلاقی بدی سے طُوفان کے ذریعہ دُھل کر صاف کی گئی۔

نبی فرماتا ہے "جب تیری عدالت زمین پر جاری ہے تو دُنیا کے باشندے صداقت سیکھتے ہیں۔ ہر چند شریر پر مہربانی کی جائے پر وہ صداقت نہ سیکھے گا ..... اور خُداوند کی عظمت کو نہ دیکھے گا۔" (یسعیاہ ۲۶ : ۹، ۱۰)۔ یہی حال طُوفان کے بعد تھا۔ خُدا کی عدالت سے آزاد ہو کر دُنیا کے باشندوں نے پھر خُداوند کے خلاف بغاوت کی۔ دو دفعہ دُنیا نے خدا کے عہدوں اور احکام کو رد کر دیا۔ طُوفان سے پیشتر کے لوگوں اور نُوحؔ کی اولاد دونوں نے الٰہی اختیار سے سرکشی کی۔ تب خُدا نے ابرؔہام کے ساتھ عہد باندھا اور اپنے لیے ایک اَیسی اُمت کو چُنا جو اُس کی شریعت کی امین ہو۔ اِس اُمّت کو بہکانے اور برباد کرنے کے لیے شیطان نے فوراً اپنے جال پھیلانے شروع کر دیئے۔ بنی یعقوؔب پر آزمائش آئی کہ وہ بُت پرست قوموں کے ساتھ شادی بیاہ کریں اور اُن کے معبُودوں کی

پرستش کریں۔ لیکن یُوسف خُدا کے ساتھ وفادار تھا اور اُس کی وفاداری لگاتار سچّے ایمان کی گواہی دیتی رہی۔ اِسی روشنی کو بُجھانے کے لیے شیطان نے یُوسف کے بھائیوں کو حسد کے ذریعہ کام لیتے ہُوئے اُسے ایک بُت پرست مُلک میں بطور غلام فروخت کروا دیا۔ تاہم خُدا نے اپنی مصلحت سے یہ بہتر جانا کہ اُس کا علم مصر کے لوگوں کو دیا جا سکے۔ فوطیفار کے گھر اور قید خانہ دونوں جگہوں میں یُوسف نے وہ تعلیم و تربیت حاصل کی جس سے خُدا کے خوف کے ساتھ اُسے بڑی قوم کے وزیرِ اعظم کے اعلیٰ منصب کے لیے تیار کیا۔ فرعون کے محل سے اُس کا اثر ساری سرزمین میں محسُوس کیا گیا اور خُدا کا علم دُور و نزدیک سب جگہ پھیل گیا۔ بنی اسرائیل بھی مصر میں اِقبال مند اور دولت مند ہو گئے اور اُن میں سے جتنے خُدا پرست تھے، اُن کا اثر دُور دُور تک پھیل گیا۔ جب بُت پرست پُجاریوں نے اِس نئے مذہب کو مقبول ہوتے دیکھا تو وہ گھبرا گئے۔ شیطان کے ذریعہ مُشتعل ہو کر، اُس دُشمنی کے باعث جو وہ خود آسمان کے خُدا سے رکھتا ہے، اُنھوں نے روشنی کو بُجھانے کا تہیّہ کر لیا۔ اِن پجاریوں کو ولی عہد کی تعلیم کی ذمہ داری سونپی گئی تھی اور خُدا کی مخالفت کے اِسی مصمّم ارادے اور بُت پرستی کے جوش نے تخت نشین ہونے والے بادشاہ کے چال چلن کو ڈھال دیا اور اُسے عبرانیوں پر ظلم اور سختی کرنے پر آمادہ کیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مُوسیٰ کے مصر سے بھاگ جانے کے بعد چالیسؔ برسوں میں بُت پرستی کا دور دورہ ہو چُکا تھا۔ ہر سال بنی اسرائیل کی اُمید مدھم ہوتی جاتی تھی۔ بادشاہ اور مصری لوگ اپنی طاقت پر نازاں تھے اور اسرائیل کے خُدا کا مضحکہ اُڑاتے تھے۔ یہ رُوح بڑھتی رہی حتیٰ کہ وہ اُس فرعون میں عرُوج تک جا پہنچی جس کا مُوسیٰ نے مقابلہ کیا۔ جب اسرائیلی رہنما بادشاہ کے پاس "خُداوند عبرانیوں کے خُدا" کا پیغام لے کر گیا، تو سچّے خُدا کی عدم واقفیت نے نہیں بلکہ اُس کے اختیار کے خِلاف گُستاخی سے فرعون کو یہ جواب دینے پر اُبھارا کہ "خُداوند کون ہے کہ مَیں اُس کی بات مان کر بنی اسرائیل کو جانے دوں ..... مَیں خُداوند کو نہیں جانتا۔" شروع سے لے کر آخر تک فرعون کا الٰہی حکم کی مخالفت کرنا عدم واقفیت کی بنا پر نہ تھا بلکہ نفرت اور گُستاخی کی وجہ سے۔

گو مصریوں نے مدت سے خدا کے عرفان کو رد کر دیا تھا تو بھی خدا نے انھیں توبہ کا موقع بخشا۔ یوسف کے دنوں میں مصر اسرائیلیوں کے لیے پناہ گاہ تھا۔ جو مہربانیاں خدا کے لوگوں پر کی گئی تھیں اُن کے ذریعہ اُس کی تعظیم ہوئی تھی اور اب تحمل کرنے والے خدا نے، جو غصہ کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے، ہر آفت کو اپنا کام کرنے کا موقع دیا۔ مصریوں نے سراسر انھیں اشیاء سے ملعون ہو کر جن کی انھوں نے پرستش کی تھی، خدا کی قدرت کے ثبوتوں کو دیکھ لیا تھا اور اُن میں سے جو چاہتے تھے خدا کے تابع ہو کر اُس کی آفتوں سے بچ سکتے تھے۔ بادشاہ کے تعصب اور سخت دلی کے نتیجہ سے خدا کا عرفان پھیل گیا اور بہت سے مصریوں نے خدا کی عبادت کرنا شروع کر دیا۔

چونکہ بنی اسرائیل غیر اقوام سے میل جول رکھنے اور بت پرستی میں اُن کی نقل کرنے کی طرف مائل رہتے تھے، اِس لیے خدا نے انھیں اجازت دی کہ وہ مصر کو چلے جائیں جہاں یوسف کا اثر وسیع طور پر پھیلا ہوا تھا اور جہاں اُن کے لیے الگ قوم کے طور پر رہنے کا خوشگوار ماحول تھا۔ اِسی جگہ عبرانیوں کی مسافرت کے اخیر دنوں میں مصریوں کی بہت زیادہ بت پرستی اور اُن کے ظلم اور سختی کے باعث بھی، اُن کے دلوں میں بت پرستی کے لیے نفرت پیدا ہونی چاہیے تھی اور اِس وجہ سے انھیں اپنے باپ دادا کے خدا کی جانب پناہ کے لیے رُخ کرنا چاہیے تھا۔ اِسی انتظام کو شیطان نے اپنا مقصد پورا کرنے کا ذریعہ بنا لیا۔ اسرائیلیوں کے دماغوں کو تاریک کر دیا اور اُن کو اُکسایا کہ وہ اپنے بت پرست آقاؤں کی عادات کی پیروی کریں۔ چونکہ مصری بت پرستی کی وجہ سے جانوروں کی تعظیم کرتے تھے اِس لیے عبرانیوں کو اُن کی غلامی کے دوران میں قربانی چڑھانے کی اجازت نہیں تھی۔ اِس طرح اُن کے خیالات اس عبادت کے ذریعہ اُس بڑی قربانی یعنی خداوند مسیح کی طرف راغب نہیں ہو سکتے تھے، لہٰذا اُن کا ایمان کمزور ہو گیا تھا۔ جب اسرائیل کی رہائی کا وقت قریب آیا تو شیطان نے مصمم ارادہ کر لیا کہ خدا کے مقاصد کا مقابلہ کرے۔ اُس کا پختہ ارادہ یہ تھا کہ یہ بڑی قوم جس کا شمار ۲۰ لاکھ نفوس سے بھی زیادہ تھا جہالت اور بت پرستی میں جکڑی رہے۔ وہ لوگ جن

سے خُدا نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اُنھیں برکت دے گا اور کثرت سے بڑھائے گا، اُنھیں دُنیا میں ایک بڑی قوم بنائے گا اور جن کے ذریعہ وہ اپنی مرضی کا علم آشکارا کرنا چاہتا تھا، اور وہ لوگ جنھیں وہ اپنی شرافت کے امین بنانا چاہتا تھا، اُنھیں لوگوں کو شیطان گُمنامی اور غلامی میں رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ اُن کے دماغوں سے خُدا کی یاد کو مٹا ڈالے۔

جب بادشاہ کے سامنے مُعجزے دکھائے جا رہے تھے تو شیطان اُس کے اثر کو زائل کرنے کے لیے وہاں موجُود تھا تاکہ فرعَون کو خُدا کی عظمت کا اقرار کرنے اور اُس کا حُکم ماننے سے روکے۔ شیطان نے اپنی طاقت کو حتی المقدُور صرف کیا تاکہ خُدا کے عجائبات کی نقل کرے اور اُس کی مرضی کا مقابلہ کرے۔ اِس کا نتیجہ فقط یہ ہُوا کہ خُدا کی قُدرت اور اُس کے جلال کو اَور بھی زیادہ نمایاں طور پر آشکارا کرنے کے لیے راہ تیار کی جائے۔ اُس کے ساتھ ساتھ ہر دو بنی اسرائیل اور سارے مصر کے سامنے سچے اور زندہ خُدا کی موجودگی اور اِختیار کو بہتر طریقے سے واضح کیا جائے۔

خُدا نے بنی اسرائیل کو اپنی قُدرت کے زبردست اظہارات سے اور مصر کے سب دیوتاؤں پر سزائیں نازل کر کے رہائی بخشی۔ "وہ اپنی قوم کو شادمانی کے ساتھ اور اپنے برگزیدوں کو گیت گاتے ہوئے نکال لایا..... تاکہ وہ اُس کے آئین پر چلیں اور اُس کی شریعت کو مانیں۔" (زبُور ۱۰۵: ۴۳-۴۵) اُس نے اُن کو اِس لیے غلامی کی حالت سے نکالا تاکہ وہ اُن کو ایک اچھی سرزمین میں لائے یعنی اَیسی سرزمین جسے اُس نے اپنی مرضی کے مطابق اُن کے دُشمنوں سے پناہ گاہ کے لیے تیار کیا تھا جہاں وہ اُس کے پروں کے سائے کے نیچے سکُونت کر سکیں۔ اُنھیں اپنے پاس لائے اور اپنے ابدی بازوؤں سے گھیرے۔ اپنی ساری شفقت اور رحمت کے صلہ میں وہ فقط یہ تقاضا کرتا تھا کہ وہ اُس کے حضُور، جو زندہ خُدا ہے، اور کسی معبُود کی پرستش نہ کریں بلکہ دُنیا میں خُدا کے نام کو سرفراز کریں اور اُسے بزرگی دیں۔

مصر کی غلامی کے دَوران بہت سے اسرائیلیوں نے بہت حُد تک خُدا کی شریعت کی پہچان کو بُھلا دیا تھا اور اُس کے احکام کو بُت پرست قوموں کے دستُورات اور روایات

کے ساتھ ہلا دیا تھا۔ خُدا اُنھیں سینا میں لایا اور وہاں اپنی ہی آواز کے ساتھ اپنی شریعت کا اعلان کیا۔

شیطان اور بُرے فرشتے بھی وہاں موجود تھے۔ یہاں تک کہ جب خُدا اپنے لوگوں کے سامنے اپنی شریعت کا اِعلان کر رہا تھا تو شیطان اُنھیں گُناہ میں پھنسانے کی سازش کر رہا تھا۔ اُس کا اِرادہ یہ تھا کہ وہ لوگ جنھیں خُدا نے چُن لیا تھا، اُنھیں وہ خُدا کی حضوری ہی میں اُس سے علیحدہ کر دے۔ اُنھیں بُت پرستی کی طرف مائل کرنے سے وہ ساری عبادت کے اثر کو تباہ کر دینا چاہتا تھا، کیونکہ اِنسان اُس شے کی پرستش کرنے سے، جو اُس سے اُونچا درجہ نہیں رکھتی، اور جو اُس کی اپنی دستکاری سے مُشابہت رکھتی ہے، کیونکر اعلیٰ معیار تک پُہنچایا جاسکتا ہے ؟ اگر انسان اتنے اندھے ہو جائیں کہ وہ لامحدُود خُدا کی قدرت، عظمت اور جلال کو کھو دی ہُوئی مُورت یا یہاں تک کہ چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں میں بدل ڈالیں؛ اگر وہ اپنے رُوحانی رشتہ کو، کہ وہ اُپنے خالق کی صورت پر پیدا ہُوئے ہیں اِس حد تک بھُول جائیں کہ وہ اِن نفرتی اور بے شعُور چیزوں کے سامنے جُھکیں، تب ہر طرح کے نفرتی کاموں کے لیے راہ کُھل جائے گی۔ یُوں دِل کے بُرے خیالات پر قابُو پانا مشکل ہو جائیگا اور شیطان کا پُورا پُورا تسلّط ہو جائے گا۔

کوہِ سینا کے دامن ہی میں شیطان خُدا کی شریعت کو برباد کرنے کے لیے اپنی تجاویز کو عمل میں لانے لگا، یُوں اُس نے اُسی کام کو جاری رکھا جو اُس نے آسمان میں شروع کیا تھا۔ اُن چالیسؔ دنوں کے عرصہ میں جب کہ مُوسیٰ خُدا کے پاس پہاڑ پر تھا، شیطان شک، برگشتگی اور بغاوت کی آگ بھڑکانے میں مصرُوف تھا۔ جب خُدا اپنی شریعت کو لکھ رہا تھا تاکہ اپنے لوگوں کے سپُرد کرے جنھوں نے اُس کے ساتھ عہد باندھا تھا، بنی اسرائیل خُداوند کے ساتھ اپنی وفاداری کا اِنکار کرتے ہُوئے سونے کے دیوتاؤں کا تقاضا کر رہے تھے! جب مُوسیٰ الٰہی جلال کی ہولناک حُضوری سے واپس آیا اور شریعت کے اُن احکام کو اپنے ساتھ لایا جن پر عمل کرنے کا بنی اسرائیل نے عہد کیا تھا، تو اُس نے اُنھیں کُھلم کُھلا اُس کے احکام کی خِلاف ورزی کرتے اور سونے کی مُورت کے سامنے سجدہ کرتے پایا۔

بنی اسرائیل کو خُداوند کے خلاف اِس بیباکانہ ہتک اور کفر پر آمادہ کرنے سے شیطان کا مقصد یہ تھا کہ اُنھیں ہلاک کرا دے۔ چُونکہ اُنھوں نے اپنے آپ کو بالکل ذلیل ثابت کر دیا تھا اور اُن میں خُدا کی تمام برکات اور حقُوق اور اپنے وفاداری کے سنجیدہ اور بار بار کیے ہُوئے عہدو پیمان کی قدر کا احساس بالکل نہ رہا تھا لہٰذا شیطان نے یہ خیال کیا کہ خُدا اپنا تعلق اُن سے قطع کرلے گا اور اُنھیں ہلاکت کے حوالہ کر دے گا۔ یُوں ابرہام کی نسل کی تباہی و بربادی یقینی ہو جائے گی، یعنی اُس موعُودہ نسل کی جسے زندہ خُدا کے عرفان کو محفُوظ رکھنا تھا اور جس میں سے مسیح خُداوند کو برپا ہونا تھا یعنی وہ جو حقیقی نسل ہے جسے شیطان کو فتح کرنا تھا۔ اُس بڑے باغی نے بنی اسرائیل کو برباد کرنے کی تجویز بنائی اور یُوں خُدا کے مقاصد کو تباہ کرنا چاہا۔ لیکن اُسے پھر شکست ہوئی۔ اگرچہ بنی اسرائیل گنہگار ہوگئے تاہم اُنھیں ہلاک نہ کیا گیا۔ جو لوگ بضد ہو کر شیطان کی طرف قائم رہے اُنھیں قتل کر دیا گیا لیکن جنھوں نے عاجز ہو کر توبہ کر لی اُنھیں رحیمانہ طور پر معاف کر دیا گیا۔ اِس گناہ کی تاریخ بُت پرستی کے جُرم اور اُس کی سزا اور خُدا کے عدل اور تحمّل اور رحم کی دائمی شہادت کے طور پر قائم رہنے کو تھی۔

کُل کائنات کوہِ سینا کے نظاروں کی گواہ تھی۔ اِن دونوں نظاموں کی عملدرآمد میں خُدا کی حکومت اور شیطان کی حکومت کے درمیان امتیازی فرق ظاہر ہو گیا۔ ایک مرتبہ پھر دیگر دُنیاؤں کے بے گُناہ باشندوں نے شیطان کی برگشتگی کے نتائج کو دیکھا اور یہ بھی کہ اگر اُسے آسمان میں حکومت قائم کرنے کی اجازت دی جاتی تو وہ کس قسم کی حکومت کرتا۔

نسلِ انسانی سے دُوسرے حُکم کی نافرمانی کروانے سے شیطان کا مقصد یہ تھا کہ وہ خُدا کے متعلق ادنیٰ نظریات قائم کریں۔ چوتھے حکم کو نظر انداز کروانے سے اُس کا منشا یہ ہے کہ انسان خُدا کو بالکل بھُول جائیں۔ تعظیم اور عبادت کے لیے خُدا کا جو دعوٰے بُت پرستوں کے معبُودوں سے بڑھ کر ہے، وہ اِس حقیقت پر مبنی ہے کہ وہ خالق ہے اور تمام مخلُوق اپنی زندگی کے لیے خُدا کے مقروض ہیں۔ بائبل مُقدس میں اس کا بیان پایا جاتا ہے۔ یرمیاہ نبی فرماتا ہے "لیکن خُداوند سچا خُدا ہے۔ وہ زندہ خُدا اور ابدی بادشاہ ہے۔ . . . . یہ معبُود جنھوں

نے آسمان اور زمین کو نہیں بنایا زمین پر سے اور آسمان کے نیچے سے نیست ہو جائیں گے۔ اُسی نے اپنی قُدرت سے زمین کو بنایا۔ اُسی نے اپنی حکمت سے جہان کو قائم کیا اور اپنی عقل سے آسمان کو تان دیا ہے۔ "ہر آدمی حیوان خصلت اور بے علم ہو گیا ہے۔ ہر ایک سُنار اپنی کھودی ہوئی مُورت سے رُسوا ہے کیونکہ اُس کی ڈھالی ہوئی مُورت باطل ہے۔ اُن میں دم نہیں۔ وہ باطل فعل فریب ہیں۔ سزا کے وقت برباد ہو جائیں گی۔ یعقوبؔ کا بخرہ اُن کی مانند نہیں۔ کیونکہ وہ سب چیزوں کا خالق ہے۔" (یرمیاہ ۱۰: ۱۰-۱۲، ۱۴-۱۶)۔ سبت خُدا کی خالقانہ قُدرت کی یادگار کے طَور پر، اُس کی طرف بحیثیت آسمان اور زمین کے خالق کے اشارہ کرتا ہے۔ لہٰذا وہ اُس کی ہستی، اُس کی حِکمت اور اُس کی محبّت کا لگاتار گواہ اور یاد دلانے والا ہے۔ اگر سبت کو ہمیشہ پاکیزگی کے ساتھ مانا جاتا تو کوئی مُلحِد یا بُت پرست ہرگز نہ ہوتا۔

سبت کا آئین جس کا آغاز باغِ عدن سے ہؤا، اِتنا ہی قدیم ہے جتنی قدیم کہ یہ دُنیا ہے۔ پیدائش سے لے کر تمام آبائی بزرگوں نے اُس کو پاک مانا۔ مصر کی غلامی کے دَوران بنی اسرائیل کو بیگار لینے والوں نے مجبُور کیا کہ وہ سبت کی خِلاف ورزی کریں اور بہت حد تک اُنھوں نے سبت کی پاکیزگی کے علم کو نظر انداز کر دیا۔ جب کوہِ سِینا پر شریعت کا اعلان کیا گیا تو چوتھے حکم کے سب سے پہلے الفاظ یہ تھے۔ "یاد کر کے تو سبت کا دن پاک ماننا" جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سبت کی ابتدا اُس وقت نہیں ہُوئی تھی، بلکہ ہماری توجّہ کو اُس کے آغاز کے لیے دُنیا کی پیدائش کی طرف مبذُول کیا جاتا ہے۔ اِنسانوں کے ذہن سے خُدا کو مِٹا دینے کے لیے اِس بڑی یادگار کو گِرا دینا شیطان کا مطمحِ نظر تھا۔ اگر انسانوں کو بہکایا جائے کہ وہ اپنے خالق کو بھُول جائیں تو وہ بدی کی طاقت کا مقابلہ کرنے کی کوئی کوشش نہ کریں گے اور شیطان یقیناً اپنے شکار پر قابض ہو جائے گا۔

خُدا کی شریعت کا دشمن ہونے کی وجہ سے شیطان دس احکام کے ہر حکم کے خلاف جنگ کرنے پر تُلا ہؤا ہے۔ اِس بڑے اُصول کا یعنی خُدا سے، جو سب کا باپ ہے محبّت اور وفاداری کرنا اور فرزندانہ محبّت اور فرمانبرداری کے اُصول کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

والدین کے خلاف نفرت بہت جلد خُدا کے اختیار کے خلاف نفرت پیدا کر دے گی۔ لہٰذا شیطان کوشش کرتا ہے کہ پانچویں حکم کی ذمّہ داری میں کوتاہی پیدا کر دے۔ بُت پرست قوموں میں اِس اصُول کی جو اِس حکم میں پایا جاتا ہے، بہت کم پروا کی جاتی تھی۔ بہت سی قوموں میں والدین جُونہی ضعیفی کے باعث اپنی گزراوقات خود کرنے کے ناقابل ہو جاتے تھے، اُنھیں ترک کر دیا یا مار ڈالا جاتا تھا۔ خاندان میں ماں کی بہت کم عزّت کی جاتی تھی اور اُس کے خاوند کی مَوت پر اُس سے تقاضا کیا جاتا تھا کہ وہ اپنے سب سے بڑے بیٹے کی مُطیع ہو جائے۔ مُوسیٰ نے فرزندانہ فرمانبرداری کا حکم دیا تھا لیکن جب اسرائیلی خُداوند سے مُنحرف ہو گئے تو دُوسرے حکموں کے ساتھ پانچویں حکم کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔

شیطان "شروع ہی سے خُونی ہے" اور جُونہی اُسے نسلِ انسانی پر اختیار مل گیا تو اُس نے نہ صرف اُنھیں ایک دُوسرے سے نفرت اور قتل کرنے پر ہی آمادہ کیا بلکہ اور بھی زیادہ بے باکانہ طور پر خُدا کے اِختیار کے خلاف بغاوت پر اُبھارا، اُس نے چھٹے حکم کی خلاف ورزی کو اُن کے مذہب میں شامل کر دیا۔

الٰہی خُوبیوں کے متعلق غلط نظریے کی وجہ سے بُت پرست قوموں کو یہ یقین کرنے پر آمادہ کیا گیا تھا کہ اُن کے دیوتاؤں کی خُوشنودی حاصل کرنے کے لیے انسانی قُربانیوں کا چڑھانا ضروری تھا اور بُت پرستی کی مُختلف شکلوں میں سب سے زیادہ ہولناک مظالم کو رواج دیا گیا ہے۔ اِن میں سے ایک دیوتاؤں کے سامنے اپنے بچّوں کو آگ میں چلوانے کی رسم تھی۔ جب اُن میں سے کوئی اِس صبر آزما اذیّت میں سے بلا نقصان نکل آتا تھا، تو لوگ یہ یقین کر لیتے تھے کہ اُن کی قُربانیاں منظُور ہو گئیں، جو اِس طرح رہائی پاتا، اُسے خاص طور پر دیوتاؤں کا منظُورِ نظر خیال کیا جاتا تھا، اُس پر بہت سے اِحسانات کیے جاتے تھے، اور اُس کے بعد اُس کی بہت زیادہ عزّت کی جاتی تھی، اور خواہ اُس کے جُرم کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں، اُسے کبھی سزا نہیں دی جاتی تھی۔ لیکن اگر کوئی آگ میں سے گزرتے وقت جل جائے تو اُس کی قسمت کا فیصلہ ہو جاتا تھا، یہ یقین کیا جاتا تھا کہ دیوتاؤں کا غضب محض اُس شخص کی قُربانی ہی سے ٹھنڈا ہو سکتا ہے اور اِسی کے مطابق

اُس کی قُربانی چڑھائی جاتی تھی۔ بہت بڑی برگشتگی کے وقت یہ نفرت انگیز رسمیں کسی حد تک اِسرائیلیوں میں بھی پھیل جاتی تھیں۔

ساتویں حُکم کی خلاف ورزی بھی شروع ہی سے مذہب کے نام پر کی جاتی تھی۔ نہایت ہی شہوانی اور نفرت انگیز رسمیں بُت پرستانہ عبادتوں کا حِصّہ بنی ہوئی تھیں اور اُن کے دیوتاؤں کو بھی اَیسے ہی ناپاک متصوّر کیا جاتا تھا اور اُن کے پُجاری گھنونے اور نفرت انگیز شہواتی کاموں میں کُھلے بندوں حصّہ لیتے تھے۔ غیر طبعی بدکاریوں کا دَور دورہ تھا اور مذہبی عیدوں پر عالمگیر اور کُھلم کُھلا ناپاکی دیکھنے میں آتی تھی۔

کثرتِ ازدواج کا رواج اوائل ہی سے چلا آتا تھا۔ یہ اُن کے گُناہوں میں سے ایک گُناہ تھا جس کی وجہ سے اُس زمانے کے لوگ خُدا کے غضب کے باعث طُوفان سے ہلاک کیے گئے۔ تاہم طُوفان کے بعد یہ گُناہ پھر عالمگیر حیثیت اِختیار کر گیا۔ یہ شیطان کی سوچی سمجھی ہوئی تجویز تھی کہ شادی کے آئین کو بگاڑے۔ اُس کی ذمّہ داریوں میں کوتاہی پیدا کرے، اور اُس کی پاکیزگی کو کم کر دے کیونکہ اُس کے لیے اِنسان میں خُدا کی شبیہ کو مٹانے اور دُکھ و مُصیبت اور بدی کا راستہ کھولنے کا اِس سے یقینی طریقہ اور کوئی نہیں تھا۔

عظیم جنگ کے آغاز ہی سے شیطان کا یہ منشا رہا ہے کہ وہ خُدا کی سیرت کو غلط طریقہ سے پیش کرے اور اُس کی شریعت کے خِلاف بغاوت اُبھارے اور اِس کام میں اُسے بظاہر نمایاں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ بہت بڑی تعداد میں لوگ شیطان کے دھوکوں پر کان لگاتے ہیں اور اپنے آپ کو خُدا کے خلاف صف آرا کرتے ہیں۔ لیکن بدی کے باوجود خُدا کے اِرادے کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پُہنچتے رہتے ہیں اور تمام ذی ہوش مخلوق کے سامنے وہ اپنے عدل اور نیکی کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔ شیطان کی آزمائشوں کے ذریعہ ساری نسلِ انسانی خُدا کی شریعت کی گنہگار ہو گئی ہے لیکن اُس کے بیٹے کی قُربانی کے وسیلہ ایک راستہ کُھل گیا ہے جس سے وہ خُدا کے پاس واپس آسکتے ہیں۔ مسیح خُداوند کے فضل سے وہ خُدا باپ کی شریعت پر فرمانبرداری سے چلنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ یُوں ہر زمانہ میں برگشتگی اور بغاوت میں سے خُدا ایسے لوگوں کو اپنے پاس جمع کرتا ہے جو

اُس کے ساتھ وفادار ہیں یعنی اَیسے لوگ" جن کے دل میں" اُس کی شریعت ہے۔ (یسعیاہ ۵۱: ۷)۔

شیطان نے دھوکا سے فرشتوں کو ورغلایا۔ اِسی طریقہ سے اُس نے ہر زمانہ میں اپنا کام اِنسانوں میں چلایا ہے اور اِسی حکمتِ عملی سے وہ آخر تک اپنا کام کرتا رہیگا۔ اگر وہ کُھلم کُھلا خُدا اور اُس کی شریعت کے خِلاف جنگ کرنے کا دعویٰ کرے تو اِنسان خبردار ہو جائیں گے لیکن وہ اپنا بھیس بدلتا ہے اور سچ اور جُھوٹ کو ملا دیتا ہے۔ سب سے خطرناک جُھوٹ وہی ہے جو سچائی کے ساتھ گُھلا مِلا ہے۔ اِسی طریقہ سے جُھوٹ قبول کر لیا جاتا ہے جو اِنسان کو اسیر اور تباہ کر دیتا ہے۔ اِسی ہتھیار کے ذریعہ شیطان تمام دُنیا کو اپنے ساتھ کر لیتا ہے۔ لیکن ایک دِن اَیسا آئے گا جب اُس کی فتح ہمیشہ کے لیے مٹّی میں مِل جائے گی۔

بغاوت کا خاتمہ کرتے وقت خُدا، بدی کے کام کو جو اِتنی مُدّت سے درپردہ ہوتا چلا آیا ہے، پُورے طور پر ظاہر کر دے گا۔ شیطان کی حکُومت کے نتائج، خُدا کے احکام کو رد کر دینے کا انجام، سب ذی عقل مخلُوق کے سامنے کھول کر رکھ دیا جائے گا۔ خُدا کی شریعت پُورے طور پر برحق ثابت ہو گی۔ یہ ظاہر ہو جائے گا کہ خُدا کی تمام کرم فرمائی اپنے لوگوں کی ابدی بھلائی اور دیگر تمام دُنیاؤں کے، جنھیں اُس نے خلق کیا ہے، فائدہ کو مدِنظر رکھتے ہُوئے کی گئی ہے۔ شیطان خود، تمام کائنات کے دیکھتے ہُوئے، خُدا کی حکُومت کے عدل اور اُس کی شریعت کی صداقت کا اِقرار کرے گا۔

وہ وقت زیادہ دُور نہیں جب خُدا اپنے اِختیار کو، جس کی بےحُرمتی کی گئی ہے، راست ثابت کرنے کے لیے اُٹھے گا۔ "کیونکہ دیکھو خُداوند اپنے مقام سے چلا آتا ہے تاکہ زمین کے باشندوں کو اُن کی بدکاری کی سزا دے۔" (یسعیاہ ۲۶: ۲۱)۔ "پر اُس کے آنے کے دن کی کس میں تاب ہے؟ اور جب اُس کا ظہُور ہو گا تو کون کھڑا رہ سکے گا؟" (ملاکی ۳: ۲)۔ بنی اِسرائیل کو اُن کے گُناہوں کی وجہ سے پہاڑ کے پاس آنے کے لیے منع کیا گیا تھا، جب خُدا اپنی شریعت کا اعلان کرنے کے لیے اُترنے والا تھا۔ مُبادا وہ اُس کی حُضوری کے

جلال سے بھسم ہو جائیں۔ اگر خُدا کی شریعت کے اعلانیہ طور پر دیئے جانے کے موقع پر اُس مقررہ مقام میں اُس کی قُدرت کے ایسے بڑے مظاہرے کیے گئے تو جب وہ اِن مُقدّس احکام کی خِلاف ورزی کی سزا دینے کے لیے آئے گا تو اُس کا روزِ عدالت کس قدر ہولناک ہوگا۔ وہ جنھوں نے اُس کے اِختیار کو پاؤں تلے روندا ہے، آخری اَجر و جزا کے روزِ عظیم پر اُس کے جلال کی، کیسے تاب لا سکیں گے؟ کوہِ سیِنا کے ہولناک نظّارے لوگوں کے سامنے عدالت کے مناظر کو ظاہر کرنے کو تھے۔ نرسنگے کی آواز نے بنی اسرائیل کو خُدا کے ساتھ مُلاقات کے لیے بُلایا۔ مقرّب فرشتے کی آواز اور خُدا کا نرسنگا ساری دُنیا میں سے زندوں اور مُردوں کو اُن کے مُنصِف کے حضُور حاضر کرے گا۔ باپ اور بیٹا بے شمار فرشتوں کی جلو میں پہاڑ پر موجُود تھے۔ عدالت کے روزِ عظیم پر مسیح خُداوند" اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔" (متی ۱۶ : ۲۷)۔ تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا اور اُس کے حضُور تمام قومیں جمع کی جائینگی۔

جب خُدا کی حضوری کوہِ سیِنا پر آشکارا ہوئی تو خُداوند کا جلال تمام بنی اسرائیل کے سامنے بھسم کرنے والی آگ کا سا تھا۔ لیکن جب مسیح خُداوند اپنے پاک فرشتوں کے ساتھ اپنے جلال میں آئے گا تو تمام دُنیا اُس کے ہولناک جلال سے شعلہ زن ہو جائیگی۔ "ہمارا خُدا آئے گا اور خاموش نہیں رہے گا۔ آگ اُس کے آگے آگے بھسم کرتی جائیگی اور اُس کی چاروں طرف بڑی آندھی چلے گی۔ اپنی اُمّت کی عدالت کرنے کے لیے وہ آسمان اور زمین کو طلب کرے گا۔" (زبُور ۵۰ : ۳-۴)۔ اُس کے حضُور سے ایک آتشی دریا جاری ہوگا جو عناصر کو شدّت کی گرمی سے پگھلا دے گا اور زمین اور اُس پر کے کام جل جائیں گے۔ "خُداوند یسُوع اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہوگا اور جو خُدا کو نہیں پہچانتے اور . . . . خوشخبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلہ لے گا۔" (۲-تھسلنیکیوں ۱ : ۷، ۸)۔

اِنسان کی پیدائش سے لے کر خُدا کی قُدرت کا ایسا ظہور کبھی نہیں ہُوا تھا جیسا کہ اُس وقت ہُوا جب کوہِ سیِنا سے شریعت کا اِعلان کیا گیا۔ "زمین کانپ اُٹھی۔ خُدا کے حضُور

آسمان گِر پڑے بلکہ کوہِ سینا بھی خُدا کے حضُور، اِسرائیل کے خُدا کے حضُور کانپ اُٹھا۔" (زبُور ۶۸ : ۸)۔ عناصر کی ہولناک ترین شِدّت کی کپکپی کے دَوران میں خُدا کی آواز زور کے نرسنگے کی مانند بادل میں سے سُنائی دی۔ پہاڑ بُنیاد سے لے کر چوٹی تک ہِل گیا اور اِسرائیل کی جماعت خَوف کے مارے زرد ہو کر کانپتی ہُوئی مُنہ کے بل زمین پر گِر پڑی۔ جس کی آواز سے زمین اُس وقت کانپ اُٹھی تھی، اُسی نے فرمایا ہے "ایک بار پھر مَیں فقط زمین ہی کو نہیں بلکہ آسمان کو بھی ہلا دُوں گا۔" (عبرانیوں ۱۲ : ۲۶) کلامِ مقدّس فرماتا ہے کہ "خُداوند بلندی پر سے گرجے گا اور اپنے مُقدّس مکان سے للکارے گا۔" "اور آسمان اور زمین کانپیں گے۔" (یرمیاہ ۲۵ : ۳۰ ؛ یوایل ۳ : ۱۶)۔ اُس روزِ عظیم پر آسمان اِس طرح سرک جائے گا "جس طرح مکتُوب پیٹنے سے سرک جاتا ہے۔" (مکاشفہ ۶ : ۱۴)۔ اور ہر ایک پہاڑ اور ٹاپو اپنی جگہ سے ٹل جائے گا۔ "زمین متوالے کی مانند ڈگمگائے گی اور جھونپڑی کی طرح آگے پیچھے سرکائی جائے گی کیونکہ اُس کے گناہ کا بوجھ اُس پر بھاری ہُؤا۔ وہ گرے گی اور پھر نہ اُٹھے گی۔" (یسعیاہ ۲۴ : ۱۹، ۲۰)۔

اِس لیے سب ہاتھ ڈھیلے ہوں گے" "اور سب کے چہرے زرد" ہوں گے اور ہر ایک کا دِل پگھل جائے گا اور وہ ہراساں ہوں گے۔ جان کنی اور غمگینی اُن کو آ لے گی۔" خُداوند فرماتا ہے" اور مَیں جہان کو اُس کی بُرائی کے سبب سے اور شریروں کو اُن کی بدکرداری کی سزا دُوں گا۔" "اور مَیں مغرُوروں کا غرور نیست اور ہیبت ناک لوگوں کا گھمنڈ پَست کر دوں گا۔" (یسعیاہ ۱۳ : ۷، ۸، ۱۱، ۱۲؛ یرمیاہ ۳۰ : ۶)۔

جب مُوسیٰ پہاڑ سے خُدا کی حضُوری میں سے نیچے اُترا، جہاں اُسے شہادت کی لَوحیں ملی تھیں، تو مُجرم بنی اسرائیل اُس روشنی کی تاب نہ لا سکے جس نے اُس کے چہرے کو جلالی بنا رکھا تھا۔ گنہگاروں میں خُدا کے بیٹے پر نظر کرنے کی کِس قدر کم برداشت ہو گی، جب وہ اپنے باپ کے جلال میں تمام فرشتوں کی جلو میں ظاہر ہو گا، تاکہ اپنی شریعت کے عدول کرنے والوں اور اپنے کفارہ کو رد کرنے والوں کی عدالت کرے۔ جنھوں نے خُدا کی شریعت کو عدُول کیا اور مسیح خُداوند کے خُون کو پائمال کیا یعنی "زمین کے بادشاہ اور امیر اور فوجی

سرداراور مالدار اور زورآور.... پہاڑوں کے غاروں اور چٹانوں میں" جا چھپیں گے" اور پہاڑوں اور چٹانوں سے" کہیں گے کہ" ہم پر گر پڑو اور ہمیں اُس کی نظر سے جو تخت پر بیٹھا ہوا ہے چھپا لو۔ کیونکہ اُن کے غضب کا روزِ عظیم آ پہنچا۔ اب کَون ٹھہر سکتا ہے؟" (مکاشفہ ۶: ۱۵-۱۷) " اُس روز لوگ اپنی سونے چاندی کی مُورتوں کو جو اُنھوں نے پُوجنے کے لیے بنائیں چھچھوندروں اور چمگادڑوں کے آگے پھینک دیں گے۔ تاکہ جب خُداوند زمین کو شدّت سے ہلانے کے لیے اُٹھے تو اُس کے خَوف سے اور اُس کے جلال کی شوکت سے چٹانوں کے غاروں اور ناہموار پتھّروں کے شگافوں میں گھُس جائیں" (یسعیاہ ۲: ۲۰-۲۱)۔

تب یہ معلوم ہو جائے گا کہ خُدا کے خلاف شیطان کی بغاوت کا نتیجہ اُس کے لیے اور اُن سب کے لیے جنھوں نے اُس کی رعایا بننا منظُور کیا، بربادی نکلا۔ اُس نے یہ ظاہر کیا ہے کہ گُناہ سے بہت اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں لیکن یہ ثابت ہو جائے گا کہ" گُناہ کی مزدوری موت ہے۔" (رُومیوں ۶: ۲۳)۔" کیونکہ دیکھو وہ دن آتا ہے جو بھٹّی کی مانند سوزاں ہوگا۔ تب سب مغرُور اور بدکردار بھُوسے کی مانند ہوں گے اور وہ دن اُن کو اَیسا جلائے گا کہ شاخ و بُن کچھ نہ چھوڑے گا۔ ربُّ الافواج فرماتا ہے۔" (ملاکی ۴: ۱) شیطان، جو ہر گُناہ کی جڑ ہے اور سب بدکردار جو اُس کی شاخیں ہیں، بالکل کاٹ ڈالی جائیں گی۔ گُناہ کا خاتمہ کر دیا جائے گا اور اُس کے ساتھ ہی تمام دُکھ تکلیف اور تباہی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا جو گناہ کا نتیجہ ہیں۔ زبُور نویس فرماتا ہے۔" تُو نے شریروں کو ہلاک کیا ہے۔ تُو نے اُن کا نام ابدُ الآباد کے لیے مِٹا ڈالا ہے۔ دُشمن تمام ہوئے۔ وہ ہمیشہ کے لیے برباد ہو گئے۔" (زبُور ۹: ۵، ۶)۔

لیکن خُدا کی اِس عدالت کے شدید طُوفان کے درمیان خُدا کے لوگوں کو کسی قِسم کا خَوف و خطر نہ ہوگا۔" لیکن خُداوند اپنے لوگوں کی پناہ گاہ اور بنی اسرائیل کا قلعہ ہے۔" (یو ایل ۳: ۱۶)۔ وہ دن جو خُدا کی شریعت کے عدُول کرنے والوں پر خوف اور بربادی لائے گا، فرمانبرداروں کے لیے اَیسی خوشی کا باعث ہوگا" جو بیان سے

باہر اور جلال سے بھری ہے۔" (۱- پطرس ۱: ۸) خُداوند فرماتا ہے کہ "میرے مقدّسوں کو میرے حضور جمع کرو جنھوں نے قُربانی کے ذریعہ سے میرے ساتھ عہد باندھا ہے اور آسمان اُس کی صداقت بیان کریں گے کیونکہ خُدا آپ ہی اِنصاف کرنے والا ہے۔" (زبُور ۵۰: ۵، ۶)۔

"تب تم رجُوع لاؤ گے اور صادق اور شریر میں اور خُدا کی عبادت کرنے والے اور نہ کرنے والے میں امتیاز کرو گے۔" (ملاکی ۳: ۱۸)۔ "اَے صداقت شناسو! میری سُنو۔ لوگو! جن کے دِل میں میری شریعت ہے۔" "دیکھ مَیں ڈگمگانے کا پیالہ اور اپنے قہر کا جام تیرے ہاتھ سے لے لُوں گا تو اُسے پھر کبھی نہ پیئے گی۔" "تم کو تسلّی دینے والا مَیں ہی ہُوں۔" (یسعیاہ ۵۱: ۷، ۲۲، ۱۲)۔ "خُداوند تجھ پر رحم کرنے والا یُوں فرماتا ہے کہ پہاڑ تو جاتے رہیں اور ٹیلے ٹل جائیں لیکن میری شفقت کبھی تجھ پر سے جاتی نہ رہے گی اور میرا صُلح کا عہد نہ ٹلے گا۔" (یسعیاہ ۵۴: ۱۰)۔

نجات کا عظیم منصُوبہ دُنیا کو پُورے طور پر خُدا کی خوشنُودی میں لانے کے لیے کارگر ہو گا۔ جو کچھ گُناہ کے سبب سے کھو گیا تھا بحال کیا گیا ہے۔ نہ صرف اِنسان بلکہ زمین بھی مُخلصی یافتہ ہو گئی ہے تاکہ فرمانبرداروں کی ابدی سکُونت گاہ ہو۔ چھ ہزار سالوں سے شیطان نے زمین کو اپنے قبضہ میں رکھنے کے لیے کشمکش جاری رکھی ہے۔ اب اُس کی تخلیق میں خُدا کا ابتدائی مقصد پُورا ہو گیا ہے۔ "لیکن حق تعالیٰ کے مقدّس لوگ سلطنت لے لینگے اور ابد تک ہاں ابدُالآباد تک اُس سلطنت کے مالک رہیں گے۔" (دانی ایل ۷: ۱۸) ۔

"آفتاب کے طلُوع سے غرُوب تک خُداوند کے نام کی حمد ہو۔" (زبُور ۱۱۳: ۳)۔ "اُس روز ایک ہی خُداوند ہو گا اور اُس کا نام واحد ہو گا۔" "اور خُداوند ساری دُنیا کا بادشاہ ہو گا۔" (زکریاہ ۱۴: ۹) کلامِ مقدس فرماتا ہے۔ "اَے خداوند تیرا کلام آسمان پر ابد تک قائم ہے۔" (زبُور ۱۱۹: ۸۹) اُس کے تمام قوانین راست ہیں وہ ابدُالآباد تک قائم رہیں گے۔" (زبور ۱۱۱: ۷، ۸)۔ اُن مُقدّس احکام کی، جن سے شیطان نے نفرت کی ہے اور جنھیں اُس نے برباد کرنے کی کوشش کی ہے، تمام بے گُناہ کائنات میں تعظیم کی جائے گی۔ "کیونکہ جس طرح زمین اپنے نباتات کو پیدا کرتی ہے اور جس طرح باغ اُن چیزوں کو جو اُس میں بوئی گئی ہیں اُگاتا ہے اُسی طرح خُداوند صداقت اور ستائش کو تمام قوموں کے سامنے ظہور میں لائے گا۔" (یسعیاہ ۶۱: ۱۱)۔



تیسواں ۳۰ باب

مَقدِس اور اُس کی عبادتیں

جب مُوسیٰؔ پہاڑ پر خُدا کے پاس تھا تو اُسے یہ حکم مِلا:" اور وہ میرے لیے ایک مَقدِس بنائیں تاکہ مَیں اُن کے درمیان سکُونت کروں۔" (خروج ۲۵: ۸)۔ اور مَقدِس کی تعمیر کے لیے پُوری ہدایات دی گئیں۔ اپنی گُمراہی کی وجہ سے بنی اسرائیل نے خُدا کی حضوری کی برکت کو کھو دیا اور کچھ عرصہ کے لیے اُن کے درمیان خُدا کے لیے مَقدِس کی تعمیر کا کام ناممکن ہو گیا۔ لیکن جب اُنھیں از سرِ نو خُدا کی خوشنودی حاصل ہو گئی تو مُوسیٰ نے خُدا کے حکم کی تعمیل شروع کر دی۔

اِس مُقدّس مسکن کے بنانے کے لیے خُدا نے چیدہ چیدہ اشخاص کو خاص طور پر حِکمت اور دانش عطا کی۔ خُدا نے خود مُوسیٰ کو اِس عمارت کا نمونہ دیا اور اُس کے ناپ، شکل، سامان، جس سے وہ بنایا جانے کو تھا، اور اُس کے ساز و سامان کی ہر شے کے متعلق خاص ہدایات دی گئیں۔ ہاتھ کے بنائے ہُوئے یہ پاک مکان" حقیقی پاک مکان کا نمونہ" تھے جو" آسمانی چیزوں کی نقلیں" تھے یعنی آسمانی مَقدِس کی مُختصر شبیہ تھے، جس میں ہمارا سردار کاہن مسیح خُداوند اپنی زندگی کو قُربان کرنے کے بعد گنہگاروں کی خاطر شفاعت کرنے کو تھا۔ خُدا نے پہاڑ پر مُوسیٰ کے سامنے آسمانی مَقدِس کا منظر پیش کیا اور اُسے حکم دیا کہ ساری چیزیں اُسی نمونہ کے مطابق بنائے جو اُسے دکھایا گیا تھا۔ مُوسیٰ نے اِن سب ہدایات کو بڑی خبرداری سے قلمبند کر لیا اور قوم کے سرداروں تک اُن کو پہنچا دیا۔

مَقدِس کی عمارت کے لیے بڑی اور گراں بہا تیاریاں درکار تھیں، نہایت قیمتی اور بیش بہا چیزیں کثرت سے مطلُوب تھیں، تاہم خُداوند نے فقط رضامندی کے نذرانے قبول کیے۔ خُداوند کا حکم جو مُوسیٰ نے جماعت کے رُوبرو دُہرایا یہ تھا:" تم اُن ہی سے میری نذر لینا جو اپنے دِل کی خُوشی سے دیں۔" (خرُوج ۲۵: ۲)۔ حق تعالیٰ کے مسکن تیار کرنے کے

لیے جو مُقدّم شے درکار تھی وہ خُدا کی عقیدت اور قُربانی کی رُوح تھی۔

سب لوگوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا " اور جس جس کا جی چاہا اور جس جس کے دِل میں رغبت ہوئی وہ خیمۂ اجتماع کے کام اور وہاں کی عبادت اور مُقدّس لباس کے لیے خُداوند کا ہدیہ لایا۔ اور کیا مرد، کیا عورت جتنوں کا دِل چاہا وہ سب جُگنو، بالیاں، انگشتریاں اور بازُو بند جو سب سونے کے زیور تھے لانے لگے۔ اِس طریقہ سے لوگوں نے خُداوند کو سونے کا ہدیہ دیا" (خرُوج ۳۵ : ۲۱، ۲۲)۔

" اور جس جس کے پاس آسمانی رنگ اور ارغوانی رنگ اور سُرخ رنگ کے کپڑے اور مہین کتان اور بکریوں کی پشم اور مینڈھوں کی سُرخ رنگی ہوئی کھالیں اور تخس کی کھالیں تھیں وہ اُن کو لے آئے۔ جس نے چاندی یا پیتل کا ہدیہ دینا چاہا۔ وہ ویسا ہی ہدیہ خُداوند کے لیے لایا اور جس کسی کے پاس کیکر کی لکڑی تھی وہ اُسی کو لے آیا۔

" اور جتنی عورتیں ہوشیار تھیں اُنھوں نے اپنے ہاتھوں سے کات کر آسمانی، ارغوانی اور سُرخ رنگ کے اور مہین کتان کے تار لا کر دیئے۔ اور جتنی عورتوں کے دِل حکمت کی طرف مائل تھے اُنھوں نے بکریوں کی پشم کاتی۔

" اور جو سردار تھے وہ افُود اور سینہ بند کے لیے سلیمانی پتھر اور روشنی اور مسح کرنے کے تیل اور خوشبودار بخُور کے لیے مصالح اور تیل لائے" (خروج ۳۵ : ۲۳-۲۸)

جب کہ مَقدِس کی تعمیر کا کام جاری تھا تو لوگ چھوٹے اور بڑے، مرد، عورتیں اور بچّے اپنے نذرانے لاتے رہے حتیٰ کہ کام کرنے والوں نے یہ معلوم کیا کہ اُن کے پاس نہ صرف کافی تھا بلکہ ضرورت سے بہت زیادہ جمع ہو گیا تھا۔ اور مُوسیٰ نے تمام خیمہ گاہ میں یہ اِعلان کروایا کہ " کوئی مَرد یا عورت اب سے مَقدِس کے لیے ہدیہ دینے کی غرض سے کچھ اور کام نہ بنائے۔ یُوں وہ لوگ اور لانے سے روک دیئے گئے" (خرُوج ۳۶ : ۶)۔ بنی اسرائیل کا بُڑبُڑانا اور اُن کے گُناہوں کی وجہ سے خُدا کی طرف سے بھیجی ہوئی سزائیں آیندہ پُشتوں کے لیے بطور آگاہی کے درج کی گئی ہیں۔ اور اُن کی خلُوصِ قلبی، اُن کا جوش اور اُن کی فیاّضی قابلِ تقلید نمونہ ہیں۔ وہ سب جو خُدا کی عبادت کرنا پسند کرتے ہیں اور اُس کی

پاک حضوری کی برکت کی قدر کرتے ہیں۔ ایسا گھر تیار کرتے ہیں جہاں خُدا اُن کے ساتھ ملاقات کرے، قُربانی کی ویسی ہی رُوح ظاہر کریں گے۔ وہ خُدا کے حضور سب سے اعلیٰ چیزوں کا، جو اُن کے پاس موجُود ہیں، نذرانہ لانے کی خواہش ظاہر کریں گے۔ جب خُدا کی عبادت کے لیے کوئی گھر تیار کیا جاتا ہے تو اُس کی تکمیل پر سب حساب بیباق ہونا چاہیئے کیونکہ بصورتِ عدم خُدا کی بے حُرمتی ہوتی ہے۔ کافی رقم جس سے کام مکمّل ہو سکے، فیاضانہ طور پر پیش کرنی چاہیئے تاکہ کام کرنے والے کہہ سکیں، جیسے کہ مَقدِس کے کاریگروں نے کہا تھا، " اب کوئی نذرانہ نہ لائے۔"

مَقدِس اِس طریقہ سے بنایا گیا تھا کہ اُس کے حِصّے الگ الگ ہو سکتے تھے اور بنی اسرائیل اپنے سب سفروں میں اُسے اُٹھالے جا سکتے تھے۔ اِس لیے وہ چھوٹا تھا جو لمبائی میں ۵۵ فٹ اور چوڑائی اور اُونچائی میں ۱۸ فٹ سے زیادہ نہ تھا۔ تاہم یہ نہایت عظیم الشّان مسکن تھا۔ جو لکڑی اُس کی ساخت اور اُس کے سامان میں استعمال ہوتی وہ کیکر کے درخت کی تھی، جو دُوسری لکڑیوں کی نسبت کم گلنے سڑنے والی تھی، جو سینا کے گرد و نواح میں دستیاب ہو سکتی تھی۔ اُس کی دیواریں سیدھے تختوں پر مشتمل تھیں، جو چاندی کی چولوں میں بٹھائی جاتی تھیں اور ستُونوں اور پیوستہ کرنے والی سلاخوں کے ذریعہ کھڑی رہتی تھیں اور اُن پر سونا منڈھا ہُوا تھا، جس سے ساری عمارت خالص سونے کی دِکھائی دیتی تھی۔ اُس کی چھت چار قسم کے پردوں سے بنی تھی۔ سب سے اندر کے پردے " باریک کتان اور آسمانی، قرمزی اور سُرخ رنگ کے کپڑوں کے تھے۔" جن پر ماہر اُستاد کے ہاتھ کے کڑھے ہوئے کروبی تھے۔" باقی تین پردے بکریوں کی پشم، مینڈھوں کی سُرخ رنگی ہوئی کھالوں اور تخس کی کھالوں سے ایسی ترتیب سے بنائے گئے تھے جس سے مکمّل حفاظت ہو سکے۔

یہ مسکن ایک قیمتی اور خوبصورت پردے کے ذریعہ دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا تھا، جو سونے سے منڈھے ہُوئے ستُونوں کے اُوپر سے لٹکایا گیا تھا۔ اِسی قسم کا ایک اور پردہ پہلے کمرہ کے سامنے لٹکایا گیا تھا۔ یہ پردے چھت کے اندرونی پردوں کی طرح نہایت خوبصورت رنگوں یعنی نیلے، ارغوانی اور قرمزی رنگوں پر مشتمل تھے جو نہایت خُوبصورتی سے ترتیب

دیئے گئے تھے اور جن میں سونے اور چاندی کی تاروں سے کروبی کڑھے ہوئے تھے، جو آسمانی لشکر کی نمائندگی کرتے تھے جن کا تعلق آسمانی مَقدِس کے ساتھ ہے اور جو اس زمین پر خُدا کے لوگوں کے لیے خدمت گزار رُوحیں ہیں۔

یہ پاک مَسکن کھُلی جگہ سے محصُور تھا جسے صحن کہا جاتا تھا جس کے چاروں طرف باریک کتانی پردے پیتل کے ستُونوں پر لٹکائے گئے تھے۔ اِس احاطہ کا دروازہ مشرق کی جانب تھا۔ یہ دروازہ پردوں کے ذریعہ بند کیا گیا تھا جن پر قیمتی ساز و سامان اور خُوبصورت کاریگری کا کام کیا گیا تھا، گو یہ مقدِس کے پردوں سے گھٹیا تھے۔ صحن کے پردوں کی اُونچائی مَقدِس کی دیواروں کی اُونچائی سے نصف تھی، اِس لیے باہر کے لوگ اس مسکن کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ صحن کے اندر دروازے کے قریب ہی سوختنی قُربانی کے لیے پیتل کا مذبح تھا۔ اِس مذبح پر خُداوند کے لیے سب قُربانیاں آگ سے جلائی جاتی تھیں اور اِس مذبح کے سینگوں پر کفارہ کا خُون چھڑکا جاتا تھا۔ مذبح اور مَقدِس کے دروازے کے درمیان حوض تھا، یہ بھی پیتل کا تھا اور پیتل کے آئینوں کے رضا کارانہ نذرانوں سے بنا تھا جو اسرائیلی عورتوں نے دیئے تھے۔ اِس حوض میں کاہن اپنے ہاتھ اور پاؤں دھویا کرتے تھے جب کبھی وہ پاک کمروں میں جاتے یا خُداوند کے لیے سوختنی قُربانی چڑھانے کے لیے مذبح کے پاس جایا کرتے تھے۔

پہلے کمرہ یا پاک مکان میں نذر کی روٹیوں کی میز، شمعدان اور بخُور جلانے کی قُربان گاہ تھی۔ نذر کی روٹیوں کی میز شمال کی طرف تھی۔ اُس پر زرّین تاج بنے ہُوئے تھے اور اُس پر خالص سونا منڈھا ہُوا تھا۔ اُس پر زرّین تاج بنے ہُوئے تھے اور اُس پر خالص سونا منڈھا ہُوا تھا۔ اِس میز پر کاہن ہر سبت کو بارہ روٹیاں دو گٹھوں میں ترتیب سے چن دیتے تھے۔ جو روٹیاں ہٹائی جاتی تھیں، چونکہ وہ مُقدّس سمجھی جاتی تھیں اِس لیے اُنھیں کاہن کھایا کرتے تھے۔ جنُوب کی طرف سات شاخوں والا شمعدان تھا جس میں سات چراغ تھے۔ اُس کی شاخوں پر نہایت خُوبصورتی کے ساتھ پھُول کندہ کیے گئے تھے جو سوسن کے پھُول سے مُشابہت رکھتے تھے اور یہ سارا شمعدان خالص سونے کے ایک ہی ٹکڑے

سے بنا ہُوا تھا۔ چونکہ مسکن میں کوئی کھڑکیاں نہ تھیں، اِس لیے سب چراغوں کو ایک دفعہ ہرگز نہ بُجھایا جاتا تھا بلکہ وہ رات دن برابر اپنی روشنی دیتے تھے۔ عین اُس پردہ کے سامنے جہاں خُدا کی حضوری تھی اور جو پاک مکان اور پاک ترین مکان کو جُدا کرتا تھا، سونے کی بخور جلانے کی قربان گاہ تھی۔ اِس قربان گاہ پر کاہن ہر صبح و شام بخور جلاتا تھا اور خطا کی قربانی کا خُون اُس کے سینگوں پر اُنگلی سے لگایا جاتا تھا اور کفارہ کے روزِ عظیم پر اُس کے اُوپر خُون چھڑکا جاتا تھا۔ اِس قُربان گاہ پر کی آگ کو خود خُداوند نے جلایا تھا اور اُس کو پاک سمجھ کر کبھی بُجھنے نہ دیا جاتا تھا۔ رات دن پاک بخور اپنی خوشبو سارے مقدّس مسکن کے اندر اور باہر دُور دُور تک پھیلایا جاتا تھا۔

اندرونی پردے کے آگے پاک ترین مکان تھا جو کفارہ اور شفاعت کی علامتی عبادتوں کا مرکز تھا اور جو آسمان اور زمین کے درمیان تعلق قائم کرتا تھا۔ اس کمرہ میں عہد کا صندُوق تھا، جو کیکر کی لکڑی سے بنا ہُوا تھا اور جو اندر اور باہر سونے سے منڈھا ہُوا تھا اور اُس کے اُوپر گِرداگِرد ایک زرّین تاج بنا تھا۔ یہ صندوق پتّھر کی لوحوں کو رکھنے کے لیے بنایا گیا تھا جن پر خُدا نے خود دس احکام لکھے تھے۔ اِس لیے یہ خُدا کی شہادت کا صندوق یا عہد کا صندوق کہلاتا تھا کیونکہ خُدا اور اسرائیل کے درمیان جو عہد باندھا گیا تھا اُس کی بُنیاد دسؔ احکام ہی تھے۔

اِس مُقدّس صندُوق کا سرپوش کفارہ گاہ کہلاتا تھا۔ یہ خالص سونے کے ایک ہی ٹکڑے کا بنا تھا اور اُس کے اُوپر سونے کے کرُوبی بنے ہُوئے تھے یعنی ایک اس سرے پر اور دُوسرا دُوسرے سرے پر۔ ہر کروبی کا ایک پَر اُوپر کی طرف پھیلا ہُوا تھا اور دُوسرا بازو اُس کے سارے بدن کو ڈھانپے ہُوئے تھا جو تعظیم اور فروتنی کا نشان تھا۔ (حزقی ایل ۱: ۱۱)۔ ان کروبیوں کے چہرے ایک دُوسرے کی طرف تھے اور اُن کی نگاہ تعظیم کے ساتھ نیچے کی طرف عہد کے صندوق پر پڑ رہی تھی۔ اُن کی یہ حالت اُس تعظیم کا نشان ہے جس سے آسمانی لشکر خُدا کی شریعت کو دیکھتے ہیں اور وہ حالت اُس دلچسپی کو بھی ظاہر کرتی ہے جو وہ نجات کی تجویز میں رکھتے ہیں۔

کفارہ گاہ کے اُوپر "شکینہ" یعنی خُدا کی حُضوری کے جلال کا مظاہرہ تھا۔ اِس الہام گاہ سے، جو کروبیوں کے درمیان تھی، خُدا اپنی مرضی کو ظاہر کیا کرتا تھا۔ بعض اَوقات بادل میں سے آواز کے ذریعہ سردار کاہن کو خُدا کے پیغامات دیئے جاتے تھے۔ بعض دفعہ دہنی طرف کے فرشتے پر نُور چمکنے لگتا جو خُدا کی منظوری یا مقبولیّت کا نشان تھا یا بعض اَوقات بائیں ہاتھ کے کروبی پر سایہ یا بادل آٹھہرتا جس سے نارضامندی یا تردید کا اظہار ہوتا تھا۔

خُدا کی شریعت جو صندُوق کے اندر لوحِ محفُوظ کے طور پر رکھی گئی تھی، راستبازی اور عدالت کا اعلیٰ معیار تھی۔ یہ شریعت گنہگار پر مَوت کا فتوےٰ صادر کرتی تھی، لیکن شریعت کے اُوپر کفارہ گاہ تھی جس پر خُدا کی حضوری ظاہر ہوتی اور جہاں سے کفارہ کی تاثیر سے تائب گنہگار کو معافی ملتی تھی۔ یُوں ہمارے کفارہ کے کام میں، جو مسیح خُداوند نے ہمارے لیے کیا، جس کی علامت مَقدِس کی عبادت تھی "شفقت اور راستی باہم مل گئی ہیں۔ صداقت اور سلامتی نے ایک دُوسرے کا بوسہ لیا ہے۔" (زبور ۸۵ : ۱۰)

زبان اُس نظارہ کے جلال کو بیان کرنے سے قاصر ہے جو مَقدِس کے اندر موجُود تھا یعنی سونے سے منڈھی ہوئی دیواریں سونے کے شمعدان کی روشنی کو مُنعکس کر رہی تھیں، رنگ برنگ کے قیمتی پردوں کے درخشاں رنگ جن پر چمکنے والے کروبی کڑھے ہوئے تھے، نیز بخُور کی قُربان گاہ، جن کا سونا چمک رہا تھا، دُوسرے پردہ کے آگے مقدّس صندُوق جس پر پُراسرار کروبی تھے، اور اُس کے اُوپر مقدّس "شکینہ"، جو یہوواہ کی حُضوری کا ظاہری نشان تھا، یہ سب خُدا کے آسمانی مَقدِس کے جلال کی جو انسان کے کفارہ کے کام کا بڑا مرکز ہے، ہلکی سی جھلک تھی۔

اِس مَقدِس کی تعمیر میں تقریباً چھ ماہ کا عرصہ لگا۔ جب وہ مکمّل ہوگیا تو مُوسیٰ نے معماروں کے سارے کام کا معائنہ کیا اور جو نمونہ اُسے پہاڑ پر دکھایا گیا تھا، اور جو ہدایات اُسے خُدا کی طرف سے دی گئی تھیں، اُن کے ساتھ اُس کا مقابلہ کیا۔ "جیسا خُداوند نے حکم دیا تھا اُنھوں نے سب کچھ ویسا ہی کیا اور مُوسیٰ نے اُن کو برکت دی۔" (خرُوج ۳۹ : ۴۳)۔ نہایت اِشتیاق اور دِلچسپی کے ساتھ اسرائیل جوق در جوق اِس مُقدّس عمارت کو دیکھنے کے

لیے جمع ہو گئے۔ جب وہ اِس نظارے کو تعظیم اور دِلی اطمینان کے ساتھ غور سے دیکھ رہے تھے تو بادل کا ستُون مَقدِس کے اُوپر منڈلا رہا تھا، آخر کار وہ اُس پر اُتر آیا اور اُس پر چھا گیا۔ "تب خیمۂ اجتماع پر اَبر چھا گیا اور مسکن خُداوند کے جلال سے معمُور ہو گیا۔" (خروج ۴۰ : ۳۴)۔ خُدا کا جلال آشکارا ہوا اور کچھ عرصہ کے لیے مُوسیٰ بھی داخل نہ ہو سکا۔ نہایت گہرے احساسات کے ساتھ لوگوں نے اُس نِشان پر نظر ڈالی کہ اُن کے ہاتھوں کا کام مقبُول ہو گیا ہے۔ خوشی کے پرزور مظاہرے نہ کیے گئے۔ سب پر سنجیدہ خَوف طاری تھا لیکن اُن کے دِلوں کی شادمانی خوشی کے بے تحاشا آنسوؤں سے ظاہر ہوئی اور اُنھوں سے جوش سے بھرے ہُوئے شکر گزاری ہلکے الفاظ میں کہا کہ خُدا نے اپنی شفقت سے ہمارے ساتھ رہنا پسند کیا۔

خُدا کی ہدایت سے لاوی کا فرقہ مَقدِس کی عبادت و خدمت کے لیے مخصُوص کیا گیا۔ اوائل زمانہ میں ہر مرد اپنے خاندان کا کاہن ہُوا کرتا تھا۔ ابرہام کے دِنوں میں کہانت سب سے بڑے بیٹے کا حق سمجھا جاتا تھا۔ اب سب اسرائیل کے پہلوٹھوں کی بجائے خُداوند نے مَقدِس کے کام کے لیے لاوی کے قبیلہ کو قبُول کر لیا۔ اِس نمایاں عزت سے خُدا نے اُن کی وفاداری کو قبُول فرمایا جو اُنھوں نے اُس کی خدمت میں ثابت قدم رہنے اور اُس کی سزا کے حکم کی تعمیل کرنے سے ثابت کی۔ جب اسرائیل سُنہری بچھڑے کی پُوجا کرنے سے گمراہ ہو چکے تھے۔ تاہم کہانت ہارون کے گھرانے کے لیے مخصُوص کی گئی۔ صرف ہارون اور اُس کے بیٹوں کو مَقدِس میں خُداوند کے حضور خدمت کرنے کی اِجازت تھی۔ اِس قبیلہ کے باقی لوگوں کی ذمہ داری میں مَقدِس اور اُس کا سامان سونپا گیا، اُن کا فرض یہ بھی تھا کہ جب کاہن خدمت کرتے ہوں تو اُن کی مدد کریں، لیکن قربانی چڑھانے، خُوشبو جلانے یا مُقدّس چیزوں کے دیکھنے کی اُن کو اجازت نہ تھی، جب تک وہ ڈھانپی نہ جائیں۔

کاہنوں کے منصب کے مُطابق ایک خاص لباس اُن کے لیے مقرّر کیا گیا تھا۔ خُدا نے مُوسیٰ کو یہ ہدایت کی تھی کہ "تُو اپنے بھائی ہارون کے لیے عزت اور زینت کے

واسطے مُقدّس لباس بنا دینا۔" (خرُوج ۲۸: ۲) عام کاہن کا لباس سفید کتانی تھا جو ایک ہی ٹکڑے میں بُنا ہُوا تھا۔ یہ تقریباً پاؤں تک لٹکتا تھا اور سفید کتان کے کمربند سے جس میں آسمانی، ارغوانی اور سُرخ کام کاڑھا ہُوا تھا، بندھا تھا۔ کتانی پگڑی یا عمامہ سے اِس کا بیرونی لباس مکمل ہوتا تھا۔ مُوسیٰ کو جلتی جھاڑی میں حکم ملا تھا کہ وہ اپنی جُوتی اُتار دے کیونکہ جس جگہ وہ کھڑا تھا وہ پاک تھی۔ پس کاہنوں کو جُوتیوں سمیت مَقدِس میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ اُن کے ساتھ جو گرد لگی ہوئی تھی اُس سے مَقدِس ناپاک ہو جاتا تھا۔ اُنھیں اپنی جُوتیوں کو مَقدِس میں داخل ہونے سے پہلے صحن ہی میں اُتارنا پڑتا تھا۔ اُنھیں مَقدِس میں خدمت کرنے سے پہلے یا سوختنی قُربانی کے مذبح کے پاس جانے سے پیشتر اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو بھی دھونا تھا۔ یُوں اُنھیں متواتر یہ سبق سکھایا جاتا تھا کہ جو خُدا کی حُضوری میں آتے ہیں اُنھیں سب قسم کی نجاست کو دُور کر دینا چاہیئے۔

سردار کاہن کا لباس زیادہ قیمتی سامان سے تیار ہوتا تھا، جس پر خُوبصورت نقش و نگار کا کام کیا گیا تھا، جو اُس کے اعلیٰ عہدہ کے شایاں تھا۔ عام کاہنوں کے کتانی لباس کے علاوہ وہ آسمانی رنگ کا جُبّہ بھی پہنتا تھا جو ایک ہی ٹکڑے میں بُنا ہُوا تھا۔ اُس کے دامن کے گھیر میں سونے کی گھنٹیاں اور آسمانی، ارغوانی اور قرمزی رنگ کے انار لٹکتے تھے۔ اِس کے اُوپر اُفود تھا جو سنہری، آسمانی، ارغوانی، قرمزی اور سفید رنگ کا چھوٹا لباس تھا۔ اِس کے اُوپر اُنھیں رنگوں کا کمربند بندھا تھا جو نہایت خُوبصورتی سے کاڑھا گیا تھا۔ اُفود بغیر آستین کے تھا اور اُس کے زربفت کے شانوں کے ٹکڑوں پر دو سلیمانی پتّھر جڑے تھے جن پر بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں کے نام کندہ تھے۔

اُفود کے اُوپر سینہ بند تھا جو کاہن کے لباس میں سب سے زیادہ مُقدّس تھا۔ یہ اُسی چیز سے بنا تھا جس سے اُفود بنا تھا۔ اُس کی مربّع شکل تھی۔ اُس کا ناپ ایک بالِشت تھا، اور یہ سونے کے دو حلقوں میں سے آسمانی رنگ کے فیتوں کے ذریعہ کندھوں پر لٹکتا تھا۔ اُس کے حاشیہ پر مختلف قسم کے قیمتی پتّھر لگے تھے یعنی اُسی قسم کے قیمتی پتّھر جن سے خُدا کے شہر کی بارہ بنیادیں بنی ہیں۔ حاشیے کے اندر بارہ قیمتی پتّھر سونے سے جڑے تھے جو چار چار

کی قطاروں میں تھے، جیسے کہ کندھوں کے ٹکڑوں میں تھے، جن پر اسرآئیل کے بارہ فرقوں کے نام کندہ تھے۔ خُدا کی ہدایت یہ تھی:" اور ہارُون اسرآئیل کے بیٹوں کے نام عدل کے سینہ بند پر اپنے سینہ پر پاک مقام میں داخل ہونے کے وقت خُداوند کے رُوبرُو لگائے رہے تاکہ ہمیشہ اُس کی یادگار ہُوا کرے۔" (خرُوج ۲۸ : ۲۹) اسی طرح مسیح خُداوند، بڑا سردار کاہن، گنہگار کے لیے اپنے خُون کے وسیلہ سے خُدا باپ کے حُضور شفاعت کرتا ہے اور ہر تائب ایماندار شخص کے نام کو اپنے دل پر اُٹھائے رکھتا ہے۔ زبُور نویس کہتا ہے:" مَیں مسکین اور محتاج ہوں، خُداوند میری فکر کرتا ہے۔" (زبُور ۴۰ : ۱۷)

سینہ بند کے دائیں اور بائیں طرف دو بڑے اور نہایت درخشاں قیمتی پتّھر تھے۔ یہ اوریم اور تمّیم کہلاتے تھے۔ اِن کے وسیلہ سے سردار کاہن کے ذریعہ خُدا کی مرضی ظاہر ہوتی تھی۔ جب خُداوند کے سامنے کوئی سوال فیصلہ کے لیے لایا جاتا تو دائیں جانب کے قیمتی پتّھر پر روشنی کا ایک حلقہ پڑ جاتا تھا جو خُدا کی رضامندی اور منظُوری کا نشان تھا، اور اگر بائیں جانب کے پتّھر پر بادل سا چھا جاتا تو یہ خُدا کی ناپسندیدگی یا اِنکار کا نشان تھا۔

سردار کاہن کا عمامہ سفید کتانی پگڑی پر مشتمل تھا جس پر نیلے فیتے سے بندھا ہُوا ایک سونے کا پتّھر تھا جس پر یہ کندہ تھا" خُداوند کے لیے مُقدّس"۔ کاہنوں کے لباس اور طریق سے متعلقہ ہر شے سے یہ غرض تھی کہ دیکھنے والے کے دِل پر خُدا کے تقدس اور اُس کی عبادت کی پاکیزگی کا احساس نقش ہو جائے اور اِس بات کا بھی احساس ہو کہ خُدا کی حُضوری میں آنے والوں سے کیسی پاکیزگی طلب کی جاتی ہے۔

نہ صرف مَقدِس ہی بلکہ کاہنوں کی خدمت بھی" آسمانی چیزوں کی نقل اور عکس" تھی (عبرانیوں ۸ : ۵)۔ یُوں اُس کی بڑی اہمیّت تھی اور خُداوند نے مُوسیٰ کے ذریعہ اس علامتی عبادت کے ہر حِصّہ کے متعلق نہایت ہی خاص اور واضح ہدایت دی۔ مَقدِس کی عبادت کے دو حِصّے تھے، ایک روزانہ کی عبادت تھی دُوسری سالانہ۔ روزانہ کی عبادت سوختنی قُربانی کے مذبحے پر مَقدِس کے صحن میں پاک مکان میں ادا کی جاتی تھی۔ لیکن سالانہ عبادت پاک ترین مقام میں ادا ہوتی تھی۔

سوائے سردار کاہن کے کسی اَور فانی بشر کی آنکھ مُقدس کے پاک ترین مقام میں جھانک نہیں سکتی تھی۔ فقط سال میں ایک مرتبہ کاہن اُس میں داخل ہو سکتا تھا اور وہ بھی نہایت خبرداری اور نہایت سنجیدہ تیاری کرنے کے بعد کانپتے ہُوئے وہ خُدا کے حضُور جاتا تھا اور جماعت تعظیمانہ خاموشی کے ساتھ اُس کی واپسی کا انتظار کرتی تھی اور اُن کے دِل خُدا کی برکت کے لیے دِلسوز دُعاییں خُدا کی طرف اُوپر کو اُٹھے رہتے تھے۔ کفارہ گاہ کے سامنے سردار کاہن اسرائیل کے لیے کفارہ دیتا تھا اور خُدا جلال کے بادل میں اُس سے مُلاقات کرتا تھا۔ سردار کاہن کے وقتِ مقررہ سے زیادہ عرصہ تک یہاں ٹھہرنے سے اُن کے دِل خَوف سے بھر جاتے تھے کہ شاید ہمارے گُناہوں کی وجہ سے یا خُود ــــ اپنے گُناہوں کے باعث وہ خُدا کے جلال سے بھسم نہ ہو گیا ہو۔

روزانہ کی عبادت صُبح و شام کی سوختنی قُربانی، سونے کی قُربان گاہ پر خوشبودار بخُور کی قُربانی اور شخصی گناہوں کے لیے خاص قُربانیوں پر مشتمل تھی۔ اور سبتوں، نئے چاند اور خاص عیدوں پر قُربانیاں چڑھائی جاتی تھیں۔

ہر صُبح و شام ایک یک سالہ برّہ سوختنی قُربانی کے لیے قُربان گاہ پر چڑھایا جاتا تھا اور اُس کے ساتھ اُس کی مقررہ نذر کی قُربانیاں چڑھائی جاتی تھیں، اور یُوں یہ خُدا کے لیے اُس قوم کی روزمرّہ کی مخصُوصیت اور مسیح خُداوند کے کفارہ بخش خُون پر اُن کے مُستقِل انحصار کی علامت تھی۔ خُدا نے صفائی سے حکم دیا کہ مَقدِس کی عبادت پر جو قُربانی چڑھائی جائے وہ "بے عیب" ہو۔ کاہنوں کو اُن تمام جانوروں کا بغَور معائنہ کرنا تھا جو قُربانی کے لیے لائے جاتے تھے اور جس جانور میں کوئی نقص پایا جاتا اُس کو رد کرنا تھا۔ فقط ایک بے عیب قُربانی ہی اُس کی کامل پاکیزگی کی علامت ہو سکتی تھی جو "ایک بے عیب اور بے داغ برّے" کے طَور پر اپنے آپ کو قُربان کرنے کو تھا۔ پُولس رسُول اِن قُربانیوں کی طرف بطور نمونہ اشارہ کرتا ہے کہ مسیح خُداوند کے پیرؤں کو کیا کچھ بننا ہے۔ وہ کہتا ہے "اے بھائیو! میں خُدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے اِلتماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن اَیسی قُربانی ہونے کے لیے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خُدا کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری معقُول عبادت

ہے۔" (رومیوں ۱۲: ۱) ہمیں اپنے آپ کو خُدا کی خدمت کے لیے دینا چاہیئے اور ہمیں اِس قُربانی کو جہاں تک ممکن ہو کامل قُربانی بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خُدا ہماری سب سے اعلیٰ قُربانی سے ذرا بھی کم قُربانی سے کبھی خوش نہیں ہوگا۔ جو اُسے پُورے دل سے پیار کرتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کی سب سے اعلیٰ خدمت پیش کرنے کی آرزو رکھیں گے اور وہ لگاتار اپنے وجُود کی ہر قوّت کو اُن قوانین کی مُطابقت میں لانے کی کوشش کرینگے جو اُن میں خُدا کی مرضی کو بجالانے کی قابلیّت کو ترقّی دیں گے۔

بخُور جلاتے وقت کاہن روزانہ کی عبادت کے کسی اور کام کی نسبت خُدا کی حُضوری میں زیادہ واضح طریقے سے داخل ہوتا تھا۔ چونکہ مَقدِس کا اندرونی پردہ چھت تک نہ پُہنچتا تھا اس لیے خُدا کی حُضوری کا جلال جو کفارہ گاہ کے اُوپر ظاہر ہوتا تھا اُسے کسی قدر پاک مکان سے بھی دیکھا جاسکتا تھا۔ جب کاہن خُداوند کے سامنے بخُور جلاتا تو وہ عہد کے صندوق کی طرف نگاہ کرتا تھا، اور جب بخُور کا دُھواں اُٹھتا تو خُدا کا جلال کفارہ گاہ پر آٹھہرتا اور پاکترین کمرہ کو معمُور کر دیتا تھا، اور اکثر دونوں کمروں کو یہاں تک بھر دیتا تھا کہ کاہن مجبُور ہو کر مَقدِس کے دروازہ تک لَوٹ جاتا تھا۔ جس طرح کاہن اِس علامتی عبادت میں ایمان سے کفارہ گاہ کی طرف نظر کرتا تھا جسے وہ دیکھ نہ سکتا تھا۔ اُسی طرح خُدا کے لوگوں کو اب اپنی دعاؤں کو مسیح خُداوند کی طرف، جو اُن کا بڑا سردار کاہن ہے، اور جو انسانی نگاہ سے چُھپا ہے تاہم آسمانی مَقدِس میں اُن کی شفاعت کر رہا ہے، اُٹھانا ہے۔

بخُور جو اسرائیل کی دُعاؤں کے ساتھ اُوپر کی طرف چڑھتا تھا، مسیح خُداوند کی خُوبیوں، شفاعت اور اُس کی کامل راست بازی کو ظاہر کرتا ہے، جو ایمان کے ذریعہ اُس کے لوگوں سے محسُوب کی جاتی ہے اور فقط جس کے ذریعہ گنہگار انسان کی عبادت خُدا کے حُضور مقبُول ہوسکتی ہے۔ پاک ترین کمرہ کے پردہ کے سامنے، پاک کمرہ میں، دائمی شفاعت کی قُربان گاہ تھی۔ پاک کمرہ کے سامنے صحن میں دائمی کفارہ کی قُربان گاہ تھی۔ خُون اور بخُور کے ذریعہ خُدا تک رسائی ہوتی تھی، یہ علامتیں اُس "بڑے درمیانی" یعنی خُداوند مسیح کی طرف اشارہ کرتی تھیں جس کے وسیلہ سے گنہگار خُداوند تک پُہنچ سکتے ہیں اور

فقط جس کی بدولت تائب ایماندار شخص رحم اور نجات حاصل کر سکتا ہے۔

جب کاہن صبح و شام کو بخور جلانے کے لیے پاک مکان میں داخل ہوتے تھے، تو مقدس کے باہر صحن میں روزانہ کی قربانی مذبحے پر چڑھانے کے لیے تیار ہوتی تھی۔ یہ اُن عبادت کرنے والوں کے لیے گہری دلچسپی کا باعث ہوتی تھی جو مقدس کے صحن کے باہر جمع ہوتے تھے۔ کاہن کی خدمت کے ذریعہ خُدا کی حضوری میں داخل ہونے سے پیشتر یہ پرستار اپنے دلوں کی جانچ پڑتال کرنے اور اپنے گُناہوں کا اقرار کرنے میں مشغول رہتے تھے۔ وہ اپنے چہرے پاک مکان کی طرف کر کے متحدہ طور پر خاموشی کے ساتھ دُعا کرتے تھے۔ یُوں اُن کی التجائیں بخور کے بادل کے ساتھ اُوپر کو اُٹھتی تھیں جب کہ اُن کا ایمان موعودہ مسیح خُداوند کی خوبیوں پر تھا جس کی طرف کفارہ کی قربانی اشارہ کرتی تھی۔ صبح و شام کی قربانی کا وقت پاک سمجھا جاتا تھا اور یہ اوقات ساری یہودی قوم میں عبادت کے مقررہ اوقات مانے جانے لگے۔ اور جب بعد کے زمانوں میں دُور دراز ملکوں میں یہودی بطور اسیروں کے منتشر ہو گئے تو وہ اُس وقت بھی ان مقررہ اوقات پر اپنا رُخ یروشلیم کی طرف کر کے اسرائیل کے خُدا کے سامنے اپنی مناجاتوں کو پیش کرتے تھے۔ اس دستور میں مسیحیوں کے لیے صبح اور شام کی دُعا کا نمونہ پایا جاتا ہے۔ حالانکہ خُدا رسُومات کے سلسلہ پر، جو عبادت کی رُوح سے خالی ہو، فتوٰے دیتا ہے، وہ ان پر نہایت شفقت سے نگاہ کرتا ہے جو اُسے پیار کرتے ہیں اور جو صبح اور شام اُن گُناہوں کی معافی کے لیے جو اُن سے سرزد ہُوئے معافی طلب کرنے کے لیے جُھکتے اور اُن برکات کے لیے اپنی درخواستیں پیش کرتے ہیں جن کی اُنھیں ضرورت ہے۔

نذر کی روٹیاں خُداوند کے رُوبرُو ہمیشہ دائمی قربانی کے طور پر رکھی جاتی تھیں۔ اس طرح یہ روزانہ کی قربانی کا ایک حصہ تھی۔ اُنھیں اِس لیے "نذر کی روٹیاں" یا حضوری کی روٹیاں کہا جاتا تھا کہ وہ ہمیشہ خُداوند کے رُوبرُو رکھی جاتی تھیں۔ یہ اِس بات کا اقرار تھا کہ اِنسان کی دُنیوی اور رُوحانی خوراک کا اِنحصار خُدا پر ہے اور یہ کہ وہ فقط خُداوند مسیح کی شفاعت ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔ خُدا نے اِسرائیل کو بیابان میں آسمانی روٹی کھلائی

تھی اور اب بھی جسمانی خوراک اور رُوحانی برکتوں کے لیے وہ اُسی کی فیّاضی پر تکیہ کرتے تھے۔ مَن اور نذر کی روٹیاں دونوں مسیح خُداوند کی طرف اِشارہ کرتی تھیں جو زندہ روٹی ہے اور جو ہمیشہ ہماری شفاعت کے لیے خُدا کے حضُور موجُود ہے۔ اُس نے خود کہا "میں ہوں وہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اُتری" (یُوحنّا ۶: ۵۱) لُوبان روٹیوں پر رکھا جاتا تھا۔ جب ہر سبت کو اِن روٹیوں کو اُٹھایا جاتا تھا تاکہ نئی روٹیاں رکھی جائیں، تو لُوبان کو قُربانگاہ پر خُدا کے حضُور یادگاری کے لیے جلا دیا جاتا تھا۔

روزمرّہ کی خدمت کا سب سے ضروری حِصّہ وہ عبادت تھی جو مختلف افراد کے لیے ادا کی جاتی تھی۔ تائب گنہگار اپنی قُربانی مَقدِس کے دروازہ پر لاتا تھا اور قُربانی کے جانور کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر اپنے گناہوں کا اِقرار کرتا تھا، یُوں وہ علامتی طور پر اپنے گُناہوں کو اپنے اُوپر سے بے گناہ قُربانی کے جانور پر مُنتقِل کر دیتا تھا۔ تب وہ اپنے ہاتھ سے اُس جانور کو ذبح کرتا تھا اور کاہن اُس کا خُون لے کر پاک مکان میں جاتا اور پردہ کے سامنے چھڑکتا تھا، جس کے پیچھے وہ عہد کا صندوق تھا جس میں وہ شریعت محفوظ تھی۔ جسے گنہگار نے عدُول کیا۔ اِس رسم کے ذریعہ، خُون کے وسیلہ سے، گُناہ علامتی طور پر مَقدِس میں مُنتقِل ہو جاتا تھا۔ بعض حالات میں خُون پاک کمرہ میں نہیں لے جایا جاتا تھا، بلکہ اُس کی بجائے کاہن اُس کا گوشت کھاتے تھے جیسا کہ مُوسیٰ نے ہارُون کے بیٹوں کو حُکم دیا تھا کہ "خُداوند نے تم کو اِس لیے دیا ہے کہ تم جماعت کے گُناہ اپنے اُوپر اُٹھا کر . . . کفّارہ دو" (احبار ۱۰: ۱۷)۔ یہ دونوں رسمیں یکساں طور پر توبہ کرنے والے سے مَقدِس تک گُناہ کے مُنتقِل ہونے کو ظاہر کرتی ہیں۔

یہی کام روز بروز سارا سال جاری رہتا تھا۔ یُوں بنی اسرائیل کے گُناہ مَقدِس میں مُنتقِل ہو جاتے تھے، جس سے دونوں پاک کمرے آلُودہ ہو جاتے تھے، اِس لیے اِن گناہوں کو دُور کرنے کے لیے ایک خاص کام کی ضرورت پڑتی تھی۔ خُدا نے حکم دیا کہ کاہن قُربان گاہ کی طرح اِن دونوں پاک کمروں کے لیے کفّارہ دے اور "اُسے بنی اِسرائیل کی نجاستوں سے پاک اور مُقدّس کرے۔" (احبار ۱۶: ۱۹)

سال میں ایک دفعہ کفّارہ کے روزِ عظیم پر کاہن مُقدس کو پاک وصاف کرنے کی غرض سے پاک ترین مکان میں داخل ہوتا تھا۔ جب یہ کام وہاں ختم ہو جاتا، تو سالانہ خدمت کا دَور پایۂ تکمیل کو پُہنچ جاتا تھا۔

کفّارہ کے دن دو بکرے مُقدس کے دروازہ پر لائے جاتے تھے اور اُن پر قرعہ ڈالا جاتا تھا" ایک چِٹھی خُداوند کے لیے اور دُوسری عزازیل کے لیے ہو۔" (احبار۱۶: ۸) جس بکرے پر پہلا قرعہ پڑتا تھا اُسے اُمّت کے گناہوں کی قُربانی کے لیے ذبح کرتا تھا اور کاہن کو اُس کا خُون پردے کے اندر لے جاکر اُسے کفارہ گاہ پر چھِڑکنا تھا۔ "اور بنی اِسرائیل کی ساری نجاستوں اور گُناہوں اور خطاؤں کے سبب سے پاک ترین مقام کے لیے کفّارہ دے اور ایسا ہی وہ خیمۂ اِجتماع کے لیے بھی کرے جو اُن کے ساتھ اُن کی نجاستوں کے درمیان رہتا ہے۔" (احبار۱۶: ۱۶)

"اور ہارُون اپنے دونوں ہاتھ اُس زندہ بکرے کے سر پر رکھ کر اُس کے اُوپر بنی اسرائیل کی سب بدکاریوں اور اُن کے سب گُناہوں اور خطاؤں کا اِقرار کرے اور اُن کو اُس بکرے کے سر پر دَھر کر اُسے کسی شخص کے ہاتھ جو اِس کام کے لیے تیار ہو بیابان میں بھجوا دے۔ اور وہ بکرا اُن کی سب بدکاریاں اپنے اُوپر لادے ہُوئے کسی ویرانہ میں لے جائے گا۔ سو وہ اُس بکرے کو بیابان میں چھوڑ دے۔" (احبار ۱۶: ۲۱-۲۲)۔ جب تک یہ بکرا بیابان کو نہ بھیج دیا جاتا، اُس وقت تک بنی اسرائیل اپنے آپ کو گُناہوں کے بوجھ سے آزاد نہ سمجھتے تھے۔ کفّارے کی رسم کے ادا کیے جانے کے دَوران میں ہر شخص کو اپنی جان کو دُکھ دینا تھا۔ سب کاروبار بند کر دیا جاتا اور اسرائیل کی ساری جماعت اُس دن خُدا کے حُضور عجز و اِنکساری کے ساتھ دُعا کرتے، روزہ رکھنے اور اپنے دِلوں کی گہری جانچ پڑتال کرنے میں مصرُوف رہتی تھی۔

اِس سالانہ عبادت کے ذریعہ لوگوں کو کفارہ کے متعلّق نہایت ضروری سچائیاں سکھائی جاتی تھیں۔ خطا کی قُربانی میں، جو سال کے دَوران میں چڑھائی جاتی تھی، گنہگار کے بدلے میں ایک عِوضی قبول کر لیا جاتا تھا۔ لیکن اِس جانور کا خُون گُناہ کا پُورا کفّارہ نہ دیتا تھا۔ یہ

توفقط ایک ذریعہ تھا جس سے گُناہ مَقدِس میں مُنتقل ہو جاتا تھا۔ خُون کے پیش کرنے میں گنہگار شریعت کے اختیار کو تسلیم کرتا، اپنے گُناہ کے جُرم کا اِقرار کرتا اور اپنے ایمان کو خُداوند مسیح پر ظاہر کرتا تھا جو دُنیا کا گُناہ اُٹھا لے جاتا ہے، لیکن گنہگار پُورے طور پر شریعت کے فتولے سے آزاد نہ تھا۔ کفّارہ کے دن سردار کاہن جماعت کے لیے قُربانی چڑھا کر پاک ترین مکان میں خُون لے کر داخل ہوتا تھا اور اُسے کفارہ گاہ پر چھڑکتا تھا جو شریعت کی لَوحوں کے اُوپر تھا۔ یُوں شریعت کا تقاضا جو گُنہگار کی جان طلب کرتا تھا، پُورا ہو جاتا تھا۔ پھر درمیانی کی حیثیت سے کاہن گُناہوں کو اپنے اُوپر لیتا اور مَقدِس کو چھوڑ کر اِسرائیل کے گُناہ کا بوجھ خود اُٹھاتا تھا۔ مَقدِس کے دروازہ پر وہ اپنے دونوں ہاتھ عزازیل کے بکرے کے سر پر رکھ کر اُس کے اُوپر بنی اسرائیل کی سب بدکاریوں اور اُن کے سب گُناہوں اور خطاؤں کا اِقرار کرتا تھا۔" (احبار ۱۶: ۲۰-۲۱)۔ اور جب اُس بکرے کو، جس پر بدکاریاں لادی گئی تھیں، دُور بھیج دیا جاتا تھا، تو اُس کے ساتھ یہ بھی مُتصوّر کیا جاتا تھا کہ وہ گُناہ بھی ہمیشہ کے لیے بنی اسرائیل سے الگ ہو گئے ہیں۔ یُوں وہ عبادت پایۂ تکمیل کو پُہنچتی تھی "جو آسمانی چیزوں کی نقل اور عکس کی خدمت" تھی۔ (عبرانیوں ۸: ۵)۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے زمینی مَقدِس کو مُوسےٰ نے اُس نمونہ کے مطابق تعمیر کیا جو اُسے پہاڑ پر دکھایا گیا تھا۔" وہ خیمہ موجُودہ زمانہ کے لیے ایک مثال ہے اور اُس کے مطابق . . . نذریں اور قُربانیاں گُزرانی جاتی تھیں۔" اس کے دونوں پاک مکان "آسمانی چیزوں کی نقلیں" تھے۔ مسیح ہمارا بڑا سردار کاہن "اُس حقیقی خیمہ کا خادم ہے جسے خُداوند نے کھڑا کیا ہے نہ کہ اِنسان نے۔" (عبرانیوں ۹: ۹، ۲۳؛ ۸: ۲)۔ جب یُوحنّا رسُول کو خُدا کی آسمانی ہیکل کا نظّارہ دِکھایا گیا تو اُس نے دیکھا کہ "تخت کے سامنے آگ کے سات چراغ جل رہے ہیں۔" اُس نے ایک فرشتہ کو دیکھا جو "سونے کا عُود سوز لیے ہُوئے آیا اور قُربان گاہ کے اُوپر کھڑا ہُوا اور اُس کو بہت سا عُود دیا گیا تاکہ سب مَقدِسوں کی دُعاؤں کے ساتھ اُس سُنہری قُربان گاہ پر چڑھائے جو تخت کے سامنے ہے۔" (مکاشفہ

۴ : ۵ ؛ ۸ : ۳)۔ اُس وقت نبی کو اجازت دی گئی کہ وہ آسمانی مَقدِس کے پہلے کمرہ کو دیکھ سکے اور اُس نے وہاں "آگ کے سات چراغ" جلتے ہُوئے دیکھے اور اُس نے "سنہری قربانگاہ" بھی دیکھی جس کے نمونہ پر زمینی مَقدِس کی سونے کی شمعدان اور بخُور کی قُربان گاہ تھی۔ ایک دفعہ پھر "خُدا کا جو مَقدِس آسمان پر ہے وہ کھولا گیا۔" (مکاشفہ ۱۱ : ۱۹) اور اُس نے پردہ کے اندر پاک ترین مکان کو دیکھا۔ اِس جگہ اُس نے "اُس کے عہد کا صندُوق" دیکھا جس کے نمونہ پر مُوسیٰ نے خُدا کی شریعت رکھنے کے لیے وہ صندُوق بنایا۔

مُوسیٰ نے زمینی مَقدِس "اُسی نمونہ کے موافق" بنایا جو اُسے دِکھایا گیا تھا۔ پولُس رسُول فرماتا ہے کہ "خیمہ اور عبادت کی تمام چیزیں۔" جب مکمل ہوگئیں تو وہ "آسمانی چیزوں کی نقلیں" تھیں۔ (اعمال ۷ : ۴۴؛ عبرانیوں ۹ : ۲۱، ۲۳)۔ اور یُوحنّا رسُول فرماتا ہے کہ اُس نے آسمان میں مَقدِس دیکھا۔ وہ مَقدِس جس میں خُداوند یسُوع مسیح ہمارے لیے شفاعت کرتا ہے، وہی بڑا اور اصلی نمونہ ہے، جس کی نقل وہ مَقدِس تھا جسے موسیٰ نے بنایا تھا۔

آسمانی مَقدِس جو بادشاہوں کے بادشاہ کی سکُونت گاہ ہے، جہاں "ہزاروں ہزار اُس کی خدمت میں حاضر تھے اور لاکھوں لاکھ اُس کے حضُور کھڑے تھے" وہ مَقدِس جو ابدی تخت کے جلال سے بھرا ہوا ہے، جہاں سرافیم، جو اس کے نُورانی مُحافِظ ہیں، حمد کرتے وقت اپنے چہروں کو ڈھانپ لیتے ہیں، کوئی دُنیوی عمارت اِس مَقدِس کی وُسعت اور جلال کی نمائندگی نہیں کر سکتی۔ تاہم دُنیوی مَقدِس اور اُس کی خدمات کے ذریعہ آسمانی مَقدِس کی ضروری سچائیوں اور اُس بڑے کام کے متعلق جو وہاں اِنسان کے کفّارہ کے لیے کیا جا رہا ہے، سِکھانا ضروری تھا۔

آسمان پر واپس جانے کے بعد ہمارے نجات دہندہ کو ہمارے سردار کاہن کی خدمت کا آغاز کرنا تھا۔ پُولس رسُول فرماتا ہے "کیونکہ مسیح اُس ہاتھ کے بنائے ہوئے پاک مکان میں داخل نہیں ہُوا جو حقیقی مکان کا نمونہ ہے بلکہ آسمان ہی میں داخل ہُوا تاکہ اب خُدا کے رُوبرُو ہماری خاطر حاضر ہو۔" (عبرانیوں ۹ : ۲۴)۔ جس طرح مسیح خُداوند کی

خدمت دو بڑے حصّوں پر مُشتمل ہونے کو تھی اور دونوں کے لیے خاص وقت اور آسمانی مَقدِس میں خاص مقام مخصُوص تھا، اُسی طرح علامتی خدمت میں بھی دونوں حِصّے تھے یعنی روزانہ اور سالانہ خدمتیں جن میں سے ہر دو کے لیے مَقدِس کا خاص مقام مقرّر تھا۔

جس طرح آسمان پر جانے کے وقت مسیح خُداوند تائب ایمانداروں کے لیے اپنے خُون سے شفاعت کرنے کے لیے خُدا کے حضُور حاضر ہؤا اُسی طرح کاہن گنہگاروں کے لیے روزانہ کی خدمت پاک مکان کے اندر قُربانی کا خُون چھڑکتا تھا۔

مسیح خُداوند کا خُون، اگرچہ تائب گنہگار کو شریعت کے فتویٰ سے آزاد کرتا تھا تاہم وہ گُناہ کو منسُوخ نہ کرتا تھا، اُس کا حساب کتاب مَقدِس میں آخری کفّارہ تک رہنے کو تھا، اِسی طرح علامتی خدمت میں خطا کی قُربانی کا خُون توبہ کرنے والے پر سے گُناہ کو ہٹا دیتا تھا۔ لیکن وہ کفّارہ کے دِن تک مَقدِس میں موجُود رہتا تھا۔

آخری اجر و اِنعام کے روزِ عظیم پر" جس طرح اُن کتابوں میں لکھا ہُؤا تھا اُن کے اعمال کے مطابق مُردوں کا اِنصاف کیا گیا۔" (مکاشفہ ۲۰ : ۱۲)۔ تب مسیح خُداوند کے کفّارہ بخش خُون کی خُوبی سے سب حقیقی توبہ کرنے والوں کے گُناہ آسمانی کتابوں میں سے مٹا دیئے جائیں گے۔ یُوں گُناہ کے حساب سے مَقدِس بیباق ہو جائے گا یا پاک و صاف کیا جائیگا۔ علامتی عبادتوں میں کفّارہ کا یہ بڑا کام، یا گُناہوں کا مٹایا جانا، کفّارہ کے دِن کی خدمات کے ذریعہ پیش کیا جاتا تھا، جسے مَقدِس کا پاک و صاف کیا جانا کہا جاتا تھا، جو خطا کی قُربانی کے خُون کے ذریعہ اُن گُناہوں کے دُور کرنے سے پایۂ تکمیل کو پہنچتا تھا جن سے مَقدِس ناپاک ہو جاتا تھا۔

جس طرح آخری کفّارہ میں حقیقی توبہ کرنے والوں کے گُناہ آسمانی مَقدِس میں سے مِٹائے جائیں گے اور پھر کبھی یاد نہ آئیں گے، نہ اُن کی یاد تازہ ہو گی، اُسی طرح علامتی خدمت میں گُناہ بیابان میں پہنچا دیئے جاتے تھے اور ہمیشہ کے لیے جماعت سے الگ ہو جاتے تھے۔

چُونکہ شیطان گُناہ کا بانی ہے اور اُن تمام گُناہوں کا مُحرّک ہے جن سے خُدا کے بیٹے کی مَوت واقع ہوئی۔ اِس لیے اِنصاف کا تقاضا یہ ہے کہ شیطان ہی آخری سزا کو بُھگتے۔ نسلِ انسانی کے کفّارہ اور کائنات کو گُناہ سے پاک وصاف کرنے کے لیے مسیح کی خدمت، آسمانی مَقدِس میں سے گُناہ کو مٹاتے اور اُسے شیطان پر لادتے سے، جو آخری سزا کو برداشت کرے گا، پایۂ تکمیل کو پہنچے گی۔ اِسی طرح علامتی خدمت میں سالانہ خدمات کا سلسلہ مَقدِس کو پاک وصاف کرنے اور عزازیل کے بکرے کے سر پر گناہوں کا اِقرار کرنے سے ختم ہوتا تھا۔

یُوں مَقدِس اور بعد میں اُس کی جگہ تعمیر کردہ عمارت کی خدمات میں لوگوں کو روزانہ مسیح خُداوند کی مَوت اور شفاعتی خدمت کے متعلق زبردست سچائیاں سکھائی جاتی تھیں اور سال میں ایک مرتبہ اُن کے خیالوں کو مسیح خُداوند اور شیطان کے درمیان عظیم جنگ کے آخری واقعات یعنی کائنات کو گُناہ اور گُنہگاروں سے پاک وصاف کرنے کی طرف مبذُول کیا جاتا تھا۔

اکتیسواں باب

ندب اور ابیہو کا گناہ

مقدس کی مخصوصیت کے بعد کاہنوں کی تقدیس اُن کے مقدس عہدے کے لیے کی گئی۔ اِن خدمات پر سات دن صرف ہُوئے اور ہر روز خاص رسمیں ادا کی گئیں۔ آٹھویں روز اُنھوں نے اپنی اپنی خدمت کو بجالانا شروع کر دیا۔ اپنے بیٹوں کی مدد سے ہارون نے وہ قربانیاں چڑھائیں جن کی خُدا نے ہدایت کی تھی اور پھر اُس نے اپنے ہاتھ اُٹھا کر ساری قوم کو برکت دی۔ سب کچھ ویسا ہی عمل میں آیا جیسا خُدا نے حکم دیا تھا اور خُدا نے قربانی کو قبول کیا اور عجیب طریقہ سے اپنا جلال ظاہر کیا، خُداوند کی طرف سے آگ نازل ہوئی اور قربان گاہ پر کی قربانی کو بھسم کر دیا۔ لوگوں نے خُدا کی قُدرت کے اِس عجیب و غریب مظاہرہ کو بے حد دلچسپی اور خوف کے ساتھ دیکھا۔ اُنھوں نے اُس میں خُدا کے جلال اور خُوشنودی کا نشان دیکھا اور اُنھوں نے حمد و ستائش کے نعرے بلند کیے جو شکر گاہ اور اُس کے چاروں طرف سُنائی دیئے اور زمین پر گر کر سجدہ کیا گویا کہ وہ عین خُداوند کی حضوری میں ہیں۔

اِس کے کچھ عرصہ بعد ایک ہولناک بلائے ناگہانی سردار کاہن کے خاندان پر نازل ہوئی۔ عبادت کے وقت جب کہ جماعت کی دُعائیں اور حمد خُدا کی طرف اُٹھ رہی تھیں ہارون کے دو بیٹوں ندب اور ابیہو نے اپنا عُودسوز لیا اور اُس میں خوشبودار عُود جلایا تاکہ وہ راحت انگیز خُوشبو کے طور پر خُداوند کی طرف اُٹھے لیکن "اوپری آگ" اِستعمال کرتے سے اُنھوں نے خُداوند کے حکم کو عدول کیا۔ عُود کو جلانے کے لیے اُنھوں نے مُقدس آگ کی بجائے، جسے خود خُدا نے جلایا تھا اور جس کا اُس نے اِس مقصد کے اِستعمال کا حکم دیا تھا، "اوپری آگ" جلائی۔ اِس گناہ کی وجہ سے خُداوند کے حضور سے آگ نکلی اور جماعت کے دیکھتے ہُوئے اُنھیں کھا گئی۔

موسیٰ اور ہارون کے بعد بنی اسرائیل میں اعلیٰ درجہ ندب اور ابیہو کا تھا۔ بیشک خُداوند

نے خاص طور پر اُن کی عزّت افزائی کی تھی اور اُنھیں اجازت دی تھی کہ پہاڑ پر ستّر بزرگوں کے ساتھ اُس کے جلال کو دیکھیں لیکن اُن کی نافرمانی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا اور نہ اُسے ہلکا سمجھا جاسکتا تھا۔ اِس سے اُن کا گناہ اور بھی سنگین ہو گیا۔ چونکہ بعض کو بہت زیادہ روشنی ملی ہے اور چونکہ اُنھوں نے بنی اسرائیل کے بزرگوں کی طرح پہاڑ پر چڑھنے، خُدا کے ساتھ رفاقت رکھنے اور اُس کے جلال کی روشنی میں سکونت کرنے کا حق حاصل کیا ہے، لہٰذا وہ اپنے آپ کو دھوکہ نہ دیں کہ وہ بعد میں گناہ کرنے پر بے سزا چھوٹ جائیں گے اور چونکہ اُن کی اِس قدر عزّت افزائی ہوئی ہے اِس لیے خُدا اُن کے گناہ کی سزا دینے میں سختی نہیں کرے گا۔ یہ ایک مہلک دھوکہ ہے۔ جتنی زیادہ روشنی اور حقوق ہمیں بخشے جاتے ہیں، اُسی عطا کی ہوئی روشنی کے مطابق ہم سے نیک خوبیوں اور پاکیزگی کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے۔ اِس سے شمّہ بھر کمی کو بھی خُدا قبول نہیں کرسکتا۔ بڑی بڑی برکات یا خاص خاص حقوق سے مخمور ہو کر اِنسان کو اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھنا چاہیئے اور نہ ہی غافل ہو جانا چاہیئے۔ اِن کی وجہ سے اِنسان کو گناہ کرنے کی کُھلم کُھلا اجازت حاصل نہیں کرلینی چاہیئے نہ ہی اِن برکات کے حاصل کرنے والوں کو یہ خیال کرلینا چاہیئے کہ خُدا اُن سے پُورا پُورا حساب نہیں لے گا۔ وہ تمام قیمتی موقعے جو خُدا نے بخشے ہیں ہمارے دِلوں میں جوش پیدا کرتے، ہماری سرگرمیوں کو تیز تر کرتے اور خُدا کی پاک مرضی کو بروئے کار لانے کے لیے قوّت بخشنے کے لیے خُدا کے وسائل ہیں۔

ندب اور ابیہو نے بچپن میں خُود ضبطی کی عادات نہ سیکھی تھیں۔ باپ کی نرم مزاجی اور راستی کے لیے مُستقِل مزاجی کی کمی کی وجہ سے اُس نے اپنے بچّوں کی تربیت میں لاپروائی روا رکھی تھی۔ اُس کے بیٹوں کو اپنی مرضی پُوری کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ تن پروری کی عادات نے، جو بہت عرصہ سے نشو ونما پاتی رہیں، اُن پر یہاں تک غلبہ پالیا کہ سب سے مقدّس ذمّہ داری کا عہدہ بھی اس عادت کو توڑنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ اُنھیں اپنے باپ کے اِختیار کی عزّت کرنا سکھایا نہ گیا تھا اور اُنھوں نے خُدا کے احکام کی پُوری پوری فرمانبرداری کا احساس نہ کیا۔ ہارون کی غلط نازبرداری نے اُس کے بیٹوں کو خُدا کے غضب

کا نشانہ بننے کے لیے تیار کر دیا۔

خُدا اپنے لوگوں کو سکھانا چاہتا تھا کہ وہ تعظیم اور خوف کے ساتھ اُس کے مقرر کردہ طریقہ سے اُس کے حضور آئیں۔ وہ ادھوری فرمانبرداری قبول نہیں کر سکتا۔ یہ کافی نہیں تھا کہ عبادت کے اُس سنجیدہ موقع پر سب باتیں تقریباً اُس کی ہدایت کے مطابق انجام دی جائیں۔ خُدا نے اُن لوگوں پر لعنت کی ہے جو اُس کے احکام سے منحرف ہو جاتے ہیں اور پاک اور عام میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ وہ نبی کے وسیلہ سے فرماتا ہے: "اُن پر افسوس جو بدی کو نیکی اور نیکی کو بدی کہتے ہیں اور نور کی جگہ تاریکی اور تاریکی کی جگہ نور کو دیتے ہیں! .... اُن پر افسوس جو اپنی نظر میں دانشمند اور اپنی نگاہ میں صاحبِ امتیاز ہیں! ..... جو رشوت لے کر شریروں کو صادق اور صادقوں کو ناراست ٹھہراتے ہیں! ... اُنھوں نے ربُّ الافواج کی شریعت کو ترک کیا اور اِسرائیل کے قدُّوس کے کلام کو حقیر جانا۔" (یسعیاہ ۵: ۲۰-۲۴)۔ کوئی یہ یقین کر کے اپنے آپ کو دھوکا نہ دے کہ خُدا کے حکم کا کوئی حصّہ غیر ضروری ہے یا یہ کہ وہ اپنے مطالبہ کا بدل بھی قبول کرے گا۔ یرمیاہ نبی نے فرمایا "وہ کون ہے جس کے کہنے کے مطابق ہوتا ہے حالانکہ خُداوند نہیں فرماتا۔" (یرمیاہ کا نوحہ ۳: ۳۷) خُدا نے اپنے کلام میں کوئی ایسا حکم نہیں دیا جس کی فرمانبرداری یا نافرمانی ہم اپنی مرضی کے مطابق کریں اور نتائج کا خمیازہ نہ بھگتیں۔ اگر اِنسان کامل فرمانبرداری کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کر لیں تو وہ یہ معلوم کر لیں گے کہ " اُس کی اِنتہا میں موت کی راہیں ہیں۔" (امثال ۱۴: ۱۲)

" اور موسیٰ نے ہارون اور اُس کے بیٹوں الیعزر اور اتمر سے کہا کہ نہ تمھارے سر کے بال بکھرے پائیں اور نہ تم اپنے کپڑے پھاڑنا تاکہ نہ تم ہی مرو اور نہ ساری جماعت پر اُس کا غضب نازل ہو.... کیونکہ خُداوند کا مسح کرنے کا تیل تم پر لگا ہُوا ہے۔" اس بڑے رہبر یعنی موسیٰ نے اپنے بھائی کو خُدا کے یہ الفاظ یاد دلائے " جو میرے نزدیک آئیں ضرور ہے کہ وہ مجھے مُقدّس جانیں اور سب لوگوں کے آگے میری تمجید کریں۔" (احبار ۱۰: ۶، ۷، ۳) ہارون چُپ رہا۔ اُس کے بیٹوں کی موت نے، جو ناگہاں اُن کے اِس قدر ہولناک گُناہ کی وجہ سے اُن پر وارد ہوئی، یعنی ایک ایسے گُناہ کی وجہ سے جو اَب اُسے اپنے منصبی فرائض کی

عدمِ ادائیگی کا نتیجہ ثابت ہوا، باپ کے دِل کو غم سے چھلنی کر دیا، لیکن اُس نے اپنے جذبات کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ غم کے کسی قسم کے اظہار سے اُسے یہ ظاہر نہ کرنا تھا کہ وہ گُناہ سے ہمدردی رکھتا ہے۔ خُدا کے خِلاف بڑبڑانے میں اُسے جماعت کی رہنمائی ہرگز نہیں کرنی تھی۔

خُداوند اپنے لوگوں کو سکھانا چاہتا تھا کہ وہ اُس کی تادیب کی صداقت کو تسلیم کریں تاکہ دُوسرے لوگ اُس کا خوف مانیں۔ بنی اسرائیل میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جن کو اِس ہولناک سزا کی آگاہی خُدا کے تحمّل سے ناجائز فائدہ اُٹھانے سے بچا سکتی تھی تاوقتیکہ وہ اپنے انجام کا خود فیصلہ نہ کرلیں۔ خُدا اِس باطل ہمدردی پر ملامت کرتا ہے جو ایسے گُنہگار کے لیے ظاہر کی جاتی ہے جو اپنے گناہ کو ہلکا سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ گُناہ کا اثر ہے جو اخلاقی سمجھ کو مفلوج کر دیتا ہے یہاں تک کہ خطاکار گُناہ کی شدّت کو محسُوس نہیں کرتا اور رُوح القدس کی مُجرم ٹھہرانے والی طاقت کے بغیر اپنے گناہ سے کسی حد تک بے خبر رہتا ہے۔ خُداوند مسیح کے خادموں کا فرض ہے کہ وہ اُن خطاکاروں کو اُن کے خطرے سے آگاہ کریں جو گنہگاروں کو اندھا کر دیتے ہیں تاکہ وہ گُناہ کی حقیقی سیرت اور نتائج کو نہ دیکھ سکیں، آگاہی کے اثر کو زائل کر دیتے ہیں، اکثر اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں کہ ایسا کرنے سے وہ اپنی محبّت کا ثبُوت دے رہے ہیں لیکن وہ حقیقت میں خُدا کے پاک رُوح کے کام کو روکنے اور اُن کی مخالفت کرنے کی براہِ راست کوشش کر رہے ہیں۔ وہ گُنہگار کو تباہی کے عین کنارے پر کھڑا کر کے طفل تسلّیاں دیتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اُس کے جُرم میں شامل کر رہے ہیں اور اُس کے توبہ نہ کرنے کی ہولناک ذمہ داری کو اپنے اُوپر عائد کر رہے ہیں۔ اِس جھوٹی اور فریب دہ ہمدردی کے اثر سے متعدد لوگ تباہی کے گڑھے میں گِر چکے ہیں۔

ندب اور ابیہو کبھی اِس مُہلک گناہ کے مُرتکب نہ ہوتے اگر وہ پہلے شراب خوری کے آزادانہ استعمال سے نیم متوالے نہ ہوتے۔ اُنھیں معلوم تھا کہ مَقدِس میں خُدا کی حضُوری میں اپنے آپ کو پیش کرنے کے لیے اُنھیں نہایت سنجیدہ اور محتاط تیاری کی ضرورت تھی لیکن بد پرہیزی کی وجہ سے وہ اپنے مُقدّس عہدے کے ناقابل بن گئے۔ اُن کے دماغ

میں گڑبڑی پیدا ہوگئی اور اُن کی اخلاقی سمجھ کُند ہوگئی یہاں تک کہ وہ مُقدّس اور عام میں امتیاز نہ کر سکے۔ ہارُون اور اُس کے باقی بیٹوں کو یہ آگاہی دی گئی ۔" تُو یا تیرے بیٹے مَے یا شراب پی کر کبھی خیمۂ اِجتماع کے اندر داخل نہ ہونا تاکہ تم مر نہ جاؤ۔ یہ تمھارے لیے نسل در نسل ہمیشہ تک ایک قانون رہے گا۔ تاکہ تم مُقدّس اور عام اشیاء میں اور پاک اور ناپاک میں تمیز کر سکو اور بنی اسرائیل کو وہ سب آئین سکھا سکو جو خُداوند نے اُن کو فرمائے ہیں۔" (احبار ۱۰: ۹-۱۱)۔ نشہ آور شرابوں سے جسم کمزور، دماغ پریشان اور اخلاق پست ہوجاتا ہے۔ یہ اِنسان کو مُقدّس چیزوں کی پاکیزگی کے احساس یا خُدا کے تقاضات کی لازمی پابندی سے روکتی ہیں۔ وہ سب جو مُقدّس ذمہ داریوں کے عہدوں پہ فائز تھے اُنھیں نہایت اِحتیاط سے پرہیزگار اشخاص بننا تھا تاکہ اُن کے دماغ نیک و بد میں اِمتیاز کرنے کے لیے پاک و صاف رہیں اور تاکہ وہ مستقل مزاجی سے اُصول کی پابندی کریں اور ان میں اِنصاف اور رحم کرنے کے لیے دانش ہو۔

یہی فرض مسیح خُداوند کے ہر ایک پیرو پر عائد ہوتا ہے۔ پطرس رسُول بیان کرتا ہے "لیکن تم ایک برگزیدہ نسل، شاہی کاہنوں کا فرقہ، مُقدّس قوم.... ہو"(۱-پطرس ۲: ۹)۔ خُدا ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہمارے تمام قوا بہترین حالت میں ہوں تاکہ ہم اپنے خالق کی خدمت پسندیدہ طور پر کر سکیں۔ جب نشیلی چیزیں اِستعمال کی جاتی ہیں تو اُن کے وہی نتائج ہوں گے جو بنی اسرائیل کے اُن کاہنوں کے معاملہ میں ہُوئے۔ ضمیر میں سے گُناہ کا احساس جاتا رہے گا اور یقیناً وہ گُناہ کے اعتبار سے رفتہ رفتہ سخت ہوکر مُردہ ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ مُقدّس اور عام چیزوں میں فرق اور امتیاز کا شعور قطعاً جاتا رہے گا۔ پھر ہم خُدا کے تقاضات کے معیار پر کس طرح پُورے اُتر سکتے ہیں؟" کیا تم نہیں جانتے کہ تمھارا بدن رُوحُ القدس کا مَقدِس ہے جو تم میں بسا ہُوا ہے اور تم کو خُدا کی طرف سے مِلا ہے؟ اور تم اپنے نہیں کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو۔ پس اپنے بدن سے خُدا کا جلال ظاہر کرو۔" "پس تم کھاؤ پیو یا جو کچھ کرو سب خُدا کے جلال کے لیے کرو۔" (۱-کرنتھیوں ۶: ۱۹، ۲۰؛ ۱۰: ۳۱)۔ مسیح خُداوند کے لوگوں کو ہر زمانہ میں یہ سنجیدہ اور ہولناک آگاہی دی گئی ہے۔" اگر کوئی خُدا کے مَقدِس کو برباد کرے گا تو خُدا اُس کو برباد کرے گا۔ کیونکہ خُدا کا مَقدِس پاک ہے اور وہ تم ہو۔" (۱-کرنتھیوں ۳: ۱۷)

بتیسواں باب

شریعت اور عہد

آدمؔ اور حوّاؔ کو اپنی پیدائش کے وقت خُدا کی شریعت کا علم تھا، اُنھیں اُس کے مُطالبات سے پُوری واقفیّت تھی، اُس کے قوانین اُن کے دِلوں پر لکھے تھے۔ جب انسان گُناہ کی وجہ سے گر گیا تو شریعت تبدیل نہ ہوئی، لیکن انسان کو فرمانبرداری کی راہ میں واپس لانے کے لیے اِنسدادی طریقہ مقرّر کیا گیا۔ نجات دہندہ کا وعدہ کیا گیا اور قُربانی چڑھانے کا سلسلہ مقرر کیا گیا جو مسیح خُداوند کی موت کی طرف جو گناہ کی عظیم قُربانی ہے، اشارہ کرتا تھا لیکن اگر خُدا کی شریعت کی خلاف ورزی کبھی نہ کی جاتی تو موت نہ ہوتی اور نجات دہندہ کی ضرورت بھی لاحق نہ ہوتی اور نتیجتاً قُربانیوں کی بھی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔

آدمؔ نے اپنی اولاد کو خُدا کی شریعت سکھائی اور وہ نسلاً بعد نسلٍ باپ سے بیٹے کو مُنتقِل کر دی گئی۔ لیکن انسان کی مخلصی کے کریمانہ اِنتظام کے باوجُود بھی بہت تھوڑے لوگوں نے اُسے قبُول کیا اور فرمانبرداری کی۔ نافرمانی کی وجہ دُنیا اِس قدر بدکردار ہو گئی کہ اُسے آلُودگی سے دھونے کے لیے طُوفان کی ضرورت پڑی۔ نوحؔ اور اُس کے خاندان نے شریعت کی حفاظت کی اور نوحؔ نے اپنی اَولاد کو دس حکم سکھائے جب اِنسان پھر خُدا سے مُنحرِف ہو گئے تو خُداوند نے ابرؔہام کو چُنا جس کے متعلق اُس نے فرمایا۔ "ابرؔہام نے میری بات مانی اور میری نصیحت اور میرے حُکموں اور قوانین و آئین پر عمل کیا" (پیدائش ۲۶ : ۵)۔ اُسے ختنہ کی رسم عطا کی گئی جو ایک علامت تھی کہ اس رسم میں شامل ہونے والوں نے اپنے آپ کو خُدا کی خدمت کے لیے مخصُوص کر رکھا ہے، یہ اِس بات کا عہد تھا کہ وہ بُت پرستی سے الگ رہیں گے اور خُدا کی شریعت پر عمل کریں گے۔ ابرؔہام کی اَولاد کا اِس عہد پر کاربند رہنے میں ناکام رہنا، جو اُن کے غیر قوموں کے ساتھ الحاق کرنے اور اُن کی رسُومات کو اپنانے کی رغبت سے ظاہر ہوتا ہے۔ مصرؔ میں اُن کی مُسافرت اور غلامی کا

باعث تھا۔ لیکن اُن کے بُت پرستوں کے ساتھ میل جول رکھنے اور مصریوں کی جبری اطاعت قبول کر لینے کی وجہ سے بُت پرستی کی ظالمانہ اور بُری تعلیمات کے ساتھ خُدا کے راہ ورسم کو اور بھی زیادہ پامال کیا گیا۔ اس لیے جب خُداوند اُنھیں مصر سے نکال لایا تو وہ اپنے جلال سے مُلبّس ہو کر اپنے فرشتگان کی جلو میں کوہِ سینا پر اُترا اور تمام قوم کے سُنتے ہُوئے ہولناک حشمت کے ساتھ اپنی شریعت بلند آواز سے اُنھیں فرمائی۔

اِس کے باوجُود بھی خُدا نے اپنے احکام کو ان لوگوں کی یادداشت پر ہی نہ چھوڑا، جو اُس کے تقاضات کو بھُول جانے کے عادی تھے، بلکہ اُنھیں پتّھر کی لوحوں پر لکھ دیا۔ وہ بنی اِسرائیل کے درمیان سے اپنے مُقدّس احکام کو بُت پرست روایات کے ساتھ مخلوط ہونے یا اپنے تقاضات کو اِنسانی رسُومات یا دستُورات کے ساتھ خلط ملط ہونے کے تمام مکانات کو دُور کرنے کو تھا۔ لیکن اُس نے اُنھیں فقط دسؔ احکام ہی نہ دیئے۔ چونکہ لوگوں نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ بہت جلد مُنحرف ہو جاتے ہیں، اِس لیے وہ آزمائش کی کسی راہ میں اُنھیں غیر محفوظ چھوڑنے کو نہ تھا۔ مُوسیٰ کو حکم دیا گیا تھا کہ جُوں جُوں خُدا اُسے حکم دے وہ آئین اور قوانین کی تفصیلی ہدایات کو لکھتا جائے کہ خُدا کے مُطالبات کیا ہیں۔ یہ ہدایات جو لوگوں کے خُدا کے متعلّق، ایک دُوسرے کے متعلّق اور اجنبیوں کے متعلّق فرائض بتاتی تھیں، حقیقت میں دسؔ احکام کے اُصول ہی تھے جو اِس قدر مُشرّح صُورت میں دیئے گئے تھے کہ کسی کو غلطی کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اِن کا مقصد دسؔ احکام کی پاکیزگی کی حفاظت کرنا تھا، جو پتّھر کی لوحوں پر لکھے تھے۔

اگر انسان خُدا کی شریعت کی اِس طرح حفاظت کرتا جیسے وہ گُناہ میں گِرنے کے بعد آدم کو دی گئی تھی، جیسے نُوحؔ نے محفوظ رکھا اور جس پر ابرؔہام نے عمل کیا، تو ختنہ کی رسم کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ اور اگر ابرؔہام کی نسل اُس عہد پر کاربند رہتی جس کا ختنہ ایک نشان تھا، تو وہ ہرگز بُت پرستی کی آزمائش میں ورغلائے نہ جاتے، نہ ہی اُن کے لیے مصر میں غُلامی کی زندگی بسر کرنا ضروری ہوتا۔ وہ خُدا کی شریعت کو یاد رکھتے اور یہ ضروری نہ ہوتا کہ اُس کا کوہِ سینا پر سے اِعلان کیا جاتا یا پتّھر کی لوحوں پر کندہ کیا جاتا۔ اور اگر وہ لوگ

دسؔ احکام کے اصُولوں پر عمل کرتے تو جو مزید ہدایات موسیٰؔ کو دی گئی تھیں اُن کی چنداں ضرورت نہ ہوتی۔

قُربانیوں کا جو سلسلہ آدم کو دیا گیا تھا اُس کی نسل نے اُس میں بھی بگاڑ پیدا کر دیا۔ توہم پرستی، بُت پرستی، ظلم اور عیاشی نے سادہ اور خاص عبادت کو، جسے خُدا نے مقرر کیا تھا، بگاڑ دیا۔ بُت پرستوں کے ساتھ بہت عرصے تک میل جول رکھنے کی وجہ سے بنی اسرائیل نے اپنی عبادت میں بہت سی بُت پرستی کی رُسومات شامل کر لی تھیں، اِس لیے خُدا نے کوہِ سیناؔ پر قُربانیوں کی عبادتوں کے متعلّق خاص ہدایات دیں۔ مَقدِس کے مکمّل ہو جانے کے بعد خُدا نے کفّارہ گاہ کے اُوپر جلال کے بادل میں سے موسیٰؔ کے ساتھ کلام کیا اور قُربانیوں کے سلسلہ اور مَقدِس کی عبادت کے طریقوں کے بارے میں مکمّل ہدایت کی۔

اِس طرح رسمی شریعت موسیٰؔ کو دی گئی اور اُس نے اُسے کتاب کی صُورت میں لکھا۔ لیکن دسؔ احکام کی شریعت کو جس کا اعلان کوہِ سیناؔ پر سے کیا گیا تھا، خُدا نے خود پتّھر کی لوحوں پر لکھا تھا اور اُسے پاکیزگی کے ساتھ عہد کے صندُوق میں محفوظ کر دیا گیا۔

بہُت سے ایسے لوگ ہیں جو اِن دونوں نظاموں کو غلط ملط کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُن آیات کو استعمال کرتے ہیں جن میں رسمی شریعت کا ذکر ہے تاکہ یہ ثابت کریں کہ اخلاقی شریعت منسُوخ ہو چکی ہے، لیکن ایسا کرنا پاک نوِشتوں کی غلط تعبیر کرنا ہے۔ ان دونوں نظاموں کا فرق صاف اور واضح ہے۔ رسمی شریعت کے نظام میں وہ علامات پائی جاتی ہیں جو خُداوند مسیح، اُس کی قربانی اور اُس کی کہانت کی طرف اِشارہ کرتی ہیں۔ اِس رسمی شریعت اُس کی قربانیوں اور احکام پر عبرانیوں کو اُس وقت تک عمل کرنا تھا جب تک کہ مسیح خُداوند کی مَوت پر، جو خُدا کا برّہ ہے اور دُنیا کے گُناہ اُٹھا لے جاتا ہے، نقل اصل سے نہ مِل جائے۔ تب تمام قُربانیوں کو ختم ہونا تھا۔ یہی وہ شریعت تھی جسے مسیح خُداوند نے "صلیب پر کیلوں سے جڑ کر سامنے سے ہٹا دیا۔" (کلسّیوں ۲: ۱۴)۔ لیکن دسؔ احکامی شریعت کے متعلّق زبُور نویس فرماتا ہے "اَے خُداوند! تیرا کلام آسمان پر ابد تک قائم ہے۔" (زبُور ۱۱۹: ۸۹)۔ اور خُداوند مسیح خود فرماتا ہے "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسُوخ کرنے آیا ہوں...

میں تم سے سچ کہتا ہوں" اور یُوں وہ اِس بیان کو جتنا بھی ممکن ہے یقینی بناتا ہے کہ "جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پُورا نہ ہو جائے۔" (متّی ۵ : ۱۷، ۱۸)۔ یہاں وہ خُدا کی شریعت کے مُطالبات کے متعلق نہ صرف یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ کیا کچھ کر رہے ہیں اور اُس وقت کیا کچھ تھے، بلکہ یہ بھی سکھاتا ہے کہ یہ مُطالبات اُس وقت تک قائم رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں۔ خُدا کی شریعت اتنی ہی لاتبدیل ہے جتنا کہ اُس کا تخت۔ اِنسان پر اُس کے تقاضات سب زمانوں میں برقرار رہیں گے۔

اُس شریعت کے متعلق جس کا اِعلان کوہِ سینا سے کیا گیا تھا نحمیاہ فرماتا ہے "تُو کوہِ سینا پر اُتر آیا اور تُو نے آسمان پر سے اُن کے ساتھ باتیں کیں اور راست احکام اور سچے قانون اور اچھے آئین و فرمان اُن کو دیئے گئے۔" (نحمیاہ ۹ : ۱۳)۔ اور غیر قوموں کا رسُول" پولُس فرماتا ہے "شریعت پاک ہے اور حُکم بھی پاک اور راست اور اچھا ہے (رومیوں ۷ : ۱۲)۔ یہ دسؔ احکامی شریعت کے سِوا اور کوئی شریعت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہی وہ شریعت ہے جو کہتی ہے تُو لالچ نہ کر۔" (رومیوں ۷ : ۷)

اگرچہ نجات دہندہ کی مَوت نے نقل اور سایہ کی شریعت کا خاتمہ کر دیا تاہم اُس نے اخلاقی شریعت کی پابندی سے ذرا سا بھی اِنحراف گوارا نہیں کیا۔ اِس کے برعکس یہ حقیقت کہ خُداوند مسیح کو شریعت کی عدُولی کا کفّارہ دینے کے لیے موت برداشت کرنی پڑی، اُس کے لاتبدیل ہونے کو ثابت کرتی ہے۔

جو یہ دعوےٰ کرتے ہیں کہ خُداوند مسیح خُدا کی شریعت اور پُرانے عہد نامہ کو منسُوخ کرنے آیا، یہودی عہد کو تاریکی کا زمانہ خیال کرتے اور عبرانیوں کے مذہب کو فقط رسُومات اور دستُورات کا مجموعہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے۔ مُقدّس تواریخ کے تمام صفحات میں جن میں خُدا کے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ اُس کے تعلّقات کا ذکر پایا جاتا ہے، عظیم "میں ہوں" کا صریح اور واضح بیان موجُود ہے۔ اُس نے بنی نوعِ انسان کو اپنی قُدرت اور جلال کے اتنے نمایاں ظہور کبھی نہیں دیئے جتنے کہ اُس وقت دیئے جب فقط

وُہی بنی اسرائیل کا حاکم مانا جاتا تھا اور جب اُس نے اپنے لوگوں کو شریعت دی۔ یہاں کسی اِنسان کے ہاتھ میں حکومت اور اختیار کا عصا نہیں تھا بلکہ اِسرائیل کے نادیدہ بادشاہ کا شاہانہ ظہور بے بیان شان و جلال میں نظر آتا ہے۔

الٰہی حضوری کے اِن تمام مُکاشفات میں خُدا کا جلال مسیح خُداوند کے وسیلہ سے ظاہر ہوا۔ نہ صرف نجات دہندہ کی آمد پر ہی بلکہ آدمؔ کے آزمائش میں گرنے اور مخلصی کے وعدہ کے بعد تمام زمانوں میں "خُدا ..... مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دُنیا کا میل ملاپ" کر رہا تھا (۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۹)۔ مسیح خُداوند آبائی بزرگوں اور نبیوں کے زمانہ اور یہودی عہد میں قُربانیوں کے سلسلہ کی بنیاد اور اُس کا مرکز تھا۔ ہمارے پہلے والدین کے گناہ کے وقت سے لے کر خُدا اور اِنسان کے درمیان کوئی براہِ راست تعلّق نہ رہا۔ باپ نے دُنیا کو خُداوند مسیح کے ہاتھ میں سونپ دیا ہے تاکہ اپنے شفیعانہ کام سے وہ اِنسان کو مخلصی دے اور خُدا کی شریعت کے اختیار اور پاکیزگی کو ثابت کرے۔ آسمان اور گری ہوئی نسلِ انسانی کے درمیان تعلّقات کا تمام سلسلہ مسیح خُداوند کے وسیلہ سے قائم رہا ہے۔ یہ خُدا کا بیٹا ہی تھا جس نے ہمارے پہلے والدین سے مخلصی کا وعدہ کیا۔ یہ وُہی تھا جس نے اپنے آپ کو آبائی بزرگوں اور انبیاء پر ظاہر کیا۔ آدمؔ، نوحؔ، ابرہامؔ، اضحاقؔ، یعقوبؔ اور مُوسیٰؔ سب کے سب نجات کی خُوشخبری کو سمجھتے تھے۔ وہ نجات کا اِنتظار انسان کے **عوضی** اور **ضامن** یعنی مسیح خُداوند کے وسیلہ سے کرتے تھے۔ اِن قدیم مُقدّسوں نے نجات دہندہ کے ساتھ رفاقت رکھی جو مجسّم ہو کر ہماری دُنیا میں آنے کو تھا اور اُن میں سے بعض نے خُداوند مسیح اور آسمانی فرشتوں کے ساتھ رُوبرُو گفتگو کی۔

مسیح خُداوند نہ صرف بیابان میں عبرانیوں کا رہنما تھا، یعنی وہ فرشتہ جس میں یہوّواہ کا نام رہتا تھا اور جو بادل کے ستُون میں ہو کر بنی اِسرائیل کے آگے آگے چلتا تھا، بلکہ بنی اسرائیل کو شریعت دینے والا وہی تھا۔ کوہِ سیناؔ کے ہولناک جلال میں مسیح خُداوند ہی نے اپنے باپ کے دَس احکام کا اِعلان بنی اسرائیل کے سُنتے ہوئے کیا۔ اُسی نے پتھر کی لوحوں پر لکھی ہوئی شریعت موسیٰؔ کو دی۔

یہ خُداوند مسیح ہی تھا جس نے نبیوں کے وسیلہ سے کلام کیا۔ پطرس رسُول مسیحی کلیسیا کو لکھتے ہُوئے فرماتا ہے کہ نبیوں نے "اُس فضل کے بارے میں جو تم پر ہونے کو تھا نبُوّت کی۔ اُنھوں نے اِس بات کی تحقیق کی کہ مسیح کا رُوح جو اُن میں تھا اور پیشتر سے مسیح کے دُکھوں کی اور اُن کے بعد کے جلال کی گواہی دیتا تھا وہ کون سے اور کیسے وقت کی طرف اشارہ کرتا تھا" (۱۔پطرس ۱: ۱۰-۱۱) یہ مسیح خُداوند ہی کی آواز ہے جو پُرانے عہدنامہ میں ہم سے ہمکلام ہوتی ہے "یسُوع کی گواہی نبُوّت کی رُوح ہے" (مُکاشفہ ۱۹: ۱۰)۔

جب خُداوند یسُوع شخصی طور اِنسانوں کے درمیان تھا تو اُس نے لوگوں کی توجّہ پُرانے عہدنامہ کی طرف مبذول کی۔ اُس نے یہودیوں سے کہا "تم کتابِ مُقدّس میں ڈھونڈھتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اِس میں ہمیشہ کی زندگی تمھیں ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے" (یُوحنّا ۵: ۳۹)۔ اُس وقت بائبل مُقدّس فقط پرانے عہدنامہ کی کتابوں پر مُشتمل تھی۔ خُدا کے بیٹے نے پھر فرمایا "اُن کے پاس مُوسیٰ اور انبیاء تو ہیں۔ اُن کی سُنیں" پھر مزید فرمایا "جب وہ موسیٰ اور نبیوں ہی کی نہیں سُنتے تو اگر مُردوں میں سے کوئی جی اُٹھے تو اُس کی بھی نہ مانیں گے" (لوقا ۱۶: ۲۹، ۳۱)۔

رسمی شریعت مسیح خُداوند کے وسیلہ سے دی گئی تھی۔ جب اُس کا ماننا غیر ضروری ہو گیا تو بھی پولُس رسُول نے یہودیوں کے سامنے اُس کا صحیح مقام اور اُس کی قدر و قیمت پیش کی۔ مخلصی کے منصُوبہ میں اُس کے مقام اور مسیح خُداوند کی خدمت میں اُس کے تعلّق کو واضح کیا۔ یہ بزرگ رسُول اِس شریعت کو جلالی شریعت کے نام سے نامزد کرتا ہے جو اُس کے دینے والے خُداوند کی شان کے شایاں ہے۔ مقدِس کی سنجیدہ خدمت میں وہ بیش قیمت سچائیاں پائی جاتی تھیں جن کا اِنکشاف آنے والی پُشتوں میں کیا جانے کو تھا۔ بخُور کا دُھواں جو بنی اِسرائیل کی دُعاؤں کے ساتھ آسمان کی طرف اُٹھتا تھا خُدا کی راستبازی کو ظاہر کرتا ہے اور فقط یہی گنہگار شخص کی دعاؤں کو خُدا کی نظر میں مقبُول بنا سکتا ہے۔ قُربان گاہ پہ جو جانور ذبح کیا جاتا تھا وہ آنے والے مخلصی دہندہ کی گواہی دیتا تھا۔ پاک ترین مقام سے خُدا کی حضُوری کا جلال ظاہرا طور پر چمکتا تھا۔ یُوں

تاریکی اور برگشتگی کے ہر زمانہ میں انسانوں کے دِلوں میں اِیمان کی مشعل جلتی رہی جب تک کہ موعُودہ مسیح کی آمد کا وقت نہ آیا۔

خُداوند یسُوع مسیح اپنے لوگوں کا نُور تھا، بلکہ دُنیا کا نُور، پیشتر اس کے کہ وہ مجسّم ہوکر دُنیا میں آیا۔ رَوشنی کی پہلی کرن، جو گناہ کی تاریکی میں لپٹی ہوئی دُنیا میں چمکی، مسیح خُداوند کی طرف سے صادر ہوئی۔ اور آسمانی نُور کی ہر کرن جو دُنیا کے باشندوں پر چمکی ہے اُسی سے صادر ہوئی ہے۔ مخلصی کے منصُوبہ میں مسیح یسُوع **الفا** اور اومیگا یعنی **اوّل** اور آخر ہے۔

جب سے نجات دہندہ نے گُناہوں کی معافی کے لیے اپنا خُون بہایا اور آسمان کو صعُود فرمایا تاکہ "خُدا کے رُوبرُو ہماری خاطر حاضر ہو" کلوری کی صلیب اور آسمانی مَقدِس کے پاک مقاموں سے روشنی کی دھاریں اور شعاعیں جاری ہیں۔ (عبرانیوں ۹: ۲۴)۔ لیکن زیادہ صاف روشنی کے باعث جو ہمیں عطا کی گئی ہے، ہمیں اُس روشنی کو ردّ نہیں کرنا چاہیئے جو ابتدائی زمانوں میں اُن علامات کے ذریعہ دی گئی تھی جو آنے والے نجات دہندہ کی طرف اشارہ کرتی تھیں۔ مسیح خُداوند کی خوشخبری یہُودی نظام پر روشنی ڈالتی ہے اور رسمی شریعت کو خصُوصیّت بخشتی ہے۔ جب نئی سچائیاں مُنکشف ہوتی ہیں اور اُن باتوں پر جو شروع سے ظاہر کی گئی ہیں، مزید روشنی چمکتی ہے، تو اُس کے برگزیدہ لوگوں کے تعلّقات میں خُدا کی سیرت اور اُس کے مقاصد کا اظہار اور بھی زیادہ صفائی سے واضح ہو جاتا ہے۔ روشنی کی ہر نئی کرن جو ہم کو ملتی ہے وہ ہمیں مخلصی کے منصُوبہ کی اَور بھی زیادہ واضح سمجھ عطا کرتی ہے جس سے اِنسان کی نجات میں الٰہی مرضی کی تکمیل ہوتی ہے۔ ہم اِلہامی کلام میں نئی خُوبصورتی اور زور دیکھتے ہیں اور ہم اُس کے صفحات زیادہ گہری اور جاذِب دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں۔

بہُت سے لوگ یہ رائے پیش کرتے ہیں کہ خُدا نے عبرانیوں اور باقی دُنیا کے درمیان ایک جُدا کرنے والی دیوار قائم کر دی تھی اور یہ بھی کہ خُدا نے بہت حد تک اپنی حفاظت اور محبّت باقی ماندہ اِنسانوں سے ہٹا کر بنی اسرائیل پر نچھاور کر رکھی تھی۔ لیکن خُدا کی یہ تجویز نہیں تھی کہ اُس کے لوگ اپنے دیگر لوگوں کے درمیان جُدائی کی دیوار

قائم کریں۔ خُدا کا لاانتہا محبّت سے بھرا ہوُا دِل تمام دُنیا کے باشندوں پر اپنا اثر ڈال رہا تھا۔ اگرچہ اُنھوں نے اُسے ردّ کر دیا تھا تو بھی وہ اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کرنے اور اُنھیں اپنی محبّت اور فضل میں شامل کرنے کی متواتر کوشش کر رہا تھا۔ خُدا نے برگزیدہ اُمّت کو اِس لیے برکت بخشی تھی تاکہ وہ دُوسروں کے لیے باعثِ برکت ہوں۔

خُدا نے ابرہام کو بُلایا اور اُسے اِقبال مندی اور عزّت بخشی اور خُدا کے اِس آبائی بزرگ کی وفاداری، اُس کی مُسافرت کے تمام مُلکوں میں لوگوں کے لیے ایک نُور تھی۔ ابرہام نے اپنے آپ کو اُن لوگوں سے الگ تھلگ نہ رکھا جو اُس کے آس پاس تھے۔ اُس نے اِرد گرد کی قوموں کے بادشاہوں سے دوستانہ تعلّقات قائم رکھے، اُن میں بعض اُسے بڑی عزّت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اُس کی دیانتداری اور بے غرضی، اُس کی بہادری اور فیاضی خُدا کی سیرت کو ظاہر کرتی تھیں۔ میسوپٹامیہ، کنعان اور مصر یہاں تک کہ سدُوم میں بھی خُدا کے اِس نمائندے کے ذریعہ آسمان کے خُدا کو ظاہر کیا گیا۔

اِسی طرح سے مصر اور اُن سب اقوام پر جن کا اِس طاقتور سلطنت سے تعلّق تھا، خُدا نے اپنے آپ کو یُوسف کے وسیلہ سے ظاہر کیا۔ خُداوند نے یُوسف کو مصریوں کے درمیان اِتنا سر بلند کرنا کیوں پسند کیا؟ وہ بنی یعقوب کے درمیان اپنے مقاصد کو بَر لانے کے لیے کوئی اور ذریعہ مہیا کر سکتا تھا، لیکن اُس نے یُوسف کو ایک نُور مقرر کرنا پسند کیا اور اُس نے اُسے بادشاہ کے محل میں رکھا تاکہ آسمانی روشنی دُور و نزدیک پھیل جائے۔ اپنی دانشمندی، اپنے اِنصاف اور اپنی روزمرّہ کی زندگی کی پاکیزگی اور فیاضی کے ذریعہ، اور لوگوں کے معاملات میں پُوری پُوری دیانت داری ظاہر کرنے کے ذریعہ، خواہ وہ قوم بُت پرست ہی تھی، یُوسف مسیح خُداوند کا ایک نمائندہ تھا۔ اپنے مُحسن کی شخصیت میں جس کی تمام مُلک مصر شکر گزاری اور تعریف کرتا تھا، اِس بُت پرست قوم کو اپنے خالق اور مُخلصی دینے والے کی محبّت کو دیکھنا تھا۔ اِسی طرح سے خُدا نے مُوسیٰ میں بھی، جو دُنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے پایۂ تخت میں رہتا تھا، اپنا نُور رکھا تاکہ جو جاننا چاہیں وہ سب سچے اور

زندہ خُدا کا عِرفان حاصل کر سکیں۔ اور یہ سب روشنی مصریوں کو اُس وقت مُیسّر تھی جب کہ خُدا نے اُنھیں سزا دینے کے لیے ابھی اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔

بنی اسرائیل کی ملکِ مصر سے رہائی کے باعث خُدا کی قُدرت کا علم دُور و نزدیک پھیل گیا۔ یریحو کے قلعہ کے جنگجو لوگ کانپ اُٹھے۔ راحب نے کہا "یہ سب کچھ سُنتے ہی ہمارے دِل پگھل گئے اور تمھارے باعث پھر کسی شخص میں جان باقی نہ رہی۔ کیونکہ خُداوند تمھارا خُدا ہی اُوپر آسمان کا اور نیچے زمین کا خُدا ہے۔" (یشوع ۲ : ۱۱) خروج کے صدیوں بعد فلستیوں کے پُجاریوں نے اپنی قوم کو مصر کی آفتوں کے بارے میں یاد دلایا اور اُنھیں بنی اِسرائیل کے خُدا کا مقابلہ کرنے کے خلاف آگاہی دی۔

خُدا نے بنی اِسرائیل کو بُلایا، اُنھیں برکت دی اور سرفرازی بخشی، نہ صرف اِس لیے کہ اُس کی شریعت کی فرمانبرداری کے ذریعہ فقط وہی اُس کی خوشنُودی حاصل کریں اور اُس کی برکات کے واحِد مالک بن جائیں، بلکہ اِس لیے کہ وہ اُن کے ذریعہ دُنیا کے تمام باشندوں کے سامنے اپنے آپ کو ظاہر کرے۔ اِسی خاص مقصد کو پُورا کرنے کے لیے اُس نے انھیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے آس پاس کی بُت پرست قوموں سے الگ رکھیں۔

بُت پرستی اور وہ سب گُناہ جو اُس کے ساتھ آوارد ہوئے وہ خُدا کی نظر میں نفرت انگیز تھے اور اُس نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ دُوسری قوموں کے ساتھ میل جول نہ رکھیں اور نہ "اُن کے سے کام" کریں اور نہ خُدا کو بھول جائیں (خروج ۲۳ : ۲۴)۔ اُس نے اُن کو حکم دیا کہ وہ بُت پرستوں کے ساتھ شادی بیاہ نہ کریں ایسا نہ ہو کہ اُن کے دِل خُداوند سے برگشتہ ہو جائیں جیساکہ آج کل ضروری ہے اُس وقت بھی ضروری تھا کہ خُدا کے لوگ پاک ہوں اور "اپنے آپ کو دُنیا سے بے داغ" رکھیں۔ اُنھیں اپنے آپ کو دُنیا کے اثر سے محفوظ رکھنا چاہیئے کیونکہ وہ سچائی اور راست بازی کے خلاف ہے۔ لیکن خُدا نہیں چاہتا تھا کہ اُس کے لوگ اپنے آپ کو راست باز خیال کرتے ہوئے دُنیا سے بالکل علیحدہ کر لیں تاکہ اُس پر اُن کا کچھ اثر ہی نہ پڑے۔

اپنے خُداوند کی طرح مسیح یسُوع کے پیراؤں کو ہر زمانہ میں دُنیا کا نُور بننا تھا۔

نجات دہندہ نے فرمایا" جو شہر پہاڑ پر بسا ہے وہ چھُپ نہیں سکتا اور چراغ جلا کر پیمانہ کے نیچے نہیں بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں تو اُس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے" یعنی تمام دُنیا کو۔ اُس نے مزید فرمایا" اِسی طرح تمھاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمھارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمھارے باپ کی جو آسمان پر ہے تمجید کریں"۔ (متی ۵ : ۱۴-۱۶)۔ حنوک، نوح، ابرہام، یُوسف اور موسیٰ نے بالکل ایسا ہی کیا اور خُدا کا بعینہٖ یہی مقصد تھا کہ اُس کی اُمت بنی اِسرائیل ایسا ہی کرے۔

یہ اُن کا اپنا بے یقینی سے بھرا ہُوا دل تھا، جس پر شیطان کا قبضہ تھا، جس نے اُنھیں روشنی کو اردگرد کی قوموں پر چمکانے کی بجائے اُسے چھُپانے پر مائل کیا۔ اُسی بُری رُوح کی وجہ سے اُنھوں نے اپنے آپ کو یا تو غیر قوموں کی بدکاری کی پیروی پر آمادہ کیا یا غُرور و فخر کی وجہ سے اپنے آپ کو اُن سے الگ کر لیا گویا کہ خُدا کی محبت اور حفاظت فقط اُن ہی کا حصّہ تھیں۔

جس طرح بائبل مُقدّس دو شریعتوں کو پیش کرتی ہے، ایک لاتبدیل اور ازلی اور دُوسری عارضی اور چند روزہ، اُسی طرح دو عہد بھی ہیں۔ فضل کا عہد پہلے پہل اِنسان کے ساتھ باغِ عدن میں باندھا گیا، جب کہ آزمائش میں گرنے کے بعد خُداوند کی طرف سے وعدہ کیا گیا تھا کہ عورت کی نسل سانپ کے سر کو کچلے گی۔ سب آدمیوں کے لیے یہ عہد معافی اور آیندہ زندگی کے لیے مسیح یسوع پر ایمان رکھنے کے ذریعہ فرمانبرداری کے لیے خُدا کے مدد کرنے والے فضل کی پیشکش تھا۔ اِس کی بنا پر اُن سے خُدا کی شریعت پر وفادار رہنے کی شرط پر ہمیشہ کی زندگی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یُوں قدیم بزرگوں کو نجات کی اُمید حاصل ہوئی۔

یہی عہد ابرہام کے ساتھ دُہرایا گیا جب اُس سے یہ وعدہ کیا گیا کہ" تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی"۔ (پیدائش ۲۲ : ۱۸)۔ یہ وعدہ مسیح خُداوند کی طرف اِشارہ کرتا تھا۔ اِس لیے ابرہام اُسے سمجھتا تھا اور وہ گناہوں کی معافی کے لیے مسیح خُداوند پر بھروسہ رکھتا تھا۔ (گلتیوں ۳ : ۸، ۱۶) یہی وہ ایمان تھا جو اُس کے لیے راست بازی

رکھا گیا۔ جو عہد ابرہام سے باندھا گیا تھا وہ خدا کی شریعت کے اختیار کو بھی برقرار رکھتا تھا۔ خداوند ابرہام پر ظاہر ہوا اور اُس سے کہا: "مَیں خدائے قادر ہوں تُو میرے حضور میں چل اور کامل ہو" (پیدائش ۱۷: ۱)۔ خدا کے اِس وفادار خادم کے متعلق اس کی گواہی یہ تھی: "ابرہام نے میری بات مانی اور میری نصیحت اور میرے حکموں اور قوانین اور آئین پر عمل کیا" (پیدائش ۲۶: ۵) اور خداوند نے اُسے فرمایا: "اور مَیں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان اُن کی سب پُشتوں کے لیے اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا باندھوں گا تاکہ مَیں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا رہوں" (پیدائش ۱۷: ۷)۔

اگرچہ یہ عہد آدم کے ساتھ باندھا گیا تھا اور ابرہام کے ساتھ دُہرایا گیا تھا تاہم مسیح خداوند کی موت سے پہلے اُس کی تصدیق نہ ہو سکتی تھی۔ یہ مخلصی کی خوشخبری کے پہلی مرتبہ دیئے جانے کے وقت سے خدا کے وعدہ کے ذریعہ قائم تھا۔ اُسے ایمان کے ذریعہ قبول کیا گیا تھا، تاہم جب مسیح خداوند نے اُس کی تصدیق کر دی تو وہ "**نیا عہد**" کہلایا۔ اِس عہد کی بُنیاد خدا کی شریعت تھی جو محض اِنسانوں کو از سرِ نو خدا کی مرضی کی مطابقت میں لانے اور اُنھیں اُس حالت پر بحال کرنے کا انتظام تھا جہاں وہ خدا کی شریعت پر عمل کر سکتے تھے۔

ایک اور معاہدہ جسے پاک نوشتوں میں "پُرانا" عہد کیا گیا ہے۔ خدا اور بنی اسرائیل کے درمیان کوہِ سینا پر کیا گیا تھا اور ایک قربانی کے خون سے اُس کی تصدیق کی گئی تھی۔ ابراہیمی عہد کی تصدیق مسیح خداوند کے خون سے ہوئی اور وہ "دُوسرا" یا "نیا" عہد کہلاتا ہے کیونکہ جس خون سے اُس پر مُہر ہوئی وہ پہلے عہد کے خون کے بعد بہایا گیا تھا۔ نیا عہد ابرہام کے زمانہ میں قائم تھا اور یہ اِس حقیقت سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت اُس کی تصدیق خدا کے وعدہ اور قسم دونوں کے ذریعہ کی گئی تھی یعنی "دو بے تبدیل چیزوں کے باعث جن کے بارے میں خدا کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں" (عبرانیوں ۶: ۱۸)۔

لیکن اگر ابراہیمی عہد میں مخلصی کا وعدہ شامل تھا تو کوہِ سینا پر ایک اَور عہد کیوں

باندھا گیا؟ اِس لیے کہ غلامی کے دَوران لوگوں نے بہُت حد تک خُدا کے علم اور ابراہیمی عہد کے اصُولات کو نظر انداز کر دیا تھا۔ اُنھیں مصر سے رہائی دینے میں خُدا اُن پر اپنی قدرت اور رحمت آشکارا کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ اُسے پیار کرنا اور اُس پر بھروسہ رکھنا سیکھیں۔ وہ اُنھیں بحرِ قلزم کے کنارے لایا، جہاں مصری اُن کا تعاقب کر رہے تھے اور جہاں اُن کی رہائی کی کوئی صُورت نظر نہ آتی تھی تاکہ وہ اپنی پوُری پوُری بے بسی اور خُدا کی مدد کا احساس کر سکیں اور تب اُس نے اُن کے لیے رہائی بھیجی۔ یوُں وہ خُدا کی محبّت اور شکر گزاری اور اُس کی مدد کرنے والی قدرت کے اِعتماد سے بھر گئے۔ مصر کی غلامی سے رہا کرنے والا ثابت کر کے اُس نے اُنھیں اپنے ساتھ متّحد کر لیا تھا۔

لیکن ایک اَور بڑی صداقت کو اُن کے دماغ پر نقش کرنا ضروری تھا۔ بُت پرستی اور بُرائی کے درمیان رہتے ہوُئے اُنھیں خُدا کی پاکیزگی کی حقیقی پہچان اور اپنے دِلوں کی گھنونی حالت' خُدا کی شریعت پر اپنی قوّت میں عمل کرنے کی نا اہلیّت اور نجات دہندہ کی ضرورت کا علم نہ رہا تھا۔ اِن تمام باتوں کو سکھانے کی ضرورت تھی۔

خُدا اُنھیں کوہِ سینا پر لایا، اُس نے اپنا جلال ظاہر کیا، اُس نے اُنھیں اپنی شریعت عطا کی اور اُن سے یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ فرمانبرداری کریں گے تو وہ اُنھیں بڑی بڑی برکات بخشے گا۔ "اگر تم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو... تو... تم میرے لیے کاہنوں کی ایک مملکت اور مُقدّس قوم ہو گے۔" (خرُوج ۱۹: ۵، ۶)۔ لوگوں نے اپنے دلوں کی گھنونی حالت کا احساس نہ کیا اور نہ ہی یہ احساس کیا کہ بغیر مسیح خُداوند کے ان کے خُدا کی شریعت پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ اِس لیے اُنھوں نے جلد بازی سے خُدا کے ساتھ عہد باندھ لیا۔ یہ محسُوس کرتے ہوُئے کہ وہ اپنی صداقت کو قائم کر سکتے ہیں اُنھوں نے یہ کہا کہ "جو کچھ خُداوند نے فرمایا ہے اُس سب کو ہم کریں گے اور تابع رہیں گے۔" (خرُوج ۲۴: ۷) اُنھوں نے ہَولناک جلال میں شریعت کا اِعلان کیے جانے کا مشاہدہ کیا تھا اور پہاڑ کے سامنے خوف کے مارے وہ کانپ اُٹھے تھے، تاہم چند ہی ہفتوں میں اُنھوں نے اُس عہد کو توڑ ڈالا جو اُنھوں نے خُدا کے ساتھ باندھا تھا اور

ایک ڈھالی ہوئی مُورت کی پُوجا کے لیے جھک گئے۔ وہ اُس عہد کے ذریعہ، جِسے اُنھوں نے توڑ دیا تھا، خُدا کی خوشنُودی حاصل کرنے کی اُمید نہ کر سکتے تھے اور اب اپنی گنہگاری اور اپنی معافی کی ضرورت کا خیال کرتے ہُوئے اُنھیں اُس نجات دہندہ کی ضرورت کا اِحساس دلایا گیا جس کا اِنکشاف ابراہیمی عہد میں پایا جاتا تھا اور جو قُربانیوں کی نقل اور عکس کے ذریعہ ظاہر کیا گیا تھا۔ اب وہ اِیمان اور محبّت کے ذریعہ خُدا کو گُناہ کی غلامی سے رہا کرنے والا تسلیم کرتے ہُوئے اُس سے وابستہ ہو گئے۔ اب وہ نئے عہد کی برکات کی قدر کرنے کے لیے تیار تھے۔

پُرانے عہد کی شرائط یہ تھیں کہ فرمانبرداری کرو اور زندہ رہو۔" اگر کوئی عمل کرے تو وہ اُن ہی کی بدولت جیتا رہے گا۔" (حزقی ایل ۲۰ : ۱۱؛ احبار ۱۸ : ۵)۔ لیکن" لعنت اُس پر جو شریعت کی باتوں پر عمل کرنے کے لیے اُن پر قائم نہ رہے۔" (استثناء ۲۷ : ۲۶) "نیا عہد" "بہتر وعدوں" پر قائم کیا گیا تھا یعنی گُناہوں کی معافی، دِل کو ازسرِ نَو پیدا کرنے کے لیے خُدا کے فضل، اور اُسے خُدا کی شریعت کے اصُولوں کی مُطابقت میں لانے کے وعدے۔" بلکہ یہ وہ عہد ہے جو مَیں اُن دنوں کے بعد اسرائیل کے گھرانے سے باندھوں گا۔ خُداوند فرماتا ہے۔ مَیں اپنی شریعت اُن کے باطن میں رکھوں گا اور اُن کے دِل پر اُسے لکھوں گا۔۔۔ مَیں اُن کی بدکرداری کو بخش دُوں گا اور اُن کے گُناہ کو یاد نہ کروں گا۔" (یرمیاہ ۳۱ : ۳۳، ۳۴)۔

وُہی شریعت جو پتّھر کی لَوحوں پر لکھی گئی تھی رُوحُ القدس کے ذریعہ دل کی تختیوں پر لکھی گئی ہے۔ اپنی راستبازی پر فخر کرنے کی بجائے ہم مسیح خُداوند کی راست بازی کو قبول کرتے ہیں۔ اُس کا خُون ہمارے گُناہوں کا کفّارہ دیتا ہے۔ اُس کی فرمانبرداری ہماری خاطر قبول ہو جاتی ہے۔ تب رُوحُ القدس کے ذریعہ ازسرِ نَو پیدا ہونے والے دِل سے" رُوح کے پھل" ظاہر ہوں گے۔ مسیح خُداوند کے فضل سے ہم خُدا کی شریعت و فرمانبرداری میں، جو ہمارے دلوں پر لکھی گئی ہے، زندگی بسر کریں گے۔ مسیح خُداوند کی رُوح رکھتے ہوئے ہم ویسے ہی چلیں جیسے وہ چلتا تھا۔ نبی کے ذریعہ اُس نے

اپنے متعلق فرمایا" اَے میرے خُدا! میری خوشی تیری مرضی پُوری کرنے میں ہے بلکہ تیری شریعت میرے دِل میں ہے" (زبُور ۴۰: ۸)۔ اور جب وہ اِنسانوں کے درمیان تھا تو اُس نے کہا:" اُس (باپ) نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا کیونکہ مَیں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں جو اُسے پسند آتے ہیں" (یوحنّا ۸: ۲۹)۔

پولُس رسُول نئے عہد کے مطابق ایمان اور شریعت کے تعلّق کو صفائی کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے:" پس جب ہم ایمان سے راستباز ٹھہرے تو خُدا کے ساتھ اپنے خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلہ سے صُلح رکھیں" " پس کیا ہم شریعت کو ایمان سے باطل کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ شریعت کو قائم رکھتے ہیں"" اس لیے کہ جو کام شریعت جسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی" یعنی وہ انسان کو راستباز نہ ٹھہرا سکتی تھی اِس لیے کہ انسان اپنی گناہ آلُودہ سیرت کی وجہ سے شریعت پر عمل نہیں کرسکتا،" وہ خُدا نے کیا یعنی اُس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلُودہ جسم کی صورت میں اور گُناہ کی قُربانی کے لیے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا تاکہ شریعت کا تقاضا ہم میں پُورا ہو جو جسم کے مطابق نہیں بلکہ رُوح کے مُطابق چلتے ہیں" (رومیوں ۵: ۱؛ ۳: ۳۱؛ ۸: ۳، ۴)۔

خُدا کا کام ہر زمانہ میں یکساں ہے اگرچہ مختلف زمانوں میں اِنسان کی ضروریات کو پُورا کرنے کے لیے اُس کے کام کی ترقّی کے درجے مختلف اور اُس کی قُدرت کے اظہارات مُتفرّق رہے ہیں۔ نجات کی خوشخبری کے سب سے پہلے وعدہ سے شروع کرکے آبائی بزرگوں اور یہودیوں کے زمانوں میں، بلکہ موجُودہ زمانہ تک بھی مُخلصی کے منصُوبہ میں خُدا کے مقاصد کا بتدریج اِنکشاف ہوتا رہا ہے۔ یہ نجات دہندہ جس کی علامت یہودی رسمی شریعت کی خدمات اور رسُومات میں پائی جاتی تھی، بعینہٖ وُہی نجات دہندہ ہے جسے انجیل مُقدّس نے آشکارا کیا ہے۔ وہ بادل جو اُس کی الٰہی صُورت کو ڈھانپے ہُوئے تھے اب چھٹ گئے ہیں، دُھند اور سائے غائب ہو گئے ہیں اور یسُوع مسیح جو دُنیا کا فدیہ دینے والا ہے پُورے طور پر آشکارا ہو چکا ہے۔ جس نے کوہِ سینا

پر شریعت کا اعلان کیا اور موسیٰ کو رسمی شریعت کے قوانین دیئے، بعینہٖ وُہی ہے جس نے پہاڑی وعظ پیش کیا۔ خُدا سے محبّت کرنے کے وہ بڑے اصُول جنھیں اُس نے شریعت اور نبیوں کے صحیفوں کی بُنیاد کے طور پر مقرّر کیا محض اُن باتوں کا دُہرانا تھا جو اُس نے مُوسیٰ کے ذریعہ عبرانی لوگوں سے کہیں تھیں: "سُن اَے اِسرائیل! خُداوند ہمارا خُدا ایک ہی خُداوند ہے۔ تو اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خُداوند اپنے خُدا سے محبّت رکھ۔" "اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبّت کرنا۔" (استثنا ۶: ۴، ۵؛ احبار ۱۹: ۱۸) دونوں زمانوں میں اُستاد ایک ہی ہے۔ خُدا کے تقاضات وُہی ہیں۔ اُس کی حکُومت کے اصُولات ایک ہی ہیں۔ کیونکہ سب کچھ اُسی سے صادر ہوا ہے" جس میں نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ گردش کے سبب سے اُس پر سایہ پڑتا ہے۔" (یعقوب ۱: ۱۷)

سینا سے قادس تک

مقدس کی تعمیر کا آغاز بنی اسرائیل کے کوہِ سینا پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد تک نہ ہوا اور اس مقدس عمارت کو مصر سے نکلنے کے دوسرے سال کے شروع میں کھڑا کیا گیا۔ اس کے بعد کاہنوں کی مخصوصیت کی رسم ادا کی گئی، فسح منائی گئی، قوم کا شمار کیا گیا اور دیگر مختلف انتظامات جو ان کے ملکی اور دینی نظام کے لیے ضروری تھے پایۂ تکمیل کو پہنچے یہاں تک کہ کوہِ سینا پر ڈیرے لگائے ہوئے تقریباً ایک سال گزر گیا۔ یہاں اُن کے طریقۂ عبادت نے ایک مخصوص صورت اختیار کی اور اُن کو ملکی طرزِ حکومت کے آئین دیئے گئے اور بہتر نظامِ حکومت مکمل کیا گیا اس سے پیشتر کہ وہ سرزمینِ کنعان میں داخل ہونے کے لیے تیار ہوں۔

اسرائیل کے طرزِ حکومت میں نہایت ہی کامل نظام پایا جاتا تھا جو ہر دو کاملیت اور سادگی کے اعتبار سے عجیب و غریب تھا۔ وہ ترتیب، جس کا مظاہرہ خدا کی تمام خلقت کے کاموں کی کاملیت اور نظم و نسق میں اس قدر حیران کن انداز سے ہوتا ہے، سب عبرانی نظام میں نظر آتی تھی۔ خدا اختیار اور حکومت کا مرکز اور بنی اسرائیل کا شاہنشاہ تھا۔ موسیٰ اُن کا ظاہری رہنما تھا جسے خدا نے مقرر کیا تھا تاکہ اُس کے نام میں خدا کے دیئے ہوئے آئین کے مطابق حکمرانی کرے۔ بعد میں بارہ قبیلوں کے بزرگوں میں سے ستر اشخاص کی مجلس چنی گئی تاکہ قوم کے امورِ عامہ میں موسیٰ کی مدد کریں۔ اس کے بعد کاہن تھے جو مقدِس میں خداوند سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ سردار یا رئیس قبیلوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ ان کے نیچے ہزاروں کے سردار اور سینکڑوں کے سردار اور پچاس پچاس کے سردار اور دس دس کے سردار حاکم تھے اور سب سے آخر وہ عہدہ دار تھے جو خاص فرائض کی انجام دہی کے لیے مقرر کیے جا سکتے تھے۔" (استثنا ۱: ۱۵)۔

عبرانی لشکرگاہ کو خاص انداز سے ترتیب دی گئی تھی۔ اُسے تین بڑے حصّوں میں مُنقسم کیا گیا تھا اور اُن میں سے ہر ایک کی لشکرگاہ میں مخصوص جگہ تھی۔ عین مرکز میں مَقدِس واقع تھا جو نادیدہ بادشاہ کی سکونت گاہ تھا۔ اِس کے اردگرد کاہنوں اور لاویوں کی سکونت تھی۔ ان کے بعد باقی سب قبیلے خیمہ زن تھے۔

لاویوں کو لشکرگاہ میں اور سفر کے وقت مَقدِس اور جو کچھ اُس سے متعلق تھا اُس سب کی ذمّہ داری سونپی گئی تھی۔ جب بنی اِسرائیل کُوچ کرتے تھے تو وہ مُقدّس مسکن کو اکھیڑتے اور جب قیام گاہ پر پُہنچ جاتے تو اُسے کھڑا کر دیتے تھے۔ کسی اور قبیلہ کے شخص کو اُس کے قریب آنے کی اجازت نہ تھی ورنہ اُس کی سزا موت تھی۔ لاویوں کو لاوی کے تین بیٹوں کی اولاد کے حساب سے تین بڑے گروہوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر ایک کو اُس کی مُقرّرہ جگہ اور کام سونپا گیا تھا۔ مَقدِس کے سامنے اُس کے بالکل قریب موسیٰ اور ہارون کے ڈیرے تھے۔ جنوب کی طرف قہاتیوں کے ڈیرے تھے، جن کا فرض عہد کے صندوق اور دیگر سامان کی حفاظت کرنا تھا، شمال کی طرف بنی مراری تھے جن کے ذمّہ مسکن کے ستونوں، خانوں اور تختوں وغیرہ کی حفاظت تھی۔ اُن کے پیچھے بنی جیرسون تھے جنھیں پردوں کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

ہر قبیلہ کی جگہ مقرر تھی۔ ہر قبیلہ کو اپنے اپنے جھنڈے کے پاس پاس کوچ ومقام کرنا تھا جیسے خُداوند نے حکم دیا تھا کہ "بنی اِسرائیل اپنے اپنے ڈیرے اپنے اپنے جھنڈے کے پاس اور اپنے اپنے آبائی خاندان کے عَلَم کے ساتھ خیمۂ اجتماع کے مقابل اور اُس کے گِرداگِرد لگائیں۔" "اور جس طرح سے لاوی ڈیرے لگائیں اُسی طرح وہ اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے جھنڈے کے پاس پاس چلیں۔" (گنتی ۲:۲، ۱۷)۔ جو ملی جُلی بھیڑ مصر سے بنی اسرائیل کے ساتھ ہولی تھی اُنھیں باقی قبیلوں کے ڈیروں میں سکونت کرنے کی اجازت نہ تھی بلکہ اُنھیں خیمہ گاہ کی حدود پر سکونت کرنی تھی اور اُن کی اولاد کو تیسری پُشت تک جماعت سے علیحدہ رکھا جاتا تھا۔ (استثنا ۲۳: ۷، ۸)۔

لشکرگاہ میں اور اُس کے اِردگِرد صفائی میں پُوری پُوری اِحتیاط اور نظم ونسق میں

سخت پابندی کے احکام جاری کیے گئے۔ حفظانِ صحت کے کڑے قوانین نافذ تھے۔ ہر شخص جو کسی وجہ سے ناپاک ہو گیا ہو اُسے لشکر گاہ میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تھا۔ اِس قدر بڑی بھیڑ کے درمیان صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ایسی تدابیر لازمی تھیں اور یہ بھی ضروری تھا کہ کامل ترتیب اور پاکیزگی کو برقرار رکھا جائے تاکہ بنی اسرائیل پاک خُدا کی حضوری سے شادمانی حاصل کر سکیں۔ اُس نے یہ فرمایا: "اِس لیے کہ خُداوند تیرا خُدا تیری خیمہ گاہ میں پھرا کرتا ہے تاکہ تجھ کو بچائے اور تیرے دُشمنوں کو تیرے ہاتھ میں کر دے سو تیری خیمہ گاہ پاک رہے۔" (استثنا ۲۳ : ۱۴)۔

بنی اسرائیل کے تمام سفر میں خُداوند کے عہد کا صندُوق اُن کے لیے آرام گاہ تلاش کرتا ہوا اُن کے آگے آگے چلتا رہا۔" (گنتی ۱۰ : ۳۳) بنی قہات مُقدّس صندُوق کو اُٹھا کر جس میں خُدا کی پاک شریعت تھی جماعت کے آگے آگے چلتے تھے۔ اُس کے کُوچ کرنے سے پہلے موسیٰ اور ہارون اور کاہن، جن کے پاس چاندی کے نرسنگے تھے، قریب ہی کھڑے رہتے تھے۔ یہ کاہن موسیٰ سے ہدایات حاصل کرتے تھے جو وہ نرسنگوں کے ذریعہ بنی اسرائیل تک پہنچا دیتے تھے۔ ہر جماعت کے سرداروں کا یہ فرض ہوتا تھا کہ وہ تمام نقل و حرکت کے متعلق خاص ہدایات سمجھا دیں جو نرسنگے کے ذریعہ دی جاتی تھیں۔ جو کوئی اِن ہدایات کے مُطابق عمل کرنے سے غفلت کرتا تھا وہ مَوت کا سزاوار ہوتا تھا۔

خُدا ترتیب کا خُدا ہے۔ آسمان کی تمام باتوں میں کامل ترتیب پائی جاتی ہے، اطاعت اور کامل نظم و ضبط فرشتوں کے لشکر کی تمام حرکات میں پایا جاتا ہے۔ کامیابی محض ترتیب اور مُتحدہ عمل ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ خُدا اپنے کام میں آج کل بنی اسرائیل کے زمانہ سے کسی طرح کم ترتیب اور نظام کا تقاضا نہیں کرتا۔ وہ سب جو اُس کے لیے کام کرتے ہیں اُنھیں عقلمندی کے ساتھ محنت کرنا ہے نہ کہ لاپروائی اور اُدھورے پن سے۔ وہ چاہتا ہے کہ اُس کا کام ایمان اور کامل دُرستی کے ساتھ کیا جائے تاکہ وہ اپنی پسندیدگی کی مہر اُس پر لگا سکے۔

بنی اِسرائیل کے تمام سفر میں خُدا نے خود اُن کی رہنمائی کی۔ اُن کی خیمہ گاہ کا انتخاب بادل کے اُترنے سے ظاہر کیا جاتا تھا اور جب تک اُنھیں وہاں قیام کرنا ہوتا تھا تب تک وہ بادل مَقدِس پر ٹھہرا رہتا تھا۔ جب اُنھیں اپنا سفر شروع کرنا ہوتا تھا تو وہ پاک مَسکن کے اُوپر بلند ہو جاتا تھا۔ کُوچ و مقام دونوں موقعوں پر ایک سنجیدہ دُعا کی جاتی تھی: "اور صندُوق کے کُوچ کے وقت موسٰی یہ کہا کرتا، اُٹھ اَے خُداوند تیرے دشمن پراگندہ ہو جائیں اور جو تجھ سے کینہ رکھتے ہیں وہ تیرے آگے سے بھاگیں اور جب وہ ٹھہر جاتا تو وہ یہ کہتا تھا کہ اَے خُداوند! ہزاروں ہزار اِسرائیلیوں میں لوٹ کر آجا۔" (گنتی ۱۰: ۳۵، ۳۶)۔

کوہِ سینا اور قادس کے درمیان جو کنعان کی سرحد پر واقع تھا، فقط گیارہ دِن کی منزل تھی اور اِس خوشنما سرزمین میں جلد داخل ہونے کی خاطر بنی اسرائیل کے لشکروں نے کُوچ کیا جب کہ بادل نے آخر کار آگے بڑھنے کا اِشارہ کیا۔ اُنھیں مصر سے نکال لانے میں خُداوند نے عجیب و غریب کام کیے تھے اور اب جبکہ اُنھوں نے بطور خُدائے قادر کی برگزیدہ قوم کے باقاعدہ طور پر اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لینے کا عہد باندھا تھا تو کَونسی اَیسی برکات تھیں جن کی وہ توقّع نہیں کر سکتے تھے؟

تاہم بعض نے اُس جگہ، جہاں اُنھوں نے اِتنا عرصہ قیام کیا تھا، کُوچ کرنے میں پس و پیش کی۔ وہ اِس مقام ہی کو اپنا وطن سمجھنے لگ گئے تھے۔ اُن سنگین چٹانوں کی فصیلوں کی پناہ میں خُدا نے اپنے لوگوں کو، باقی تمام قوموں سے الگ کر کے جمع کیا تھا تاکہ اپنی شریعت اُنھیں عطا کرے۔ وہ اِس مُقدّس پہاڑ کو دیکھنا پسند کرتے تھے، جس کی سفید چوٹیوں اور خشک پہاڑیوں پر خُداوند کا جلال کئی دفعہ آشکارا کیا گیا تھا۔ یہ نظّارہ خُدا اور پاک فرشتوں کی حضُوری کے ساتھ اِس قدر گہرے طور پر وابستہ ہو چکا تھا کہ اُسے لاپروائی سے یا خوشی سے یُونہی چھوڑ دینا دُشوار معلوم ہوتا تھا۔

تو بھی نرسنگا بجانے والوں کے اِشارہ پر تمام جماعت آگے روانہ ہو گئی۔ مَقدِس کو اُٹھا کر درمیان میں لے جایا جا رہا تھا اور ہر قبیلہ اپنی اپنی مقرّرہ جگہ میں اپنے اپنے

جھنڈے تلے تھا۔ سب جماعت کی نگاہیں بادل کی طرف بڑے اشتیاق سے تاک رہی تھیں کہ وہ کس طرف اُن کی رہنمائی کرے گا۔ جب وہ مشرق کی طرف چلنے لگا جہاں فقط کالے اور سُنسان پہاڑ پرے باندھے کھڑے تھے، تو بہُت سے لوگوں کے دلوں میں افسوس اور شک پیدا ہونے لگا۔

جب وہ آگے بڑھے تو راستہ اور بھی دُشوار گزار ہو گیا۔ اُن کی راہ خشک نالوں اور بنجر پہاڑیوں میں سے گزرتی تھی۔ اُن کے چاروں طرف بڑا بیابان تھا یعنی بنجر اور گڑھوں کی زمین" "خشکی اور موت کے سایہ کی سرزمین" ایسی سرزمین" جہاں سے نہ کوئی گزرتا اور نہ کوئی بُودوباش کرتا تھا۔" (یرمیاہ ۲: ۶) چٹانوں کی گھاٹیاں، دُور و نزدیک، مردوں، عورتوں، بچّوں، جانوروں اور چھکڑوں اور مویشیوں اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑوں اور گلّوں سے بھری ہُوئی تھیں۔ اِس لیے اُن کی رفتار سُست اور ماندہ کرنے والی تھی، اور یہ بڑا گروہ جو مدّت تک قیام کرتا رہا تھا، راستہ کے خطرات اور مُشکلات کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔

تین روز کے سفر کے بعد کُھلم کُھلا شکایات سُننے میں آئیں۔ اُن کا آغاز ملی جُلی بھیڑ سے ہُوا، جن میں سے زیادہ لوگ بنی اسرائیل کے ساتھ پُورے طور پر مُتّحد نہ تھے، اور جو برابر کوئی نہ کوئی الزام لگانے کا سبب ڈھونڈھتے رہتے تھے۔ یہ شاکی کُوچ کی سمت سے خوش نہ تھے، وہ برابر اُس راستہ کی شکایت کر رہے تھے جس میں سے مُوسیٰ اُن کو لے جا رہا تھا، حالانکہ وہ بخُوبی جانتے تھے کہ موسیٰ اور وہ خود رہنمائی کرنے والے بادل کی پیروی کر رہے ہیں۔ بے قناعتی مُتعدّی ہے اور وہ بہت جلد تمام لشکر گاہ میں پھیل گئی۔

اب وہ پھر گوشت کھانے کے لیے شور مچانے لگے۔ گو اُنھیں من خُوب مہیّا کیا گیا تھا تو بھی وہ آسُودہ نہ تھے۔ مصر کی غلامی کے دَوران بنی اسرائیل کو مجبُوراً سب سے سادہ اور سستی خوراک پر گُزارہ کرنا پڑتا تھا لیکن شدّت کی بھُوک جو فاقوں اور مشقّت کی وجہ سے پیدا ہوتی تھی اُسے مزے دار بنا دیتی تھی۔ تاہم بہُت سے مصری

جو اَب اُن کے درمیان تھے عیش و عشرت کے کھانوں کے عادی تھے اور یہی سب سے پہلے شکایت کرتے تھے۔ مَن کے دیئے جانے کے وقت، بنی اسرائیل کے کوہ سینا پُہنچنے سے ذرا پہلے، خُدا نے اُنھیں بُڑ بڑانے پر گوشت کھانے کو دیا تھا، لیکن وہ فقط ایک دن کے لیے مہیّا کیا گیا تھا۔

خُدا اُنھیں گوشت اِتنی ہی آسانی سے دے سکتا تھا جتنی آسانی سے اُس نے مَن دیا تھا۔ لیکن اُن کی خوراک پر اُن کی بھلائی کے لیے ایک پابندی عائد کی گئی۔ اِس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اُنھیں اُن کی ضروریات کے مناسبِ حال بہتر خوراک عطا کرے بہ نسبت اُس حرارت، پیدا کرنے والی خوراک کے جس کے وہ مصر میں عادی ہو گئے تھے۔

بگڑی ہُوئی اِشتہا کو تندرستی کے بہتر معیار پر لانا مقصُود تھا تاکہ وہ اُس خوراک سے لُطف اندوز ہو سکیں جو شروع شروع میں اِنسان کو دی گئی تھی یعنی زمین کے پھل جو خُدا نے آدم و حوّا کو باغِ عدن میں اِبتدا میں دیئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بنی اِسرائیل کو بہت حد تک جانوروں کے گوشت کی خوراک سے محروم رکھا گیا تھا۔

شیطان نے اُن کی آزمائش کی کہ وہ اِس پابندی کو بے انصافی اور ظُلم سمجھیں۔ اُس نے اُن سے ممنُوعہ چیزوں کی خواہش کروائی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بے ضبط اشتہا کی تابع داری شہوت پیدا کر دے گی اور اِس طریقہ سے لوگ زیادہ آسانی سے اُس کے قابُو میں آجائیں گے۔ بیماری اور دُکھ تکلیف کا بانی اِنسانوں پر اِس طریقہ سے حملہ کرتا ہے کہ اُسے سب سے زیادہ کامیابی حاصل ہو سکے۔ اِشتہا کے متعلق آزمائشیں پیش کرنے سے اُس نے حوّا کو ممنُوعہ پھل کھانے کے لیے ورغلانے کے وقت سے لے کر انسانوں کو بہت حد تک گُناہوں میں پھنسایا ہے۔ اِسی طریقہ سے اُس نے بنی اِسرائیل کو خُدا کے خلاف بُڑبڑانے کے لیے اُکسایا، کھانے پینے میں بد پرہیزی، جو شہوانی جذبات کو بھڑکاتی ہے، اِنسانوں کے لیے راہ تیار کر دیتی ہے کہ وہ تمام اَخلاقی فرائض سے لاپروا ہو جائیں۔ جب اُن پر آزمائشیں حملہ کرتی ہیں تو اُن کا مقابلہ

کرنے کی اُن میں بہت کم طاقت ہوتی ہے۔

خُدا بنی اِسرائیل کو ملکِ مصر سے اِس لیے نکال لایا تاکہ وہ انھیں ملکِ کنعان میں پاکیزہ، مُقدّس اور خوشحال اُمّت کے طور پر آباد کرے۔ اِس مقصد کو پُورا کرنے کے لیے اُس نے اُنھیں اُن کے اور اُن کی اولاد کے لیے تربیت اور ضبط کے تحت رکھا۔ اگر وہ خُدا کی دانشمندانہ پابندیوں کی فرمانبرداری کرتے ہُوئے اپنی اِشتہا کا اِنکار کرنے کے لیے رضامند ہوتے تو اُن کے درمیان کمزوری اور بیماری نام کو بھی نہ ہوتی۔ اُن کی اولاد میں جسمانی اور دماغی دونوں قسم کی قوّتیں پائی جاتیں۔ وہ سچائی اور اپنے فرائض کے متعلق پُوری سمجھ رکھتے، اُن میں اعلیٰ قوّتِ امتیاز اور صحیح قوّتِ فیصلہ ہوتی لیکن خُدا کے تقاضات اور پابندیوں کی فرمانبری کرنے کے لیے مُستعِد نہ ہونے کی وجہ سے وہ بہُت حد تک اُس اعلیٰ معیار تک پہنچنے میں قاصر رہے، جہاں خُدا چاہتا تھا کہ وہ پہُنچیں اور اُن برکات کو حاصل کرنے میں ناکام رہے جو وہ اُن پر نازل کرنے کے لیے تیار تھا۔

زبُور نویس فرماتا ہے: "اور انھوں نے اپنی خواہش کے مُطابق کھانا مانگ کر اپنے دِل میں خُدا کو آزمایا بلکہ وہ خُدا کے خِلاف بکنے لگے اور کہا کیا خُدا بیابان میں دسترخوان بچھا سکتا ہے؟ دیکھو! اُس نے چٹان کو مارا تو پانی پھُوٹ نکلا اور ندیاں بہنے لگیں۔ کیا وہ روٹی بھی دے سکتا ہے؟ کیا وہ اپنے لوگوں کے لیے گوشت مہیّا کردیگا؟ پس خُداوند سُن کر غضب ناک ہوُا۔" (زبُور ۷۸: ۱۸-۲۱)۔ بحرِ قلزم سے لے کر کوہِ سینا تک سفر کے ایّام میں اکثر شکایات اور ہنگامے برپا ہُوئے لیکن خُدا نے اُن کی نادانی اور اندھے پن پر ترس کھا کر اُن کے گُناہوں کی سزا اُنھیں نہ دی تھی۔ لیکن اُس کے بعد خُدا نے حورِب پر اپنے آپ کو اُن پر آشکارا کیا تھا۔ اُنھیں بڑی روشنی حاصل ہوئی تھی کیونکہ اُنھوں نے خُدا کی عظمت، قُدرت اور رحم کو دیکھا تھا اور اُن کی بے ایمانی اور بے قناعتی نے اُن کے جُرم کو اور بھی سنگین کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں اُنھوں نے یہوواہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے اور اُس کے اختیار کو ماننے کا عہد کر لیا تھا۔ اب اُن کا

بڑبڑانا بغاوت تھی اور اِس لحاظ سے اُس کی فوری اور نمایاں سزا دی جانی لازمی تھی تاکہ بنی اِسرائیل کو بہتری اور بربادی سے محفوظ رکھا جائے۔ "خُداوند کی آگ اُن کے درمیان جل اُٹھی اور لشکرگاہ کو ایک کنارے سے بھسم کرنے لگی۔" (گنتی ۱۱: ۱)۔ شکایت کرنے والوں میں جو سب سے زیادہ مجرم تھے اُنھیں بجلی نے بادل سے نکل کر بھسم کر دیا۔

لوگوں نے دہشت زدہ ہو کر مُوسیٰ سے درخواست کی کہ خُداوند سے اُن کی خاطر اِلتجا کرے۔ مُوسیٰ نے ایسا ہی کیا اور آگ بُجھ گئی۔ اِس سزا کی یادگار میں اُس نے اس جگہ کا نام "تبعیرہ" یعنی "جلنا" رکھا۔

لیکن بہت جلد یہ بُرائی پہلے سے بھی بدتر ہو گئی۔ پس ماندگان کو عاجزی اور توبہ کی طرف مائل کرنے کی بجائے اِس ہولناک سزا نے اُن میں بظاہر اور بھی زیادہ کُڑکُڑاہٹ پیدا کر دی۔ سب طرف لوگ اپنے خیموں کے دروازوں پر جمع ہو کر رونے اور ماتم کرنے لگے۔" اور جو ملی جُلی بھیڑ اِن لوگوں میں تھی وہ طرح طرح کی حرص کرنے لگی اور بنی اسرائیل بھی پھر رونے اور کہنے لگے کہ ہم کو کون گوشت کھانے کو دے گا؟ ہم کو وہ مچھلی یاد آتی ہے جو ہم مصر میں مُفت کھاتے تھے اور ہائے وہ کھیرے اور وہ خربُوزے اور وہ گندنے اور پیاز اور لہسن۔ لیکن اب تو ہماری جان خُشک ہو گئی۔ یہاں کوئی چیز میسّر نہیں اور مَن کے سوا ہم کو اور کچھ دِکھائی نہیں دیتا۔" (گنتی ۱۱: ۴-۷)۔ اِس طرح اُنھوں نے اُس خوراک کے لیے جو اُن کے خالق نے اُن کے لیے مہیّا کی تھی، بے قناعتی ظاہر کی۔ تو بھی اُنھیں برابر یہ ثبوت مِل چکا تھا کہ یہ خوراک اُن کی ضروریات کے عین مُطابق تھی۔ کیونکہ بہت سی مُشکلات برداشت کرنے کے باوجود بھی اُن کے سب قبیلوں میں ایک شخص بھی کمزور نہ تھا۔

مُوسیٰ کا دل ڈُوبنے لگا۔ اُس نے یہ اِلتجا کی تھی کہ بنی اسرائیل ہلاک نہ ہوں، حالانکہ اُس وقت اُس کی اپنی اولاد ایک بڑی قوم بن سکتی تھی۔ اُن کی محبّت کو اپنے دِل میں رکھتے ہُوئے اُس نے یہ دُعا کی تھی کہ اُس کا نام کتابِ حیات میں سے مِٹا دیا جائے بجائے اِس کے کہ بنی اِسرائیل کو ہلاک ہونے دیا جائے۔ اُس نے اُن کے لیے

سب خطرے مُول لیے تھے اور اُنھوں نے یہ معاوضہ دیا۔ اُنھوں نے اپنی تمام مُشکلات، بلکہ فرضی مُصیبتوں کا اِلزام بھی مُوسیٰ پر لگایا اور اُن کے بُری طرح کُڑکُڑانے کی ذمّہ داری اور فکر کا وہ بوجھ جس کے نیچے وہ دبا ہوا تھا، اور بھی زیادہ بھاری کر دیا۔ وہ یہاں تک پریشان ہو گیا کہ وہ خُدا پر شک کرنے کی آزمائش میں مُبتلا ہو گیا۔ اُس کی دُعا تقریباً ایک شکایت تھی۔ "تُو نے اپنے خادم سے یہ سخت برتاؤ کیوں کیا؟ اور مُجھ پر تیرے کرم کی نظر کیوں نہیں ہوئی جو تُو ان سب لوگوں کا بوجھ مُجھ پر ڈالتا ہے؟ .... مَیں اُن سب لوگوں کو کہاں سے گوشت لا کر دوں؟ کیونکہ وہ یہ کہہ کہہ کر میرے سامنے روتے ہیں کہ ہم کو گوشت کھانے کو دے۔ مَیں اکیلا اِن سب لوگوں کو نہیں سنبھال سکتا کیونکہ یہ میری طاقت سے باہر ہے۔" (گنتی ۱۱: ۱۱-۱۴)۔

خُداوند نے اُس کی دُعا سُن لی اور اُسے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے بزرگوں میں سے سَتّر اشخاص کو طلب کرے یعنی ایسے اشخاص جو نہ صرف عمر میں بڑے ہوں، بلکہ عزّت دار، سمجھ دار اور تجربہ کار ہوں۔ "اور اُن کو خیمۂ اجتماع کے پاس لے آ تاکہ وہ تیرے ساتھ وہاں کھڑے ہوں۔ اور مَیں اُتر کر تیرے ساتھ وہاں باتیں کروں گا اور مَیں اُس رُوح میں سے جو تُجھ میں ہے کُچھ لے کر اُن میں ڈال دُوں گا کہ وہ تیرے ساتھ قوم کا بوجھ اُٹھائیں تاکہ تُو اُسے اکیلا نہ اُٹھائے۔" (گنتی ۱۱: ۱۶، ۱۷)۔

خُداوند نے مُوسیٰ کو اجازت دی کہ وہ اپنے ساتھ ذمّہ داری اُٹھانے کے لیے سب سے زیادہ وفادار اور قابل اشخاص کو چُن لے۔ اُن کے اثر سے لوگوں کے جوش پر قابُو پانے اور بغاوت کو فرو کرنے میں مدد ملے گی۔ تاہم اُن کو سرفراز کرنے کے نتائج آخر کار نہایت بُرے نکلیں گے۔ اگر مُوسیٰ خُدا کی قُدرت اور شفقت کے مقابلہ میں، جو اُس نے دیکھی تھی، اِتنا ہی ایمان ظاہر کرتا تو اِن اشخاص کو ہرگز مُنتخب نہ کیا جاتا۔ لیکن اُس نے اپنے بوجھ اور اپنی کارکردگی کو بہت بڑھایا اور اِس حقیقت کو تقریباً نظر انداز کر دیا کہ وہ محض ایک آواز تھا جس کے وسیلہ سے خُدا نے اپنے کام سرانجام دیئے۔ وہ بڑبڑانے والی رُوح ہیں، جو بنی اسرائیل کی لعنت کا باعث ہوئی تھوڑا سا حِصّہ

لینے میں بھی عُذر پیش نہ کر سکتا تھا۔ اگر وہ پُورے طور پر خُدا پر بھروسہ رکھتا تو خُداوند برابر اُس کی رہنمائی کرتا اور ہر نازک مرحلہ کے لیے اُسے قوّت بخشتا۔

مُوسیٰ کو حکم دیا گیا کہ جو کُچھ خُدا اُن کے لیے کرنا چاہتا تھا اُس کے لیے وہ لوگوں کو تیار کرے۔ "کل کے لیے اپنے آپ کو پاک کر رکھو تو تم گوشت کھاؤ گے کیونکہ تم خُداوند کے سُنتے ہوئے یہ کہہ کر روئے ہو کہ ہم کو کون گوشت کھانے کو دیگا؟ ہم تو مصر ہی میں مَوج سے تھے۔ سو خُداوند تم کو گوشت دے گا اور تم کھانا۔ اور تم ایک یا دو دن نہیں اور نہ پانچ یا دس یا بیس دن بلکہ ایک مہینہ کامل اُسے کھاتے رہو گے جب تک وہ تمہارے نتھنوں سے نکلنے نہ لگے اور تم اُس سے گھن نہ کھانے لگو کیونکہ تم نے خُداوند کو جو تمہارے درمیان ہے ترک کیا اور اُس کے سامنے یہ کہہ کہہ کر روئے ہو کہ ہم مصر سے کیوں نکل آئے؟"

مُوسیٰ نے کہا "جن لوگوں میں مَیں ہوں اُن میں چھ لاکھ تو پیادے ہی ہیں اور تُو نے کہا ہے کہ مَیں اُن کو اتنا گوشت دوں گا کہ وہ مہینہ بھر اُسے کھاتے رہیں گے۔ سو کیا بھیڑ بکریوں کے یہ ریوڑ اور گائے بیلوں کے جُھنڈ اُن کی خاطر ذبح ہوں کہ اُن کے لیے بس ہو؟ یا سمندر کی سب مچھلیاں اُن کی خاطر اکٹھی کی جائیں کہ اُن سب کے لیے کافی ہو؟"

اُسے بے یقینی کے لیے ملامت کی گئی "کیا خُداوند کا ہاتھ چھوٹا ہو گیا ہے؟ اب تُو دیکھ لے گا کہ جو کچھ مَیں نے تجھ سے کہا ہے وہ پُورا ہوتا ہے یا نہیں۔" (گنتی ۱۱: ۱۸-۲۳)۔

مُوسیٰ نے جماعت کے سامنے خُداوند کی باتیں پیش کیں اور ستّر بزرگوں کے تقرر کا اعلان کیا۔ اِس بڑے رہنما نے اِن چیدہ اشخاص پر جو ذمّہ داری عائد کی وہ زمانۂ حال کے مُنصفوں اور قانون بنانے والوں کے لیے قانونی دیانت داری کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ "تم اپنے بھائیوں کے مُقدموں کو سُننا پر خواہ بھائی بھائی کا معاملہ ہو یا پردیسی کا تم اُن کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا۔ تمہارے فیصلہ میں کسی قسم کی

رُو رعایت نہ ہو جیسے بڑے آدمی کی بات سُنو گے ویسے ہی چھوٹے کی سُننا اور کسی آدمی کا مُنہ دیکھ کر ڈر نہ جانا کیونکہ یہ عدالت خُدا کی ہے۔" (استثنا ۱: ۱۶، ۱۷)۔

اب مُوسیٰؑ نے اِن ستّر بزرگوں کو مقدِس میں بُلایا۔ "تب خُداوند اَبر میں ہو کر اُترا اور اُس نے مُوسیٰؑ سے باتیں کیں اور اُس رُوح میں سے جو اُس میں تھی کچھ لے کر اُسے اُن ستّر بزرگوں میں ڈالا۔ چنانچہ جب رُوح اُن میں آئی تو وہ نبوّت کرنے لگے لیکن بعد میں پھر کبھی نہ کی۔" (گنتی ۱۱: ۲۵)۔ پنتکُست کے دن پر شاگردوں کی طرح اُن کو "عالمِ بالا سے قوّت کا لباس" بخشا گیا۔ خُداوند کو یہ پسند آیا کہ وہ اِس طرح اُنھیں اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے تیار کرے اور جماعت کے رُوبرو اُن کو عزّت بخشے تاکہ اُن پر اعتماد کیا جا سکے کہ وہ خُدا کی طرف سے چُنے گئے ہیں تاکہ مُوسیٰؑ کے ساتھ مِل کر بنی اسرائیل کا نظم و نسق کریں۔

ایک مرتبہ پھر اِس بڑے رہنما کی اعلیٰ اور بے غرضانہ رُوح کا ثبوت دیا گیا۔ ستّر بزرگوں میں سے دو فروتنی سے اپنے آپ کو اتنے بڑے عہدہ کے ناقابل خیال کرتے ہُوئے مقدِس میں اپنے بھائیوں کے ساتھ حاضر نہ ہُوئے تھے لیکن خُدا کا رُوح اُن پر اُسی جگہ نازل ہُوا جہاں وہ تھے اور اُنھوں نے بھی نبوّت کرنا شروع کی۔ جب یشوؔع کو اِس معاملہ کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اِس بے قاعدگی کو روکنا چاہا۔ کیونکہ اُسے ڈر تھا کہ یہ پھُوٹ کا باعث ہو گا۔ اپنے مالک کی عزّت کے لیے غیرت کا اظہار کرتے ہُوئے اُس نے کہا "اَے میرے مالک مُوسیٰؑ! تو اُن کو روک دے۔" اُس نے جواب دیا "کیا تجھے میری خاطر رشک آتا ہے؟ کاش خُداوند کے سب لوگ نبی ہوتے اور خُداوند اپنی رُوح اُن سب میں ڈالتا۔" (گنتی ۱۱: ۲۶۔ ۲۹)۔

سمندر کی طرف سے ایک تُند ہوا چلی اور بٹیروں کے جُھنڈ کے جُھنڈ اُڑا لائی اور اُن کو "ایک دن کی راہ تک اِس طرف اور ایک ہی دن کی راہ تک دُوسری طرف زمین سے قریباً دو دو ہاتھ اُوپر ڈال دیا۔" (گنتی ۱۱: ۳۱)۔ اُس روز سارا دن اور ساری

رات اور اگلے دن لوگ مُعجزانہ طور پر مہیّا کی ہُوئی خوراک کو محنت سے جمع کرتے رہے۔ لوگوں نے اِس کے انبار لگا لیے۔ "جس نے کم سے کم جمع کی تھیں اُس کے پاس بھی دس خومر کے برابر جمع ہو گئیں۔" (۳۲ آیت)۔ جو ذخیرہ موجُودہ ضرورت سے بڑھ کر تھا اُسے سُکھا کر محفوظ رکھ لیا گیا یہاں تک کہ حسبِ وعدہ یہ خوراک ایک ماہ کے لیے کافی تھی۔

خُدا نے اِن لوگوں کو وہ شَے دی جو اُن کے لیے زیادہ فائدہ مند نہ تھی کیونکہ وُہ اُسے حاصل کرنے کے لیے مُصر تھے۔ وہ اُن چیزوں سے آسُودہ نہ ہوتے تھے جو اُن کے لیے فائدہ مند تھیں۔ اُن کی باغیانہ خواہشات پُوری کی گئیں لیکن اُنھیں اُس کی سزا بُھگتنا پڑی۔ وہ بے لگام ہو کر ضیافتیں اُڑانے لگے اور اُن کی حد سے زیادہ بے اعتدالیوں کی سزا اُنھیں فوراً مِل گئی۔ "اور خُداوند نے اُن لوگوں کو بڑی سخت وبا سے مارا۔" بہت تعداد میں لوگ تپ کی حرارت سے جل کر ہلاک ہو گئے اور جو اُن میں زیادہ خطاکار تھے وہ اُس خوراک کو، جس کی اُنھوں نے حریصانہ طور پر آرزُو کی تھی، مُنہ میں ڈالتے ہی مارے گئے۔

تبعیرہ سے روانہ ہو کر حصیرات کے مقام پر پُہنچ کر مُوسیٰؔ کو پہلے سے بھی زیادہ شدید آزمائش کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ہارُونؔ اور مریمؔ کا درجہ عزّت اور قیادت کے لحاظ سے بنی اِسرائیل میں بہت بلند تھا۔ دونوں کو خُدا نے نبوّت کی بخشش عطا کر رکھی تھی اور دونوں ہی عبرانیوں کی رہائی میں مُوسیٰؔ کے شریک تھے۔ اِس کے متعلق خُداوند کے الفاظ میکاہؔ نبی کی معرفت یہ ہیں کہ میں نے " تمھارے آگے مُوسیٰؔ اور ہارُونؔ اور مریمؔ کو بھیجا" (میکاہ ۶:۴) مریمؔ کے چال چلن کی پختگی کا اظہار اُس وقت ہُوا جب وہ ابھی عالم طفولیّت میں تھی اور جب وہ دریائے نیل کے کنارے اُس چھوٹے ٹوکرے کی نگرانی کر رہی تھی جس میں چھوٹے بچّہ مُوسیٰؔ کو چُھپایا ہُوا تھا۔ خُدا نے اُس کی خُود ضبطی اور حِکمت کو اپنے لوگوں کو رہائی دینے والے کی حفاظت کا وسیلہ بنایا۔ شاعری اور موسیقی کی بخششوں سے کامل طور پر بہرہ ور ہونے کی وجہ سے مریمؔ نے بحرِ قلزمؔ کے

ساحل پر بنی اسرائیلی عورتوں کی شکر گزاری کے گانے اور ناچنے میں رہنمائی کی تھی۔ لوگوں کی تعظیم اور خدا کی طرف سے عطا کردہ عزّت کے لحاظ سے وہ موسیٰ اور ہارون سے دُوسرے درجہ پر تھی۔ لیکن وہ بدی جس نے سب سے پہلے آسمان میں نفاق پیدا کیا تھا، اِس اِسرائیلی عورت کے دل میں بھی پیدا ہو گئی اور اپنی اس بے اطمینانی میں وہ ایک ہمدرد کو تلاش کرنے میں بھی ناکام نہ رہی۔

ستّر بزرگوں کے تقرر میں مریم اور ہارون سے مشورہ نہیں لیا گیا تھا اور موسیٰ کے خلاف اُن میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ یترو کی ملاقات کے موقع پر، جب کہ بنی اسرائیل کوہِ سینا کی طرف سفر کر رہے تھے، موسیٰ کے اپنے خُسر کی صلاح کو نہایت مستعدی سے قبول کر لینے سے ہارون اور مریم میں یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ یترو کا اثر اُن کے اثر کی نسبت موسیٰ پر زیادہ غالب رہے گا۔ بزرگوں کی مجلس کے قیام کے وقت اُنھوں نے محسوس کیا کہ ہمارے درجہ اور اختیار کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ مریم اور ہارون نے اُس ذمّہ داری اور فکر کے بوجھ کو قطعاً محسوس نہیں کیا تھا جو موسیٰ کے کندھوں پر تھا، تو بھی چونکہ وہ اُس کی مدد کے لیے چُنے گئے تھے اُنھوں نے خیال کیا کہ ہم اُس کی قیادت کے بوجھ کو اُٹھانے میں اُس کے ساتھ برابر حصّہ لے رہے ہیں اور اِس لیے اُنھوں نے مزید مددگاروں کا تقرر بالکل غیر ضروری سمجھا۔

موسیٰ کو اپنے عظیم کام کا، جو اُسے سونپا گیا تھا، ایسا احساس تھا جو کسی اور اِنسان کو ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔ اُسے اپنی کمزوری کا احساس تھا اور اُس نے خدا کو اپنا مشیر بنا لیا۔ ہارون اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا اور خدا پر کم بھروسہ رکھتا تھا۔ وہ اِس ذمّہ داری میں جو اُسے سونپی گئی تھی ناکام ہوا تھا اور اُس نے کوہِ سینا پر بُت پرستانہ پُوجا میں ذِلّت کے ساتھ شریک ہونے میں رضامندی ظاہر کرنے سے اپنے چال چلن کی کمزوری کا ثبوت دیا تھا۔ لیکن مریم اور ہارون نے حسد اور ہوس سے اندھے ہو کر اِس کو نظر انداز کر دیا۔ ہارون کے خاندان کو کہانت کے عہدہ پر سرفراز کرنے سے خدا نے اُس کی عزّت افزائی کی تھی، تو بھی اب اِس سے بھی خود ستائی کی خواہش پیدا ہو گئی۔

"وہ کہنے لگے کیا خُداوند نے فقط موسیٰ ہی سے باتیں کی ہیں؟ کیا اُس نے ہم سے بھی باتیں نہیں کیں؟" (گنتی ۱۲: ۲)۔ اپنے آپ کو اُس کے برابر خُدا کا منظورِ نظر خیال کرتے ہُوئے اُنھوں نے محسُوس کیا کہ ہم بھی اُسی عہدہ اور اختیار کے حقدار ہیں۔

بے اطمینانی کی رُوح کے ماتحت مریم نے اُن واقعات کے متعلق شکوہ کیا تھا جس میں خُدا نے خاص طور پر اپنی مرضی کا اِظہار فرمایا تھا۔ مُوسیٰ کی شادی سے وہ ناخوش تھی۔ یہ بات کہ اُس نے عبرانیوں میں سے کسی عورت سے شادی کرنے کی بجائے دُوسری قوم کی عورت سے شادی کرنا پسند کیا، اُس کے خاندانی اور قومی فخر کے لیے ٹھوکر کا باعث تھا۔ صفورہ کے ساتھ درپردہ نفرت انگیز سلُوک کیا جاتا تھا۔

اگرچہ مُوسیٰ کی بیوی کو "کوشی عورت" کہا جاتا ہے تاہم وہ مدیانی ہونے کے باعث ابرہام کی نسل سے تھی۔ شکل وصُورت میں وہ عبرانیوں سے کسی قدر متفرق تھی کیونکہ وہ کسی قدر سانولے رنگ کی تھی۔ حالانکہ صفورہ اسرائیلی نہ تھی تو بھی وہ سچے خُدا کی پرستار تھی۔ باحیا، حلیم، پُرمحبّت اور دُکھ اور مُصیبت کو دیکھ کر بہُت حدتک متاثر ہونے والی تھی۔ اِسی وجہ سے موسیٰ نے مِصر جاتے وقت اُسے واپس مدیان بھیجنے میں رضامندی کا اظہار کیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اُن آفتوں کو جو مصریوں پر نازل ہونے والی تھیں، دیکھنے کی تکلیف برداشت کرنے سے بچ جائے۔

جب صفورہ بیابان میں اپنے شوہر سے پھر آملی تو اُس نے دیکھا کہ موسیٰ کا بوجھ اُس کی طاقت کو زائل کر رہا ہے، اُس نے اپنی فکروں سے یترو کو آشنا کیا، جس نے اُس کی مدد کے لیے تجویز پیش کی۔ مریم کی صفورہ کے ساتھ نفرت کا یہی خاص سبب تھا۔ اُسے اور ہارون کو نظرانداز کر دینے کی فرضی لاپروائی کی شدید چوٹ سے جھلّا کر اُس نے نتیجتہً مُوسیٰ کی بیوی کو سببِ خاص ٹھہرایا اور یہ نتیجہ نکالا کہ اُسی کے اثر نے مُوسیٰ کو پہلے کی طرح اُن سے مشورہ لینے سے روکا ہے۔ اگر ہارون مضبُوطی سے سچائی پر قائم رہتا تو وہ اِس بدی کو روک سکتا تھا لیکن مریم پر اُس

روش کے گھناؤنے پن کو ظاہر کرنے کی بجائے اُس نے اُس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا، اُس کی شکایتوں کو سُنا اور یوں اُس کے حسد میں شریک ہوگیا۔

موسیٰ نے اُن کے اِلزامات کو بلاشکوہ وشکایت خاموشی کے ساتھ برداشت کیا۔ محنت ومشقت اور اِنتظار کے برسوں کے دَوران مدیان میں موسیٰ نے حلیمی اور اِنتہائی برداشت کا تجربہ حاصل کیا۔ اِنہی نے موسیٰ کو لوگوں کی کُڑکُڑاہٹ اور بے ایمانی کو، اور خاص کر اُن لوگوں کے غرور اور حسد کو، جنھیں اُس کے ثابت قدم مددگار ہونا چاہیئے تھا، صبر کے ساتھ برداشت کرنے کے لیے تیار کیا۔" اور موسیٰ تو رُوئے زمین کے سب آدمیوں سے زیادہ حلیم تھا۔" (گنتی ۱۲: ۳) اور یہی وجہ ہے کہ اُسے باقی تمام لوگوں کی نسبت خُدا کی حکمت اور رہنمائی حاصل تھی۔ کلامِ مُقدس فرماتا ہے۔" وہ حلیموں کو اِنصاف کی ہدایت کرے گا۔ ہاں وہ حلیموں کو اپنی راہ بتائے گا۔" (زبور ۲۵: ۹)۔ خُداوند حلیموں کی رہنمائی کرتا ہے کیونکہ وہ سیکھنے کو تیار ہیں اور ہدایت پانے کے لیے رضامند۔ وہ خلوصِ قلبی سے خُدا کی مرضی کو جاننے اور اُس پر عمل کرنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ نجات دہندہ کا یہ وعدہ ہے کہ" اگر کوئی اُس کی مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اِس تعلیم کی بابت جان جائے گا۔" (یُوحنّا ۷: ۱۷) اور وہ یعقوب رسُول کے ذریعہ فرماتا ہے" لیکن اگر تم میں سے کسی میں حکمت کی کمی ہو تو خُدا سے مانگے جو بغیر ملامت کیے سب کو فیاضی کے ساتھ دیتا ہے اُس کو دی جائے گی۔" (یعقوب ۱: ۵)۔ لیکن اُس کا وعدہ فقط اُن سے ہے جو پُورے طور پر خُداوند کی پیروی کرنے کے لیے رضامند ہیں۔ خُدا کسی کی مرضی پر جبر نہیں کرتا لہٰذا وہ اُن کی رہنمائی نہیں کرسکتا جو غرور کے باعث سیکھ نہیں سکتے اور جو اپنی روش پر چلنے کے لیے ڈٹے رہتے ہیں۔ دو دِلے آدمی کے لیے جو خُدا کی مرضی پر چلنے کا دعوٰی تو کرتا ہے لیکن جو اپنی ہی مرضی کرتا ہے، یُوں لکھا ہے:۔" ایسا آدمی یہ نہ سمجھے کہ مجھے خُداوند سے کچھ ملے گا۔" (یعقوب ۱: ۷)۔

خُدا نے موسیٰ کو چُن لیا تھا اور اُس پر اپنا رُوح نازل کیا تھا اور مریم اور ہارون اپنی کُڑکُڑاہٹ کی وجہ سے نہ صرف اپنے منتخب ہادی کے مجرم تھے بلکہ خُدا کے

بھی۔ اِن باغیانہ سرگوشی کرنے والوں کو موسیٰؔ کے رُوبرو مقدِس میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔" اور خُداوند ابر کے ستُون میں ہو کر اُترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ہارُونؔ اور مریمؔ کو بُلایا۔" اُن کے نبوّت کی بخشش کے دعوٰی کو مُسترد نہ کیا گیا، خُدا نے اُن سے رؤیا اور خواب کے ذریعہ کلام کیا ہوگا۔ لیکن مُوسیٰؔ کو جس کے متعلق خُدا نے فرمایا کہ "وہ میرے سارے خاندان میں امانت دار ہے۔" زیادہ قُربتِ الٰہی حاصل تھی۔ اُس کے ساتھ خُدا رُوبرُو باتیں کرتا تھا۔" سوتم کو میرے خادم مُوسیٰؔ کی بدگوئی کرتے خَوف کیوں نہ آیا؟ اور خُداوند کا غضب اُن پر بھڑکا اور وہ چلا گیا۔" (گنتی ۱۲: ۵-۹)۔ خُدا کی ناراضگی کو ظاہر کرنے کے لیے خیمہ پر سے وہ بادل ہٹ گیا اور مریمؔ پر سزا نازل ہوئی۔" وہ کوڑھ سے برف کی مانند سفید ہوگئی" ہارُونؔ بچ گیا لیکن مریمؔ کی سزا میں اُس کے لیے بھی سخت تنبیہ تھی۔ اب اُن کا غرُور خاک میں مِل گیا۔ ہارُونؔ نے اپنے گناہ کا اِقرار کیا اور اُس نے یہ اِلتجا کی کہ میری بہن اِس نفرت انگیز اور مُہلک بیماری میں ہلاک ہونے کے لیے چھوڑ نہ دی جائے۔ مُوسیٰؔ کی دُعاؤں کے جواب میں اُسے کوڑھ سے شفا دی گئی۔ تو بھی مریمؔ کو سات روز تک لشکر گاہ کے باہر رکھا گیا۔ جب تک مریمؔ لشکر گاہ سے باہر نہ نکال دی گئی تب تک خُدا کی خوشنودی کا نشان مقدِس پر آکر نہ ٹھہرا۔ اُس کے اعلیٰ عہدہ کا لحاظ کرتے ہُوئے اور اُس سزا کے لیے غم کا اظہار کرتے ہوئے جو اُس پر نازِل ہوئی تھی، ساری جماعت حصیراتؔ میں ٹھہری رہی جب تک مریمؔ واپس نہ آئی۔

خُداوند کے غضب کے اظہار کا مقصد تمام اِسرائیل کو آگاہی دینا تھا، تاکہ بے قناعتی اور بغاوت کی بڑھتی ہوئی رُوح کو روک دیا جائے۔ اگر مریمؔ کے حسد اور بے قناعتی کی اِس طرح سزا نہ دی جاتی تو اُس کا نتیجہ بہت بُرا نکلتا۔ حسد سب سے بُری شیطانی خصلت ہے جو انسان کے دِل میں پیدا ہو سکتی ہے اور اِس کے نتیجے بھی سب سے زیادہ ہولناک ثابت ہوتے ہیں۔ سلیمانؔ فرماتا ہے "غضب سخت بے رحمی اور قہر سیلاب ہے لیکن حسد کے سامنے کون کھڑا رہ سکتا ہے؟" (امثال ۲۷: ۴)

حسد ہی کی وجہ سے سب سے پہلے آسمان میں نفاق پیدا ہوا اور اُس کو دِل میں جگہ دینے سے اِنسانوں میں بے حد بُرائی پیدا ہوئی ہے۔" اِس لیے کہ جہاں حسد اور تفرِقہ ہوتا ہے وہاں فساد اور ہر طرح کا بُرا کام بھی ہوتا ہے۔" (یعقوب ۳ : ۱۶)۔

دُوسروں کے متعلق بُرا بھلا کہنا یا اپنے آپ کو اُن کی نیّت یا اعمال کا مُنصِف ٹھہرانا ہلکی سی بات نہیں سمجھنی چاہیئے۔" جو اپنے بھائی کی بدگوئی کرتا یا بھائی پر اِلزام لگاتا ہے وہ شریعت کی بدگوئی کرتا اور شریعت پر اِلزام لگاتا ہے اور اگر تُو شریعت پر اِلزام لگاتا ہے تو شریعت پر عمل کرنے والا نہیں بلکہ اُس پر حاکم ٹھہرا۔" صرف ایک ہی مُنصِف ہے یعنی وہ جو" تاریکی کی پوشیدہ باتیں روشن کر دے گا اور دِلوں کے منصُوبے ظاہر کر دیگا۔" (یعقوب ۴ : ۱۱؛ کرنتھیوں ۴ : ۵)۔ جو کوئی اپنے ہم جنس اِنسان پر اِلزام لگاتا اور اُسے مُجرم ٹھہراتا ہے وہ خالق کے حق کو غصب کرتا ہے۔

بائبل مُقدّس خاص طَور پر اُن کے خلاف ہلکی سی بات سمجھ کر اِلزام لگانے کے برخلاف ہمیں خبردار ہونا سکھاتی ہے جن کو خُدا نے اپنے ایلچی ہونے کے لیے بُلایا ہے۔ پطرس رسُول بیباک گنہگاروں کی جماعت کا بیان کرتے ہُوئے فرماتا ہے" وہ گُستاخ اور خود رائے ہیں اور عزّت داروں پر لعن طعن کرنے سے نہیں ڈرتے۔ باوجودیکہ فرشتے جو طاقت اور قُدرت میں اُن سے بڑے ہیں خُداوند کے سامنے اُن پر لعن طعن کے ساتھ نالش نہیں کرتے۔" (۲ پطرس ۲ : ۱۰، ۱۱)۔ اور پولُس رسُول کلیسیا کے عہدیداروں کو نصیحت دیتے ہُوئے لکھتا ہے" جو دعوٰے کسی بُزرگ کے خلاف کیا جائے بغیر دو یا تین گواہوں کے اُس کو نہ سُن" (۱ تیمتھیس ۵ : ۱۹)۔ وہ جس نے بعض اشخاص پر اپنے لوگوں کے رہبر اور اُستاد ہونے کی بھاری ذمّہ داری رکھی ہے، وہ لوگوں سے حساب لیگا کہ اُنھوں نے اُس کے خادموں کے ساتھ کیسا سلُوک کیا۔ ہمیں اُن کی عزّت کرنا ہے جن کو خُدا نے عزّت بخشی ہے۔ جو سزا مریم پر نازل کی گئی وہ اُن لوگوں کے لیے باعثِ ملامت ہونی چاہیئے جو حسد سے مغلُوب ہو جاتے اور اُن کے خلاف شکایت کرتے ہیں جن کے اُوپر خُدا اپنے کام کا بوجھ ڈالتا ہے۔

چونتیسواں[۳۴] باب

بارہ[۱۲] جاسُوس

حورِب پہاڑ سے روانہ ہونے کے گیارہ دن بعد بنی اسرائیل کی جماعت دشتِ فاراؔن میں پُہنچ کر قادِسؔ میں خیمہ زن ہوئی جو موعُودہ زمین کی سرحدات سے دُور نہ تھا۔ یہاں لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ اُس ملک کا حال دریافت کرنے کے لیے جاسُوس بھیجے جائیں۔ مُوسٰیؔ نے یہ معاملہ خُدا کے سامنے پیش کیا اور اُس نے اِس ہدایت کے ساتھ اجازت دی کہ اس مقصد کے لیے ہر قبیلہ میں سے ایک سردار کو چُنا جائے۔ حسبِ ہدایت وہ اشخاص چُن لیے گئے اور موسٰی نے اُن کو حکم دیا کہ جا کر اُس ملک کو دیکھیں کہ وہ ملک کیسا ہے، اُس کا محلِ وقوع اور قُدرتی وسائل کیسے ہیں، وہاں کے رہنے والے لوگ کیسے ہیں، آیا وہ مضبُوط ہیں یا کمزور، تھوڑے ہیں یا بہت ہیں، اُنھیں زمین اور اس کی پیداوار کا بھی حال دریافت کرنا تھا اور اپنے ساتھ اُس زمین کا کچھ پھل بھی لانا تھا۔

وہ روانہ ہوئے اور جنوبی سرحد سے داخل ہو کر شمالی حد تک پہنچ کر سارے مُلک کا حال دریافت کیا۔ وہ چالیس دن تک غیر حاضر رہ کر واپس لَوٹے۔ بنی اسرائیل کے دِل بڑی بڑی اُمیدوں سے پُر تھے اور وہ بڑے اِشتیاق سے اُن کا اِنتظار کر رہے تھے۔ جاسُوسوں کی واپسی کی خبر ایک قبیلہ سے دُوسرے قبیلہ تک پھیل گئی اور اُنھیں بخوشی خوش آمدید کہا گیا۔ لوگ جلدی سے اِن ایلچیوں کے اِستقبال کو نکلے جو اپنی پُر خطر مہم کے خطرات سے سلامت بچ نکلے تھے۔ یہ جاسُوس اُس مُلک کے پھلوں میں سے کچھ بطورِ نمونہ اپنے ساتھ لائے تھے جو اُس زمین کی زرخیزی کا ثبُوت دیتے تھے۔ وہ موسم انگُور کی پکی ہُوئی فصل کا تھا اور وہ انگُور کا ایک اِتنا بڑا گچھا لائے جسے دو آدمیوں نے اُٹھایا۔ وہ کچھ انجیر اور انار بھی لائے جو اِس ملک میں بکثرت پیدا ہوتے تھے۔

لوگ نہایت شادمان ہُوئے کہ وہ ایسے خوشنما مُلک پر قابض ہوتے کو تھے اور
جب مُوسیٰ کے سامنے سارا حال بیان کیا گیا تو اُنھوں نے اتنی خاموشی کے ساتھ سُنا
کہ ایک لفظ بھی ضائع نہ ہو۔ جاسُوسوں نے اپنا بیان شروع کیا اور کہا "جس مُلک
میں تُو نے ہم کو بھیجا تھا ہم وہاں گئے اور واقعی دُودھ اور شہد اُس میں بہتا ہے اور
یہ وہاں کا پھل ہے۔" (گنتی ۱۳ : ۱۷-۳۳)۔ لوگ جوش و اشتیاق سے بھرے ہُوئے تھے،
وہ شوق سے خُداوند کی آواز کو سُننے اور فوراً جا کر مُلک پر قابض ہونے کے لیے تیار
تھے۔ لیکن اُس سرزمین کی خُوبصورتی اور زرخیزی کا بیان کرنے کے بعد دو کے سِوا باقی
سب جاسُوسوں نے اُن مُشکلات اور خطرات کا مُبالغہ کے ساتھ بیان کیا جو کنعان کو
فتح کرنے کی صُورت میں بنی اسرائیل کو پیش آنے کو تھے۔ اُنھوں نے اُن زبردست
قوموں کا شمار کر کے بتایا جو اُس مُلک کے مختلف حصّوں میں آباد تھیں اور کہا کہ شہر فصیل دار
اور بڑے بڑے ہیں اور وہاں کے باشندے بڑے مضبُوط ہیں اور اُنھیں مغلُوب کرنا ناممکن
ہے۔ اُنھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ہم نے وہاں جبّاروں یعنی بنی عناق کو دیکھا اور یہ بھی
کہا کہ اِس مُلک پر قابض ہونے کا خیال فضُول ہے۔

اب منظر بدل گیا۔ اُمید اور دلیری کی جگہ بُزدلانہ مایُوسی پیدا ہو گئی جبکہ جاسُوسوں
نے اپنے بے ایمان دلوں کے خیالات کا اظہار کیا، جو مایُوسی سے، جسے شیطان نے
اُبھارا تھا، لبریز تھے۔ اُن کی بے اِیمانی نے جماعت پر اپنے تاریک سائے ڈال
دیئے اور خُدا کی زبردست قُدرت کو جو اِتنی دفعہ اِس برگزیدہ قوم کے لیے ظاہر کی
گئی تھی، فراموش کر دیا گیا۔ اُنھوں نے سوچ و بچار کو موقع نہ دیا، اُنھوں نے اِس
بات پر غور نہ کیا کہ وہ جو اُنھیں یہاں تک لایا تھا یقیناً اُنھیں وہ مُلک عطا کرے گا،
اُنھوں نے اپنے دماغ میں یہ نہ سوچا کہ کیسے عجیب و غریب طریقے سے خُدا نے اُنھیں
ستانے والوں کے ہاتھ سے رہائی دی تھی، اُن کے لیے سمندر میں راہ تیار کی اور فرعون
کے تعاقُب کرنے والے لشکروں کو تباہ کیا تھا۔ اُنھوں نے اِس معاملہ میں خُدا کو نظر انداز
کر دیا اور ایسے ظاہر کیا گو یا کہ اُن کا اِنحصار پُورے طور پر اسلحہ کی قوّت پر تھا۔

اپنی بے ایمانی میں اُنھوں نے خُدا کی قُدرت کو محدُود کر دیا اور اُس ہاتھ پر بھروسہ نہ رکھا جس نے اب تک اُن کی حفاظت رہنمائی کی تھی۔ اور اُنھوں نے موسیٰ اور ہارون کے خلاف کُڑکُڑانے سے اپنی پچھلی غلطی کو دُہرایا۔ اُنھوں نے کہا "ہماری بڑی بڑی اُمیدوں کا یہی انجام ہے۔ یہی وہ مُلک ہے جس پر قبضہ کرنے کے لیے ہم نے مصر سے سفر کیا ہے۔" اُنھوں نے اپنے رہنماؤں پر لوگوں کو دھوکہ دینے اور بنی اسرائیل پر مُصیبت لانے کا اِلزام لگایا۔

لوگ اپنی مایُوسی اور نااُمیدی میں بے لگام ہو گئے۔ ایک جان سوزی کا ماتم برپا ہو گیا جو کُڑکُڑاہٹ کی پریشان کُن آوازوں میں مِل جُل گیا۔ کالب نے موقع کی نزاکت کو بھانپ لیا اور خُدا کے کلام کی محافظت میں دلیری کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اُس نے بے ایمان ساتھیوں کے بُرے اثر کو زائل کرنے کے لیے اپنے مقدُور بھر کوشش کی، لمحہ بھر کے لیے لوگ اِس خوشنما سرزمین کے متعلق اُس کے اُمیدوار اور ہمّت بھرے الفاظ کو سُننے کے لیے خاموش ہو گئے۔ جو کچھ پہلے بیان ہو چکا تھا اُس نے اُس کی تردید نہ کی کہ فصیلیں اُونچی اُونچی ہیں اور کنعانی مضبُوط ہیں۔ لیکن خُدا نے اِس زمین کا وعدہ بنی اسرائیل سے کیا تھا۔ کالب نے اُنھیں جوش دِلاتے ہُوئے کہا۔ "چلو ہم ایک دم جا کر اُس پر قبضہ کریں کیونکہ ہم اِس قابل ہیں کہ اُس پر تصرّف کر لیں۔"

لیکن دسوں نے مُداخلت کرتے ہُوئے مُشکلات کو پہلے سے بھی زیادہ تاریک رنگ میں پیش کیا۔ اُنھوں نے کہا "ہم اِس لائق نہیں ہیں کہ اُن لوگوں پر حملہ کریں کیونکہ وہ ہم سے زیادہ زور آور ہیں .... اور وہاں جتنے آدمی ہم نے دیکھے وہ سب بڑے قد آور ہیں۔ اور ہم نے وہاں بنی عناق کو بھی دیکھا جو جبّار ہیں اور جبّاروں کی نسل سے ہیں اور ہم تو اپنی ہی نِگاہ میں ایسے تھے جیسے ٹڈے ہوتے ہیں اور ایسے ہی اُن کی نِگاہ میں تھے۔" (گنتی ۱۳ : ۳۰-۳۳)۔

اِن آدمیوں نے غلط روِش اِختیار کر کے اپنے آپ کو گستاخانہ طور پر کالب اور یشوع کے برخِلاف اور مُوسیٰ اور خُدا کے برخِلاف کھڑا کر لیا۔ ہر قدم پر اُن کے حوصلے اور بھی

بڑھتے گئے۔ اُنھوں نے کنعان پر تصرّف حاصل کرنے کی ہر کوشش میں مایوسی پیدا کرنے کا مُصمّم ارادہ کرلیا۔ اُنھوں نے اپنے مُضرّت رساں اثر کو برقرار رکھنے کے لیے سچائی میں تصرُّف سے کام لیا۔ اُنھوں نے کہا کہ وہ "ایک ایسا مُلک ہے جو اپنے باشندوں کو کھا جاتا ہے۔" یہ نہ صرف بُری خبر تھی بلکہ جھُوٹی خبر بھی تھی۔ وہ پہلے بیان کے برخلاف تھی۔ جاسُوسوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ ملک پھلدار اور زرخیز ہے اور وہاں کے لوگ زورآور ہیں، یہ سب باتیں ناممکن ہوتیں اگر وہاں کی آب و ہوا ایسی مُضرِ صحت ہوتی کہ اُس ملک کے متعلّق کہا جاسکتا کہ "وہ اپنے باشندوں کو کھا جاتا ہے۔" لیکن جب انسان اپنے دِلوں کو بے ایمانی کے حوالے کر دیتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو شیطان کے قابُو میں کر دیتے ہیں، اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اُنھیں کِس حد تک پہُنچا دے گا۔

"تب ساری جماعت زور زور سے چیخنے لگی اور وہ لوگ اُس رات روتے ہی رہے۔" بہت جلد بغاوت اور کھُلم کھُلا غدر برپا ہوگیا، کیونکہ شیطان نے اُن پر پُورا پُورا قبضہ کر لیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں میں عقل کا مادہ بالکل نہ رہا۔ اُنھوں نے موسیٰ اور ہارون پر لعن طعن کی اور یہ بھُول گئے کہ خُدا اُن کی بُری گفتگو کو سُن رہا ہے اور یہ بھی کہ بادل کے ستُون میں چھُپا ہؤا خُدا کی حضُوری کا فرشتہ ہمارے ہَولناک غضب کے اظہار کو دیکھ رہا ہے۔ اپنی تلخی میں وہ چِلّا اُٹھے "ہائے کاش ہم مِصر ہی میں مرجاتے! یا کاش اِس بیابان ہی میں مرتے!" تب اُن کے خیالات خُدا کے برخلاف بھڑک اُٹھے کہ "خُداوند کیوں ہم کو اُس ملک میں لے جاکر تلوار سے قتل کرانا چاہتا ہے؟ پھر تو ہماری بیویاں اور بال بچّے لُوٹ کا مال ٹھہریں گے۔ کیا ہمارے لیے بہتر نہ ہوگا کہ ہم مِصر کو واپس چلے جائیں۔ پھر وہ آپس میں کہنے لگے۔ آؤ ہم کسی کو اپنا سردار بنالیں اور مِصر کو لَوٹ چلیں۔" (گنتی ۱۴: ۱-۴)۔ یُوں اُنھوں نے نہ صرف موسیٰ ہی پر بلکہ خُدا پر بھی دھوکا کا اِلزام لگایا کہ اُن سے ایک ایسے مُلک کا وعدہ کیا گیا جس پر وہ قابض نہیں ہو سکتے تھے اور وہ یہاں تک تجاوز کر گئے کہ اُنھوں نے اپنا سردار بھی مقرّر کرلیا تاکہ اُنھیں واپس مُصیبت اور غلامی کے ملک میں لے جائے جہاں سے خُدائے قادر

نے اُنھیں اپنے زور آور بازو سے مخلصی دی تھی۔

فروتنی اور پریشانی سے "موسیٰ اور ہارون بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے سامنے اُوندھے منہ ہو گئے"۔ وہ نہ جانتے تھے کہ اُنھیں ان کے جلد بازی اور تندمزاجی کے منصوبہ سے باز رکھنے کے لیے کیا کیا جائے۔ کالب اور یشوع نے اِس ہنگامے کو فرو کرنے کی بہت کوشش کی۔ غم اور غصہ کے اظہار میں اُنھوں نے اپنے کپڑے چاک کر کے دوڑ کر لوگوں میں گئے اور اُن کی بلند آوازیں ماتم اور باغیانہ غم کے شور سے بھی اُونچی سُنائی دیتی تھیں کہ وہ ملک جس کا حال دریافت کرنے کو ہم اُس میں سے گزرے نہایت اچھا ملک ہے۔ اگر خُدا ہم سے راضی رہے تو وہ ہم کو اِس ملک میں پہنچائے گا اور وہی ملک جس میں دُودھ اور شہد بہتا ہے ہم کو دے گا۔ فقط اِتنا ہو کہ تم خُداوند سے بغاوت نہ کرو اور نہ اُس ملک کے لوگوں سے ڈرو۔ وہ تو ہماری خوراک ہیں۔ اُن کی پناہ اُن کے سر پر سے جاتی رہی ہے اور ہمارے ساتھ خُداوند ہے سو اُن کا خوف نہ کرو۔" (گنتی ۱۴: ۶-۹)۔

کنعانیوں نے اپنی بدی کے پیالہ کو لبریز کر لیا تھا۔ اب خداوند اُن کی اور برداشت نہ کرنا چاہتا تھا۔ خُداوند کی حفاظت کے اُٹھ جانے کے بعد وہ آسانی سے شکار ہو سکتے تھے۔ خُدا کے عہد کے مطابق وہ ملک بنی اسرائیل کے لیے مخصوص ہو چکا تھا لیکن بے ایمان جاسُوسوں کی جھوٹی خبر کو قبول کر لیا گیا اور اس کی وجہ سے ساری جماعت دھوکہ میں آگئی۔ دغا بازوں نے اپنا کام کر لیا تھا۔ اگر صرف دو ہی آدمی غلط خبر لاتے اور باقی دس خُداوند کے نام میں اُنھیں اُس ملک پر تصرّف کرنے کا حوصلہ دیتے تو بھی وہ اُن دس کے مقابلہ میں اپنی شرمناک بے ایمانی کی وجہ سے دو ہی آدمیوں کی صلاح قبول کر لیتے۔ لیکن فقط دو ہی سچائی کا اِعلان کر رہے تھے جب کہ دس بغاوت کا ساتھ دے رہے تھے۔

بے ایمان جاسُوسوں نے بلند آواز سے کالب اور یشوع کی ملامت کی اور ایک شور برپا ہُوا کہ اُنھیں سنگسار کیا جائے۔ دِیوانی بھیڑ نے اُن وفادار مردوں کو قتل کرنے

کے لیے پتھر اُٹھائے۔ وہ دیوانہ وار چلاتے ہُوئے آگے بڑھے لیکن ناگہاں پتھر اُن کے ہاتھوں سے گر پڑے۔ خاموشی اُن پر طاری ہو گئی اور وہ ڈر کے مارے کانپنے لگے۔ خُدا نے مُداخلت کر کے اُن کے قاتلانہ منصُوبوں کو روک دیا تھا۔ اُس کی حضُوری کے جلال نے، جو شعلہ زن روشنی کی مانند تھا، مَقدِس کو منوّر کر دیا۔ سب لوگوں نے خُداوند کے نشان کو دیکھا اور اِس جلال میں اُنھوں نے اپنے آپ سے قوی تر ہستی یعنی خُدا کا مظاہرہ دیکھا اور کسی کو مزید مخالفت کی جُرأت نہ ہوئی۔ وہ جاسُوس جو بُری خبر لائے تھے خَوف زدہ ہو کر دُبک کر ہانپتے ہُوئے اپنے اپنے خیموں کو بھاگ گئے۔

اب مُوسٰی اُٹھ کر مَقدِس میں داخل ہُوا۔ خُداوند نے اُس کو فرمایا "مَیں اُن کو وبا سے ماروں گا اور میراث سے خارج کروں گا اور تجھے ایک اَیسی قوم بناؤں گا جو اِن سے کہیں بڑی اور زیادہ زور آور ہو" (گنتی ۱۴: ۱۲)۔ لیکن مُوسٰی نے پھر اپنے لوگوں کے لیے اِلتماس کی۔ وہ ہرگز رضامند نہ ہو سکتا تھا کہ اُنھیں ہلاک کر دیا جائے اور خُود ایک زیادہ زور آور قوم بن جائے۔ خُدا کے رحم کے لیے اِلتماس کرتے ہُوئے اُس نے کہا: "سو خُداوند کی قُدرت کی عظمت تیرے ہی اِس قول کے مطابق ظاہر ہو کہ خُداوند قہر کرنے میں دِھیما اور شفقت میں غنی ہے۔ ۔ ۔ ۔ سو تُو اپنی رحمت کی فراوانی سے اِس اُمّت کا گُناہ جیسے تو مصر سے لے کر یہاں تک اِن لوگوں کو معاف کرتا رہا ہے اب بھی معاف کر دے" (گنتی ۱۴: ۱۷-۱۹)۔

خُداوند نے بنی اسرائیل کو فوری ہلاکت سے بچانے کا وعدہ تو کیا لیکن اُن کی بے اِعتقادی اور بزدلی کے باعث وہ اُن کے دُشمنوں کو مغلُوب کرنے کے لیے اپنی قُدرت کو ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ اِس لیے اُس نے اپنی رحمت سے، سلامتی کی فقط ایک ہی راہ کے طور پر، اُنھیں بحرِ قُلزم کی طرف واپس جانے کا حکم دیا۔

بغاوت کے موقع پر لوگوں نے یہ کہا تھا "کاش ہم بیابان ہی میں مرتے!" اب یہ دُعا قبول ہونے کو تھی۔ خُداوند نے فرمایا: "جیسا تم نے میرے سُنتے کہا ہے مَیں تم سے

ضرور ویسا ہی کروں گا۔ تمھاری لاشیں اِسی بیابان میں پڑی رہیں گی اور تمھاری ساری تعداد میں سے یعنی بیس برس سے لے کر اُس سے اُوپر اُوپر کی عمر کے تم سب جتنے گِنے گئے...... کوئی اُس ملک میں جانے نہ پائے گا...... اور تمھارے بال بچّے جن کی بابت تم نے یہ کہا کہ وہ تو لُوٹ کا مال ٹھہریں گے اُن کو مَیں وہاں پہنچاؤں گا اور جس ملک کو تم نے حقیر جانا وہ اُس کی حقیقت پہچانیں گے۔" (گنتی ۱۴: ۲۸: ۳۱)۔ اور کالب کے متعلق اُس نے فرمایا "پر اِس لیے کہ میرے بندے کالب کی کچھ اَور ہی طبیعت تھی اور اُس نے میری پُوری پیروی کی ہے میں اُس کو اُس ملک میں جہاں وہ ہو آیا ہے پہنچاؤں گا اور اُس کی اَولاد اُس کی وارث ہو گی۔" (گنتی ۱۴: ۲۴)۔ جیسے جاسُوسوں نے چالیس روز سفر میں صرف کیے تھے ویسے ہی بنی اسرائیل کی جماعت چالیس برس تک بیابان میں بھٹکتے پھرنے کو تھی۔

جب موسیٰ نے لوگوں کو خُدا کے فیصلہ کی خبر دی تو اُن کا غصّہ ماتم سے بدل گیا۔ وہ جانتے تھے کہ ہماری سزا واجبی ہے۔ دس بے ایمان جاسُوس جن پر خُدا کی طرف سے وبا نازل ہوئی تمام بنی اسرائیل کے سامنے ہلاک ہو گئے اور اُن کے حشر میں بنی اسرائیل کو اپنا انجام نظر آیا۔

اب اَیسا معلوم ہوتا تھا کہ اُنھوں نے اپنی بدکرداری سے حقیقی توبہ کر لی لیکن اُن کا غم اُن کی نافرمانی اور ناشکر گزاری کے اِحساس کی بجائے اُن کی بُری روش کے نتیجہ کے باعث تھا۔ جب اُنھیں یہ معلوم ہؤا کہ خُدا نے اپنے حکم میں نرمی نہیں برتی تو اُن کی خود رائی کا مادہ پھر اُبھر آیا اور اُنھوں نے کہا کہ ہم بیابان میں لَوٹ کر نہیں جائیں گے۔ اُن کے دُشمنوں کے ملک سے کنارہ کش ہو جانے کے حکم سے خُدا نے اُن کی ظاہری اطاعت کو جانچا اور ثابت کیا کہ وہ اصلی اطاعت نہ تھی۔ وہ جانتے تھے کہ جلد بازی کے احساسات سے مغلُوب ہونے اور اُن جاسُوسوں کو قتل کرنے کی جُستجو کے باعث، جنھوں نے اُنھیں خُدا کی فرمانبرداری کی تاکید کی تھی، ہم نے سخت گناہ کیا ہے۔ لیکن یہ معلُوم کر کے وہ خَوف زدہ ہو گئے کہ ہم نے ہَولناک غلطی کی ہے، جس

کے نتائج ہمارے لیے تباہ کُن ثابت ہوں گے۔ اُن کے دِلوں میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی اور پھر وَیسا ہی ہنگامہ برپا کرنے کے لیے اُنھیں فقط ایک اشارہ کی ضرورت تھی۔ یہ موقع بھی اُنھیں مِل گیا جب موسیٰ نے خُدا کے فرمان کے مطابق اُنھیں واپس بیابان میں جانے کا حکم دیا۔

یہ فتویٰ کہ بنی اسرائیل چالیس سال تک کنعان میں داخل نہ ہوں گے موسیٰ اور ہارون اور کالب اور یشوع کے لیے سخت مایُوسی کا باعث ہُوا تو بھی اُنھوں نے بغیر بُڑبُڑائے خُداوند کے فیصلہ کو منظور کر لیا۔ لیکن جو خُدا کی بدسلُوکی کی شکایت کر رہے تھے اور اعلانیہ کہہ رہے تھے کہ ہم مصر کو لَوٹ جائیں گے، وہ رونے اور بشدت ماتم کرنے لگے، جب وہ برکات جن کو اُنھوں نے حقیر جانا تھا، اُن سے چھین لی گئیں۔ اُنھوں نے بے سبب شکوہ و شکایت کی تھی اور اب خُدا نے اُن کے رونے کا سبب پیدا کیا۔ اگر وہ اپنے گناہ کے لیے ماتم کرتے جب وہ وفاداری سے اُن کے سامنے پیش کیا گیا تھا، تو یہ فتویٰ کبھی صادر نہ ہوتا، لیکن اُنھوں نے سزا کے لیے ماتم کیا۔ اُن کا غم توبہ کی غرض سے نہیں تھا اور وہ اُن کے فتوے میں تبدیلی پیدا نہ کر سکا۔

رات آہ و نالہ میں گزر گئی لیکن صُبح کو اُمید کی جھلک دکھائی دی۔ اُنھوں نے اپنی بُزدلی کی تلافی کرنے کا پُختہ ارادہ کر لیا۔ جب خُدا نے حکم دیا تھا کہ جا کر مُلک پر قبضہ کر لو تو اُنھوں نے اِنکار کر دیا تھا، اور اب جب کہ اُس نے اُنھیں واپس لَوٹنے کا حکم دیا تو وہ ویسے ہی باغی تھے۔ اُنھوں نے مصمم ارادہ کیا کہ مُلک پر زبردستی سے قبضہ کر لیں، شاید خُدا اُن کے کام کو قبول کر لے اور اُن کے متعلق اپنا ارادہ بدل ڈالے۔

خُدا نے یہ اُن کا حق اور فرض ٹھہرا دیا تھا کہ اُس کے مقررہ وقت پر وہ اُس مُلک میں داخل ہو جائیں، لیکن اُن کی ضد اور لاپروائی کے باعث وہ اجازت اُن سے واپس لے لی گئی۔ اُنھیں کنعان میں داخل ہونے سے روکنے میں شیطان نے اپنا

مقصد حل کر لیا تھا، اور اب اُس نے خُداوند کی ممانعت کے باوجُود، اُنھیں اُسی کام کے کرنے کے لیے اُبھارا جس کو کرنے سے اُنھوں نے اِنکار کر دیا تھا جب کہ خُدا نے اُنھیں وہ کام کرنے کا حُکم دیا تھا۔ اِس طرح اِس بڑے دھوکا باز نے اُنھیں دوبارہ بغاوت پر آمادہ کرنے کے ذریعہ فتح حاصل کی۔ اُنھوں نے کنعان پر قبضہ حاصل کرنے کے لیے اپنی کوششوں کے ساتھ خُدا کی قُدرت کو شامل کرنے پر اعتقاد نہ رکھا تو بھی اُنھوں نے یہ کام خُداوند کی مدد کے بغیر اپنی طاقت سے سرانجام دینے کا گمان کیا۔ اُنھوں نے کہا "ہم نے خُداوند کا گناہ کیا ہے اور اَب جو کچھ خُداوند ہمارے خُدا نے حکم دیا ہے اُس کے مُطابق ہم جائیں گے اور جنگ کریں گے۔" (اِستثنا ۱: ۴۱) اپنی نافرمانی کے باعث وہ اِس قدر اندھے ہو گئے تھے۔ خُداوند نے اُنھیں "جانے اور جنگ کرنے" کا حکم نہیں دیا تھا۔ اُس کا یہ مقصد نہ تھا کہ وہ اُس مُلک پر بذریعہ جنگ قبضہ کریں بلکہ اُس کے حکموں کی پُوری پُوری فرمانبرداری کرنے سے۔

اگرچہ اُن کے دِل تبدیل نہ ہُوئے تھے پھر بھی جاسُوسوں کے خبر لانے پر بغاوت کے مَوقع پر لوگوں نے اُن کے گھناؤنے پن اور حماقت کا اِقرار کیا۔ اُنھوں نے اب اُس برکت کی قدر کی جس کو اُنھوں نے اِس قدر جلد بازی سے ردّ کر دیا تھا اُنھوں نے اقرار کیا کہ ہماری اپنی بے اعتقادی نے ہمیں کنعان میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ اُنھوں نے کہا "ہم نے گناہ کیا ہے۔" جو اِس بات کا اقرار تھا کہ غلطی اُن کی اپنی تھی نہ کہ خُدا کی، جس پر اُنھوں نے اُن کے لیے اپنے وعدوں کو پُورا نہ کرنے کا اِس قدر بُری طرح سے اِلزام لگایا تھا۔ حالانکہ اُن کا اِقرار حقیقی توبہ پر مبنی نہ تھا، تو بھی اِس کے اُن کے ساتھ سلوک کرنے میں خُدا کا انصاف آشکارا ہو گیا۔

خُداوند آج کل بھی انسانوں سے اپنے اِنصاف کا اِقرار کروانے کے ذریعہ اپنے نام کو جلال دینے کے لیے اِسی طریقہ سے کام کرتا ہے۔ جب وہ جو اُسے پیار کرنے کا دعوٰے کرتے ہیں، اُس کی پروردگاری کا شکوہ کرتے، اُس کے وعدوں کو حقیر سمجھتے اور آزمائش میں گر کر خُدا کے مقاصد کو شکست دینے کے لیے بُرے فرشتوں کے ساتھ

بِل جاتے ہیں، تو خُداوند حالات کو اِس طریقہ سے ترتیب دیتا ہے کہ وہ اِن اشخاص کو ایسے مقام پر لائے، جہاں وہ شاید حقیقی توبہ تو نہ کریں، تو بھی وہ اپنے گُناہوں سے قائل ضرور ہو جائیں۔ اور اپنی روش کی بُرائی کا اقرار کرنے اور اپنے ساتھ خُداوند کے تعلقات میں اُس کے انصاف اور اُس کی شفقت کا اقرار کرنے پر مجبُور ہو جائیں۔ اِسی طریقہ سے خُدا تاریکی کے کاموں کو ظاہر کرنے کے لیے دافع عمل ذرائع پیدا کر دیتا ہے۔ اور اگرچہ وہ رُوح جس سے بُری روش پیدا ہوئی پُورے طور پر تبدیل نہیں ہوتی، تاہم ایسے اِقرار کیے جاتے ہیں جو خُدا کی تعظیم کو واضح طور پر ثابت کرتے اور اُس کے وفادار ملامت کرنے والے خادموں کو راست ٹھہراتے ہیں، جن کی مخالفت ہوتی اور جن کی غلط بیانی کی جاتی ہے۔ ایسا ہی اُس وقت ہوگا جب خُدا کا قہر آخر کار نازل ہوگا۔ جب "خُداوند اپنے لاکھوں مُقدّسوں کے ساتھ آئے گا تاکہ سب آدمیوں کا اِنصاف کرے" تو وہ "سب بے دینوں کو اُن کی بے دینی کے اُن سب کاموں کے سبب سے جو اُنھوں نے .... کیے ہیں .... قصُوروار" بھی ٹھہرائے گا۔ (یہوداہ ۱۴، ۱۵)۔ ہر گُنہگار اپنے فتویٰ کے عدل کی صداقت کو محسوس کرنے اور اُس کا اقرار کرنے پر مجبُور کیا جائے گا۔

خُداوند کے فتویٰ کو نظر انداز کر کے بنی اسرائیل نے ملکِ کنعان کو فتح کرنے کا تہیّہ کر لیا۔ جنگ کے ہتھیاروں اور اسلحہ سے مسلح ہونے کے باعث، وہ اپنے اندازے کے مُطابق پُورے طور پر جنگ کے لیے تیار تھے، لیکن خُدا اور اُس کے غمزدہ خادموں کی نظر میں وہ قطعاً نااہل تھے۔ جب، تقریباً چالیس برس کے بعد خُداوند نے بنی اسرائیل کو یریحو پر قابض ہونے کا حکم دیا، تو اُس نے اُن کے ساتھ جانے کا وعدہ کیا۔ عہد کے صندوق کو جس میں خُدا کی شریعت تھی، اُٹھا کر اُس کے لشکر کے آگے آگے لے گئے۔ اُس کے مقرر کردہ رہنماؤں کو خُداوند کی زیرِ نگرانی اُن کی نقل و حرکت کی رہنمائی کرنا تھا۔ اِس قسم کی رہنمائی سے اُن کا کچھ نقصان نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اب، خُداوند کے حکم اور اپنے رہنماؤں کی سنجیدہ ممانعت کے خِلاف، اور عہد کے صندوق اور

مُوسیٰ کے بغیر، وہ دُشمن کی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے نکل پڑے۔

نرسنگا پھُونکا گیا اور خطرہ کی آگاہی دی گئی، اور مُوسیٰ یہ آگاہی لے کر جلدی سے اُن کے پیچھے گیا کہ "تم کیوں اب خُداوند کی حکم عدُولی کرتے ہو؟ اِس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اُوپر مت چڑھو کیونکہ خُداوند تمہارے درمیان نہیں ہے۔ اَیسا نہ ہو کہ اپنے دُشمنوں کے مُقابلہ میں شکست کھاؤ۔ کیونکہ وہاں تم سے آگے عمالیقی اور کنعانی لوگ ہیں۔ سو تم تلوار سے مارے جاؤ گے۔" (گنتی ۱۴: ۴۱-۴۳)۔

کنعانیوں نے ایک پُراسرار طاقت کے متعلق سُنا تھا جو اَیسا معلوم ہوتا تھا کہ اس قوم کی رہنمائی کر رہی تھی اور اُنھوں نے عجیب و غریب کاموں کے بارے میں بھی سُنا تھا جو ان کے لیے کیے گئے تھے، اِس لیے اُنھوں نے ایک بہت بڑا لشکر جمع کر رکھا تھا تاکہ حملہ آوروں کو بھگا دیا جائے۔ حملہ آور فوج کا کوئی رہنما نہ تھا۔ کوئی دُعا نہ کی گئی کہ خُدا اُنھیں فتح بخشے۔ وہ اپنی قسمت کا پانسا پلٹنے یا لڑائی میں مر مٹنے کے بیباکانہ مقصد پر روانہ ہو گئے۔ اگرچہ وہ جنگ کے قواعد سے ناآشنا تھے تو بھی وہ بہت بڑی فوج کی صُورت میں مُسلّح تھے اور اُنھیں اُمید تھی کہ ایک ہی اچانک اور شدید حملہ سے ہم تمام قسم کی مخالفت کو سر کر لیں گے۔ اُنھوں نے گستاخانہ طور پر اُن دُشمنوں کو للکارا جنھوں نے اُن پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کی تھی۔

کنعانی ایک چٹانی سطح مُرتفع پر خیمہ زن تھے جہاں تک فقط مُشکل درّوں اور خطرناک ڈھلوان چڑھائی کے ذریعہ پُہنچا جا سکتا تھا۔ عبرانیوں کے کثیر انبوہ نے اُن کی اپنی شکست کو اور بھی زیادہ ہولناک بنا دیا۔ آہستہ آہستہ وہ پہاڑی راستوں پر چڑھنے لگے جہاں اُوپر سے اُنھیں اپنے دُشمنوں کے مُہلک پتّھروں کا خطرہ تھا۔ بڑے بڑے بھاری پتھر بڑے شور و غل کے ساتھ نیچے لُڑھکتے ہوئے نیچے گرے اور اپنے راستہ میں مقتُولوں کے خُون کا نشان چھوڑتے آئے جو چڑھائی کی تکان سے چُور چُور ہو کر چوٹی پر پہنچے، وہ بہت بُری طرح سے پسپا ہوئے اور شدید نقصان اُٹھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ کشت و خُون کا میدان مقتُولوں کی لاشوں سے بھرا ہوُا تھا۔ اِسرائیلی لشکر نے شکستِ فاش کھائی۔ اُس باغیانہ

تجربہ کا نتیجہ تباہی اور موت ہوا۔

اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہو کر پس ماندگان "لوٹ کر خداوند کے آگے رونے لگے پر خداوند نے "اُن کی" باتوں پر کان نہ لگایا" (استثنا ۱: ۴۵)۔ بنی اسرائیل کے دُشمن، جو اِس سے پیشتر اِس زبردست گروہ کی آمد کا بڑے خوف و ہراس کے ساتھ انتظار کر رہے تھے، اپنی اِس نمایاں فتح سے حوصلہ پا کر اُن کے مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ اُنھوں نے اُن تمام عجیب و غریب کاموں کی خبر کو، جو خُدا نے اپنے لوگوں کے لیے کیے تھے، اب بالکل لغو خیال کیا اور یہ محسُوس کیا کہ خوف زدہ ہونے کا کوئی سبب نہیں۔ بنی اسرائیل کی اِس پہلی شکست نے، جس سے کنعانیوں کی ہمّت اور حوصلے بہت بڑھ گئے، کنعان کی فتح کی مُشکلات کو بہت زیادہ بڑھا دیا۔ اَب بنی اِسرائیل کے لیے اپنے فتحمند دُشمنوں کے سامنے سے پسپا ہو کر، یہ جانتے ہُوئے بیابان میں لوٹ جانے کے سِوا اور کوئی چارہ باقی نہ رہا، کہ اب یقیناً بیابان ہی اُس ساری پُشت کی قبر بنے گا۔

پینتیسواں باب ۳۵

قورح کی بغاوت

بنی اِسرائیل پر جو سزائیں نازل ہوئیں اُن کے باعث ایک عرصہ کے لیے تو اُن کی بُڑبُڑاہٹ اور نافرمانی رُک گئی، مگر بغاوت کی رُوح تا حال اُن کے دِلوں میں موجود تھی، جس سے آخر کار نہایت تلخ نتائج پیدا ہوئے۔ گذشتہ بغاوتیں تو محض عام شورشیں تھیں جو فقط مشتعل ہجوم کے ہنگامی جوش کے زیرِ اثر برپا ہو جاتی تھیں، لیکن اب یہ ایک گہری اور منظّم سازش تھی جو متعیّن منصوبہ کا نتیجہ تھا کہ خُدا کے مقرّر کردہ رہنماؤں کے اختیارات کو اُلٹ دیا جائے۔

قورح جو اِس تحریک کی رُوحِ رواں تھا، لاوی اور قہات کے خاندان سے تھا اور مُوسیٰ کا چچا زاد بھائی تھا۔ وہ قابل اور صاحبِ رسُوخ آدمی تھا، اگرچہ اُسے مَقدِس کی خدمت سپُرد ہوئی تھی، تو بھی وہ اپنے منصب سے غیر مطمئن ہو چکا تھا اور کہانت کے درجہ کو حاصل کرنے کا متمنّی تھا۔ ہارون اور اُس کے خاندان کو کہانت کے درجہ کی بخشش، جو شروع شروع میں ہر خاندان کے پہلوٹھے بیٹے کا موروثی حق تھا، حسد اور بے اطمینانی کا باعث ہوئی تھی اور کچھ عرصہ سے قورح خُفیہ طور پر مُوسیٰ اور ہارون کی مُخالفت کرتا رہا۔ حالانکہ اُس نے بغاوت کے لیے کسی اعلانیہ فعل کا اِرتکاب کرنے کی جراٴت نہ کی تھی۔ آخر کار اُس نے ملکی اور مذہبی دونوں قسم کی حکومتوں کا تختہ اُلٹنے کی گستاخانہ ترکیب سوچی۔ اِس مقصد کے لیے وہ ہمدرد تلاش کرنے میں بھی ناکام نہ رہا۔ مَقدِس کی جنُوبی سمت میں قورح اور قہاتیوں کے خیمہ کے نزدیک رُوبن کے قبیلہ کے ڈیرے تھے، جن میں داتن اور ابیرام کے خیمے تھے جو اِس قبیلہ کے دو سردار تھے اور قورح کے قریب ہی تھے۔ یہ سردار آسانی سے اُس کے گستاخانہ منصُوبوں میں شریک ہو گئے۔ یعقوب کے سب سے بڑے بیٹے کی اَولاد ہونے کی وجہ سے اُنھوں نے دعویٰ کیا

کہ ہم حکومت کے اختیارات کے حقدار ہیں اور اُنھوں نے مُصمّم ارادہ کر لیا کہ ہم قورح کے ساتھ کہانت کے اعزاز میں بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

لوگوں کے احساسات قورح کے منصوبوں کے عین مطابق تھے۔ اپنی مایوسی کی شدت کے باعث اُن کے پہلے شکوک، حسد اور نفرت کے جذبات بھڑک اُٹھے تھے اور ایک مرتبہ پھر اُنھوں نے اپنے صابر رہنما کے خلاف شکوہ شکایت کرنا شروع کر دیا۔ اسرائیلی متواتر اِس حقیقت کو نظر انداز کر رہے تھے کہ وہ الٰہی قیادت کے ماتحت ہیں۔ وہ بھول گئے تھے کہ عہد کا فرشتہ اُن کا نادیدہ رہنما ہے، اور یہ بھی کہ بادل کے ستون میں چھپی ہوئی مسیح خُداوند کی حضوری اُن کے آگے آگے چلتی تھی اور موسیٰ تمام ہدایات اُسی سے حاصل کرتا تھا۔

وہ اِس ہولناک فتویٰ کو قبول کرنے کے لیے رضامند نہ تھے کہ وہ سب بیابان میں ہلاک ہو جائیں، لہٰذا اُنھوں نے اپنے آپ کو ہر ممکن طریقہ سے یقین دلانے کی کوشش کی کہ اُن کی رہنمائی کرنے والا خُدا نہیں بلکہ موسیٰ تھا جس نے اُن پر فتوےٰ صادر کیا ہے۔ دُنیا کے سب سے زیادہ حلیم اِنسان یعنی موسیٰ کی بہترین کوشش بھی اِس قوم کی نافرمانی کو دبا نہ سکی اور حالانکہ اُن کی گذشتہ نافرمانیوں پر خُدا کی ناراضگی کے آثار اُن کے فوجی دستوں کے قتل ہو جانے اور بہُت سے افراد کے اسیر ہو جانے کی صُورت میں اب تک اُن کی آنکھوں کے سامنے تھے، تو بھی اُنھوں نے عبرت حاصل نہ کی۔ وہ ایک مرتبہ پھر آزمائش سے مغلوب ہو گئے۔

موسیٰ کی ایک حلیم چرواہے کی سی سابقہ زندگی اُس کے موجُودہ درجہ یعنی کثیر شوریدہ سر قوم کی سرداری کی نسبت کہیں زیادہ پُرسکون اور پُرمسرت تھی۔ تاہم موسیٰ نے اُسے خود چُننے میں جُرأت نہ کی تھی۔ چرواہے کی لاٹھی کی بجائے اُسے قوّت و اِختیار کا عصا دیا گیا تھا، جس سے وہ اُس وقت تک دست بردار نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ خُدا اُسے اِس سے بری الذّمہ نہ ٹھہرائے۔

وہ جو تمام دِلوں کے بھیدوں سے واقف ہے اُس نے قورح اور اُس کے

رفیقوں کے ارادوں کو بھانپ لیا تھا اور اُس نے اپنے لوگوں کو ایسی آگاہی اور ہدایت دے دی تھی جس سے وہ اُن ہوشیار لوگوں کی دھوکہ بازی سے بچنے کے قابل ہو سکتے تھے۔ اُنھوں نے اپنی آنکھوں سے مریم پر موسیٰ کے خلاف حسد اور شکایت کرنے کی وجہ سے خُدا کا غضب نازل ہوتے دیکھا تھا۔ خُدا نے یہ اعلان کیا تھا کہ موسیٰ نبی سے بھی بڑا تھا۔ اُس نے فرمایا کہ "مَیں اُس سے..... رُوبرُو اور صریح طور پر باتیں کرتا ہوں..... سو تم کو میرے بندہ موسیٰ کی بدگوئی کرتے خوف کیوں نہ آیا؟" (گنتی ۱۲ : ۸) یہ ہدایات محض ہارون اور مریم کے لیے ہی نہیں تھیں بلکہ تمام اسرائیل کے لیے بھی۔

قورح اور اُس کے دیگر سازش کرنے والے ایسے لوگ تھے جن کو خُدا نے اپنی قُدرت اور عظمت کے خاص ظہور سے نوازا تھا۔ یہ اُن لوگوں میں شامل تھے جو موسیٰ کے ساتھ پہاڑ پر گئے تھے اور جنھوں نے خُدا کے جلال کو دیکھا تھا۔ لیکن اُس وقت سے ایک انقلاب واقع ہو گیا تھا۔ اُنھوں نے ایک آزمائش کو جو شروع میں معمولی سی تھی، دل میں جگہ دے کر اُسے یہاں تک بڑھنے اور مضبوط ہونے دیا کہ اُن کے دماغوں پر شیطان کا قبضہ ہو گیا اور اُنھیں بے اطمینانی پھیلانے کے کام میں جُرأت حاصل ہو گئی۔ قوم کی اقبالمندی میں بہت دلچسپی کا دعوٰے کرتے ہوئے اُنھوں نے اپنی بے قناعتی کے متعلق پہلے آپس میں اور پھر بنی اسرائیل کے مُقتدر لوگوں کے ساتھ سرگوشی کی۔ اُن کے درپردہ الزامات کو اتنی جلد بازی سے قبول کر لیا گیا کہ اُنھیں اور بھی جُرأت ہوئی اور آخر کار اُنھوں نے حقیقت میں یقین کر لیا کہ خُدا کے جوش کی وجہ سے ہم مُتحرّک ہوئے ہیں۔

وہ دو سو پچاس (۲۵۰) سرداروں کو، جو جماعت کے مشہور آدمی تھے، برگشتہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان طاقتور اور صاحبِ اثر حامیوں کی مدد سے اُنھیں یقین تھا کہ وہ حکومت میں واضح انقلاب پیدا کر سکیں گے اور موسیٰ اور ہارون کے نظام کی نسبت بہت بہتر نظام قائم کر سکیں گے۔

حسد کی وجہ سے نفرت پیدا ہوگئی اور نفرت نے بغاوت کی صُورت اِختیار کرلی۔ وہ موسیٰ کے اِتنے بڑے اِعزاز اور اختیار پر فائز ہوتے کے سوال پر یہاں تک بحث کر چکے تھے کہ اُنھوں نے موسیٰ کے عہدہ کو قابلِ رشک سمجھ کر یہ خیال کیا کہ ہم میں سے کوئی اِس منصب پر فائز ہونے کی ایسی قابلیت رکھتا ہے جیسے کہ موسیٰ۔ اُنھوں نے ایک دُوسرے کو یہاں تک دھوکا دیا کہ وہ سمجھنے لگے کہ جو مناصب موسیٰ اور ہارون نے سنبھالے ہُوئے تھے، اِس پر اُنھوں نے خُود قبضہ کیا تھا۔ یہ شوریدہ سر لوگ کہتے تھے کہ اِن رہنماؤں نے اپنے آپ کو خُدا کی جماعت سے سرفراز کر کے کہانت اور حکُومت کو اپنے تصرّف میں لے لیا ہے، حالانکہ خاندانی اِعتبار سے وہ دیگر اِسرائیلیوں سے زیادہ ممتاز نہیں۔ مُوسیٰ اور ہارُون باقی لوگوں کی نسبت زیادہ مُقدّس نہیں اور کیا یہ اُن کے لیے کافی نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے برابر ہوں جو اُن کی طرح خُدا کی خاص حضُوری اور حفاظت سے فیض یاب ہیں؟

اِس کے بعد سازشیوں نے جو کام کیا اُس کا تعلّق عام لوگوں کے ساتھ تھا۔ ایسے لوگوں کو جو غلطی پر اور قابلِ سرزنش ہوتے ہیں، ہمدردی اور تعریف کس قدر مُسرّت انگیز معلوم ہوتی ہے۔ یُوں قورح اور اُس کے ساتھی جماعت کی توجّہ اور ہمدردی کا مرکز بن گئے۔ یہ اِلزام کہ لوگوں کی بُڑبُڑاہٹ اُن پر غضبِ الٰہی وارد کرنے کا مُوجب ہوئی ہے بالکل غلط تصوّر کیا گیا۔ اُنھوں نے کہا جماعت میں مُطلقاً کوئی غلطی نہیں، کیونکہ ہم نے محض اپنے حقُوق کا مُطالبہ کیا ہے، لیکن موسیٰ ایک جابر حاکم ہے اور اُس نے بِلاوجہ قوم کو گُنہگار ٹھہرا کر ملامت کی ہے، حالانکہ ہم مُقدّس لوگ ہیں اور خُداوند ہمارے درمیان موجُود ہے۔

قورح نے اُن کے بیابانی سفر کی تاریخ پر تبصرہ کیا جہاں اُنھیں بڑے بڑے دُشوار گزار مقامات میں سے گزرنا پڑا تھا اور بہُت سے اپنی کُڑکُڑاہٹ اور نافرمانی کی وجہ سے تباہ ہو گئے تھے۔ اُس کے مُخاطبوں نے سوچا کہ ہم پر بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ اگر موسیٰ کوئی اَور راستہ اختیار کرتا تو اُن کی مُشکلات کا سدِّباب ہو جاتا۔ اُنھوں

نے یہ فیصلہ کیا کہ ہماری بربادیوں کے لیے مُوسیٰؔ ہی ذمّہ دار ہے اور یہ کہ کنعانؔ سے ہماری محرومی مُوسیٰؔ اور ہارونؔ کی بدانتظامی ہی کا نتیجہ ہے اور یہ بھی کہ اگر قورحؔ ہمارا رہنما بن جائے اور ہمارے گناہوں پر ملامت کرنے کی بجائے ہمارے نیک کارناموں کی داد دے، تو ہمارا سفر زیادہ پُرامن اور اِقبال مند ہوگا اور ہم بجائے اِدھر اُدھر بھٹکنے کے موعُودہ مُلک میں براہِ راست پہُنچ سکیں گے۔

اِس تخریبی کارروائی سے جماعت کے ناموافق عناصر میں اِتنا اِتّحاد اور موافقت پیدا ہوگئی جو اِس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ عوام کے درمیان جو کامیابی قورحؔ کو حاصل ہوئی اُس سے اُس کا حوصلہ اَور بھی بڑھ گیا اور اِس بات پر اُس کا یقین اَور بھی مُحکم ہوگیا کہ موسیٰؔ کو اُس کے غصب کیے ہُوئے اِختیارات کے اِستعمال سے نہ روکا جائے تو یہ بنی اسرائیل کی آزادی کے لیے مُہلک ثابت ہوگا۔ مزید برآں قورحؔ نے یہ بھی دعوےٰ کیا کہ خُدا نے مجھ پر تمام معاملہ فاش کر دیا ہے اور مجھے یہ اِختیار دیا ہے کہ پیشتر اِس کے کہ صُورتِ حالات بد سے بدتر ہو جائے، حکُومت کو تبدیل کر دوں۔ لیکن بیشتر ایسے بھی تھے، جو قورحؔ کے اِن الزامات کو، جو اُس نے مُوسیٰؔ کے خِلاف لگائے تھے، قبُول کرنے کو تیار نہ تھے۔ جب موسیٰؔ کی پُرصبر اور بے ریا محنتیں اُنھیں یاد آئیں تو اُن کے دِلوں پر چوٹ لگی۔ لہٰذا یہ ضروری تھا کہ اِسرائیل کے لیے موسیٰؔ کی گہری دِلچسپی کی وجہ اُس کی خوُدغرضی ثابت کی جائے۔ لہٰذا پُرانے اِلزامات کو پھر دُہرایا گیا کہ وہ ہمیں مصرؔ سے اِس لیے نکال لایا ہے تاکہ ہم بیابان ہی میں فنا ہو جائیں اور وہ ہمارے ترکہ پر قبضہ جمالے۔

کچھ عرصہ تک تو یہ کام خُفیہ طور پر ہوتا رہا۔ مگر جُونہی یہ تحریک اِتنی مضبوط ہوگئی کہ کُھلم کُھلا مقابلہ کر سکے، تو قورحؔ نے اپنے فریق کی قیادت سنبھال لی اور اُس نے مُوسیٰؔ اور ہارونؔ پر اِختیارات غصب کرنے کا، جن میں قورحؔ اور اُس کے ساتھی برابر کے حِصّہ دار تھے، اِعلانیہ اِلزام لگانا شروع کر دیا۔ علاوہ ازیں اُن پر یہ بھی الزام لگایا گیا کہ اُنھوں نے لوگوں کی آزادی اور خوُدمختاری کو چھین لیا ہے۔ سازشیوں نے کہا

کہ "جماعت کا ایک ایک آدمی مُقدّس ہے اور خُداوند اُن کے بیچ رہتا ہے۔ سو تم اپنے آپ کو خُداوند کی جماعت سے بڑا کیونکر ٹھہراتے ہو؟" (گنتی ۱۶: ۳)

موسیٰ کو ایسی گہری سازش کا گمان بھی نہ تھا اور جب اِس پر اُس کی ہولناک حقیقت واضح ہوئی تو وہ اپنے مُنہ کے بل گر پڑا اور خاموشی سے خُدا کے سامنے اِلتماس کی۔ جب موسیٰ دُعا سے اُٹھا تو آزردہ خاطر تو تھا لیکن وہ مطمئن اور مضبُوط تھا۔ اُسے الٰہی رہنمائی حاصل ہو چکی تھی۔ اُس نے لوگوں کو مُخاطب کر کے کہا "کل صُبح خُداوند دکھا دے گا کہ کَون اُس کا ہے اور کَون مُقدّس ہے اور وہ اُسی کو اپنے نزدیک آنے دے گا کیونکہ جسے وہ خُود چُنے گا اُسے وہ اپنی قُربت بھی دے گا۔" یہ اِمتحان اگلے روز تک ملتوی کیا گیا تاکہ سب کو غور و فکر کا وقت مِل جائے۔ تب یہ طے پایا کہ وہ لوگ جو کہانت کے دعوے دار تھے وہ اپنا اپنا بخُوردان لیں اور جماعت کی موجودگی میں مَقدِس میں بخُور جلائیں۔ یہ قانون بالکل واضح تھا کہ فقط وہی جو اِس مُقدّس عہدہ کے لیے مخصُوص کیے گئے تھے مَقدِس میں خدمت کریں۔ جب ندب اور ابیہو ایسے کاہنوں نے بھی خُداوند کے حُضور اوپری آگ جلانے کی جُرأت کی تو خُدا کے اِس حکم کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے اُنھیں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ تو بھی موسیٰ نے اپنے اوپر اِلزام لگانے والوں کو صلائے عام دی کہ اگر تم ایسی ہولناک اِلتماس میں شریک ہونا چاہتے ہو تو تمھیں اِس معاملہ کو خُدا کے سپرد کر دینا چاہیئے۔

مُوسیٰ نے قورح اور اُس کے لاوی رُفقاء کو مُخاطب کر کے کہا کہ "کیا یہ تم کو چھوٹی بات دِکھائی دیتی ہے کہ اِسرائیل کے خُدا نے تم کو بنی اِسرائیل کی جماعت میں سے چُن کر الگ کیا تاکہ تم کو وہ اپنی قُربت بخشے اور تم خُداوند کے مَسکن کی خدمت کرو اور جماعت کے آگے کھڑے ہو کر اُس کی بھی خدمت بجا لاؤ۔ اور تجھے اور تیرے سب بھائیوں کو جو بنی لاوی ہیں اپنے نزدیک آنے دیا۔ سو کیا اب تم کہانت کو بھی چاہتے ہو؟ اِسی لیے تُو اور تیرے فریق کے لوگ یہ سب کے سب خُداوند کے خِلاف اکٹھے ہوئے ہیں اور ہارون کَون ہے جو تم اُس کی شکایت کرتے ہو؟" (گنتی ۱۶: ۹-۱۱)

داتن اور ابیرام نے قورح کی طرح کوئی گستاخانہ قدم نہیں اُٹھایا تھا اور موسیٰ نے یہ اُمید کرتے ہُوئے کہ شاید وہ سازش میں شریک ہونے کے باوجود مُلوّث نہ ہُوئے ہوں، اُنھیں اپنے پاس آنے کے لیے طلب کیا تاکہ اُن کے جو الزامات اُس کے خلاف ہیں وہ اُنھیں دُور کر سکے۔ لیکن وہ آنے کو تیار نہ ہوئے اور اُنھوں نے گستاخانہ طور پر اُس کے اختیار کو تسلیم کرنے سے اِنکار کر دیا۔ اُنھوں نے ساری جماعت کے سُنتے ہوئے جواب دیا کہ "کیا یہ چھوٹی بات ہے کہ تُو ہم کو ایک ایسے ملک سے جس میں دُودھ اور شہد بہتا ہے نکال لایا ہے کہ ہم کو بیابان میں ہلاک کرے اور اُس پر بھی یہ طُرّہ ہے کہ اب تُو سردار بن کر ہم پر حکومت جتاتا ہے؟ ماسوا اُس کے تُو نے ہم کو اُس ملک میں بھی نہیں پُہنچایا جہاں دُودھ اور شہد بہتا ہے اور نہ ہم کو کھیتوں اور تاکستانوں کا وارث بنایا۔ کیا تُو اِن لوگوں کی آنکھیں نکال ڈالے گا؟ ہم تو نہیں آنے کے؟" (گنتی ۱۶: ۱۳-۱۴)۔

یُوں اُنھوں نے اپنی غلامی کے وطن کا نقشہ اُنھیں الفاظ میں کھینچا جن میں خُداوند نے ملکِ موعُود کا نقشہ کھینچا تھا۔ اُنھوں نے موسیٰ پر یہ الزام لگایا کہ وہ الٰہی رہنمائی کا حکم دے کر اپنی حکومت جتا رہا ہے۔ پس اُنھوں نے اعلان کیا کہ اندھوں کی طرح تیری پیروی نہیں کریں گے کہ تُو اپنی ہوس کے لیے کبھی ہمیں کنعان کی طرف لے چلے اور کبھی بیابان کی طرف، یعنی جو تیری مرضی ہو وہی کریں۔ یُوں وہ شخصیّت جو اُن کے لیے ایک مہربان باپ اور صابر چرواہے کی مانند تھی اُسی کو اُنھوں نے نہایت ہی گھنونے رنگ میں ظالم اور غاصب کی حیثیّت سے پیش کیا۔ کنعان سے محرُومی کا اِلزام، جو اُن کے اپنے گُناہوں کی پاداش تھی، موسیٰ ہی پر لگا دیا۔

یہ ظاہر تھا کہ لوگوں کی تمام تر ہمدردیاں فریقِ مخالف سے تھیں، لیکن موسیٰ نے اپنے آپ کو راست ٹھہرانے کی کوئی کوشش نہ کی۔ مُوسیٰ نے جماعت کی موجُودگی میں خُدا کے حُضور بڑے خضوع و خشوع سے اِلتجا کی کہ تُو خود میرے مقاصد کی پاکیزگی اور میری سیرت کی صداقت کا گواہ ہو اور اُس نے اُس سے التجا کی کہ تو آپ ہی میرا مُنصف بن۔

اگلی صُبح قورح کی قیادت میں اڑھائی سَو ۲۵۰ سردار اپنے بخُور دانوں کو لے کر حاضر

ہُوئے۔ اُنھیں مَقدِس کے صحن میں پُہنچا یا گیا جبکہ لوگ مَقدِس کے باہر نتیجہ کے انتظار میں جمع تھے۔ موسیٰ نے جماعت کو اِکٹھا نہیں کیا تھا کہ آ کر قورح اور اُس کی جماعت کی شکست دیکھیں، بلکہ خُود باغیوں نے غرور میں اندھے ہو کر اپنی فتح کا مُظاہرہ کرنے کے لیے لوگوں کو اکٹھا کیا تھا۔ جماعت کا بیشتر حِصّہ یُوں بھی قورح کا حامی تھا اور وہ بڑا پُرامید تھا کہ ہارُون کے خلاف دعویٰ میں مَیں کامیاب رہوں گا۔

جب وہ اِس طریقہ سے خُداوند کے حُضور جمع تھے "تب خُداوند کا جلال ساری جماعت کے سامنے نمایاں ہُوا۔" خُداوند نے موسیٰ اور ہارُون کو آگاہی دی اور کہا "تم اپنے آپ کو اِس جماعت سے بالکل الگ کر لو تاکہ میں اُن کو ایک پل میں بھسم کر دُوں۔" لیکن وہ اپنے مُنہ کے بل گر پڑے اور عرض کی "اَے خُدا! سب بشر کی رُوحوں کے خُدا! کیا ایک آدمی کے گُناہ کے سبب سے تیرا قہر ساری جماعت پر ہوگا؟" (گنتی ۱۶: ۲۲)۔

جب موسیٰ ستّر بزرگوں کو ساتھ لے کر اُن لوگوں کو سمجھانے کے لیے گیا جنھوں نے اُس کے پاس آنے سے اِنکار کیا تھا تو داتن اور ابیرام کی معیّت میں شامل ہونے کے لیے قورح جماعت سے علیحدہ ہو چکا تھا۔ ہجوم موسیٰ کے پیچھے ہو لیا اور اپنا پیغام سُنانے سے پہلے موسیٰ نے خُداوند کی ہدایت کے مُطابق لوگوں کو حکم دیا کہ اِن شریر آدمیوں کے خیموں سے نِکل جاؤ اور اُن کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاؤ تا نہ ہو کہ تم بھی اُن کے سب گُناہوں کے سبب سے نیست ہو جاؤ۔" (گنتی ۱۶: ۲۶)۔ اِس آگاہی پر عمل کیا گیا کیونکہ آنے والے غضب کا خوف سب پر طاری ہو گیا تھا۔ باغیوں کے سرداروں نے دیکھا کہ جن کو اُنھوں نے دھوکہ دیا تھا، اُنھیں لوگوں نے اُن کو تنہا چھوڑ دیا ہے لیکن اُن کے دِلوں کی سختی میں کوئی فرق نہ آیا۔ وہ اپنے خاندانوں کے ہمراہ اپنے خیموں کے دروازوں میں کھڑے رہے، گویا کہ وہ الٰہی آگاہی کے خِلاف سرکشی کر رہے ہیں۔

اِسرائیل کے خُدا کے نام پر موسیٰ نے تمام جماعت کے رُوبرو یہ اِعلان کیا "اِس سے تم جان لو گے کہ خُداوند نے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب کام کروں کیونکہ مَیں نے اپنی مرضی

سے کچھ نہیں کیا۔ اگر یہ آدمی ویسی ہی موت سے مریں جو سب لوگوں کو آتی ہے یا اُن پر ویسے ہی حادثے گزریں جو سب پر گزرتے ہیں تو مَیں خُدا کا بھیجا ہُوا نہیں ہوں۔ پَر اگر خُداوند کوئی نیا کرشمہ دکھائے اور زمین اپنا مُنہ کھول دے اور اُن کو اُن کے گھر بار سمیت نِگل جائے اور یہ جیتے جی پاتال میں سما جائیں تو تم جانتا کہ اِن لوگوں نے خُداوند کی تحقیر کی ہے۔" (گنتی: ۱۶: ۲۸-۳۰)۔

تمام بنی اِسرائیل کی نگاہیں موسیٰ پر جمی ہُوئی تھیں، جب کہ وہ خوف زدہ اور مُتمنّی ہو کر آنے والے حادثہ کا اِنتظار کر رہے تھے۔ جب موسیٰ اپنی بات ختم کر چکا تو ٹھوس زمین پھٹی اور سب باغی زندہ اُس میں سما گئے اور اُن کا سارا گھر بار بھی پاتال میں سما گیا" اور وہ جماعت میں سے نابُود ہو گئے۔

لیکن سزا یہیں ختم نہ ہُوئی۔ بادل میں سے دمکتی ہوئی آگ نِکلی اور اُن ڈھائی سَو[۲۵۰] سرداروں کو بھسم کر گئی جنھوں نے بخُور گزرانا تھا۔ چونکہ یہ لوگ بغاوت میں پیش پیش نہیں تھے لہٰذا سازشیوں کے سرغنوں کے ساتھ اُنھیں نابُود نہیں کیا گیا تھا۔ اُنھیں اِس بات کی اجازت دی گئی کہ وہ اُن لوگوں کا حشر دیکھیں، اور اُنھیں توبہ کا ایک اَور موقع دیا جائے۔ لیکن اُن کی تمام ہمدردیاں باغیوں کے ساتھ وابستہ تھیں لہٰذا اُنھیں بھی وُہی خمیازہ بھگتنا پڑا۔

جب موسیٰ بنی اِسرائیل کو نصیحت کر رہا تھا کہ وہ آنے والے عذاب سے بھاگ جائیں تو اُس وقت اگر قورح اور اُس کے ساتھی توبہ کر لیتے اور معافی کے خواستگار ہوتے تو ممکن تھا کہ عذابِ الٰہی ٹل جاتا۔ لیکن ہٹ دھرمی نے اُن پر بربادی کی مُہر ثبت کر دی۔ تمام جماعت اِس جُرم میں شریک تھی کیونکہ اُن میں سے کم و بیش ہر ایک نے اُن سے اظہارِ ہمدردی کیا تھا۔ تاہم خُدا نے اپنی بڑی رحمت سے بغاوت کے سرغنوں اور اُن کی پَیروی کرنے والوں میں فرق کیا۔ وہ لوگ جو فریب خوردہ تھے، اُنھیں بھی توبہ کی مُہلت دی گئی۔ اُنھیں اِس بات کی ہولناک شہادت دی جا چکی تھی کہ وہ لوگ غلطی پر تھے اور یہ کہ موسیٰ راستی پر تھا۔ خُدا کی قدرت کے نمایاں ظہور سے تمام شکوک دُور ہو گئے۔

خُداوند یسُوع مسیح یعنی اُس فرشتہ نے جو عبرانیوں کے آگے آگے چلتا تھا، اُنھیں

ہلاکت سے بچانے کی کوشش کی۔ اُن کے لیے معافی کا موقعہ اب تک موجود تھا۔ عذاب الٰہی قریب تر آچکا تھا اور خواستگار تھا کہ وہ لوگ توبہ کریں۔ آسمان کی ایک خاص ناقابلِ تسخیر مُداخلت نے اُن کی بغاوت کو روک دیا تھا۔ اِن حالات میں اگر وہ خُدا کی پروردگاری کی مزاحمت کا جواب دیتے تو وہ بچ سکتے تھے۔ لیکن حالانکہ وہ تباہی کے خَوف سے خَوفزدہ ہو کر بھاگے تو بھی اُن کی بغاوت کا قلع قمع نہ ہُوا۔ وہ اُس رات اپنے خیموں میں خَوف زدہ ہو کر تو لَوٹے مگر وہ تائب نہ ہُوئے تھے۔

قورؔح اور اُس کے رُفقا نے یہاں تک اُن کی چاپلوسی کی تھی کہ اُنھیں یہ یقین ہو چُکا تھا کہ ہم نیک لوگ ہیں اور یہ کہ موسیٰؔ نے ہی ہمیں نقصان پہنچایا ہے اور ہم سے ناجائز سلُوک روا رکھا جاتا ہے۔ اِن حالات میں اگر وہ اقبال کر لیتے کہ قورؔح اور اُس کے ساتھی غلطی پر تھے اور مُوسیٰؔ راستی پر تھا، تو اُنھیں مجبُوراً خُدا کے کلام کے مُطابق بیابان میں اپنی مَوت کا فتویٰ تسلیم کرنا پڑتا۔ اُسے وہ تسلیم کرنے کو تیّار نہ تھے اور اُنھوں نے یہ یقین کرنے کی کوشش کی کہ مُوسیٰؔ نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ وہ اِس اُمید پر بہت خُوشیاں منا رہے تھے کہ ایک نیا نظام حکُومت قائم ہونے والا ہے جس میں ملامت کی بجائے تعریف، اور تردّد اور کش مکش کی بجائے آرام و چین کی عملداری ہو گی۔ فنا ہونے والے لوگوں نے اُن کی شان میں خوشامدانہ الفاظ کہے تھے اور اُنھیں اُن سے بہت دلچسپی اور محبّت کا دعوٰے تھا جس سے لوگوں نے نتیجہ نکالا کہ قورؔح اور اُس کے رفیق لامحالہ نیک لوگ تھے اور کسی نہ کسی وجہ سے موسیٰؔ ہی اُن کی بربادی کا باعث تھا۔

لوگ اِس سے زیادہ خُدا کی اور کیا توہین کر سکتے ہیں کہ وہ اُن وسائل کی تحقیر اور تردید کریں جو خُدا اُن کی نجات کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اِسرائیلیوں نے نہ صرف یہی کیا بلکہ مُوسیٰؔ اور ہارُوؔن کو قتل کرنے کا بھی منصُوبہ باندھا۔ تو بھی اُنھوں نے یہ ضرورت محسُوس نہ کی کہ ایسے سنگین گُناہ کے لیے خُدا سے معافی کے خواستگار ہوتے۔ بجائے اِس کے کہ وہ اِس اِمتحان کی رات کو توبہ اور اپنے گناہوں کا اِقرار کرنے میں گُزارتے، اُنھوں نے ایسے منصُوبے سوچنے میں صرف کی تاکہ کسی نہ کسی طریقہ سے اُن شہادتوں کو جُھٹلایا جائے

جن کے باعث وہ سب سے بڑے گُنہگار ثابت ہُوئے تھے۔ وہ اپنے دِلوں میں خُدا کے مُقرّر کردہ خادموں کے خلاف اب تک نفرت کا اظہار کر رہے تھے اور اُن کے اِختیار کا مقابلہ کرنے کے لیے اب تک سینہ سپر تھے۔ شیطان بھی ان کی قوّتِ فیصلہ کو بگاڑنے اور اُنھیں اندھا کر کے تباہی کی طرف لے جانے کے لیے قریب ہی تھا۔

اِن زیرِ عتاب گُنہگاروں نے پاتال میں سما جانے کے وقت جو چیخ و پکار کی، اُس سے تمام بنی اِسرائیل خوف زدہ ہو کر بھاگ نکلے اور کہنے لگے "کہیں زمین ہم کو بھی نہ نگل لے" "لیکن دُوسرے ہی دن بنی اِسرائیل کی ساری جماعت نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کی شکایت کی اور کہنے لگے کہ تم نے خُداوند کے لوگوں کو مار ڈالا ہے۔" (گنتی ۱۶: ۴۱)۔ اور قریب تھا کہ وہ اپنے مخلص اور پُر ایثار رہنماؤں کے خِلاف تشدّد کرنے پر اُتر آتے۔

بادل میں مَقدِس کے اُوپر الٰہی جلال کا ظہُور نظر آیا اور بادل میں سے ایک آواز موسیٰؑ اور ہارونؑ کے ساتھ ہمکلام ہوئی کہ تم اِس جماعت کے بیچ سے ہٹ جاؤ تاکہ مَیں اِن کو ایک پل میں بھسم کر ڈالوں۔" (گنتی ۱۶: ۴۵)۔

گُناہ کا جرم موسیٰؑ پر نہ تھا، اِس لیے نہ تو اُسے کچھ خَوف آیا اور نہ ہی وہ جلد بازی کر کے جماعت کو برباد ہونے کے لیے وہاں سے بھاگ نکلا۔ اِس ہَولناک اور نازک موقع پر موسیٰؑ وہاں ٹھہرا رہا اور اُس گلّے سے، جو اُس کی حفاظت میں دیا گیا تھا، حقیقی چرواہے کی سی دِلچسپی ظاہر کی۔ اُس نے اِلتجا کی کہ خُدا کا غضب اُس کے برگزیدہ لوگوں کو بالکلیہ طَور پر تباہ نہ کرے۔ اپنی شفاعت کے ذریعہ اُس نے اِنتقام کے ہاتھ کو روک لیا تاکہ نافرمان اور باغی اِسرائیل کا مکمّل طور پر خاتمہ نہ ہو جائے۔

لیکن قہر کا فرشتہ روانہ ہو چکا تھا، وبا نے موت کی تباہ کاری کا کام شروع کر دیا تھا۔ اپنے بھائی کی ہدایت پر ہارونؑ ایک بخُور دان لے کر دَوڑتا ہُوا جماعت کے بیچ میں گیا تاکہ "اُن کے لیے کفّارہ دے"۔ "اور وہ مُردوں اور زِندوں کے بیچ میں کھڑا ہُوا"۔ جُونہی بخُور کا دھوآں اُوپر کو اُٹھا موسیٰؑ کی دُعائیں مَقدِس میں خُدا کی طرف اُٹھیں اور وبا موقُوف ہو گئی لیکن اُس وقت تک چودہ ہزار اِسرائیلی مر چُکے تھے جو کُڑکُڑاہٹ اور بغاوت کے

جُرم کی شہادت تھی۔

لیکن اِس کے علاوہ مزید ثبوت پیش کیا گیا کہ کہانت ہارون کے خاندان کے لیے مخصوص کی گئی ہے۔ الٰہی ہدایت کے مطابق ہر قبیلہ نے ایک لاٹھی تیار کی اور اُس پر اپنے قبیلہ کا نام لکھا۔ لاوی کے قبیلہ پر ہارون کا نام لکھا تھا۔ اِن لاٹھیوں کو مقدِس میں "شہادت کے صندوق" کے سامنے رکھ دیا گیا۔ اُن لاٹھیوں میں سے کسی لاٹھی میں کلیوں کا پھوٹ نکلنا اِس بات کی نشانی تھی کہ اُس گھرانے کو خداوند نے کہانت کے لیے چُن لیا ہے۔ دُوسرے دن دیکھا گیا کہ" ہارون کی لاٹھی میں جو لاوی کے خاندان کے نام کی تھی کلیاں پھوٹی ہوئی اور شگوفے کھلے ہوئے اور پکے بادام لگے ہیں۔" (گنتی ۱۷: ۸) وہ لاٹھی لوگوں کو دکھائی گئی اور بعدازاں آنے والی نسلوں کے لیے اِس لاٹھی کو بطور شہادت مقدِس میں رکھا۔ اِس معجزہ نے قطعی طور پر کہانت کے مسئلہ کا تصفیہ کر دیا۔

اب تو مکمل طور پر ثابت ہو چکا تھا کہ موسیٰ اور ہارون کا کلام الٰہی اِختیار سے تھا اور لوگوں کو مجبوراً اِس ناگوار حقیقت کو یقین کرنا پڑا کہ اُنھیں بیابان میں مرنا تھا۔ اُنھوں نے کہا۔" دیکھ ہم نیست ہوئے جاتے،۔۔۔۔ ہم سب کے سب ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔" اُنھوں نے اقرار کیا کہ ہم نے رہنماؤں کے خلاف بغاوت کرنے میں گناہ کیا ہے اور یہ بھی کہ قورح اور اُس کے فریق پر خُدا کی طرف سے جو سزا نازل ہوئی تھی وہ واجبی تھی۔

قورح کی بغاوت میں، چھوٹے پیمانے پر، اُسی رُوح کی کارروائی نظر آتی ہے جس نے شیطان کو آسمان میں بغاوت کی تحریک دی۔ غُرور اور ہوس ہی نے لُوسیفر کو خُدا کی حکومت کے خِلاف شکایت کرنے پر اُکسایا اور اِس نظام کو تہ وبالا کرنے کی کوشش پر آمادہ کیا جو آسمان میں قائم کیا گیا تھا۔ آسمان پر سے گرائے جانے کے بعد شیطان کا مقصد یہ رہا ہے کہ حسد اور بے اِطمینانی کی وُہی رُوح، درجہ اور عزت کی وُہی ہوس اِنسانوں کے دماغوں میں بھر دے۔ اُس نے اُسی طرح قورح، داتن اور ابیرام کے دماغ میں تحریک پیدا کی تاکہ اُن میں اپنے آپ کو سرفراز کرنے کی خواہش پیدا کر دے اور حسد، بے ایمانی اور بغاوت کی رُوح کو مشتعل کرے۔ شیطان کے پھندے میں آکر اُنھوں نے خُدا کے

مُقرّر کردہ بندوں کو رَد کر کے خُدا کو اپنا رہنما تسلیم کرنے سے اِنکار کر دیا۔ تو بھی موسیٰ اور ہارُون کے خِلاف گُڑگُڑاتے ہوئے اُنھوں نے خُدا پر بھی کُفر بکا۔ وہ یہاں تک فریب خُوردہ ہو گئے کہ اُنھوں نے اپنے آپ کو راستباز تصوّر کرنا شروع کر دیا اور جنھوں نے اُن کے گُناہوں پر ملامت کی تھی، اُنھیں شیطان کا آلۂ کار سمجھا۔

کیا وُہی بُرائیاں جو قورح کی بربادی کی بُنیاد تھیں آج کل بھی پائی نہیں جاتیں؟ غُرور اور ہوس عام ہیں اور جب اُنھیں دِل میں پالا جاتا ہے تو وہ حسد اور بڑا بننے کی خواہش کے لیے راہ کھول دیتے ہیں۔ اِسی طرح اِنسان خُدا سے بیگانہ ہوتا جاتا ہے، اور بےخبری کے عالم میں شیطان کی صفوں میں جا ملتا ہے۔ قورح اور اُس کے ساتھیوں کی طرح، بہت سے اِقراری پیرو بھی ذاتی عظمت کے حاصل کرنے کے متعلّق سوچنے، تجویزیں بنانے اور عمل کرنے میں اِس قدر جِدّ و جہد کر رہے ہیں کہ لوگوں کی ہمدردی اور تعاون حاصل کرنے کی خاطر وہ سچائی میں اِنحراف پیدا کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ خُداوند کے خادموں کو جُھٹلاتے، اُن کے خلاف غلط بیانی کرتے، یہاں تک کہ اُن پر ذلیل اور خُودغرضی کے منصُوبوں کے اِلزامات لگاتے ہیں، جن کے وہ خُود مُجرم ہوتے ہیں۔ متواتر جُھوٹ بولتے رہنے سے، حالانکہ اُن کے پاس کسی قسم کا ثبُوت نہیں ہوتا، آخرکار وہ اُسے سچ خیال کر لیتے ہیں۔ جب وہ خُدا کے مُقرّر کردہ خادموں میں لوگوں کے ایمان کو برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ حقیقت میں یہ یقین کر لیتے ہیں کہ وہ واقعی ایک نیک کام میں مصرُوف ہیں اور یقیناً خُدا کی خدمت کر رہے ہیں۔

عبرانی لوگ اپنے آپ کو خُداوند کی ہدایات اور پابندیوں کے تابع کرنے کے لیے رضامند نہ تھے۔ وہ ضابطہ کے ماتحت رہنے میں بےچینی محسُوس کرتے تھے اور ملامت پانے کے لیے نارضامند تھے۔ اُن کے مُوسیٰ کے خِلاف بُڑبُڑانے کا یہی راز تھا۔ اگر اُنھیں اپنی مرضی پُوری کرنے کے لیے بےلگام چھوڑ دیا جاتا تو وہ اپنے رہنما کے خِلاف بہت کم شکایات کرتے۔ کلیسیا کی تمام تواریخ میں خُدا کے خادموں کو اِسی قسم کی رُوح کا مقابلہ کرنا پڑا۔

لوگ گناہ آلودہ نازبرداریوں ہی سے شیطان کو اپنے دماغ میں داخل ہونے کا موقع دیتے ہیں اور وہ بتدریج بدی میں بڑھتے جاتے ہیں۔ روشنی کو ردّ کر دینے سے دماغ تاریک اور دِل سخت ہوجاتا ہے اور گناہ میں اگلا قدم اُٹھانا اور مزید واضح روشنی کو ردّ کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ حتیٰ کہ آخرکار اُن کی بدکاری کی عادات پُختہ ہوجاتی ہیں۔ گناہ اُنھیں گھناؤنا محسوس نہیں ہوتا۔ جو وفاداری سے خُدا کے کلام کی منادی کرتا رہتا ہے اور اُس کی بنا پر اُن کے گُناہوں پر ملامت کرتا ہے، وہ اکثر اوقات اُن کی نفرت کو بھڑکاتا ہے چونکہ وہ دُکھ اور قُربانی کو، جو اصلاح کے لیے ضروری ہیں برداشت کرنے کے لیے رضامند نہیں ہوتے، لہٰذا وہ خُدا کے خادم کی مخالفت پر اُتر آتے ہیں اور اُس کی ملامت کو غیر ضروری اور ناقابلِ برداشت خیال کر کے برملا لعن طعن کرتے ہیں۔ قورح کی طرح وہ بھی اعلانیہ کہتے ہیں کہ لوگ قصوروار نہیں، بلکہ ملامت کرنے والا ہی تمام تکلیف کا ذمّہ دار ہے۔ اور اپنی ضمیر کو اِسی فریب سے تسلّی دے کر حاسد اور بگڑے ہُوئے لوگ مل کر کلیسیا میں نااتفاقی کے بیج بوتے ہیں اور اُن لوگوں کے ہاتھوں کو کمزور کر دیتے ہیں جن کے ذمّہ کلیسیا کی تعمیر ہوتی ہے۔

ہر قسم کی پیش قدمی پر، جو اُن لوگوں کی طرف سے کی گئی، جنھیں خُدا نے اپنے کام میں رہنمائی کرنے کے لیے بُلایا، شک کا باعث ہوئی ہے اور اُن کے ہر فعل پر حاسد اور عیب جوئی کرنے والوں نے غلط بیانی کی ہے۔ یہی حال لُوتھر، وِسلی اور دیگر مُصلحوں کے زمانہ میں بھی تھا۔ آج بھی یہی کیفیت ہے۔

اگر قُورح کو علم ہوتا کہ بنی اسرائیل کو جس قدر ہدایات اور ملامتیں دی گئی تھیں وہ خُدا کی طرف سے تھیں، تو وہ اُس روش کو اختیار نہ کرتا جسے اُس نے اختیار کیا۔ لیکن اُسے موقع دیا گیا تھا کہ وہ یہ جان لے۔ خُدا نے کثرت کے ساتھ ثبوت دے دیئے تھے کہ وہ بنی اِسرائیل کی رہنمائی کر رہا ہے۔ لیکن قورح اور اُس کے رفیقوں نے روشنی کو ردّ کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ یہاں تک اندھے ہوگئے کہ خُدا کی قُدرت کے سب سے نمایاں ظہور بھی اُنھیں قائل کرنے کے لیے کافی نہ تھے۔ اُنھوں نے اِن سب کو اِنسانی، یا

شیطانی کارروائی ہی سے منسوب کیا۔ یہی بات اُن لوگوں نے کی، جو قورح اور اُس کے فریق کی ہلاکت کے بعد موسٰی اور ہارون کے پاس آ کر کہنے لگے کہ "تم نے خُداوند کے لوگوں کو مار ڈالا ہے۔" باوجودیکہ اُن کے پاس اِس امر کی سب سے زیادہ قابلِ یقین شہادت تھی۔ کہ خُدا اُن کے رویّہ سے ناخُوش تھا، کیونکہ اُس نے اُن لوگوں کو فنا کیا جنھوں نے اُنھیں دھوکہ دیا تھا، توبھی اُنھوں نے اِن سزاؤں کو شیطان سے منسُوب کرنے میں جرأت کی اور یہ اِعلان کیا کہ مُوسٰی اور ہارون نے، شیطان ہی کی طاقت سے، نیک اور مُقدّس لوگوں کو مروا دیا ہے۔ یہی وہ فعل تھا جس نے اُن کی ہلاکت کو یقینی قرار دیا۔ اُنھوں نے رُوح القُدس کے خلاف گناہ کیا تھا، جو ایک ایسا گناہ ہے جس سے خُدا کے فضل کے اثرات کو قبُول کرنے کے خلاف اِنسان کا دِل پُورے طور پر سخت ہو جاتا ہے۔ مسیح خُداوند نے فرمایا، "جو کوئی ابنِ آدم کے برخلاف کوئی بات کہے گا وہ تو اُسے معاف کی جائے گی مگر جو کوئی رُوحُ القُدس کے برخلاف کوئی بات کہے گا وہ اُسے معاف نہ کی جائے گی۔" (متی ۱۲: ۳۲)۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو ہمارے نجات دہندہ نے اُس وقت فرمائے جبکہ یہودیوں نے شفقت سے معمُور کاموں کو جو اُس نے خُدا کی قُدرت سے کیے تھے بعلزبوب سے منسُوب کیا تھا۔ خُدا رُوحُ القُدس کے وسیلہ ہی سے اِنسان سے کلام کرتا ہے اور وہ لوگ جو جان بوجھ کر اِس وسیلہ کو رَدّ کرتے اور اُسے شیطانی قرار دیتے ہیں اُنھوں نے اپنی رُوح اور خُدا کے درمیان رابطہ کو منقطع کر دیا ہے۔

خُدا اپنے رُوح کے اظہار سے گنہگار کو ملامت کرتا اور اُسے توبہ کی رغبت دِلاتا ہے، لیکن اگر آخرکار رُوحُ القُدس کے کام کو رَدّ کر دیا جائے تو خُدا اُس شخص کے لیے اِس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اُس شخص کے لیے اِلٰہی رحم کا آخری وسیلہ بھی اِستعمال ہو چُکا۔ اِس گنہگار نے اپنے آپ کو خُدا سے منقطع کر لیا اور اَب گناہ کے علاج کا اَور کوئی چارہ باقی نہیں رہا۔ اب کوئی قوّت باقی نہیں رہی جس کے ذریعہ خُدا گنہگار کو قائل اور تبدیل کر سکتا ہے۔ تب خُدا کا یہ حکم صادر ہو جاتا ہے "اُسے چھوڑ دو۔" (ہوسیع ۴: ۱۷)۔ اِس کے بعد گُناہوں کی کوئی اَور قربانی باقی نہیں رہی۔ ہاں عدالت کا ایک ہولناک اِنتظار اور غضب ناک آتش باقی ہے جو مخالفوں کو کھا لے گی۔" (عبرانیوں ۱۰: ۲۶، ۲۷)۔

چھتیسواں ۳۶ باب

بیابان میں

تقریباً چالیس ۴۰ برس تک بنی اسرائیل بیابان کی ظلمت میں نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ موسیٰ فرماتا ہے کہ "ہمارے قادِس برنیع سے روانہ ہونے سے لے کر وادیِ زرد کے پار ہونے تک اڑتیس ۳۸ برس کا عرصہ گزرا۔ اس اثنا میں خداوند کی قسم کے مطابق اُس پُشت کے سب جنگی مرد لشکر میں سے مَر کھپ گئے اور جب تک وہ نابود نہ ہو گئے تب تک خداوند کا ہاتھ اُن کو لشکر میں سے ہلاک کرنے کو اُن کے خلاف بڑھا ہی رہا۔" (اِستثنا ۲: ۱۴، ۱۵)۔

اِن برسوں میں لوگوں کو برابر یاد دِلایا جاتا رہا کہ وہ خداوند کی ملامت کے ماتحت تھے۔ قادِس کی بغاوت میں اُنھوں نے خدا کو رد کر دیا تھا اور خدا نے بھی اُنھیں اُس عرصہ کے لیے رد کر دیا تھا۔ چونکہ وہ خدا کے عہد سے بے وفا ثابت ہوئے تھے اِس لیے وہ عہد کے نشان یعنی ختنہ کی رسم میں شامل ہونے سے محروم کر دیئے گئے تھے۔ اپنی غلامی کے ملک میں واپس لوٹ جانے کی خواہش سے وہ آزادی کے ناقابل ثابت ہوئے تھے اور عیدِ فسح کی رسم کا، جو غلامی سے رہائی کی یادگار تھی، منایا جانا ضروری نہ رہا تھا۔

تاہم مَقدِس کی متواتر خدمات سے اِس بات کی تصدیق ہوتی تھی کہ خدا نے اپنے لوگوں کو بالکل ترک نہ کیا تھا اور خداوند اپنی شفقت سے اب تک اُن کی اِحتیاجوں کو پورا کر رہا تھا۔ اُن کی مسافرت کی تاریخ کو دُہراتے ہوئے موسیٰ نے فرمایا "خداوند تیرا خدا تیرے ہاتھ کی کمائی میں برکت دیتا رہا ہے اور اِس بڑے بیابان میں جو تیرا چلنا پھرنا ہے وہ اُسے جانتا ہے۔ اِن چالیس ۴۰ برسوں میں خداوند تیرا خدا برابر تیرے ساتھ رہا اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہیں ہوئی۔" (اِستثنا ۲: ۷) اور لاویوں کا وہ گیت جو نحمیاہ کی کتاب میں

لکھا ہے ، رد کیے جانے اور جلاوطنی کے اِن برسوں میں بھی بنی اسرائیل کے لیے خُدا کی فکر اور حفاظت کی صاف و واضح تصویر پیش کرتا ہے۔ " تو بھی تُو نے اپنی گُوناگوں رحمتوں سے اُن کو بیابان میں چھوڑ نہ دیا۔ دِن کو بادل کا ستُون اُن کے اُوپر سے دُور نہ ہُوا ، تاکہ راستہ میں اُن کی رہنمائی کرے اور نہ رات کو آگ کا ستُون دُور ہُوا تاکہ وہ اُن کو روشنی اور وہ راستہ دکھائے جس سے اُن کو چلنا تھا ۔ اور تُو نے اپنی نیک رُوح بھی اُن کی تربیت کے لیے بخشی اور مَن کو اُن کے مُنہ سے نہ روکا اور اُن کو پیاس بُجھانے کو پانی دیا۔ چالیس برس تک تُو اُن کی پرورش کرتا رہا ..... نہ تو اُن کے کپڑے پُرانے ہُوئے اور نہ اُن کے پاؤں سُوجے۔" (نحمیاہ ۹ : ۱۹ - ۲۱)۔

بیابانی آوارہ گردی نہ صرف باغیوں اور بُڑبُڑانے والوں کے لیے سزا کے طور پر مقرر ہوئی تھی بلکہ نوخیز نسل کے لیے اُن کے ملکِ موعُودہ میں داخل ہونے سے پیشتر تیاری کے لیے باعثِ تربیت بھی ہونے کو تھی ۔ مُوسیٰ نے اُنھیں فرمایا " جس طرح آدمی اپنے بیٹے کو تنبیہ کرتا ہے " " تاکہ وہ تجھ کو عاجز کر کے آزمائے اور تیرے دِل کی بات دریافت کرے کہ تُو اُس کے حکموں کو مانے گا کہ نہیں اور اُس نے تجھ کو عاجز کیا بھی اور تجھ کو بھُوکا ہونے دیا اور وہ مَن جسے نہ تُو نہ تیرے باپ دادا جانتے تھے تجھ کو کھلایا تاکہ تجھ کو سکھائے کہ اِنسان صرف روٹی ہی سے جیتا نہیں رہتا بلکہ ہر بات سے جو خُداوند کے مُنہ سے نکلتی ہے وہ جیتا رہتا ہے۔" (استثنا ۸ : ۵، ۲، ۳)۔

وہ خُداوند کو ویرانے اور سونے ہَولناک بیابان میں ملا ۔ خُداوند اُس کے چوگرد رہا۔ اُس نے اُس کی خبر لی اور اُسے اپنی آنکھ کی پُتلی کی طرح رکھا۔" (استثنا ۳۲ : ۱۰)" اُن کی تمام مُصیبتوں میں وہ مُصیبت زدہ ہُوا اور اُس کے حضُور کے فرشتے نے اُن کو بچایا۔ اُس نے اپنی اُلفت اور رحمت سے اُن کا فدیہ دیا۔ اُس نے اُن کو اُٹھایا اور قدیم سے ہمیشہ اُن کو لیے پھرا۔" (یسعیاہ ۶۳ : ۹)

تو بھی اُن کی بیابانی آوارہ گردی کی زندگی کے حالات محض خُداوند کے خلاف بغاوت کے واقعات پر ہی مشتمل ہیں۔ قورح کی بغاوت کا نتیجہ چودہ ہزار اسرائیلیوں

کی بربادی ہُوا تھا اور کبھی کبھی اَیسے واقعات بھی پیش آئے جن میں الٰہی اِختیار کے خِلاف نفرت کی وُہی رُوح ظاہر ہوئی۔

ایک مرتبہ ایک اِسرائیلی عورت کا بیٹا، جس کا باپ مصری تھا، اور جو اس مِلی جُلی بھیڑ میں سے تھا جو مصر سے بنی اِسرائیل کے ساتھ آئی تھی، اپنے ڈیرے سے نکل کر اسرائیلیوں کی لشکر گاہ میں داخل ہوگیا اور وہاں اپنا ڈیرا نصب کرنے کا دعوٰے کرنے لگا۔ اَیسا کرنے سے الٰہی شریعت نے اُسے منع کیا کیونکہ مصری کی اولاد تیسری پُشت تک جماعت سے خارج رہنے کو تھی۔ اُس میں اور ایک اِسرائیلی میں جھگڑا ہُوا اور جب مقدمہ قاضیوں کے سامنے پیش ہُوا تو فیصلہ مُجرم کے خِلاف ہُوا۔

اِس فیصلہ سے غضب آلُود ہو کر اُس نے قاضی پر لعنت کی اور جذبات کی شدّت کے ماتحت خُدا کے نام پر کُفر بکا۔ اُسے فوراً مُوسےٰ کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ حکم دیا گیا تھا کہ "جو اپنے باپ یا اپنی ماں پر لعنت کرے وہ قطعی مار ڈالا جائے۔" (خُروج ۲۱: ۱۷) لیکن اِس معاملہ کو طے کرنے کے لیے کوئی قانُون موجُود نہ تھا۔ یہ جُرم اِس قدر ہولناک تھا کہ خُدا سے خاص ہدایت حاصل کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ اُس آدمی کو حوالات میں ڈال دیا گیا تاوقتیکہ خُداوند کی مرضی معلوم کی جائے۔ خُدا نے خود فتوٰے صادر کیا۔ الٰہی ہدایت کے مُطابق کُفر بکنے والے کو لشکر گاہ سے باہر لے گئے اور اُسے سنگسار کر دیا گیا۔ جِنھوں نے اُسے یہ گُناہ کرتے دیکھا تھا اُنھوں نے اپنے ہاتھ اُس کے سر پر رکھے اور یُوں سنجیدگی سے اُس کے اِلزام کی صداقت کی شہادت دی۔ تب اُنھوں نے پہلے پتّھر مارے اور جو لوگ پاس کھڑے تھے وہ بعد میں سزا کے اِس حکم کی تعمیل میں شامل ہوئے۔

اِس کے بعد ایک اَیسے حُکم کا اعلان کیا گیا جس کی رُو سے اِس قسم کے جرائم کا فیصلہ کیا جا سکتا تھا۔ "اور تُو بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ جو کوئی اپنے خُدا پر لعنت کرے اُس کا گناہ اُسی کے سر لگے گا اور وہ جو خُداوند کے نام پر کُفر بکے ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت اُسے قطعی سنگسار کرے خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی، جب وہ پاک نام پر کُفر بکے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔" (احبار ۲۴: ۱۵، ۱۶)

بعض لوگ جذبات کی شدّت میں کہے ہوئے الفاظ کے لیے اتنی شدید سزا کے دیئے جانے پر خُدا کی محبّت اور اُس کے اِنصاف پر اعتراض کریں گے۔ لیکن محبّت اور انصاف دونو یہ ظاہر کرنے کا مُطالبہ کرتے ہیں کہ خُدا کے خلاف جو الفاظ نفرت کی وجہ سے بولے جاتے ہیں وہ گناہِ عظیم ہیں۔ پہلے مجرم پر جو سزا نازل ہوئی وہ دُوسروں کے لیے آگاہی کا باعث ہونے کو بھی کہ خُدا کے نام کی تعظیم لازمی ہے۔ لیکن اگر یہ شخص بے سزا چھوڑ دیا جاتا تو دُوسرے لوگوں میں بھی اخلاقی پستی پیدا ہو جاتی اور نتیجہ یہ ہوتا کہ آخر کار بہت سی جانیں تباہ ہو جاتیں۔

وہ ملی جُلی بھیڑ جو اِسرائیلیوں کے ساتھ مصر سے نکل کر آئی تھی ہمیشہ آزمائش اور تکلیف کا سبب بنی رہی۔ اُنھوں نے بُت پرستی کو ترک کرنے اور سچّے خُدا کی عبادت کرنے کا دعویٰ کیا تھا، لیکن اُن کی اوائل عمری کی تعلیم اور تربیت نے اُن کی عادات اور چال چلن کو سانچے میں ڈھال دیا تھا اور وہ کم و بیش بُت پرستی اور خُدا کی بے حُرمتی کرنے کے گُناہ کے عادی بن چکے تھے۔ سب سے زیادہ جھگڑا برپا کرنے والے اور سب سے پہلے شکایت کرنے والے یہی لوگ تھے اور اُنھوں نے ساری لشکرگاہ کو اپنی بُت پرستی کی رسموں اور خُدا کے خلاف اپنی کُڑکُڑاہٹ کے ضمیر سے بھر دیا۔

بیابان میں واپس لَوٹ کر آنے کے بعد ہی سبت کی خلاف ورزی کا ایک واقعہ ایسے حالات میں پیش آیا جو اپنے جُرم کی نوعیّت کے اعتبار سے نرالا تھا۔ خُداوند کے اِس اِعلان سے کہ وہ بنی اسرائیل کو اُن کی میراث سے محروم کر دے گا، اُن میں بغاوت کی رُوح بھڑک اُٹھی تھی۔ جماعت میں سے ایک شخص نے، کنعان سے محروم رکھے جانے کے غُصّہ میں اور خُدا کی شریعت کے خلاف اپنی برملا بغاوت ظاہر کرنے کے ارادہ سے، سبت کے روز باہر جا کر لکڑیاں جمع کرنے سے، چوتھے حکم کی خِلاف ورزی کرنے کی جُرأت کی۔ بیابان میں سفر کرنے کے دَوران میں ساتویں دِن پر آگ جلانے کی سخت ممانعت کی گئی تھی۔ یہ ممانعت ملکِ کنعان میں جہاں موسم کی شدّت سے آگ جلانا اکثر لازمی ہو جاتا ہے، جاری رہنے کو نہ تھی، لیکن بیابان میں گرم رہنے کے لیے آگ کی ضرورت نہ تھی۔ اِس شخص کی

یہ حرکت چوتھے حکم کی بَرملا اور دیدہ دانستہ خلاف ورزی تھی اور یہ گُناہ بے سمجھی یا لاعلمی کا نہیں بلکہ بے باکی کا گُناہ تھا۔

وہ عین موقع پر پکڑا گیا اور مُوسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ پہلے ہی اعلان کر دیا گیا تھا کہ سبت کے حُکم کی خلاف ورزی کی سزا مَوت ہو گی۔ لیکن اَب تک یہ ظاہر نہیں ہُوا تھا کہ یہ سزا کیسے دی جائے گی۔ یہ مقدمہ موسیٰ کے ذریعہ خُداوند کے سامنے پیش کیا گیا اور یہ ہدایت دی گئی کہ "یہ شخص ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت لشکرگاہ کے باہر اُسے سنگسار کرے۔" (گنتی ۱۵ : ۳۵)۔ کُفر اور جان بوجھ کر سبت کی خلاف ورزی کے گُناہوں کی ایک ہی سزا دی گئی کیونکہ وہ خُدا کے اِختیار کے خلاف یکساں طور پر نفرت کا اِظہار تھا۔

ہمارے زمانہ میں بہت سے اَیسے لوگ ہیں جو پیدائش کے وقت سے مقرّر کردہ سبت کو یہُودی رسم سمجھ کر رَدّ کر دیتے ہیں اور اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ اگر اُسے ماننا ضروری ہے تو اِس کی خلاف ورزی کی سزا موت ہی دی جانی چاہیئے، لیکن ہم معلوم کرتے ہیں کہ کُفر کے لیے بھی وُہی سزا دی گئی جو سبت کی خلاف ورزی کے لیے دی جاتی تھی۔ اِس لیے کیا ہم یہ نتیجہ اخذ کر لیں کہ تیسرے حکم کو بھی اِس لیے نظر انداز کر دیا جائے کہ اِس کا اِطلاق یہودیوں پر ہوتا ہے۔ تاہم جو دلیل مَوت کی سزا کے متعلق پیش کی جاتی ہے اُس کا اطلاق تیسرے، پانچویں بلکہ اصل میں تمام دسؔ احکام پر چوتھے ہر حکم کے ساتھ یکساں طَور پر ہوتا ہے حالانکہ خُدا اب اپنی شریعت کی خلاف ورزی کی پاداش میں جسمانی سزائیں نازل نہیں کرتا، تاہم اُس کے کلام میں اِعلان کیا گیا ہے کہ گُناہ کی مزدُوری مَوت ہے اور آخر کار اِس فیصلہ کی تعمیل کے وقت یہ معلوم ہو جائے گا کہ جو لوگ اُس کے مُقدّس احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُن کا اَجر مَوت ہے۔

بیابان میں چالیسؔ برسوں کے تمام عرصہ میں من کے معجزہ کے ذریعہ لوگوں کو ہر ہفتہ سبت کا مقدّس فرض یاد دلایا گیا۔ تاہم اِس سے بھی وہ فرمانبرداری کی طرف مائل نہ ہوئے۔ حالانکہ اُنھوں نے اُن لوگوں کی طرح، جنھیں اَیسی نمایاں سزا ملی تھی، بَرملا اور

گُستاخانہ طور پر خِلاف ورزی نہ کی، تاہم چوتھے حکم پر عمل کرنے میں بہت لاپروائی برتی جاتی تھی۔ خُدا نے اپنے نبی کے ذریعہ فرمایا کہ "اُنھوں نے میرے سبتوں کو نہایت ناپاک کیا" (حزقی ایل ۲۰: ۱۳-۲۴)۔ اور یہ وجہ پہلی پشت کو موعودہ مُلک سے محروم رکھنے کی وُجوہات میں شمار کی گئی ہے۔ تو بھی اُن کی اَولاد نے سبق نہ سیکھا۔ چالیس برس کی آوارہ گردی کے دَوران سبت کے متعلّق اُن کی غفلت اَیسی تھی کہ گو خُدا نے اُنھیں کنعان میں داخل ہونے سے تو نہ روکا تو بھی اُس نے فرمایا کہ وہ مُلکِ موعُود میں آباد ہونے کے بعد بُت پرست قوموں میں تتر بتّر ہو جائیں گے۔

بنی اِسرائیل قادِس سے بیابان میں واپس لَوٹ گئے تھے اور جب اُن کے بیابانی سفر کی مُدّت ختم ہو گئی تو "ساری جماعت دشتِ صِین میں آگئی اور وہ لوگ قادِس میں رہنے لگے۔" (گنتی ۲۰: ۱)۔

مریم نے اِس جگہ وفات پائی اور دفن ہوئی۔ بحرِ قلزم کے کنارے شادمانی کے اُس منظر سے لے کر، جب بنی اِسرائیل یہوواہ کی فتح مناتے وقت گاتے اور ناچتے ہُوئے اپنے سفر پر روانہ ہوئے تھے، بیابانی قبر تک، جس سے اُن کی آوارہ گردی ختم ہو گئی، لاکھوں اِسرائیلیوں کا، جو مُلکِ مصر سے بڑی بڑی اُمیدوں کے ساتھ نکلے تھے، یہی انجام ہُوا۔ گُناہ نے اُن کے لبوں سے برکت کا پیالہ چھین لیا تھا۔ کیا اُن کی آئندہ پُشت سبق سیکھے گی؟

"باوجُود اِن سب باتوں کے وہ گُناہ کرتے ہی رہے اور اُس کے عجیب وغریب کاموں پر ایمان نہ لائے...... جب وہ اُن کو قتل کرنے لگا تو وہ اُس کے طالب ہوئے اور رجُوع ہو کر دِل وجان سے خُدا کو ڈھونڈنے لگے اور اُن کو یاد آیا کہ خُدا اُن کی چٹان اور حق تعالیٰ اُن کا فدیہ دینے والا ہے۔" تاہم وہ خالص اِرادے سے خُدا کی طرف مائل نہ ہُوئے، گو اُنھوں نے اپنے دُشمنوں سے مصیبت اُٹھاتے کے وقت خُدا سے مدد طلب کی جو اُنھیں رہائی دینے کا واحد ذریعہ تھا۔ تاہم "اُن کا دِل اُس کے حضُور درست نہ تھا اور وہ اُس کے عہد میں وفادار نہ نکلے۔ لیکن وہ رحیم ہو کر

بدکاری معاف کرتا ہے اور ہلاک کرتا بلکہ بار ہا اپنے قہر کو روک لیتا ہے ......اور
اُسے یاد رہتا ہے کہ یہ محض بشر ہیں یعنی ہوا جو چلی جاتی ہے اور پھر نہیں آتی۔" (زبور
۷۸: ۳۲۔ ۳۵ ؛ ۳۷، ۳۹)۔

سینتیسواں ۳۷ باب

ضربِ خُوردہ چٹان

حورب کی ضربِ خُوردہ چٹان سے سب سے پہلے پانی کی ندی جاری ہُوئی جس نے بیابان میں بنی اسرائیل کو تازہ دم کیا۔ بیابان میں اُن کی تمام آوارہ گردی کے دَوران میں جہاں کہیں ضرورت پڑی، اُنھیں خُدا کے رحم کے مُعجزہ کے ذریعہ پانی مہیّا کیا گیا۔ مگر حورب سے ہمیشہ پانی بہتا نہ رہا۔ اُن کی مُسافرت میں جہاں کہیں اُنھیں پانی کی ضرورت محسُوس ہوتی وہاں اُن کے لشکرگاہ کے پاس چٹان کی دراڑوں میں سے پانی بہہ نکلا۔

یہ مسیح خُداوند ہی تھا جس نے اپنے کلام کی قُدرت سے تازگی بخش پانی کی ندی بنی اسرائیل کے لیے جاری کی "اور سب نے ایک ہی روحانی پانی پیا کیونکہ وہ اُس رُوحانی چٹان میں سے پانی پیتے تھے جو اُن کے ساتھ ساتھ چلتی تھی اور وہ چٹان مسیح تھا۔" (۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۴)۔ وہ تمام جسمانی اور رُوحانی برکات کا سرچشمہ تھا۔ مسیح خُداوند جو حقیقی چٹان ہے اُن کی تمام بیابانی آوارہ گردی میں اُن کے ساتھ تھا۔" اور جب وہ اُن کو بیابان میں لے گیا تو وہ پیاسے نہ ہُوئے۔ اُس نے اُن کے لیے چٹان میں سے پانی نکالا۔ اُس نے چٹان کو چیرا اور پانی پھُوٹ نکلا۔" "اور خشک زمین پر ندی کی طرح بہنے لگا۔" (یسعیاہ ۴۸: ۲۱؛ زبُور ۱۰۵: ۴۱)۔

یہ ضربِ خُوردہ چٹان مسیح کی علامت تھی اور اِس علامت کے ذریعہ سب سے زیادہ قیمتی رُوحانی سچائیاں سکھائی جاتی ہیں۔ جس طرح زندگی بخش پانی ضربِ خُوردہ چٹان سے بہہ نکلا اُسی طرح مسیح سے، جو "خُدا کا مارا کُوٹا" "ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل" "اور ہماری بدکرداری کے باعث کُچلا گیا"، گُنہگار نسلِ انسانی کے لیے نجات کا سوتا بہتا ہے۔ جیسے چٹان کو ایک مرتبہ مارا گیا ویسے ہی "مسیح بھی ایک بار بہُت لوگوں کے گُناہ اُٹھانے کے لیے قُربان" ہونے کو تھا۔ (عبرانیوں ۹: ۲۸)۔ ہمارے نجات دہندہ کو

دُوسری مرتبہ قُربان نہیں ہونا تھا، اور اُن لوگوں کے لیے جو اُس کے فضل کی برکات کے طالب ہوتے ہیں، اُنھیں محض مسیح یسُوع کے نام میں توبہ کی دُعا کے ذریعہ، اپنی دِلی خواہش کو ظاہر کرنے کی ضرورت ہے۔ اِس قسم کی دُعا ربُّ الافواج کے حُضور مسیح یسُوع کے زخم پیش کرے گی اور تب زندگی بخش خُون از سرِ نو بہہ نکلے گا، جس کی علامت وہ زندگی بخش پانی تھا جو بنی اسرائیل کے لیے بہہ نکلا۔

اِسرائیلیوں نے کنعان میں آباد ہو جانے کے بعد بیابان میں چٹان سے پانی کے بہہ نکلنے کی یادگار خوشی کے زبردست مُظاہروں کے ساتھ منائی۔ مسیح خُداوند کے زمانہ میں یہ یادگار بے حد مُؤثّر رسم کی صُورت اختیار کر چکی تھی۔ یہ رسم عیدِ خیام کے موقع پر، جب تمام ملکوں سے لوگ یروشلیم میں جمع ہوتے تھے، منائی جاتی تھی۔ عید کے ہفتہ کے ہر روز کاہن گاتے بجاتے ہوئے، لاویوں کی گانے والی جماعت کے ہمراہ شیلوخ کے چشمہ سے ایک سونے کے برتن میں پانی بھرنے کے لیے جاتے تھے۔ اُن کے پیچھے پرستاروں کی بڑی بھیڑ ہوتی تھی اور جتنے اُس کے قریب پُہنچ سکتے، اُس میں سے پیتے تھے، جبکہ خوشی کے نعرے بلند ہوتے تھے "پس تم خوش ہو کر نجات کے چشموں سے پانی بھرو گے۔" (یسعیاہ ۱۲: ۳) تب وہ پانی جو کاہن بھرتے نرسنگوں اور اِس سنجیدہ وِرد کے ساتھ کہ "اَے یروشلیم! ہمارے قدم تیرے پھاٹکوں کے اندر ہیں۔" (زبُور ۱۲۲: ۲)۔ ہیکل میں لایا جاتا تھا۔ وہ پانی سوختنی قُربانی کے مذبح پر اُنڈیلا جاتا تھا جبکہ حمد کے گیت بلند آواز سے گائے جاتے تھے اور ہجُوم موسیقی کے سازوں اور سُریلے نرسنگوں کے ساتھ فتح کے گیت میں شامل ہوتا تھا۔

نجات دہندہ نے لوگوں کی توجّہ کو اُن برکات کی طرف مبذول کرنے کے لیے، جو وہ اُنھیں دینے کے لیے آیا تھا، اِس علامتی عبادت سے اِستفادہ کیا۔ "پھر عید کے آخری دن جو خاص دِن ہے۔" اُس نے ایسی آواز سے جو تمام ہیکل میں گُونج گئی، کہا: "اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آ کر پیے۔ جو مجھ پر ایمان لائے گا اُس کے اندر سے جیسا کہ کتابِ مُقدّس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی۔" یُوحنّا رسول

نے فرمایا:" اُس نے یہ بات اُس رُوح کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے جو اُس پر ایمان لائے۔" (یُوحنّا ۷: ۳۷-۳۹) تازگی بخش پانی، جو خشک اور بنجر زمین میں پھُوٹ نکلتا ہے اور ویرانے کو گلزار بنا دیتا اور برباد ہوتے والوں کو زندگی دینے کے لیے بہہ نکلتا ہے، اُس الٰہی فضل کی، جسے فقط یسُوع مسیح نازل کر سکتا ہے، علامت ہے۔ اور یہ فضل زندگی بخش پانی کی طرح رُوح کو پاک کرتا، تروتازگی بخشتا اور تقویت پہنچاتا ہے۔ جس میں مسیح خُداوند کی سکُونت ہے اُس میں فضل اور طاقت کا ہمیشہ جاری رہنے والا چشمہ ہے۔ مسیح یسُوع اُن تمام لوگوں کی زندگی کو شادمانی بخشتا اور اُن کی راہ کو روشن کرتا ہے جو حقیقت میں اُس کی جُستجو کرتے ہیں۔ اُس کی محبّت جب دِل میں جانشین ہو جاتی ہے تو اُس سے ہمیشہ کی زندگی کے لیے نیک اعمال کا سوتا پھُوٹ نکلتا ہے۔ اور نہ صرف وہ اُس شخص کو فیضیاب کرتا ہے جس میں وہ پھُوٹتا ہے بلکہ یہ زندہ چشمہ راستبازی کے الفاظ اور اعمال کی صُورت میں اُن رُوحوں کو بھی تازگی بخشتا ہے جو اُس کے قُرب وجوار میں ہوتی ہیں۔

مسیح یسُوع نے یعقوب کے کنویں پر سامری عورت سے گفتگو کرتے ہُوئے یہی علامت اِستعمال کی تھی۔ " مگر جو کوئی اُس پانی میں سے پیئے گا جو مَیں اُسے دوں گا وہ اَبد تک پیاسا نہ ہو گا بلکہ جو پانی مَیں اُسے دُوں گا وہ اُس میں ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ کی زندگی کے لیے جاری رہے گا۔" (یُوحنّا ۴: ۱۴)۔ مسیح خُداوند اِن دونوں علامتوں کو باہم مِلا دیتا ہے وہی چٹان ہے اور وہی زندگی کا پانی ہے۔

یہی عمدہ اور مُؤثر علامتیں تمام بائبل مُقدّس میں پائی جاتی ہیں۔ مسیح خُداوند کی آمد سے صدیوں پیشتر مُوسیٰ نے اُسے اِسرائیل کی نجات کی چٹان کہا۔ (استثنا ۳۲: ۱۵) زبُور نویس نے اُسے اپنے زبُوروں میں " میرے فدیہ دینے والے" " قوّت کی چٹان" " چٹان جو مجھ سے اُونچی ہے" " سکُونت کی چٹان" " دِل کی قوّت" اور پناہ کی چٹان" کے طور پر پیش کیا۔ داؤد نبی کے زبُور میں اُس کے فضل کو بھی ہری ہری چراگاہوں کے درمیان " راحت کے چشموں" کی صُورت میں ظاہر کیا گیا ہے جن کے پاس آسمانی چوپان

اپنے گلّہ کو لے جاتا ہے۔ وہ پھر فرماتا ہے "تُو اُن کو اپنی خُوشنودی کے دریا میں سے پلائے گا کیونکہ زندگی کا چشمہ تیرے پاس ہے۔" (زبُور ۱۹: ۱۴؛ ۶۲: ۷؛ ۶۱: ۲؛ ۷۱: ۳؛ ۷۳: ۲۶؛ ۹۴: ۲۲؛ ۲۳: ۲؛ ۳۶: ۸، ۹)۔ اور سلیماؔن فرماتا ہے "حکمت کا چشمہ بہتا نالہ ہے۔" (امثال ۱۸: ۴)۔ یرمیاؔہ کی نظر میں مسیح خُداوند "آبِ حیات کا چشمہ" ہے اور زکریاہ کے لیے وہ "گناہ اور ناپاکی دھونے کو...... ایک سوتا" ہے۔ (یرمیاہ ۲: ۱۳؛ زکریاہ ۱۳: ۱)۔

یسعیاہ اُسے "ابدی چٹان" "ماندگی کی زمین میں بڑے سایہ کی مانند" بیان کرتا ہے (یسعیاہ ۲۶: ۴؛ ۳۲: ۲)۔ اور اُس زندگی بخش ندی کی صاف تصویر پیش کرتے ہُوئے جو بنی اسرائیل کے لیے بہہ نکلی، وہ اِس قیمتی وعدہ کے متعلق یُوں لکھتا ہے "مُحتاج اور مسکین پانی ڈھونڈتے پھرتے ہیں پر ملتا نہیں۔ اُن کی زبان پیاس سے خُشک ہے۔ میں خُداوند اُن کی سُنوں گا میں اسرائیل کا خُدا اُن کو ترک نہ کروں گا۔" "کیونکہ میں پیاسی زمین پر پانی اُنڈیلوں گا اور خشک زمین میں ندیاں جاری کروں گا۔" "کیونکہ بیابان میں پانی اور دشت میں ندیاں پھُوٹ نکلیں گی۔" یہ دعوت پیش کی گئی ہے "اَے سب پیاسو پانی کے پاس آؤ۔" (یسعیاہ ۴۱: ۱۷؛ ۴۴: ۳؛ ۳۵: ۶؛ ۵۵: ۱)۔ اور کلامِ مُقدّس کے آخری صفحات میں یہ دعوت دی گئی ہے۔ آبِ حیات کا دریا جو "بلّور کی طرح شفّاف" ہے، خُدا اور برّہ کے تخت سے نکلتا ہے اور زمانوں سے پُرفضل دعوت گُونج رہی ہے کہ "جو پیاسا ہو وہ آئے اور جو کوئی چاہے آبِ حیات مُفت لے۔" (مُکاشفہ ۲۲: ۱۷)۔

عبرانی لشکر کے قادؔس پُہنچنے سے ذرا پہلے زندگی بخش پانی کی وہ ندی جو اتنے برسوں سے اُن کی لشکر گاہ کے قریب پھُوٹ نکلا کرتی تھی، بند ہوگئی۔ خُداوند کا پھر یہ ارادہ تھا کہ اپنے لوگوں کا امتحان کرے۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آیا وہ اُس کی پروردگاری پر بھروسہ رکھتے ہیں یا کہ اپنے باپ دادا کی بے ایمانی کی تقلید کرتے ہیں۔

اب وہ کنعاؔن کے پہاڑوں کو دیکھ سکتے تھے۔ چند دنوں کے سفر کے بعد وہ ملکِ موعُود کی سرحدوں پر پُہنچنے والے تھے۔ وہ ادوؔم کی سرزمین سے تھوڑے ہی فاصلہ پر تھے جو

عیسو کی اولاد کی ملکیّت تھی۔ اور جہاں سے گزر کر خدا کی مقرر کردہ راہ کنعان کو جاتی تھی۔ موسیٰ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ "شمال کی طرف مُڑ جاؤ۔ اور تُو ان لوگوں کو تاکید کر دے کہ کو بنی عیسو تمہارے بھائی جو شعیر میں رہتے ہیں اُن کی سرحد کے پاس سے ہو کر جانا ہے اور وہ تم سے ہراسان ہوں گے ..... تم روپے دے کر اپنے کھانے کے لیے اُن سے خُورش خریدنا اور پینے کے لیے پانی بھی روپے دے کر اُن سے مُول لینا" (استثنا ۲: ۳-۶)۔ یہ ہدایات اِس بات کی تشریح کے لیے کافی تھیں کہ اُن کے پانی کا ذخیرہ کیوں موقوف ہو گیا تھا۔ اب وہ ایک شاداب اور زرخیز ملک میں سے سیدھی راہ سے ملکِ کنعان میں داخل ہونے کو تھے۔ خُدا نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ادوم میں سے سلامتی کے ساتھ گزر جائیں گے اور اِس کے علاوہ تمام لشکر کے لیے کافی خُورش اور پانی بھی مہیا کیا جائے گا۔ اِس لیے معجزانہ طور پر بہنے والے پانی کا موقوف ہو جانا اُن کے لیے باعثِ مسّرت ہونا چاہیئے تھا اور یہ ایک نشان ہونا چاہیئے تھا کہ اُن کی بیابانی آوارہ گردی کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اگر وہ اپنی بے ایمانی کی وجہ سے اندھے نہ ہو جاتے تو اُنھوں نے اِس بات کو سمجھ لیا ہوتا۔ لیکن وہ بات جو اُن کے لیے خُدا کے وعدہ کی تکمیل کا ثبُوت ہونا چاہیے تھی، اُسی کو اُنھوں نے شک اور کُڑکُڑاہٹ کا موقع بنا لیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگ بالکل نااُمید ہو چُکے تھے کہ خُدا اُنھیں ملکِ کنعان پر قبضہ کرنے کے لیے لے جائے گا اور وہ بیابان کی برکات کے لیے چیخ و پُکار کر رہے تھے۔

اِس سے پیشتر کہ خُدا اُنھیں ملکِ کنعان میں داخل ہونے کی اجازت دے، اُنھیں یہ ظاہر کرنا تھا کہ وہ خُدا کے وعدہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ پانی ادوم پُہنچنے سے پہلے ہی بند ہو گیا تھا۔ اب کچھ عرصہ کے لیے اُن کو یہ موقع مِلا کہ وہ دیکھ کر چلنے کی بجائے ایمان کے ذریعہ چلیں۔ لیکن اِس پہلی آزمائش ہی میں اُن کے درمیان فساد اور ناشُکر گزاری کی رُوح پیدا ہو گئی جو اُن کے باپ دادا نے ظاہر کی تھی۔ جونہی لشکر گاہ میں پانی کی پُکار سُنائی دی، اُسی گھڑی وہ اُس ہاتھ کو بھُول گئے جس نے اِتنے برسوں تک اُن کی احتیاجوں

کو رفع کیا تھا، اور بجائے اِس کے کہ وہ مدد کے لیے خُدا کی طرف رجُوع ہوتے، وہ اُس کے برخلاف کُڑکُڑانے لگے اور جلد بازی سے چِلّانے لگے "ہائے کاش! ہم بھی اُسی وقت مر جاتے جب ہمارے بھائی خُداوند کے حضور مرے!" یعنی اُنھوں نے آرزُو کی کہ وہ بھی اُنھی لوگوں میں شمار ہوتے جو قورَح کی بغاوت میں ہلاک ہُوئے تھے۔

اُن کا چِلّانا موسیٰ اور ہارون کے برخلاف تھا کہ "تم خُداوند کی جماعت کو اِس دشت میں کیوں لے آئے ہو کہ ہم بھی اور ہمارے جانور بھی یہاں مریں؟ اور تم نے کیوں ہم کو مصر سے نکال کر اِس بُری جگہ پہنچا دیا ہے؟ یہ تو بونے کی اور اِنجیروں اور تاکوں اور اناروں کی جگہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو پینے کے لیے پانی تک میسّر نہیں۔" (گنتی ۲۰: ۲-۶)۔

موسیٰ اور ہارون مُقدس کے دروازہ تک گئے اور سرنگُوں ہو گئے۔ تب خُداوند کا جلال اُن پر ظاہر ہُوا۔ اور موسیٰ کو یہ ہدایت ملی کہ "اُس لاٹھی کو لے اور تُو اور تیرا بھائی ہارون تم دونوں جماعت کو اکٹھا کرو اور اُن کی آنکھوں کے سامنے اُس چٹان سے کہو کہ وہ اپنا پانی دے اور تُو اُن کے لیے چٹان ہی سے پانی نکالنا۔" (گنتی ۲۰: ۶-۸)۔

دونوں بھائی جماعت کے آگے آگے گئے اور موسیٰ کے ہاتھ میں خُدا کی لاٹھی تھی۔ اب یہ دونوں عمر رسیدہ شخص تھے۔ اُنھوں نے عرصۂ دراز تک بنی اِسرائیل کی بغاوت اور سرکشی کی برداشت کی تھی لیکن اب آخرکار موسیٰ کا صبر بھی ڈگمگا گیا۔ اُس نے چِلّا کر کہا "سُنو اے باغیو! کیا ہم تمھارے لیے اِسی چٹان سے پانی نکالیں؟" اور چٹان سے کہنے کی بجائے جیسا کہ خُداوند نے حکم دیا تھا اُس نے چٹان کو دو دفعہ لاٹھی سے مارا۔

لشکر کی پیاس بُجھانے کے لیے پانی کثرت سے پھُوٹ نکلا۔ لیکن ایک بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی۔ موسیٰ نے مُشتعِل جذبات کے ماتحت یہ الفاظ کہے تھے۔ خُدا کی بےحُرمتی کی غیرت کی بجائے موسیٰ کے الفاظ اِنسانی طیش کا اظہار تھے۔ اُس نے کہا "سُنو اے باغیو!" یہ اِلزام سچائی پر مبنی تھا لیکن سچائی بھی طیش اور بےصبری سے بیان نہیں ہونی چاہیے۔ جب خُدا نے موسیٰ کو حُکم دیا تھا کہ وہ بنی اِسرائیل پر اُن

کی بغاوت کو ظاہر کرے۔ تو یہ الفاظ اُس کے لیے دُکھ کا باعث ہُوئے اور اُن کے لیے اُنھیں برداشت کرنا مشکل تھا، تاہم خُدا نے یہ پیغام پہنچانے میں اُس کی مدد کی تھی۔ لیکن جب اُس نے خود اُن پر اِلزام لگایا تو اُس نے خُدا کے رُوح کو رنجیدہ کیا اور لوگوں کو فقط نقصان ہی پہنچایا۔ اُس کے صبر اور خود ضبطی کی کمی صاف ظاہر ہو گئی۔ یُوں لوگوں کو یہ اِعتراض کرنے کا موقع دیا گیا کہ آیا مُوسیٰؔ کی گزشتہ روش خُدا کی زیرِ ہدایت تھی یا نہیں اور اِس طرح اُنھیں بھی اپنے گُناہوں کی معذرت کا موقع ملا موسیٰؔ اور اُنھوں نے بھی خُدا کو ناراض کیا تھا وہ کہنے لگے کہ اُس کی روش پہلے ہی قابلِ تنقید اور ملامت تھی۔ اب اُنھیں بہانہ مِل گیا تھا جس کے وہ مُتمنّی تھے تاکہ اُن ملامتوں کو رد کر دیں جو خُدا نے اپنے خادم کے ذریعہ اُنھیں کی تھیں۔

مُوسیٰؔ نے خُدا پر بے اعتقادی ظاہر کی "کیا ہم تمھارے لیے پانی نکالیں؟" اُس نے اِس طریقہ سے سوال کیا کہ گویا خُدا وہ کام نہیں کرے گا جس کا اُس نے وعدہ کیا تھا۔ خُداوند نے اِن دونوں بھائیوں سے کہا "تم نے میرا یقین نہیں کیا کہ بنی اِسرائیل کے سامنے میری تقدیس کرتے۔" پانی کے ختم ہو جانے کے وقت خُدا کے وعدہ کی تکمیل کے متعلق اپنا اِیمان بھی لوگوں کے بُڑبُڑانے اور بغاوت کرنے سے ڈگمگا گیا تھا۔ پہلی پُشت اپنی بے اِیمانی کی وجہ سے بیابان میں تباہ ہونے کے لیے ردّ کر دی گئی تاہم اُن کی اَولاد میں بھی وہی رُوح نمودار ہوئی۔ کیا یہ بھی وعدہ حاصل کرنے میں ناکام رہیں گے؟ تھکے ماندے اور بیدل ہو جانے کی وجہ سے مُوسیٰؔ اور ہارونؔ نے بڑھتے ہُوئے جذبات کے بہاؤ کو روکنے کی کوئی کوشش نہ کی تھی۔ اگر وہ خود خُدا پر غیر متزلزل ایمان ظاہر کرتے تو ممکن تھا کہ وہ لوگوں کے سامنے اِس معاملہ کو ایسی روشنی میں پیش کرتے جو اُنھیں اِس آزمائش کو برداشت کرنے کے قابل بنا دیتی۔ اُس اختیار کے بر وقت اور قطعی اِستعمال سے، جو اُنھیں مُنصِف اور حاکم ہونے کی حیثیت سے حاصل تھا، ممکن تھا کہ وہ اُن کی گڑگڑاہٹ کو روک سکتے۔ اُن کا یہ فرض تھا کہ وہ حتّی المقدور کوشش کرتے کہ خُدا سے مدد طلب کرنے سے پہلے، بہتر قسم کے حالات پیدا کرتے۔ اگر قادسؔ کے مُقام پر گڑگڑاہٹ

کو بروقت بند کر دیا جاتا تو بدی کے کس قدر طویل سلسلہ کو روکا جا سکتا تھا۔
مُوسیٰ نے اپنی جلد بازی کے عمل سے اُس سبق کے اثر کو زائل کر دیا جو خُدا سِکھانا چاہتا تھا۔ اُس چٹان پر جو مسیح خُداوند کی علامت تھی ایک دفعہ ضرب لگائی گئی تھی، جس طرح مسیح خُداوند ایک مرتبہ قُربان ہونے کو تھا۔ دُوسری مرتبہ چٹان سے فقط کہنے ہی کی ضرورت تھی جس طرح ہمیں یسُوع مسیح کے نام میں برکتوں کو حاصل کرنے کے لیے فقط مانگنا ہی کافی ہے۔ چٹان کو دُوسری مرتبہ مارنے سے مسیح یسُوع کی اِس عمدہ علامت کا مفہُوم ختم کر دیا گیا تھا۔
مزید برآں مُوسیٰ اور ہارون نے اِس اِختیار کو ناجائز طور پر اپنا لیا تھا جو فقط خُدا ہی کا حق ہے۔ الٰہی مداخلت کی ضرورت نے اِس موقع کو نہایت سنجیدہ بنا دیا اور بنی اِسرائیل کے رہنُماؤں کو اُس سے فائدہ اُٹھا کر خُدا کی تعظیم کے خیال سے مُتاثر کرنا اور اُس کی قُدرت اور شفقت میں اُن کے ایمان کو مضبُوط کرنا چاہیئے تھا۔ جب وہ طیش میں آکر چِلّائے "کیا ہم تمہارے لیے اِسی چٹان سے پانی نکالیں؟" تو اُنھوں نے اپنے آپ کو خُدا کی جگہ دی گویا کہ قُدرت اُنھی میں تھی۔ حالانکہ وہ اِنسانی کمزوریوں اور جذبات کے حامل تھے۔ لوگوں کی متواتر کُڑکُڑاہٹ اور بغاوت سے ماندہ ہو کر مُوسیٰ نے اپنے قادرِ مُطلق مددگار کو نظر انداز کر دیا اور الٰہی قوّت کے بغیر اِنسانی کمزوری کے اظہار کے باعث وہ اپنے اعمال نامہ کو داغدار بنانے کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ شخص جو اپنے کام کے اِختتام تک پاکیزہ، مُستحکم اور بے غرض رہ سکتا تھا، آخر کار مغلُوب ہو چکا تھا۔ بنی اِسرائیل کی جماعت کے رُوبرو خُدا کی بے حُرمتی کی گئی تھی جبکہ حقیقت میں اُسے بلند و بالا کیا جانا چاہیئے تھا۔
اِس موقع پر خُدا نے اُن لوگوں پر سزا کا فتوٰے صادر کیا، جن کی بُری روش نے مُوسیٰ اور ہارون کو اِس قدر مُشتعل کر دیا۔ تمام ملامت رہنُماؤں ہی پر آپڑی۔ جو خُدا کے نمائندوں کے طور پر مقرر کیے گئے تھے اُنھوں نے اُس کی تعظیم نہ کی تھی۔ مُوسیٰ اور ہارون نے، اِس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہُوئے کہ لوگوں کی کُڑکُڑاہٹ اُن کے برخلاف نہیں

بلکہ خُدا کے برخلاف تھی، اپنے آپ کو رنجیدہ کیا تھا۔ وہ اپنے آپ پر نگاہ کرنے اور اپنی غمخواری کے احساسات سے مُتاثر ہونے کے باعث بے خبری سے گناہ میں گر پڑے اور لوگوں کے سامنے لوگوں کے اُس بڑے گناہ کو پیش کرنے میں ناکام رہے جو اُنھوں نے خُدا کے حضُور کیا تھا۔

وہ فتوٰے جو فوراً صادر ہُوا تلخ اور نہایت ذلیل کرنے والا تھا۔ "مُوسیٰؔ اور ہارونؔ سے خُداوند نے کہا۔ چونکہ تم نے میرا یقین نہیں کیا کہ بنی اِسرائیل کے سامنے میری تقدیس کرتے اِس لیے تم اِس جماعت کو اُس مُلک میں جو مَیں نے اُن کو دیا ہے نہیں پُہنچانے پاؤ گے۔" (گنتی ۲۰: ۱۲)۔ باغی اِسرائیل کے ساتھ اُنھیں بھی یردؔن کو عبُور کرنے سے پہلے مرنا ضرور تھا۔ اگر مُوسیٰؔ اور ہارونؔ الٰہی آگاہی اور ملامت کے پیشِ نظر اپنی عزّت یا جلد بازی کی رُوح کو جگہ دیتے رہتے تو اُن کا گُناہ کہیں زیادہ عظیم تر ہوتا۔ لیکن اُن پر سرکشی اور دیدہ و دانستہ گُناہ کا اِلزام نہیں لگایا گیا تھا۔ وہ ناگہاں آزمائش سے مغلُوب ہو گئے تھے اور اُن کی توبہ فوری اور حقیقی تھی۔ خُداوند نے اُن کی توبہ کو قبول کر لیا گو اُن کے گُناہ کے نقُصان کا لحاظ کرتے ہوئے، جو جماعت میں تاثیر کر سکتا تھا، وہ اُس کی سزا کو پلٹ نہیں سکتا تھا۔

مُوسیٰؔ نے اُس فتوٰے کو نہ چھُپایا جو اُس پر وارد ہُوا تھا بلکہ جماعت کو بتایا کہ چونکہ وہ خُدا کو جلال دینے میں قاصر رہا تھا اِس لیے وہ اُن کو مُلکِ مَوعُودہ میں نہ پہنچا سکتا تھا۔ اُس نے اُنھیں کہا کہ وہ اُس سخت سزا کا خیال کریں جو اُس پر نازل کی گئی تھی اور تب غور کریں کہ خُدا، ایک انسان پر جو محض بشر ہے، ان تمام سزاؤں کو نازل کرنے سے جو اُنھوں نے اپنے گُناہوں کی وجہ سے اپنے اُوپر وارد کیں، اُن کی کُڑکُڑاہٹ کو کِس نظر سے دیکھتا ہے۔ اُس نے اُنھیں بتایا کہ اُس نے کِس طرح خُدا سے سزا کی معافی کے لیے دُعا کی تھی لیکن اُسے معافی دینے سے اِنکار کر دیا گیا تھا۔ اُس نے کہا "لیکن خُدا تمھارے سبب سے مجھ سے ناراض تھا اور اُس نے میری نہ سُنی۔" (اِستثنا ۳: ۲۶)۔

مُشکلات یا آزمائش کے ہر موقع پر بنی اسرائیل مُوسیٰؔ پر اُنھیں مصر سے نکال لانے

کا اِلزام لگانے کے لیے اِس طرح تیار رہتے تھے کہ گویا اِس معاملہ میں خُدا کا کوئی دخل ہی نہ تھا۔ اپنے تمام سفروں میں جبکہ اُنھوں نے راستہ کی مُشکلات کی شکایت کی تھی اور اپنے رہنماؤں کے برخِلاف کُڑکُڑائے تھے تو مُوسیٰؔ نے اُنھیں بتایا تھا کہ "تمہارا کُڑکُڑانا خُداوند کے خِلاف ہے۔ تمھیں رہائی دینے والا مَیں نہیں ہوں بلکہ خُدا ہے۔" لیکن چٹان کے سامنے جلد بازی کے یہ الفاظ کہ "کیا ہم تمھارے لیے پانی نکالیں؟" اُن کے اِلزام کا واضح اِقرار تھا، جس سے اُن کی بے ایمانی میں اضافہ ہونے کو تھا اور اُن کی کُڑکُڑاہٹ کو درُست تسلیم کیا جانے کو تھا۔ اِس لیے خُدا مُوسیٰ کو ملکِ موعُودہ میں داخل ہونے سے منع کرنے کے ذریعہ اِس اثر کو ہمیشہ کے لیے اُن کے دماغوں سے مٹا دینا چاہتا تھا۔ اِس میں یقینی شہادت پائی جاتی تھی کہ اُن کا رہنما مُوسیٰؔ نہیں تھا بلکہ وہ زور آور فرشتہ تھا جس کے متعلق خُداوند نے فرمایا تھا کہ "دیکھ مَیں ایک فرشتہ تیرے آگے آگے بھیجتا ہوں کہ راستہ میں تیرا نگہبان ہو اور تجھے اُس جگہ پہنچا دے جسے مَیں نے تیار کیا ہے۔ تم اُس کے آگے ہوشیار رہنا اور اُس کی بات ماننا...... اِس لیے کہ میرا نام اُس میں رہتا ہے۔" (خرُوج ۲۳: ۲۰، ۲۱)۔

مُوسیٰؔ نے کہا: "لیکن خُدا تمھارے سبب سے مجھ سے ناراض تھا۔" سب بنی اِسرائیل کی نگاہیں مُوسیٰؔ پر تھیں اور اُس کے گُناہ کے باعث خُدا پر اِلزام عائد ہونے کا اِحتمال تھا جس نے اُسے اپنے لوگوں کا رہنما مُقرّر کیا تھا۔ یہ گُناہ تمام اِسرائیلیوں پر ظاہر تھا اور اگر اُس کو ہلکی سی بات سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا تو اِس سے اُن پر یہ اثر پڑتا کہ ذمّہ دار منصبوں پر سرفراز لوگوں کے گُناہ پر، جو وہ غیظ و غضب کے موقع پر بے ایمانی اور بے صبری ظاہر کرنے سے کرتے ہیں، چشم پوشی کی جا سکتی ہے۔ لیکن جب یہ اعلان کیا گیا کہ اُس ایک گُناہ کی وجہ سے مُوسیٰؔ اور ہارُونؔ کنعانؔ میں داخل نہ ہو سکتے تھے تو تمام لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ خُدا کسی کا طرفدار نہیں اور یہ کہ وہ مجرم کو ضرور سزا دے گا۔

بنی اِسرائیل کی تواریخ آیندہ پُشتوں کی تعلیم اور آگاہی کے لیے قلمبند کی گئی۔ تمام آیندہ زمانوں کے لوگوں کو یہ جاننا ضرور ہے کہ آسمان کا خُدا غیر طرفدار ہونے کی وجہ سے

گُناہ کو ہرگز حق بجانب تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن بہت کم ہیں جو گُناہ کے نہایت گھناؤنے پن کو محسُوس کرتے ہیں۔ اِنسان یہ کہہ کر اپنے آپ کو ورغلاتے ہیں کہ خُدا بے حد رحیم ہے۔ اِس لیے وہ مُجرم کو سزا نہ دے گا۔ بائبل مُقدّس کی تواریخ سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ چونکہ گُناہ کائنات کی خوشحالی اور امن کے لیے مُہلک وبا ہے اِس لیے خُدا اپنی شفقت اور محبت کے تقاضا کے بمُوجب اُس کا مناسب فیصلہ کرے۔

مُوسیٰ کی دیانتداری اور وفاداری بھی اُس کی خطا کی سزا کو روک نہ سکتی تھی۔ خُدا نے اپنے لوگوں کے اِس سے بڑے بڑے گناہ بخش دیئے تھے لیکن وہ پیشواؤں کے گُناہ کو اُس نظر سے نہیں دیکھ سکتا تھا جس سے وہ اُن کے پیراؤں کے گُناہوں کو دیکھتا تھا۔ اُس نے مُوسیٰ کو رُوئے زمین کے تمام اِنسانوں سے زیادہ عزّت بخشی تھی۔ اُس نے اُس پر اپنا جلال ظاہر کیا تھا اور اُس کے وسیلہ سے اُس نے اپنے آئین بنی اِسرائیل کو دیئے تھے۔ اِس حقیقت کی بنا پر، کہ مُوسیٰ کو اِتنی بڑی روشنی اور عرفان کا شرف حاصل تھا، اُس کا گناہ زیادہ سنگین ہو گیا۔ گزشتہ وفاداری ایک غلطی کا کفارہ نہیں دے سکتی۔ جس قدر زیادہ روشنی اور حقُوق کسی کو بخشے جاتے ہیں اُسی قدر اُس کی ذمہ داری بھی بڑی ہوتی ہے، اُسی قدر سنگین اُس کی خطا ہوتی ہے اور اُسی قدر بھاری اُس کی سزا۔

اِنسانی نقطۂ نگاہ سے مُوسیٰ کسی بڑے جُرم کا مرتکب نہ تھا اور اُس کا گُناہ عام نوعیت کا تھا۔ زبُور نویس فرماتا ہے کہ "مُوسیٰ بے سوچے بول اُٹھا" (زبُور ۱۰۶: ۳۳)۔ اِنسانی عقل کے مطابق شاید یہ معمولی بات معلوم ہو لیکن اگر خُدا نے اپنے سب سے زیادہ وفادار اور معزز خادم کے اِس گُناہ سے اِس قدر سختی کا سلُوک روا رکھا، تو وہ دُوسروں کے گُناہوں سے بھی درگزر نہ کرے گا۔ اپنے آپ کو بڑا بنانے کی رُوح اور اپنے بھائیوں پر الزام لگانے والی طبیعت خُدا کو ناپسند ہے، جو لوگ اِن بُرائیوں میں شریک ہوتے ہیں وہ خُدا کے کام میں شک کو جگہ دیتے اور بے ایمانوں کو اُن کی بے ایمانی کے لیے بہانہ ڈھونڈنے کا موقع دیتے ہیں۔ جس قدر اہم کسی کی ذمہ داری اور اثر ہوتا ہے، اُسی قدر زیادہ ضروری ہے کہ وہ صبر اور حلیمی کی صفات کو بڑھائے۔

اگر خُدا کے لوگ، اور خصوصاً وہ جو اعلیٰ مرتبوں پر سرفراز ہیں، اُس تعظیم کو جو خُدا کا حق ہے، اپنے اُوپر چسپاں کرنے کی طرف راغب کیے جا سکیں، تو شیطان بہت خوش ہوتا ہے۔ اُس کو فتح حاصل ہو گئی ہے۔ وہ بھی اسی طرح گرا تھا۔ اِس طریقہ سے وہ دوسرے لوگوں کو بربادی کے لیے آزمانے کے کام میں سب سے زیادہ کامیاب ہے۔ اُس کی چالوں سے ہر وقت خبردار رہنے کے لیے خُدا نے اپنے کلام میں بہت سے ایسے اسباق پیش کیے ہیں جو اپنے آپ کو بڑا بنانے کے خطرہ سے آگاہ کرتے ہیں۔ ہماری طبیعت کی کوئی تحریک، ہمارے دماغ کی کوئی قوّت یا دِل کی کوئی رغبت ایسی نہیں جسے ہر لمحہ رُوحُ القدس کی نگرانی میں رہنے کی ضرورت نہ ہو۔ کوئی ایسی برکت نہیں جو خُدا ہمیں عطا کرتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسی آزمائش ہے جسے وہ ہم پر وارد ہونے کی اجازت دیتا ہے، جسے شیطان ہمیں آزمانے، خوفزدہ کرنے اور برباد کرنے کے لیے استعمال نہیں کر سکتا ہے بلکہ وہ کرے گا بھی اگر ہم اُسے ذرا بھی موقع دیں۔ اِس لیے اِنسان کی رُوحانی روشنی خواہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اور وہ الٰہی بخشش اور برکت سے خواہ کتنا ہی فیضیاب کیوں نہ ہو، اُسے ہمیشہ خُدا کے سامنے حلیمی کے ساتھ چلنا چاہیے اور ایمان سے ملتمس ہونا چاہیے کہ خُدا ہر خیال میں اُس کی رہنمائی کرے اور ہر خواہش کو قابُو میں رکھے۔

وہ سب جو دینداری کا دعویٰ کرتے ہیں سب سے شدید اشتعال کے ماتحت بھی اپنی رُوح کی نگرانی کرنے اور خود ضبطی کو عمل میں لانے کے مقدّس فرض کے تحت میں ہیں۔ موسیٰ پر جو ذمّہ داریاں عائد کی گئی تھیں وہ بہت بھاری تھیں۔ بہت کم لوگوں کا اِس قدر سختی سے اِمتحان ہوگا جیسا اُس کا ہُوا تھا، تاہم اِس سے پہلے وہ اپنے گناہ سے بری الذمہ نہ ہو سکا۔ خُدا نے اپنے لوگوں کے لیے خاطر خواہ انتظام کیا ہے اور اگر وہ اُس کی طاقت پر تکیہ کریں تو وہ کبھی بھی حالات کا شکار نہ ہوں گے۔ شدید ترین آزمائش بھی گُناہ کو جائز قرار نہیں دے سکتی۔ خواہ ہم پر کتنا ہی زیادہ شدید دباؤ کیوں نہ ڈالا جائے پھر بھی گُناہ ہمارا اپنا عمل ہے۔ کسی شخص کو گُناہ کرنے کے مجبُور کرنا دُنیا یا شیطانی لشکر کی طاقت سے بھی باہر ہے۔ شیطان ہمارے کمزور پہلوؤں پر حملہ کرتا ہے لیکن ہمیں مغلُوب ہونے کی ضرورت نہیں۔ خواہ حملہ کتنا ہی شدید اور غیر متوقع کیوں نہ ہو، خُدا نے ہمارے لیے مدد مہیا کی ہے اور ہم اُس کی طاقت میں فتحمند ہو سکتے ہیں۔

ادوم کے گرد سفر

قادس کے مقام پر اسرائیل کی لشکر گاہ ادوم کی سرحدوں سے تھوڑے ہی فاصلہ پر تھی اور موسیٰ اور بنی اسرائیل دونوں اس بات کے خواہشمند تھے کہ اس ملک سے گزر کر جانے والی راہ سے ملکِ موعود پہنچیں۔ اسی لیے خدا کی ہدایت کے مطابق انھوں نے ادوم کے بادشاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ "تیرا بھائی اسرائیل یہ عرض کرتا ہے کہ تو ہماری سب مصیبتوں سے جو ہم پر آئیں واقف ہے کہ ہمارے باپ دادا مصر میں گئے اور ہم بہت مدت تک مصر میں رہے اور مصریوں نے ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے بُرا برتاؤ کیا۔ اور جب ہم نے خداوند سے فریاد کی تو اُس نے ہماری سُنی اور ایک فرشتہ کو بھیج کر ہم کو مصر سے نکال لے آیا ہے اور اب ہم قادس شہر میں ہیں جو تیری سرحد کے آخر میں واقع ہے۔ سو ہم کو اپنے ملک میں سے ہو کر جانے کی اجازت دے۔ ہم کھیتوں اور تاکستانوں میں سے ہو کر نہیں گزریں گے اور نہ کنوؤں کا پانی پئیں گے۔ ہم شاہراہ پر چل کر جائیں گے اور دہنے یا بائیں نہیں مڑیں گے جب تک تیری حد سے باہر نکل نہ جائیں۔" (گنتی ۲۰: ۱۴-۲۰)۔

اس مؤدبانہ درخواست کے جواب میں دھمکی آمیز انکار کیا گیا کہ "تو میرے ملک سے ہو کر جانے نہیں پائے گا ورنہ میں تلوار سے تیرا مقابلہ کروں گا۔"

اس جھڑکی سے حیران ہو کر بنی اسرائیل کے رہنماؤں نے بادشاہ کے پاس دوبارہ التماس بھیجی اور وعدہ کیا کہ "ہم سڑک ہی سڑک جائیں گے اور اگر ہم یا ہمارے چوپائے تیرا پانی بھی پئیں تو اُس کا دام دیں گے۔ ہم کو اور کچھ نہیں چاہیے سوا اس کے کہ ہم کو پاؤں پاؤں چل کر نکل جانے دے۔"

اُس کا جواب یہ تھا کہ "تو ہرگز نکلنے نہیں پائے گا۔" (گنتی ۲۰: ۱۴-۲۰)۔ ادومی سپاہیوں

کے مُسلّح دستے پہلے ہی دُشوار گزار دَرّوں پر مُقرّر کر دیئے گئے تھے، یہاں تک کہ اُس سمت سلامتی کے ساتھ پیش قدمی کرنا نا ممکن تھا اور عبرانیوں کو تشدّد کرنے کی ممانعت تھی۔ اِس لیے اُن کے لیے یہ ضروری امر ہو گیا کہ سرزمینِ ادُوؔم کے گرد گھُوم کر طویل سفر کریں۔

اگر بنی اِسرائیل آزمائش کے وقت خُدا پر بھروسہ رکھتے تو لشکروں کا سالار یعنی خُدا اُن کو ادوؔم میں سے لے چلتا، اور اُس زمین کے باشندوں پر اُن کا خَوف چھا جاتا یہاں تک کہ وہ بجائے دشمنی ظاہر کرنے کے اُن پر مہربانی ظاہر کرتے لیکن بنی اِسرائیل نے خُداوند کے کلام پر بروقت عمل نہ کیا اور جب وہ شکایت کرنے اور کُڑکُڑانے میں مصرُوف تھے تو سُنہری موقع جاتا رہا۔ اور جب آخر کار وہ بادشاہ سے درخواست کرنے کو تیار ہُوئے تو اُسے نامنظُور کیا گیا۔ جب سے اُنھوں نے مصر کو چھوڑا تھا، تب سے شیطان لگاتار اُن کی راہ میں برابر روڑے اُٹکا رہا تھا اور دام بچھا رہا تھا تاکہ وہ کنعاؔن کے وارث نہ ہو سکیں۔ اور اپنی بے ایمانی کی وجہ سے اُنھوں نے بارہا شیطان کے لیے دروازہ کھول دیا تھا کہ وہ خُدا کے اِرادہ کی مخالفت کر سکے۔

خُدا کے کلام کا یقین کرنا اور اُس پر مُستعدی سے عمل کرنا نہایت ضروری ہے، جبکہ خُدا کے فرشتے ہمارے لیے کام کرنے کے مُنتظر ہیں۔ بُرے فرشتے پیش قدمی کے ہر موقع پر مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں اور جب خُدا اپنی پروردگاری میں اپنے لوگوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیتا ہے، جب کہ وہ اُن کے لیے بڑے بڑے کام کرنے کو تیار ہے، تو شیطان اُن کی آزمائش کرتا ہے کہ وہ خُداوند کو پس و پیش اور دیری کرنے کے ذریعہ ناراض کریں۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ اُن میں جھگڑے کی رُوح بھڑکائے یا کُڑکُڑاہٹ بے ایمانی کی رُوح کو مُشتعِل کرے اور یُوں اُن کو اُن برکتوں سے محرُوم رکھے جو خُدا اُنھیں عطا کرنا چاہتا ہے۔ خُدا کے خادموں کو موقع شناس ہونا چاہیئے تاکہ جتنی جلدی اُس کی پروردگاری اُن کے لیے راہ تیار کرے وہ فوراً آگے بڑھنے کے لیے ہر وقت تیار رہوں۔ اُن کی طرف سے ذراسی دیری سے بھی شیطان کو موقع مِل جاتا ہے کہ وہ اُنھیں شکست دینے کے لیے کام کرے۔

اُن ہدایات میں جو ادوم میں سے گزرنے کے متعلق خُدا نے مُوسیٰ کو پہلے دی تھیں، اُس نے یہ اعلان کیا کہ ادومی بنی اِسرائیل سے خوف زدہ ہوں گے، لیکن اُس نے اپنے لوگوں کو منع کر دیا تھا کہ وہ ادومیوں کی خوف زدہ حالت سے ناجائز فائدہ نہ اُٹھائیں۔ چونکہ خُدا کی قُدرت بنی اِسرائیل کے لیے کام کر رہی تھی اور ادومیوں پر خوف چھایا ہوا تھا جس سے وہ بآسانی اِسرائیلیوں کا شکار ہو سکتے تھے۔ اِس لیے عبرانیوں کو اُنھیں لُوٹنے کھسوٹنے سے اِحتراز کرنا تھا۔ اُنھیں یہ حکم دیا گیا تھا "تم خُوب احتیاط رکھنا اور اُن کو مت چھیڑنا کیونکہ مَیں اُن کی زمین میں سے پاؤں دھرنے تک کی جگہ بھی تم کو نہیں دُوں گا۔ اِس لیے کہ مَیں نے کوہِ شعیر عیسو کو میراث میں دیا ہے۔" (استثنا ۲: ۴، ۵)۔ ادومی ابرہام اور اِضحاق کی اولاد تھے اور اپنے اِن خادموں کی خاطر خُدا نے بنی عیسو پر مہربانی کی۔ اُس نے اُن کو کوہِ شعیر میراث کے طور پر دیا تھا اور اُنھیں وہاں سے اُس وقت تک نہیں نکالنا تھا جب تک کہ وہ اپنے گُناہوں کی وجہ سے اُس کے رحم کی رسائی سے دُور نہ چلے جائیں۔ عبرانیوں کو کنعان کے باشندوں کو خارج کرنا اور اُنھیں پُورے طور پر تباہ کرنا تھا جنھوں نے اپنا بدی کا پیالہ لبریز کر لیا تھا لیکن ادومی اب تک زیرِ اِمتحان تھے اور اِس سبب سے اُن کے ساتھ مہربانی کا سلُوک روا رکھنا ضروری تھا۔ خُدا رحم کرنے میں خوش ہوتا ہے اور وہ سزائیں نازل کرنے سے پہلے اپنا رحم ظاہر کرتا ہے۔ وہ اِسرائیل کو ادوم کے لوگوں سے بچانا سکھاتا ہے پیشتر اِس کے کہ وہ اُن سے کنعان کے باشندوں کو تباہ کرنے کا مطالبہ کرے۔

ادوم اور اِسرائیل کے آبا و اجداد بھائی بھائی تھے اور اُن کے درمیان برادرانہ مہربانی اور ادب قائم رہنا چاہیئے تھا۔ بنی اِسرائیل کو منع کیا گیا تھا کہ وہ اُس وقت یا کسی آئندہ موقع پر، اُس اہانت کا، جو مُلک میں سے گزرنے سے اِنکار کی صُورت میں کی گئی تھی، بدلہ لیں۔ اُنھیں ادوم کے مُلک کے کسی حِصّہ کو اپنی میراث بنانے کی توقع ہرگز نہیں کرنا تھا۔ حالانکہ بنی اِسرائیل خُدا کے چیدہ اور بزرگ لوگ تھے تو بھی اُنھیں اِن پابندیوں پر اِحتیاط سے عمل کرنا جو اُن پر عائد کی گئی تھیں۔ خُدا نے اُن

سے ایک بہت اچھی میراث کا وعدہ کیا تھا لیکن اُنھیں یہ محسوس نہیں کرنا تھا کہ دُنیا پر فقط ہم ہی کو پُورا حق حاصل ہے جس کے باعث ہم باقی سب کو خارج کر دینے کا حق رکھتے ہیں۔ اُنھیں ہدایت دی گئی تھی کہ ادومیوں کے ساتھ اپنے تمام تعلّقات میں خبردار رہیں اور اُن کے ساتھ بے اِنصافی کرنے سے اِحتراز کریں۔ اُنھیں اُن کے ساتھ تجارت کرنا اور جن اشیاء کی اُنھیں ضرورت تھی اُنھیں خریدنا اور اُس سب کے لیے جو وہ وصول کرتے تھے بروقت ادائیگی کرنا تھا۔ بنی اسرائیل کی حوصلہ افزائی کی خاطر، تاکہ وہ خُدا پر بھروسہ رکھیں اور اُس کے کلام پر عمل کریں، اُنھیں یاد دِلایا گیا تھا کہ "خُداوند تیرا خُدا...... برکت دیتا رہا.... اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی۔" (استثنا ۲: ۷)۔ وہ ادومیوں کے دستِ نگر نہ تھے، کیونکہ اُن کا ایک ایسا خُدا تھا جس کے ذخیروں کی دولت بے اندازہ ہے۔ اُنھیں جبرًا یا دھوکہ سے ادومیوں کی کوئی چیز حاصل نہیں کرنا تھی۔ لیکن اپنے تمام تعلّقات میں اُن کے سامنے الٰہی شریعت کے اصولوں کا نمونہ پیش کرنا تھا کہ "اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبّت رکھ۔"

اگر وہ اِس طریقہ سے ادوم میں سے گزرتے، جیسا کہ خُدا کا مقصد تھا، تو یہ سفر نہ صرف اُن کے لیے برکت کا باعث ہوتا بلکہ اُس ملک کے باشندوں کے لیے بھی باعثِ برکت ہوتا، کیونکہ اِس سے اُن کو موقع مِل جاتا کہ وہ خُدا کے لوگوں سے اور اُس کی عبادت سے واقف ہو جاتے اور اِس بات کا بھی مشاہدہ کر لیتے کہ وہ لوگ جو یعقوب کے خُدا کو پیار کرتے اور اُس کا خوف مانتے ہیں۔ اُس نے اُنھیں کس طرح اِقبال مند کیا ہے۔ لیکن بنی اسرائیل کی بے ایمانی نے ان تمام باتوں کو ناممکن بنا دیا۔ خُدا نے اپنے لوگوں کو اُن کی گڑگڑاہٹ اور چیخ وپکار پر پانی دیا تھا لیکن اُس نے اُن کی بے ایمانی کو اُن پر سزاوار دکرنے کی اجازت دے دی۔ اب اُنھیں پھر بیابان کا سفر اختیار کرنا تھا جہاں اُنھیں اپنی پیاس کو اعجازی چشمہ سے بجھانا تھا، جس کی اُنھیں ضرورت باقی نہ رہتی اگر وہ اپنا ایمان خُدا پر رکھتے۔

لہٰذا اسرائیل کا لشکر پھر جنوب کی طرف مڑا اور لق و دق بیابانوں پر سے اپنا راستہ اختیار کیا جو ادوم کی پہاڑیوں اور وادیوں کے سرسبز مقامات کو دیکھ کر انھیں اَور بھی زیادہ بھیانک اور ہولناک نظر آتے تھے۔ اِس سلسلۂ کوہ میں جو اس ہولناک بیابان سے نظر آتا ہے، کوہِ ہور ہے، جس کی چوٹی ہارون کی موت اور دفن ہونے کا مقام بننے کو تھی۔ جب بنی اسرائیل اِس پہاڑ پر پہنچے تو موسیٰ کو یہ الٰہی حکم ملا کہ "تو ہارون اور اُس کے بیٹے الیعزر کو اپنے ساتھ لے کر کوہ ہور کے اُوپر آ جا۔ اور ہارون کے لباس کو اُتار کر اُس کے بیٹے الیعزر کو پہنا دینا کیونکہ ہارون وہیں وفات پا کر اپنے لوگوں میں جا ملے گا" (گنتی ۲۰: ۲۲، ۲۹)۔

یہ دو عمر رسیدہ آدمی مع ہارون کے بیٹے الیعزر کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ موسیٰ اور ہارون اب اپنی عمر کے ایک سو بیس برس دیکھ چکنے کے باعث سفید سر ہو چکے تھے۔ اُن کی دراز اور پُر از واقعات زندگیاں ایسی شدید ترین آزمائشوں اور سب سے بڑے اعزاز کی حامل رہ چکی تھیں جو کبھی کسی انسان کا تجربہ ہوئے ہوں۔ یہ دونو بزرگ بہت بڑی قابلیت کے مالک تھے اور غیر محدود خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے کے وسیلہ سے اُن کی تمام قوا کو ترقی، بلندی اور عظمت حاصل ہو چکی تھی۔ اُن کی زندگی خدا اور ہم جنس انسانوں کی بے غرضی کی خدمت اور مشقت میں صرف ہوئی تھی۔ اُن کے چہروں سے بہت بڑی ذہنی قوت، ارادے کی مضبوطی اور شرافت اور گہری محبت ٹپکتی تھی۔

بہت برسوں تک موسیٰ اور ہارون اپنی محنت و مشقت اور اپنی فکروں میں پہلو بہ پہلو کھڑے رہے تھے۔ باہم مل کر اُنھوں نے بے شمار خطروں کا دلیرانہ مقابلہ کیا تھا اور خدا کی خاص برکتوں میں شرکت کی تھی۔ لیکن اب ایک دُوسرے سے جُدا ہونے کا وقت قریب آ گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اُوپر چڑھ رہے تھے کیونکہ ایک دُوسرے کی صُحبت کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ چڑھائی ڈھلوان اور کٹھن تھی اور جب وہ اکثر دم لینے کے لیے رُکے تو اُنھوں نے ماضی اور مستقبل کے متعلق گفتگو کی۔ جہاں تک نظر جاتی تھی اُن کے سامنے بیابان کی آوارہ گردی کا نظارہ پھیلا ہوا تھا۔ نیچے میدان میں بنی اسرائیل

کا کثیر لشکر خیمہ زن تھا جن کے لیے ان برگزیدہ شخصوں نے اپنی زندگی کا بہترین حصّہ صرف کیا تھا، جن کی بہبُودی کے لیے اُنھوں نے اِس قدر گہری دلچسپی محسُوس کی تھی اور جن کے لیے اُن کو بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں۔ ادوم کے پہاڑوں سے کچھ پرے کہیں وہ راستہ تھا جو ملکِ موعُودہ کو جاتا تھا یعنی وہ مُلک جس کی برکتوں سے مُوسیٰ اور ہارُون کو لُطف اندوز ہونے کا موقع نصیب نہ ہوا۔ اُن کے دِلوں میں کسی قسم کے باغیانہ خیال موجُود نہ تھے۔ نہ اُن کے لبوں سے شکوے کا کوئی لفظ نکلا تو بھی اُن کے چہروں پر سنجیدہ اُداسی چھائی ہوئی تھی جبکہ اُنھوں نے یاد کیا کہ کس بات نے اُن کو اُن کے باپ دادا کی میراث سے محرُوم رکھا۔

بنی اسرائیل کے لیے ہارُون کا کام ختم ہو گیا تھا۔ چالیس[4] برس گذرے تھے جبکہ تراسی[83] برس کی عمر میں خُدا نے اُسے بلایا تھا کہ مُوسیٰ کے ساتھ اُس کے عظیم اور بڑے کام میں شریک ہو۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لے جانے کے کام میں شامل تھا۔ اُس نے بڑے رہنما مُوسیٰ کے ہاتھوں کو سنبھالا تھا جبکہ عبرانی لشکر عمالیقیوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔ اُسے کوہِ سینا پر چڑھنے کی اِجازت دی گئی تھی کہ خُدا کی حُضوری میں پُہنچے اور خُدا کے جلال کو دیکھے۔ خُدا نے ہارُون کے خاندان میں کہانت کا درجہ رکھا تھا اور سردار کاہن کے مُقدّس عہدے کا اُسے اعزار بخشا تھا۔ اُس نے اِس مُقدّس عہدہ میں قورح اور اُس کے ساتھیوں کی تباہی کے ہولناک عذاب کے ظہُور کے وقت اُس کو سنبھالا تھا۔ ہارُون کی شفاعت سے وبا موقُوف ہوئی تھی۔ جب اُس کے دو بیٹے خدا کے صریح حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہلاک ہُوئے تھے تو نہ اُس نے بغاوت کی اور نہ ہی وہ کُڑکڑایا تھا۔ تو بھی اُس کی ممتاز زندگی کا اعمالنامہ بدنما ہو گیا تھا۔ جب ہارُون لوگوں کے شوروغل کے ماتحت ہو گیا تھا تو اُس نے ایک قبیح گُناہ کیا تھا اور کوہِ سینا پر سونے کا بچھڑا بنایا تھا۔ ہارُون نے مُوسیٰ کے خِلاف حسد اور کُڑکُڑاہٹ میں مریم کے ساتھ مِل جانے میں بھی گناہ کیا تھا۔ اِس کے علاوہ اُس نے مُوسیٰ کے ساتھ مِل کر قادس کے مقام پر خُداوند کے حکم کی کہ، وہ چٹان سے کہیں

کہ وہ پانی دے، نافرمانی کرنے سے خُداوند کو ناراض کیا۔

خُدا چاہتا تھا کہ اُس کے لوگوں کے یہ بڑے رہنما مسیح خُداوند کے نمایندے ہوں۔ ہارون اِسرائیل کے قبیلوں کے نام اپنے سینہ پر اُٹھائے رکھتا تھا۔ وہ خُدا کی مرضی لوگوں تک پہنچاتا تھا۔ وہ کفّارے کے روز پاک ترین کمرہ میں سب بنی اِسرائیل کے درمیانی کی حیثیت سے "بغیر خُون کے نہیں جاتا" تھا۔ اُس کام کو انجام دے کر وہ جماعت کو برکت دینے کے لیے باہر آتا تھا جیسے کہ مسیح خُداوند اپنے لوگوں کے لیے کفّارہ کے کام کو انجام دے کر اپنے مُنتظر لوگوں کو برکت دینے کے لیے آئے گا۔ ہمارے بڑے سردار کاہن خُداوند مسیح کے مقدّس عہدہ کے نمایندہ ہونے کی اعلیٰ صفات کی وجہ ہی سے ہارون کا گُناہ قادِس کے مقام پر اس قدر سنگین بن گیا تھا۔

نہایت غمزدہ ہوکر مُوسیٰ نے ہارون کا مُقدّس لباس اُتارا اور اُسے الیعزر کو پہنایا جو الٰہی تقرر سے اِس طرح اُس کا جانشین مقرّر ہُوا۔ قادِس میں گُناہ کرنے کی وجہ سے ہارون ملکِ کنعان میں خُدا کا سردار کاہن بننے یعنی اُس خوبصورت سرزمین میں پہلی قُربانی چڑھانے اور یُوں بنی اِسرائیل کی میراث کو مخصُوص کرنے کے فرائض کے حق سے محرُوم رکھا گیا۔ مُوسیٰ کو عین کنعان کی سرحدوں تک لوگوں کی رہنمائی کرنے کے بوجھ کو اُٹھانا تھا۔ اُسے اُس مقام تک آنا تھا جہاں سے وہ ملکِ موعُودہ کو دیکھ تو سکا لیکن اُس میں داخل ہونے نہ پایا۔ اگر خُدا کے یہ خادم قادِس کے مقام پر چٹان کے سامنے کھڑے ہونے کے وقت، اپنے اِمتحان میں بغیر بُڑبُڑائے ثابت قدم رہتے تو اُن کا مستقبل کس قدر مختلف ہوتا! ایک غلط عمل کا ازالہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ تمام عمر کا عمل بھی اُس نقصان کی تلافی نہیں کرسکتا جو آزمائش یا غفلت کے ایک لمحہ میں بھی کیا جاتا ہے۔

اِن دو بڑے رہنماؤں کی لشکرگاہ سے غیر حاضری کے باعث اور اِس حقیقت سے بھی کہ الیعزر اُن کے ہمراہ تھا جس کے متعلق سب کو بخوبی علم تھا کہ وہ مُقدّس منصب پر ہارون کا جانشین مقرّر ہوگا، لوگوں میں خوف کی حالت پیدا ہوگئی اور وہ

اُن کی واپسی کا اِنتظار بڑی فکرمندی سے کرنے لگے۔ جب لوگوں نے چاروں طرف اپنی بڑی جماعت پر نظر کی تو اُنھوں نے معلوم کیا کہ تقریباً تمام بالغ جو مصر سے نکل کر آئے تھے بیابان ہی میں مر مٹے ہیں۔ جب اُنھوں نے اُس فتوے کو یاد کیا جو مُوسیٰ اور ہارُون کے برخلاف صادر کیا گیا تھا تو اُنھوں نے اُسے کسی آفت کا پیش خیمہ سمجھا۔ بعض لوگ کوہِ ہور کی چوٹی کی طرف اُن کے پُراَسرار سفر کے مقصد سے بخُوبی واقف تھے اور ماضی کی تلخ یادوں اور اپنے آپ پر ملامت کرنے کی وجہ سے اپنے ہادیوں کے متعلق اُن کی فکرمندی اَور بھی زیادہ بڑھ گئی۔

آخر کار موسیٰ اور الیعزر کی صُورت نظر آنے لگی جو آہستہ آہستہ پہاڑ سے نیچے اُتر رہے تھے۔ لیکن ہارُون اُن کے ساتھ نہ تھا۔ الیعزر مُقدّس لباس پہنے ہُوئے تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنے باپ کی جگہ مقدّس عہدے پر مقرّر ہو گیا ہے۔ جب لوگ نہایت غمزدہ ہوکر موسیٰ کے پاس جمع ہو گئے تو اُس نے اُنھیں بتایا کہ کوہِ ہور کی چوٹی پر ہارُون میری گود میں وفات پا گیا اور وہیں ہم نے اُسے دفن کر دیا۔ جماعت نے ماتم اور آہ و زاری میں اپنی آواز بلند کر دی کیونکہ وہ سب ہارُون کو پیار کرتے تھے، گو اُنھوں نے بارہا اُسے رنج پُہنچایا تھا۔ "اِسرائیل کے سارے گھرانے کے لوگ ہارُون پر تیس[۳۰] دن تک ماتم کرتے رہے۔" (گنتی ۲۰: ۲۹)۔

بنی اِسرائیل کے سردار کاہن کی تکفین کے متعلق پاک نوشتوں میں فقط یہ سادہ بیان پایا جاتا ہے کہ "وہیں ہارُون نے رحلت کی اور دفن بھی ہوا۔" (استثنا ۱۰: ۶) آجکل کے تجہیز و تکفین کی رسُومات سے یہ جنازہ کس قدر مختلف تھا جو عین خُدا کی مرضی کے مطابق ادا کیا گیا تھا۔ موجُودہ زمانہ میں اعلیٰ مرتبہ شخص کی رسمِ جنازہ کو بڑی نمائش اور فضول خرچی کی نمود کا موقعہ بنایا جاتا ہے۔ ہارُون کی وفات پر، جو دُنیا کی معزز ترین شخصیتوں میں شمار ہوتا ہے، اُس کے سب سے قریبی عزیزوں میں سے فقط دو اشخاص موجُود تھے، جنھوں نے اُس کی مَوت کے وقت اُسے دیکھا اور اُس کے جنازہ میں شریک ہُوئے۔ اور کوہِ ہور کی وہ تنہا قبر ہمیشہ کے لیے بنی اِسرائیل کی نظروں سے

چھپائی گئی۔ وفات پانے والوں کے لیے جس ظاہری نمائش کا اہتمام کیا جاتا اور جو فضول خرچی اُن کی لاشوں کو سپردِ خاک کرنے میں کی جاتی ہے، اُس سے خُدا کی تعظیم نہیں ہوتی۔

یُوں تو تمام جماعت نے ہارُونؔ کے لیے غم کیا تاہم یہ ناممکن تھا کہ اُن میں سے کوئی شخص اِس صدمہ کو مُوسٰیؔ کے برابر محسوس کر سکے۔ ہارونؔ کی وفات نے بڑے زور سے مُوسٰیؔ کو یاد دلایا کہ میرا اپنا انجام قریب ہے۔ زمین پر اگرچہ اُس کی عمر بہت تھوڑی باقی رہ گئی تھی، تو بھی اپنے وفادار رفیق کی جُدائی اُس کے لیے ناقابلِ برداشت تھی، جو اُس کی خوشیوں اور غموں میں اُس کی اُمیدوں اور پریشانیوں میں اِتنے عرصہ سے اُس کے ساتھ شریک تھا۔ اب مُوسٰیؔ کو تنہا اِس کام کو جاری رکھنا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ خُدا میرا دوست ہے اور اُسی پر اُس نے اور زیادہ تکیہ کیا۔

کوہِ ہورؔ سے روانہ ہونے کے بعد ہی اسرائیلیوں کو کنعانؔ کے بادشاہوں میں سے ایک بنام عرادؔ کے ساتھ جنگ میں شکست کھانی پڑی۔ لیکن جب اُنھوں نے دِلسوزی کے ساتھ خُداوند سے مدد مانگی تو الٰہی مدد اُنھیں عطا کی گئی اور اُن کے دُشمن مغلُوب ہو گئے۔ بجائے اِس کے کہ اِس فتح سے بنی اسرائیل شکر گُزار ہوتے اور خُداوند پر اپنا تکیہ اور بھی زیادہ رکھتے، وہ شیخی باز اور خود اعتماد ہو گئے۔ بہت جلد وہ کُڑکُڑانے کی پُرانی عادت کا شکار ہو گئے۔ اب اُن میں بے اطمینانی پیدا ہو گئی۔ کیونکہ چالیس برس پہلے جاسُوسوں کی خبر کے وقت اُن کی بغاوت کے بعد اسرائیلی لشکر کو کنعان پر حملہ کرنے کی اِجازت نہ دی گئی۔ اُنھوں نے اپنے طویل بیابانی سفر کو غیر ضروری تاخیر سے تعبیر کیا اور یہ دلیل پیش کی کہ ہم اب کی طرح اپنے دُشمنوں کو اِس سے پیشتر ہی آسانی سے مغلُوب کر سکتے تھے۔

جب اُنھوں نے جنوب کی طرف اپنا سفر جاری رکھا تو اُن کا راستہ ایک گرم اور ریتلی وادی میں سے گزُرا جس میں سایہ اور ہریالی نہ تھی۔ اُنھیں وہ راستہ دُشوار گزار اور طویل معلوم ہُوا اور اُنھیں تکان اور پیاس سے تکلیف اُٹھانی پڑی۔ اب بھی وہ

اپنے ایمان اور صبر کی آزمائش میں ناکام نکلے۔ اپنے تجربات کے تاریک پہلو پر غور کرنے کی وجہ سے وہ خدا سے دُور اور دُور تر ہوتے گئے۔ وہ اِس بات کو بھول گئے کہ جب قادِس میں پانی بند ہو گیا تھا، اگر وہ نہ کُڑکُڑاتے تو انھیں ادوم کے گِرد سفر نہ کرنا پڑتا۔ خدا نے اُن کے لیے بہتر چیزوں کا ارادہ کر رکھا تھا۔ اُن کے دِل اُس کی شکر گزاری سے معمُور ہونے چاہیئں تھے کہ اُس نے ہمارے گناہ کی اِس قدر ہلکی سزا دی۔ لیکن اِس کی بجائے اُنھوں نے اپنے اُوپر فخر کیا کہ اگر خدا اور مُوسیٰ مداخلت نہ کرتے تو ہم اب تک ملکِ موعُودہ پر قابض ہو گئے ہوتے۔ اپنے اُوپر مصیبت وارد کرنے اور اپنی زندگی کو خدا کی تجویز کے برخلاف اَور بھی کٹھن بنانے کے بعد اُنھوں نے اپنی تمام بدبختی کا اِلزام اُسی پر لگایا۔ یُوں اُنھوں نے خدا کے سلُوک کے متعلق اپنے دلوں میں تلخ خیالات کو جگہ دی اور آخر کار وہ تمام باتوں میں غیر مطمئن ہو گئے۔ انھیں آزادی اور اُس ملک کی نسبت، جہاں خدا انھیں لے جا رہا تھا، مصر زیادہ مرغُوب معلوم ہوتا تھا۔

جُونہی اِسرائیلیوں نے بے قناعتی کی رُوح کو اپنے دِل میں بڑھنے کا موقع دیا تو وہ اپنی برکتوں کی نکتہ چینی کرنے پر بھی اُتر آئے۔ "اور لوگ خدا کی اور مُوسیٰ کی شکایت کر کے کہنے لگے کہ تم کیوں ہم کو مصر سے بیابان میں مرنے کے لیے لے آئے؟۔ یہاں نہ تو روٹی ہے نہ پانی اور ہمارا جی اِس نکمّی خوراک سے کراہت کرتا ہے۔" (گنتی ۲۱ : ۵)۔

مُوسیٰ نے وفاداری سے لوگوں کے سامنے اُن کے گناہ کو پیش کیا۔ یہ فقط خدا کی قُدرت ہی تھی جس کے باعث اُس نے انھیں "ایسے وسیع اور ہَولناک بیابان میں ..... جہاں جلانے والے سانپ اور بچھّو تھے اور جہاں کی زمین بغیر پانی کے سُوکھی پڑی تھی" محفُوظ رکھا۔ (استثنا ۸ : ۱۵) اپنے سفر کے ہر روز پر وہ خدا کے رحم کے معجزہ کے سبب سے محفوظ رہے۔ خدا کی رہنمائی کے تمام راستہ میں پیاسوں کو ترو تازہ کرنے کے لیے انھیں پانی مِلا تھا اور اُن کی بھُوک کو مٹانے کے لیے آسمان سے روٹی مہیا کی اور دن کو سایہ کے بادل کے نیچے اور رات کو آگ کے ستُون کے

نیچے اُنھیں سلامتی اور اِطمینان بخشا۔ جب وہ چٹانوں کی بلندی پر چڑھے یا بیابان کی دُشوار گزار راہوں پر چلے، تو فرشتوں نے اُن کی خدمت کی۔ باوجودیکہ اُنھوں نے اِن سب مُشکلات کو برداشت کیا تھا، تو بھی اُن کے تمام گروہ میں ایک بھی کمزور آدمی نہ تھا۔ اُن کے طویل سفروں میں اُن کے پاؤں نہ سُوجے تھے نہ ہی اُن کے کپڑے پُرانے ہوئے تھے۔ خُدا نے اُن کے آگے ہولناک شکاری حیوانوں اور جنگل اور بیابان کے زہریلے سانپوں کو زیر کر دیا تھا۔ اگر اُس کی اُن تمام محبّت کی نشانیوں کے باوجود وہ لوگ شکایت کرنے پر تُلے رہنے کو تھے تو خُدا اُس وقت تک اپنی حفاظت اُن سے الگ کر لینا چاہتا تھا جب تک کہ وہ اُس کی رحم سے معمور حفاظت کی قدر کرنے کی طرف راغب نہ ہوں اور توبہ اور حلیمی کے ساتھ اُس کی طرف رجُوع نہ کریں۔

چونکہ بنی اِسرائیل الٰہی قُدرت کی حفاظت میں نہ رہے تھے اِس لیے اُنھوں نے اُن بے شمار خطروں کو محسُوس نہیں کیا تھا جن میں وہ متواتر گھرے ہُوئے تھے۔ اپنی ناشکرگزاری اور بے ایمانی میں اُنھوں نے مَوت کی توقّع کی تھی اور اب خُدا نے مَوت کو ان پر وارد ہونے کی اجازت دے دی۔ وہ زہریلے سانپ جو بیابان میں کثرت سے پائے جاتے تھے آتشی سانپ کہلاتے تھے کیونکہ اُن کے ڈسنے سے ہولناک اثرات پیدا ہوتے تھے اور اُس سے شدّت کی سوزش اور فوری مَوت واقع ہو جاتی تھی۔ جب بنی اسرائیل پر سے خُدا کا حفاظت کرنے والا ہاتھ اُٹھ گیا تو اِن زہریلے سانپوں نے بہت سے لوگوں پر کثرت سے حملہ کر دیا۔

اب ساری لشکر گاہ میں دہشت اور کھلبلی مچ گئی۔ تقریبًا ہر خیمہ میں ایسے اشخاص تھے جو قریبُ المرگ تھے یا مر چکے تھے، کوئی محفُوظ نہ تھا۔ اکثر رات کی خاموشی کا سکُوت تازہ ڈسے ہُوئے لوگوں کے نالوں سے ٹُوٹ جاتا تھا۔ سب لوگ مُصیبت زدوں کی خدمت میں مصرُوف تھے یا بے حد فکرمندی کی حالت میں اُن کی حفاظت کر رہے تھے جو تاحال ڈسے نہ گئے تھے۔ اب اُن کے لبوں سے کوئی گڑگڑاہٹ نہیں نکلتی تھی۔ اِس موجُودہ دُکھ تکلیف کے مقابلہ میں اُن کی گذشتہ مُشکلات اور تکلیفیں کچھ حقیقت

نہ رکھتی تھیں۔

اب لوگوں نے اپنے آپ کو خُدا کے حضُور فروتن کیا۔ وہ اپنے گُناہوں کا اقرار کرتے ہُوئے اور منّت کرتے ہُوئے مُوسیٰ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ "ہم نے گُناہ کیا کیونکہ ہم نے خُداوند کی اور تیری شکایت کی" (گنتی ۲۱: ۷-۹) اِس سے تھوڑا عرصہ پہلے اُنھوں نے اُس پر الزام لگایا تھا کہ وہ اُن کا سب سے بڑا دُشمن اور اُن کی تمام تکلیفوں اور مُصیبتوں کا سبب تھا۔ لیکن جب یہ الفاظ اُن کے لبوں ہی پر تھے تو اُنھیں معلوم تھا کہ اُن کا یہ الزام جھوٹا ہے اور جُونہی واقعی اُن پر مصیبت آ پڑی وہ اُس کے پاس بھاگے آئے یہ جانتے ہُوئے کہ فقط وہی خُدا کے حضُور اُن کے لیے شفاعت کر سکتا تھا۔ اُن کی پُکار یہ تھی کہ "تُو خُداوند سے دُعا کر کہ وہ اِن سانپوں کو ہم سے دُور کرے۔"

مُوسیٰ کو خُدا کی طرف سے حکم مِلا کہ وہ پیتل کا ایک سانپ بنائے جو زندہ سانپوں کی مانند ہو اور لوگوں کے درمیان اُسے بلند جگہ پر لٹکا دے۔ اُس کی طرف سب ڈسے ہُوؤں کو دیکھنا تھا تاکہ وہ بچ جائیں۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور یہ خوشخبری تمام لشکرگاہ میں پھیلا دی گئی کہ سب سانپوں کے ڈسے ہُوئے پیتل کے اُس سانپ پر نظر کریں اور بچ جائیں۔ بہت سے اب تک مر چکے تھے اور جب مُوسیٰ نے سانپ کو بلّی پر لٹکایا تو بعض یقین نہیں کرتے تھے کہ فقط دھات کی یہ مُورت اُنھیں شفا دے سکتی ہے، اِس لیے وہ سب اپنی بے ایمانی میں مر گئے۔ لیکن بہُت سے لوگ ایسے بھی تھے جو خُدا کے مہیّا کردہ اِنتظام پر ایمان رکھتے تھے۔ باپ، مائیں، بھائی اور بہنیں بڑی فکرمندی کے ساتھ اپنے مُصیبت زدہ قریبُ المرگ عزیزوں کی مدد کرنے میں مصرُوف تھے تاکہ وہ اپنی نڈھال نگاہوں کو اُس پیتل کے سانپ پر لگائیں۔ جب یہ نڈھال اور قریبُ المرگ لوگ ایک دفعہ بھی اُسے دیکھ لیتے تھے تو وہ پُورے طور پر شفایاب ہو جاتے تھے۔

لوگ اچھّی طرح جانتے تھے کہ پیتل کے سانپ میں بذاتِ خود اُن میں جو اُس

پر نگاہ کرتے تھے، ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی کوئی طاقت نہ تھی۔ شفا بخش قوت فقط خُدا کی طرف سے صادر ہوتی تھی۔ اپنی دانش میں اُس نے اپنی قدرت کو ظاہر کرنے کا یہی طریقہ اختیار کیا۔ اِس سادہ طریقہ سے لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ مصیبت ہم پر ہمارے گناہوں کی وجہ سے نازل ہوئی ہے۔ اُن کو یہ بھی یقین دِلایا گیا کہ خُدا کی فرمانبرداری کرتے ہُوئے ہمیں خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہمیں محفوظ رکھے گا۔

پیتل کے سانپ کو اُونچے پر چڑھانے سے بنی اِسرائیل کو ایک ضروری سبق سکھانا مقصُود تھا۔ وہ اپنے آپ کو اُس زہر کے مُہلک اثرات سے، جو اُن کے زخموں میں تھا، بذاتِ خود بچا نہ سکتے تھے۔ فقط خُدا ہی اُنھیں شفا دے سکتا تھا۔ تاہم اُن سے مُطالبہ کیا جاتا تھا کہ وہ اُس اِنتظام پر جو اُس نے کیا تھا، اپنا اِیمان ظاہر کریں۔ زندہ رہنے کے لیے اُنھیں اُس پر نگاہ ڈالنا ضرور تھا۔ اُن کا اِیمان ہی خُدا کے حُضور پسندیدہ تھا اور سانپ پر نظر کرنے سے اُن کے اِیمان کا اظہار ہوتا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ سانپ میں بذاتِ خود کوئی خُوبی نہ تھی، لیکن وہ مسیح خُداوند کی علامت تھا اور اُس کی خُوبیوں پر اِیمان رکھنے کی ضرورت کو اِس طریقہ سے اُن کے دماغوں میں نقش کیا گیا تھا۔ اب تک بہت سے لوگ اپنی قربانیاں خُدا کے حُضور لاتے رہے اور اُنھوں نے یہ محسُوس کیا کہ ایسا کرنے سے ہمارے گُناہوں کا مکمّل کفّارہ ہو جائے گا۔ وہ آنیوالے نجات دہندہ پر اِیمان نہ رکھتے تھے جس کا یہ قُربانیاں فقط ایک نشان تھیں۔ اب خُداوند اُن کو یہ سکھانا چاہتا تھا کہ اُن کی قُربانیاں، بذاتِ خود، پیتل کے سانپ کی طرح کوئی خُوبی یا تاثیر نہ رکھتی تھیں بلکہ وہ اُس کی طرح اُن کے دماغوں کی مسیح خُداوند کی طرف رہنمائی کرتی تھیں، جو گُناہ کی بڑی قربانی ہے۔

" اور جس طرح مُوسٰے نے سانپ کو بیابان میں اُونچے پر چڑھایا اُسی طرح ضرور ہے کہ ابنِ آدم بھی اُونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی اِیمان لائے اُس میں ہمیشہ کی زندگی پائے۔" (یُوحنّا ۳: ۱۴، ۱۵)۔ وہ سب جو کبھی اِس دُنیا میں رہے اُنھوں نے اُس کے مُہلک ڈنک کو محسُوس کیا ہے جو " بڑا اژدہا یعنی وہی پُرانا سانپ جو ابلیس کہلاتا

ہے۔" (مکاشفہ ۱۲: ۹) گناہ کے مُہلک اثرات محض اُسی انتظام کے ذریعہ مٹائے جا سکتے ہیں جو خُدا نے مہیا کیا ہے۔ اِسرائیلیوں نے اپنی زندگیوں کو پیتل کے سانپ پر نظر کرنے سے بچایا جو اُونچے پر چڑھا دیا گیا تھا۔ اُس نظر میں اُن کے ایمان کا اظہار ہوتا تھا۔ وہ اِس لیے بچ گئے کیونکہ اُنھوں نے خُدا کے کلام پر عمل کیا اور اُس وسیلہ پر ایمان رکھا جو اُن کی بحالی کے لیے مہیّا کیا گیا تھا۔ اُسی طرح گنہگار مسیح خُداوند پر نظر کر سکتا ہے اور زندہ رہ سکتا ہے۔ وہ مسیح خُداوند کی کفّارہ بخش قُربانی پر ایمان لانے کے ذریعہ معافی حاصل کرتا ہے۔ بے حرکت اور بے جان علامت کے برعکس مسیح خُداوند اپنے آپ میں تائب گنہگار کو شفا دینے کی قُدرت اور خُوبی رکھتا ہے۔

حالانکہ گنہگار اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا تو بھی نجات حاصل کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتا ہے۔ مسیح خُداوند فرماتا ہے کہ "جو کوئی میرے پاس آئے گا اُسے مَیں ہرگز نکال نہ دوں گا۔" (یُوحنّا ۶: ۳۷)۔ لیکن ہمیں اُس کے پاس آنا ضرور ہے اور جب ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تو ہمیں یقین کرنا چاہیئے کہ وہ ہمیں قبُول کرتا اور معاف کرتا ہے۔ ایمان خُدا کی بخشش ہے لیکن اُسے استعمال کرنے کی طاقت ہماری اپنی ہے۔ ایمان وہ بازُو ہے جس کے ذریعہ انسان فضل اور رحم کی الٰہی بخششوں پر تکیہ رکھتا ہے۔ مسیح خُداوند کی راست بازی کے بغیر اور کوئی چیز ہمیں فضل کے عہد کی کسی برکت کے قابل نہیں بنا سکتی۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اِن برکتوں کو حاصل کرنے کی بہت عرصہ سے خواہش اور کوشش کی ہے، لیکن اُنھیں حاصل نہیں کیا کیونکہ اُن کے دِل میں یہ خیال تھا کہ ہم اپنے آپ کو اُن برکتوں کو حاصل کرنے کے لائق بنا سکتے ہیں۔ اُنھوں نے اپنی نظروں کو اپنے آپ پر سے نہیں ہٹایا ہے یہ یقین کرتے ہُوئے کہ خُداوند یسُوع مسیح کامل نجات دہندہ ہے۔ ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ ہماری اپنی خُوبیاں ہمیں بچالیں گی۔ ہماری نجات کی واحد اُمید مسیح خُداوند ہی ہے "کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دُوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلہ سے ہم نجات پا سکیں۔" (اعمال ۴: ۱۲)۔

جب ہم خُدا پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں، جب ہم خُداوند یسُوع مسیح کی خُوبیوں پر تکیہ کرتے ہیں کہ وہ ہمارا گناہ معاف کرنے والا نجات دہندہ ہے تو جتنی مدد ہم چاہیں حاصل کرسکیں گے۔ کوئی اپنے آپ پر نظر نہ کرے گویا کہ اُس میں اپنے آپ کو بچانے کی طاقت ہے۔ خُداوند یسُوع ہماری خاطر اِس لیے مر گیا کیونکہ ہم یہ کام کرنے کے لیے بے بس تھے۔ اُسی میں ہماری اُمید، گناہ کی معافی اور ہماری راست بازی پائی جاتی ہے۔ جب ہم اپنی گُناہ بھری حالت کو دیکھتے ہیں تو ہمیں نااُمید اور خوف زدہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہمارا کوئی نجات دہندہ نہیں۔ یا یہ کہ وہ ہماری نسبت رحم کے خیال نہیں رکھتا۔ عین اُسی وقت ہماری بے بسی میں وہ ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم آئیں اور نجات پائیں۔

بہت سے بنی اسرائیلیوں نے خُدا کے اُس مقرّر کردہ علاج کو مُفید نہ سمجھا۔ مُردہ اور قریبُ المرگ لوگ اُن کے چاروں طرف تھے اور وہ جانتے تھے کہ بغیر الٰہی مدد کے ان کا یقیناً یہی انجام ہوگا، لیکن وہ اپنے زخموں، اپنی درد اور اپنی یقینی موت پر ماتم کرتے رہے حتیٰ کہ اُن میں قوّت باقی نہ رہی اور اُن کی آنکھیں پتھرا گئیں جبکہ اُنھیں فوری شفا حاصل ہوسکتی تھی۔ اگر ہم اپنی احتیاجوں سے واقف ہیں تو ہمیں سارا وقت اُن پر ماتم کرنے میں صرف نہیں کرنا چاہیئے۔ حالانکہ ہم بغیر مسیح خُداوند کے اپنی بے بسی کی حالت سے آگاہ ہیں تو بھی ہمیں اپنے آپ کو مایُوسی کے حوالہ نہیں کر دینا چاہیے بلکہ مصلُوب اور جی اُٹھنے والے نجات دہندہ کی خُوبیوں پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ دیکھیئے اور زندہ رہیئے۔ خُداوند یسُوع مسیح نے وعدہ کیا ہے۔ وہ اُن سب کو بچائے گا جو اُس کے پاس آئیں گے۔ اگرچہ لاکھوں انسان جن کو شفا پانے کی ضرورت ہے اُس کے رحم کو ردّ کر دیں گے، تاہم کوئی شخص جو اُس کی خُوبیوں پر ایمان رکھتا ہے برباد ہونے کے لیے چھوڑا نہ جائے گا۔

بہت سے لوگ مسیح خُداوند کو اُس وقت تک قبول کرنے کے لیے رضامند نہیں ہوتے جب تک کہ نجات کی پُوری تجویز اُن کے سامنے مکمل طور پر واضح نہ کر دی جائے۔ وہ ایمان کی نگاہ کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ہزاروں

نے مسیح خُداوند کی صلیب پر نگاہ کی ہے اور اُس پر نگاہ کرنے کی تاثیر کو محسُوس کیا ہے۔ بہت سے لوگ فلسفہ کی بھُول بھلیوں میں پھنس جاتے ہیں تاکہ اُنھیں دلائل اور ثبُوت بہم پہُنچ سکے جنھیں وہ کبھی تلاش نہ کر سکیں گے جبکہ وہ اِس ثبُوت کو ردّ کر دیتے ہیں جو خُدا نے انھیں خوشی سے عطا کیا ہے۔ وہ آفتابِ صداقت کے نوُر میں اُس وقت تک چلنے سے انکار کر دیتے ہیں جب تک کہ اُس کے چمکنے کی وجہ کی تشریح نہ کی جائے۔ وہ سب جو اِس روش پر چلنے کے لیے مُصر رہتے ہیں وہ سچائی کے عرفان تک پہُنچنے میں ناکام رہیں گے۔ خُدا ہر شک کے موقع کو ہرگز دُور نہ کرے گا۔ وہ کافی ثبُوت بہم پہُنچاتا ہے جس پر ہم ایمان کی بُنیاد رکھ سکتے ہیں اور اگر اُسے قبول نہ کیا جائے تو دماغ تاریکی ہی میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر سانپوں کے ڈسے ہُوئے لوگ دیکھنے کے لیے رضامند ہونے سے پہلے شک اور اعتراض کرتے، تو وہ ہلاک ہو جاتے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم پہلے دیکھیں تب ایمان کی نگاہ ہمیں زندگی دے گی۔

اُنتالیسواں ۳۹ باب

بسن کی فتح

ادوم کے جنوب کی طرف سے گزرنے کے بعد اسرائیلی شمال کی طرف مڑے اور پھر موعودہ ملک کی طرف رُخ کیا۔ اب اُن کا راستہ ایک وسیع اور بلند میدان میں سے گزرتا تھا جس پر پہاڑوں کی ٹھنڈی اور تازہ ہوائیں چلتی تھیں۔ اُس خشک وادی کے بعد، جس میں وہ سفر کرتے رہے تھے، اب یہ تبدیلی بہت خوشگوار تھی اور وہ خوشی اور اُمید سے بھرے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ وادیٔ زرد کو پار کرنے کے بعد وہ موآب کی سرزمین کے مشرق کی طرف مڑے کیونکہ حکم دیا گیا تھا کہ "موآبیوں کو تُو نہ ستانا اور نہ اُن سے جنگ کرنا اس لیے کہ میں تجھ کو اُن کی زمین کا کوئی حصہ ملکیت کے طور پر نہیں دُوں گا کیونکہ میں نے عار کو بنی لُوط کی میراث کر دیا ہے۔" (استثنا ۲: ۹)۔

شمال کی طرف اپنا سفر جاری رکھتے ہوئے بنی اسرائیل کے لشکر بہت جلد اموریوں کی سرزمین تک جا پہنچے۔ یہ مضبوط اور جنگجو قوم شروع شروع میں کنعان کی سرزمین کے جنوبی حصہ میں آباد تھی۔ لیکن جب اُن کا شمار بڑھ گیا تو اُنھوں نے یردن کو پار کر کے موآبیوں کے ساتھ جنگ چھیڑ دی اور اُن کے علاقہ کے ایک حصہ پر قابض ہو گئے۔ یہاں آباد ہو کر اُنھوں نے ارنون سے لے کر شمال کی جانب یبوق تک سارے ملک پر پورا پورا قبضہ کر لیا۔ یردن تک کا راستہ جسے اسرائیلی اختیار کرنا چاہتے تھے، عین اُس علاقہ میں سے گزرتا تھا، اور موسیٰ نے اموریوں کے بادشاہ سیحون کو اُس کے دارالخلافہ میں صلح کا پیغام بھیجا کہ "مجھے اپنے ملک سے گزر جانے دے میں شاہراہ سے ہو کر چلوں گا اور دہنے اور بائیں ہاتھ نہیں مڑوں گا۔ تُو روپے لے کر میرے ہاتھ میرے کھانے کے لیے خورش بیچنا اور میرے پینے کے لیے پانی بھی مجھے روپے لے کر دینا۔ فقط مجھے پاؤں پاؤں نکل جانے دے۔" (استثنا ۲: ۲۶-۲۸)۔ اِس کا جواب

صاف اِنکار تھا اور اموری لشکر طلب کیے گئے تاکہ حملہ آوروں کو روکا جائے۔ اِس مہیب لشکر کو دیکھ کر بنی اسرائیل، جو اِس قدر مُسلّح اور مُنظّم فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے پُوری طرح تیار نہ تھے، خوف زدہ ہو گئے۔ جہاں تک قواعدِ جنگ کا تعلق تھا، اُن کے دُشمن اُن پر سبقت رکھتے تھے۔ اِنسانی نقطۂ نظر سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بنی اسرائیل کا بہت جلد خاتمہ ہو جائے گا۔

لیکن مُوسیٰ نے اپنی نظر ستُون پر لگائے رکھی اور اُس نے اِس خیال سے لوگوں کی ہمّت افزائی کی کہ اب تک خُدا کی حُضوری کا نشان اُن کے ساتھ تھا۔ اِس کے ساتھ ہی ساتھ اُس نے اُنھیں ہدایت کی کہ حتّی المقدُور جنگ کے لیے تیاری کریں۔ اُن کے دُشمن جنگ کرنے کے بڑے آرزومند تھے اور اُنھیں یقین تھا کہ ہم غیر مسلّح اِسرائیلیوں کو اپنے ملک سے مٹا دیں گے۔ لیکن تمام مُلکوں کے مالک یعنی خُدا کی طرف سے بنی اسرائیل کے رہنما کو یہ حکم صادر ہو چکا تھا کہ "اُٹھو اور وادیٔ ارنون کے پار جاؤ۔ دیکھو مَیں نے حسبون کے بادشاہ سیحون کو جو اموری ہے اُس کے مُلک سمیت تمھارے ہاتھ میں کر دیا ہے۔ سو اُس پر قبضہ کرنا شروع کرو اور اُس سے جنگ چھیڑ دو۔ مَیں آج ہی سے تیرا خوف اور رُعب اُن قوموں کے دِل میں ڈالنا شروع کروں گا جو رُوئے زمین پر رہتی ہیں۔ وہ تیری خبر سُنیں گی اور کانپیں گی اور تیرے سبب سے بیتاب ہو جائیں گی۔" (استثنا ۲: ۲۴، ۲۵)۔

یہ قومیں جو کنعان کی سرحد پر آباد تھیں بچائی جا سکتی تھیں بشرطیکہ وہ خُدا کے حکم کی خِلاف ورزی کر کے بنی اسرائیل کی پیشقدمی کو روکنے کے لیے اُن کا مقابلہ نہ کرتیں۔ خُدا نے اِن بُت پرست قوموں پر بھی اپنے آپ کو تحمّل کرنے والا نہایت مہربان اور ترس کھانے والا ظاہر کیا تھا۔ جب ابرہام کو رؤیا میں یہ بتایا گیا تھا کہ اُس کی نسل یعنی بنی اسرائیل ایک اجنبی مُلک میں چار سو برس تک مُسافرت میں رہیں گے، تو خُداوند نے اُس سے یہ وعدہ کیا کہ "وہ چوتھی پُشت میں یہاں لَوٹ آئیں گے کیونکہ اموریوں کے گُناہ اب تک پُورے نہیں ہُوئے۔" (پیدائش ۱۵: ۱۶)۔ حالانکہ اموری

بُت پرست تھے، جن کی زندگی اُن کی بڑی بدکاری کی وجہ سے بجا طور پر چھن گئی تھی، تو بھی خُدا نے اُنھیں چار سو سال تک زندہ رکھا تا کہ لاخطا ثبوت عطا کرے کہ فقط وہی واحد اور سچا خُدا ہے جو آسمان اور زمین کا خالق ہے۔ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لاتے وقت وہ اُس کے تمام عجیب کاموں سے واقف تھے۔ اُنھیں کافی شہادت دی گئی تھی، اور اگر وہ اپنی بُت پرستی اور شہوت پرستی سے مُنہ موڑنے کے لیے رضامند ہوتے تو وہ سچائی سے واقف ہو سکتے تھے لیکن اُنھوں نے روشنی کو رد کر دیا اور اپنے بُتوں سے لپٹے رہے۔

جب خُداوند اپنے لوگوں کو دُوسری مرتبہ کنعان کی سرحدوں پر لایا تو اُن بُت پرست قوموں کو اُس کی قُدرت کا مزید ثبوت بخشا گیا تھا۔ اُنھوں نے یہ دیکھا کہ عراد کے بادشاہ اور کنعانیوں پر فتح حاصل کرتے وقت اور سانپوں کے ڈسے ہُوئے لوگوں کو ہلاکت سے بچانے کے معجزہ میں خُدا بنی اسرائیل کے ساتھ تھا۔ اگرچہ بنی اسرائیل کو ادوم کی سرزمین میں سے گزرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی، جس سے وہ بحرِ قلزم کے ساتھ ساتھ اپنا کٹھن اور طویل سفر اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے، تو بھی اپنے تمام سفر اور قیام کے دوران میں اُنھوں نے ادوم، موآب اور عمون کے مُلکوں کے قریب سے گزرتے وقت کسی دُشمن کا اظہار نہ کیا اور نہ ہی اُن کے لوگوں اور اُن کے مال و اسباب کا کوئی نقصان کیا۔ اموریوں کی سرحد پر پہنچ کر بنی اسرائیل نے اُن کے مُلک میں سے گزرنے کی اجازت مانگی اور یہ وعدہ کیا کہ ہم اُن قوانین کو محفوظ رکھیں گے جن کے مطابق ہم نے دیگر قوموں کے ساتھ اپنے تعلقات کو قائم کر رکھا ہے۔ جب اموری بادشاہ نے اُن کی مؤدبانہ التماس کو ٹھکرا دیا اور اُن کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے لشکر کو جنگ کے لیے جمع کر لیا تو اُن کی بدی کا پیالہ لبریز ہو گیا تھا اور اب خُدا اُن کی تباہی کے لیے اپنی طاقت کو استعمال کرنے کو تھا۔

اسرائیلیوں نے وادیِ ارنون کو پار کر کے دُشمن پر حملہ کر دیا۔ ایک جنگ لڑی گئی جس میں اسرائیلی لشکر کو فتح حاصل ہوئی اور موقع سے فائدہ اُٹھا کر بہت جلد

بنی اسرائیل نے اموریوں کے سارے مُلک پر قبضہ کر لیا۔ یہ خُداوند کے لشکروں کا سردار تھا جس نے اپنے لوگوں کے دُشمنوں کو مغلوب کیا اور وہ اڑتیس[38] برس پہلے بھی ایسا ہی کرتا اگر بنی اسرائیل اُس پر ایمان رکھتے۔

اُمید اور ہمّت سے معمُور ہو کر بنی اسرائیل کا لشکر خُوشی کے ساتھ آگے بڑھتا گیا اور تا حال شمال کی طرف سفر کرتے ہوئے وہ ایک ایسے مُلک تک جا پہنچے جس سے اُن کی دلیری اور خُدا میں اُن کے ایمان کی اچھی طرح جانچ ہو سکتی تھی۔ اُن کے سامنے بسن کی طاقتور اور گنجان آباد سلطنت تھی جس میں بہت سے بڑے بڑے پتھروں سے بنے ہُوئے شہر تھے جو آج کل بھی دُنیا کے عجائبات میں شمار ہوتے ہیں یعنی "ساٹھ شہر ..... یہ سب شہر فصیلدار تھے اور اُن کی اُونچی اُونچی دیواریں اور پھاٹک اور بینڈے تھے۔ ان کے علاوہ بہت سے ایسے قصبے بھی .... جو فصیلدار نہ تھے۔" (استثنا ۳: ۱-۱۱)۔ مکانات بڑے بڑے سیاہ پتّھروں سے بنائے گئے تھے جو جسامت میں بہت ہی زیادہ بڑے تھے جن سے عمارات اُس زمانہ کے کسی حملہ آور کے سامنے بالکل ناقابل تسخیر تھیں۔ اِس ملک میں خوفناک غاریں، اُونچی اُونچی کھڑی چٹانیں، گہری خلیجیں جو مُنہ پھاڑے ہوئے تھیں اور چٹانی قلعے تھے۔ اِس مُلک کے باشندے جو جبّاروں کی نسل سے تھے، حیرت انگیز قد اور طاقت کے لوگ تھے اور وہ ظلم اور تشدّد کے لیے یہاں تک مشہُور تھے کہ وہ اِردگرد کی قوموں کے لیے خوف کا باعث بنے ہوئے تھے، جبکہ عوج جو اِس ملک کا بادشاہ تھا، اِس جبّار قوم کے درمیان قد اور شجاعت کے لحاظ سے بہُت ہی ممتاز تھا۔

لیکن بادل کا ستُون آگے بڑھنے لگا اور اُس کی رہنمائی میں عبرانی لشکر نے ادرعی کی طرف پیشقدمی کی جہاں یہ جبّار بادشاہ اپنی فوج کو اکٹھا کر کے اُن کی انتظار کر رہا تھا۔ عوج نے بڑی ہوشیاری سے اِس مقام کو میدانِ جنگ کے لیے مُنتخب کیا تھا۔ ادرعی کے شہر کا محلِ وقوع ایسے مقام پر تھا جہاں سطح مُرتفع کی حد یکایک میدان سے بلند ہو جاتی تھی اور آتش فشاں پہاڑوں سے نکلے ہوئے مادّہ سے بنی ہوئی چٹانیں اور ٹکڑے

جابجا پڑے تھے۔ وہاں تک رسائی فقط تنگ اور ڈھلوان راستوں ہی سے ہو سکتی تھی اور جہاں چڑھائی بہت مشکل تھی۔ شکست کھانے کی صُورت میں اُس کی فوج چٹانوں کے اِس بیابان میں پناہ لے سکتی تھی جہاں اجنبیوں کے لیے اُن کا تعاقب کرنا ناممکن تھا۔

اپنی کامیابی کا پُورا یقین کرتے ہُوئے یہ بادشاہ اپنے لشکرِ جرّار کو لے کر میدان میں آنکلا جبکہ سطح مرتفع سے اُوپر کی چوٹی پر سے للکار کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں، جہاں ہزاروں سپاہی بھالے لیے ہُوئے جنگ کے لیے بالکل تیار کھڑے تھے۔ جب عبرانیوں نے جبّاروں کے اِس جبّار کو جو اپنی فوج کے سپاہیوں سے بلند تر تھا، دیکھا، اور جب اُنھوں نے اُس لشکر کو دیکھا جو اُس کے اِردگرد تھا، جب اُنھوں نے اُن قلعوں پر نظر کی جو بظاہر ناقابلِ تسخیر تھے اور جن کے پیچھے ہزاروں کی تعداد میں سپاہی خندقوں میں چھُپے ہُوئے تھے، تو بہت سے اسرائیلیوں کے دِل خوف کے مارے کانپ اُٹھے۔ لیکن مُوسیٰ مطمئن اور مضبُوط رہا، کیونکہ خُداوند نے بسن کے بادشاہ کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ "مت ڈر کیونکہ مَیں نے اُس کو اور اُس کے سب آدمیوں اور ملک کو تیرے قبضہ میں کر دیا ہے۔ جیسا تُو نے اموریوں کے بادشاہ سیحون سے جو حسبون میں رہتا تھا کیا ویسا ہی تُو اِس سے بھی کرے گا۔" (استثنا ۳: ۲)۔

اُن کے رہنما کے اطمینان بھرے اِیمان کی وجہ سے اِسرائیلی لوگوں میں یقین پیدا ہو گیا۔ اُن سب نے خُدا کے قادر ہاتھ پر بھروسہ رکھا اور اُس نے اُنھیں ناکام نہ ہونے دیا۔ بڑے بڑے طاقتور جبّار، فصیلدار شہر، مسلّح لشکر اور چٹانی قلعے بھی خُداوند کے لشکروں کے سردار کے سامنے کھڑے نہ رہ سکتے تھے۔ خُداوند نے فوج کی رہنمائی کی، خُداوند نے دشمن کو بدحواس کر دیا اور خُداوند ہی بنی اسرائیل کے لیے فتحمند ہُوا۔ جبّار بادشاہ اور اُس کی فوج ہلاک ہو گئے اور بہت جلد بنی اسرائیل نے تمام مُلک پر قبضہ کر لیا۔ اِس طرح یہ عجیب قوم صفحۂ ہستی سے نابُود ہو گئی جس نے اپنے آپ کو بدی اور نفرت انگیز بُت پرستی کے لیے بیچ دیا تھا۔

جلعاد اور بسن کی فتح کے وقت بہت سے لوگوں نے تقریباً چالیس برس پہلے

کے واقعات کو یاد کیا جن کی وجہ سے قادِس میں بنی اسرائیل پر بیابان میں آوارہ پھرنے کا فتویٰ صادر ہُوا تھا۔ اُنھوں نے دیکھا کہ موعُودہ مُلک کے متعلق جاسُوسوں کی رپورٹ بہت باتوں کے لحاظ سے درُست تھی۔ شہر فصیلدار اور بہت بڑے بڑے تھے اور اُن میں جبّار بسے ہُوئے تھے، جن کے مقابلہ میں بنی اِسرائیل باشِندے نظر آتے تھے۔ لیکن اب وہ دیکھ سکتے تھے کہ اُن کے باپ دادا کی مُہلک غلطی یہ تھی کہ اُنھوں نے خُدا کی قُدرت پر بھروسہ نہ کیا۔ اِسی ایک بات کی وجہ سے وہ اُس خُوشنما ملک میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔

جب وہ شرُوع میں کنعان میں داخل ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔ تو اب کی نسبت اُنھیں بہت کم مُشکلات کا مقابلہ کرنا تھا۔ خُدا نے اپنے لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم میری آواز کے شُنوا ہو گے تو مَیں تمھارے آگے آگے چلُوں گا اور تمھارے لیے جنگ کروں گا اور مَیں زنبوروں کو بھی بھیجُوں گا تاکہ وہ مُلک کے باشندوں کو تمھارے آگے سے بھگا دیں۔ قوموں میں اس وقت خَوف پیدا نہ ہُوا تھا اور بنی اسرائیل کی پیشقدمی کو روکنے کے لیے بہت تھوڑی تیاری کی گئی تھی۔ لیکن اب جو خُداوند نے بنی اسرائیل کو آگے بڑھنے کا حکم دیا تو اُنھیں اپنی پیش قدمی ہوشیار، مُسلّح اور طاقتور دُشمنوں کے درمیان کرنی تھی۔ اب اُنھیں بہت بڑی بڑی اور تربیت یافتہ فوجوں کا مقابلہ کرنا تھا جو اُن کی آمد کو روکنے کی پُوری تیاریاں کر رہی تھیں۔

عوج اور سیحون کے ساتھ مقابلہ کرنے میں بنی اسرائیل کو عین اُسی امتحان میں سے گُزرنا پڑا جس میں اُن کے باپ دادا اِس قدر نمایاں طَور پر ناکام ہُوئے تھے۔ لیکن یہ آزمائش اُس وقت کی نسبت اب کہیں زیادہ شدید تھی جب خُدا نے بنی اِسرائیل کو آگے بڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اُن کے راستہ میں اُس وقت کی نسبت جب اُنھوں نے خُدا کے نام میں آگے بڑھنے سے اِنکار کر دیا تھا، مُشکلات اب بہت زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ اِسی طریقہ سے خُدا اب بھی اپنے لوگوں کو جانچتا ہے۔ اور اگر وہ اس

آزمائش کو برداشت کرنے میں ناکام ہو جائیں تو وہ اُنھیں دوبارہ اُسی مقام پر لاتا ہے اور دُوسری دفعہ وہ آزمائش قریب تر لائی جائے گی اور وہ شروع کی نسبت زیادہ شدید ہو گی۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے تاوقتیکہ وہ اُس آزمائش کو برداشت نہ کر لیں، یا اگر وہ پھر بھی باغی رہیں تو خُدا اُن سے روشنی واپس لے لیتا ہے اور اُنھیں تاریکی میں چھوڑ دیتا ہے۔

اب عبرانیوں نے یاد کیا کہ کس طرح پہلے بھی جب اُن کی فوج جنگ کرنے کے لیے نکلی تھی، تو اُنھیں شکست فاش ہوئی تھی اور اُن میں سے ہزاروں قتل ہو گئے تھے۔ لیکن اُس وقت وہ عین خُدا کے حکم کی مخالفت میں نکلے تھے۔ وہ بغیر مُوسیٰ کے نکلے تھے جو خُدا کا مقرر کردہ رہنما تھا، وہ بادل کے ستُون کے بغیر گئے تھے جو الٰہی حضوری کی علامت تھا اور عہد کے صندُوق کے بغیر جنگ کے لیے نکلے تھے۔ لیکن اب مُوسیٰ اُن کے ساتھ تھا اور اُن کے دلوں کو اُمید اور ایمان کے الفاظ سے مضبُوط کر رہا تھا اور خُدا کا بیٹا، جو بادل کے ستُون میں اپنے آپ کو چھپائے ہُوئے تھا، اُن کی رہنمائی کر رہا تھا اور عہد کا پاک صندُوق بھی اُن کے لشکر کے ہمراہ تھا۔ اِس تجربہ میں ہمارے لیے بھی نصیحت پائی جاتی ہے۔ اِسرائیل کا قادر خُدا ہمارا خُدا ہے۔ ہم اس پہ بھروسہ رکھ سکتے ہیں اور اگر ہم اُس کے حکموں پر عمل کریں تو وہ ہماری خاطر بھی اُسی نمایاں طریقے سے کام کرے گا جیسے وہ اپنے قدیم لوگوں کے لیے کرتا تھا۔ ہر شخص جو اپنے فرائض کی انجام دہی کی راہ پر چلتا ہے کبھی کبھی شک اور بے ایمانی اُس پر حملہ کرے گی۔ بعض اَوقات راستہ رُکاوٹوں کی وجہ سے اِس قدر مسدُود ہو جائے گا اور یہاں تک ناقابلِ عبُور دکھائی دے گا کہ وہ اُنھیں بے دِل کر دے گا جو اپنے آپ کو مایُوسی کے حوالہ کر دیتے ہیں، لیکن خُدا ایسوں سے کہتا ہے کہ تم آگے بڑھو۔ اپنے فرض کو ہر قیمت پر بجا لاؤ۔ وہ مُشکلات جو ناقابلِ تسخیر معلوم ہوتی ہیں، جو آپ کے دِل کو خَوف سے بھر دیتی ہیں، جب آپ فرمانبرداری کی راہ میں آگے بڑھیں گے اور حلیمی کے ساتھ خُدا پہ بھروسہ رکھیں گے تو وہ غائب ہو جائیں گی۔

چالیسواں باب

بلعامؔ

بسنؔ کی فتح سے لوٹ کر بنی اسرائیل یردنؔ کو واپس آئے اور کنعانؔ پر فوری حملہ کی تیاری میں اُنھوں نے دریا کے کنارے، اُس کے دہانے کے اُوپر جہاں وہ بحیرۂ مُردار میں جا گرتا ہے، اور یریحوؔ کے میدان کے عین بالمقابل ڈیرے ڈال دیئے وہ بالکل موآبؔ کی سرحد پر تھے اور موآبی حملہ آوروں کے اس قدر قریب ہونے کے باعث بہت خوف زدہ تھے۔

اسرائیلیوں نے موآبیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی تھی تو بھی جو کچھ قرب وجوار کے ممالک میں واقع ہوا تھا اُسے اُنھوں نے بیحد پریشانی سے دیکھا تھا۔ وہ اموریؔ جن کے سامنے اُنھیں مجبُوراً پسپا ہونا پڑا تھا اُنھیں عبرانیوں نے فتح کر لیا تھا اور وہ علاقہ جو اموریوں نے موآبیوں سے چھین لیا تھا اب اسرائیلیوں کے قبضہ میں تھا۔ بسنؔ کے لشکروں نے اُس پُر اسرار طاقت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تھے جو بادل کے ستُون میں چھپی ہُوئی تھی اور اُن کے زبردست قلعوں کو اب عبرانیوں نے اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ موآبیوں کو اُن پر حملہ کرنے کی جرأت نہ تھی اُن فوقُ الفطرت قوتوں کی مَوجُودگی میں جو بنی اسرائیل کے ساتھ سرگرمِ عمل تھیں اُن سے جنگ کرنا عبث تھا۔ لیکن فرعون کی طرح اُنھوں نے بھی تہیہ کر لیا تھا کہ جادُوگری کی حمایت حاصل کر کے خُدا کے کام کی مزاحمت کریں۔ وہ اسرائیل پر لعنت لانا چاہتے تھے۔

بلحاظ قومیت اور مذہب کے موآبیوں اور مدیانیوں میں گہری رشتہ داری تھی۔ موآبیوں کے بادشاہ بلقؔ نے اپنی ناطہ دار قوم کے خوف کو اُبھارتے ہُوئے اسرائیل کے خلاف منصوبوں میں اُن کی حمایت حاصل کی اور اُنھیں یہ پیغام بھیجا کہ "جو کچھ ہمارے آس پاس ہے اُسے یہ انبوہ ایسا چٹ کر جائے گا جیسے بیل میدان کی گھاس کو چٹ

کر جاتا ہے۔" (گنتی ۲۲: ۴)۔ بلعام جو میسوپتامیہ کا باشندہ تھا اُس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ اُس میں فوق الفطرت قوتیں پائی جاتی ہیں اور اُس کی شہرت موآب میں پھیل چکی تھی۔ یہ قرار پایا کہ اُسے اپنی مدد کے لیے بُلایا جائے۔ لہٰذا "موآب کے بزرگ اور مدیان کے بزرگ" اِس کام پر مامور ہُوئے کہ بنی اسرائیل کے خلاف اُن کی غیب دانی اور جادوگری کی حمایت حاصل کریں۔

سفیر فوراً اپنے طویل سفر پر روانہ ہوگئے جو پہاڑوں پر سے اور صحراؤں میں سے ہوکر میسوپتامیہ تک جاتا تھا اور بلعام کو تلاش کرتے ہی اُنھوں نے اپنے بادشاہ کا پیغام اُسے پہنچا دیا کہ "دیکھ ایک قوم مصر سے نکل کر آئی ہے۔ اُن سے زمین کی سطح چھُپ گئی ہے۔ اب وہ میرے مقابل ہی آکر جم گئے ہیں۔ سو اب تُو آکر میری خاطر اِن لوگوں پر لعنت کر کیونکہ یہ مجھ سے بہت ہی قوی ہیں۔ پھر ممکن ہے کہ میں غالب آؤں اور ہم سب ان کو مار کر اِس ملک سے نکال دیں کیونکہ یہ میں جانتا ہوں کہ جسے تُو برکت دیتا ہے اُسے برکت ملتی ہے اور جس پر تُو لعنت کرتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے۔" (گنتی ۲۲: ۵، ۶)۔

کسی وقت بلعام بھی نیک آدمی اور خُدا کا نبی تھا، لیکن وہ گمراہ ہوکر لالچ میں پڑ گیا تھا تاہم وہ ابھی تک یہ دعوےٰ کرتا تھا کہ میں خُدائے قادر کا خادم ہوں۔ جو کام خُدا نے بنی اسرائیل کی خاطر کیے تھے اُن سے وہ ناآشنا نہ تھا اور جب قاصدوں نے اُس سے اپنی غرض و غایت بیان کی تو وہ بخُوبی جانتا تھا کہ میرا فرض یہ ہے کہ بلق کے انعامات سے انکار کرکے سفیروں کو رخصت کردوں لیکن اُس نے آزمائش کے ساتھ قیل قال کرنے کی جسارت کی اور قاصدوں کو تاکید کی کہ رات بھر میرے ہاں ٹھہرو۔ اُس نے یہ اعلان کیا کہ جب تک میں خُداوند سے مشورہ نہ کرلوں میں تمھیں قطعی جواب نہیں دے سکتا۔ بلعام جانتا تھا کہ اُس کی لعنت اسرائیل کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ خُدا اُن کا مددگار تھا اور جب تک وہ اُس کے ساتھ وفادار تھے دُنیا یا شیطان کی کوئی مخالف طاقت اُن پر غالب نہ آسکتی تھی۔ لیکن سفیروں کے الفاظ

نے اُس کے غرُور کو ہوا دی کہ" جسے تُو برکت دیتا ہے اُسے برکت ملتی ہے اور جس پر تُو لعنت کرتا ہے وہ ملعُون ہوتا ہے۔" قیمتی انعامات کی رشوت اور عالی منصب کی ہوس نے اُس کے لالچ کو بھڑکا دیا۔ اُس نے ہوسناکی سے پیش کردہ قیمتی اشیاء کو پکڑ لیا اور تب بظاہر خُدا کی مرضی کی فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہُوئے اُس نے بلق کی فرمائش کو پُورا کرنے کی کوشش کی۔

رات کے وقت خُدا کا فرشتہ بلعام کے پاس یہ پیغام لے کر آیا" تُو اُن کے ساتھ مت جانا۔ تُو اُن لوگوں پر لعنت نہ کرنا اِس لیے کہ وہ مُبارک ہیں۔" (گنتی ۲۲: ۱۲)۔

صُبح کے وقت بلعام نے با دلِ ناخواستہ قاصدوں کو رُخصت کیا لیکن اُس نے یہ نہ بتایا کہ خُداوند نے اُسے کیا کہا ہے۔ اِس بات سے رنجیدہ خاطر ہو کر کہ اُس کے منافع اور عزت کے تصورات اچانک درہم برہم ہو گئے تھے، اُس نے تنگ مزاجی سے اُنھیں کہا کہ" تم اپنے مُلک کو لَوٹ جاؤ کیونکہ خُداوند مجھے تمھارے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دیتا۔"

بلعام نے" ناراستی کی مزدوری کو عزیز جانا" لالچ کے گُناہ نے، جو خدا کے نزدیک بُت پرستی کے برابر ہے، اُسے اِبنُ الوقت بنا دیا تھا اور اِسی ایک گُناہ کے باعث شیطان نے اُس پر پُورا تسلّط جما لیا تھا۔ یہی گُناہ اُس کی بربادی کا باعث ہوا تھا۔ آزمائش کرنے والا ہر وقت دنیوی منافع اور عزت پیش کر کے لوگوں کو خدا کی خدمت سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ اُنھیں بتاتا ہے کہ تمھاری زیادہ ایمانداری تمھیں اِقبال مندی سے محرُوم رکھتی ہے۔ اِسی طرح بہت سے لوگ کامل دیانتداری کی راہ سے منحرف ہو جانے کی جسارت کرتے ہیں۔ ایک غلط قدم دوسرے غلط قدم کے لیے آسانی پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ زیادہ گُستاخ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جب اُن پر ایک مرتبہ لالچ اور اختیار کی خواہش کا تسلّط ہو جاتا ہے تو وہ بیباک ہو کر بڑی ہولناک حرکتیں اور کام کر گزرتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم دُنیوی غرض کے حصُول کی خاطر ایک دفعہ کامل دیانتداری کی راہ سے علیحدہ ہو سکتے ہیں اور

اپنے مطلب کو حاصل کرنے کے بعد ہم جب چاہیں اپنی روش کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو شیطان کے جال میں پھنسا رہے ہیں اور وہ شاذو نادر ہی بچتے ہیں۔

جب قاصدوں نے بلق کو نبی کے اُن کے ساتھ نہ آنے کی خبر دی تو اُنھوں نے اُسے یہ نہ بتایا کہ خُدا نے اُسے آنے سے منع کیا تھا۔ یہ خیال کرتے ہُوئے کہ بلعام کی دیری کا سبب محض زیادہ قیمتی اِنعام حاصل کرنا تھا، بادشاہ نے پہلے کی نسبت زیادہ تعداد میں اور زیادہ ذی عزت سردار زیادہ منصب و اعزاز کے ساتھ بلعام کے پاس بھیجے اور اُنھیں اِختیار دیا کہ وہ اُن تمام شرائط کو منظور کر لیں جن کا بلعام تقاضا کرے۔ بلق کا تاکیدی پیغام نبی کے لیے یہ تھا کہ "میرے پاس آنے میں تیرے لیے کوئی رُکاوٹ نہ ہو۔ کیونکہ مَیں نہایت عالی منصب پر تجھے ممتاز کروں گا اور جو کچھ تُو مجھ سے کہے مَیں وہی کروں گا سو تُو آ جا اور میری خاطر ان لوگوں پر لعنت کر۔"

بلعام کی دُوسری مرتبہ آزمائش ہوئی۔ سفیروں کی اِلتماس کا جواب دیتے ہُوئے اُس نے بڑے خلوص اور بڑی دیانتداری کا اِقرار کیا اور اُنھیں یقین دلایا کہ سونے اور چاندی کی کوئی مقدار مجھے خُدا کی مرضی کے خِلاف چلنے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ لیکن وہ بادشاہ کی درخواست کو پُورا کرنے کے لیے بڑا آرزومند تھا اور اگرچہ خُدا کی مرضی اُس پر نہایت واضح طور پر بیان کر دی گئی تھی، تو بھی اُس نے قاصدوں کو ٹھہرانے کا حکم دیا تاکہ وہ خُدا سے مزید دریافت کرے گویا کہ لامحدود خُدا ایک انسان ہے کہ اُسے قائل کیا جائے۔

رات کے وقت خداوند بلعام پر ظاہر ہُوا اور اُس سے کہا کہ "اگر یہ آدمی تجھے بُلانے کو آئے ہُوئے ہیں تو تُو اُٹھ کر اُن کے ساتھ جا مگر جو بات میں تجھ سے کہوں اُسی پر عمل کرنا۔" اِس حد تک تو خُداوند بلعام کو اپنی مرضی پُورا کرنے کی اجازت دے سکتا تھا کیونکہ وہ تہیّہ کیے ہُوئے تھا۔ اُس نے خُدا کی مرضی کو تلاش کرنے کی جستجُو نہ کی بلکہ

اپنی روش اِختیار کی اور اِس کے بعد اُس نے خُداوند کی منظُوری کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔

آج کل بھی ہزاروں اِنسان اِسی روش پر چل رہے ہیں۔ اُنھیں اپنے فرض کو سمجھنے میں کوئی مُشکل پیش نہیں آتی بشرطیکہ یہ غرض اُن کی اپنی رغبتوں کے مُطابق ہو۔ اِس کی وضاحت صفائی کے ساتھ بائبل مُقدّس میں اُن کے لیے کر دی گئی ہے یا موجُودہ واقعات اور دلائل نے اُس کی صراحت کر دی ہے لیکن چونکہ یہ دلائل اُن خواہشات اور رُجحانات کے خلاف ہیں، لہٰذا وہ اُنھیں عموماً پسِ پُشت ڈال دیتے ہیں اور خُدا کے پاس جا کر اپنے فرض کو سیکھنے کا بہانہ کرتے ہیں۔ بظاہر بہُت زیادہ احساس رکھتے ہوئے وہ روشنی حاصل کرنے کے لیے لمبی لمبی اور سرگرم دُعائیں کرتے ہیں لیکن خُدا کے ساتھ ہنسی مذاق نہیں کیا جا سکتا۔ وہ عموماً ایسے لوگوں کو اپنی خواہشات کی پیروی کرنے اور اُن کا خمیازہ بُھگتنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ "پر میرے لوگوں نے میری بات نہ سُنی ..... پس مَیں نے اُن کو اُن کے دِل کی ہَٹ پر چھوڑ دیا تاکہ وہ اپنے ہی مشوروں پر چلیں۔" (زبُور ۸۱: ۱۱، ۱۲) جب کوئی شخص صفائی سے اپنے فرض کو سمجھتا ہے تو وہ یہ گُمان کر کے خُدا کے پاس یہ دُعا کرنے نہ جائے کہ وہ اپنے اُس فرض کی ادائیگی سے معذُور رکھا جائے۔ برعکس اِس کے چاہیئے کہ وہ حلیم اور فرمانبردار رُوح سے اپنے فرض کے مُطالبات کو پُورا کرنے کے لیے الٰہی قوت اور حکمت کا طالب ہو۔

موآبی پست اور بُت پرست لوگ تھے، تاہم اُس روشنی کے مطابق جو اُنھیں بخشی گئی تھی، اُن کا جُرم خُدا کی نظر میں اِتنا شدید نہیں تھا جتنا کہ بلعام کا تھا۔ چونکہ وہ خُدا کا نبی ہونے کا دعویدار تھا لہٰذا جو کُچھ اُسے کہنا تھا وہ الٰہی اختیار کی رُو سے کہنا تھا۔ پس اُسے یہ اجازت نہیں تھی کہ اپنی مرضی کے مطابق کلام کرے بلکہ اُسے وُہی پیغام پُہنچانا ضروری تھا جو اُسے خُدا کی طرف سے دیا جائے۔ اُس کے لیے الٰہی حکم یہ تھا کہ "جو بات میں تجھ سے کہوں اُسی پر عمل کرنا۔"

بلعام کو یہ اجازت مل چکی تھی کہ اگر موآب کے قاصد اُسے علی الصبح بُلانے آئیں تو وہ اُن کے ساتھ چلا جائے۔ لیکن وہ اُس کی دیری کی وجہ سے تنگ ہو کر اور ایک اور انکار کی توقع رکھتے ہُوئے بغیر اُس کے مزید مشورہ کیے اپنے وطن کی جانب روانہ ہو گئے۔ بلق کی درخواست کو پُورا کرنے کا ہر ایک بہانہ دُور کر دیا گیا تھا۔ لیکن بلعام اِنعام حاصل کرنے پر تُلا ہُوا تھا اِس لیے وہ اُس جانور کو لے کر جس پر وہ سواری کیا کرتا تھا سفر پر نکل کھڑا ہُوا۔ اُسے یہ خدشہ تھا کہ شاید اب بھی الٰہی منظوری واپس لے لی جائے اور وہ نہایت اِشتیاق سے آگے بڑھتا گیا، وہ بے صبر تھا کہ مبادا وہ کسی طریقہ سے اپنے مطلوبہ صِلہ کو حاصل کرنے سے محرُوم ہو جائے۔

لیکن "خُداوند کا فرشتہ اُس سے مزاحمت کرنے کے لیے راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔" گدھی نے الٰہی قاصد کو جو اِنسانی نظر سے پوشیدہ تھا، دیکھ لیا اور شاہراہ سے ہٹ کر کھیت میں نکل گئی۔ ظالمانہ طور پر مار مار کر بلعام جانور کو پھر راستہ پر لایا مگر پھر ایک تنگ مقام پر، جو دیواروں سے گھرا ہُوا تھا، فرشتہ ظاہر ہوا، اور گدھی نے اِس ہیبت ناک صُورت سے گریز کرنے کی کوشش میں اپنے مالک کے پاؤں کو دیوار سے پچا دیا۔ آسمانی مُداخلت کو دیکھنے کے لیے بلعام کی بصارت جاتی رہی تھی اور وہ نہیں جانتا تھا کہ خُدا اُس کا راستہ روکے کھڑا ہے۔ وہ شخص اِتنا برانگیختہ ہو گیا کہ اُس نے بے رحمی سے گدھی کو مار مار کر آگے چلنے پر مجبُور کیا۔

ایک دفعہ پھر" ایک ایسے تنگ مقام میں جہاں دہنے یا بائیں طرف مُڑنے کی جگہ نہ تھی۔" خُداوند کا فرشتہ پہلے کی طرح دھمکاتا ہُوا دکھائی دیا اور بیچاری گدھی خَوف کے مارے کانپنے لگی اور بالکل ٹھہر گئی اور اپنے سوار کو لیے ہُوئے زمین پر گر پڑی۔ بلعام غُصّہ کے مارے جھلا اُٹھا اور اُس نے گدھی کو اپنی لاٹھی سے پہلے سے بھی زیادہ بے رحمی کے ساتھ مارا۔ اب خُدا نے اُس کی زبان کھول دی اور " ایک بے زبان گدھی نے آدمی کی طرح بول کر اُس نبی کو دیوانگی سے باز رکھا۔" ۲۔پطرس ۲ : ۱۶)۔ اُس نے کہا کہ "مَیں نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے کہ تُو نے مجھے تین بار مارا۔"

(گنتی ۲۲ : ۲۸)۔

اپنے سفر میں اِس طرح رُکاوٹ کے باعث غضب ناک ہو کر بلعام نے گدھی کو اِس طرح جواب دیا جیسے کہ کسی ذی عقل کو دیا جاتا ہے "اِس لیے کہ تُو نے مجھے چڑایا۔ کاش! میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو مَیں تجھے ابھی مار ڈالتا۔" یہ تھی اِس پیشہ ور جادُوگر کی کیفیّت جو ایک پُوری قوم کی قوّت کو مفلوج کرنے کے لیے اُن پر لعنت کرنے جا رہا تھا حالانکہ اُسے اِتنی صلاحیّت نہ تھی کہ اُس گدھی ہی کو مار ڈالتا جس پر وہ سوار تھا!۔

اب بلعام کی آنکھیں کھُل گئیں اور اُس نے خُداوند کے فرشتہ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ننگی تلوار لیے ہُوئے اُسے قتل کرنے کو کھڑا ہے۔ خوف زدہ ہو کر "اُس نے اپنا سر جھُکا لیا اور اوندھا ہو گیا۔" فرشتہ نے اُس سے کہا کہ "تُو نے اپنی گدھی کو تین بار کیوں مارا؟ دیکھ مَیں تجھ سے مزاحمت کرنے کو آیا ہوں اِس لیے کہ تیری چال میری نظر میں ٹیڑھی ہے اور گدھی نے مجھ کو دیکھا اور وہ تین بار میرے سامنے سے مُڑ گئی۔ اگر وہ میرے سامنے سے نہ ہٹتی تو مَیں ضرور تجھ کو مار ہی ڈالتا اور اُس کو جیتی چھوڑ دیتا۔" (گنتی ۲۲ : ۳۱، ۳۲)۔

اپنی زندگی کے تحفّظ کے لیے بلعام اِس غریب جانور کا مرہونِ منّت تھا جس سے اُس نے اِس قدر بے رحمی کا سلوک روا رکھا تھا۔ وہ آدمی جو خُدا کا نبی ہونے کا دعویدار تھا اور جِس نے یہ اعلان کیا کہ "اُس کی آنکھیں کھُلی تھیں" اور یہ کہ اُسے "قادرِ مطلق کی رؤیا حاصل تھی"، وہ حرص و ہوس سے اِس قدر اندھا ہو چکا تھا کہ وہ خُدا کے فرشتہ کو بھی جسے اُس کا جانور دیکھ سکتا تھا پہچان نہ سکتا تھا۔ "اُن بے ایمانوں کے واسطے جن کی عقلوں کو اِس جہان کے خُدا نے اندھا کر دیا ہے۔" (۲۔کرنتھیوں ۴ : ۴)۔ کتنے لوگ اِسی طرح اندھے ہو چکے ہیں! وہ ممنُوعہ راہوں پر چلنے میں جلد بازی کرتے ہیں اور الٰہی شریعت کی خِلاف ورزی کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھ سکتے کہ خُدا اور اُس کے فرشتے اُن کے خِلاف ہیں۔ بلعام کی طرح وہ اُن لوگوں سے ناراض

رہتے ہیں جو اُن کی تباہی کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بلعام نے جو سلوک اپنے جانور کے ساتھ کیا اُس سے اُس رُوح کا ثبوت مِلتا ہے جو اُس پر قابض تھی۔ "صادق اپنے چوپائے کی جان کا خیال رکھتا ہے لیکن شریروں کی رحمت بھی عین ظُلم ہے۔" (امثال ۱۲: ۱۰) بہت کم لوگ ہیں جنھیں اِس بات کا احساس ہے کہ جانوروں سے بدسلوکی کرنا یا اپنی غفلت کی وجہ سے اُنھیں تکلیف پہنچانا گُناہ ہے۔ وُہی خالق جس نے اِنسان کو بنایا جانوروں کا بھی پیدا کرنے والا ہے" اور اُس کی رحمت اُس کی ساری مخلُوق پر ہے۔" (زبُور ۱۴۵: ۹) جانور انسان کی خدمت کے لیے خلق کیے گئے لیکن اُسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ اُن کے ساتھ بدسلُوکی یا شدید ظُلم کر کے اُنھیں دُکھ پہنچائے۔

اِنسان ہی کے گناہ کے باعث "ساری مخلُوقات مِل کر اب تک کراہتی ہے اور دردِ زِہ میں پڑی تڑپتی ہے۔" (رومیوں ۸: ۲۲) یُوں دُکھ اور مَوت نہ صرف نسلِ انسانی پر وارد ہوئے بلکہ جانوروں پر بھی۔ اِس لیے یقینی طور پر اِنسان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اِس دُکھ و تکلیف کے بوجھ کو، جو اُس کی نافرمانی کے باعث خُدا کی مخلُوق پر وارد ہُوا، ہلکا کرے نہ کہ اُسے اَور بھی بوجھل کرے۔ وہ شخص جو جانوروں سے اِس لیے بدسلُوکی کرتا ہے کہ وہ اُس کے اِختیار میں ہیں نہ صرف بزدل ہے بلکہ ظالم بھی ہے۔ وہ مزاج جو خواہ اپنے ہم جنس اِنسانوں کو دُکھ دینے والا ہو خواہ بے زبان مخلُوق کو، شیطانی ہے۔ بہت سے لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ آیا اُن کے ظُلم کا عِلم کبھی ہو سکتا ہے کیونکہ بیچارے بے زبان جانور تو اُس کا اظہار نہیں کر سکتے لیکن اگر اِن لوگوں کی آنکھیں کُھل جائیں، جیسے بلعام کی کُھل گئی تھیں، تو وہ خُدا کے فرشتہ کو بطور گواہ کے کھڑا دیکھیں گے اور آسمانی بارگاہ میں اُن کے خلاف گواہی دیں گے۔ آسمان میں ایک یادداشت پہنچتی رہتی ہے اور وہ دن آنے والا ہے جب کہ اُن لوگوں کے خِلاف فتوے صادر ہو گا جو خُدا کی مخلُوقات سے بدسلوکی کرتے ہیں۔

جب بلعام نے خُداوند کے فرشتہ کو دیکھا تو وہ دہشت زدہ ہو کر چِلّا اُٹھا کہ

"مجھ سے خطا ہوئی کیونکہ مجھے معلوم نہ تھا کہ تُو میرا راستہ روکے کھڑا ہے۔ سو اگر اَب تجھے بُرا لگتا ہے تو مَیں لَوٹ جاتا ہوں۔" خُداوند نے اُسے سفر جاری رکھنے کی اِجازت دے دی لیکن اُسے یہ سمجھا دیا کہ اُس کے الفاظ پر الٰہی قُوّت کا اختیار ہوگا۔ خُدا موآبیوں کو ثبُوت دینا چاہتا تھا کہ عبرانی لوگ آسمانی محافظت کے تحت میں تھے اور یہ ثبُوت اُس نے مؤثّر طریقہ سے اُس وقت پیش کیا جب اُس نے اُن پر یہ ظاہر کیا کہ بلعام بنی اسرائیل پر خُدا کی اجازت کے بغیر لعنت کرنے میں کس قدر بے بس تھا۔

جب شاہِ موآب کو بلعام کی آمد کی اطّلاع ہوئی تو وہ بڑے جلُوس کے ساتھ اُس کے اِستقبال کے لیے اپنی سلطنت کی سرحد تک پہُنچا۔ جب اُس نے بلعام کی دیری پر حیرانی کا اظہار کیا اور اُن قیمتی انعامات کا ذِکر کیا تو نبی کا جواب یہ تھا کہ "دیکھ مَیں تیرے پاس آ تو گیا ہوں پر کیا میری اتنی مجال ہے کہ میں کچھ بولوں؟ جو بات خُدا میرے مُنہ میں ڈالے گا وہی مَیں کہوں گا۔" (گنتی ۲۲ : ۳۸)۔ بلعام نے اِس پابندی پر بہت افسوس کیا۔ اُسے یہ خوف تھا کہ اُس کا مقصد بَر نہیں آسکتا تھا کیونکہ خُدا کی قابو میں رکھنے والی قُدرت اُس پر حاوی تھی۔

بادشاہ اپنی سلطنت کے بڑے بڑے اُمرا کی معیّت میں بلعام کو "بعل کے بلند مقاموں پر لے گیا۔" جہاں سے وہ عبرانی لشکر کو دیکھ سکتا تھا۔ نبی کو اِس بلندی پر کھڑا ہوا اور خُدا کی برگزیدہ قوم کی لشکر گاہ پر دیکھتے ہوئے ملاحظہ کریں۔ بنی اسرائیل کس قدر لاعلم ہیں کہ اُن کے قریب ہی کیا واقع ہو رہا ہے! اُنھیں خُدا کی حفاظت کی کس قدر کم واقفیت تھی جو دِن رات اُن پر چھائی رہتی تھی! خُدا کے لوگوں کی بصارت کتنی کُند ہے! وہ ہر زمانہ میں اُس کی عظیمُ الشّان محبّت اور رحم کو سمجھنے میں کِتنے سُست رہے ہیں! اگر وہ خُدا کی عجیب محبّت کو، جو ہر وقت اُن کی خاطر کام کرتی ہے، سمجھ سکتے تو کیا اُن کے دِل اُس کی محبّت سے اور اُس کی حشمت اور قُدرت کے احساس سے بھر نہ جاتے؟

بلعامؔ کو عبرانیوں کے قربانیوں کے سلسلہ کا کسی حد تک علم تھا اور اُس نے اُمید ظاہر کی کہ اُن کی نسبت زیادہ قیمتی قربانیاں گزراننے سے شاید وہ خُدا کی برکات حاصل کر سکے گا اور اپنے گناہ آلودہ منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے گا۔ یوں بُت پرست موآبیوں کے خیالات اُس کے ذہن پر قابو پا رہے تھے۔ اُس کی حکمت حماقت میں تبدیل ہو گئی تھی۔ اُس کی رُوحانی بصیرت ابر آلودہ ہو چکی تھی، اور اُس نے اپنے آپ کو شیطان کے حوالہ کر کے اپنے اُوپر نابیناپن وارد کیا تھا۔

بلعامؔ کے حکم سے سات مذبحے تیار کروائے گئے اور اُس نے اُن میں سے ہر ایک پر قربانیاں چڑھائیں۔ تب وہ خُداوند سے مُلاقات کرنے کے لیے ایک "بلند مقام" پر چڑھ گیا اور وعدہ کیا کہ جو کُچھ خُداوند مجھ پر ظاہر کرے گا اُس سے مَیں بلقؔ کو آگاہ کر دوں گا۔

موآبؔ کے امرا اور سرداروں کے ساتھ بادشاہ قربانی کے پاس کھڑا تھا جبکہ اُن کے اِردگرد آرزومند ہجوم نبی کی واپسی کا مُنتظر تھا۔ آخر کار وہ واپس آیا اور لوگ اُس کے اُن الفاظ کے سُننے کے مُنتظر تھے جو ہمیشہ کے لیے اُس عجیب قوّت کو، جو "نفرت انگیز" اسرائیلیوں کی خاطر کام کر رہی تھی، مفلوج کرنے کو تھے۔ بلعامؔ کہنے لگا:۔

"بلقؔ نے مجھے ارامؔ سے

یعنی شاہِ موآبؔ نے مشرق کے پہاڑوں سے بُلوایا

کہ آ جا اور میری خاطر یعقوبؔ پر لعنت کر۔

آ۔ اِسرائیل کو دھتکار

مَیں اُس پر لعنت کیسے کروں جس پر خُدا نے لعنت نہیں کی۔

مَیں اُسے کیسے دھتکاروں جسے خُداوند نے نہیں دھتکارا؟

چٹانوں کی چوٹی پر سے وہ مجھے نظر آتے ہیں

اور پہاڑوں پر سے مَیں اُن کو دیکھتا ہوں۔

دیکھ! یہ وہ قوم ہے جو اکیلی بسی رہے گی
اور دُوسری قوموں کے ساتھ مِل کر اُس کا شمار نہ ہوگا
یعقوب کی گرد کے ذرّوں کو کون گِن سکتا ہے
اور بنی اِسرائیل کی چوتھائی کو کون شمار کر سکتا ہے ؟
کاش میں صادقوں کی موت مروں !
اور میری عاقبت بھی اُن ہی کی مانِند ہو !"

(گنتی ۲۳ : ۷-۱۰)

بلعام نے اِس بات کا اِقرار کیا کہ وہ اِسرائیل پر لعنت کرنے کی غرض سے آیا تھا لیکن جو الفاظ اُس کے مُنہ سے نکلے تھے براہِ راست اُس کے دِلی جذبات کے خِلاف تھے۔ وہ برکت دینے کے لیے مجبُور تھا حالانکہ اُس کا دل لعنت سے بھرا ہُوا تھا۔

جب بلعام نے بنی اسرائیل کی لشکر گاہ کو دیکھا تو وہ اُن کی اقبال مندی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اُسے بتایا گیا تھا کہ وہ گُستاخ اور غیر منظّم گروہ ہے جس کے آوارہ جتھّوں نے مُلک کو بھر دیا تھا اور گرد و نواح کی قوموں کے لیے وہ وبا اور دہشت بنے ہُوئے تھے، لیکن اُن کی صُورت اِن تمام باتوں کے برعکس تھی۔ اُس نے اُن کے خیموں کی وسیع اور کامل ترتیب دیکھی جس میں حُسنِ ترتیب اور تنظیم پائی جاتی تھی ۔ اُس پر یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ خُدا اِسرائیل سے کس قدر خُوشنود ہے اور یہ کہ اُن کی شانِ امتیازی یہ ہے کہ وہ اُس کی برگزیدہ قوم ہے ۔ وہ دُنیا کی دیگر قوموں کے ہم پایہ ہی نہیں بلکہ اُنھیں اُن سب سے سربلند ہونا تھا۔" یہ وہ قوم ہے جو اکیلی بسی رہے گی اور دُوسری قوموں کے ساتھ مِل کر اُس کا شمار نہ ہوگا۔" جب اِسرائیل کے متعلّق یہ الفاظ کہے گئے تھے اُس وقت تک بنی اِسرائیل مُستقل طور پر آباد نہ ہُوئے تھے اور جب اُن کی نرالی سیرت اور عادات و دستورات سے بلعام ناواقف تھا۔ مگر یہی نبوّت کس قدر عجیب طریقہ سے اِسرائیل کی زمانہ بعد کی تاریخ میں پُوری

ہوتی! اپنی اسیری کے تمام برسوں میں، اور تمام قوموں میں مُنتشر ہونے کے بعد تمام زمانوں میں وہ ایک الگ قوم کی حیثیت سے قائم رہے ہیں۔ اِسی طرح خُدا کے لوگ یعنی حقیقی اِسرائیل بھی اگرچہ سب قوموں میں مُنتشر ہیں اور دُنیا پر محض مُسافر کی حیثیت رکھتے ہیں تو بھی اُن کے شہریّت کے حقوق آسمان سے متعلق ہیں۔

بلعام پر نہ صرف عبرانیوں ہی کی تاریخ ظاہر ہوئی بلکہ اُس نے اخیر زمانہ تک خُدا کے حقیقی اِسرائیل کی ترقّی اور اقبال مندی کو بھی دیکھا۔ اُس نے خُدائے قادر کی خاص مقبولیّت کو اُن لوگوں پر دیکھا جو اُسے پیار کرتے اور اُس سے ڈرتے ہیں۔ اُس نے دیکھا کہ جب وہ موت کے سایہ کی تاریک وادی میں داخل ہوئے تو خُدا کا ہاتھ اُن کا سہارا تھا۔ اُس نے اُنھیں اپنی قبروں سے جلال، عزّت اور بقا کا تاج پہنے ہُوئے باہر آتے دیکھا۔ اُس نے مخلصی یافتہ لوگوں کو نئی دُنیا کے غیر فانی جلال سے لُطف اندوز ہوتے دیکھا۔ اِس منظر پر نظر کرتے ہُوئے اُس نے کہا کہ "یعقوب کی گرد کے ذرّوں کو کون گِن سکتا ہے؟ اور بنی اِسرائیل کی چوتھائی کو کون شمار کر سکتا ہے؟" جب اُس نے ہر ایک پیشانی پر جلال کا تاج اور اُس خُوشی کو جو ہر چہرہ سے دمک رہی تھی دیکھا اور جب اُس نے ابدی زندگی کی خالص خوشیوں کی طرف نگاہ کی تو اُس نے یہ سنجیدہ دُعا کی کہ "کاش مَیں صادقوں کی موت مروں! اور میری عاقبت بھی اُن ہی کی مانند ہو!"

اگر بلعام کی اَیسی طبیعت ہوتی تو وہ اُس روشنی کو جو خُدا نے اُسے عطا کی تھی قبول کر لیتا تو وہ اب اپنے الفاظ کو دُرست ثابت کرتا، وہ فوراً موآب سے اپنے تمام تعلّقات مُنقطع کر لیتا۔ وہ خُدا کے رحم سے کبھی ناجائز فائدہ نہ اُٹھاتا بلکہ پُوری توبہ کر کے اُس کے پاس واپس آتا۔ لیکن بلعام نے ناراستی کی مزدوری کو عزیز جانا اور اُسے حاصل کرنے کا اُس نے مصمّم اِرادہ کر رکھا تھا۔

بلق یقینی طور پر اُمید رکھتا تھا کہ اِسرائیل پر ایسی لعنت نازل ہو گی جو اُنھیں لُو کی طرح جُھلس دے گی اور نبی کے کہنے پر اُس نے بڑے طیش میں کہا "یہ تُو

نے مجھ سے کیا کیا؟ مَیں نے تجھے بلوایا تاکہ تو میرے دُشمنوں پر لعنت کرے اور تُو نے اُن کو برکت ہی برکت دی۔" تب بلعام نے اپنی مجبُوری کو نیکی جتاتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ بحیثیت ایماندار ہونے کے اُسے خُدا کی مرضی کا پاس ہے لہٰذا وہ الفاظ اُس کے مُنہ سے الٰہی قدرت کے مجبُور کرنے پر نکلے ہیں۔ اُس کا جواب یہ تھا کہ "کیا مَیں اُسی بات کا خیال نہ کروں جو خُداوند میرے مُنہ میں ڈالے؟"

بلق اب بھی اپنے مقصد سے دستبردار ہونے کو تیار نہ تھا۔ اُس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ عبرانیوں کی وسیع لشکر گاہ کا منظر ایسا رُعب دار تھا کہ بلعام اُس سے خوفزدہ ہو کر اُن پر اپنے سحر کا عمل چلانے کی جُرأت نہ کر سکا۔ لہٰذا بادشاہ نے یہ طے کیا کہ نبی کو کسی ایسے مقام پر لے جائے جہاں سے اُن کے لشکر کا تھوڑا سا حصّہ ہی نظر آئے۔ اگر بلعام کو اُن کے لشکر کے کچھ دستوں پر لعنت کرنے پر آمادہ کر لیا جاتا تو آخر کار ساری لشکر گاہ ہی پر بربادی وارد ہو جاتی۔ ایک اور اُونچے مقام پر جس کا نام پسگہ تھا ایک اور امتحان کیا گیا۔ ایک مرتبہ اَور سات مذبحے تیار کیے گئے اور اُن پر پہلے کی سی قربانیاں چڑھائی گئیں۔ بادشاہ اور اُس کے اُمرا اُن قربانیوں کے پاس رہے جبکہ بلعام خُدا کی مُلاقات کے لیے الگ تنہائی میں چلا گیا۔ نبی کو ایک اَور الٰہی پیغام پہنچانے کی ہدایت کی گئی جس کو بدلنے یا روکنے کی مجال اُس میں نہ تھی۔

جب وہ اُس بے قرار، مُنتظر گروہ کے پاس لَوٹ کر آیا تو اُس سے یہ سوال پُوچھا گیا کہ "خداوند نے کیا کہا ہے؟" اُس کے جواب نے پہلے کی طرح بادشاہ اور اُمرا کے دِلوں کو خوف زدہ کر دیا:۔

"خُدا اِنسان نہیں کہ جھُوٹ بولے
اور نہ وہ آدم زاد ہے کہ اپنا ارادہ بدلے۔
کیا جو کچھ اُس نے کہا اُسے نہ کرے؟
یا جو فرمایا ہے اُسے پُورا نہ کرے؟

دیکھ! مجھے تو برکت دینے کا حکم ملا ہے۔
اُس نے برکت دی ہے اور مَیں اُسے پلٹ نہیں سکتا۔
وہ یعقوبؔ میں بدی نہیں پاتا
اور نہ اِسرائیلؔ میں کوئی خرابی دیکھتا ہے۔
خُداوند اُس کا خُدا اُس کے ساتھ ہے
اور بادشاہ کی سی للکار اُن لوگوں کے بیچ میں ہے۔"
(گنتی ۲۳: ۱۹-۲۱)۔

اِن مُکاشفات سے خَوف زدہ ہو کر بلعامؔ بول اُٹھا کہ "یعقوبؔ پر کوئی افسُون نہیں چلتا اور نہ اِسرائیلؔ کے خِلاف فال کوئی چیز ہے۔" موآبیوں کی خواہش کے مطابق اِس بڑے جادُوگر نے اپنی ساحری کا تمام زور لگا دیا، لیکن اِس خاص موقع کے متعلق اِسرائیلؔ کے بارے میں یہ کہا جانا چاہیئے کہ "خُدا نے کیَسے کیَسے کام کیے؟ جب تک وہ اِلٰہی حفاظت میں ہَے کوئی قوم یا کوئی گروہ، خواہ شیطان کی تمام قوّتیں اُس کی مُعاون ہوں، اُن پر غالب آنے کی صلاحیّت نہیں رکھتی۔ خُدا کے عجیب کام پر، جو اُس نے اپنے لوگوں کی خاطر کیا تمام دُنیا حیرانی کا اظہار کرنے کو تھی کہ ایک شخص جو اپنی گُناہ آلودہ روش پر چلنے کا تہیہّ کر چُکا تھا، اِس حد تک الٰہی اختیار کے ماتحت ہو کہ وہ اپنے مُنہ سے بد دُعائیں نکالنے کی بجائے نہایت اعلیٰ اور سنجیدہ شاعرانہ زبان میں سب سے قیمتی اور بیش بہا وعدے نکالے۔ اور اِس وقت خُدا کی جو خوشنودی اِسرائیلؔ کی خاطر ظاہر ہوئی وہ تمام زمانوں میں اُس کے فرمانبردار اور وفادار لوگوں کے لیے اُس کی حفاظت اور نگرانی کی ضمانت تھی۔ جب کبھی شیطان بدکاروں کو اِس بات پر آمادہ کرے کہ وہ خُدا کے لوگوں کے متعلق غلط بیانی کریں، اُنھیں ستائیں اور ہلاک کریں، تو یہی واقعہ اُنھیں یاد دِلایا جائے گا اور یہ اُن کی ہمّت اور خُدا پہ اُن کے ایمان کو تقویّت دے گا۔

موآب کا بادشاہ بیدل اور پریشان ہو کر کہنے لگا کہ " نہ تو تُو اُن پر لعنت ہی کر اور نہ اُن کو برکت ہی دے "۔ اب تک ایک ہلکی سی اُمید اُس کے دِل میں باقی جاتی تھی اور اُس نے مصمّم ارادہ کر لیا کہ وہ ایک مرتبہ پھر کوشش کرے۔ اب کی دفعہ وہ بلعام کو فغور کی چوٹی پر لے گیا جہاں اُن کے شہوانی دیوتا بعل کی پُوجا کے لیے ایک مندر تھا۔ یہاں بھی پہلے کی طرح اتنے ہی مذبحے بنائے گئے اور اتنی ہی قربانیاں چڑھائی گئیں مگر اَور موقعوں کی طرح بلعام خُدا کی مرضی کو دریافت کرنے کے لیے تنہائی میں نہ گیا۔ اُس نے جادُوگری کا کوئی بہانہ پیش نہ کیا بلکہ مذبحوں کے پاس کھڑے ہو کر اُس نے اسرائیل کے خیموں پر چاروں طرف نظر دوڑائی۔ اُس پر خُدا کا رُوح پھر نازل ہؤا اور اُس کے لبوں سے الٰہی پیغام صادر ہؤا کہ :۔

" اَے یعقوب تیرے ڈیرے
اَے اسرائیل تیرے خیمے کیسے خُوشنما ہیں !
وہ اَیسے پھیلے ہوئے ہیں جیسے وادیاں
اور دریا کے کنارے باغ
اور خُداوند کے لگائے ہُوئے عُود کے درخت
اور ندیوں کے کنارے دیودار کے درخت
اُس کے چرسوں سے پانی بہے گا
اور سیراب کھیتوں میں اُس کا بیج پڑے گا۔
اُس کا بادشاہ اجاج سے بڑھ کر ہوگا
اور اُس کی سلطنت کو عروج حاصل ہوگا۔
وہ دَبک کر بیٹھا ہے۔ وہ شیر کی طرح
بلکہ شیرنی کی مانند لیٹ گیا ہے۔ اب کون اُسے چھیڑے ؟
جو تجھے برکت دے وہ مبارک
اور جو تجھ پر لعنت کرے وہ ملعُون ہو!" (گنتی ۲۴ : ۵-۹)

خُدا کی قوم کی خُوشحالی کو یہاں فطرت کی حسین ترین چیزوں کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل کو اُن زرخیز وادیوں سے، جو فصل کی بہتات سے لہلہاتی ہوں، تشبیہ دیتا ہے، اُن کی مُشابہت لہلہاتے باغوں سے کی گئی ہے جو ہمیشہ جاری رہنے والے چشموں سے سیراب ہوتے ہیں، اُن کو خُوشبودار صندل کے درخت اور شاندار دیودار سے بھی تشبیہ دی گئی ہے۔ جس تشبیہ کا آخر میں ذکر آیا ہے وہ اِلہامی کلام کی سب سے زیادہ حسین اور نہایت مَوزُوں تشبیہ ہے۔ لُبناؔن کے دیودار کی مشرق کی تمام قوموں میں تعظیم ہوتی تھی۔ درختوں کی جس جنس سے اُس کا تعلق ہے وہ دُنیا کے اُن تمام ممالک میں پایا جاتا ہے جہاں اِنسان آباد ہیں۔ قطبین مُنجمد سے لے کر منطقۂ حارہ تک وہ خُوب تروتازہ ہیں، وہ گرمی میں بھی خُوب شاداب ہیں اور سردی کا بھی دلیری کے ساتھ مُقابلہ کرتے ہیں، وہ دریاؤں کے کنارے پر تروتازگی کے ساتھ اُگتے ہیں بلکہ خُشک بیابان اور بنجر علاقوں میں بھی بہت اُونچے اور دراز قد ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی جڑیں پہاڑوں کی چٹانوں میں گہری گاڑتے ہیں اور بہت دلیری کے ساتھ طُوفان کا بھی مُقابلہ کرتے ہیں۔ جب موسم سرما کی پُھونک سے باقی تمام چیزیں جُھلس جاتی ہیں تو تب بھی اُس کی پتّیاں تروتازہ اور ہری بھری ہوتی ہیں۔ باقی تمام درختوں سے بڑھ کر لُبناؔن کا دیودار اپنی مضبُوطی، پختگی اور پائیداری کے لحاظ سے ممتاز حیثیّت رکھتا ہے اور یہ اُن لوگوں کے لیے بطور علامت کے اِستعمال کیا گیا ہے جن کی "زندگی مسیح کے ساتھ خُدا میں پوشیدہ ہے۔" (کلسیوں ۳ : ۳)۔ کلامِ مُقدّس میں آیا ہے کہ "صادق ..... لُبناؔن کے دیودار کی طرح بڑھے گا۔" (زبُور ۹۲ : ۱۲)۔ الٰہی ہاتھ نے دیودار کو جنگل کے بادشاہ کی حیثیّت سے ممتاز کیا ہے۔ "سرو اُس کی شاخوں اور چنار اُس کی ڈالیوں کے برابر نہ تھے اور خُدا کے باغ کا کوئی درخت خُوبصورتی میں اُس کی مانند نہ تھا۔" (حزقی ایل ۳۱ : ۸)۔ لُبناؔن کو بار بار شاہی علامت کے طور پر اِستعمال کیا گیا ہے اور الٰہی نوشتوں میں راست بازوں کو اُس سے تشبیہ دی گئی ہے،

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خُدا اُن لوگوں کے متعلق کیا خیال کرتا ہے جو اُس کی مرضی کو پُورا کرتے ہیں۔

بلعام نے پیشین گوئی کی تھی کہ اِسرائیل کا بادشاہ اجاج سے بھی برتر اور قوی تر ہوگا۔ یہ لقب عمالیقی بادشاہوں کو دیا جاتا تھا جو اُس زمانہ میں بہت طاقتور قوم تھی، لیکن اگر اِسرائیل خُدا کے ساتھ وفادار رہتے تو وہ اپنے تمام دُشمنوں پر غالب آتے۔ اِسرائیل کا بادشاہ خُدا کا بیٹا تھا اور ایک دن اُس کا تخت زمین پر قائم ہونے کو تھا اور اُس کی طاقت دُنیا کی تمام سلطنتوں سے ممتاز ہونے کو تھی۔

جب بلق نے نبی کے اِن الفاظ کو سُنا تو وہ سخت مایُوس ہو کر خوف اور غُصّہ سے بھڑک اُٹھا۔ وہ غصّہ سے بھر گیا کہ بلعام اُسے کچھ تو تسلّی بخش جواب دے سکتا تھا حالانکہ ہر بات کا اُس کے خِلاف فیصلہ کیا گیا تھا۔ وہ نبی کی دورُخی اور فریب دِہ روش کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ بادشاہ نے نہایت تُند مزاجی سے کہا کہ "اب تُو اپنے مُلک کو بھاگ جا۔ مَیں نے تو سوچا تھا کہ تجھے عالی منصب پر ممتاز کروں پر خُداوند نے تجھے ایسے اعزاز سے محرُوم رکھا۔" (گنتی ۲۴ : ۱۱)۔ اُس کا جواب یہ تھا کہ مَیں نے بادشاہ کو پہلے ہی سے آگاہ کر دیا تھا کہ مَیں صرف وہی پیغام دے سکتا ہوں جو مجھے خُدا کی طرف سے دیا گیا ہو۔

اپنے لوگوں کے پاس لَوٹنے سے پیشتر بلعام نے دُنیا کے مُخلصی دہندہ اور خُدا کے دُشمنوں کی آخری بربادی کے متعلق ایک نہایت دِلکش اور اعلیٰ پیشین گوئی بیان کی کہ :-

"مَیں اُسے دیکھوں گا تو سہی پر ابھی نہیں۔
وہ مجھے نظر بھی آئے گا پر نزدیک سے نہیں۔
یعقوب میں سے ایک ستارہ نکلے گا
اور اِسرائیل میں سے ایک عصا اُٹھے گا

اور موآب کی نواحی کو مار مار کر صاف کر دے گا
اور سب ہنگامہ کرنے والوں کو ہلاک کر ڈالے گا۔"
(گنتی ۲۴: ۱۷، ۱۸)

اور اُس نے اپنی پیشین گوئی کو موآب، ادوم، عمالیق اور قینیوں کی مکمل بربادی پر ختم کیا جس سے شاہِ موآب کے لیے کوئی شعاعِ اُمید باقی نہ رہی۔

مال و دولت اور اعزاز سے مایوس اور بادشاہ سے ناراض ہو کر اور اِس بات کا بھی احساس کرتے ہوئے کہ اُس نے خُدا کے عتاب کو اپنے اُوپر وارد کر لیا ہے، بلعام اپنے خود اختیاری منصوبہ سے واپس لوٹا۔ گھر پہنچنے پر خُدا کے رُوح کی وہ قدرت جو اُس پر قابض تھی اُس سے الگ ہو گئی اور اُس کا وہ لالچ جو فقط تھوڑے عرصہ کے لیے رُکا ہُوا تھا، اُس پر پھر غالب آ گیا۔ وہ بلق سے اُس کے موعُودہ صِلہ کو حاصل کرنے کے لیے ہر طریق کار کا استعمال کرنے کو تھا۔ بلعام جانتا تھا کہ اِسرائیل کی اِقبال مندی کا اِنحصار خُدا کی فرمانبرداری پر ہے اور یہ کہ اُن کی بربادی کا اور کوئی طریقہ نہ تھا ماسوائے اِس کے کہ اُنھیں گناہ کرنے کے لیے آمادہ کیا جائے۔ لہٰذا اُس نے تہیّہ کر لیا کہ بلق کی نظرِ عنایت اپنی طرف مبذول کرنے کے لیے موآبیوں کو وہ طریقِ کار بتائے جس پر عمل پیرا ہو کر بنی اِسرائیل پر لعنت وارد کی جا سکتی تھی۔

وہ فوراً موآب کے مُلک کو واپس لوٹا اور اپنی تجاویز بادشاہ کے سامنے پیش کیں۔ موآبیوں کو خود بھی اِس بات کا یقین تھا کہ جب تک اِسرائیل خُدا کے فرمانبردار رہیں گے وہ اُن کی ڈھال ہو گا۔ جو تجویز بلعام نے پیش کی وہ یہ تھی کہ اُنھیں بُت پرستی کی طرف راغب کر کے خُدا سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر اُنھیں بعل اور عستارات کی شہوت انگیز پُوجا میں شامل ہونے کے لیے اُکسایا جائے، تو اُن کا قادرِ مطلق محافظ اُن کا دُشمن بن جائے گا اور وہ بہت جلد اِردگرد کی جنگجو اور تُند قوموں کا شکار ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے بخوشی اِس تجویز کو منظور کر لیا اور اُسے عملی جامہ پہنانے کے لیے بلعام خود وہیں رہا۔

بلعام نے اپنی ابلیسانہ چال کی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اُس نے خُدا کی لعنت اُس کے لوگوں پر پڑتی دیکھی اور ہزاروں پر اُس کا غضب نازل ہوتے دیکھا، لیکن وہ الٰہی عدل جس نے بنی اِسرائیل کو سزا دی اُس نے آزمانے والوں کو بھی بچنے کی اجازت نہ دی۔ بلعام اُس جنگ میں مارا گیا جو اِسرائیلیوں نے مدیانیوں کے خلاف کی تھی۔ اُس نے اپنے انجام کو پہلے ہی سے محسُوس کر لیا تھا جب اُس نے یہ کہا تھا کہ "کاش مَیں صادقوں کی مَوت مروں اور میری عاقبت بھی اُنھیں ہی کی مانند ہو۔" لیکن اُس نے راستبازوں جیسی زندگی گزارنا منتخب نہیں کیا تھا اور اُس کا انجام خُدا کے دُشمنوں کے ساتھ مقرر ہو چکا تھا۔

بلعام کا انجام یہوداہ کے انجام سے مُشابہت رکھتا ہے اور اُن کی سیرت میں بھی ایک دُوسرے سے نمایاں مُماثلت پائی جاتی ہے۔ ان دونوں نے کوشش کی کہ خُدا اور دولت کی بیک وقت خدمت کی جائے لیکن اُنھیں بڑی عبرت ناک ناکامی ہوئی۔ بلعام خُدائے برحق کا قائل تھا اور وہ اقرار کرتا تھا کہ مَیں اُس کا خادم ہوں۔ یہوداہ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ خُداوند یسُوع واقعی مسیح ہے اور وہ اُس کے پیراؤں میں بھی شامل تھا۔ لیکن بلعام یہ توقع کرتا تھا کہ خُدا کی خدمت کو دُنیوی مال و دولت اور عزت حاصل کرنے کا آلۂ کار بنایا جائے اور اِس میں ناکام ہو کر اُس نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا اور چکنا چُور ہو گیا۔ یہوداہ بھی مسیح خُداوند کے ساتھ تعلقات رکھنے سے یہی توقع رکھتا تھا کہ وہ اُس دُنیوی بادشاہت میں، جو وہ یقین رکھتا تھا کہ مسیح خُداوند قائم کرنے والا ہے، دولت اور اعزاز حاصل کرے۔ اپنی اُمیدوں میں ناکام ہونے کی وجہ سے وہ برگشتہ اور برباد ہو گیا۔ بلعام اور یہوداہ دونوں کو بڑی روشنی اور خاص شرف حاصل ہوئے تھے لیکن فقط ایک ہی گناہ نے جو اُن کے دِلوں میں جاگزین تھا، اُن کی تمام سیرت کو مسموم کر دیا اور اسی سے اُن کی بربادی واقع ہوئی۔

یہ خطرناک بات ہے کہ دِل میں کسی ایسی خصلت کو بڑھنے دیا جائے جو

مسیحی سیرت کے منافی ہو۔ کوئی بھی دلپسند گناہ آہستہ آہستہ تمام سیرت کو ذلیل کرے گا اور تمام اچھی قواء کو بُری خواہش کے تابع کر دے گا۔ ضمیر کے تحفّظ کے فقط ایک ضابطہ کو مسترد کرنا، محض ایک ہی بُرائی کے عادی ہو جانا اور فرض کے تقاضوں میں سے صرف ایک ہی میں غفلت کرنا، انسان کی دفاع کو توڑ دیتا اور شیطان کے لیے راہ کھول دیتا ہے کہ وہ اندر آکر ہمیں گمراہ کر دے۔ ہمارے لیے محض یہی محفوظ طریقہ ہے کہ ہم روزانہ خلوص قلبی سے داؤد کی طرح کہہ سکیں کہ "میرے قدم تیرے راستوں پر قائم رہے ہیں۔ میرے پاؤں پھسلے نہیں۔" (زبور ۱۷: ۵)

اکتالیسواں باب

یردن پر برگشتگی

بنی اسرائیل کی فتحمند فوجیں نہایت شادمانی کے ساتھ اور خدا پر اپنے ایمان کو مضبوط کر کے بسن سے لوٹیں۔ وہ پہلے ہی نہایت عمدہ علاقہ پر قابض ہو چکے تھے اور انھیں کنعان کی فوری فتح کا یقین تھا اُن کے اور ملکِ موعودہ کے درمیان محض دریائے یردن ہی حائل تھا۔ دریا کے دوسری طرف نہایت شاداب میدان تھا جو ہری ہری فصلوں اور درختوں سے ڈھکا ہوا تھا اور جسے بہت سے چشمے سیراب کرتے تھے اور جس پر کھجور کے گھنے درخت سایہ کیے ہوئے تھے۔ اس میدان کی مغربی سرحد پر یریحو کے بُرج اور محلات آسمان سے باتیں کر رہے تھے اور یہ شہر کھجور کے باغات کی آغوش میں واقع ہونے کے باعث "کھجور کے درختوں کا شہر" کہلاتا تھا۔

یردن کی مشرقی جانب دریا اور سطحِ مرتفع کے درمیان، جس میں وہ سفر کر رہے تھے، ایک اَور میدان تھا جو کئی میل چوڑا تھا اور کچھ فاصلہ تک دریا کے ساتھ ساتھ پھیلا ہُوا تھا۔ اِس محفوظ وادی کی آب و ہوا گرم تھی اور یہاں شطیم یا کیکر کے درخت کثرت سے پائے جاتے تھے جس کے باعث اِس میدان کو "وادیٔ شطیم" کہا جاتا تھا۔ یہی جگہ تھی جہاں بنی اسرائیل نے ڈیرے ڈالے اور کیکر کے جھنڈوں میں جو دریا کے کنارے اُگے ہُوئے تھے انھوں نے موزوں جائے پناہ پائی۔

لیکن اِس دلکش ماحول میں انھیں ایک ایسی بدی کا مقابلہ کرنا تھا جو زبردست مُسلّح افواج یا جنگلی درندوں سے زیادہ مہلک تھی۔ یہ مُلک جو قدرتی فوائد کے لحاظ سے نہایت شاندار تھا، وہاں کے باشندوں کے ذریعہ نجس ہو گیا تھا۔ بعل کی جو اُن کا سب سے بڑا دیوتا تھا، کھلم کھلا پرستش میں نہایت ذلیل اور گھناؤنے مناظر لگاتار عمل میں لائے جاتے ہیں۔ ہر طرف ایسی جگہیں تھیں جو بُت پرستی اور شہوت پرستی

کے لیے مشہور تھیں اور اُن کے ناموں ہی سے لوگوں کی بدی اور بدکاری ظاہر ہوتی تھی۔

اِس قسم کے ماحول نے بنی اِسرائیل پر گھناؤنا اثر ڈالا۔ اُن کے دماغ اُن بُرے خیالات سے آشنا ہو گئے جو متواتر اُن کے سامنے پیش کیے جاتے تھے۔ اُن کی آرام پسندی اور بیکاری کی زندگی نے اُن پر اخلاق سوز اثر ڈالا اور تقریباً بیخبری کی حالت میں وہ خُدا سے علیحدہ ہو رہے تھے اور اُن پر ایسی حالت طاری ہو رہی تھی جس میں وہ آزمائش کا آسانی سے شکار ہو سکتے تھے۔

یردن کے کنارے خیمہ زن ہونے کے دَوران میں موسیٰ کنعان کی فتح کی تیاریاں کر رہا تھا۔ اِس کام میں یہ بڑا رہنما پُورے طور پر محو تھا لیکن لوگوں کے لیے تشویش اور اِنتظار کا یہ عرصہ سب سے زیادہ صبر آزما تھا اور زیادہ ہفتے نہ گزرے تھے کہ اُن کی تواریخ نیکی اور دیانت داری کے نہایت ہولناک اِنحراف کے باعث مسخ ہو گئی۔

پہلے پہل بنی اِسرائیل اور اُن کے بُت پرست پڑوسیوں کے درمیان بہت کم تعلّقات تھے لیکن کُچھ عرصہ کے بعد مدیانی عورتیں اِسرائیلی خیمہ گاہ میں درپردہ آنے لگیں۔ اُن کی موجُودگی سے کوئی خطرہ پیدا نہ ہوا اور اُن کی تجاویز اِس قدر خُفیہ طور پر عمل میں لائی گئیں کہ موسیٰ کی توجّہ اِس معاملہ کی طرف مبذول نہ کی گئی۔ عبرانیوں کے ساتھ رفاقت رکھنے میں اِن عورتوں کا مقصد یہ تھا کہ اُنھیں خُدا کی شریعت کی خِلاف ورزی پر اُکسایا جائے، اُن کی توجّہ کو بُت پرستی کی رسُومات اور دستُورات کی طرف مائل کیا جائے اور اُن کی بُت پرستی کی طرف رہنمائی کی جائے۔ یہ مقاصد دوستی کے لبادہ میں بڑی اِحتیاط سے اِس طرح چُھپائے گئے کہ جماعت کے نگہبانوں کو بھی کُچھ شک نہ گُزرا۔

بلعام کے مشورہ پر اُن کے دیوتاؤں کی پُوجا کے لیے موآب کے بادشاہ نے ایک شاندار تہوار کا اہتمام کیا اور خُفیہ طور پر اِس بات کا اِنتظام کیا گیا کہ بلعام بنی

اِسرآئیل کو تہوار میں شامل ہونے کے لیے اُکسائے۔ وہ اُسے خُدا کا نبی مانتے تھے لہٰذا اُسے اپنے مقصد کے حصُول میں زیادہ مُشکل پیش نہ آئی۔ لوگوں نے بھاری تعداد میں اُس کے ساتھ مِل کر اِس تہوار کے جشن کو دیکھا۔ اُنھوں نے ممنُوعہ مقام پر جانے کی جسارت کی اور وہ بہت جلد شیطان کے پھندے میں پھنس گئے۔ مَوسیقی اور ناچ رنگ سے گرویدہ ہوکے اور پُجارنوں کے حُسن پر فریفتہ ہو کر اُنھوں نے یہوواہ سے اپنے اقرارِ وفا کو توڑ ڈالا۔ جب وہ عیش و نشاط اور ضیافت اُڑاتے میں شریک ہو گئے، تو شراب خوری کی وجہ سے اُن کے حواس تاریک ہو گئے اور خود ضبطی کی حد ٹُوٹ گئی۔ شہوت اُن پر پُورے طور پر مُسلّط ہو گئی اور اپنی ضمیر کو شہوت پرستی سے مکدّر کر کے وہ بُتوں کے سامنے جھکنے پر مائل ہو گئے۔ اُنھوں نے بُت پرستوں کی قُربان گاہوں پر قُربانیاں چڑھائیں اور بے حد ذلیل رسُومات میں حصّہ لیا۔

زیادہ عرصہ نہ گُزرا تھا کہ یہ زہر مہلک وبا کی طرح بنی اِسرائیل کی لشکرگاہ میں پھیل گیا۔ وہ جنھیں جنگ میں اپنے دُشمنوں پر فتح پانے کی صلاحیّت حاصل تھی اب خود اِن بُت پرست عورتوں کے مکر و فریب سے مغلُوب ہو گئے۔ لوگ فریفتہ معلُوم ہوتے تھے۔ سردار اور بڑے بڑے لوگ حکم عدُولی میں پیش پیش تھے اور لوگوں کی اِس قدر کثیر تعداد مُجرم ہو گئی کہ یہ برگشتگی تمام قوم میں پھیل گئی۔ "یُوں اِسرآئیلی بعل فغور کو پُوجنے لگے"۔ (گنتی ۲۵: ۳) اِس سے پیشتر کہ مُوسیٰ نے چوکنّا ہو کر اِس بدی کو دیکھا تو اُن کے دُشمنوں کے منصُوبے اِس قدر کامیاب ہو چکے تھے کہ نہ صرف بنی اِسرائیل کوہ فغور پر شہوت انگیز پُوجا میں شرکت کرتے تھے بلکہ بُت پرست رسُومات اِسرائیل کی لشکرگاہ میں بھی منائی جانے لگیں۔ عُمر رسیدہ رہنما غیرت سے بھر گیا اور خُدا کا غضب بھڑک اُٹھا۔

اُن کی بدکرداری کے کاموں نے بنی اِسرآئیل کے لیے وہ کچھ کیا جو بلعام کی تمام افسُوں گری بھی نہ کر سکتی تھی یعنی اُنھوں نے اُنھیں خُدا سے جُدا کر دیا۔ فوری سزاؤں کے وارد ہونے سے لوگوں کو اپنے گناہ کی شِدّت کا احساس ہوا۔ لشکرگاہ میں ہولناک

وبا پھُوٹ پڑی جس سے ہزاروں ہزار آن کی آن میں فنا ہو گئے۔ خُدا نے حکم دیا کہ اِس برگشتگی کے سرداروں کو قاضی مَوت کی سزا دیں۔ اِس حُکم کی فوری تعمیل ہوئی۔ مُجرموں کو قتل کر دیا گیا اور اُن کی لاشوں کو تمام بنی اسرائیل کے سامنے لٹکا دیا گیا تاکہ جماعت یہ دیکھ کر، کہ سرداروں کے ساتھ اِتنا سخت برتاؤ ہُوا ہے، اپنے گُناہ کے متعلق خُدا کی نفرت اور اپنے خلاف اُس کے قہر کی شدّت کا پُورا احساس کر سکے۔

تمام لوگوں نے محسُوس کیا کہ سزا واجبی ہے اور لوگ جلدی سے خیمۂ اجتماع میں گئے اور اُنھوں نے روتے ہُوئے بے حد عاجزی کے ساتھ اپنے گُناہ کا اِقرار کیا۔ جبکہ وہ خیمۂ اجتماع کے دروازہ پر خُدا کے سامنے اِس طرح رو رہے تھے اور وبا اپنا ہلاکت کا کام کر رہی تھی اور قاضی اپنا خوف ناک فتوے صادر کر رہے تھے تو زمری، جو اِسرائیل کے سرداروں میں سے تھا، ایک مدیانی کسبی کے ساتھ، جو "مدیان میں ایک آبائی خاندان کے لوگوں کے سردار" کی بیٹی تھی، گستاخی سے اپنے خیمہ میں داخل ہُوا۔ اِس سے پہلے ایسی گستاخی اور شوخ چشمی سُننے میں بھی نہ آئی تھی۔ شراب میں مخمُور ہو کر زمری نے اپنے گُناہ کو "سدُوم کی مانند ظاہر" کیا اور اپنی بدذاتی پر فخر کیا۔ کاہن اور سردار رنج اور ذلّت کے باعث سرنگُوں تھے اور "ڈیوڑھی اور قربانگاہ کے درمیان" گریہ زاری کر رہے تھے جبکہ اِسرائیل کا یہ سردار شیخی بگھارتا ہُوا جماعت کے سامنے سے اِس طرح گزرا کہ گویا وہ خُدا کے قہر کو للکارتا اور قوم کے حاکموں کا مذاق اُڑاتا ہے۔ فنحاس بن الیعزر سردار کاہن جماعت میں سے اُٹھا اور ہاتھ میں برچھی لی" اور اُس مرد کے پیچھے جا کر خیمہ کے اندر گھُسا" اور دونوں کا کام تمام کر دیا۔ یُوں وبا رُک گئی اور وہ کاہن جس نے الٰہی سزا دی تھی، تمام اِسرائیل کے سامنے سرفراز ہُوا اور کہانت اُس کے اور اُس کی نسل کے لیے دائمی قرار دی گئی۔

فنحاس "نے میرے قہر کو بنی اسرائیل پر سے ہٹایا" یہ الٰہی پیغام تھا، "سو تُو کہہ دے کہ مَیں نے اُس سے اپنا صُلح کا عہد باندھا۔ اور وہ اُس کے لیے اور اُس کے بعد اُس کی نسل کے لیے کہانت کا دائمی عہد ہو گا کیونکہ وہ اپنے خُدا کے لیے غیرت مند ہُوا

اور اُس نے بنی اسرائیل کے لیے کفارہ دیا۔" (گنتی ۲۵ : ۱۰-۱۳)
شطیم میں بنی اسرائیلیوں پر اُن کے گناہوں کے باعث جو سزائیں نازل ہوئیں، اُن سے اُس بڑے گروہ کے باقی ماندہ لوگ بھی فنا ہو گئے جنھوں نے تقریباً چالیس برس پہلے یہ فتویٰ اپنے اُوپر وارد کیا تھا کہ "وہ یقیناً بیابان میں مر جائیں گے۔" (گنتی ۲۶ : ۶۵) یردن کے میدانوں میں بنی اسرائیل کے خیمہ زن ہونے کے عرصہ کے دَوران میں الٰہی ہدایت کے مطابق لوگوں کے شمار کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ "جن اسرائیلیوں کو موسیٰ اور ہارون کاہن نے دشتِ سینا میں گِنا تھا اُن میں سے ایک شخص بھی اِن میں نہ تھا۔ . . . اُن میں سے سوا یفنّہ کے بیٹے کالب اور نون کے بیٹے یشوع کے ایک بھی باقی نہیں بچا تھا۔" (گنتی ۲۶ : ۶۴، ۶۵)۔

خُدا نے بنی اسرائیل پر مدیانیوں کی پھسلاہٹوں سے مغلوب ہو جانے کی وجہ سے سزائیں نازل کی تھیں لیکن آزمانے والے بھی الٰہی عدل سے بچنے کو نہ تھے۔ وہ عمالیقی جنھوں نے رفیدیم میں اسرائیلیوں پر حملہ کیا تھا اور اُن پر آ پڑے تھے جو کمزور تھے اور لشکر کے پیچھے پیچھے تھے، اُنھیں اِس واقعہ کے بہت دیر بعد سزا ملی تھی لیکن مدیانیوں کو، جنھوں نے بنی اسرائیل کو گُناہ کرنے کے لیے ورغلایا تھا اور جو اُن کے زیادہ خطرناک دُشمن تھے، فوری طور پر خُدا کی سزاؤں کا احساس دِلایا گیا۔ خُدا کا موسیٰ کو یہ حکم تھا کہ "مدیانیوں سے بنی اسرائیل کا انتقام لے اِس کے بعد تُو اپنے لوگوں میں جا ملے گا۔" (گنتی ۳۱ : ۱، ۲) اِس حکم کی فوری تعمیل کی گئی۔ "ہر قبیلہ میں سے ایک ہزار مرد چُنے گئے اور فنحاس کی کمان میں بھیجے گئے۔" "اور جیسا خُداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا اُس کے مطابق اُنھوں نے مدیانیوں سے جنگ کی . . . . اور اُنھوں نے اُن مقتولوں کے سوا مدیان کے . . . . پانچ بادشاہوں کو جان سے مارا۔ اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا۔" وہ عورتیں بھی جن کو حملہ آور فوج اسیر کر کے لے آئی تھی۔ موسیٰ کے حکم سے قتل کر دی گئیں کیونکہ وہ سب سے زیادہ مجرم اور اسرائیل کے دُشمنوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک تھیں۔

اُن لوگوں کا، جنھوں نے خُدا کی قوم کے خلاف شرارت کا منصُوبہ باندھا تھا، یہی انجام ہُوا۔ زبُور نویس فرماتا ہے کہ "قَومیں خود اُس گڑھے میں گری ہیں جسے اُنھوں نے کھودا تھا۔ جو جال اُنھوں نے لگایا تھا اُس میں اُنھیں کا پاؤں پھنسا۔" (زبُور ۹: ۱۵) "کیونکہ خُداوند اپنے لوگوں کو ترک نہیں کرے گا اور وہ اپنی میراث کو نہیں چھوڑے گا کیونکہ عدل صداقت کی طرف رجُوع کرے گا۔" جب اِنسان "صادق کی جان لینے کو اکٹھے ہوتے ہیں" تو خُداوند "اُن کی بدکاری اُن ہی پر لائے گا اور اُن ہی کی شرارت میں اُن کو کاٹ ڈالے گا۔" (زبُور ۹۴: ۱۴، ۱۵، ۲۱، ۲۳)۔

جب بلعام کو عبرانیوں پر لعنت کرنے کے لیے بُلایا گیا تھا تو وہ اپنی تمام افسُوں گری سے اُن پر لعنت وارد نہ کر سکا، کیونکہ خُداوند "یعقوب میں بدی نہیں پاتا اور نہ اِسرائیل میں کوئی خرابی دیکھتا ہے۔" (گنتی ۲۳: ۲۱)۔ لیکن جب اُنھوں نے آزمائش سے مغلوب ہو کر خُدا کے احکام کو توڑا تو اُن کی دفاع جاتی رہی۔ جب خُدا کے لوگ اُس کے احکام کو وفاداری سے بجا لاتے ہیں "تو یعقوب پر کوئی افسُوں نہیں چلتا اور نہ اِسرائیل کے خلاف فال کوئی چیز ہے۔" (گنتی ۲۳: ۲۳) لہٰذا شیطان کی تمام طاقت اور پُرفریب چالیں اُنھیں گناہ میں پھنسانے کے لیے عمل میں لائی جاتی ہیں۔ اگر وہ لوگ جو خُدا کی شریعت کے امین ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اُس کے احکام کی خلاف ورزی کریں تو وہ اپنے آپ کو خُدا سے الگ کر لیتے ہیں اور وہ اپنے دُشمنوں کے مُقابلہ میں کھڑے نہ رہ سکیں گے۔

وہ اِسرائیلی جو مدیان کے آلاتِ جنگ یا اُس کی افسُوں گری سے مغلُوب نہ ہو سکے وہ اُس کی کسبیوں کے دام میں بآسانی پھنس گئے۔ وہ عورت جس نے اپنے آپ کو شیطان کی خدمت کے لیے وقف کر دیا ہو، اِنسانوں کو دام میں پھنسانے اور برباد کرنے کے لیے اِس قدر زبردست اثر ہے! "اُس نے بہتوں کو زخمی کر کے گرا دیا ہے بلکہ اُس کے مقتُول بے شمار ہیں۔" (امثال ۷: ۲۶) اِسی طرح سیت کی اولاد اپنی دیانتداری سے مُنحرف کی گئی اور مُقدّس نسل بدکار بن گئی۔ اِس طرح یُوسف آزمایا

گیا تھا۔ اِسی طرح سمسون نے اپنی طاقت فلستیوں کے ہاتھ بیچ ڈالی، جو اسرائیل کی دفاع تھی۔ اِسی بات میں داؤد نے ٹھوکر کھائی۔ اور سلیمان نے بھی جو سب بادشاہوں میں عقلمند تھا اور جسے تین دفعہ خدا کا پیارا کہا گیا ہے، شہوت کا غلام بن گیا اور اُس نے اپنی دیانتداری اِسی فریفتہ کرنے والی قوت پر قربان کر دی۔

"یہ باتیں اُن پر عبرت کے لیے واقع ہوئیں اور ہم آخری زمانہ والوں کی نصیحت کے واسطے لکھی گئیں۔ پس جو کوئی اپنے آپ کو قائم سمجھتا ہے وہ خبردار رہے کہ گر نہ پڑے۔" (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۱، ۱۲) شیطان اُن معاملات سے بخوبی واقف ہے جس سے اُسے اِنسانی دِل میں واسطہ پڑتا ہے۔ وہ جانتا ہے کیونکہ اُس نے ہزاروں برسوں سے شیطانی شدت کے ساتھ اُن نکات کا مطالعہ کیا ہے جن کے ذریعہ وہ ہر شخص کے چال چلن پر آسانی سے حملہ آور ہو سکتا ہے اور اُنہی آزمائشوں کے ذریعہ جو بعل فغور میں اِس قدر کامیاب ثابت ہوئیں، اُس نے پُشت در پُشت مضبوط ترین آدمیوں یعنی اسرائیل کے سرداروں کو مغلوب کیا ہے۔ تمام زمانوں میں انسانی زندگی کی ایسی تباہ کاریاں دکھائی دیتی ہیں جنھیں شہوت پرستی کی چٹانوں پر پٹخا گیا ہے۔ جُونہی کہ ہم خاتمہ کے قریب پہنچتے ہیں اور جُونہی کہ خُدا کے لوگ آسمانی کنعان کی سرحد پر کھڑے ہوتے ہیں شیطان قدیم زمانہ کی طرح اپنی کوششوں کو دُگنا کر دے گا تاکہ اُنھیں اِس خوشنما ملک میں داخل ہونے سے روکے۔ وہ ہر شخص کے لیے اپنے جال بچھاتا ہے۔ محض جاہل اور غیر مُہذب لوگوں ہی کو خبردار رہنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ اپنی آزمائشیں اُن کے لیے بھی تیار کرتا ہے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، اور پاکترین منصب پر مامور ہیں کیونکہ اگر وہ اُن کی اپنی زندگیوں کو نجس کرنے میں اُن کی رہنمائی کر سکے تو وہ اُن کے ذریعہ بہتیروں کو تباہ کر سکتا ہے۔ آج بھی وہ اُنھیں ذرائع کو اِستعمال کرتا ہے جنھیں اُس نے تین ہزار برس پہلے اِستعمال کیا تھا۔ دُنیوی دوستی، حُسن کی افسوں گری، عیش و عشرت کی چاہت، ہنسی ٹھٹھا، ضیافت یا جامِ شراب کے ذریعہ وہ ساتویں حکم کی خِلاف ورزی کی آزمائش پیش کرتا ہے۔

شیطان نے بنی اِسرائیل کی بُت پرستی میں رہنمائی کرنے سے پہلے اُنھیں شہوت پرستی کے لیے پھُسلایا۔ وہ لوگ جو اپنی شخصی زندگی میں خُدا کی شبیہ کی بےحرمتی کرتے اور اپنے جسم کو نجس کرتے ہیں، جو اُس کا مُقدِس ہے، خُدا کی بےحُرمتی کرنے کے لیے کسی اَیسی بات کی بھی فکر نہ کریں گے جو اُن کے ناپاک دِلوں کی خواہش کو آسُودہ کرتی ہو۔ شہوت پرستی دماغ کو کمزور اور زندگی کو ذلیل کرتی ہے۔ حیوانی جذبات کی تحریک سے اخلاقی اور دماغی قوا بےحس اور مفلُوج ہو جاتے ہیں۔ شہوانی خواہشوں کے غلام کے لیے خُدا کی شریعت کے مقدّس تقاضوں کا احساس کرنا، کفّارہ کی قدروقیمت کا اندازہ لگانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ نیکی، پاکیزگی، راست بازی، خُدا کی تعظیم اور مُقدّس چیزوں کی محبّت غرضیکہ وہ تمام پاکیزہ محبّت اور اعلیٰ خواہشات جو انسانوں کو آسمانی دُنیا سے پیوستہ کرتی ہیں، شہوت کی آگ میں بھسم ہو جاتی ہیں۔ دِل تاریک اور سُنسان ویرانہ اور "شیاطین کا مسکن اور ہر ناپاک رُوح کا اڈّا اور ہر ناپاک اور ہر مکرُوہ پرندے کا اڈّا" بن جاتا ہے۔ اِنسان جو خُدا کی شبیہ پر بنائے گئے تھے ذلیل ہو کر وحشیوں کے درجہ تک پست ہو جاتے ہیں۔

بُت پرستوں کے ساتھ رفاقت رکھنے اور اُن کے تہواروں میں حصّہ لینے ہی سے عبرانی قوم خُدا کی شریعت کی حکم عدولی کرنے پر مائل ہُوئے اور اُس کے قہر کو قوم پر نازل کرنے کا سبب بنی۔ آج کل بھی مسیح خُداوند کے پیراؤں کو ناخُداترسوں کے ساتھ رفاقت رکھنے اور اُن کی تفریحات میں شامل ہونے کی طرف مائل کرنے سے شیطان اُنھیں گناہ میں پھُسلانے میں سب سے زیادہ کامیابی حاصل کرتا ہے۔ " اُن میں سے نکل کر الگ رہو اور ناپاک چیز کو نہ چھُوؤ" (۲-کرنتھیوں ۶: ۷) آج کل بھی خُدا اپنے لوگوں سے رسم ورواج، عادات اور اصُولات کے اِعتبار سے دُنیا کے مُقابلہ میں اِتنے ہی بڑے اِمتیاز کا مطالبہ کرتا ہے جتنا اُس نے قدیم اِسرائیل سے کیا۔ اگر وہ وفاداری سے اُس کے کلام کی تعلیمات کی پیروی کریں تو یہ امتیاز قائم رہے گا ورنہ نہیں۔ بُت پرستوں کے ساتھ میل جول رکھنے کے خلاف عبرانیوں

کو جو آگاہیاں دی گئی تھیں وہ اُن آگاہیوں سے زیادہ واضح اور صریح نہیں جو مسیحیوں کو ناخُدا ترسوں کے رسم ورواج اور اُن کی رُوح سے مُطابقت رکھنے سے باز رکھتی ہیں۔ مسیح خُداوند ہم سے ہمکلام ہے "نہ دُنیا سے محبّت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دُنیا میں ہیں۔ جو کوئی دُنیا سے محبّت رکھتا ہے اُس میں باپ کی محبّت نہیں۔" (۱۔یُوحنّا ۲: ۱۵) "دُنیا سے دوستی رکھنا خُدا سے دُشمنی کرنا ہے پس جو کوئی دُنیا کا دوست بننا چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو خُدا کا دُشمن بناتا ہے۔" (یعقوب ۴: ۴)۔ مسیح خُداوند کے پیراؤں کو اپنے آپ کو گنہگاروں سے الگ کرنا ہے اور محض اُسی وقت اُن کی رفاقت حاصل کرنی چاہیئے جب اُن کو فائدہ پہنچانے کا موقع ہو جو ہمیں خُدا سے علیحدہ کرنے کے لیے اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ ہم اُن کی رفاقت سے جتنا بھی گریز کریں کم ہے۔ جب کہ ہم یہ دُعا کرتے ہیں کہ "ہمیں آزمائش میں نہ لا" تو ہمیں جہاں تک ممکن ہو آزمائش سے گریز کرنا چاہیئے۔

جب بنی اسرائیل بظاہر آرام اور سلامتی کی حالت میں تھے تو وہ گُناہ میں اُکسائے گئے۔ وہ خُدا کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے میں ناکام ہو گئے، اُنھوں نے دُعا کرنا ترک کر دیا اور خود اعتمادی کی رُوح کو اپنے دِل میں جگہ دی۔ آرام اور نفس پرستی کی وجہ سے دِل کے قلعہ کی حفاظت میں غفلت واقع ہُوئی اور ذلیل خیالات اندر داخل ہو گئے۔ یہ فصیل کے اندر کے دغا باز ہی تھے جنھوں نے اصُول کے قلعہ کو برباد کر دیا اور اسرائیل کو شیطان کی طاقت کے حوالہ کر دیا۔ اِسی طرح آجکل بھی شیطان اِنسان کی بربادی کا مُحاصرہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ مسیحی بَرملا گُناہ کرے اُس کے دِل میں تیاری کا ایک طویل سلسلہ جاری رہتا ہے جس سے دُنیا ناآشنا ہوتی ہے۔ دماغ پاکیزگی اور تقدّس سے گِر کر یک لخت بدی، نجاست اور جُرم تک پست نہیں ہو جاتا۔ جو خُدا کی شبیہ پر خلق کیے گئے ہیں اُنھیں وحشی پن اور شیطنت تک معزول کرنے میں وقت درکار ہوتا ہے۔ تاکتے رہنے سے ہم درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں۔ ناپاک خیالات کو دِل میں جگہ دینے سے اِنسان اپنے دماغ کی

اَیسی تربیت کر سکتا ہے کہ وہ گُناہ جس سے وہ پہلے نفرت کرتا تھا، اُسے خوشگوار معلُوم ہونے لگتا ہے۔

شیطان جُرم اور گھناؤنے گُناہ کو مقبُول بنانے کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال کر رہا ہے۔ ہم اپنے شہروں کی سڑکوں پر جُرم کے نمایاں اِشتہارات کو، جو کسی ناول میں پیش کیے گئے ہیں یا کسی تھیٹر میں کھیلے جاتے ہیں، دیکھے بغیر نہیں گُزر سکتے۔ دماغ کی تربیت کی جاتی ہے کہ وہ گُناہ سے آشنا ہو جائے۔ موجُودہ زمانہ کے رسالہ جات کے ذریعہ لوگوں کے سامنے وہ روش پیش کی جاتی ہے جس پر رذیل اور اوباش لوگ چلتے ہیں اور ہر اَیسی بات جو نفس کو بھڑکاتی ہو اُن کے سامنے اِشتعال انگیز کہانیوں کی صُورت میں پیش کی جاتی ہے۔ وہ گھناؤنے جرائم کے بارے میں اِس قدر پڑھتے اور سُنتے ہیں کہ وہ ضمیر جو کسی وقت نرم تھی اور جو اِس قسم کے مناظر کے خوف سے کسی وقت پیچ و تاب کھاتی تھی سخت ہو کر اِن باتوں پر بڑی ہوسناک دلچسپی کے ساتھ غور و خوض کرتی ہے۔

آج کل کی دُنیا بلکہ مسیحیوں میں بہت سی مقبُول تفریحات کا انجام وہی ہوتا ہے جو اُن بُت پرست لوگوں کی تفریحات کا ہوا۔ اُن میں فی الحقیقت بہت کم اَیسی تفریحات ہیں جنھیں شیطان رُوحوں کو برباد کرنے کے کام میں اِستعمال نہیں کرتا۔ ڈرامہ کے ذریعہ اُس نے زمانوں سے شہوت کو بھڑکایا اور بدی کو خوشنما بنایا ہے۔ بزمِ موسیقی، جس میں دلکش نمائش اور دِلفریب گانے ہوں، ناٹک، ناچ اور تاش کو شیطان اُصول کی حد سے توڑنے اور شہواتی کاموں میں حِصّہ لینے کے لیے راہ تیار کرتا ہے۔ عیش و عشرت کی ہر اَیسی محفل میں، جہاں غرور و فخر کو بڑھنے کا موقع دِیا جاتا ہے یا بسیار خوری کے لیے ضیافتیں اُڑائی جاتی ہیں، جہاں اِنسان خُدا کو فراموش کرتے اور ازلی مقاصد کو نظر انداز کرنے پر راغب کیا جاتا ہے، وہاں شیطان دِل کو اپنی زنجیروں سے جکڑ رہا ہے۔

سلیمان کا مشورہ یہ ہے کہ " اپنے دِل کی خُوب حفاظت کر کیونکہ زندگی کا سرچشمہ

وہی ہے" کیونکہ جیسے انسان کے "دِل کے اندیشے ہیں وہ ویسا ہی ہے"۔ (امثال ۲۳: ۷)۔ دِل کی الٰہی فضل کے ذریعہ ازسرِ نو تخلیق ہونی چاہیئے ورنہ پاکیزگی کی تلاش بے فائدہ ہوگی۔ جو شخص مسیح خُداوند کے فضل کے بغیر اعلیٰ اور نیک چال چلن بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ اپنا گھر ریگِ رواں پر بناتا ہے۔ آزمائشوں کے تُند طُوفانوں میں وہ عمارت یقیناً تہ و بالا ہو جائے گی۔ داؤد کی دُعا ہر شخص کی مناجات ہونی چاہیئے کہ "اَے خُدا! میرے اندر پاک دِل پیدا کر اور میرے باطن میں ازسرِ نو مُستقیم رُوح ڈال"۔ (زبور ۵۱: ۱۰)۔ اور آسمانی بخشش کے حصہ دار بن کر ہمیں "خُدا کی قُدرت سے ایمان کے وسیلہ سے" کاملیّت کی طرف بڑھتے جانا چاہیئے"۔ (۱۔پطرس ۱: ۵)۔

تاہم آزمائش کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں کام کرنا ہے۔ جو شیطان کے منصُوبوں کا شکار نہیں ہوں گے اُنھیں دِل کی تمام راہوں کی خُوب حفاظت کرنی چاہیئے۔ اُنھیں اَیسی چیزوں کو پڑھنے، دیکھنے یا سُننے سے گریز کرنا چاہیئے جو ناپاک خیالات پیدا کرتی ہوں۔ دماغ پر اَیسے خیال کے مُتعلق قیاس آرائی کرنے کے لیے بے لگام نہیں چھوڑ دینا چاہیئے جو انسانوں کا دُشمن پیش کرتا ہے۔ پطرسؔ رسُول فرماتا ہے کہ "اپنی عقل کی کمر باندھ کر ہوشیار رہو...... اپنی جہالت کے زمانہ کی پُرانی خواہشوں کے تابع نہ بنو بلکہ جس طرح تمھارا بُلانے والا پاک ہے اُسی طرح تم بھی اپنے سارے چال چلن میں پاک بنو"۔ (۱۔پطرس ۱: ۱۳۔۱۵)۔ پولُوسؔ رسُول کہتا ہے کہ "غرض اَے بھائیو! جتنی باتیں سچ ہیں اور جتنی باتیں شرافت کی ہیں اور جتنی باتیں واجب ہیں اور جتنی باتیں پسندیدہ ہیں اور جتنی باتیں دِلکش ہیں، غرض جو نیکی اور تعریف کی باتیں ہیں اُن پر غور کیا کرو"۔ (فلپیوں ۴: ۸) اِس کے لیے دِلسوز دُعا اور بلاناغہ بیداری کی ضرورت ہے۔ ہمیں رُوح القُدس کے قائم رہنے والے اثر کی مدد کی ضرورت ہے جو دماغ کو عالمِ بالا کی طرف راغب کرے گا اور اُسے پاکیزہ اور مُقدّس باتوں پر غور کرنے کا عادی بنائے گا اور ہمیں خُدا کے کلام کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ زبُور نویس فرماتا ہے کہ "جوان اپنی روش کس طرح پاک رکھے؟ تیرے کلام کے مطابق

اُس پر نگاہ رکھنے سے۔" "مَیں نے تیرے کلام کو اپنے دِل میں رکھ لیا ہے تاکہ مَیں تیرے خلاف گناہ نہ کروں۔" (زبور ۱۱۹: ۹، ۱۱)۔

بیت فغور کے مقام پر اسرائیلیوں کے گُناہ نے تمام قوم پر خُدا کا قہر وارد کیا، اور اگرچہ آج کل بھی اُنہی گُناہوں کی سزا فوری طور پہ نہ ملے تاہم اُن کا بدلہ ضرور اُسی طرح ملے گا۔" اگر کوئی خُدا کے مَقدِس کو برباد کرے گا تو خُدا اُس کو برباد کریگا۔" (۱-کرنتھیوں ۳: ۱۷) فطرت نے ان جرائم کی ہولناک سزائیں مقرر کی ہیں یعنی وہ سزائیں جو زُود یا بدیر ہر حکم کو توڑنے والے پر نازل ہوں گی۔ یہی وہ گُناہ ہیں جنھوں نے اَور گُناہوں کی نسبت ہماری نسل میں زیادہ خوفناک زوال اور بیماری اور دُکھ تکلیف کا وہ بوجھ پیدا کیا ہے جس سے دُنیا ملعون ہو کر دبی ہوئی ہے۔ اِنسان اپنے ہم جنسوں سے اپنے گناہوں کو چھپانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں لیکن اِس کے باوجود بھی وہ اُس کے نتائج، دُکھ تکلیف، بیماری، پاگل پن یا موت کی صُورت میں یقیناً بُھگتیں گے۔ اور اِس زندگی کے بعد روزِ عدالت کی پیشی اپنی سزاؤں کے ابدی اجر کے ساتھ منتظر ہے۔" ایسے کام کرنے والے خُدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے۔" بلکہ شیطان اور اُس کے بدکار فرشتوں کے ساتھ اُن کا اجر" آگ کی جھیل میں" ہوگا اور یہ" آگ کی جھیل دُوسری مَوت" ہے۔ (گلتیوں ۵: ۲۱؛ مُکاشفہ ۲۰: ۱۴)۔

"بیگانہ عورت کے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے اور اُس کا مُنہ تیل سے زیادہ چِکنا ہے پر اُس کا انجام ناگدونے کی مانند تلخ اور دودھاری تلوار کی مانند تیز ہے۔" "اُس عورت سے اپنی راہ دُور رکھ اور اُس کے گھر کے دروازہ کے پاس بھی نہ جا۔ ایسا نہ ہو کہ تُو اپنی آبرُو کسی غیر کے اور اپنی عمر بے رحم کے حوالہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ بیگانے تیری قوّت سے سیر ہوں اور تیری کمائی کسی غیر کے گھر جائے۔ اور جب تیرا گوشت اور تیرا جسم گُھل جائیں تو تُو اپنے انجام پر نوحہ کرے۔" "اُس کا گھر مَوت کی اُترائی پر ہے۔" "جو کوئی اُس کے پاس جاتا ہے واپس نہیں آتا۔" "اُس عورت کے مہمان پاتال کی تہ میں ہیں۔" (امثال ۵: ۳، ۴، ۸-۱۱؛ ۲: ۱۸، ۱۹؛ ۹: ۱۸)۔

بیالیسواں باب

شریعت کا دُہرایا جانا

خُداوند نے مُوسیٰ کو بتایا کہ کنعان پر قابض ہونے کا وقت آپہنچا ہے اور جبکہ یہ عمر رسیدہ نبی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا یردن دریا اور موعُودہ ملک پر نظر کر رہا تھا تو اُس نے اپنی قوم کی میراث پر گہری دلچسپی سے نظر ڈالی۔ کیا یہ ممکن تھا کہ وہ فتویٰ جو اُس کے گُناہ کی وجہ سے قادس میں اُس پر صادر ہُوا تھا، تبدیل ہو سکے؟ بے حد دلسوزی کے ساتھ اُس نے اِلتجا کی کہ "اَے خُداوند خُدا تُو نے اپنے بندہ کو اپنی عظمت اور اپنا زور آور ہاتھ دِکھانا شروع کیا ہے کیونکہ آسمان میں یا زمین پر اَیسا کون معبُود ہے جو تیرے سے کام یا کرامات کر سکے۔ سو مَیں تیری مِنّت کرتا ہوں کہ مجھے پار جانے دے کہ مَیں بھی اُس اچھے ملک کو جو یردن کے پار ہے دیکھوں اور اُس خوشنما پہاڑ اور لُبنان کو دیکھوں۔" (استثنا ۳: ۲۴، ۲۷)۔

جواب یہ مِلا کہ "بس کر۔ اِس مضمون پر مجھ سے پھر کبھی کچھ نہ کہنا۔ تو کوہِ پسگہ کی چوٹی پر چڑھ جا اور مغرب اور شمال اور جنوب اور مشرق کی طرف نظر دوڑا کر اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کیونکہ تُو اِس یردن کے پار نہیں جانے پائے گا۔" (استثنا ۳: ۲۶، ۲۷)۔

بغیر کسی شکوہ کے مُوسیٰ خُدا کے فیصلہ کے تابع ہو گیا اور اب اُس کی زبردست فِکر بنی اسرائیل کے لیے تھی۔ اُن کے فلاح و بہبُود میں اِتنی دلچسپی کون محسُوس کرے گا جتنی اُس نے کی؟ رنجیدہ خاطر ہو کر اُس کے لبوں سے یہ دُعا نکلی کہ "خُداوند سارے بشر کی رُوحوں کا خُدا کسی آدمی کو اِس جماعت پر مقرّر کرے۔ جس کی آمد و رفت اُن کے رُوبرُو ہو اور وہ اُن کو باہر لے جانے اور اندر لے آنے میں اُن کا رہبر ہو تاکہ خُداوند کی جماعت اُن بھیڑوں کی مانند نہ رہے جن کا کوئی چرواہا نہیں۔" (گنتی ۲۷: ۱۶، ۱۷)

خُداوند نے اپنے خادم کی دُعا سُنی اور اُسے یہ جواب ملا کہ "تُو نُون کے بیٹے یشُوع کو لے کر اُس پر اپنا ہاتھ رکھ کیونکہ اُس شخص میں رُوح ہے۔ اور اُسے الیعزر کاہن اور ساری جماعت کے آگے کھڑا کر کے اُن کی آنکھوں کے سامنے اُسے وصیّت کر اور اپنے رُعب داب سے اُسے بہرہ ور کر دے تاکہ بنی اسرائیل کی ساری جماعت اُس کی فرمانبرداری کرے۔" (گنتی ۲۷ : ۱۸-۲۰)۔ یشُوع نے بڑی مُدّت سے مُوسیٰ کی خدمت کی تھی اور چونکہ وہ عاقل، قابل اور ایمان میں مضبُوط تھا اس لیے وہ اُس کا جانشین مقرّر کیا گیا۔

مُوسیٰ کے ہاتھ رکھنے اور نہایت ہی مؤثّر طریقہ سے اُس پر ذمّہ داری عائد کرنے سے یشُوع کو نہایت سنجیدہ طور پر بنی اسرائیل کا رہنما مقرّر کیا گیا۔ اُسے حکُومت کے انتظام میں بھی حصّہ دیا گیا۔ یشُوع کے بارے میں خُداوند کا کلام مُوسیٰ کے ذریعہ جماعت پر نازل ہُوا کہ "وہ الیعزر کاہن کے آگے کھڑا ہُوا کرے جو اُس کی جانب سے خُداوند کے حضُور اُوریم کا حکم دریافت کیا کرے گا۔ اُسی کے کہنے سے وہ اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے لوگ نکلا کریں اور اُسی کے کہنے سے لوٹا بھی کریں۔" (گنتی ۲۷ : ۲۱)۔

بنی اسرائیل کا ظاہری رہنما ہونے کی حیثیّت سے اپنے منصب سے سُبکدوش ہونے سے پیشتر مُوسیٰ کو ہدایت دی گئی کہ وہ بنی اسرائیل کے رُوبرُو مصر سے اُن کی رہائی اور بیابان میں اُن کی مُسافرت کی تواریخ کو دُہرائے اور اُس شریعت کا اعادہ کرے جو کوہِ سینا پر سے دی گئی تھی۔ جب شریعت دی گئی تھی تو موجودہ جماعت میں سے بہت کم لوگ اِس عُمر کو پہنچے تھے کہ اِس موقع کی عظیمُ الشّان سنجیدگی کو سمجھ سکتے۔ چونکہ وہ بہت جلد یردن کو پار کرنے اور موعُودہ مُلک پر قابض ہونے کو تھے اِس لیے خُدا اُن کے سامنے اپنی شریعت کے تقاضات کو پیش کرنا اور اُن کی اِقبال مندی کے لیے فرمانبرداری کو بطور شرط اُن پر واجب قرار دینا چاہتا تھا۔ مُوسیٰ لوگوں کے سامنے اپنی آخری آگاہیوں اور نصیحتوں کو دُہرانے کے

لیے کھڑا ہؤا۔ اُس کا چہرہ مُقدّس نُور سے منوّر تھا۔ اُس کے بال عمر کے تقاضا سے سفید ہو چکے تھے، لیکن اُس کا بدن سیدھا تھا، اُس کے چہرہ سے کامل صحت اور طاقت کے آثار نمایاں تھے اور اُس کی آنکھ روشن اور تیز تھی۔ یہ ایک اہم موقع تھا اور اُس نے گہرے جذبات کے ساتھ اُن کے "قادرِ مطلق نگہبان" کی محبّت اور رحمت کا منظر پیش کیا۔

"جب سے خُدا نے اِنسان کو زمین پر پیدا کیا تب سے شروع کر کے تُو اُن گُزرے ایّام کا حال جو تجھ سے پہلے ہو چُکے پُوچھ اور آسمان کے ایک سرے سے دُوسرے سرے تک دریافت کر کہ اتنی بڑی واردات کی طرح کبھی کوئی بات ہوئی یا سُننے میں بھی آئی؟ کیا کبھی کوئی قوم خُدا کی آواز جیسے تُو نے سُنی آگ میں سے آتی ہوئی سُن کر زندہ بچی ہے؟ یا کبھی خُدا نے ایک قوم کو کسی دُوسری قوم کے بیچ سے نکالنے کا ارادہ کر کے اِمتحانوں اور نِشانوں اور مُعجزوں اور جنگ اور زور آور ہاتھ اور بلند بازُو اور ہولناک ماجروں کے وسیلہ سے اُن کو اپنی خاطر برگُزیدہ کرنے کے لیے وہ کام کیے جو خُداوند تمہارے خُدا نے تمہاری آنکھوں کے سامنے مصرؔ میں تمہارے لیے کیے؟ یہ سب کچھ تجھ کو دِکھایا گیا تاکہ تُو جانے کہ خُداوند ہی خُدا ہے اور اُس کے سِوا اَور کوئی ہے ہی نہیں۔" (اِستثنا ۴: ۳۲-۳۵)

"خُداوند نے جو تم سے محبّت کی اور تم کو چُن لیا تو اِس کا سبب یہ نہ تھا کہ تم شمار میں اَور قوموں سے زیادہ تھے۔ کیونکہ تم سب قوموں سے شمار میں کم تھے۔ بلکہ چُونکہ خُداوند کو تم سے محبّت ہے اور وہ اُس قسم کو جو اُس نے تمہارے باپ دادا سے کھائی پُورا کرنا چاہتا تھا اِس لیے خُداوند تم کو اپنے زور آور ہاتھ سے نکال لایا اور غلامی کے گھر یعنی مصرؔ کے بادشاہ فرعوؔن کے ہاتھ سے تم کو مُخلصی بخشی۔ سو جان لے کہ خُداوند تیرا خُدا ہی خُدا ہے۔ وہ وفادار خُدا ہے اور جو اُس سے محبّت رکھتے اور اُس کے حکموں کو مانتے ہیں اُن کے ساتھ ہزار پُشت تک وہ اپنے عہد کو قائم رکھتا اور اُن پر رحم کرتا ہے۔" (اِستثنا ۷: ۷-۹)

بنی اسرائیل اپنی تمام تکلیفوں کے لیے موسیٰ کو ذمہ دار ٹھہرانے کے لیے تیار رہتے تھے لیکن اب اُن کے شکوک، جن میں غرور، ہوس یا خود غرضی پائی جاتی تھی، جاتے رہے اور اُنھوں نے پورے اعتماد سے اُس کی باتیں سُنیں۔ موسیٰ نے نہایت وفاداری کے ساتھ اُن کی غلطیوں کو اور اُن کے باپ دادا کی حکم عدولیوں کو پیش کیا۔ بیابان میں اپنی طویل مسافرت کی وجہ سے اُنھوں نے اکثر بے صبری اور بغاوت کی رُوح دکھائی تھی لیکن کنعان پر تصرّف کرنے میں دیری کے لیے خُداوند پر الزام نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ خُدا اُن کی نسبت زیادہ رنجیدہ تھا کیونکہ وہ اُنھیں موعُودہ ملک پر اُسی وقت قابض نہ کروا سکا اور یوں تمام قوموں کے سامنے اپنے لوگوں کی رہائی میں اپنی زبردست طاقت کا مظاہرہ نہ کر سکا۔ خُدا پر بھروسہ نہ رکھنے اور اپنے غُرور اور بے اعتقادی کی وجہ سے وہ کنعان میں داخل ہونے کے لیے تیار نہ ہو سکے تھے۔ وہ کسی طریقہ سے اُس قوم کی نمائندگی نہیں کر سکتے تھے جس کا خُدا خداوند ہے کیونکہ وہ اُس کی سیرت کے، جس میں پاکیزگی، بھلائی اور شفقت پائی جاتی ہے، حامل نہ تھے۔ اگر اُن کے باپ دادا ایمان کے وسیلہ سے خُدا کی ہدایت کے تابع ہوتے اور اُس کے فیصلوں کی مُطابقت میں چلتے اور اُس کے احکام پر عمل کرتے تو وہ کبھی کے کنعان میں بحیثیت اقبال مند، مُقدّس اور خوش حال قوم کے آباد ہو گئے ہوتے۔ اِس خوشنما ملک میں داخل ہونے میں دیری کرنے کی وجہ سے خُدا کی بے حُرمتی ہوئی اور اردگرد کی قوموں کی نظروں میں اُس کے جلال کی بے قدری ہوئی۔

موسیٰ نے، جو خُدا کی شریعت کی سیرت اور قدر و منزلت کو سمجھتا تھا، لوگوں کو یقین دلایا کہ کسی اَور قوم کے پاس اِس قسم کے معقول، راست اور پُر شفقت احکام نہیں تھے جیسے کہ عبرانیوں کو دیئے گئے تھے۔ اُس نے کہا کہ "دیکھو! جیسا خُداوند میرے خُدا نے مجھے حکم دیا اُس کے مطابق مَیں نے تم کو آئین اور احکام سکھا دیئے ہیں تاکہ اُس ملک میں اُن پر عمل کرو جس پر قبضہ کرنے کے لیے جا رہے

ہو۔ سو تم اِن کو ماننا اور عمل میں لانا کیونکہ اَور قوموں کے سامنے یہی تمہاری عقل اور دانش ٹھہریں گے۔ وہ اِن تمام آئین کو سُن کر کہیں گی کہ یقیناً یہ بزرگ قوم نہایت عقلمند اور دانشور ہے۔" (استثنا ۴: ۵، ۶)۔

مُوسیٰؔ نے اُن کی توجّہ کو اُس دن کی طرف مبذول کیا "جب تو خُداوند اپنے خُدا کے حضُور حورِبؔ میں کھڑا ہوا۔" اور اُس نے عبرانی لشکر کے سامنے للکار پیش کی کہ "اَیسی بڑی قوم کون ہے جس کا معبُود اِس قدر اُس کے نزدیک ہو جیسا خُداوند ہمارا خُدا کہ جب کبھی ہم اِس سے دُعا کریں ہمارے نزدیک ہے اور کون ایسی بزرگ قوم ہے جس کے آئین اور احکام اَیسے راست ہیں جیسی یہ ساری شریعت ہے جسے مَیں آج تمھارے سامنے رکھتا ہوں۔" (استثنا ۴: ۷، ۸)۔ آج وہی للکار اسرائیل کے سامنے دُہرائی جاسکتی ہے۔ وہ قوانین جو خُدا نے اپنے قدیم لوگوں کو دیئے اُن قوانین کی نسبت جو اُس زمانہ کی سب سے مہذّب قوموں میں رائج تھے، زیادہ معقُول، بہتر اور بھلے تھے۔ قوموں کے آئین میں غیر تبدیل شدہ دِل کی خامیوں اور جذبات کے داغ موجود ہوتے ہیں لیکن خُدا کی شریعت میں الٰہی سیرت کا اظہار پایا جاتا ہے۔

مُوسیٰؔ نے فرمایا کہ "خُداوند نے تم کو چُنا اور تم کو گویا لوہے کی بھٹّی یعنی مصرؔ سے نکال لے آیا ہے تاکہ تم اُس کی میراث کے لوگ ٹھہرو۔" (استثنا ۴: ۲۰)۔ جس ملک میں وہ بہت جلد داخل ہونے کو تھے اور جو خُدا کی شریعت کی فرمانبرداری کی شرط پر اُن کی اپنی میراث بننے کو تھی اُس کا بیان اُن کے سامنے یُوں پیش کیا گیا اور اِن الفاظ نے بنی اِسرائیل کے دِلوں پر کس قدر گہرا اثر ڈالا ہوگا جبکہ اُنھوں نے یاد کیا ہوگا کہ وہ جس نے اُس خوشنما سرزمین کی برکات کی اِس قدر روشن تصویر کھینچی تھی، ہمارے گُناہ کی وجہ سے اپنی قوم کی میراث میں شامل ہونے سے روک دیا گیا تھا۔

"خُداوند تیرا خُدا تجھ کو ایک اچھّے مُلک میں لیے جاتا ہے۔" "وہ مُلک مصرؔ

کی مانند نہیں ہے جہاں سے تم نکل آئے ہو۔ وہاں تو بیج بو کر اُسے سبزی کے باغ کی طرح پاؤں سے نالیاں بنا کر سینچتا تھا۔ لیکن جس مُلک پر قبضہ کرنے کے لیے تم پار جانے کو ہو وہ پہاڑوں اور وادیوں کا مُلک ہے اور بارش کے پانی سے سیراب ہُوا کرتا ہے۔" "وہ پانی کی ندیوں اور ایسے چشموں اور سوتوں کا ملک ہے جو وادیوں اور پہاڑوں سے پُھوٹ کر نکلتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں گیہوں اور جو اور انگور اور انجیر کے درخت اور انار ہوتے ہیں۔ وہ ایسا ملک ہے جہاں روغن دار زیتون اور شہد بھی ہے۔ اُس مُلک میں تجھ کو روٹی بافراط ملے گی اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہ ہو گی کیونکہ اُس ملک کے پتھر بھی لوہا ہیں اور وہاں کے پہاڑوں سے تُو تانبا کھود کر نکال سکے گا۔" "اِس مُلک پر خُداوند تیرے خُدا کی توجہ رہتی ہے اور سال کے شروع سے سال کے آخر تک خُداوند تیرے خُدا کی آنکھیں اُس پر لگی رہتی ہیں۔" (استثنا ۸: ۷-۹؛ ۱۱: ۱۰-۱۲)۔

"اور جب خُداوند تیرا خُدا تجھ کو اُس ملک میں پُہنچائے جسے تجھ کو دینے کی قسم اُس نے تیرے باپ دادا ابرہام اور اضحاق اور یعقوب سے کھائی اور جب وہ تجھ کو بڑے بڑے اور اچھے شہر جن کو تُو نے نہیں بنایا۔ اور اچھی اچھی چیزوں سے بھرے ہُوئے گھر جن کو تُو نے نہیں بھرا اور کھودے کُھدائے حوض جو تُو نے نہیں کھودے اور انگور کے باغ اور زیتون کے درخت جو تُو نے نہیں لگائے عنایت کرے اور تو کھائے اور سیر ہو۔ تو تُو ہوشیار رہنا تا ایسا نہ ہو کہ تُو خُداوند کو ..... بھول جائے۔" "سو تم احتیاط رکھو تا نہ ہو کہ تم خُداوند اپنے خُدا کے اُس عہد کو جو اُس نے تم سے باندھا ہے بھول جاؤ ..... کیونکہ خداوند تیرا خُدا بھسم کرنے والی آگ ہے۔ وہ غیور خدا ہے۔" (استثنا ۶: ۱۰-۱۲؛ ۴: ۲۳-۲۴)۔ موسیٰ نے کہا کہ اگر تم خُداوند کی نظر میں بدی کرو تو "تم اُس مُلک سے جس پر قبضہ کرنے کو یردن پار جاتے ہو جلد بالکل فنا ہو جاؤ گے۔" (استثنا ۴: ۲۶)۔

شریعت کو اعلانیہ طور پر دُہرانے کے بعد موسیٰ نے تمام شریعت، آئین اور

اُن شہادتوں کو مرقوم کیا جو خُدا نے اُسے دیئے تھے اور قربانیوں کے سلسلہ کے متعلق بھی تمام قواعد قلمبند کیے ۔ جس کتاب میں یہ باتیں درج تھیں اُسے مناسب حاکموں کے سپُرد کر دیا اور حفاظت سے رکھنے کے لیے اُسے عہد کے صندوق کی بغل میں رکھ دیا۔ اب تک یہ بڑا رہنما اس خوف سے بھرا تھا کہ کہیں لوگ خُدا سے علیحدہ نہ ہو جائیں ۔ نہایت ہی دلکش اور پُر جوش تقریر میں اُس نے اُن کے سامنے اُن برکات کا جو فرمانبرداری کی شرط پر اُنھیں مِل سکتی تھیں اور اُن لعنتوں کا، جو حکم عدولی کی صورت میں اُن پر نازل ہونے کو تھیں، ذکر کیا :-

" اگر تُو خُداوند اپنے خُدا کی بات کو جانفشانی سے مان کر اُس کے اِن سب حُکموں پر جو آج کے دِن مَیں تجھ کو دیتا ہوں احتیاط سے عمل کرے " " شہر میں بھی تُو مبارک ہو گا اور کھیت میں بھی تُو مبارک ہو گا اور تیری اولاد اور تیری زمین کی پیداوار اور تیرے چوپایوں کے بچّے ..... مُبارک ہوں گے ۔تیرا ٹوکرا اور تیری کٹھوتی دونوں مُبارک ہوں گے اور تُو اندر آتے وقت مبارک ہو گا اور باہر جاتے وقت بھی مبارک ہو گا ۔ خُداوند تیرے دُشمنوں کو جو تجھ پر حملہ کریں تیرے روبرو شکست دِلائے گا ..... خُداوند تیرے انبار خانوں میں اور سب کاموں میں جن میں تُو ہاتھ لگائے برکت کا حکم دے گا ۔" (استثنا ۲۸ باب)۔

" لیکن اگر تُو ایسا نہ کرے کہ خُداوند اپنے خُدا کی بات سُن کر اُس کے سب احکام اور آئین پر جو آج کے دِن میں تجھ کو دیتا ہوں احتیاط سے عمل کرے تو یہ سب لعنتیں تجھ پر نازل ہوں گی " " اور اُن سب قوموں میں جہاں جہاں خُداوند تجھ کو پُہنچائے گا تو باعثِ حیرت اور ضربُ المثل انگشت نما بنے گا ۔" " اور خُداوند تجھ کو زمین کے ایک سرے سے دُوسرے سرے تک تمام قوموں میں پراگندہ کریگا۔ وہاں تُو لکڑی اور پتّھر کے اور معبُودوں کی جن کو تُو اور تیرے باپ دادا جانتے بھی نہیں پرستش کرے گا ۔ اُن قوموں کے بیچ تجھ کو چین نصیب نہ ہو گا اور نہ تیرے پاؤں کے تلوے کو آرام ملے گا بلکہ خُداوند تجھ کو وہاں دِل لرزاں اور آنکھوں کی

دُھندلاہٹ اور جی کی کُڑھن دے گا اور تیری جان دُبدھے میں اٹکی رہے گی اور تُو رات دن ڈرتا رہے گا اور تیری زندگی کا کوئی ٹھکانا نہ ہو گا اور تُو اپنے دلی خوف کے اور اُن نظاروں کے سبب سے جن کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا صُبح کو کہے گا کہ اے کاش کہ شام ہوتی اور شام کو کہے گا کہ اے کاش کہ صُبح ہوتی !"

(استثنا ۲۸ باب)۔

رُوح کی تحریک سے دُور دراز کے آئندہ زمانہ پر نظر کرتے ہُوئے موسیٰ نے بنی اسرائیل کی بحیثیت ایک قوم کے آخری تباہی اور رُوم کی فوجوں کے ذریعہ یروشلیم کی بربادی کے ہولناک مناظر کی تصویر کھینچی :۔ " خُداوند دُور سے بلکہ زمین کے کنارے سے ایک قوم کو تجھ پر چڑھا لائے گا جیسے عقاب ٹُوٹ کر آتا ہے۔ اُس قوم کی زبان کو تُو نہیں سمجھے گا۔ اُس قوم کے لوگ تُرش رُو ہوں گے جو نہ بڈھوں کا لحاظ کریں گے نہ جوانوں پر ترس کھائیں گے۔" (استثنا ۲۸: ۴۹، ۵۰)۔

کئی صدیوں بعد رُومی جرنیل طیطُس کی زیرِ کمان مُلک کی مکمل ویرانی اور لوگوں کی ہولناک ایذارسانی کی صفائی کے ساتھ تصویر پیش کی گئی :۔ " وہ تیرے چوپائیوں کے بچّوں اور تیری زمین کی پیداوار کو کھاتے رہیں گے جب تک تیرا ناس نہ ہو جائے ...... اور وہ تیرے تمام مُلک میں تیرا محاصرہ تیری ہی بستیوں میں کیے رہیں گے جب تک تیری اُونچی اُونچی فصیلیں جن پر تیرا بھروسہ ہو گا گر نہ جائیں .... تب اُس محاصرہ کے موقع پر اور اُس آڑے وقت میں تو اپنے دُشمنوں سے تنگ آ کر اپنے ہی جسم کے پھل کو یعنی اپنے ہی بیٹوں اور بیٹیوں کا گوشت جن کو خُداوند تیرے خُدا نے عطا کیا ہو گا کھائے گا۔" وہ عورت بھی جو تمہارے درمیان ایسی نازپروردہ اور نازک بدن ہو گی کہ نرمی اور نزاکت کے سبب سے اپنے پاؤں کا تلوا بھی زمین سے لگانے کی جُرأت نہ کرتی ہو اُس کی بھی اپنے پہلو کے شوہر اور اپنے ہی بیٹے اور بیٹی اور اپنے ہی نوزائیدہ بچّے کی طرف ..... بُری نظر ہو گی کیونکہ وہ تمام چیزوں کی قلّت کے سبب سے اُنہی کو چھُپ چھُپ کر کھائے گی جب اُس محاصرے کے

موقع پر اور اُس آڑے وقت میں تیرے دشمن تیری ہی بستیوں میں تجھ کو تنگ کر ماریں گے۔" (استثنا ۲۸: ۵۱-۵۳، ۵۶-۵۷)۔

مُوسٰیؔ نے اپنا بیان اِن مؤثر الفاظ کے ساتھ ختم کیا:۔

"مَیں آج کے دِن آسمان اور زمین کو تمھارے برخِلاف گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے زندگی اور مَوت کو اور برکت اور لعنت کو تیرے آگے رکھا ہے پس تُو زِندگی کو اختیار کر کہ تُو بھی جیتا رہے اور تیری اَولاد بھی۔ تاکہ تُو خُداوند اپنے خُدا سے محبّت رکھے اور اُس کی بات سُنے اور اُسی سے لِپٹا رہے کیونکہ وُہی تیری زندگی اور تیری عُمر کی درازی ہے تاکہ تو اُس ملک میں بسا رہے جس کو تیرے باپ دادا ابرہاؔم اور اضحاؔق اور یعقوؔب کو دینے کی قسم خُداوند نے اُن سے کھائی تھی۔" (استثنا ۳۰: ۱۹، ۲۰)۔

اِن سچائیوں کو تمام لوگوں کے دِلوں پر زیادہ گہرے طور پر نقش کرنے کے لیے اِس بڑے رہنما نے اُنھیں مُقدّس گیت کی صُورت میں نظم کیا۔ یہ گیت نہ صرف تواریخی بلکہ نبیانہ بھی تھا۔ جہاں اِس گیت میں دورِ ماضی میں خُدا کے لوگوں کے ساتھ اُس کے عجیب سلُوک کا ذِکر تھا، وہاں اِیمانداروں کی آخری فتح کا بھی بیان تھا، جب مسیح خُداوند دُوسری مرتبہ قُدرت اور جلال کے ساتھ آئے گا۔ لوگوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اِس منظُوم تواریخ کو حِفظ کریں اور اُسے اپنی اولاد اور اپنی اولاد کی اولاد کو سکھائیں۔ جماعت کو عبادت کے لیے جمع ہونے کے وقت اِس گیت کو لَے کے ساتھ گانا اور لوگوں کو اپنے روزمرہ کے کام کرتے وقت اُسے دُہرانا تھا۔ والدین کا یہ فرض تھا کہ وہ اِن الفاظ کو اپنے بچّوں کے اثر پذیر دِلوں پر اِس طرح نقش کریں کہ اُنھیں کبھی فراموش نہ کیا جا سکے۔

چونکہ بنی اِسرائیل خصُوصی طور پر خُدا کی شریعت کے امین اور محافظ ہونے کو تھے اِس لیے اُس کے احکام کے مفہُوم اور فرمانبرداری کی اہمیت کو اُن پر خاص طور سے نقش کرنا تھا اور اُن کے ذریعہ اُن کی اَولاد اور اُن کی اَولاد کی اَولاد پر۔ خُداوند نے اپنے آئین کے بارے میں یہ حکم دیا:۔ "تُو اِن کو اپنی اَولاد

کے ذہن نشین کرنا اور گھر بیٹھے اور راہ چلتے اور لیٹتے اور اُٹھتے وقت اِن کا ذکر کیا کرنا۔۔۔۔ اور تُو اُن کو اپنے گھر کی چوکھٹوں اور اپنے پھاٹکوں پر لکھنا "۔ (استثنا ۶: ۷، ۹)۔

جب آیندہ زمانہ میں اُن کے بچّے یہ دریافت کریں کہ "جن شہادتوں اور آئین اور فرمان کے ماننے کا حکم خُداوند ہمارے خُدا نے تم کو دیا ہے اُن کا مطلب کیا ہے؟" تب والدین کو خُدا کے پُرفضل سلوک کی تواریخ کو دُہراتا تھا کہ خُداوند نے اُن کی مخلصی کے لیے کیا کیا عجیب کام کیے تھے تاکہ وہ اُس کی شریعت کو مانیں اور والدین اُن سے بیان کریں کہ "خُداوند نے ہم کو اِن سب احکام پر عمل کرنے اور ہمیشہ اپنی بھلائی کے لیے خُداوند اپنے خُدا کا خوف ماننے کا حکم دیا ہے تاکہ وہ ہم کو زندہ رکھے جیسا آج کے دِن ظاہر ہے اور اگر ہم احتیاط رکھیں کہ خُداوند اپنے خُدا کے حضور اِن سب حُکموں کو مانیں جیسا اُس نے ہم سے کہا ہے تو اِسی میں ہماری صداقت ہوگی "۔ (استثنا ۶: ۲۰، ۲۵)۔

تینتالیسواں باب

موسیٰ کی وفات

اپنے لوگوں کے ساتھ خُدا کے تمام تعلقات میں اُس کی محبّت اور شفقت کے ساتھ اُس کے صحیح اور بے لاگ عدل کے امتزاج کا نہایت ہی نمایاں ثبوت پایا جاتا ہے۔ اِس کی مثال عبرانی قوم کی تواریخ میں ملتی ہے۔ خُدا نے بنی اسرائیل پر بہت بڑی برکتیں نازل کی تھیں۔ اُن کے لیے اُس کی شفقت اور مہربانی کی یہ رقّت انگیز تصویر کھینچی گئی ہے :- " جیسے عقاب اپنے گھونسلے کو ہلا ہلا کر اپنے بچّوں پر منڈلاتا ہے ویسے ہی اُس نے اپنے بازوؤں کو پھیلایا اور اُن کو لے کر اپنے پروں پر اُٹھا لیا فقط خُداوند ہی نے اُن کی رہبری کی " (استثنا ۳۲ : ۱۱، ۱۲)۔ اور اِس کے باوجود اُن کی حکم عدولی کی وجہ سے اُن پر کس قدر فوری اور شدید سزا نازل ہوئی!

کھوئی ہوئی نسلِ انسانی کو مخلصی دینے کے لیے خُدا کی بے بیان محبّت اُس کے اکلوتے بیٹے کی بخشش میں ظاہر ہُوئی ہے۔ مسیح خُداوند اِس دُنیا میں اِنسانوں کے سامنے اپنے باپ کی سیرت کو ظاہر کرنے آیا اور اُس کی زندگی الٰہی ہمدردی اور رحم کے کاموں سے بھر پُور تھی۔ تو بھی مسیح خُداوند خود فرماتا ہے کہ " جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا " (متی ۵ : ۱۸) وہی آواز جو تحمل اور محبت سے بھری ہوئی اِلتماس میں گنہگاروں کو اپنے پاس بُلاتی اور معافی اور اطمینان حاصل کرنے کی دعوت دیتی ہے، عدالت کے دِن اپنے رحم کو ردّ کرنے والوں کو حکم دے گی کہ " اَے ملعُونو! میرے سامنے سے .... چلے جاؤ " (متی ۲۵ : ۴۱)۔ تمام بائبل مُقدّس میں خدا کو نہ صرف شفیق باپ ہی کی حیثیت سے بلکہ عادِل و مُنصف کے طور پر بھی پیش کیا گیا ہے۔ گو وہ رحم کرنے میں خوشی محسُوس کرتا ہے اور " گناہ اور تقصیر اور خطا کا بخشنے والا " ہے تاہم " وہ مجرم کو ہرگز

بری نہیں کرے گا۔" (خروج ۳۴: ۷)

قوموں کے حکمرانِ اعلیٰ یعنی خُدا نے فرمایا تھا کہ موسیٰ بنی اِسرائیل کی جماعت کو اُس خوشنما ملک میں نہیں لے جائے گا اور خُدا کے خادم کی دِلسوز التجا بھی اُس کے فتویٰ کو تبدیل نہ کر سکی۔ وہ جانتا تھا کہ اُسے ضرور مرنا ہے۔ تاہم اُس نے بنی اِسرائیل کی حفاظت میں لمحہ بھر کے لیے بھی غفلت نہ کی تھی۔ اُس نے وفاداری سے کوشش کی تھی کہ جماعت کو موعُودہ میراث میں داخل ہونے کے لیے تیار کیا جائے۔ خُدا کا حکم پاکر مُوسیٰ اور یشوعؔ خیمۂ اجتماع کی طرف روانہ ہوئے جبکہ بادل کا ستُون آکر دروازہ پر آٹھہرا۔ یہاں جماعت کو سنجیدگی کے ساتھ یشوعؔ کی نگرانی میں سونپا گیا۔ بنی اِسرائیل کے رہبر کی حیثیت سے مُوسیٰ کا کام اب ختم ہوگیا تھا۔ پھر بھی اپنے لوگوں میں گہری دِلچسپی رکھنے کے باعث اُس نے اپنے آپ کو فراموش کر دیا۔ تمام مجمع کے رُوبرُو موسیٰ نے خُدا کے نام میں اپنے جانشین کو حوصلہ کے یہ مُقدّس الفاظ دہرائے :۔ "مضبُوط ہو جا اور حوصلہ رکھ کیونکہ تُو بنی اسرائیل کو اُس ملک میں لے جائے گا جس کی قسم مَیں نے اُن سے کھائی تھی اور مَیں تیرے ساتھ رہوں گا۔" (استثنا ۳۱: ۲۳)۔ تب وہ قوم کے بزرگوں اور حاکموں سے مُخاطب ہُوا اور اُنھیں سنجیدگی کے ساتھ تاکید کی کہ وفاداری سے اُن ہدایات پر عمل کرو جو مَیں نے خُدا کی طرف سے تمھیں پہنچائی ہیں۔

جب کہ لوگ اِس عُمر رسیدہ مردِ خُدا کو بغور دیکھ رہے تھے جو بہت جلد اُن سے جُدا ہونے کو تھا، تو اُنھوں نے ایک نئی اور گہری شکر گزاری کے ساتھ اُس کی پدرانہ شفقت، پُرفہم مشورت اور اَن تھک خدمات کو یاد کیا۔ کتنی بار جب اپنے گُناہوں کے باعث اُنھوں نے خُدا کی پُرعدل سزاؤں کو اپنے اُوپر وارد کیا تھا تو مُوسیٰ کی دُعائیں اُن کی جان بخشی کے لیے خُدا کے حُضور قبُول ہوئی تھیں۔ اُن کے پچھتاوے کے سبب سے اُن کا رنج اور بھی شدید ہوگیا۔ اُنھوں نے تلخ ہو کر یہ محسُوس کیا کہ ہماری ہی ہٹ دھرمی نے مُوسیٰ کو اُس کے گُناہ کے اِرتکاب کے لیے بھڑکایا تھا جس کے لیے اُسے ضرور مرنا تھا۔

بنی اِسرآئیل کے لیے اپنے محبُوب رہنما کی جُدائی کسی اور ایسی ملامت کی نسبت زیادہ سخت ہوتی جو موسیٰ کی زندگی اور خدمت کے جاری رہنے کی صُورت میں اُنھیں کی جاسکتی۔ خُدا چاہتا تھا کہ وہ اِس بات کا اِحساس کریں کہ ہمیں اپنے آیندہ رہنما کی زندگی کو موسیٰ کی زندگی کی طرح تلخ نہیں کرنا ہے۔ خُدا اپنے لوگوں سے اپنی نازل کردہ برکات کے ذریعہ ہمکلام ہوتا ہے اور جب اِن برکات کی قدر نہیں کی جاتی تو پھر وہ اُنھیں واپس لے لینے کے ذریعہ اُن سے کلام کرتا ہے تاکہ وہ اپنے گُناہوں کا اِحساس کرنے کی طرف مائل ہوں اور پُورے دل سے اُس کی طرف پھریں۔

اُسی روز مُوسیٰ کو یہ حکم ہُلا کہ "تُو ..... نبُو کی چوٹی کو جا ..... اور کنعان کے مُلک کو جسے مَیں میراث کے طور پر بنی اِسرآئیل کو دیتا ہوں دیکھ لے۔ اور اِسی پہاڑ پر جہاں تُو جائے وفات پاکر اپنے لوگوں میں شامل ہو" (استثنا ۳۲: ۴۹، ۵۰)۔

مُوسیٰ نے اکثر خُدا کے حکم کی تعمیل میں اُس سے ہم کلام ہونے کے لیے لشکرگاہ کو چھوڑا تھا لیکن اِس مرتبہ وہ ایک نئے اور پُر اسرار کام پر روانہ ہونے کو تھا۔ اُسے اپنی زندگی کو اپنے خالق کے ہاتھوں میں سونپنے کے لیے جانا تھا۔ مُوسیٰ جانتا تھا کہ مَیں تنہا ہی وفات پاؤں گا اور میری زندگی کے آخری لمحات میں میرے کسی دُنیوی عزیز کو میری خدمت کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ جو منظر اُس کے سامنے تھا وہ پُر اسرار اور دہشت ناک تھا جس سے اُس کا دِل گھبرا رہا تھا۔ اُس کا سب سے بڑا دُکھ اپنے اُن لوگوں سے علیحدہ ہونا تھا جو اُس کی نگرانی میں تھے اور جنھیں وہ پیار کرتا تھا یعنی وہ لوگ جن کے ساتھ اُس کی دِلچسپی اور زندگی اتنے عرصے تک وابستہ رہی تھی۔ لیکن اُس نے خُدا پر بھروسہ رکھنا سیکھ لیا تھا اور اُس نے ایسے ایمان کے ساتھ جس میں شک وشبہ کو دخل نہ تھا اپنے آپ کو اور اپنی قوم کو خُدا کے پیار و رحم کے سپرد کر دیا۔

مُوسیٰ آخری مرتبہ اپنی قوم کے مجمع میں کھڑا ہؤا۔ خُدا کا رُوح پھر اس پر نازل ہؤا اور اُس نے نہایت دلکش اور رِقّت انگیز زبان میں ہر قبیلہ کے لیے برکت چاہی اور

اپنے بیان کو اُن تمام کے لیے رُخصتی کلماتِ برکات کے ساتھ ختم کیا :-

" اَے یسوؔرون! خُدا کی مانند اور کوئی نہیں۔
جو تیری مدد کے لیے آسمان پر
اور اپنے جاہ و جلال میں اَفلاک پر سوار ہے۔
اَبدی خُدا تیری سکونت گاہ ہے
اور نیچے دائمی بازُو ہیں۔
اُس نے غنیم کو تیرے سامنے سے نکال دیا۔
اور کہا اُن کو ہلاک کر دے
اور اِسرؔائیل سلامتی کے ساتھ۔
یعقوؔب کا سوتا اکیلا۔
اناج اور مَے کے مُلک میں بسا ہُوا ہے
بلکہ آسمان سے اُس پر اوس پڑتی رہتی ہے
مُبارک ہے تُو اَے اِسرؔائیل!
تُو خُداوند کی بچائی ہوئی قَوم ہے سو کَون تیری مانند ہے؟
وہی تیری مدد کی سپر ہے۔"

(استثنا ۳۳ : ۲۶-۲۹)-

مُوسؔیٰ جماعت سے رُخصت ہُوا اور خاموشی اور تنہائی میں پہاڑ کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ "کوہِ نبوؔ کے اُوپر پسگہ کی چوٹی پر چڑھ گیا" (استثنا ۳۴ : ۱)۔ اُس تنہا چوٹی پر وہ کھڑا ہُوا اور اُس نے روشن آنکھوں سے اُس منظر کو بغور دیکھا جو اُس کے سامنے تھا۔ مغرب کی طرف دُور فاصلہ پر بحیرہ رُوم کا نیلا پانی پھیلا ہُوا تھا۔ شمال میں حرمُوؔن کا بلند پہاڑ تھا۔ مشرق کی جانب موآؔب کی سطح مُرتفع تھی اور اُس کے آگے بسؔن کا ملک یعنی بنی اِسرؔائیل کی فتح کا منظر تھا اور دُور جنُوب کی سمت اُن کی طویل مُسافرت کا بیابان پھیلا ہُوا تھا۔

تنہائی میں مُوسیٰ نے شاہی دربار کی شان وشوکت اور مصر کی متوقع حکومت کو خیر باد کہنے کے وقت سے خُدا کی برگزیدہ قوم کے ساتھ شامل ہونے کے وقت تک اپنی نشیب و فراز اور مُشکلات سے بھرپُور زندگی کی نظرِ ثانی کی ۔ اُس نے اُن طویل برسوں کو جب کہ وہ بیابان میں یترو کی بھیڑیں چراتا تھا، جلتی ہوئی جھاڑی میں فرشتے کے ظہور اور بنی اسرائیل کی رہائی کے لیے اپنی بُلاہٹ کو یاد کیا ۔ اُس نے پھر خُدا کی قُدرت کے زبردست مُعجزوں کو جو اُس کی برگزیدہ قوم کی خاطر ظاہر ہُوئے اور اُن کی مُسافرت اور بغاوت کے برسوں میں اُس کی لازوال شفقت کو دیکھا۔ اُن تمام کاموں کے باوجُود جو خُدا نے اُن کے لیے کیے تھے، اُس کی اپنی مناجات اور خدمات کے باوجُود اُس بڑے لشکر میں سے جو مصر میں سے نکلا تھا صرف دو بالغ اِس قدر وفادار نکلے تھے کہ وہ موعُودہ ملک میں داخل ہو سکے۔ جب موسیٰ نے اپنی خِدمت کے نتائج کی نظرِ ثانی کی تو اُسے اپنی تکالیف اور اِیثار کی زندگی تقریباً بے سُود معلوم ہوئی ۔

تاہم جو بوجھ اُس نے اُٹھائے تھے اُن کے لیے وہ مَلول نہ ہوُا۔ وہ جانتا تھا کہ اُس کی خدمت اور اُس کا کام خُدا کی طرف سے مُقرّر کیے گئے تھے ۔ جب اُسے شروع میں غُلامی میں سے بنی اِسرائیل کا رہنما بننے کے لیے بُلایا گیا تھا تو وہ اِس ذمّہ داری کو اُٹھاتے وقت ہچکچاتا تھا لیکن جب سے اُس نے کام کی ذمّہ داری سنبھالی تھی اُس نے اِس بوجھ سے شانہ کشی نہ کی تھی ۔ یہاں تک کہ جب خُداوند نے اُسے سبکدوش کرنے اور باغی بنی اِسرائیل کو فنا کر دینے کی تجویز پیش کی تھی تو بھی مُوسیٰ رضامند نہ ہوُا تھا ۔ گو اُس کی تکلیفیں بہت بڑی تھیں تاہم وہ خُدا کی خوشنودی کے خاص اظہارات سے مسرُور ہوُا تھا ۔ اُس نے بیابانی سفر کے دَوران میں خُدا کی قُدرت اور جلال کے مُشاہدات اور اُس کی محبّت کی رِفاقت میں بیش قیمت تجربہ حاصل کیا تھا ۔ اُس نے محسُوس کیا کہ گُناہ کا چند روزہ لُطف اُٹھانے کی نسبت خُدا کی اُمّت کے ساتھ بدسلُوکی برداشت کرنے کا چناؤ معقُول

فیصلہ تھا۔

بحیثیت خُدا کی اُمّت کے رہنما کے جب اُس نے اپنی گذشتہ زندگی پر نظر ڈالی تو اُس نے معلُوم کیا کہ فقط ایک گناہ کی وجہ سے یہ اعمال نامہ داغدار ہو گیا ہے۔ اُس نے محسُوس کیا کہ اگر وہ گُناہ مٹایا جا سکے تو مَیں مَوت سے خائف نہ ہونگا۔ اُسے یقین دِلایا گیا تھا کہ توبہ اور موعُودہ قُربانی پر ایمان رکھنا ہی محض وہ امر ہے جس کا خُدا مطالبہ کرتا ہے اور ایک دفعہ پھر مُوسیٰؑ نے اپنے گُناہ کا اقرار کیا اور خُداوند مسیح یسُوع کے نام میں معافی کی درخواست کی۔

اور اَب اُس کے سامنے موعُودہ ملک کا مکمّل و مسلسل منظر پیش کیا گیا۔ مُلک کا ہر حِصّہ اُس کے رُوبرُو پھیلا ہُوا تھا۔ حدِّ نظر سے دُور، دُھندلا اور غیر یقینی نہیں بلکہ اُس کی محظُوظ نگاہ میں صاف و روشن اور خُوب صُورت نظر آتا تھا۔ اِس نظارہ میں جو تصویر پیش کی گئی تھی وہ مُلک کی موجُودہ حالت نہ تھی بلکہ جیسی بنی اِسرائیل کے قابض ہوتے اور خُدا کی برکات کے نازل ہونے کے بعد نظر آنے کو تھی۔ اُسے ایسا معلُوم ہوتا تھا کہ مَیں دُوسرے باغِ عدن پر نظر کر رہا ہوں۔ اُس کی نگاہوں کے سامنے پہاڑ تھے جو لُبنان کے دیوداروں سے ڈھکے ہُوئے تھے، اور پہاڑیاں جو زیتون کے گھنے سبزی مائل خاکستری درختوں سے بھرپُور اور انگُور کی خوشبُو میں بسی ہوئی تھیں۔ وہاں وسیع اور سرسبز میدان بھی تھے جو رنگین پھُولوں اور پھلوں کی کثرت سے چمک رہے تھے۔ ایک طرف گرم مرطُوب خطّوں کے کھجُور کے جھُنڈ اور دُوسری طرف گیہوں اور جَو کے لہلہاتے ہوئے کھیت تھے۔ ہر کہیں خوشگوار وادیاں تھیں، جن میں ندّیاں گنگُناتی اور پرندے چہچہاتے تھے۔ جا بجا رونق دار شہر، خُوبصورت باغات اور نظر فریب جھیلیں تھیں جنھیں "سمندروں کے فیض" مُیسّر تھے۔ پہاڑوں کی ڈھلانوں پر مویشیوں کے ریوڑ چر رہے تھے، یہاں تک کہ چٹانوں میں بھی شہد کی مکھیاں اپنے سُنہری خزانے جمع کر رہی تھیں۔ فی الحقیقت یہ ایسا ملک تھا جیسا مُوسیٰ نے خُدا کے رُوح کی تحریک سے بنی اِسرائیل کے سامنے اِن

اَلفاظ میں پیش کیا تھا:۔ " اُس کی زمین خُداوند کی طرف سے مُبارک ہو! آسمان کی بیش قیمت اشیاء اور شبنم اور وہ گہرا پانی جو نیچے ہے اور سُورج کے پکائے ہُوئے بیش بہا پھل .... اور قدیم پہاڑوں کی بیش قیمت چیزیں اور زمین اور اُس کی معمُوری کی بیش قیمت چیزیں" (استثنا ۳۳: ۱۳-۱۶)۔

مُوسیٰ نے برگزیدہ قوم کے ہر قبیلہ کو ملکِ کنعان میں اپنی اپنی میراث کے مُطابق آباد دیکھا۔ اُس نے موعُودہ ملک میں اُن کے آباد ہونے کے بعد کی تواریخ کا نظارہ دیکھا اور اُس کے سامنے اُن کی برگشتگی اور اُس کی سزا کی طویل اور افسوسناک کہانی کھول دی گئی۔ اُس نے اُنھیں اُن کے گُناہوں کی وجہ سے بُت پرست قوموں میں تتر بتر ہوتے، اسرائیل سے خُدا کے جلال کو جُدا ہوتے، اُن کے خُوبصورت شہر مسمار ہوتے اور اُس کے باشندوں کو اجنبی ممالک میں اسیری میں دیکھا۔ اُس نے اُنھیں اُن کے باپ دادا کے ملک میں بحال ہوتے اور آخر کار رُوم کی سلطنت کے ماتحت دیکھا۔

اُسے امتدادِ زمانہ پر نظر ڈالنے اور ہمارے نجات دہندہ کی پہلی آمد کو دیکھنے کا موقع مِلا۔ اُس نے خُداوند مسیح یسُوع کو بیتُ اللحم میں بچّہ کی حیثیت میں دیکھا۔ اُس نے آسمانی لشکر کو خُدا کی تمجید اور زمین پر آدمیوں میں صُلح کا مسرّت بخش گیت گاتے سُنا۔ اُس نے آسمان میں اُس ستارے کو دیکھا جو پورب کے مجُوسیوں کی رہنمائی خُداوند یسُوع مسیح تک کر رہا تھا اور جب اُس نے اِن نبیانہ الفاظ کو یاد کیا تو اُس کا دِل ایک بڑی روشنی سے مُنوّر ہو گیا کہ " یعقوب میں سے ایک ستارہ نکلنے لگا اور اسرائیل میں سے ایک عصا اُٹھے گا۔ (گنتی ۲۴: ۱۷)۔ اُس نے مسیح خُداوند کی ناصرت کی فروتن زندگی دیکھی۔ اُس نے اُس کی محبّت، ہمدردی اور شِفا سے بھر پُور خدمت اور مغرور بے اعتقاد قوم کے ذریعہ اُس کا ردّ کیا جانا بھی دیکھا۔ اُس نے حیران ہو کر یہودیوں کو، اپنے زعم و فخر میں خُدا کی شریعت کو سرفراز کرتے سُنا۔ جب کہ وہ شریعت کے دینے والے کو بے عزّت اور ردّ کر رہے

بھتے ۔ اُس نے خُداوند یسُوع مسیح کو کوہِ زیتوؔن پر اپنے عزیز شہر پر آنسو بہاتے ہوئے الوداع کہتے دیکھا۔ جب مُوسیٰؔ نے اِس قوم کو ہمیشہ کے لیے ردّ ہوتے ہوئے دیکھا جسے خُدا نے اِس قدر برکت دی تھی، یعنی وہ قوم جس کے لیے اُس نے خود محنت، دُعا اور قربانی کی تھی اور جس کے لیے وہ رضامند تھا کہ اُس کا اپنا نام زندگی کی کتاب سے مٹا دیا جائے، اور جب اُس نے اُن خوفناک الفاظ کو سُنا کہ "دیکھو تمہارا گھر تمہارے لیے ویران چھوڑا جاتا ہے۔" (متی ۲۳ : ۳۸)۔ تو اُس کا دِل رنج سے بھر گیا اور خُدا کے بیٹے کے غم کے خیال سے اُس کی آنکھوں سے آنسُو بہنے لگے۔

اُس کی نگاہیں نجات دہندہ پر تھیں جب وہ گتسمنی میں جا رہا تھا اور اُس باغ میں اُس کی جان کنی، پکڑوائے جانے، ٹھٹھوں میں اُڑائے جانے اور کوڑے کھانے یعنی اُس کے مصلُوب ہونے کو دیکھا۔ مُوسیٰؔ نے دیکھا کہ جس طرح اُس نے بیابان میں سانپ کو اُونچے پر چڑھایا تھا اُسی طرح ابنِ آدم کا اُونچے پر چڑھایا جانا ضروری ہے" تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے اُس میں ہمیشہ کی زندگی پائے" (یُوحنّا ۳ : ۱۵)۔ جب مُوسیٰؔ نے یہودیوں کی ریاکاری اور شیطنت سے بھرپور نفرت کو دیکھا جو یہودی قوم نے اپنے مخلصی دینے والے یعنی اُس زورآور فرشتہ کے خلاف ظاہر کی تھی، جس نے اُن کے باپ دادا کی رہنمائی کی تھی، تو اُس کا دِل رنج، غیرت اور خوف سے بھر گیا۔ اُس نے مسیح خُداوند کی یہ اذیت ناک پکار سُنی کہ "اَے میرے خُدا! اَے میرے خُدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" اُس نے اُسے یُوسفؔ کی نئی قبر میں پڑے ہوئے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہولناک مایُوسی کی تاریکی دُنیا پر چھا گئی ہے۔ لیکن اُس نے پھر نگاہ کی اور اُسے فتحمندی کے ساتھ جی اُٹھتے اور خدمت گزار فرشتوں کے جلُوس میں آسمان پر جاتے اور قیدیوں کی ایک بھیڑ کی رہنمائی کرتے پایا۔ اُس نے اُس کے اِستقبال میں نورانی پھاٹکوں کو کھُلتے اور آسمانی لشکر کو اپنے سپہ سالار کو فتح کے گیتوں سے خوش آمدید کہتے

سُنا۔ اور اُس موقع پر اُس پر یہ آشکارا کیا گیا کہ وہ خُود نجات کی جلو میں شامل ہوگا اور اُس کے لیے اَبدی دروازوں کو کھولے گا۔ جب اُس نے اِس منظر پر نگاہ کی تو اُس کا چہرہ مُقدّس روشنی سے مُنوّر ہوگیا۔

جب اُس نے اپنا مُقابلہ خُدا کے بیٹے کی تکالیف اور دُکھوں سے کیا تو اُسے اپنی تکالیف اور دُکھ بہت ہی خفیف نظر آتے۔ "ازحد بھاری اور ابدی جلال" کے مقابلہ میں وہ کس قدر ہلکے معلوم ہُوئے! (۲-کرنتھیوں ۴: ۱۷)۔ حالانکہ اُس کے دُکھ تکلیف خفیف تھے تاہم وہ خوش تھا کہ مجھے خُداوند یسُوع مسیح کے دُکھوں میں شریک ہونے کا موقع مِلا ہے۔

مُوسیٰ نے خداوند یسُوع کے شاگردوں کو اُس کی خوشخبری کو دُنیا میں پھیلاتے دیکھا۔ اُس نے دیکھا کہ حالانکہ بنی اِسرائیل "جسم کے اعتبار سے" اُس اعلےٰ مقام تک پہنچنے میں ناکام رہے جس کے لیے خُدا نے اُنھیں بُلایا تھا اپنی بے ایمانی کے باعث وہ دُنیا کا نُور بننے میں ناکام رہے۔ حالانکہ اُنھوں نے خُدا کے رحم کی بے قدری کی تھی اور بحیثیت اُس کی برگزیدہ قوم کے اپنی برکات کھو بیٹھے تھے، تاہم خُدا نے ابرؔہام کی نسل کو ردّ نہ کیا تھا۔ وہ جلالی مقاصد جو خُدا نے بنی اِسرائیل کے ذریعہ پُورا کرنے کا اِرادہ کیا تھا پُورے ہونے کو تھے۔ اُن سب کو جنھیں مسیح خُداوند میں اِیمان کے فرزند بنتا تھا، ابرؔہام کی نسل میں شمار ہوتے کو تھے۔ وہ عہد کے وعدوں کے وارث تھے اور ابرؔہام کی طرح اُنھیں خُدا کی شریعت اور اُس کے بیٹے کی خوشخبری کی نگرانی کرنے اور اُسے دُنیا کے سامنے مُشتہر کرنے کے لیے بُلایا گیا تھا۔ مُوسیٰ نے خُوشخبری کی روشنی کو مسیح خُداوند کے شاگردوں کے وسیلہ سے اُن پر چمکتے دیکھا "جو لوگ اندھیرے میں بیٹھے تھے"۔ (متی ۴: ۱۶)۔ اور ہزاروں کو غیر اقوام میں سے اُس کے طلُوع کے نُور کی طرف جوق در جوق آتے دیکھا۔ اور یہ دیکھ کر وہ بنی اِسرائیل کی اقبال مندی اور خوشحالی میں مسرُور ہُوا۔

اور اَب اُس کی آنکھوں کے سامنے ایک اَور منظر گزرا۔ اُسے شیطان کا کام دکھایا گیا تھا جو وہ یہودیوں کی مسیح خُداوند کو ردّ کرنے میں رہنمائی کرنے کے ذریعہ کر رہا تھا۔ جب کہ وہ بظاہر اُس کے باپ کی شریعت کی تعظیم کرنے کا دعوےٰ کرتے تھے۔ اُس نے اب مسیحی دُنیا کو مسیح خُداوند کو قبول کرنے کا دعوےٰ کرتے اور دُوسری طرف خُدا کی شریعت کو ردّ کرتے ہوئے اِسی قسم کے دھوکہ میں دیکھا۔ اُس نے کاہنوں اور بزرگوں کی زبان سے دیوانگی کی حالت میں یہ پکار سُنی تھی کہ "لے جا! لے جا" "اِس کو مصلُوب کر! مصلُوب!" اور اب اُس نے نام نہاد مسیحی اُستادوں کو یہ پکارتے سُنا کہ "شریعت کو ردّ کر دو!" اُس نے سبت کو پائمال ہوتے اور اُس کی جگہ ایک نقلی تہوار کو مقرر ہوتے دیکھا۔ موسیٰ پھر حیرت اور خَوف سے بھر گیا۔ جو لوگ مسیح خُداوند پر ایمان رکھتے تھے وہ اُس شریعت کو کس طرح ردّ کر سکتے تھے جو اُس نے مُقدّس پہاڑ پر اپنی زبان سے سُنائی تھی؟ کوئی شخص جو خُدا سے ڈرتا ہے کس طرح اُس شریعت کو نظر انداز کر سکتا تھا جو آسمان و زمین میں اُس کی حکومت کی بنیاد ہے؟ موسیٰ نے خوشی کے ساتھ اب بھی خُدا کی شریعت کو تھوڑے سے لوگوں میں بزرگی پاتے دیکھا۔ اُس نے اُن لوگوں کو برباد کرنے کے لیے، جو خُدا کی شریعت کو مانتے ہیں دُنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کی آخری زبردست جدّ و جہد کو دیکھا۔ اُس نے مستقبل میں اُس وقت پر نظر کی جب خُدا دُنیا کے باشندوں کو اُن کی بدی کی سزا دینے کے لیے اُٹھے گا اور جو اُس کے نام کا خَوف مانتے ہیں وہ اُس کے غضب کے دن پناہ پائیں گے۔ اُس نے اُن لوگوں کے ساتھ خُدا کے صلح کے عہد کو سُنا جنھوں نے اُس کی شریعت پر عمل کیا ہے اور جب وہ اپنی مُقدّس سکونت گاہ سے اپنی آواز بلند کرتا ہے تو آسمان اور زمین کانپ اُٹھتے ہیں۔

اُس نے مسیح خُداوند کی دُوسری جلالی آمد، راستباز مُردوں کو غیر فانی زندگی کے لیے جی اُٹھتے اور زندہ راستبازوں کو مَوت کا مزا چکھے بغیر تبدیل ہوتے اور باہم مل کر خوشی کے گیتوں کے ساتھ خُدا کے شہر کی طرف جاتے دیکھا۔

اب ایک نظّارہ اُس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرتا ہے یعنی زمین لعنت سے آزاد ہو کر اُس خوبصورت موعُودہ سرزمین سے بھی زیادہ خُوشنما دکھائی دیتی ہے جو ابھی ابھی اُس کی حدِ نظر کے سامنے پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں گُناہ نہیں اور اُس میں مَوت داخل نہیں ہو سکتی۔ وہاں مخلصی یافتہ قوموں کا ابدی گھر ہے۔ مُوسیٰ ناقابلِ بیان مُسرّت سے اِس نظّارہ کو دیکھتا ہے یعنی جلالی مخلصی کی ایسی تکمیل جو اُس کی بلند ترین اُمیدوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ خُدا کے لوگوں کی دُنیوی مُسافرت ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتی ہے اور خُدا کے اِسرائیل آخر کار اِس خوشنما مُلک میں داخل ہو جاتے ہیں۔

اب رؤیا ختم ہو گئی اور اُس کی نگاہیں ملکِ کنعان پر جا ٹکیں جو اُس کے سامنے دُور تک پھیلا ہؤا تھا۔ پھر وہ تھکے ماندہ جنگی مرد کی طرح آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ "پس خُداوند کے بندہ مُوسیٰ نے خُداوند کے کہے کے موافق وہیں موآب کے مُلک میں وفات پائی اور اُس نے اُسے موآب کی ایک وادی میں بیتِ فغور کے مقابل دفن کیا پر آج تک کسی آدمی کو اُس کی قبر معلوم نہیں"۔ (استثنا ۳۴: ۵، ۶)۔ بہت سے ایسے لوگ جو مُوسیٰ کی حینِ حیات میں اُس کی ہدایات پر عمل کرنے کے لیے رضامند نہ تھے، اگر اُس کے دفن ہونے کی جگہ سے واقف ہوتے تو وہ اُس کی لاش کی بُت پرستی کرنے کے خطرہ میں پڑ جاتے۔ اِسی وجہ سے اُسے اِنسانوں سے پوشیدہ رکھا گیا۔ لیکن خُدا کے فرشتوں نے اُس کے وفادار خادم کی لاش کو دفنایا اور وہ اُس تنہا قبر کی نگرانی کرتے رہے۔

"اور اُس وقت سے اب تک بنی اِسرائیل میں کوئی نبی مُوسیٰ کی مانند جس سے خُدا نے رُوبرو باتیں کیں نہیں اُٹھا۔ اور اُس کو خُداوند نے..... نشانوں اور عجیب کاموں کے دِکھانے کو بھیجا تھا۔ یُوں مُوسیٰ نے سب اِسرائیلیوں کے سامنے زورآور ہاتھ اور بڑی ہیبت کے کام کر دکھائے۔" (استثنا ۳۴: ۱۰-۱۲)۔

اگر مُوسیٰ کی زندگی اُس ایک گناہ سے داغدار نہ ہوتی جو اُس نے قادس میں

چٹان سے پانی نکالتے وقت خُدا کو جلال نہ دینے سے کیا تھا، تو وہ موعُودہ مُلک میں داخل ہو جاتا اور موت کا مزا چکھے بغیر آسمان پر اُٹھا لیا جاتا۔ لیکن اُسے زیادہ عرصہ قبر میں نہ رہنا تھا۔ مسیح خُداوند خود اُن فرشتوں کے ساتھ جنھوں نے موسیٰؔ کو دفنایا تھا اپنے سونے والے مُقدّس کو زندہ کرنے کے لیے آسمان سے آیا۔ شیطان نے مُوسیٰؔ کو خُدا کے خلاف گناہ کرنے کے لیے اُکسانے اور یُوں مَوت کی عملداری کے تحت لانے کے ذریعہ اپنی فتحمندی پر خوشی کے شادیانے بجائے تھے۔ اِس بڑے دُشمن نے یہ اِعلان کیا کہ اِس اِلٰہی فتوے کی رُو سے کہ " تُو خاک ہے اور خاک میں پھر لوٹ جائے گا۔" (پیدائش ۳ : ۱۹)۔ اُسے مُردوں کی لاش پر قابض ہونے کا حق حاصل ہے۔ قبر کی طاقت کو کبھی توڑا نہیں گیا تھا اور اُن تمام پر جو قبروں میں تھے اُس نے دعوٰے کیا کہ وہ میرے اسیر ہیں جنھیں میرے تاریک قید خانے سے کبھی رہا نہیں کیا جا سکتا۔

مسیح خُداوند پہلی مرتبہ مُردے کو زندگی بخشنے کو تھا۔ جب زندگی کا شہزادہ اور نورانی فرشتے قبر کے نزدیک پہنچے تو شیطان کو ڈر پیدا ہُوا کہ میری عظمت خطرے میں ہے۔ وہ اپنے بدکار فرشتوں کے ساتھ اُس علاقہ کے بارے میں جھگڑا کرنے کے لیے تیار ہو گیا جس پر وہ اپنا دعوٰے جتاتا تھا۔ وہ شیخی بگھارتا تھا کہ خُدا کا یہ خادم میرا قیدی بن گیا ہے۔ اُس نے اعلانیہ کہا کہ مُوسیٰؔ بھی شریعت پر عمل کرنے کا مقصد نہ رکھتا تھا کیونکہ اُس نے خود اُس جلال کو اپنے اُوپر چسپاں کیا تھا جو فقط خُداوند کے شایانِ شان ہے یعنی وہ اُسی گُناہ کا مرتکِب ہُوا تھا جس کے باعث شیطان کو آسمان سے جلاوطن کر دیا گیا تھا اور وہ اِس نافرمانی کی وجہ سے شیطان کی عملداری میں آ گیا تھا۔ اِس بڑے دھوکہ باز نے اُنہی اِبتدائی الزامات کا اعادہ کیا، جو اُس نے اِلٰہی حکومت کے خلاف لگائے تھے اور اپنے پُرانے شکووں کو دُہرایا کہ خُدا نے مجھ سے بے اِنصافی کی ہے۔

مسیح خُداوند نے شیطان کے ساتھ بحث وتکرار کرنے کی ضرورت بھی محسوس

نہ کی۔ وہ اُس کے خلاف اُس ظالمانہ کام کے نتیجہ کو پیش کر سکتا تھا جو اُس کے دھوکہ سے پیدا ہُوا تھا اور جو آسمان کے باشندوں کی ایک بہت تعداد کی بربادی کا باعث ہُوا تھا۔ وہ اُس کے اُس جھُوٹ کا حوالہ دے سکتا تھا جو اُس نے باغِ عدن میں بولا تھا جس کے باعث آدم گُناہ کرنے کی جانب راغب ہُوا اور نسلِ انسانی میں موت لایا۔ وہ شیطان کو یاد دِلا سکتا تھا کہ بنی اِسرائیل کو بڑبڑانے اور بغاوت کرنے کی آزمائش میں ڈالنے کا تُو ہی ذمہ دار ہے جس نے موسیٰ کو یہاں تک ماندہ کر دیا کہ وہ بے صبر ہو کر بے احتیاطی کے لمحہ میں سہواً اُس گناہ میں پھنس گیا جس کی وجہ سے وہ موت کے قبضہ میں آ گیا تھا۔ لیکن مسیح خُداوند نے یہ کہتے ہوئے اِس سارے معاملہ کو اپنے باپ پر چھوڑ دیا کہ "خُداوند تجھے ملامت کرے۔" (یہوداہ آیت ۹)۔ نجات دہندہ اپنے مخالف کے ساتھ کسی بحث و تکرار میں نہ پڑا لیکن اُس نے اُسی جگہ اور اُسی وقت شکست خوردہ دُشمن کی طاقت کو توڑنے اور مُردے کو زندگی بخشنے کا کام شروع کر دیا۔ یہ اِس بات کا ثبُوت تھا کہ شیطان خُدا کے بیٹے کی عظمت پر بحث نہیں کر سکتا ہے۔ قیامت ہمیشہ کے لیے یقینی بن گئی تھی۔ شیطان اپنے شکار سے محرُوم ہو گیا تھا اور راست باز مُردوں کا دوبارہ زندہ ہونا یقینی ہو گیا تھا۔

گُناہ کی وجہ سے مُوسیٰ شیطان کی عملداری میں آ گیا تھا۔ اپنی حقیقتِ حال کے پیشِ نظر وہ موت کا بجا طور پر قیدی تھا۔ لیکن وہ بقا کی حالت میں زندہ کیا گیا جس کا اِستحقاق مخلصی دینے والے کے نام میں اُسے حاصل تھا۔ مُوسیٰ قبر سے جلالی صُورت میں نکلا اور اپنے مخلصی دہندہ کے ساتھ خُدا کے آسمانی شہر کی طرف صعُود کر گیا۔

مسیح خُداوند کی قُربانی سے پیشتر خُدا کا عدل اور پیار کبھی بھی اِس قدر نُمایاں طور پر ظاہر نہیں ہُوا جیسا کہ مُوسیٰ کے ساتھ اُس کے تعلقات میں ظاہر ہوتا ہے۔ خُدا نے مُوسیٰ کو ملکِ کنعان میں داخل ہونے سے اِس لیے باز رکھا کہ وہ ایسا سبق سیکھے جو ناقابلِ فراموش ہے یعنی کہ خُدا پُوری پُوری فرمانبرداری کا مُطالبہ کرتا

ہے اور یہ کہ اِنسان کو اُس جلال کو جو فقط اُن کے خالق کا حق ہے، اپنے اُوپر چسپاں کرنے میں خبردار ہونا چاہیئے۔ وہ موسیٰ کی اِس دُعا کو قبول نہ کر سکتا تھا کہ مجھے بنی اِسرائیل کی میراث میں حصّہ لینے کا موقع دے، لیکن اُس نے اپنے خادم کو فراموش اور ترک نہ کیا۔ آسمان کے خُدا نے موسیٰ کی اُن تکالیف کو سمجھ لیا جو اُس نے برداشت کی تھیں۔ خُدا نے اُس کی وفادارانہ زندگی کی کشمکش اور مصائب سے بھرپور طویل خدمت کے برسوں پر غور کیا تھا۔ پِسگہ کی چوٹی پر سے خُدا نے موسیٰ کو ایسی میراث میں داخل ہونے کے لیے بُلایا جو زمینی کنعان کے مُقابلہ میں بیحد جلالی ہے۔

جس پہاڑ پر مسیح یسُوع کی صُورت بدل گئی تھی وہاں موسیٰ ایلیاہ کے ساتھ جو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا، حاضر تھا۔ وہ باپ کی طرف سے اُس کے بیٹے کے پاس نُور اور جلال لے کر آئے تھے۔ اور یُوں موسیٰ کی دُعا، جو کئی صدیاں پیشتر مانگی گئی تھی آخرکار مقبُول ہُوئی۔ وہ اپنی قوم کی میراث کے "خُوشنما پہاڑ" پر کھڑا ہوا اور اُس کی گواہی دی جس پر بنی اسرائیل کے تمام وعدے مرکُوز تھے۔ اُس شخص کی سوانح حیات میں جو خُدا کی نظروں میں اِس قدر قابلِ تعظیم تھا، یہ وہ آخری منظر ہے جو فانی انسان پر ظاہر کیا گیا ہے۔

موسیٰ مسیح خُداوند کی علامت ہے۔ اُس نے خود بنی اِسرائیل پر ظاہر کیا تھا کہ "خُداوند تیرا خُدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اُس کی سُننا" (استثنا ۱۸ : ۱۵)۔ خُدا نے یہ مناسب سمجھا کہ موسیٰ کو دُکھ تکلیف اور غریبی کے مکتب میں تربیت دے۔ اِس سے پیشتر کہ وہ اِسرائیل کے لشکروں کی زمینی کنعان تک رہنمائی کرنے کے لیے تیار ہو سکے۔ خُدا کے اِسرائیل کا جو آسمانی کنعان کی طرف سفر کر رہے ہیں، ایسا رہنما ہے جس کو رُوحانی رہنما کی حیثیت سے اپنے کام کے لیے تیار ہونے کے لیے کسی اِنسانی تربیت کی ضرورت نہ تھی تاہم وہ دُکھوں کے ذریعہ کامل کیا گیا تاکہ

"جس صورت میں اُس نے خود ہی آزمائش کی حالت میں دُکھ اُٹھایا تو وہ اُن کی بھی مدد کرسکتا ہے جن کی آزمائش ہوتی ہے۔" (عبرانیوں ۲ : ۱۰، ۱۸) ہمارے مُخلصی دینے والے نے کسی انسانی کمزوری یا اُدھورے پن کا اظہار نہ کیا تاہم وہ ہماری خاطر موعُودہ سرزمین میں داخل ہونے کا حق حاصل کرنے کے لیے قربان ہوگیا۔

"مُوسیٰ تو اُس کے سارے گھر میں خادم کی طرح دیانتدار رہا تاکہ آیندہ بیان ہونے والی باتوں کی گواہی دے۔ لیکن مسیح بیٹے کی طرح اُس کے گھر کا مُختار ہے اور اُس کا گھر ہم ہیں بشرطیکہ اپنی دلیری اور اُمید کا فخر آخر تک مضبُوطی سے قائم رکھیں۔" (عبرانیوں ۳ : ۵، ۶)۔

○

ختم شُد